سُنّی دعوتِ اسلامی کی درسی کتاب

برکاتِ شریعت

مؤلف

عطائے حضور مفتی اعظم ہند

حافظ و قاری مولانا محمد شاکر علی نوری

(امیر سُنّی دعوتِ اسلامی)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
وَعَلٰی آلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : مَنْ اَحَبَّ سُنَّتِیْ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ کَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّۃِ۔ (الحدیث)

کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کرے
ٹھیک ہو نامِ رضا تم پہ کروڑوں درود

برکات شریعت

(جلد اوّل)

مؤلف

عطائے حضور مفتیٔ اعظم ہند

حافظ وقاری مولانا محمد شاکر علی نوری صاحب

(امیر سنی دعوتِ اسلامی)

ناشر:

مکتبۂ طیبہ

مرکز اسمٰعیل حبیب مسجد، ۱۲۶ رکامبیکر اسٹریٹ، ممبئی۔۴۰۰۰۰۳

نام کتاب : برکات شریعت

تالیف : حافظ وقاری مولانا محمد شاکر علی نوری صاحب

صفحات : ۱۱۲۰ (گیارہ سو بیس)

کمپوزنگ : سید عمران الدین، محمد عبداللہ اعظمی، محمد یوسف، مسعود احمد

پروف ریڈنگ : مولانا مظہر حسین علیمی، مولانا محمد توفیق برکاتی مصباحی

اشاعت اوّل : بموقع عالمی سُنّی اجتماع نومبر ۲۰۰۷ء

اشاعت باردوم: مئی ۲۰۰۸ء

تعداد : ۲۰۰۰ دو ہزار

قیمت :

ملنے کے پتے

مکتبۂ طیبہ، مرکز اسماعیل حبیب مسجد ۱۲۶ / کامبیکر اسٹریٹ بمبئی۔ ۳

نیو سلور بک ایجنسی، محمد علی بلڈنگ، محمد علی روڈ، ممبئی۔ ۳

ناز بکڈ پو، محمد علی بلڈنگ، محمد علی روڈ، ممبئی۔ ۳

اقرأ بکڈ پو، ۳۰ / بی، نور منزل، محمد علی روڈ، ممبئی۔ ۳

فہرست مضامین حصہ اوّل

فہرست مضامین حصہ دوم

☆☆☆

فہرست مضامین حصہ سوم

حمد باری تعالیٰ

کلام: عاشقِ رسول سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ

وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا
ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستاں بتایا
تجھے حمد ہے خدایا

تمہیں حاکم برایا تمہیں قاسم عطایا
تمہیں دافع بلایا تمہیں شافع خطایا
کوئی تم سا کون آیا

وہ کنواری پاک مریم وہ نَفَخۡتُ فِیۡہِ کا دم
ہے عجب نشان اعظم مگر آمنہ کا جایا
وہی سب سے افضل آیا

یہی بولے سدرہ والے چمن جہاں کے تھالے
سبھی میں نے چھان ڈالے تیرے پایہ کا نہ پایا
تجھے یک نے یک بنایا

فَاِذَا فَرَغۡتَ فَانۡصَبۡ یہ ملا ہے تجھ کو منصب
جو گدا بنا چکے اب اٹھو وقت بخشش آیا
کرو قسمتِ عطایا

ارے اے خدا کے بندو! کوئی میرے دل کو ڈھونڈو
میرے پاس تھا ابھی تو ابھی کیا ہوا خدایا
نہ کوئی گیا نہ آیا

ہمیں اے رضؔا تیرے دل کا پتا چلا بمشکل
درِ روضہ کے مقابل وہ ہمیں نظر تو آیا
یہ نہ پوچھ کیسا پایا

☆☆☆☆

حمد باری تعالیٰ

کلام: حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ

اَللّٰہُ اَللّٰہُ اَللّٰہُ اَللّٰہُ

قلب کو اس کی رویت کی ہے آرزو　جس کا جلوہ ہے عالم میں ہر چار سو
بلکہ خود نفس میں ہے وہ سبحانہ　عرش پر ہے مگر عرش کو جستجو

اَللّٰہُ اَللّٰہُ اَللّٰہُ اَللّٰہُ

عرش و فرش و زمان و جہت اے خدا　جس طرف دیکھتا ہوں ہے جلوہ ترا
ذرے ذرے کی آنکھوں میں تو ہی ضیا　قطرے قطرے کی تو ہی تو ہے آبرو

اَللّٰہُ اَللّٰہُ اَللّٰہُ اَللّٰہُ

سارے عالم کو ہے تیری ہی جستجو　جن و انس و ملک کو تری آرزو
یاد میں تیری ہر اک ہے سو بسو　بن میں وحشی لگاتے ہیں ضربات ہو

اَللّٰہُ اَللّٰہُ اَللّٰہُ اَللّٰہُ

طائران جناں میں تری گفتگو　گیت تیری ہی گاتے ہیں وہ خوش گلو
کوئی کہتا ہے حق، کوئی کہتا ہے ہُو　اور سب کہتے ہیں لا شریک لہ

اَللّٰہُ اَللّٰہُ اَللّٰہُ اَللّٰہُ

خواب نوریؔ میں آئیں جو نورِ خدا　بقعۂ نور ہو اپنا ظلمت کدا
جگمگا اٹھے دل، چہرہ ہو پُر ضیاء　نوریوں کی طرح شغل ہو ذکر ہو

اَللّٰہُ اَللّٰہُ اَللّٰہُ اَللّٰہُ

قصیدہ بردہ شریف

از: علامہ شرف الدین بوصیری علیہ الرحمہ

مَـوْلَایَ صَـلِّ وَسَـلِّمْ دَائِـمًـا اَبَـداً عَـلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

اَمِـنْ تَـذَكُّـرِ جِیْـرَانٍ بِـذِیْ سَلَـمٖ مَـزَجْـتَ دَمْعًا جَرٰی مِنْ مُّقْلَةٍ بِدَمٖ

مُـحَـمَّـدٌ سَیِّـدُ الْـكَـوْنَیْـنِ وَالثَّقَلَیْنِ وَالْـفَـرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّ مِنْ عَجَمٖ

نَبِیُّـنَـا الْاٰمِـرُ الـنَّـاهِیْ فَلَا اَحَـدٌ اَبَـرَّ فِـیْ قَـوْلِ لَا مِـنْـهُ وَ لَا نَعَمٖ

هُـوَ الْـحَبِیْـبُ الَّـذِیْ تُـرْجٰی شَفَاعَتُهٗ لِـكُـلِّ هَـوْلٍ مِّـنَ الْاَهْـوَالِ مُـقْتَحِمٖ

فَـاِنَّ فَـضْـلَ رَسُـوْلِ الـلّٰـهِ لَیْـسَ لَـهٗ حَـدٌّ فَیُـعْـرِبُ عَـنْـهُ نَـاطِقٌ بِفَمٖ

جَـآءَ تْ لِـدَعْـوَتِـهِ الْاَشْـجَارُ سَاجِدَةً تَـمْشِـیْ اِلَیْـهِ عَـلٰی سَـاقٍ بِلَا قَدَمٖ

یَـا اَكْـرَمَ الْـخَـلْـقِ مَـا لِیْ مَنْ اَلُوْذُ بِـهٖ سِـوَاكَ عِـنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمٖ

فَـاِنَّ مِـنْ جُـوْدِكَ الدُّنْیَـا وَ ضَـرَّتَهَـا وَ مِـنْ عُـلُـوْمِكَ عِـلْمُ اللَّوْحِ وَ الْقَلَمٖ

ثُـمَّ الـرِّضَـا عَـنْ اَبِـیْ بَكْرٍ وَّ عَنْ عُمَرَ وَ عَـنْ عَلِیٍّ وَّ عَنْ عُثْمَانَ ذِی الْكَرَمٖ

وَ الْاٰلِ وَ الـصَّـحْـبِ ثُـمَّ التَّـابِعِیْنَ لَهُمْ اَهْـلِ التُّقٰی وَ النُّقٰی وَ الْحِلْمِ وَ الْكَرَمٖ

فَـاغْـفِـرْ لِـنَـاشِـدِهَـا وَ اغْـفِرْ لِقَارِئِهَا سَـأَلْتُكَ الْخَیْرَ یَا ذَا الْجُوْدِ وَ الْكَرَمٖ

یَا رَبِّ بِا لْمُصْطَفٰی بَلِّغْ مَقَاصِدَنَا

وَاغْفِرْ لَنَا مَا مَضٰی یَا وَاسِعَ الْكَرَمٖ

نعت پاک

کلام: عاشق رسول اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمہ

ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں
جس راہ چل دیئے ہیں کوچے بسا دیئے ہیں

ان کے نثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو
جب یاد آگئے ہیں سب غم بھلا دیئے ہیں

جب آگئی ہیں جوشِ رحمت پہ ان کی آنکھیں
جلتے بجھا دئے ہیں، روتے ہنسا دئے ہیں

اک دل ہمارا کیا ہے، آزار اس کا کتنا
تم نے تو چلتے پھرتے مردے جلا دئے ہیں

ہم سے فقیر بھی اب پھیری کو اٹھتے ہوں گے
اب تو غنی کے در پر بستر جما دئے ہیں

آنے دو یا ڈبو دو اب تو تمہاری جانب
کشتی تمہیں پہ چھوڑی لنگر اٹھا دئے ہیں

اللہ کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہوگا
رو رو کے مصطفیٰ نے دریا بہادیئے ہیں

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہا دیئے ہیں دُر بے بہا دیئے ہیں

ملک سخن کی شاہی تم کو رضؔا مسلم
جس سمت آگئے ہو سکّے بٹھا دیئے ہیں

چشمِ تر چاہئے

از:......مولانا محمد شاکر علی نوری (امیر سُنی دعوتِ اسلامی)

دردِ دل چاہئے چشمِ تَر چاہئے
مجھ کو آقا کی پیاری نظر چاہئے

ہے منور ضیا سے یہ سارا جہاں سَب کے دل کی حقیقت ہے اُن پر عیاں
میرے دل کی تمنا ہے جانِ جہاں نور کی اک کرن اب ادھر چاہئے

سرورِ دو جہاں کا ہے بے حد کرم ذاتِ والا سے قائم ہے میرا بھرم
مجھ کو آقا دکھا تے ہو اپنا حرم آپ کی دید کو چشمِ تر چاہئے

خود خدا نے بنایا ہے تم کو حبیب اور اس نے بنایا ہے تم کو طبیب
مرضِ عصیاں سے اَب تو شفا ہو نصیب سنتوں پر عمل عمر بھر چاہئے

یا نبی مجھ پہ ہو اک کرم کی نظر بارِ عصیاں سے اَب تو جھکی ہے کمر
کوئی حسنِ عمل تو نہیں ہے مگر مجھ کو بخشش کا زادِ سفر چاہئے

بھیک علم و عمل کی عطا کیجئے اپنی سنت کا پیکر بنا دیجئے
جامِ الفت مجھے اب پلا دیجئے وقتِ آخر مجھے وہ نظر چاہئے

مجھ کو آقا مدینے بلاتے رہیں اپنا مہماں ہمیشہ بناتے رہیں
شاکرِ بے نوا کو نبھاتے رہیں آخری وقت مجھ کو یہ در چاہئے

ترانہ سُنّی دعوتِ اسلامی

سُنّی دعوتِ اسلامی کی دعوت ہر سو عام کریں
سنت کو گھر گھر پھیلائیں تبلیغِ اسلام کریں

توحید و سنت کا اجالا سارے جہاں میں پھیلائیں
نورِ حدیث و قرآں سے تاریک دلوں کو چمکائیں
دین کے سانچے میں ڈھل جائیں پورے سب احکام کریں
سنت کو گھر گھر پھیلائیں تبلیغ اسلام کریں

کریں طہارت روحِ دل کی درسِ حدیث و قرآں سے
جذبۂ حق پیدا ہو دلوں میں دل ہو منور ایماں سے
روح و خیال و قلب و نظر کو پابندِ اسلام کریں
سنت کو گھر گھر پھیلائیں تبلیغِ اسلام کریں

نماز کا مقصد سمجھا کر کر دے نمازی ہم سب کو
رب کے آگے سر کو جھکا کر کرنا ہے راضی رب کو
بندہ و رب میں ربط بڑھائیں آؤ ایسا کام کریں
سنت کو گھر گھر پھیلائیں تبلیغِ اسلام کریں

سفید عمامہ ہے ہمارا نشان امنِ عالم کا
غلامئ محبوبِ خدا کا گردن میں ہے ہرا پٹا
شاکر و صابر رہتے ہوئے ہم اپنا دینی کام کریں
سنت کو گھر گھر پھیلائیں تبلیغِ اسلام کریں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی حَبِیۡبِہِ الۡکَرِیۡمِ

شرف انتساب

میں اپنی اس کاوش کو

سیدالانبیا والرسل داعی اعظم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کی ذات سے منسوب کرتا ہوں جن کے صدقہ وطفیل

مجھے داعی دین ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

اور شیخ طریقت پیکر صدق وصفا حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی جانب

جن کی نگاہِ کیمیا نے نہ جانے کتنے ذروں کو آفتاب بنایا اور تاریک راہوں پر چلنے والوں کو نوری راہ دکھا کر نوری بنا دیا۔انہیں کی نگاہِ پراثر نے مجھ جیسے کم تر کو دین کی راہ پر لگایا اور وہ نگاہ پراثر کیوں نہ ہو جن کی دعا یہ ہے

کچھ ایسا کر دے میرے کردگار آنکھوں میں
ہمیشہ نقش رہے روئے یار آنکھوں میں

اور اپنے اساتذہ اور والدین کریمین کی طرف منسوب کرتا ہوں

جن کی آغوشِ تعلیم وتربیت میں پروان چڑھ کر آج میں اس لائق بنا۔

تقریظات علما و مشائخ عظام

پیر طریقت گل گلزارِ برکاتیت حضرت پروفیسر سید محمد امین میاں صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ

سجادہ نشین آستانۂ قادریہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ (ایٹہ) و پروفیسر شعبۂ اُردو مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہٖ الکریم۔ اما بعد۔

امیر سنی دعوت اسلامی برادر طریقت حضرت مولانا شاکر علی نوری برکاتی دامت برکاتہم القدسیہ کی تالیف جلیل، برکات شریعت کا مسودہ میرے پیش نظر ہے۔ ان کا اصرار ہے کہ اس کتاب کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار تحریراً کروں۔

فقیر قادری کو اپنی کم علمی کا اعتراف ہے میں نے برکات شریعت کو جگہ جگہ سے پڑھا عوام الناس تک اپنی بات پہنچانے کے لئے جس زبان و بیان کی ضرورت ہوتی ہے مولانا شاکر صاحب نے اس کی پوری رعایت کی ہے۔ عام فہم زبان میں دین سے متعلق مسائل کو بیان کیا گیا ہے۔ مجالس و محافل میں درس کے لئے برکات شریعت بہت مناسب ہے۔

میں دِلی گہرائیوں سے مولانا شاکر رضوی صاحب اور ان کی تحریک ''سنی دعوت اسلامی'' کے لئے دعا کرتا ہوں نہ جانے کتنے گمراہ اس تحریک میں شامل ہو کر صراط مستقیم پر گامزن ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ مولانا کے علم و فضل، جمال و کمال اور تصلب دینی میں دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔

آمین بجاہ الحبیب الامین وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

فقیر برکاتی پروفیسر سید محمد امین

خادم سجادہ آستانۂ قادریہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ (ایٹہ) و پروفیسر شعبۂ اُردو مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

۲۰؍ شوال المکرّم ۱۴۲۸ھ مطابق ۲؍ نومبر ۲۰۰۷ء

حضور مفکر اسلام حضرت علامہ قمر الزماں خان اعظمی مدظلہ العالی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اس وقت میرے پیش نظر **مولانا محمد شاکر علی نوری** (امیرِ سنی دعوت اسلامی) کی کتاب **''برکاتِ شریعت''** کا مُسوّدہ ہے، ان کے اخلاص کا یہ واضح ثبوت ہے کہ ان کی یہ کتاب مسلمانوں کے ہر طبقہ میں یکساں مقبولیت حاصل کر رہی ہے۔

اس کتاب میں محترم مؤلف نے بہت سے اہم عناوین پر قرآن وحدیث کی روشنی میں عام فہم انداز سے روشنی ڈالی ہے، اس وقت میرے ساتھ مسودۂ کتاب کا وہ حصہ ہے جس میں موت، ایصال ثواب، کسبِ حلال کی اہمیت اور امانت وخیانت وغیرہ کے بارے میں اسلامی فکر کو پیش کرنے کی کامیاب کوشش کی گئی ہے، اسلام کی یہ خوبی ہے کہ ذہنِ انسانی میں پیدا ہونے والے تمام سوالات کے جوابات بہت تفصیل سے عطا فرماتا ہے، ہم کون ہیں؟ پیدائش سے پہلے ہم کیا تھے؟ ہماری تخلیق کس طرح ہوئی؟ ہمارا خالق کون ہے؟ ہمارا مقصدِ تخلیق کیا ہے؟ ہماری کامیابی کا دارومدار کن باتوں پر ہے؟ موت کیا ہے؟ روح کی حقیقت کیا ہے؟ مرنے کے بعد کیا ہوگا؟ برزخ کی زندگی کیسی ہے؟ حشرِ اجساد کے بعد کیا ہوگا؟ دائمی اور ابدی موت کا راز کیا ہے؟ ہم اپنی موجودہ زندگی کے اعمال کے سلسلہ میں کس کے سامنے جواب دہ ہیں؟

دنیاوی مفکرین اور عقلا موت کو اختتامِ حیات کا نام دیتے ہیں جبکہ اسلام میں موت اختتامِ حیات نہیں بلکہ زندگی کی ایک منزل ہے اور موت کے بعد ایک دوسری زندگی کا آغاز ہوتا ہے جس کی سرحدیں خلود فی الجنۃ سے ملی ہوتی ہیں، موت انتقالِ مکانی کا نام ہے۔

مَر کے ٹوٹا ہے کہیں سلسلۂ قیدِ حیات
فرق اتنا ہے کہ زنجیر بدل جاتی ہے

ہماری موجودہ زندگی دراصل دارالعمل کی زندگی ہے اور موت کے بعد جو زندگی ملے گی وہ ہمارے اعمال کی جزا کے مطابق دائمی راحت ومسرت کی زندگی یا (خدا نہ کرے) دائمی خُسران کی زندگی ہوگی، وہ زندگی ماہ وسال کے پیمانہ پر ناپی نہ جاسکے گی، موجودہ زندگی کے چند سال اس لئے عطا کئے گئے ہیں کہ ہم آخرت کی زندگی کے لئے خود کو تیار کرلیں، سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کی ایک حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ تم جیسی زندگی گزارو گے تمہاری موت اس کے مطابق ہوگی اور جس حالت میں موت واقع ہوگی اس کے اعتبار سے تمہارا حشر ہوگا۔

اسلام میں موت فنائے محض، عدم محض یا نفیِ حیات کا نام نہیں، موت ایک ایسی حقیقت ہے جس کا اپنا وجود ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلاً o جس نے موت اور زندگی پیدا کی تاکہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے عمل کے لحاظ سے کون بہتر ہے؟ قرآنِ عظیم میں زندگی اور موت دونوں کو خدا کی تخلیق قرار دیا گیا ہے اور تخلیق، عدم سے وجود میں لانے کا نام ہے اللہ نے موت کو پیدا کیا اس لئے وہ بھی ایک موجود حقیقت ہے اور زندگی ہی کا ایک نیا روپ ہے، اس لئے موت کے بارے میں بھی ہمیں اسی طرح حساس ہونا چاہئے جس طرح ہم زندگی کے بارے میں ہیں، ہم جس طرح زندگی گزارنے کا اہتمام کرتے ہیں اسی طرح موت کا سامنا کرنے کے لئے بھی خود کو تیار رکھیں۔

مولانا موصوف نے اس کتاب میں ایک مومن کی زندگی اور موت دونوں کی وضاحت کی ہے اور سفرِ آخرت کے لئے خود کو کس طرح تیار کیا جائے اس کے طریقے بتائے ہیں۔ بہت سے لوگو ں کا خیال ہے کہ مرنے کے بعد انسانی زندگی کا رشتہ اس مادی دنیا سے منقطع ہو جاتا ہے لیکن مسلکِ اہل سنت و جماعت کی یہ خوبی ہے کہ اس میں وضاحت کی گئی ہے کہ انسان مرنے کے بعد بھی اس دنیا سے اپنا تعلق قائم رکھتا ہے اور اس کے پسماندگان ایصالِ ثواب، خیرات وصدقات کے ذریعہ مسلسل رابطہ رکھتے ہیں، وہ مرنے والے کو بھولتے نہیں بلکہ اس کے نامۂ اعمال میں نیکیوں کا مسلسل اضافہ کرتے رہتے ہیں، یہاں تک کہ قیامت کے بعد وہ جنت میں پھر اپنے مرحوم بزرگوں سے ملاقات کریں گے، جنت ملاقات کی جگہ ہے جہاں موت کی وجہ سے ایک دوسرے سے بچھڑنے والے پھر مل جائیں گے بشرطیکہ وہ مومن اور مستحقِ جنت ہوں، زندہ حضرات اور مرحومین کی یہ جدائی محض عارضی ہے۔

مولانا موصوف نے اس کتاب میں کسبِ حلال کی اہمیت اور فضیلت بیان کی ہے اور ان تمام موانعات سے باخبر کیا ہے جو کسبِ حلال کے راستہ میں سدِ راہ ہوتے ہیں، سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمانِ ذیشان ہے "اَلْکَاسِبُ حَبِیْبُ اللّٰہِ" محنت کش اور کسبِ حلال کرنے والا اللہ تعالیٰ کا محبوب بندہ بن جاتا ہے، اس مقام کو حاصل کرنے کے لئے زندگی کو ہر طرح کے کسل ، ناکارگی، بیکاری سے پاک کرکے جہدِ مسلسل اور سعیِ پیہم کی آئینہ دار بنائی جائے اور کسبِ حلال کے

ذریعہ اپنی معیشت کو بھی استوار کیا جائے اور محروم طبقہ کی مدد بھی کی جائے، عام طور پر داعیانِ دین کسبِ حلال اور محنت ومشقت کے اہم ترین باب کو نظر انداز کردیتے ہیں اور یہ تأثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ صرف گوشۂ تنہائی میں دنیا سے کنارہ کش ہو کر عبادت کرنا ہی مقصدِ زندگی ہے حالاں کہ اسلام زندگی کا مذہب ہے، ''فِرَار مِنَ الْحَيَاة'' کا مذہب نہیں ہے، اسلام میں کسبِ حلال بھی عبادت ہے۔

امیرِ سنی دعوت اسلامی **مولانا محمد شاکر علی نوری** صاحب نے اس کتاب میں امانت داروں کی فضیلت اور خیانت کے بدترین نتائج سے آگاہ کیا ہے، امانت اور صداقت دو اہم ترین اخلاقی اور دینی صفات ہیں جن کے ذریعہ سے اسلام ہر دور میں غیر مسلموں سے اپنی عظمت منواتا رہا اور انہیں دائرۂ اسلام میں داخل کرتا رہا۔

خود پیغمبرِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کی قوم نے صادق اور امین کے لقب سے اس وقت یاد کیا تھا جب کہ انہوں نے ابھی اعلانِ نبوت بھی نہیں فرمایا تھا تاکہ دنیا پر یہ بات واضح ہو جائے کہ جو دنیا میں خیانت کا ارتکاب نہیں کرتا وہ دین کے سلسلہ میں خیانت کا مرتکب کیسے ہوسکتا ہے؟

شبِ ہجرت مولائے کائنات علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دشمنوں کے نرغے میں اپنے بستر پر سونے کی ہدایت اس لئے فرمائی کہ وہ پیغمبرِ اسلام کی ہجرت کے بعد لوگوں کی امانت واپس فرما کر ہجرت فرمائیں۔

حدیثِ مبارکہ میں امانت داری کو ایمان کی علامت اور خیانت کو منافق کی پہچان قرار دیا گیا۔ فرمایا گیا کہ ''مومن کی علامت یہ ہے کہ وہ امانت کو ادا کرے، بات کرے تو سچ بولے اور وعدہ کرے تو پورا کرے، اور منافق کی علامت یہ بتائی گئی کہ جب امانت دی جائے تو خیانت کرے اور جب بات کرے تو جھوٹ بولے اور وعدہ کرے تو بے وفائی کرے'' اس سے یہ معلوم ہوا کہ امانت اسلام کی شناخت اور پہچان کا سب سے بڑا ذریعہ ہے، آج کے دور میں لوگ کثرت سے خیانت کے مرتکب ہو کر خود کو منافقین کی صفوں میں شامل کر رہے ہیں، اس لئے اس کی طرف توجہ دلانا بہت ضروری تھا خدائے قدیر مولانا موصوف کو ان کی کاوشوں کا بہترین صلہ عطا فرمائے اور اس کتاب کو قبولِ عام کے شرف سے نوازے۔

اٰمِيْن بِجَاهِ حَبِيْبِهٖ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

محقق مسائل جدیدہ حضرت علامہ مفتی **محمد نظام الدین** صاحب قبلہ رضوی

صدر شعبۂ افتا الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور، اعظم گڑھ، یوپی۔

صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت مولانا امجد علی اعظمی قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فقہی احکام ومسائل کے اپنے بیش بہا ذخیرے کا نام ''بہار شریعت'' رکھا تھا۔ یہ نام اتنا مقبول ہوا کہ اس کے بعد بہت سی کتابوں کے نام اسی طور پر رکھے گئے جیسے قانون شریعت، احکام شریعت، نظام شریعت، انوار شریعت، عرفان شریعت، اسی کی ایک کڑی برکات شریعت بھی ہے، البتہ برکات شریعت فقہی مسائل کا باضابطہ مجموعہ نہیں ہے بلکہ یہ مختلف اصلاحی مضامین کا ایک گلدستہ ہے۔ جس میں اس کے مؤلف نے پہلے اسلام کے پانچوں ارکان (شہادتِ توحید ورسالت، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج) پر گفتگو کی ہے پھر اپنے جائزے کے مطابق مسلم معاشرے میں پھیلی ہوئی برائیوں کی اصلاح کے لئے ضروری عنوانات پر کتاب وسنت کی روشنی میں کلام کیا ہے، اس کا ماخذ علمائے اہل سنت اور صوفیائے کرام کی کتابیں ہیں، اس کتاب کو مارہرہ شریف کے مشہور بزرگ حضرت سیدی شاہ ابو البرکات علیہ الرحمۃ والرضوان سے بھی نسبت ہے، جن کے متعلق اعلیٰحضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

شاہ برکات وبرکاتِ پیشینیاں نوبہار طریقت پہ لاکھوں سلام

اور اس نسبت کی یہ برکت ہے کہ پہلا ایڈیشن بہت مقبول ہوا۔

اس کتاب کے مؤلف مولانا شاکر علی نوری دام مجدہم مذاق طبع کے لحاظ سے ایک اچھے مبلغ اور خطیب ہیں جس کا رنگ کتاب میں بھی نمایاں ہے۔

مولانا موصوف جناب عبدالکریم بن جناب محمد ابراہیم کے گھر آج سے چوالیس سال پہلے جونا گڑھ (کاٹھیا واڑ، گجرات) میں پیدا ہوئے۔ ایس ایس سی (میٹرک) تک تعلیم جونا گڑھ میں حاصل کی، مدرسہ عرفان العلوم اپلیٹہ اور دارالعلوم مسکینیہ دھوراجی میں حفظ قرآن کیا۔ وہیں تجوید وقراءت کا کورس بھی مکمل کیا، اس کے بعد سنی دارالعلوم محمدیہ، متصل مینارہ مسجد ممبئی میں داخل ہوئے اور جماعت خامسہ تک درس نظامی کی تعلیم حاصل کی پھر تبلیغ کے میدان میں آگئے، مولانا کے چند اساتذۂ کرام یہ ہیں۔

حضرت مولانا غلام غوث علوی ہاشمی، حضرت مولانا نور الحق (سابق استاذ دارالعلوم محمدیہ)، مولانا محمد حنیف خان اعظمی مبارکپوری، مولانا مجیب الرحمٰن صاحب قادری، حضرت مولانا ظہیر الدین خان صاحب صدر المدرسین دارالعلوم محمدیہ، حضرت مولانا توکل حسین حشمتی، حضرت مولانا جان محمد برکاتی اساتذۂ دارالعلوم محمدیہ وغیرہ سے تعلیم حاصل کی اور اشرف العلما حضرت سید حامد اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ سے وقتاً فوقتاً استفادہ کرتے رہے۔

مولانا موصوف کو سند الفقہا، حبر الامہ، حضرت سیدی مفتیٔ اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان قادری نوری علیہ الرحمۃ والرضوان سے شرف بیعت اور تاج الشریعہ حضرت علامہ اختر رضا خاں ازہری دام ظلہٗ اور سجادہ نشین آستانۂ عالیہ قادریہ بغداد سے شرف خلافت حاصل ہے، یہ حسن اتفاق کہ مولانا بھی نوری ہیں اور آپ کی والدہ ماجدہ بھی نوری ہیں، اور آپ کے والد مرحوم بھی نوری تھے اور یہ بندہ گنہگار راقم الحروف بھی اسی سلسلۂ

نوریہ سے منسلک ہے اور آج تو ایک جہان اسی نور عرفان سے روشن و منور ہے۔

ہم ہوئے تم ہوئے کہ میر ہوئے　　　سب اسی زلف کے اسیر ہوئے

لیکن مولانا نے نوری پیر سے جو اکتساب نور کیا وہ قابل رشک ہے کیونکہ مرشد برحق کے فیضان نے انہیں سنت کا عامل بھی بنا دیا اور شریعت کا مبلغ بھی۔

۱۹۸۵ء میں مولانا نے ایک بیوہ سے جن کے پاس تین یتیم بچیاں تھیں نکاح کیا، بچیوں کو بڑی شفقت سے پالا، انہیں حسنِ ادب دیا پھر سب کی شادی بھی کردی اور مولانا کے ذریعہ دو بچے ہیں، ایک لڑکا اور ایک لڑکی۔ لڑکی کی شادی ایک دیندار گھرانے میں کردی ہے اور لڑکا ڈاکٹر بن رہا ہے۔

عمامہ شریف برابر زیب سر رکھتے اور جماعت کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں۔ لوگوں کو دین کے احکام سے روشناس کرنے اور سنت کے مطابق زندگی گزارنے کے لئے تقریباً سترہ سال پہلے ''سنی دعوت اسلامی'' کے نام سے ایک تحریک چلائی جو بہت مقبول ہوئی، ہندوستان، برطانیہ، کناڈا، امریکہ، افریقہ وغیرہ میں اس کے پرچم تلے بہت اچھا کام ہو رہا ہے۔ ہندوستان، امریکہ اور برطانیہ میں عظیم الشان پیمانے پر سالانہ اجتماعات ہوتے ہیں۔ وادیٔ نور آزاد میدان ممبئی میں تقریباً پانچ لاکھ فرزندانِ توحید جمع ہوتے ہیں۔ ان اجتماعات میں راقم الحروف نے بھی بارہا شرکت کی ہے، ان میں اصلاح عقائد اور اصلاح اعمال کے مختلف موضوعات پر علما کے نورانی بیانات ہوتے ہیں، خود مولانا کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی روشنی میں بہت عمدہ اور اثر انگیز خطاب فرماتے ہیں، اجتماعات کا ایک اجلاس فقہی احکام و مسائل کے لئے خاص ہوتا ہے، جس میں لوگوں کے ذریعہ پوچھے گئے سوالات کے جوابات دیئے جاتے ہیں۔ وہابیوں، دیوبندیوں کے عقائد اور احکام کے تعلق سے بھی سوالات ہوتے ہیں جن کے

تفصیلی جوابات کتاب وسنت کی روشنی میں دیئے جاتے ہیں۔اسٹیج کافی وسیع وعریض ہوتا ہے جوعلما،فقہا،ائمہ،قرا،حفاظ اور شعرا سے بھرا ہوتا ہے۔

مولانا نے تعلیم دین کو عام کرنے کے لئے ایک سو گیارہ (۱۱۱) مدارس قائم کرنے کا عزم کرلیا ہے اب تک ان میں سے ۷۱ مدارس قائم ہو چکے ہیں جو بہت کامیابی کے ساتھ چل رہے ہیں۔ان میں سے بعض مدارس کے طلبا کا راقم الحروف نے امتحان لیا تو ان کے جوابات سے مسرت حاصل ہوئی،تعلیم کے ساتھ تربیت پر بھی پوری توجہ دی جاتی ہے اور مولانا کے منصوبوں میں انگلش میڈیم اسکول،ہاسپٹل وغیرہ کا قیام بھی شامل ہے۔

مولانا موصوف کا زیادہ تر وقت تبلیغی اسفار،تربیت مبلغین،تحریک کی بہتر تنظیم اور اپنے مدارس کی نگرانی اور تجارت جیسے اہم امور میں صرف ہوتا ہے۔ ہر سال حج وعمرہ سے بھی شرفیاب ہوتے ہیں اس سال ماہ رجب میں کعبۂ مقدسہ کے اندر داخل ہو کر عبادت کرنے کا اعزاز بھی حاصل ہوا۔ ہر تین سال پر مجلس شرعی جامعہ اشرفیہ مبارک پور کا ایک سہ روزہ فقہی سیمینار اور اخیر میں اجلاس عام بھی منعقد کراتے ہیں،نعت گوئی کا ذوق بھی ہے اور اب وقت نکال کر اصلاحی کتابیں بھی تالیف فرمارہے ہیں،درج ذیل تالیفات منظر عام پر آچکی ہیں۔

ماہِ رمضان کیسے گزاریں؟، گلدستۂ سیرت النبی، مژدۂ بخشش (نعتوں کا مجموعہ)، عظمت ماہِ محرم اور امام حسین،قربانی کیا ہے؟،امام احمد رضا اور اہتمام نماز وغیرہ

ایک ایسا شخص جس کی کل تعلیم درجۂ خامسہ تک ہو اور وہ ایسے کارہائے نمایاں انجام دے،قابل رشک وقابل تقلید ہے، میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ یہ مرشد برحق حضور سیدی ومولائی وملاذی مفتیِ اعظم ہند مولانا شاہ مصطفیٰ رضا قادری نوری بریلوی علیہ الرحمۃ

والرضوان کا نوری فیضان ہے جو مولانا موصوف پر برس رہا ہے، اخیر میں مولانا کو حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمہ کے الفاظ میں یہ نصیحت ہے:

شکر خدائے کن کہ موفق شدی بخیر
ز انعام وفضل او نہ معطل گذاشتت
منت منہ کہ خدمت سلطاں ہمی کنی
منت شناس از وکہ بخدمت گذاشتت

ساتھ ہی یہ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی تمام خدمات دینیہ کو قبول فرمائے، ریا وسمعہ اور نام ونمود سے محفوظ رکھے، اخلاص وللّٰہیت کی دولت سے مالا مال فرمائے اور علمائے کرام ومشائخ عظام کے ساتھ یہ کاروان تبلیغ ہمیشہ رواں دواں رہے اور خلق خدا اس سے زیادہ سے زیادہ مستفیض ہو۔

بجاہ حبیبہ النبی الامین الکریم علیہ وعلی آلہ افضل الصلاۃ والتسلیم۔ اٰمین

محمد نظام الدین رضوی
خادم دار العلوم اشرفیہ مصباح العلوم مبارک پور
ضلع اعظم گڑھ یوپی

پیر طریقت، رہبر شریعت حضرت **علامہ غلام عبد القادر علوی** صاحب قبلہ
سجادہ نشین خانقاہ فیض الرسول وناظم اعلیٰ دار العلوم فیض الرسول، براؤں شریف،
سدھارتھ نگر، یوپی۔

نحمدہ و نصلی علی حبیبہ الکریم

فاضل جلیل حضرت مولانا الحاج محمد شاکر علی صاحب نوری دام بالمواہب کی تصنیف کردہ کتاب مستطاب ''برکاتِ شریعت'' کا مسودہ فقیر کے پیش نظر ہے، موصوف اپنے گوں ناگوں خصائل حمیدہ کے سبب خواص علما و مشائخ کی نگاہ میں انتہائی قدر و عزت سے دیکھے جاتے ہیں۔ اصلاح عقائد و اعمال کی عالمی تحریک ''سُنّی دعوتِ اسلامی'' کے بانی، امیر و سربراہ کی حیثیت سے ان کی مذہبی خدمات کا سلسلہ کئی بر اعظم تک پھیلا ہوا ہے۔ دنیا کے مختلف خطوں کے لوگ دین کی تڑپ لے کر جب اس پاکیزہ تحریک سے وابستہ ہوئے تو ان کی زندگی میں اعتقادی، عملی و فکری حیثیت سے ایسا انقلاب آیا کہ وہ تحمل و بردباری، سنجیدگی و متانت، ایثار و خود داری، دین کے لئے جاں نثاری و فداکاری کا مرقع اور صاحب کردار مسلمان کی عملی تصویر بن گئے۔ کچھ نے تو راستیٔ گفتار و پاکیزگیٔ کردار سے آراستہ ہو کر اپنے ماحول میں دعوت و اصلاح کے لئے خود کو اس طرح وقف کر دیا کہ دوسروں کے لئے

رہبر و رہنما بن گئے۔

سُنّی دعوتِ اسلامی اور اس کے مبلغین کے ان پاکیزہ اثرات کو کہیں سے اور کہیں بھی دیکھا اور محسوس کیا جا سکتا ہے۔ بلاشبہ اس کے پیچھے فیضان نظر اور مکتب کی کرامت دونوں کا کلیدی رول ہے.......... اسلام مہد سے لے کر لحد تک انسانی زندگی کو سنوارنے کے لئے آیا ہے، اصلاح کی کوئی تحریک حیاتِ انسانی کے کسی گوشے اور مرحلے کو نظر انداز نہیں کرسکتی، انہیں زریں خطوط پہ گامزن حضرت امیر سُنّی دعوتِ اسلامی کی یہ تصنیف انسانی زندگی کے آغاز سے سفر آخرت کے مراحل تک عنوان در عنوان قرآن وحدیث، اقوال خلف وسلف، عبرت انگیز ونصیحت آمیز قصص وحکایات سے مزین بے پناہ افادیت کی حامل ہے جس کے لئے فاضل مصنف مبارکباد وشکریہ کے مستحق ہیں۔ رب کریم بطفیل نبی کریم اس کتاب کو قبولیت تامہ وافادیت عامہ عطا فرمائے۔ (آمین)

غلام عبد القادر علوی
۱۲ شوال المکرم ۱۴۲۸ھ
۲۴ اکتوبر ۲۰۰۷ء

عالم جلیل ادیب شہیر حضرت علامہ **مولانا افتخار احمد صاحب** قادری مصباحی

استاذ دار العلوم قادریہ غریب نواز، لیڈی اسمتھ، ساؤتھ افریقہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جو حضرات دعوت کی فیلڈ میں کام کرتے ہیں وہ یقیناً عظیم و جلیل ہیں، کیوں کہ نبی کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے حجۃ الوداع کے تاریخی خطبہ میں فرمایا تھا ''فَلْیُبَلِّغِ الشَّاھِدُ الْغَائِبَ'' حاضرین پر فرض ہے کہ میرا یہ پیغام غائبین تک پہنچادیں۔

گویا یہ حضرات نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم و فرمان کو بجالانے کی سعادت و برکت سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔ امت کا جو فرد بھی یہ فریضہ انجام دے گا وہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اطاعت شعار اور سعادت مند امتی ہوگا۔ لیکن یہی فریضہ اگر علما انجام دیں گے تو اس کی اہمیت و جلالت دو چند ہو جاتی ہے۔ علما کی یہ مجلسیں سراپا نور و برکت ہوتی ہیں، زبانِ نبوت سے اس کا تعارف پڑھئے۔

سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے محبوب صحابی جو حضور کی نعلین مبارک اور مسواک مقدس اٹھایا کرتے تھے اور حضور کو پیش کرتے اور دوسری خدمات بھی انجام دیتے وہ عظیم صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، ان سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: **جُلُوْسُکَ فِیْ مَجْلِسِ الْعِلْمِ لَا تَمُسَّ قَلَمًا وَّ لَا تَکْتُبُ حَرْفًا خَیْرٌ لَّکَ مِنْ عِتْقِ اَلْفِ رَقَبَةٍ وَّ نَظْرُکَ اِلٰی وَجْهِ الْعَالِمِ خَیْرٌ لَّکَ مِنْ اَلْفِ فُرْسٍ تَصَدَّقْتَ بِهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ سَلَامُکَ عَلَی الْعَالِمِ خَیْرٌ لَّکَ مِنْ عِبَادَةِ اَلْفِ سَنَةٍ** (لباب الحدیث از امام سیوطی)

اے عبداللہ! علم دین کی مسجد میں تیرا بیٹھنا اس طرح کہ نہ تو قلم چھوئے اور نہ

کوئی حرف لکھے یہ ایک ہزار غلاموں کے آزاد کرنے سے بھی افضل و بہتر ہے اور عالم کے چہرے کو تیرا دیکھنا ایک ہزار گھوڑوں سے افضل ہے جسے تو راہِ خدا میں صدقہ کرے اور عالم کو تیرا اسلام عرض کرنا ایک ہزار سال کی عبادت سے افضل ہے۔

سُنّی دعوتِ اسلامی کے امیر محبّ گرامی حضرت علامہ **مولانا محمد شاکر علی نوری** صاحب زید مجدہ کو مذکورہ حدیث کے مفہوم کے تناظر میں دیکھا جائے تو حسن ظن کہتا ہے کہ آپ بھی اس حدیث کے مصداق ہیں۔

علامہ قسطلانی نے ارشاد الساری کے مقدمہ میں ایک حدیث نقل فرمائی، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ''اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ خُلَفَائِیْ قَالُوْا مَنْ خُلَفَاءُکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟ قَالَ الَّذِیْنَ یَرْوُوْنَ اَحَادِیْثِیْ وَ یُعَلِّمُوْنَھَا النَّاسَ'' اے اللہ! میرے خلفا (نائبین) پر کرم فرما۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کے خلفا کون ہیں؟ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ لوگ ہیں جو میری احادیث روایت کرتے ہیں اور لوگوں کو ان کی تعلیم دیتے ہیں، ان کے مفاہیم و معانی اور ان سے نکلنے والے احکام بیان کرتے ہیں۔

ایسے علما یقیناً سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نائب و اسسٹنٹ ہیں۔ کتنا عظیم منصب و رتبہ ہے ایسے علما کا جو کتاب و سنت کے مفاہیم امت مسلمہ کو منتقل کرتے ہیں۔ یہ حدیث بھی اپنے پر وقار و دلکش اسلوب کے ساتھ امیر سُنّی دعوتِ اسلامی پر صادق آتی ہے۔ انہوں نے برکاتِ شریعت کے تین حصے مکمل فرمائے اور ان تینوں حصوں کے ذریعہ قرآنی آیات اور نصوصِ حدیث کے معانی و مفاہیم لوگوں تک پہنچانے کی بڑی کامیاب کوشش کی ہے۔

برکاتِ شریعت حصہ اول ایمان، ارکان اسلام، جماعت کی اہمیت، ترک نماز پر وعیدیں، ذکر الٰہی کی برکتیں، حقوقِ والدین، صلہ رحمی، حقوقِ جیران، غیبت کی شناعت، تکبر کی قباحت، کذب و حسد کے مفاسد وغیرہ پر مشتمل ہے۔ حصہ دوم میں

فضائل قرآن، برکاتِ درود پاک، امر بالمعروف کی اہمیت، فضائل علم و علما، توبہ و استغفار اور فضائل و آداب مسجد وغیرہ کا بیان ہے۔

حصہ سوم میں اخلاص کی اہمیت، ریا وسمعہ پر وعیدیں، حلال وحرام، امانت و خیانت، زنا ولواطت کی شناعت وقباحت، تقویٰ کے برکات، دنیا کی بے ثباتی، موت اور عالم برزخ اور ایصال ثواب جیسے اہم موضوعات پر دلکش اور تحقیقی انداز میں روشنی ڈالی گئی ہے۔ گویا ان تینوں حصوں نے ایمان و اسلام کی بنیادی تعلیمات کو سمیٹ لیا ہے، اس طرح یہ اپنے موضوع پر ایک جامع کتاب بن گئی ہے۔ یقیناً ان کا مطالعہ کرنے والے اور ان پر عمل کرنے والے برکاتِ الٰہی سے بہرہ ور اور محظوظ ہوں گے۔

ان تینوں حصوں میں مصنف امیر ملت دام ظلہ نے جو بات لکھی ہے مصادر کی روشنی میں لکھی ہے اور اندازِ استدلال بڑا اچھوتا ہے اور اسلوب بڑا مرغوب ہے اور پوری کوشش فرمائی ہے کہ ہر بات کی دلیل پہلے قرآن عزیز سے دی جائے اور استشہاد بڑا ہی وزنی اور مستحکم ہے مثلاً ایصالِ ثواب حق ہے۔ علمائے امت نے اس کے متعدد دلائل دیئے ہیں مگر اس کتاب میں قرآنی آیت سے استدلال یہ مصنف کا امتیاز ہے۔ قرآن ناطق ہے: وَ الَّذِیْنَ جَآءُوْا مِنْۢ بَعْدِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ o اس آیت کے مفہوم کے سلسلے میں مصنف فرماتے ہیں: غور کرنے کا مقام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس آیت کریمہ میں مسلمانوں کے اپنے ماقبل گزرنے والے مسلمانوں کے لئے دعائے مغفرت کرنے کو بطور تعریف بیان فرما رہا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں "اَلدُّعَآءُ هُوَ الْعِبَادَةُ" دعا عبادت ہے۔

جب یہ معلوم ہو گیا کہ دعا عبادت ہے تو سمجھ لینا چاہئے کہ زندہ لوگ اپنے مردوں کے لئے یہ عبادت کرتے ہیں اور انہیں اس کا فائدہ بھی پہونچتا ہے، کیوں کہ اگر فائدہ نہ پہونچتا تو یہ دعا لغو و بے کار ہوتی اور کہنا پڑتا کہ قرآنِ حکیم نے ایک لغو چیز بطور تعریف بیان کی ہے۔ لہٰذا ثابت ہو گیا کہ ایک زندہ مسلمان کا کسی مسلمان میت کے

لئے دعائے مغفرت کرنا ان کی بخشش اور درجات کی بلندی کا باعث ہے۔

ایک بہت مؤثر انداز میں مصنف نے ایصالِ ثواب کی حقانیت قرآنِ عظیم سے ثابت فرمائی ہے، یہی رنگ پوری کتاب میں ہے۔ بلا شبہ ان حصوں کو مکمل فرما کر مصنف نے ایک قلمی جہاد فرمایا۔ مقام استعجاب تو یہ ہے کہ ایک طرف حضرت مولانا شاکر صاحب تقریر کے ذریعہ دعوت وتبلیغ کا فریضہ انجام دے رہے ہیں اور اس سلسلہ کی مصروفیات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہیں پھر بھی اتنے وقیع تحریری و تصنیفی کاموں کو مکمل کر لینا اگر کرامت نہیں تو استقامت ضرور ہے اور ''اَلْاِسْتِقَامَةُ فَوْقَ الْكَرَامَةِ'' کا مقولہ کتنا معنی خیز ہے۔ رب قدیر اپنے حبیب گرامی وقار سیدنا محمد رسول اللہ اور دیگر انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے صدقہ وطفیل ان مبارک سلسلوں کو دوام بخشے۔

احباب وعوام اہل سنت سے میں گزارش کروں گا کہ وہ ان کتابوں اور ان جیسی دیگر کتابوں کی نشر واشاعت میں بھر پور حصہ لیں اور فرمانِ خداوندی ''وَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى'' کے تقاضوں کو پورا کریں۔ مولائے کریم امیر سُنّی دعوتِ اسلامی اور دیگر ارکان اور احباب سے مزید اپنے دین کی خدمات لے اور ان اعمالِ حسنہ کی برکات سے دونوں میں سب کو مالا مال فرمائے اور عقائد حقہ کی ترویج وتبلیغ کا ایسا اجر وثواب مرحمت فرمائے جس کا سلسلہ تا قیامت جاری وساری رہے۔ آمین

اپنا شرف دعا سے ہے باقی رہا قبول
یہ جانیں ان کے ہاتھ میں کنجی اثر کی ہے

افتخار احمد قادری
خادم دار العلوم قادریہ غریب نواز
ساؤتھ افریقہ، مقیم مدینہ منورہ (السعودیہ)
۲۳ر شوال المکرّم ۱۴۲۸ھ

نبیرۂ صدر الشریعہ

حضرت علامہ مفتی محمود اختر القادری

رضوی امجدی دار الافتا، نیو قاضی اسٹریٹ ممبئی ۳

آج یہود و ہنود و نصاریٰ اور دیگر اسلام دشمن طاقتیں اسلام دشمنی میں عدل و انصاف اور اخلاق و دیانت سے عاری و بے گانہ ہو کر ہر قسم کے حربے استعمال کر رہی ہیں، کہیں مسلمانوں کا قتل عام ہو رہا ہے تو کہیں نسل کشی کی سازشیں ہو رہی ہیں، کہیں مسلمانوں کو اقتصادی پابندیوں میں جکڑا جا رہا ہے تو کہیں انہیں خانہ جنگی کی بھٹی میں جھونکا جا رہا ہے، اسلام اور مسلمانوں کے خلاف افواہوں کا بازار گرم کر کے اذہان وقلوب کو زہر آلود کیا جا رہا ہے، اسلام اور اہل اسلام سے عداوت و نفرت کے شعلے اغیار کے دلوں میں بھڑکائے جا رہے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ ٹی وی، سی ڈی اور فحش و عریاں لٹریچر کے ذریعہ امت مسلمہ پر یلغار کر رکھی ہے تاکہ مسلم نوجوانوں کا ذہن اس طرح سفلی جذبات کی زد میں آجائے کہ وہ دین و ایمان سے بے بہرہ ہو جائیں اور اسلامی تعلیمات، اخلاق و آداب کا تصور بھی ان کے ذہنوں میں باقی نہ رہے۔

اسلامی تعلیمات سے اجتناب و دوری کا نتیجہ یہ ہے کہ فسق و فجور اور بد عملی کا دور دورہ ہے، جہالت و بداخلاقی عروج پر ہے اور فواحش و منکرات عام ہوتے جا رہے ہیں۔ ان حالات میں ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلام کی حقانیت، دین کی بنیادی تعلیمات، عبادات

ومعاملات کے صحیح مسائل، سرورکائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنتیں، اولیائے کاملین اور بزرگان دین کے کردار وعمل اوران کی دینی خدمات کی اشاعت پرتوانائیاں صرف کی جائیں، جہالت وبداخلاقی کے خلاف موثر محاذ بنائیں، فسق وفجوراور منکرات کے سدباب کے لئے تقریر وتحریر کی صلاحیتیں بروئے کارلائی جائیں اوراسلامی لٹریچر زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچائے جائیں۔

اسی ضرورت کو پورا کرنے اوراسی مقصد کی تکمیل کے لئے زیرنظر کتاب ''برکات شریعت'' ایک عمدہ اورموثر کوشش ہے۔فاضل مرتب مولانا حافظ وقاری محمد شاکرعلی نوری امیر سنی دعوت اسلامی جس طرح اپنی دلنشیں تقریر کے ذریعہ اصلاح معاشرہ کی جدوجہد کررہے ہیں اسی طرح تحریر ولٹریچر کے ذریعہ بھی تبلیغ واشاعت مسلک اعلیٰ حضرت کی نمایاں خدمات انجام دے رہے ہیں۔ برکات شریعت بھی اسی سلسلہ کی ایک اہم پیش رفت ہے۔اس کی زبان بہت ہی سلیس اوراس کا انداز بیان نہایت سہل اورآسان ہے۔سماج اورمعاشرہ میں جو برائیاں اور بدعملیاں پھیلی ہوئی ہیں ان کے تدارک کے لئے یہ کتاب بہت ہی موثر ثابت ہوگی اورعوام اہلسنّت بالخصوص نوجوان طبقہ کے ظاہروباطن کی اصلاح کے لئے مشعل راہ ہوگی مزید یہ کہ یہ کتاب مبلغین کے لئے ایک اہم دستاویز اورعلمی خزانہ ہے۔رب قدیر اپنے حبیب لبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ میں اس کتاب کوقبول عام بخشے اوراس کے فاضل مرتب کو دارین میں بہترین جزا عطا فرمائے اوران کی مساعی جمیلہ کوقبول فرمائے۔ آمین بجاہ النبی سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

محموداختر القادری عفی عنہ

خادم الافتارضوی امجدی دارالافتا

قاضی اسٹریٹ ممبئی ۳

حضرت علامہ مفتی اشرف رضا صاحب قبلہ

مفتی وقاضی ادارۂ شرعیہ مہاراشٹرا

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمده و نستعينه و نصلى و نسلم على حبيبه المصطفىٰ الحليم

الحاج حافظ وقاری مولانا محمد شاکرعلی صاحب نوری امیر سُنّی دعوتِ اسلامی کی تالیف ''برکاتِ شریعت'' کومختلف مقامات سے دیکھا، ماشاء اللہ طالب حق کے لئے مفید ومنتفع پایا۔ اللہ عزوجل اس کتاب کومقبولِ خلائق بنائے اور مسلمانوں کواس سے ہدایت وبرکت کی توفیق دے۔

و ما توفيقى الا بالله تعالىٰ عليه التكلان و به المستعان و صلى الله تعالىٰ على خير خلقه اشرف المرسلين سيدنا و مولانا محمد المصطفى و على اله و صحبه و ازواجه و ذرياته و اصوله و فروعه و اتباعه و علينا معهم و بارك و شرف و كرم و عظم و سلم الف الف مرة فى كل لمحة و لحظة

عبید المصطفیٰ محمد اشرف رضا قادری
۱۴ شوال ۱۴۲۵ھ ۲۷ نومبر ۲۰۰۴ء

جامع معقولات ومنقولات

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اختر حسین قادری علیمی خلیل آبادی

(استاذ ومفتی دارالعلوم علیمیہ جمداشاہی، بستی یوپی۔)

بسم الله الرحمٰن الرحيم

لك الحمد يا الله والصلاة والسلام عليك يا رسول الله

اما بعد

اسلام ایک دین فطرت اور مکمل دستور حیات ہے اور جملہ شعبہ ہائے زندگی کی رہنمائی کا ضامن اور ذمہ دار ہے۔

نبی رحمت محسن انسانیت سرور کائنات فخر موجودات محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زندگی کے ہر نشیب وفراز کے لئے ایسے اصول وضوابط اور قوانین عطا فرما دیئے ہیں جن پر کامیابی وکامرانی کا دارومدار ہے۔

اس لئے انسان اب فلاح و بہبود اور عروج وارتقا کی منزل پر اسی صورت میں پہونچ سکتا ہے کہ پیغمبر اسلام ہادئ اعظم علیہ التحیۃ والثنا کے بتائے ہوئے ان ارشادات وفرامین کو حرز جاں بنائے اور اپنا ہر ہر قدم آپ کی روح افزا تعلیمات کی روشنی میں بڑھائے۔ ارشاد خداوندی ہے: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ‘‘ مگر نہایت قلق واضطراب کی بات ہے کہ عالم اسلام بڑی تیزی سے اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ان حیات بخش ہدایات سے دور اور مغربی افکار ونظریات اور یورپی اخلاق وکردار کا دلدادہ اور اسیر ہوتا جا رہا ہے یہ صورت حال بڑی تشویشناک اور داعیان اسلام کے لئے کرب انگیز ہے۔

خدائے بزرگ و برتر ''سنی دعوت اسلامی'' کے امیر، ارکان واعیان اور متعلقین کو جزائے خیر دے جو اس دور پرفتن میں اسلامی اقدار و تعلیمات کو فروغ دینے کا بار گراں اپنے کندھوں پر اٹھائے ہوئے ہیں اور امت مسلمہ کی اصلاح کے لئے پیہم عمل اور مسلسل جدوجہد میں مصروف ہیں۔

دعوت و تبلیغ اور اشاعت اسلام وسنیت کی ہی ایک کڑی ''**برکات شریعت**'' ہے جو آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ، اقوال ائمہ، ارشاداتِ اصفیا اور تعلیمات علما و فقہا کا حسین گلدستہ اور گراں قدر پند و نصائح کا خوشنما گلزار ہے۔ اس کتاب کے مولف مشہور عالم و مبلغ اور عالمی تحریک سنی دعوت اسلامی کے امیر حافظ و قاری **مولانا الحاج محمد شاکر علی نوری** دام مجدہ ہیں جن کی مساعی جمیلہ کی بدولت بے عملی اور بدعملی کے گھٹاٹوپ اندھیرے میں علم و عمل کے چراغ روشن ہو رہے ہیں اور لوگ شریعت مطہرہ کی برکتوں سے مالا مال ہو رہے ہیں۔ رب تعالیٰ اس کوشش کو مقبول فرمائے، آمین۔

☆☆☆

محمد اختر حسین قادری علیمی
دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی یوپی۔

احوال واقعی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانَا لِھٰذَاوَ مَاکُنَّا لِنَھْتَدِیَ لَوْلَااَنْ ھَدَانَا اللّٰہُ

اَمَّا بَعْدُ!

خدائے قدیر عزوجل کا بے پناہ شکر واحسان ہے کہ اس نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل اور بزرگان دین کے فیضان سے اور میری والدہ ماجدہ، مشفقہ کی دعاؤں سے برکات شریعت کی جلد اول پیش کرنے کا شرف عطا فرمایا۔

ہماری تباہی و بربادی کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ ہم نے قرآن مقدس اور صاحب قرآن سے اپنا رشتہ بہت ہی کمزور کر دیا ہے جب کہ حقیقت یہ ہے کہ ہمیں سر بلندی اور سرفرازی قرآن و صاحب قرآن سے مستحکم رشتے کے بعد ہی حاصل ہوگی۔ وگرنہ قرآن وسنت سے منھ موڑ کر ہم کامیابی و کامرانی کبھی بھی حاصل نہیں کر سکتے، بلکہ اس کے برعکس گمراہی اور تباہی کے عمیق غار میں ڈھکیل دیئے جائیں گے۔

زیر نظر کتاب ''برکات شریعت'' کو پیش کرنے کا مقصد ہی یہی ہے کہ امت مسلمہ کو قرآن وحدیث کے احکامات سے آشنا کرایا جائے اور قرآنی تعلیمات نیز نبوی فرمودات پر احسن طریقہ سے عمل کی دعوت دی جائے اور اہل ایمان پر واضح کیا جائے کہ قرآن وحدیث میں مختلف عبادات ومعاملات کے لئے کیا حکم ہے؟............ بے شمار گناہ، مسلمان معمولی سمجھ کر کر لیتا ہے لیکن اسے معلوم نہیں کہ قرآن مقدس نے ان کی کیا کیا سزائیں بیان کی ہیں............ مسلمان آپس میں رشتے پختہ بنانے کے بجائے انہیں توڑتا ہوا نظر آتا ہے مگر اسے خبر نہیں کہ قرآن مجید نے رشتوں کے احترام کی کیسی پیاری

تعلیم دی ہے............مسلمان حقوق العباد کی پامالی کرتا نظر آتا ہے لیکن اسے معلوم نہیں کہ کتاب اللہ اور حدیث رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اس کا عذاب کتنا سخت ترین ہے............الغرض اس کتاب کی تصنیف کا مقصد مسلمانوں کو قرآن عظیم اور احادیث نبویہ سے قریب کرنا ہے۔

اگر ہمارے ذمہ دار حضرات بالخصوص مبلغین اسلام اپنے گھروں اور محلے کی مسجدوں میں روزانہ ''برکات شریعت'' سے پانچ سے سات منٹ تک کسی ایک وقت درس دینا شروع کردیں تو امید ہے قرآن واحادیث کے تقاضوں پر عمل کرنے کا جذبہ پیدا ہوگا۔

ربِّ قدیر ہمیں قرآن واحادیث کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، ہماری کوتاہیوں کو معاف فرمائے۔اور ہمیں قرآن وصاحب قرآن کی محبت میں جینے مرنے کی توفیق نصیب فرمائے اور ''**برکات شریعت**'' کو اصلاح مسلمین کا ذریعہ بنائے۔

سیکڑوں صفحات پر مشتمل اس کتاب کی ترتیب میں رفقائے دعوت کا بھرپور تعاون حاصل ہے اگر ان کا ذکر نہ کروں تو بڑی ناسپاسی ہوگی......خادم قوم وملت الحاج محمد عثمان زرودر والا، الحاج عرفان نمک والا، اور علمائے کرام میں محققِ مسائل جدیدہ حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین صاحب (صدر شعبۂ افتا الجامعۃ الاشرفیہ) مولانا افتخار احمد صاحب مصباحی، حضرت مفتی محمد زبیر احمد مصباحی، مولانا ابوالحسن صاحب، مولانا محمد رفیع الدین صاحب اشرفی، مولانا عبید اللہ نوری، بطور خاص مولانا مظہر حسین علیمی، مولانا سید عمران الدین قادری، مولانا محمد عبد اللہ اعظمی، مولانا یوسف نوری کا جنھوں نے لمحہ لمحہ اس کتاب کے ترتیب دینے میں بھرپور محنت ومشقت کی۔ میں ان سب کے لئے دعا گو ہوں کہ اللہ عزوجل اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل اپنی شان کے مطابق اجر عطا فرمائے اور ہم سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے۔

فقیر کو اپنی علمی بے مائیگی اور استعداد کی کمی کا اعتراف ہے، کتاب میں وہ کچھ

تو نہ لکھا جا سکا جس سے مضامین کا حق ادا ہوتا، لیکن ایک کمزور بندے کی حقیر کوشش ہے، جس سے مقصود محض تبلیغ واشاعت دین اور رضائے الٰہی ورضائے رسول ہے۔

گر قبول افتد زہے عزوشرف

اہل علم حضرات کی بارگاہ میں التماس ہے کہ زیر نظر کتاب **''برکاتِ شریعت''** میں کسی قسم کی اصلاح کی ضرورت محسوس کریں تو آگاہ فرمائیں تاکہ آئندہ اس کا خیال رکھا جاسکے۔

ربِّ قدیر جل جلالہ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اپنے محبوبین کے صدقے اس کتاب کوشرف قبولیت عطافرمائے۔

آمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَ التَّسْلِیْمِ

خاکپائے علما وصلحا

محمد شاکر علی نوری

(امیر سُنّی دعوتِ اسلامی)

درس دینے کا طریقہ

سب سے پہلے درجِ ذیل درود پاک بلند آواز سے پڑھائیں:

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَیِّدِیْ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ
اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَاسَیِّدِیْ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ
اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا خَیْرَ خَلْقِ اللّٰہِ
وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْكَ وَسَلَّمَ

اس کے بعد بطور تمہید درجِ ذیل سطور کے ذریعہ سامعین کے ذہن کو اپنی طرف متوجہ کریں۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج درود شریف (یا جس موضوع پر درس دے رہے ہوں اس کا تذکرہ کریں) کے متعلق چند فرامین رسول پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ اللہ عزوجل ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

پھر برکاتِ شریعت کے جس باب سے درس دینا ہو اس میں سے ایک درس اور اس کی تشریح اس طرح کریں جیسا کہ برکاتِ شریعت میں کی گئی ہے۔ مثلاً جمعہ کے باب سے ایک حدیث اور اس کی وضاحت ذکر کی جاتی ہے، اس کو پڑھیں اور اندازِ بیان کو ذہن نشیں کر لیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم نے فرمایا: جب جمعہ کا دن آتا ہے تو مسجد کے ہر دروازہ پر فرشتے آنے والے کو لکھتے رہتے ہیں۔ جو پہلے آئے اس کو پہلے لکھتے ہیں اور جب امام خطبہ کے لئے بیٹھ جاتا ہے تو وہ اعمال ناموں کو لپیٹ لیتے ہیں اور آکر خطبہ سنتے ہیں اور جلدی آنے والا اس شخص کی طرح ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک اونٹ صدقہ کرتا ہے اور اس کے بعد آنے والا اس شخص کی طرح ہے جو ایک گائے صدقہ کرتا ہے، اس کے بعد والا اس شخص کی مثل ہے جو مینڈھا صدقہ کرے پھر اس کی مثل ہے جو مرغی صدقہ کرے پھر اس کی مثل ہے جو انڈا صدقہ کرے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس حدیث پاک سے نمازِ جمعہ کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے کہ اس دن فرشتوں کی بہت بڑی جماعت آسمان سے زمین پر نازل ہوتی ہے اور جو لوگ نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے لئے مسجد میں آتے ہیں فرشتے اپنی لسٹ میں بالترتیب ان کے نام درج کر لیتے ہیں اور پھر اللہ کی بارگاہ میں ان کے نام پیش ہوتے ہیں۔ فرشتے نمازیوں کی آمد کا اس وقت تک انتظار کرتے ہیں جب تک امام خطبہ کے لئے ممبر پر نہ بیٹھ جائے۔ یہی نہیں بلکہ جو لوگ نمازِ جمعہ کے لئے حاضر ہوتے ہیں ان کی ترتیب کے اعتبار سے انہیں فضائل بھی ملتے ہیں جیسا کہ مذکورہ حدیث میں ہے کہ کسی کو اونٹ قربان کرنے، کسی کو گائے اور کسی کو انڈا قربان کرنے کا ثواب دیا جاتا ہے۔ اب یہ ہماری بدنصیبی ہوگی کہ ہم اتنی دیر سے آئیں کہ ملائکہ اپنے دفتر سمیٹ چکے ہوں اور نمازیوں کی فہرست میں ہمارا شمار نہ ہو۔ لہٰذا نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے لئے اپنا وقت قربان کر کے جلد آنے کی کوشش کریں کہ اللہ کی بارگاہ میں جب نمازیوں کی فہرست پیش ہو تو اس میں ہمارا نام سرفہرست ہو۔ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

اسی طرح سے روزانہ علاقائی مسجد، گھر، مدرسہ یا چوک میں ۵/تا۷/منٹ کا

درس دیں۔ انشاءاللہ دینی ماحول بنے گا اور سکون واطمینان کی دولت نصیب ہوگی۔

دعوت دینے کا طریقہ

دعوت دینے کے لئے کم ازکم دو اور زیادہ سے زیادہ بارہ ساتھی نکلیں۔ جس علاقے میں اجتماع کے لئے جانا ہو اس علاقے کی مسجد میں نمازِ عصر سے قبل پہنچ جائیں، صفِ اول میں تکبیر اولیٰ کے ساتھ نماز ادا کریں، دعائے اول کے بعد مبلغ عوام سے یوں مخاطب ہو:

السلام علیکم و رحمة الله برکاته!

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آپ کے علاقے میں سُنّی دعوتِ اسلامی کا قافلہ حاضر ہوا ہے، دعا کے بعد علاقائی دورے کے لئے تھوڑا سا وقت نکال کر اللہ عزوجل اور سرکار رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوشی حاصل کریں۔

مبلغین دعائے ثانی کے بعد عوام سے ملاقات کریں اور علاقائی دورے کے فائدے ان الفاظ میں بتائیں کہ میرے پیارے بھائی! اگر آپ ساتھ چلیں گے اور آپ کے ذریعہ ایک بندۂ مومن بھی نیکیوں کی طرف مائل ہو گیا اور گناہوں سے نفرت کرنے لگا تو ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہت خوش ہوں گے۔ لہٰذا رضائے الٰہی و رضائے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے تھوڑا سا وقت دیں۔

مبلغین عوام پر جبر نہ کریں، بلکہ برضا و رغبت شامل ہو جائیں تو بہتر ہے ورنہ دوسری مرتبہ شرکت کی گزارش کریں۔ انشاءاللہ آپ کا اخلاص ضرور رنگ لائے گا۔ جن لوگوں کو دورے میں اپنے ساتھ لے جائیں ان کو سفر اور ملاقات کے آداب ضرور بتائیں بالخصوص یہ نیت جملہ ساتھیوں کو کرا دیں کہ اللہ جل شانہ پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل مجھے اور میرے ساتھیوں کو اپنی اور اپنے حبیب کی رضا کی خاطر دین کی طرف پھیر دے۔

دعوت کے ساتھیوں میں سے ایک مبلغ علاقے کے ساتھیوں کو قافلے کی نگراں

کی دعوت کو سننے کی گزارش کرے۔ نگرانِ قافلہ عوام سے ''دین کتنی قربانیوں سے پھیلا ہے'' وہ باتیں بتائیں اور نیکیوں کی اہمیت اور برائیوں کی سزا کا احساس دلائیں اور افسوس کا اظہار کریں کہ آج مسلمان تاجدارِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمودات پر عمل کرنے میں شرم محسوس کرتا ہے اور شیطان کے بتائے ہوئے راستہ پر بے خوف و خطر چلتا نظر آتا ہے۔ آج اللہ عزوجل کا خوف لوگوں کے دلوں سے نکل گیا ہے۔ اللہ سے ڈرو اور علم حاصل کرو، آخرت میں کام آنے والے اعمال اختیار کرو اور جہنم میں لے جانے والے اعمال سے پرہیز کرو۔ اسی مقصد کے تحت آج بعد نمازِ مغرب آپ کے علاقے میں جو مسجد ہے وہاں تحریک سُنّی دعوتِ اسلامی کا اجتماع ہوگا، اس میں تشریف لا کر دینی اور اسلامی معلومات حاصل کریں۔

مغرب کی نماز سے قبل نئے ساتھیوں کے ہمراہ جو دورے کے لئے چلے تھے مبلغین ان کے ساتھ گھل مل جائیں اور اچھے دوست بن جائیں، ان سے پتہ وغیرہ بھی لے لیں۔ نمازِ مغرب سے پہلے جملہ مبلغین مسجد میں پہنچ جائیں اور صف اول میں ذکر الٰہی میں مصروف ہو جائیں۔ مغرب کی نماز کے وقت دعائے اول کے بعد عوام سے یوں مخاطب ہوں: السلام علیکم و رحمة الله و برکاته!

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مغرب کی نماز کے بعد تھوڑی دیر کے لے آپ تشریف رکھیں انشاءاللہ العزیز رب قدیر اور سرکار رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمودات وارشادات بتائے جائیں گے۔

نگراں کے حسبِ ایما ایک نعت خواں مبلغ ممبر کے پاس بیٹھ جائے۔ فاتحۂ ثانی کے بعد امام مسجد کی دست بوسی کے بعد اجتماع کا آغاز کریں، جس مبلغ نعت خواں کو نگراں نے مقرر کر رکھا تھا وہ چند اشعار نعت شریف کے پڑھ کر سنائے، اس کے بعد ۳۰ رمنٹ کا بیان ایک مبلغ کرے۔ ہفتہ واری اجتماع کے لئے جو عناوین مختص کئے گئے

ہیں انہی میں سے کسی ایک موضوع پر تیاری کر کے بیان کریں۔ پھر ایک مبلغ سنت مبارکہ بیان کرے، یا برکاتِ شریعت سے ۱۰ منٹ کا درس دے۔ بعدہٗ بعد صلوٰۃ وسلام اور دعا پر اجتماع ختم کیا جائے۔

مبلغین آپس میں ملاقات کے بجائے نئے ساتھیوں سے ملاقات کریں اور انہیں اپنے علاقے میں تحریک کا کام شروع کرنے کی گزارش کریں اور اپنے شہر کے ہفتہ واری اجتماع میں شرکت کی تاکید کریں اور زیادہ سے زیادہ ساتھیوں کے ہمراہ آنے کی گزارش کریں۔ نیز علاقائی ذمہ داروں سے نگراں ملاقات کریں اور ممکن ہو تو کچھ تحفہ بھی ضرور دیں۔ نگراں جب ذمہ دار یا عوام سے گفتگو کرتے ہوں تو نہایت ہی مؤدب ہر کر مبلغین کھڑے رہیں۔ یادر ہے کہ دعوت میں سنجیدگی ہو، قطعی طور پر تفریح یا مذاق نہ ہونے پائے۔

ہفتہ واری اجتماع کا طریقہ

☆ جس مسجد میں اجتماع متعین کیا گیا ہو ذمہ داران عشا کی نماز جماعت کے ساتھ وہاں پر ادا کریں۔

☆ ہر مبلغ تلاوتِ قرآنِ مقدس یا نعت شریف یا بیان وغیرہ سے پہلے مذکورہ درود شریف عوام کو ضرور پڑھالیں۔

☆ سامعین کو ''میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو!'' کہہ کر مخاطب کریں۔

☆ عشا کی نماز کے بعد معاونین نمازی حضرات کو اجتماع میں شرکت کی گزارش کریں۔ انداز مخلصانہ ہو، کسی پر زیادہ زور یا نہ بیٹھنے پر عار وغیرہ نہ دلائی جائے۔ یادرکھیں یہ نفل کا کام ہے، ان شاء اللہ اخلاص کے ساتھ کوشش کی گئی تو ضرور کامیابی ہوگی۔

☆ مبلغ تلاوت قرآن مجید ترتیل کے ساتھ ہی کریں۔ چاہے ایک چھوٹی سورت ہی ہو۔

☆ نعت شریف پڑھتے وقت یہ خیال رہے کہ ہم اپنے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی سنا رہے ہیں۔ نعت شریف باوضو پڑھیں، جو نعت شریف پڑھنی ہو پہلے سے ہی اس کی تیاری کرلیں۔ گانوں کی طرز پر ہرگز نہ پڑھیں۔

☆ اجتماع میں ۵ / تا ۷ / منٹ برکاتِ شریعت سے درس بھی دیں۔

☆ بیان نہایت ہی سادہ ہو، لفاظی سے پرہیز کریں۔ قرآنی آیات واحادیث اور ان کا ترجمہ اچھی طرح یاد کریں۔ جس موضوع پر بیان کرنا ہو مستند کتابوں سے اچھی طرح تیاری کریں اور اسی موضوع پر ہی بیان کریں۔ مقصد بیان اپنی اور قوم کی اصلاح کے ساتھ رضائے الٰہی ورضائے رسول (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہی ہو۔

مبلغین درج ذیل عناوین پر بیان کریں،
علما اس سے مستثنٰی ہیں

نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، خوفِ خدا، اطاعتِ الٰہی، قربانی، عقیقہ، توبہ، محبت الٰہی، محبت رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)، فضائل درود شریف، تلاوتِ قرآن کی فضیلت، فضائل صحابہ واولیا، فضائل علم وعلما، موت اور اس کے متعلقات، جھوٹ کی لعنتیں، غیبت، چغلی، حسد، کینہ، ریا، تکبر، زنا، لواطت، شراب، جوا وغیرہ کے عذاب، اخلاص وتواضع، حسن اخلاق، عفوودرگزر وغیرہ کے فضائل وفوائد، ماں باپ کے حقوق، اولاد کے حقوق، بھائی بہنوں کے حقوق، پڑوسیوں کے حقوق، میاں بیوی کے حقوق وغیرہ۔ مذکورہ تمام موضوعات فضائل ومسائل کے ساتھ بیان کئے جائیں۔

☆ علاقائی مرکز پرسُنّی اجتماع میں وفد کی صورت میں آنے والوں کے ذمہ داروں کے نام، علاقہ اور تعداد نوٹ کی جائے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ ایک ساتھی رجسٹر لے کر مسجد کے دروازہ پر میز کرسی لے کر بیٹھ جائے جہاں اندراج ہو۔

☆ ہفتہ واری اجتماع کا جدول چار چار ہفتہ پہلے تیار ہو جائیں تا کہ مبلغین کو ان کی ذمہ

داریوں سے آگاہ کر دیا جائے۔ مبلغین اپنی ذمہ داریوں کو بحسن وخوبی نبھائیں۔
☆ ہفتہ واری اجتماع میں دیگر علاقے کے مبلغین اپنے ہمراہ دینی بھائیوں کو لے کر وفد کی شکل میں پہونچیں اور رجسٹر میں تفصیل درج کروائیں۔
☆ اجتماع کے اختتام پر نئے نئے علاقے سے آئے ہوئے بھائیوں سے ملاقات کریں اور آئندہ ہفتہ زیادہ بھائیوں کے ساتھ شرکت کا وعدہ لیں نیز اپنے اپنے علاقہ کی تنظیمی سرگرمیوں کے متعلق باہمی تبادلۂ خیال کریں۔
☆ اندازِ ملاقات سنتوں کے مطابق ہو، ہنسی مذاق اور لغویات سے مکمل اجتناب کریں اور تضیعِ اوقات سے بھی ضرور اجتناب کریں۔ سنجیدگی کا دامن نہ چھوڑیں۔
☆ سفید کرتا، سفید پاجامہ نیز سفید عمامہ، ہری چادر، سفر میں عطر، مسواک، سرمہ، آئینہ، قینچی، سوئی، دھاگہ، ہمیشہ اپنے پاس رکھیں۔
☆ سنت وبیان کے لئے درجِ ذیل کتابوں سے استفادہ کریں۔
احیاء العلوم، بہارِ شریعت، قانونِ شریعت، مکاشفۃ القلوب، برکاتِ شریعت، انوار الحدیث، گنجینۂ رحمت، مشکوٰۃ المصابیح، نزہۃ القاری، اشعۃ اللمعات شرحِ مشکوٰۃ، کیمیائے سعادت، انوارِ سنت، مدارج النبوۃ، تاریخ اسلام، دین مصطفیٰ، تمہید ایمان، مصباح الجدید کے ساتھ ساتھ ہر مبلغ کے پاس کنزالایمان ترجمۂ قرآن ضرور ہونا چاہئے۔
☆ اجتماع کے بعد حلقے لگائیں جس میں درس اور بیان کا طریقہ، نعت شریف پڑھنے کا طریقہ، تلاوتِ قرآن مقدس کا طریقہ، ذکر کرانے کا طریقہ وغیرہ ذوق رکھنے والوں کو سکھایا جائے۔ یہ حلقہ آدھے گھنٹے سے زیادہ نہ ہو۔

اجتماع کی وقتی ترتیب

۵ر منٹ تلاوت قرآن، ۱۰ر منٹ نعت شریف، ۱۰ر منٹ برائے تربیت (نئے مبلغ)، ۵ر منٹ درس برکاتِ شریعت، ۲۵ر منٹ مرکزی بیان، ۱۰ر منٹ سنتیں، ۱۰ر منٹ

دعائیں، ۲۰؍منٹ ذکرو دعا وصلوٰۃ وسلام اور ۳۰؍منٹ حلقہ۔
نوٹ: اپنی کارگزاری نیز درپیش مسائل کے حل کے لئے مرکز سے رابطہ قائم کریں۔

چار روزہ قافلے کے جدول

درجِ ذیل معمولات وطریقۂ کار قافلے کے لئے قربانی دینے والوں کے لئے ہیں۔
☆ قافلے کے نگراں کی کامل اطاعت کریں، بغیر اجازت نگراں کہیں نہ جائیں۔
☆ نمازِ فجر جماعت کے ساتھ ادا کریں، جملہ مبلغین بعد نمازِ فجر دس منٹ تلاوتِ قرآنِ مقدس کریں اس کے بعد دس مرتبہ درود شریف پڑھیں، اس کے بعد قافلے میں کوئی ساتھی علم دین کی اہمیت یا صحابۂ کرام کے عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے واقعات یا نماز کی اہمیت یا ترکِ نماز پر وعیدیں یا دیگر اصلاحی موضوع پر آدھا گھنٹہ دیکھ کر یا بغیر دیکھے بیان کریں۔ بعدہٗ اشراق وچاشت کی نمازیں ادا کی جائیں، اس کے بعد ناشتہ کیا جائے پھر تھوڑی دیر آرام کرلیں۔ ٹھیک ساڑھے دس بجے ساتھیوں کو بیدار کیا جائے۔ ضرورت سے فارغ ہوکر جملہ ساتھی گیارہ بجے تک حلقوں میں بیٹھ جائیں۔
☆ کلمے، ثنا، تحیات، درود ابراہیمی، دعائے ماثورہ، دعائے قنوت، سورۂ فاتحہ اور دیگر سورتیں یاد کریں اور کرائیں۔ (۱۲؍بجے تک)
☆ ۱۰۔۱۲ سے ۴۵۔۱۲ تک درس دینے کا طریقہ سکھائیں۔ اس کے بعد ضرورت سے فارغ ہوکر اچھی طرح وضو کریں اور صف اول میں بیٹھ کر توبہ واستغفار اور درود شریف وغیرہ میں مصروف رہیں۔ جماعت کے بعد خندہ پیشانی سے امام صاحب اور عوام سے بھی ملیں اور عوام سے دین کے کام کے متعلق گزارش کریں اور انہیں تحریکی مزاج دے کر تحریک کے کام کو شروع کرنے کی گزارش کریں۔
☆ نمازِ ظہر کے بعد کھانا تناول فرمائیں۔
☆ ۴۰۔۳ سے ۴۰۔۴ تک وضو، غسل، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، قربانی، تیمّم، جمعہ، اذان،

آدابِ مسجد کے متعلق مسائل بتائے جائیں۔اس کے بعد عصر کی تیاری میں لگ جائیں۔عصر کی نماز صفِ اول میں ادا کریں۔اس کے بعد مقامی حضرات سے علاقائی دورے میں ساتھ آنے کی گزارش کریں۔عصر کی نماز کے بعد علاقائی اور قافلے والوں کے ہمراہ علاقے کا دورہ کریں اور لوگوں کو دین کی باتیں سیکھنے کی گزارش کریں۔مغرب کی اذان سے پہلے مسجد میں پہنچ جائیں اور توبہ واستغفار میں لگ جائیں۔مغرب کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کریں اس کے بعد اپنے ساتھیوں کو لے کر بیان کا طریقہ سیکھنے، سکھانے میں لگ جائیں۔عشا سے پہلے کھانا تناول فرمالیں۔

☆ عشا کی نماز کے بعد مندرجہ ذیل موضوعات پر بیان کریں۔

اخلاص، خوفِ خدا، عشق مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، والدین کے حقوق، رشتہ داروں کے حقوق، زبان کی حفاظت، توبہ اور درود شریف کے فضائل وغیرہ (۳۰/منٹ) اس کے بعد نبیٔ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دو سنتیں سکھائی جائیں۔ پھر مدارج النبوۃ، شفا شریف یا سیرتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں سے پڑھ کر سنایا جائے۔(۳۰/منٹ)

☆ اس کے بعد جو ساتھی قرآن شریف اچھی طرح پڑھنا جانتے ہوں وہ سورۂ ملک کی تلاوت کریں باقی ساتھی مکمل توجہ کے ساتھ تلاوت سنیں، پھر درود شریف پڑھتے ہوئے تصورِ آخرت میں ڈوب کر سنتوں کے مطابق سو جائیں۔

☆ مبلغین اپنے والدین سے اجازت بھی حاصل کریں نیز جہاں جاتے ہوں اپنے گھر والوں کو وہاں کا مکمل پتہ بھی دے دیں۔

اللہ عزوجل توفیق دے تو تہجد کے لئے بیدار ہوں ورنہ صبح اذان کے ساتھ بیدار ہو جائیں۔خبردار! نیند کی وجہ سے نماز میں سستی نہ کریں کہ نماز نیند سے بہتر ہے۔

اللہ عزوجل حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل آپ کا سفر قبول فرما کر مدینے کا سفر بھی نصیب فرمائے اور آخرت کا سفر آسان فرمائے۔(آمین)

گھر جانے سے پہلے اپنے لئے، والدین کے لئے، مشائخ کے لئے، جملہ مرحومین کے لئے، تحریک سُنّی دعوتِ اسلامی، تحریک کے ساتھیوں اور اس فقیر کے لئے ضرور بہ ضرور مغفرت اور خاتمہ بالخیر کی دعائیں فرمائیں کہ مسافر کی دعا قبول ہوتی ہے۔
اللہ عزوجل بار بار دین کی راہ میں قربانی کی توفیق عطا فرمائے۔

کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کرے ٹھیک ہو نام رضا تم پہ کروڑوں درود

سہ ماہی تربیتی کورس

☆ قرآن مقدس کا ناظرہ ترتیل کے ساتھ نیز کم از کم دس سورتیں یاد کرانا۔
☆ پانچ کلمے، ایمان مجمل، ایمانِ مفصل (مع ترجمہ)
☆ ثنا، التحیات، درود ابراہیمی، دعائے ماثورہ، دعائے قنوت۔
☆ غسل، وضو، نماز (شرائط، واجبات، سنتیں مع مسنون طریقہ)
☆ دس سنتیں مع آداب۔ کھانا کھانے کی سنتیں، پانی کی سنتیں، راستہ چلنے کی سنتیں، گفتگو کرنے کی سنتیں، عمامہ کی سنتیں، چھینک اور جماہی کی سنتیں، سلام کرنے کی سنتیں، مصافحہ کرنے کی سنتیں، مسجد میں داخل ہونے اور باہر نکلنے کی سنتیں، گھر میں آنے اور جانے کی سنتیں۔
☆ پانچ دعائیں۔ گھر سے باہر نکلنے کی دعا، اذان کے بعد کی دعا، کھانا کھانے سے پہلے اور بعد کی دعا، دعائیں زیادہ یاد کریں تو بہتر ہوگا۔
☆ مندرجہ ذیل اصطلاحات کی تعریف اچھے طریقے سے یاد کرائیں۔
ایمان، کفر، شرک، منافق، مرتد، ملحد، فرض، واجب، سنت، مستحب، مندوب۔
☆ ارکانِ اسلام کی قدرے تفصیل۔
☆ ضروری عقائد کی تفصیل، بدمذہبوں کے عقائد و نظریات سے محفوظ رہنے کی تاکید۔
☆ اخلاقِ حسنہ اور اخلاقِ رذیلہ کی تعریف۔

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات یعنی امہات المومنین کے اسمائے مبارکہ نیز اولاد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسمائے گرامی، خلفائے راشدین، عشرۂ مبشرہ کے اسمائے گرامی یاد کرائے جائیں۔

☆ اسلامی بارہ مہینوں کے نام یاد کرائے جائیں۔

☆ چالیس حدیثیں مع متن وترجمہ یاد کرائی جائیں۔

نوٹ: اپنے علاقے کی کارگزاری کی تحریری رپورٹ دفتر پر ہر ماہ بھیجنا ضروری ہے، کارگزاری کی تفصیل نیز فروغِ تحریک کے لئے مندرجہ ذیل پتہ پر خطوط کے ذریعہ رابطہ کریں یا درجِ ذیل ای میل آئی ڈی (E-mail id) پر ای میل کریں اور ایمرجنسی میں مندرجہ ذیل نمبرات پر ذمہ داروں سے مشورہ لیں اور اس کے مطابق عمل کریں۔

دفتر کا پتہ

دفتر سُنّی دعوتِ اسلامی، سید عاشق شاہ بخاری مسجد، ۱۲۸ رشید امارگ، چارنل ڈونگری، ممبئ۔۹

فون نمبر

0091 22 23434366, 0091 9821339360,
0091 9820131208

ای میل آئی ڈی (Email id)

info@sunnidawateislami.net
Website: www.sunnidawateislami.net

(حصہ اوّل)

مؤلف

حافظ وقاری **مولانا محمد شاکر علی** نوری صاحب

(امیر سنی دعوتِ اسلامی)

ایمان کا بیان

اللہ جل جلالہ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ خَالِقُ کُلِّ شَیْئٍ فَاعْبُدُوْہُ وَ ھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ وَّکِیْلٌ ٥ یہ ہے اللہ عزوجل تمہارا رب اور اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں ہر چیز کا بنانے والا تو اسے پوجو وہ ہر چیز پر نگہبان ہے۔ (کنزالایمان، پ ۷، رکوع ۱۸)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے، اچانک ایک شخص ہمارے سامنے آیا جس کے کپڑے نہایت سفید اور بال کالے سیاہ تھے، نہ اس پر سفر کی کوئی علامت دکھائی دیتی تھی اور نہ ہم میں سے کوئی اسے جانتا تھا۔ آخر وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ گیا اور اس نے اپنے گھٹنے

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھٹنوں سے ملا دیئے اور اپنے دونوں ہاتھ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رانوں پر رکھ دیئے۔ پھر کہنے لگا: اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) مجھے اسلام کے بارے میں بتایئے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور تو نماز پڑھے، زکوۃ دے، رمضان کے روزے رکھے اور کعبۃ اللہ کا حج کرے اگر تو اس کے راستے کی استطاعت رکھتا ہو۔

اس نے کہا: آپ نے سچ فرمایا۔ (راوی کہتے ہیں) ہمیں اس پر تعجب ہوا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال بھی کرتا ہے اور پھر ان کی تصدیق بھی کرتا ہے۔

پھر اس نے کہا: مجھے ایمان کے بارے میں بتایئے۔ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا (ایمان یہ ہے کہ) اللہ کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور آخرت کے دن پر اور بھلی، بُری تقدیر کی تصدیق کرے۔ اس شخص نے کہا: آپ نے سچ فرمایا۔ پھر اس نے کہا ”مجھے احسان کے بارے میں بتایئے“۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا (احسان یہ ہے کہ) تو اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرے کہ گویا تو اسے دیکھ رہا ہے۔ اگر تو اسے دیکھ نہیں سکتا تو (کم از کم اتنا خیال ہو کہ) وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔ (مسلم شریف جلد اول، ص: ۲۷)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ بالا حدیث پاک کی تشریح کرتے ہوئے حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں ”اسلام، ظاہری اعمال کا نام ہے (مثلاً نماز پڑھنے، روزہ رکھنے، زکوۃ دینے، وغیرہم

کا)اور ایمان نام ہے اعتقاد باطن کا (مثلاً اللہ عزوجل اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دل سے ماننے کا) اور اسلام وایمان کے مجموعے کا نام دین ہے“۔

ایمان باللہ اور اس کے تقاضے

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے بعد اس کا تقاضا یہ ہے کہ بندۂ مومن اپنے معبودِ برحق کے ہر ہر حکم کا تابع و فرمانبردار رہے اور اس کے نائب مطلق، نبیٔ آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت میں سرشار ہوکر آپ کی لائی ہوئی شریعت کے احکامات کا پابند رہے تاکہ بندہ رِضائے الٰہی کا حقدار ہو جائے۔

اللہ کی ذات و صفات کے متعلق عقائد

عقیدہ:۔ اللہ ایک ہے، پاک اور بے مثل، بے عیب ہے۔ ہر کمال وخوبی کا جامع ہے۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اس کے سوا جو کچھ ہے، پہلے نہ تھا جب اس نے پیدا کیا تو ہوا۔ وہ کسی بھی بات میں کسی کا محتاج نہیں اور سب اسی کے محتاج ہیں۔ وہ سب کا مالک ہے جو چاہے کرے۔ بغیر اس کے چاہے ذرّہ ہل نہیں سکتا۔ سب اس کے بندے ہیں، وہ اپنے بندوں پر ماں، باپ سے زیادہ مہربان، رحم فرمانے والا، گناہ بخشنے والا، توبہ قبول فرمانے والا ہے۔ عزت وذلت، مال ودولت سب اسی کے قبضے میں ہے۔

عقیدہ:۔ ہدایت وگمرہی اسی کی جانب سے ہے، جسے چاہے ہدایت دے اور جسے چاہے گمراہ کردے، اس کا ہر کام، حکمت اور انصاف ہے۔ بندے کی سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔ بندوں پر اس کے احسانات بے انتہا ہیں۔

عقیدہ:۔ وہی اللہ جل جلالہ اِس لائق ہے کہ صرف اسی کی عبادت کی جائے، اس کے سوا دوسرا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں۔

عقیدہ: حقیقی بادشاہ اللہ تعالیٰ ہی ہے اور وہی علیم و حکیم ہے۔ کوئی چیز اللہ عزوجل کے علم سے باہر نہیں، دلوں کے خطروں اور وسوسوں کی بھی خبر رکھتا ہے، اس کے علم کی کوئی انتہا نہیں۔

عقیدہ: اللہ رب العزت جو چاہے، جیسا چاہے کرے۔ کسی کا اس پر کوئی دباؤ نہیں اور نہ کوئی اس کے ارادے سے اس کو روکنے والا ہے، بندوں کے اچھے کام سے خوش ہوتا ہے اور برے کام سے ناراض ہوتا ہے۔

عقیدہ: حقیقتاً روزی پہونچانے والا، اولاد عطا فرمانے والا نیز ہر ضرورت پوری کرنے والا وہی ہے، فرشتے وغیرہ وسیلہ اور واسطہ ہیں۔

عقیدہ: خدائے تعالیٰ کے لئے ہر عیب ناممکن بلکہ محال ہے۔ جیسے جھوٹ، جہالت، بھول، ظلم وغیرہ تمام برائیاں خدا کے لئے محال ہیں اور جو یہ مانے کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے، لیکن بولتا نہیں، ایسا عقیدہ رکھنے والا گمراہ ہے گویا وہ مان رہا ہے کہ خدا عیبی تو ہے لیکن اپنا عیب (جھوٹ) چھپائے ہوئے ہے۔ (معاذاللہ)

انبیا و ملائکہ کے متعلق عقائد

رسول: رسول کے معنیٰ ہیں خدائے تعالیٰ کے یہاں سے بندوں کے پاس خدائے تعالیٰ کا پیغام لانے والا۔

نبی: وہ آدمی ہے جس کے پاس وحی یعنی خدائے تعالیٰ کا پیغام آیا، لوگوں کو خدائے تعالیٰ کا راستہ بتانے کیلئے۔

عقیدہ:۔ کئی نبی اور کئی فرشتے رسول ہیں، سب نبی مرد ہی تھے۔ نہ کوئی جن نبی ہوا نہ کوئی عورت نبی ہوئی۔

عقیدہ:۔ نبی اور رسول محض اللہ عزوجل کی مہربانی سے ہوتے ہیں اس میں آدمی کی کوشش

نہیں چلتی، البتہ اللہ تعالیٰ نبی یا رسول اسی کو بناتا ہے جس کو وہ اس لائق پیدا فرماتا ہے۔

عقیدہ: جو نبی یا رسول ہوتے ہیں وہ پہلے سے ہی تمام بری باتوں سے دور رہتے ہیں ان میں ایسی کوئی بات نہیں ہوتی جس کی وجہ سے لوگ ان سے نفرت کریں۔

عقیدہ: سب نبی اور تمام فرشتے معصوم ہوتے ہیں یعنی ان سے کوئی گناہ ہو ہی نہیں سکتا۔

عقیدہ: اللہ تعالیٰ کا پیغام بندوں تک پہونچانے میں ان سے کوئی بھول، چوک نہیں ہوسکتی، ان سے بھول، چوک محال ہے۔

عقیدہ: نبی اور فرشتے کے علاوہ کسی امام اور ولی کو معصوم ماننا گمرہی اور بد مذہبی ہے۔ اگر چہ امام اور ولیوں سے بھی گناہ نہیں ہوتا۔ لیکن کبھی کوئی گناہ ہو جائے تو شرعاً محال بھی نہیں۔

عقیدہ: اللہ عزوجل کی تمام مخلوق میں نبی سب سے افضل ہوتے ہیں۔

عقیدہ:۔ ولی کتنے ہی بڑے رتبے والا کیوں نہ ہو۔ کسی نبی کے برابر نہیں ہوسکتا جو کوئی کسی بھی بندے کو کسی نبی سے افضل، یا برابر بتائے وہ گمراہ، بد مذہب ہے۔

عقیدہ: نبی کی تعظیم فرض عین بلکہ تمام فرائض کی اصل ہے کسی نبی کی ادنیٰ سی توہین کفر ہے۔

عقیدہ:۔ تمام انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی اپنی قبروں میں دنیوی زندگی کی طرح آج بھی زندہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ "كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ" کے پورا ہونے کی خاطر ایک لمحہ کے لئے انہیں موت آئی۔ پھر اللہ نے اپنی قدرت کاملہ سے انہیں زندہ فرمادیا۔ ان کی زندگی شہیدوں کی زندگی سے بہت بڑھ کر ہے۔

عقیدہ: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں کو غیب کی باتیں بھی بتائیں۔ نبیوں کو یہ علم غیب اللہ تعالیٰ کے دیئے سے ہے۔ نبیوں کا علم غیب عطائی ہے اور اللہ تعالیٰ کا علم غیب چونکہ کسی کا دیا ہوا نہیں ہے بلکہ اسے خود حاصل ہے لہٰذا اس کا علم ذاتی ہے۔ اس لئے انبیائے کرام کے لئے علم غیب ماننا شرک نہیں بلکہ ایمان ہے۔ جیسا کہ بہت سی آیتوں اور احادیث

سے ثابت ہے۔

عقیدہ: اللہ رب العزت نے ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام کائنات سے پہلے اپنے نور کی تجلی سے پیدا فرمایا۔ انبیا، فرشتے، زمین وآسمان، عرش و کرسی، تمام جہان کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور کی جھلک سے پیدا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے بعد ہر خوبی اور کمال کا جامع ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بنایا۔ اس نے اپنے تمام خزانوں کی کنجیاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمادیں۔ دین ودنیا کی تمام نعمتوں کا دینے والا خدا ہے اور بانٹنے والے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔

عقیدہ: اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بیداری کی حالت میں معراج عطا فرمائی، یعنی عرش پر بلایا اور اپنا دیدار آنکھوں سے کرایا، اپنا کلام سنایا، جنت، دوزخ، عرش، کرسی وغیرہ تمام چیزوں کی سیر کرائی۔ قیامت کے دن آپ ہی سب سے پہلے امت کی شفاعت فرمائیں گے، بندوں کے گناہ معاف کرائیں گے، درجے بلند کرائیں گے، ان کے علاوہ اور بہت سی خصوصیتیں ہیں، جن کی تفصیل علمائے اہل سنت کی کتابوں میں ملاحظہ ہو۔

عقیدہ: اللہ عزوجل نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے اپنے نبیوں پر مختلف کتابیں اور صحیفے نازل فرمائے۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر توریت، حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام پر زبور، حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل اور دیگر نبیوں پر دوسری کتابیں یا صحیفے نازل فرمائے۔ ان نبیوں کی امتوں نے ان کتابوں کو گھٹا، یا بڑھا دیا اور اللہ تعالیٰ کے احکام کو بدل ڈالا۔ تب اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قرآن پاک نازل فرمایا۔ قرآن پاک میں ہر چیز کا علم ہے۔ قرآن پاک ابتدائے

اسلام سے آج تک ویسا ہی ہے جیسا نازل ہوا تھا اور ہمیشہ ویسا ہی رہے گا۔ اس قرآن پاک پر ایمان لانا ہر شخص پر لازم ہے۔ اب نہ کوئی نبی آنے والے ہیں اور نہ کوئی کتاب آنے والی ہے۔ جو اس کے خلاف عقیدہ رکھے وہ مومن نہیں۔

عقیدہ: فرشتے اللہ عزوجل کی نوری مخلوق ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ طاقت دی ہے کہ جو چاہیں بن جائیں۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف کچھ نہیں کرتے، نہ جان بوجھ کر نہ بھول کر اس لئے کہ فرشتے معصوم ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بہت سے کام فرشتوں کے سپرد فرمایا ہے۔ کوئی فرشتہ جان نکالنے پر، کوئی پانی برسانے پر، کوئی ماں کے پیٹ میں بچہ کی صورت بنانے پر اور کوئی بندوں کے نامۂ اعمال لکھنے پر مقرر ہے۔ وغیرہ

عقیدہ: فرشتے نہ مرد ہیں نہ عورت، بلکہ وہ نوری جسم کی مخلوق ہیں۔ فرشتوں کا انکار کرنا یا ان سے غلطی ہونے کا امکان ماننا بھی گمرہی ہے اور ایسا شخص مومن نہیں۔

موت کے متعلق عقائد

عقیدہ: موت کا آنا بھی حق ہے ہر شخص کی عمر مقرر ہے نہ اس سے گھٹ سکتی ہے اور نہ بڑھ سکتی ہے۔ جب زندگی کا وقت پورا ہو جاتا ہے تو حضرت عزرائیل (جو موت کے فرشتے ہیں) آتے ہیں اور بندے کی روح نکال کر لے جاتے ہیں۔ لیکن روح بدن سے نکل کر مٹتی نہیں ہے بلکہ عالم برزخ میں رہتی ہے۔ ایمان و عمل کے اعتبار سے روح کے لئے الگ الگ جگہ مقرر ہے قیامت آنے تک وہیں رہے گی۔ بہرحال روح مٹتی نہیں ہے اور جس حال میں بھی ہو اپنے بدن سے ایک طرح کا لگاؤ رکھتی ہے بدن کی تکلیف سے اسے بھی تکلیف ہوتی ہے۔ اور بدن کے آرام سے روح بھی آرام پاتی ہے۔ اور جو کوئی قبر پر آئے اسے دیکھتی، پہچانتی اور اس کی بات بھی سنتی ہے۔ مسلمان کی

نسبت سے تو حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب مسلمان مرجاتا ہے تو اس کی راہ کھول دی جاتی ہے جہاں چاہے جائے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''روح کیلئے کوئی جگہ، دور یا نزدیک نہیں بلکہ سب برابر ہے''۔

مردے سے سوال و جواب

عقیدہ: منکر نکیر یہ دو فرشتے ہیں، جو مردہ سے بڑی کڑک آواز میں سختی سے جھڑکتے ہوئے تین سوالات کرتے ہیں (۱) مَنْ رَّبُّکَ ؟ تیرا رب کون ہے (۲) مَا دِیْنُکَ ؟ تیرا دین کیا ہے (۳) مَا کُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ شَا نِ ھٰذَا الرَّجُلِ؟ ان کے بارے میں تو کیا کہتا تھا؟ مردہ اگر مسلمان مَرا ہے تو پہلے سوال کے جواب میں کہے گا ''رَبِّیَ اللّٰہُ'' میرا رب اللہ ہے اور دوسرے سوال کے جواب میں کہے گا ''دِیْنِیَ الاِسْلَامُ'' میرا دین اسلام ہے اور تیسرے سوال کے جواب میں کہے گا ''ھُوَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ'' یہ اللہ کے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر رحمت اور سلام نازل ہو، جب مومن مردہ ہر سوال کا جواب صحیح دے دیگا تو اب اس کے لئے فرشتے حکم الٰہی سے جنت کا مکمل انتظام کریں گے جس میں وہ قیامت تک رہے گا اور اگر مردہ کافر ہے تو سوالات کے جوابات نہ دے سکے گا اور کہے گا: ''ھَاہُ ھَاہُ لَا اَدْرِیْ'' یعنی افسوس افسوس مجھے تو کچھ معلوم نہیں۔ اب فرشتے اس کے لئے عذاب دینے پر مسلط ہوں گے اور قیامت تک اسے عذاب دیا جاتا رہے گا۔

عقیدہ: ثواب و عذاب مردہ کے بدن اور روح دونوں پر ہوگا، مردہ اگر دفن نہیں کیا گیا بلکہ جلا دیا گیا، یا کہیں پڑا رہ گیا، یا پھینک دیا گیا، غرضیکہ کہیں ہو اس سے وہیں سوال ہوگا یہاں تک کہ جسے شیر کھا گیا تو شیر کے پیٹ میں اس سے سوال ہوگا اور عذاب یا

ثواب بھی وہیں ہوگا۔

عقیدہ: قبر میں آرام یا تکلیف کا ہونا حق ہے، قبر کے عذاب اور ثواب کا منکر گمراہ ہے۔

عقیدہ: انبیائے کرام سے قبر کے سوالات نہیں ہوتے بلکہ بعض امتیوں سے بھی قبر کے سوالات نہ ہوں گے۔ جیسے جمعہ اور رمضان میں انتقال کرنے والے مسلمان۔

مسئلہ: نبی، ولی، عالم دین، شہید، حافظِ قرآن، جو قرآن پر عمل بھی کرتا ہو اور وہ بندہ جس نے کبھی گناہ نہ کیا ہو اور وہ بندہ جو ہر وقت درود شریف پڑھتا ہو، ان تمام کے بدن کو مٹی نہیں کھا سکتی۔ جو شخص انبیائے کرام کو یہ کہے کہ ''مر کر مٹی میں مل گئے'' وہ شخص بے دین، گمراہ اور مرتکبِ توہین ہے۔ (العیاذ باللہ)

قیامت آنے کا حال اور اس کی چند نشانیاں

عقیدہ: ایک دن دنیا اور اس کی ہر چیز فنا ہو جائے گی۔ اللہ عزوجل کے سوا کچھ باقی نہ رہے گا، اسی کو قیامت کہتے ہیں۔ قیامت آنے سے پہلے اس کی نشانیاں ظاہر ہوں گی۔ جن میں سے کچھ اس طرح ہیں۔

☆ دنیا سے علمِ دین اٹھ جائے گا یعنی علمائے حق اٹھا لئے جائیں گے۔

☆ جہالت کی کثرت ہوگی۔

☆ شراب اور زنا کی کثرت ہوگی۔

☆ مرد اپنی عورت کے کہنے میں ہوگا اور ماں باپ سے جدا رہے گا۔

☆ گانے بجانے کی کثرت ہوگی۔

☆ پہلے کے لوگوں پر لوگ لعنت کریں گے، ان کو بُرا کہیں گے۔

☆ بدکار اور نا اہل لوگ سردار بنائے جائیں گے۔

☆ دین پر قائم رہنا اتنا کٹھن ہوگا جیسے مٹھی میں انگار لینا۔
☆ وقت میں برکت نہ ہوگی یعنی وقت بہت جلد جلد گزرے گا۔
☆ درندے، جانور، آدمی سے بات کریں گے۔
☆ سورج پچھم سے نکلے گا اور اِس نشانی کے ظاہر ہوتے ہی توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔اس وقت اسلام لانا قبول نہ ہوگا۔

اللّٰہ اکبر! اِن علامات کے سوا، بڑا دجّال بھی آئے گا اور اس دجال کے علاوہ تیس دجّال اور بھی ہوں گے، جو سب نبی ہونے کا دعویٰ کریں گے، حالانکہ نبوت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے۔ ہمارے نبی سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہ ہوگا۔ ان دجالوں میں بہت سے گزر چکے جیسے، مسیلمۂ کذّاب، طلیحہ بن خویلد، سجاح، اسود عنسی، مرزا علی محمد باب، مرزا علی حسین بہاء اللہ، مرزا غلام احمد قادیانی، وغیرہ اور جو باقی ہیں وہ ضرور ظاہر ہوں گے۔ (نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھُمْ)

وضو کے فضائل ومسائل

اللہ عزوجل قرآنِ مقدس میں ارشاد فرماتا ہے: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْھَکُمْ وَاَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ وَ امْسَحُوْا بِرُءُوْسِکُمْ وَ اَرْجُلَکُمْ اِلَی الْکَعْبَیْنِ ۝ اے ایمان والو! جب تم نماز پڑھنے کا ارادہ کرو تو اپنے منہ اور کہنیوں تک ہاتھوں کو دھوؤ اور سروں کا مسح کرو اور ٹخنوں تک پاؤں دھوؤ۔

وضو نماز کے لئے اس حد تک ضروری ہے کہ نماز کی صحت وضو کے بغیر ممکن ہی نہیں، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کسی کی نماز قبول نہیں ہوگی جب وہ مُحدث ہو جب تک کہ وضو نہ کرلے۔ (مسلم شریف)

اسی طرح حضرت اسامہ بن عمیر ہذلی سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ صَلٰوۃً اِلَّا بِطُھُوْرٍ'' اللہ تعالیٰ کسی نماز کو بغیر طہارت قبول نہیں فرماتا۔ (ابن ماجہ ۱/۲۴)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! حدث دو طرح

کے ہیں، ایک حدثِ اکبر دوسرا حدثِ اصغر۔ حدث اکبر وہ ہے جس کی بنا پر غسل واجب ہو جاتا ہے جیسے احتلام ہونا، جماع کرنا وغیرہ اور حدث اصغر وہ ہے جس کی وجہ سے وضو ٹوٹ جائے جیسے ہوا خارج ہونا، منہ بھر تے ہونا وغیرہ۔ پہلی حدیث میں جو حدث کا ذکر ہے اس سے مراد حدث اصغر ہے یعنی اگر کسی شخص کا وضو ٹوٹ جائے اور وہ وضو کئے بغیر نماز ادا کرے تو اس کی نماز بارگاہِ خداوندی میں غیر مقبول ہوتی ہے کیوں کہ نماز کے لئے طہارت شرط ہے اور جب نماز کی صحت کی شرط ہی نہیں پائی گئی تو نماز صحیح نہیں ہوئی اور جب نماز صحیح نہ ہوئی تو بارگاہِ خداوندی میں قبول بھی نہ ہو سکے گی۔

نماز کی کنجی

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ الصَّلٰوةُ وَ مِفْتَاحُ الصَّلٰوةِ الطُّهُوْرُ'' جنت کی کنجی نماز ہے اور نماز کی کنجی وضو ہے۔

جنت کے آٹھ دروازے

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے اچھی طرح وضو کیا پھر اس نے کھڑے ہو کر اس طرح نماز پڑھی کہ اس کو علم ہو کہ وہ نماز میں کیا پڑھ رہا ہے تو وہ اس دن کی طرح (گناہوں سے صاف) ہو جائے گا جس دن وہ اپنی ماں کے بطن سے پیدا ہوا تھا۔ (مصنّف ابن ہمام صنعانی جلد اول ص ۴۵)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس حدیث میں یہ فرمایا گیا کہ اچھی طرح وضو کر کے دل کو حاضر رکھتے ہوئے نماز ادا کرنے والے کو اللہ عزوجل گناہوں سے اس طرح پاک فرما دیتا ہے جیسے ابھی ابھی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔ اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "مَنْ تَوَضَّأَ فَاَسْبَغَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰی صَلٰوۃً یَّعْلَمُ مَا یَقُوْلُ فِیْھَا ثُمَّ قَالَ فِیْھَا اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ فُتِحَتْ لَہٗ ثَمَانِیَۃُ اَبْوَابٍ مِّنَ الْجَنَّۃِ یَدْخُلُ مِنْ اَیِّھَا شَاءَ" جس شخص نے اچھی طرح وضو کیا پھر کھڑے ہو کر اس طرح نماز پڑھی کہ اس کو علم ہو کہ وہ نماز میں کیا پڑھ رہا ہے پھر اس نے "اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ" پڑھا تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دئے جائیں گے وہ جس دروازے سے چاہے گا جنت میں داخل ہو جائے گا۔ (مصنّف ابن ہمام صنعانی جلد اول ص ۴۶)

اس حدیث سے مراد یا تو یہ ہے کہ التحیات میں جو کلمۂ شہادت پڑھا جاتا ہے اس وقت جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں یا یہ کہ سلام پھیرنے کے بعد کلمۂ شہادت پڑھنے سے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دئے جاتے ہیں۔

گناہ جھڑتے ہیں

جو بندہ وضو کرتا ہے تو وضو کی برکت سے اس کے بدن سے گناہ جڑھ جاتے ہیں، چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "مَنْ تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ خَرَجَتْ خَطَایَاہُ مِنْ جَسَدِہٖ حَتّٰی تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ اَظْفَارِہٖ" جو شخص اچھی طرح وضو کرے تو اس کے گناہ اس کے جسم سے نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ اس کے ناخنوں کے نیچے سے بھی نکل جاتے ہیں۔

(انوار الحدیث ۱۳۲)

حضرت عبد اللہ صنابحی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: جو کوئی وضو کرے اور کلی اور ناک میں پانی چڑھائے تو اس کے ناک اور منہ سے اس کے گناہ نکل جاتے ہیں اور جب اپنا چہرہ دھلتا ہے تو اس کے چہرے سے گناہ نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ اس کی آنکھوں کے کناروں سے بھی نکل

جاتے ہیں پھر جب وہ اپنے ہاتھ دھلتا ہے تو اس کے گناہ اس کے ہاتھوں سے نکل جاتے ہیں پھر جب وہ اپنے سر کا مسح کرتا ہے تو اس کے گناہ اس کے سر سے نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ اس کے کانوں سے نکل جاتے ہیں پھر جب وہ اپنے پیر دھلتا ہے تو اس کے گناہ اس کے پیر سے نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ اس کے پیروں کے ناخنوں سے بھی نکل جاتے ہیں اور اس کی نماز اور اس کا مسجد تک چلنا اس کے لئے مزید ثواب و بلندیٔ درجات جاباعث ہوتا ہے۔ (ابن ماجہ ۱/۲۴، ۲۵)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس حدیث میں گناہ کے جھڑنے کا جو ذکر ہے اس سے مراد گناہِ صغائر ہیں کیوں کہ کبائر توبہ کے ذریعہ معاف ہوتے ہیں البتہ جن کے گناہِ صغائر نہیں ہوتے صرف گناہِ کبائر ہوتے ہیں تو وضو کرنے کی برکت سے ان کے کبائر میں تخفیف ہو جاتی ہے اور جن کے صغائر و کبائر دونوں گناہ نہیں ہوتے اللہ عزوجل اپنے فضل و کرم سے ان کے درجات کو بلند فرما دیتا ہے۔

اپنی چمک زیادہ کرو

وضو کی برکت سے قیامت کے دن اعضائے وضو چمکتے ہوں گے اور جو لوگ اچھی طرح وضو کرتے ہیں اور ہمیشہ باوضو رہنے کے عادی ہیں وہ آسانی سے پہچانے جا سکیں گے۔ اس سلسلے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ''اِنَّ اُمَّتِیْ یُدْعَوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ غُرًّا مُّحَجَّلِیْنَ مِنْ اٰثَارِ الْوُضُوْءِ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْکُمْ اَنْ یُّطِیْلَ غُرَّتَہٗ فَلْیَفْعَلْ'' قیامت کے دن میری امت اس حالت میں بلائی جائے گی کہ منہ اور ہاتھ پاؤں آثارِ وضو سے چمکتے ہوں گے تو جس سے ہو سکے چمک زیادہ کرے۔ (مشکوٰۃ شریف: ۳۹)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس حدیث میں اس بات کی وضاحت ہے کہ جو شخص وضو کرے گا قیامت کے دن اس کے اعضا وضو

کی وجہ سے چمکتے ہوں گے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس سے ممکن ہو وہ اپنی چمک زیادہ کرے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمیشہ باوضو رہے اور ہر نماز کے وقت اگر چہ وضو ہو دوبارہ وضو کرلیا کرے تو جو شخص جتنی زیادہ مرتبہ وضو کرے گا اس کے اعضا اتنے ہی زیادہ چمکتے ہوں گے۔ یا اس کا مطلب یہ ہے کہ اعضائے وضو جتنا دھلنے کا حکم ہے اس سے زیادہ دھلا جائے جیسا کہ دوسرے مقام پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''تَبْلُغُ الْحِلْيَةُ مِنَ الْمُؤْمِنِ حَيْثُ يَبْلُغُ الْوَضُوْءُ'' مومن کے وضو کا پانی جہاں جہاں پہنچے گا وہاں تک اس کے عضو کو مزین کر دیا جائے گا۔ (مشکوٰۃ شریف: ۳۹)

لہٰذا کوشش کریں کہ ہمیشہ باوضو رہیں اور ہر نماز کے لئے وضو پر وضو کرلیا کریں تا کہ قیامت کے دن ان لوگوں کی فہرست میں شامل ہوسکیں جن کے اعضا آثارِ وضو سے چمکتے ہوں گے۔

حوضِ کوثر پر استقبال

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک قبرستان میں تشریف لائے اور ارشاد فرمایا ''اَلسَّلاَمُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَ اِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لاَحِقُوْنَ وَدِدْتُّ اَنَّا قَدْ رَاَيْنَا اِخْوَانَنَا'' (تم پر سلامتی ہو اے مومنوں کے گھر اور ہم انشاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں، مجھے اپنے بھائیوں کی زیارت سے مسرت ہوئی) صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہم آپ کے بھائی نہیں؟ آپ نے فرمایا: تم میرے ساتھی ہو، ہمارے بھائی وہ ہیں جو بعد میں آنے والے ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا کہ آپ کی امت میں جو لوگ بعد میں آنے والے ہیں ان کو آپ کیسے پہچانیں گے؟ آپ نے فرمایا: اگر کوئی شخص ایسا ہو کہ جس کے چمکدار رنگ والے خچر ہوں سیاہ رنگ والے خچروں کے درمیان تو کیا وہ اپنے خچر کو نہیں پہچان

سکے گا؟ لوگوں نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم! آپ نے فرمایا: وہ لوگ قیامت میں اس طرح آئیں گے کہ آثارِ وضو سے ان کے اعضا چمکتے ہوں گے اور میں حوضِ کوثر پر ان کا استقبال کروں گا۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! کتنا خوش نصیب ہوگا وہ شخص کہ اللہ عزوجل کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حوضِ کوثر پر جس کا استقبال کریں اور یہ فضیلت کیسے حاصل ہوگی، وضو کرنے کی وجہ سے کہ آثارِ وضو سے جب اعضا چمکتے ہوں گے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پہچان لیں گے کہ یہ میری امت کا ایسا شخص ہے جو پنجوقتہ نمازوں کے لئے وضو کیا کرتا تھا۔ لہٰذا ہر نماز کے لئے مسجد میں حاضر ہو جائیں اور ہمیشہ باوضو رہنے کی کوشش کریں تا کہ قیامت کے دن حوضِ کوثر پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے استقبال کے حقدار ہو سکیں۔ اللہ عزوجل ہمیں توفیق عطا فرمائے۔

ایمان کا حصہ

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اِسبَاغُ الْوُضُوْءِ شَطْرُ الْاِیْمَانِ" اچھی طرح وضو کرنا ایمان کا آدھا حصہ ہے۔ (ابن ماجہ ۱/۲۴)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس حدیث میں اسباغ الوضو سے مراد وضو کے تمام فرائض وسنن ومستحبات کو اچھی طرح سے ادا کرنا اور تمام مکروہات سے بچتے ہوئے وضو کرنا۔ اس حدیث میں وضو کو ایمان کا آدھا حصہ فرمایا گیا ہے اس کی وجہ محدثین کرام نے یہ بیان فرمایا ہے کہ ایمان باطن کو پاک کر دیتا ہے اور وضو ظاہر کو پاک کر دیتا ہے لہٰذا وضو کو ایمان کا آدھا حصہ قرار دیا گیا ہے۔

فقہائے کرام نے فرمایا ہے کہ اس حدیث کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ اچھی طرح

وضو کرنے کا اجر بڑھ کر نصف ایمان تک پہنچ جاتا ہے۔اس کا دوسرا معنی یہ ہے کہ ایمان لانے سے پہلے کے گناہ ایمان لانے سے مٹ جاتے ہیں اسی طرح وضو سے پہلے کے گناہ وضو سے مٹ جاتے ہیں لیکن ایمان کے بغیر وضو نہیں ہوتا اس لئے فرمایا وضو نصف ایمان ہے۔تیسرا معنی یہ ہے کہ ایمان سے مراد نماز ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے ''وَ مَا کَانَ اللّٰہُ لِیُضِیۡعَ اِیۡمَانَکُمۡ'' اس آیت میں ایمان سے مراد نماز ہے اور چوں کہ صحت نماز کے لئے طہارت شرط ہے اس لئے طہارت نماز کے لئے بمنزلۂ جز ہے۔ اس لئے فرمایا وضو نصف ایمان ہے یعنی نماز کا جز ہے۔اس کی ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ تصدیق بالقلب اور اطاعت ظاہرہ دونوں ایمان کے جز ہیں اور طہارت ایمان کو متضمن ہے جو کہ اطاعت ظاہرہ ہے اس اعتبار سے فرمایا وضو نصف ایمان ہے۔

دس نیکیاں

ترمذی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ''مَنۡ تَوَضَّأَ عَلٰی طُھۡرٍ کُتِبَ لَہٗ عَشَرُ حَسَنَاتٍ'' جو شخص وضو پر وضو کرے اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جائیں گی۔(مشکوٰۃ:۳۹،ترمذی)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! وضو کرنے میں ہمارا کوئی زیادہ وقت صرف نہیں ہوتا،تھوڑی سی محنت اور دس نیکیاں حاصل ہورہی ہیں۔ کل بروزِ قیامت ہمیں نیکیوں کی کس قدر ضرورت ہوگی کہ ان کی کمی یا زیادتی ہمارے لئے جہنم یا جنت کا سبب بنیں گی،وضو پر وضو کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وضو ہونے کے باوجود دوبارہ وضو کر لینا۔اگر کوئی شخص ایسا کرتا ہے تو آقائے کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق اسے دس نیکیاں عطا کی جائیں گی۔لہٰذا کوشش کریں کہ ہر نماز کے لئے نیا وضو کرلیا کریں۔اللہ عزوجل ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

جنت میں قدموں کی آہٹ

ایک دن صبح کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بلال کو بلایا اور فرمایا اے بلال! کس عمل کے سبب جنت میں تو مجھ سے آگے آگے جا رہا تھا میں رات جنت میں گیا تو تیرے پاؤں کی آہٹ اپنے آگے پائی۔ حضرتِ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! میں جب اذان کہتا ہوں اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھ لیتا ہوں اور میرا جب کبھی وضو ٹوٹتا ہے وضو کر لیا کرتا ہوں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اسی سبب سے۔ (بہار شریعت ۲/۱۰)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو چیزوں کے پابند تھے جس کی وجہ سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جنت میں ان کے قدموں کی آہٹ اپنے آگے آگے پائی۔ (۱) اذان کے بعد دو رکعت نماز (نفل) پڑھنا (۲) ہمیشہ باوضو رہنا۔ ہم بھی اگر ان دو چیزوں کے پابند ہو جائیں تو ہمیں بھی انشاء اللہ تعالیٰ ان کی برکت سے بے شمار فضائل وفوائد حاصل ہوں گے۔ حدیث شریف میں تو وضو کی محافظت اور ہمیشہ باوضو رہنے کو ایمان کی کسوٹی قرار دیا گیا ہے۔ اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "لَا یُحَافِظُ عَلَی الْوُضُوْءِ اِلَّا مُوْمِنٌ" وضو کی حفاظت صرف مومن کرتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ: ۲۴)

لہٰذا ہمیشہ باوضو رہنے کی کوشش کریں تاکہ ایمان کی کسوٹی پر کھرے اتر سکیں اور مذکورہ فضائل وفوائد حاصل ہو سکیں۔

درجے بلند ہوتے ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اِنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اَتَی

الْمَسْجِدَ لاَ یُنْهِزُهٗ اِلاَّ الصَّلٰوةُ لَمْ یَخْطُّ خَطْوَةً اِلاَّ رَفَعَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بِهَا دَرَجَةً وَّ حَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِیْئَةً حَتّٰی یَدْخُلَ الْمَسْجِدَ" تم میں سے جب کوئی اچھی طرح وضو کر کے صرف نماز کے ارادہ سے مسجد آتا ہے تو وہ جتنے قدم بھی چلتا ہے اللہ عزوجل ہر قدم کے بدلے اس کے درجے بلند کرتا ہے اور ہر قدم کے بدلے اس کے گناہ مٹاتا ہے جب تک وہ مسجد میں داخل نہ ہو جائیں۔ (ابن ماجہ ۱/۲۴)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس حدیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ہمیں اپنے گھر سے وضو کر کے مسجد کی طرف جانا زیادہ فضیلت کا حامل ہے کہ گھر سے مسجد تک ہم جتنے قدم چلیں گے اللہ عزوجل ہمارے اتنے گناہوں کو مٹادے گا اور ہمارے درجات کو اتنا ہی بلند فرمادے گا۔ لہٰذا نماز کے لئے جب مسجد کی طرف جانے کا ارادہ ہو تو گھر ہی سے وضو کر کے چلیں۔

گناہ مٹانے کا ذریعہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اَلاَ اَدُلُّکُمْ عَلٰی مَا یَمْحُوا اللّٰهُ بِهِ الْخَطَایَا وَ یَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ قَالُوْا بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلَی الْمَکَارِهِ وَ کَثْرَةُ الْخُطَا اِلَی الْمَسَاجِدِ وَ اِنْتِظَارُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَذٰلِکُمُ الرِّبَاطُ" کیا میں تمہیں ایسی عبادت نہ بتاؤں جس سے تمہارے گناہ مٹ جائیں اور جس سے تمہارے درجات بلند ہو جائیں؟ صحابہ نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا: تکلیف کے وقت مکمل وضو کرنا، زیادہ قدم چل کر مسجد کی طرف جانا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا تم ان چیزوں کے پابند ہو جاؤ۔ (مسلم شریف، کتاب الطہارۃ)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس حدیث میں تین چیزوں کو گناہوں کی بخشش کا ذریعہ اور سبب بتایا گیا ہے۔ (۱) تکلیف کے وقت

اچھی طرح وضو کرنا۔ تکلیف کے وقت سے مراد کوئی ایسا مرحلہ ہو کہ وضو کرنا دشوار ہو، مثلاً ٹھنڈی کا موسم کہ اس میں بدن پر پانی بہانا دشوار ہوتا ہے۔ (۲) مسجد کی طرف زیادہ قدم چل کر جانا۔ یعنی نماز کے لئے دور تک چلنا۔ (۳) ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔ یہ ایسے اعمال ہیں کہ اللہ عزوجل ان کی برکت سے گناہوں کو مٹاتا ہے اور درجوں کو بلند فرماتا ہے۔ کیوں کہ دنیا میں اللہ عزوجل نے ہمیں آزمائش کے لئے پیدا فرمایا ہے، دنیا ہمارے لئے آزمائش گاہ ہے، زندگی کے ہر موڑ پر ہمارا امتحان ہو رہا ہے، لہٰذا اللہ عزوجل کی رضا کے لئے اگر ہم تکلیف کے مرحلے میں بھی اس کی اطاعت و فرماں برداری کی غرض سے اچھی طرح وضو کریں گے تو گویا ہم نے اس بات کا اظہار کیا کہ ہم اللہ کے حکم کے سامنے ہر حال میں اپنی گردن ڈالنے کے لئے تیار ہیں، گویا ہم اپنے امتحان میں کامیابی کی راہ پر ہیں اور جب ہم دنیا کے امتحان میں کامیاب ہو جائیں گے تو انشاء اللہ آخرت میں بھی کامیابیوں سے ہمکنار ہوں گے۔ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں اس کی توفیق بخشے۔

حضور کا وضو

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خادم حمران بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان نے وضو کے لئے پانی منگوایا اور وضو کرنا شروع کیا۔ پہلے اپنی ہتھیلیوں کو تین مرتبہ دھویا پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا پھر تین بار اپنے چہرے کو دھویا پھر دایاں ہاتھ کہنی تک تین بار دھویا پھر اسی طرح بایاں ہاتھ کہنی تک تین بار دھویا پھر اپنے سر کا مسح کیا پھر دایاں پیر ٹخنوں تک تین بار دھویا پھر اسی طرح بایاں پاؤں تین بار دھویا پھر انہوں نے کہا جس طرح میں نے وضو کیا ہے اسی طرح میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وضو کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ وضو کرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص میرے اس طریقہ کے مطابق وضو کرے پھر دو رکعت نماز پڑھے اور دوران نماز

سوچ بچار نہ کرے تو اس کے تمام پچھلے گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں۔ ابن شہاب نے کہا ہمارے علما کہتے ہیں نماز کے لئے جو وضو کئے جاتے ہیں ان سب میں یہ کامل ترین وضو ہے۔ (مسلم شریف، کتاب الطہارۃ)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل نے تعلیم امت کے مبعوث فرمایا، انہوں نے ہمیں سارے معاملات میں شرعی احکام کی تعلیم فراہم کی ہے۔ آپ نے خود وضو کر کے دکھایا اور فرمایا کہ جو شخص بھی اس طرح وضو کرے پھر اس کے بعد نماز پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے وہ تمام گناہ معاف کر دیتا ہے جو اس نے اس نماز سے پیوستہ دوسری نماز کے درمیان کئے تھے۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں: دیگر احادیث میں ہے پانچ نمازیں ان کے درمیان ہونے والے گناہوں کے لئے کفارہ ہیں، ایک جمعہ سے لے کر دوسرا جمعہ تک جمعہ کی نماز کفارہ ہے اور ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک رمضان کفارہ ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ جب وضو سے گناہوں کا کفارہ ہوگیا تو نماز سے کس چیز کا کفارہ ہوگا؟ اور جب پانچ نمازوں سے کفارہ ہوگیا تو جمعہ کی نماز سے کس چیز کا کفارہ ہوگا؟ اور جب جمعہ سے کفارہ ہوگیا تو رمضان سے کس چیز کا کفارہ ہوگا؟ اسی طرح عرفہ کے دن روزہ بھی دوسال کے گناہوں کا کفارہ ہے اور عاشورہ کا روزہ ایک سال کا کفارہ ہے اور جب کسی شخص کی آمین ملائکہ کی آمین کے موافق ہو جائے تو اس کے تمام پچھلے گناہوں کی مغفرت ہو جاتی ہے۔

اس سوال کا علما نے یہ جواب دیا ہے کہ یہ تمام عبادات گناہوں کا کفارہ ہونے کی صلاحیت رکھتی ہیں اگر اس کے صغیرہ گناہ ہوں تو ان سے مغفرت ہو جاتی ہے اور اگر اس کے صغیرہ اور کبیرہ گناہ نہ ہوں تو اس کی نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں اور اس کے درجات بلند کر دئے جاتے ہیں اور اگر صغائر نہ ہوں اور کبائر ہوں تو امید ہے کہ اس کے کبائر

میں تخفیف ہو جائے۔ (شرح صحیح مسلم ۱/۸۷۸)

لہٰذا ہمیں بھی اچھی طرح وضو کرنے اور ہمیشہ باوضو رہنے کی کوشش کرنی چاہیے تاکہ اس کے ذریعہ ہمیں بے شمار فضائل وفوائد حاصل ہوسکیں۔ اللہ عزوجل ہمیں توفیق عطا فرمائے۔

وضو سے پہلے بسم اللہ پڑھو

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے بسم اللہ کہہ کر وضو کیا سر سے پاؤں تک اس کا سارا بدن پاک ہوگیا اور جس نے بغیر بسم اللہ وضو کیا اس کا اتنا ہی بدن پاک ہوگا جتنے پر پانی گزرا۔ (بہارشریعت بحوالہ دارقطنی وبیہقی)

اور حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”لاَ وُضُوْءَ لِمَنْ لَمْ یَذْکُرِ اسْمَ اللّٰہِ عَلَیْہِ“ جس نے وضو کے شروع میں بسم اللہ نہ پڑھا اس کا وضو کامل نہیں۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! وضو کرنے سے پہلے بسم اللہ پڑھ لینا کتنی فضیلت کا حامل ہے کہ پانی ہم بدن کے چند اجزا پر بہائیں گے مگر بسم اللہ کی برکت سے اللہ عزوجل ہمارے پورے بدن کو پاک فرمادے گا اور جیسا کہ مذکور ہوا کہ وضو کے ذریعہ گناہ جھڑتے ہیں لہٰذا وضو سے پہلے بسم اللہ پڑھ لینے سے اللہ عزوجل ہمارے پورے بدن سے گناہوں کو مٹا دے گا۔ دوسری حدیث میں فرمایا گیا کہ جس نے وضو سے پہلے بسم اللہ نہ پڑھی اس کا وضو کامل نہیں یعنی اس کا وضو تو ہو جائے گا مگر وضو کے ذریعہ جو فضائل وفوائد اسے حاصل ہونے والے تھے وہ اسے حاصل نہیں ہوسکیں گے۔ لہٰذا وضو کرنے سے قبل بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o پڑھنے کی عادت بنالیں۔

دائیں جانب سے شروع کرو

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اِذَا لَبِسْتُمْ وَ اِذَا تَوَضَّأْتُمْ فَابْدَأُوْ بِاَيَامِنِكُمْ" جب کپڑا پہنو یا وضو کرو تو اپنے داہنے سے شروع کرو۔ (انوار الحدیث: ۱۳۳)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! دائیں جانب سے شروع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ پہلے دایاں ہاتھ دھلا جائے پھر بایاں ہاتھ، اسی طرح پہلے دایاں پیر دھلا جائے پھر بایاں پیر اور کرتا پہننے میں پہلے دائیں آستین میں ہاتھ ڈالا جائے، پائجامہ پہننے میں پہلے دائیں طرف پیر ڈالا جائے۔ اس میں صرف وضو یا کپڑا پہننے کی تخصیص نہیں بلکہ ہر کام کی شروعات دائیں طرف سے کرنا مستحب ہے۔ چنانچہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّيَامُنَ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰى التَّنَعُّلَ وَ التَّرَجُّلَ" اللہ عزوجل کو ہر کام میں دائیں طرف سے شروعات پسند ہے یہاں تک کہ جوتا پہننے اور کنگھا کرنے میں بھی۔ لہٰذا کوشش کریں کہ ہر کام کی ابتدا دائیں جانب سے کریں اور خصوصاً وضو میں اعضا کو دھلنے کی شروعات دائیں جانب سے کریں۔

تین تین بار دھوئیں

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اعضائے وضو کو تین تین مرتبہ دھل کر وضو فرمایا اور اس کے بعد ارشاد فرمایا "هٰذَا وُضُوْئِيْ وَ وُضُوْءُ الْاَنْبِيَاءِ قَبْلِيْ" یہ میرا اور مجھ سے پہلے انبیا کا وضو ہے۔
(مشکوٰۃ شریف)

پتہ چلا کہ وضو کرتے وقت اعضائے وضو تین تین بار دھلنا سارے انبیا کی سنت ہے، لہٰذا اعضائے وضو کو تین تین مرتبہ دھلیں کہ اس میں زیادہ احتیاط بھی ہے اور تمام انبیائے کرام کی سنت پر عمل کرنا بھی۔

مسواک بھی کر لیں

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اَلسِّوَاکُ مَطْھَرَۃٌ لِلْفَمِ مَرْضَاۃٌ لِّلرَّبِّ'' مسواک منہ کو پاک کرنے والی اور پروردگار کو راضی کرنے والی چیز ہے۔ (انوار الحدیث:۱۴۳)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''لَوْ لاَ اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُھُمْ بِالسِّوَاکِ عِنْدَ کُلِّ صَلٰوۃٍ'' اگر مجھے اپنی امت پر دشوار نہ لگتا تو میں انہیں ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔ (مسلم شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! پہلی حدیث میں مسواک کے دو فوائد ذکر کئے گئے۔ ایک دنیوی فائدہ کہ اس سے منہ ستھرا ہو جاتا ہے اور دوسرا اخروی فائدہ کہ اس کے ذریعہ اللہ عزوجل کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے اور دوسری حدیث میں امت کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رغبت دلائی کہ مسواک مجھے اس حد تک محبوب ہے کہ اگر امت کی دشواری کا احساس نہ ہوتا تو ان پر مسواک کرنا لازم کر دیا جاتا۔ اس سے مسواک کی اہمیت بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ مسواک کرنا خود ایک اہم سنت کی حیثیت رکھتا ہے اور دنیوی و اخروی فوائد کا بھی حامل ہے۔ لہٰذا ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ ہر نماز کے لئے وضو کرتے وقت مسواک کر لیا کریں، البتہ اگر مسواک نہ میسر ہو تو اپنی انگلیوں کو مسواک کی جگہ استعمال کر لیں کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''تُجْزِئُ مِنَ السِّوَاکِ الْاَصَابِعُ'' انگلیاں مسواک سے کفایت کرتی ہیں۔ (سنن کبریٰ جلد اول ص ۴۱)

انگلی کا استعمال کرنا اگرچہ مسواک کی جگہ کافی ہوگا مگر مسواک کی فضیلت نہیں حاصل ہو پائے گی، لہٰذا کوشش کریں کہ مسواک ہی استعمال کیا جائے۔

مسواک کے فوائد ایک نظر میں

حدیث پاک اور سائنس دانوں کے تجربہ کے مطابق مسواک کے بےشمار فوائد ہیں، علامہ شامی علیہ الرحمہ نے مسواک کے بارے میں تحریر فرمایا ہے کہ مسواک کرنے والے کے لئے مسواک کے مندرجہ ذیل فوائد ہیں۔

☆ بڑھاپے میں تاخیر کرتی ہے۔ ☆ بصارت کو تیز کرتی ہے۔
☆ مسواک کی بہترین خوبیوں میں سے یہ ہے کہ وہ ہر بیماری کے لئے شفا ہے سوائے موت کے۔ ☆ پل صراط پر چلنے میں تیزی بخشتی ہے۔
☆ منہ کی صفائی کا ذریعہ ہے۔ ☆ رب تعالیٰ کی رضا کا سبب ہے۔
☆ ملائکہ کو خوش کرتی ہے۔ ☆ منہ کی گندگی کو دور کرتی ہے اور کیڑے لگے ہوئے دانت کو صحیح کرتی ہے۔ ☆ دانتوں کو چمکدار کرتی ہے۔
☆ بصارت کو جلا بخشتی ہے۔ ☆ مسوڑھوں کو مضبوط کرتی ہے۔
☆ کھانے کو ہضم کرتی ہے۔ ☆ بلغم کو کاٹتی ہے۔
☆ نماز کے اجر وثواب کو بڑھاتی ہے۔
☆ قرآن کے راستے یعنی منہ کو صاف کرتی ہے۔
☆ فصاحت کو بڑھاتی ہے۔ ☆ معدہ کو قوت دیتی ہے۔
☆ شیطان کو ناراض کرتی ہے۔ ☆ نیکیوں میں اضافہ کرتی ہے۔
☆ صفرا (ایک زرد رنگ کا کڑوا مادہ) کو کاٹتی ہے۔
☆ بالوں کی جڑوں کو مضبوط کرتی ہے۔ ☆ روح کے نکلنے کو آسان کرتی ہے۔

اسی طرح علامہ حسن بن عمار علیہ الرحمہ مسواک کے فوائد کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں۔

☆ مسواک کرنا فرشتوں کو خوش کرتا ہے۔
☆ فرشتے مسواک کرنے والے کے چہرے کے نور کے سبب اس سے مصافحہ کرتے ہیں۔

☆ فرشتے مسواک کرنے والے کے ساتھ چلتے ہیں جب وہ نماز کے لئے نکلتا ہے۔

☆ حاملینِ عرش فرشتے اس کے لئے استغفار کرتے ہیں جب وہ مسجد سے نکلتا ہے۔

☆ انبیا اور رُسل علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی اس کے لئے استغفار کرتے ہیں۔

☆ اعمال نامہ سیدھے ہاتھ میں دیا جائے گا۔

☆ مسواک کرنا اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرماں برداری پر بدن کو قوت دیتا ہے۔

☆ جسم سے مُضِر حرارت کا ازالہ کرتا ہے۔

☆ قضائے حاجت پر مدد کرتا ہے۔

☆ مسواک کرنے والے کے لئے قبر کشادہ ہو جاتی ہے۔

☆ لحد میں مونس و غمخوار ہوتی ہے۔

☆ مسواک پر مداومت کرنے والے کے لئے اس دن کا بھی اجر لکھا جاتا ہے جس دن اس نے کسی مجبوری کی وجہ سے مسواک نہیں کی۔

☆ جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔

☆ فرشتے مسواک کرنے والے کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ انبیا علیہم السلام کی پیروی کرنے والا اور ان کے طریقے پر چلنے والا ہے۔

☆ جہنم کے دروازے اس پر بند کر دئے جاتے ہیں۔

☆ مسواک کرنے والا اس دنیا سے پاکیزگی کی حالت میں نکلتا ہے۔

☆ حضرت ملک الموت علیہ السلام مسواک کرنے والے کی روح قبض کرنے کے وقت اسی صورت میں آتے ہیں جس صورت میں انبیا و اولیا کے پاس آتے ہیں۔

☆ دنیا سے رخصت ہوتے وقت نبیِ مکرم رسولِ محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حوض سے سیراب کیا جاتا ہے اور وہ رحیقِ مختوم (خالص شہد کا مہر شدہ مشروب) ہے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! انسان کا کوئی

بھی عمل دو مقصد کے لئے ہوتا ہے۔ یا تو اس کا اس میں کوئی دنیوی فائدہ ہوتا ہے یا آخرت کی کوئی بھلائی مقصود ہوتی ہے۔ مسواک کرنا ایسا عمل ہے کہ اس میں دنیا کے بھی متعدد فوائد مضمر ہیں اور آخرت کے بھی مختلف فضائل پوشیدہ ہیں جیسا کہ آپ نے مذکورہ سطور میں ملاحظہ فرمایا۔ لہٰذا ہمیں ہر نماز سے قبل مسواک کرنے کی عادت بنانی چاہئے۔

انگلیوں کا خلال

حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''خَلِّلُوْا اَصَابِعَكُمْ كَيْ لَا تَتَخَلَّلَهٗ نَارُ جَهَنَّمَ'' اپنی انگلیوں کا خلال کروتا کہ ان کے درمیان جہنم کی آگ نہ ڈال دی جائے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس حدیث میں رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انگلیوں کے خلال کا حکم فرمایا اور ساتھ ہی اس کی علت یہ بیان فرمائی کہ انگلیوں کا خلال نہ کرنے کی وجہ سے جہنم کی آگ انگلیوں کے درمیان ڈال کی جائے گی۔ لہٰذا وضو کرتے وقت ہمیں اپنی انگلیوں کا خلال بھی کر لینا چاہئے۔ خلال کا طریقہ یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کی انگلیوں کو بائیں ہاتھ کی انگلیوں کے درمیان اور بائیں ہاتھ کی انگلیوں کو دائیں ہاتھ کی انگلیوں کے درمیان سے گزارا جائے اور بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے دونوں پیروں کی انگلیوں کا خلال کیا جائے۔

فرائض وضو

وضو میں چار چیزیں فرض ہیں۔

۱) منہ دھونا یعنی شروع پیشانی (جہاں سے بال جمنے کی انتہا ہو) سے ٹھوڑی تک طول میں اور عرض میں ایک کان کی لو سے دوسرے کان تک جلد کے ہر حصے میں کم از کم ایک مرتبہ پانی پہنچانا۔

۲) کہنیوں سمیت ہاتھ دھونا۔ اس حکم میں کہنیاں بھی داخل ہیں، اگر کہنیوں سے ناخن

تک کوئی جگہ ذرہ بھر بھی دھلنے سے رہ جائے گی تو وضو نہ ہوگا۔
۳) سر کا مسح کرنا۔ چوتھائی سر کا مسح کرنا فرض ہے، مسح کرنے کے لئے ہاتھ تر ہونا چاہئے خواہ ہاتھ میں تری اعضا کے دھونے کے بعد رہ گئی ہو یا نئے پانی سے ہاتھ تر کرلیا ہو۔
۴) ٹخنوں سمیت پاؤں دھونا۔

وضو کی سنتیں

وضو میں سولہ چیزیں سنت ہیں۔ (۱) وضو کی نیت کرنا (۲) بسم اللہ پڑھنا (۳) پہلے دونوں ہاتھوں کو تین دفعہ دھونا (۴) مسواک کرنا (۵) داہنے ہاتھ سے تین مرتبہ کلی کرنا (۶) داہنے ہاتھ سے تین مرتبہ ناک میں پانی چڑھانا (۷) بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا (۸) داڑھی کا انگلیوں سے خلال کرنا (۹) ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا (۱۰) ہر عضو کو تین تین بار دھونا (۱۱) پورے سر کا ایک بار مسح کرنا (۱۲) ترتیب سے وضو کرنا (۱۳) داڑھی کے جو بال منہ کے دائرے کے نیچے ہیں ان پر گیلا ہاتھ پھیر لینا (۱۴) اعضا کو لگاتار دھونا کہ ایک عضو سوکھنے سے پہلے ہی دوسرے عضو کو دھو لے (۱۵) کانوں کا مسح کرنا (۱۶) مکروہ باتوں سے بچنا۔ (جنتی زیور:۱۶۱)

وضو کے مستحبات

وضو میں جو چیزیں مستحب ہیں ان کی تعداد بہت ہے، ان میں سے چند کا ذکر کیا جاتا ہے۔ (۱) جو اعضا جوڑے ہیں مثلاً دونوں ہاتھ، دونوں پاؤں تو ان میں داہنے سے دھونے کی ابتدا کریں مگر دونوں رخسار کہ ان دونوں کو ایک ہی ساتھ دھونا چاہئے۔ یوں ہی دونوں کانوں کا مسح ایک ہی ساتھ ہونا چاہئے۔ (۲) انگلیوں کی پیٹھ سے گردن کا مسح کرنا (۳) اونچی جگہ بیٹھ کر وضو کرنا (۴) وضو کا پانی پاک جگہ گرانا (۵) اپنے ہاتھ سے وضو کا پانی بھرنا (۶) دوسرے وقت کے لئے پانی بھر کر رکھ دینا (۷) بلاضرورت وضو کرنے میں دوسرے سے مدد نہ لینا (۸) ڈھیلی انگوٹھی کو بھی پھرا لینا (۹) صاحب عذر

نہ ہوتو وقت سے پہلے وضو کر لینا (۱۰) اطمینان سے وضو کرنا (۱۱) کانوں کے مسح کے وقت چھنگلیاں کان کے سوراخوں میں داخل کرنا (۱۲) کپڑوں کو ٹپکتے ہوئے قطرات سے بچانا (۱۳) وضو کا برتن مٹی کا ہو (۱۴) اگر وضو کا برتن لوٹا ہوتو بائیں طرف رکھیں (۱۵) ہر عضو کو دھو کر اس پر ہاتھ پھیر دینا تاکہ قطرے بدن پر نہ ٹپکیں (۱۶) ہر عضو کے دھوتے وقت دل میں وضو کی نیت حاضر رہنا (۱۷) ہر عضو کو دھوتے وقت بسم اللہ، درود شریف اور کلمۂ شہادت پڑھنا (۱۸) وضو کے بعد اگر مکروہ وقت نہ ہوتو دو رکعت نماز (بنیت تحیۃ الوضو) پڑھ لے۔ (جنتی زیور بحوالہ عالمگیری)

وضو کے مکروہات

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! وضو میں ہم جانے انجانے میں کچھ ایسے کام بھی کر بیٹھتے ہیں جن کے کرنے سے وضو مکروہ ہو جاتا ہے اور ثواب میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔ درجِ ذیل چند باتیں وضو میں مکروہ ہیں ان کے کرنے سے ہمیں بچنا چاہئے تاکہ وضو کے مکمل فضائل وفوائد ہمیں حاصل ہوسکیں۔

☆ عورت کے غسل یا وضو کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا۔

☆ نجس جگہ وضو کا پانی گرانا۔

☆ مسجد کے اندر وضو کرنا۔

☆ وضو کے پانی کے قطرے وضو کے برتن میں ٹپکانا۔

☆ قبلہ کی طرف کلی کا پانی یا ناک یا کھکھار یا تھوک ڈالنا۔

☆ بے ضرورت دنیا کی باتیں کرنا۔

☆ ضرورت سے زیادہ پانی خرچ کرنا۔

☆ اتنا کم پانی خرچ کرنا کہ سنتیں ادا نہ ہوں۔

☆ ایک ہاتھ سے منہ دھونا۔

☆ منہ پر پانی مارنا۔
☆ وضو کے قطروں کو کپڑے یا مسجد میں ٹپکنے دینا۔
☆ وضو کی کسی سنت کو چھوڑ دینا۔ (قانونِ شریعت)

وضو کو توڑ دینے والی چیزیں

پیشاب یا پاخانہ کرنا، پیشاب پاخانہ کے راستوں سے کسی بھی چیز یا پاخانہ کے راستہ سے ہوا کا نکلنا، بدن کے کسی حصہ یا کسی مقام سے خون یا پیپ نکل کر ایسی جگہ بہنا جس کا وضو یا غسل میں دھونا فرض ہے، کھانا یا پانی یا خون یا پت کی منہ بھر قے ہو جانا، اس طرح سو جانا کہ بدن کے جوڑ ڈھیلے پڑ جائیں، بے ہوش ہو جانا، غشی طاری ہو جانا، کسی چیز کا اس حد تک نشہ چڑھ جانا کہ چلنے میں قدم لڑکھڑائیں، دکھتی ہوئی آنکھ سے پانی یا کیچڑ نکلنا، رکوع سجدہ والی نماز میں قہقہہ لگا کر ہنسنا۔ (جنتی زیور بحوالہ عالمگیری)

وضو کا مسنون طریقہ

پہلے نیت کرے اور پھر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنے کے بعد کم سے کم تین تین مرتبہ اوپر نیچے کے دانتوں کی چوڑائی میں مسواک کرے نہ کہ لمبائی میں اور اس طرح کہ پہلے دائیں جانب کے اوپر کے دانت مانجے پھر بائیں جانب کے اوپر کے دانت پھر داہنی جانب کے نیچے کے دانت پھر بائیں جانب کے نیچے کے دانت مانجے۔ اس کے بعد دونوں ہاتھوں پر گٹوں سمیت پانی ملے اور انگلیوں کی طرف سے شروع کر کے گٹے تک تین بار پانی بہائے پھر لوٹے کو داہنے ہاتھ میں لے کر بائیں ہاتھ پر تین بار اسی طرح پانی بہائے اور اس کا خیال رہے کہ انگلیوں کی گھائیاں پانی پہنچنے سے نہ رہ جائیں اور اگر حوض سے وضو کرتا ہو تو گٹوں تک ہاتھوں کو ملنے کے بعد حوض میں پہلے داہنا ہاتھ ڈال کر تین بار ہلائے اور پھر بایاں ہاتھ ڈال کر تین بار ہلائے پھر تین بار کلی اس طرح کرے کہ منہ کی تمام جڑوں اور دانتوں کی سب کھڑکیوں میں پانی پہنچ جائے اور اگر

روزہ دار نہ ہو تو ہر کلی غرغرہ کے ساتھ کرے پھر بائیں ہاتھ کی چھنگلیاں ناک میں ڈال کر اسے صاف کرے اور سانس کی مدد سے تین بار داہنے ہاتھ سے نرم بانسوں تک پانی چڑھائے پھر چہرے پر اچھی طرح پانی مل کر اس کو تین بار اس طرح دھوئے کہ ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک ہر ہر حصے پر پانی بہہ جائے اور داڑھی کے بال و کھال کو دھوئے۔ ہاں داڑھی کے بال گھنے ہوں تو کھال کا دھونا فرض نہیں صرف مستحب ہے اور داڑھی کے جو بال منہ کے دائرے سے نیچے ہیں ان کو بھی دھوئے اور داڑھی کا خلال کرے اس طرح کہ انگلیوں کو گردن کی طرف سے داخل کرے اور سامنے نکالے پھر دونوں ہاتھوں پر کہنیوں سمیت پانی مل کر پہلے داہنے ہاتھ پر اور پھر بائیں ہاتھ پر سر ناخن سے شروع کر کے کہنیوں کے اوپر تک بال اور ہر حصۂ کھال پر تین بار پانی بہائے پھر سر کا مسح اس طرح کرے کہ دونوں ہاتھوں کے انگوٹھے اور کلمہ کی انگلیاں چھوڑ کر باقی تین انگلیوں کے سرے ملا کر پیشانی کے بال اگنے کی جگہ پر رکھے اور سر کے اوپری حصہ پر گدی تک انگلیوں کے پیٹ سے مسح کرتا ہوا لے جائے اور ہتھیلیاں سر سے جدا رہیں پھر وہاں سے ہتھیلیوں سے سر کی دونوں کروٹوں کا مسح کرتے ہوئے پیشانی تک واپس لائے یا تین تین انگلیاں سر کے اگلے حصے پر رکھے اور ہتھیلیاں سر کی کروٹوں پر جمائے ہوئے گدی تک کھینچتا لے جائے اور بس پھر اس کے بعد کلمہ کی انگلیوں کے پیٹ سے کان کے اندرونی حصہ کا مسح کرے اور انگوٹھے کے پیٹ سے کان کے باہری حصے کا مسح کرے اور انگلیوں کی پیٹھ سے گردن کا مسح کرے پھر پاؤں پر ٹخنوں سمیت پانی ملے اور پہلے داہنے پاؤں پھر بائیں پاؤں پر انگلیوں کی طرف سے ٹخنوں کے اوپر تک ہر بال اور ہر حصہ کھال پر تین تین بار پانی بہائے اور انگلیوں میں خلال بائیں ہاتھ کی چھنگلیاں سے اس طرح کرے کہ داہنے پاؤں کی چھنگلیاں سے شروع کر کے انگوٹھے پر ختم کرے اور بائیں پاؤں میں انگوٹھے سے شروع کر کے چھنگلیاں پر ختم کرے اور ہر عضو دھوتے وقت

درود شریف پڑھتا رہے کہ افضل ہے۔ (انوار الحدیث:۱۳۵)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! وضو کا جو طریقہ مذکور ہوا اس میں کچھ باتیں فرض ہیں کہ ان کے چھوٹ جانے یا صحیح طور پر ادا نہ ہونے سے وضو نہیں ہوتا ہے، فرائض کے علاوہ دیگر باتیں سنت یا مستحب ہیں کہ ان کے کرنے میں ثواب اور چھوڑ دینے سے ثواب میں کمی واقع ہوتی ہے، لہٰذا ہمیں فرائض مکمل احتیاط سے ادا کرنا چاہئے اور مستحبات کو بھی ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے کہ اللہ عزوجل اپنے فضل و کرم سے ہماری نیکیوں میں اضافہ فرمائے گا۔

وضو کے بعد کیا پڑھے؟

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اچھی طرح وضو کرے پھر یہ کہے ’’اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُاللّٰهِ وَ رَسُوْلُهٗ‘‘ اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دئے جاتے ہیں جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے۔ (مسلم شریف، کتاب الطہارۃ)

اسی طرح حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے اچھی طرح وضو کیا پھر کہا ’’اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَ اجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ‘‘ (میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اے اللہ مجھے توبہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں میں سے بنا) اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دئے جائیں گے وہ جس سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے۔ (جامع ترمذی:۹)

علامہ نووی لکھتے ہیں: اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ وضو کے بعد کلمۂ شہادت پڑھنا مستحب ہے۔ یہ متفق علیہ ہے اور بہتر ہے اس کے ساتھ متصلاً یہ ذکر بھی ملا لیا جائے ''اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَ اجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ'' جیسا کہ جامع ترمذی میں ہے اور مستحب یہ ہے کہ اس کے ساتھ یہ ذکر بھی ملا لیا جائے ''سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ وَ بِحَمْدِکَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ اَسْتَغْفِرُکَ وَ اَتُوْبُ اِلَیْکَ'' جیسا کہ امام نسائی نے ''عمل الیوم و اللیلۃ'' میں روایت کیا ہے۔ ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ یہ اذکار غسل کرنے والے کے لئے بھی مستحب ہیں۔ (شرح صحیح مسلم ۱/۸۸۰)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکور اذکار کے بعد سورۂ انا انزلنا پڑھنا بھی مستحب اور فضائل کا حامل ہے، لہٰذا ہمیں وضو کرنے کے بعد مذکورہ اذکار نیز سورۂ انا انزلنا پڑھنے کی عادت بنانی چاہئے۔

تحیۃ الوضو

وضو کے بعد کم از کم دو رکعت نماز بنیت تحیۃ الوضو پڑھنا مستحب ہے۔ حدیث مبارکہ میں اس کی بڑی فضیلت وارد ہے۔ چنانچہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''مَا مِنْ مُّسْلِمٍ یَّتَوَضَّأُ فَیُحْسِنُ وُضُوْئَہٗ ثُمَّ یَقُوْمُ فَیُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ مُقْبِلاً عَلَیْھِمَا بِقَلْبِہٖ وَ وَجْھِہٖ اِلَّا وَجَبَتْ لَہُ الْجَنَّۃُ'' اگر کوئی مسلمان اچھی طرح وضو کرے پھر دو رکعت نماز (بنیت تحیۃ الوضو) پڑھ لے ظاہر و باطن کی درستگی کے ساتھ تو اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ (مشکوٰۃ شریف:۳۹)

وضو میں احتیاط

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکر کو وضو کرتے ہوئے دیکھا تو کہا اے عبدالرحمٰن ! اچھی طرح مکمل وضو کرو کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ''وَیلٌ لِلاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ'' (خشک) ایڑیوں کے لئے جہنم کا عذاب ہے۔ (بخاری جلد اول ص ۱۲۵)

اسی طرح حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کے قدم میں خشکی دیکھی تو فرمایا ''وَیلٌ لِلاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ'' ایڑیوں کے لئے ہلاکت کا عذاب ہے۔ (شرح معانی الآثار جلد اول ص:۳۴)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! وضو کرتے وقت اعضائے وضو کے دھلنے میں بے حد احتیاط ضروری ہے کہ اگر جن اعضا کا دھونا فرض ہے ان میں کسی کے دھلنے میں ایک بال کے برابر بھی جگہ باقی رہ جائے تو وضو نہ ہوگا۔ صدر الشریعہ حضرت علامہ امجد علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کسی عضو کے دھونے کا یہ معنی ہے کہ اس عضو کے ہر حصہ پر کم سے کم دو بوند پانی بہہ جائے، بھیگ جانے یا تیل کی طرح پانی چپڑ نا ایک آدھ بوند بہہ جانے کو دھونا نہیں کہیں گے اور نہ ہی اس سے وضو ہوگا۔ اس امر کا لحاظ بہت ضروری ہے۔ لوگ اس کی طرف توجہ نہیں دیتے اور نمازیں اکارت جاتی ہیں۔ بدن میں بعض جگہیں ایسی ہیں کہ جب تک ان کا خاص خیال نہ کیا جائے ان پر پانی نہ بہے گا۔ (بہارِ شریعت ۲/۷)

مذکورہ حدیث میں حضرت عائشہ صدیقہ نے حضرت عبدالرحمٰن کو تاکید فرمائی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان بتایا کہ جو لوگ وضو میں احتیاط نہیں کرتے ان کے لئے ''ویل'' ہے، حدیث مبارکہ میں ہے کہ ویل جہنم کی ایک وادی کا نام ہے اگر اس میں دنیا کے پہاڑ ڈالے جائیں تو وہ بھی اس کی شدید گرمی کی وجہ سے پگھل جائیں۔

ہماری ذرا سی بے احتیاطی کی وجہ سے ہم اللہ عزوجل کے اتنے سخت عذاب کے شکار ہو سکتے ہیں لہٰذا ہمیں اعضائے وضو کے دھلنے میں مکمل احتیاط برتنا چاہئے۔

وضو کے چند اہم مسائل

مسئلہ: اگر وضو نہ ہو تو نماز، سجدۂ تلاوت، نمازِ جنازہ اور قرآن عظیم چھونے کے لئے وضو کرنا فرض ہے۔ طواف کے لئے وضو واجب ہے۔

مسئلہ: غسل جنابت سے پہلے اور جنب کو کھانے، پینے، سونے اور اذان واقامت اور خطبہ جمعہ وعیدین اور روضۂ مبارک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت اور وقوفِ عرفہ اور صفا ومروہ کے درمیان سعی کے لئے وضو کرنا سنت ہے۔

مسئلہ: سونے کے لئے اور سو کر اٹھنے کے بعد اور میت کے نہلانے یا اٹھانے کے بعد اور جماع سے پہلے اور جب غصہ آجائے اس وقت اور زبانی قرآنِ عظیم پڑھنے کے لئے اور حدیث اور علم دین پڑھنے، پڑھانے اور علاوہ جمعہ وعیدین باقی خطبوں کے لئے اور کتبِ دینیہ چھونے کے لئے اور بعد سترِ غلیظ چھونے کے ان تمام صورتوں میں وضو کرنا مستحب ہے۔ (بہار شریعت ۸۲/۲)

وضو کے پانی

بارش، ندی، نالے، چشمے، کنویں، تالاب، سمندر، برف، اولے کے پانیوں سے وضو کرنا جائز ہے بشرطیکہ یہ سب پانی پاک ہوں۔

پھلوں اور درختوں کا نچوڑا ہوا پانی یا وہ پانی جس میں کوئی پاک چیز مل گئی ہو اور پانی کا نام بدل گیا ہو جیسے پانی میں شکر مل گئی اور وہ شربت کہلانے لگا یا پانی میں چند مسالے مل گئے اور وہ شوربا کہلانے لگا یا بڑے حوض اور تالاب میں کوئی ناپاک چیز اس قدر زیادہ پڑ گئی کہ پانی کا رنگ یا بو یا مزہ بدل گیا یا چھوٹے حوض یا بالٹی یا گھڑے میں کوئی ناپاک چیز پڑ گئی یا کوئی ایسا جانور گر کر مر گیا جس کے بدن میں بہتا خون ہوتا ہے

اگر چہ پانی کا رنگ یا بو یا مزہ نہ بدلا ہو یا وہ پانی جو وضو یا غسل کا دھوون (بچا ہوا) ہو ان سب پانیوں سے وضو جائز نہیں۔ (عالمگیری، درمختار)

وضو سائنس کی نظر میں

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہمارے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہو ہے کہ ہمیں وضو کرنے کا کیوں حکم ہوا، وضو میں مخصوص اعضا کے دھلنے میں ہمیں کیا فوائد میسر آتے ہیں۔ مشہور حکیم و سائنسداں حکیم طارق محمود چغطائی اپنی تصنیف ''سنت نبوی اور جدید سائنس'' میں تحریر فرماتے ہیں: وضو (طہارت) ایک ایسا اسلامی امتیازی عمل ہے جو کسی بھی مذہب میں نہیں پایا جاتا، ایسا عمل جس سے بدن کے وہ حصے صاف ہوں جن کے ذریعہ امراض جسم میں داخل ہوتے ہیں اور یہی اندام ذریعہ ہیں امراض کے پھیلنے اور پھولنے کا۔ یہی طریقہ ہے امراض کے کنٹرول کرنے کا کہ ان راستوں کی حفاظت کی جائے۔ وضو محافظ ہے ان راستوں کا جن کے ذریعہ صحت کا دشمن جسم میں داخل ہوتا ہے، شاید ایسا محافظ کسی کو ملے۔ (ص ۲۴)

ہم وضو کے تمام اعضا کو دھلنے کے فوائد علیٰحدہ علیٰحدہ تحریر کرتے ہیں تا کہ ہمیں یہ بات بالکل واضح طور پر سمجھ میں آجائے کہ وضو سے دنیوی کون کون سے فوائد میسر آتے ہیں۔

ہاتھوں کا دھونا: دورانِ وضو سب سے پہلے ہاتھ دھوئے جاتے ہیں کیوں کہ ہاتھوں کے بعد کلی کرنی ہے اور اگر ہاتھ گندے اور جراثیم آلودہ ہوں گے تو یہی جراثیم منہ کے راستے جسم میں جا کر متعدد امراض کا باعث بن جائیں گے۔

موجودہ مشینی دور میں انسان بہت مصروف ہوگیا ہے، ایسے مصروف انسان کے لئے ہر کام کرنا ضروری ہے۔ اب بعض اوقات یہی ہاتھ کیمیکلز کو لگتے ہیں، اگر یہی کیمیکلز کچھ وقت ہاتھوں کو لگے رہیں تو بہت نقصان پہنچتا ہے۔ بالکل یہی کیفیت ایسے

کاروباری حضرات کی ہے جن کے ہاتھ ہر وقت کسی نہ کسی چیز میں اٹکے اور بھرے رہتے ہیں اور یہی حالت اگر صبح سے شام تک رہے تو ہاتھ بہت جلد جِلدی (چمڑی کے) امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اگر ہاتھوں کو نمازوں کے بہانے وضو کے دوران دھویا نہ جائے تو مندرجہ ذیل امراض کے پھیلنے کے قوی خطرات ہیں:

۱۔ جلد کا رنگ اور اس کی بیماریاں (Skin & diseases of skin)

۲۔ گرمی کے دانے (Prickly heat)

۳۔ ایگزیما (Eczema)

۴۔ جِلدی سوزش (Infections of skin)

۵۔ پھپھوندی کی بیماریاں (Diseases of fungus)

الغرض جب ہم وضو کے لئے ہاتھوں کو دھوتے ہیں تو انگلیوں کے پوروں میں سے نکلنے والی شعاعیں (Rays) ایک ایسا حلقہ بنا لیتی ہیں جس کے نتیجے میں ہمارے اندر گردش کرنے والا برقی نظام تیز ہو جاتا ہے اور برقی رو جس کے الیکٹرک ریز (Electric rays) ایک حد تک ہاتھوں میں سمٹ آتی ہے اس عمل سے ہاتھ خوبصورت ہو جاتے ہیں۔ صحیح طریقہ سے وضو کرنے سے انگلیوں میں ایسی لچک پیدا ہو جاتی ہے جس سے آدمی کے اندر تخلیقی صلاحیتوں کو کینوس پر منتقل کرنے کی خفیہ صلاحیتیں بیدار ہو جاتی ہیں۔

کلی کرنا: کلی دراصل اس چیز کا نام ہے کہ ہم جو پانی استعمال کر رہے ہیں وہ صحت کے لئے نقصان دہ تو نہیں، کیوں کہ ہاتھ پانی کو چھوتے ہیں اور کلی سے رنگ، بو اور ذائقہ کی پہچان ہو جاتی ہے۔

ہم کھانا کھاتے ہیں تو غذائی ذرات دانتوں میں اٹک کر رہ جاتے ہیں اور پھر وہ غذائی ذرات متعفن (Septic) ہو کر ایک خاص شکل اختیار کر لیتے ہیں اور لعاب دہن

کے ذریعہ معدہ میں پہنچتے رہتے ہیں اور یہی متعفن مادہ (Septic materiac) دانتوں اور مسوڑوں کو نقصان پہنچاتا رہتا ہے۔ کلی اور مسواک سے یہ امراض لاحق نہیں ہوتے۔

ہم ہوا میں بے شمار مہلک امراض کے جراثیموں کو نہیں دیکھ سکتے لیکن وہ جراثیم ہمارے منہ میں ہوا کے راستے جاتے رہتے ہیں اور لعاب کی وجہ سے چپک جاتے ہیں، اگر ان کو صاف نہ کیا جائے تو وہ مندرجہ ذیل امراض کا باعث بنتے ہیں۔

(۱) ایڈز (Aids) کی ابتدائی علامات میں منہ پکنا بھی شامل ہے۔ منہ کے کناروں کا پھٹنا (Cheilosis angular stomatitis) ہونٹوں اور منہ کی داد قوبا (moniliasis, candidis) منہ میں پھپھوند کی بیماریاں (چھالے وغیرہ)

الغرض کلی ایک ایسا عمل ہے جس سے انسان ایسے امراض سے بچ جاتا ہے جس مرض میں انسان نہ دین کا رہتا ہے اور نہ دنیا کا۔ مزید یہ کہ کلی کے ساتھ غرارہ ہے جس سے نمازی ٹانسلز اور گلے کے بے شمار امراض سے بچ جاتا ہے حتی کہ گلے میں بار بار پانی پہنچانا آدمی کو گلے کے کینسر سے بچاتا ہے۔

ناک میں پانی ڈالنا: ناک سانس لینے کا واحد راستہ ہے اور جس ہوا میں سانس لیتے ہیں اس کے اندر بے شمار امراض پھلتے پھولتے رہتے ہیں اور ناک کے راستے انسانی جسم میں بآسانی گزر جاتے ہیں۔ اب اگر یہی جراثیم دھول، گرد و غبار جو ہر وقت ہماری ناک میں سانس کے ذریعہ پہنچی رہتی ہے، صبح سے شام تک پہنچتی رہتی ہے تو جلد خطرناک امراض پھیلنے کے خطرات بڑھ جاتے ہیں حتی کہ دائمی نزلہ اور ناک کے زخم کے مریضوں کے لئے ناک کا غسل بہت مفید اور مجرب ہے۔

اب ہم وضو کی برکت سے ناک دن میں پانچ بار صاف کرتے ہیں اس لئے ممکن ہی نہیں کہ کسی قسم کا کوئی جراثیم ناک میں پرورش پا سکے۔ کیوں کہ ناک انسانی جسم میں ایک نہایت اہم اور قابل توجہ عضو ہے ناک کی زبردست صلاحیت یہ ہے کہ آواز میں

گہرائی اور سہانا پن پیدا کرتی ہے۔

جو نمازی وضو کرتے وقت ناک کے اندر پانی ڈالتا ہے تو پانی کے اندر کام کرنے والی برقی رو ناک کے اندر غیر مرئی روؤں کی کارکردگی کو تقویت پہنچاتی ہے جس کے نتیجے میں وہ بے شمار پیچیدہ بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے۔

چہرہ دھونا: ایک مریض کا چہرہ ہر وقت گرم رہتا ہے، ٹھنڈی دوائیں ہر قسم کی انٹی الرجی (Ant-Allergy) ادویات استعمال کیں لیکن افاقہ ندارد۔ اس کو نماز پڑھنے اور ہر نماز کے بعد نیا وضو کرنے کی تاکید کی گئی اور درود شریف پڑھ کر ہاتھوں پر پھونک کر منہ پر پھیرنے کا کہا گیا، مریض حیرت انگیز طریقے سے جلد تندرست ہو گیا۔

دھوئیں میں کئی خطرناک کیمیکلز مثلاً سیسہ (Lead) وغیرہ ہوتے ہیں جو اگر مستقل یا کچھ عرصہ تک جلد پر جمے رہیں تو جلدی امراض اور الرجی کے امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔ وضو کرتے وقت دن میں پانچ مرتبہ چہرہ دھلا جاتا ہے جس کی وجہ سے مذکورہ امراض کے خطرات کم ہو جاتے ہیں۔

امریکن کونسل فار بیوٹی (American council for beauty) کی سرکردہ ممبر لیڈی بیچر نے عجیب انکشاف کیا ہے، اس کا کہنا ہے کہ مسلمانوں کو کسی قسم کے کیمیاوی لوشن کی ضرورت نہیں، ان کے اسلامی وضو سے چہرے کا غسل ہو جاتا ہے اور چہرہ کئی امراض سے بچ جاتا ہے۔

چہرے کے الرجی کے مریض اگر چہرے کو وضو کے وقت اچھی طرح دھوئیں تو الرجی کے نقصانات کم ہو جاتے ہیں۔ محکمہ ماحولیات کے ماہرین اس بات پر متفق ہیں کہ الرجی سے بچنے کے لئے چہرے کو بار بار دھویا جائے اور ایسا صرف وضو کے ذریعہ ہی ممکن ہے۔

چہرے کو تین بار دھونے کی حکمت یہ ہے کہ پہلے چہرے پر پانی ڈال کر میل نرم

کریں، دوسرے پانی سے اس کی میل اترے گی اور تیسرے پانی سے چہرہ دھل کر صاف و شفاف ہوجائے گا۔ وضو کرنے کے بعد بھنویں پانی سے تر ہو جاتی ہیں۔ میڈیکل کے اصول کے مطابق اگر بھنوؤں میں نمی رہے تو آنکھوں کے ایک ایسی خطرناک مرض سے انسان بچ جاتا ہے جس میں آنکھ کے اندر رطوبت زجاجیہ کم یا ختم ہوجاتی ہے اور مریض آہستہ آہستہ بصارت سے محروم ہوجاتا ہے۔

داڑھی کا خلال: چوں کہ داڑھی گھنی اور گنجان ہوتی ہے اس لئے شرعی حکم یہی ہے کہ اس کی جڑ تک پانی پہنچایا جائے۔ ایسا کرنے سے بالوں کی جڑیں مضبوط ہوں گی۔ مزید یہ ہے اگر داڑھی میں پانی رک جائے گا تو وہ گردن کے پٹھوں (Muscles of necks) تھائی رائیڈ گلینڈ (Thyroid gland) اور گلے کے امراض سے محفوظ رکھتا ہے۔

کھنیوں تک ہاتھ دھونا: جسم کا یہ حصہ ہمیشہ ڈھکا رہتا ہے، اگر اس حصے کو پانی اور ہوا نہ لگے تو بے شمار دماغی اور اعصابی امراض پیدا ہوتے ہیں۔ کہنی پر تین قسم کی بڑی رگیں ہوتی ہیں، جن کا تعلق بالواسطہ دل، دماغ اور جگر سے ہے۔ جب ہم کہنی تک دھوئیں گے تو مذکورہ بالا تینوں اعضا کو تقویت پہنچے گی اور وہ امراض و علل سے محفوظ رہیں گے۔ مزید یہ کہ اس عمل سے ہاتھوں کے عضلات اور طاقتور ہوجاتے ہیں۔

مسح کرنا: قبلہ انجینئر نقشبندی مدظلہ العالی کے مواعظ سے ایک واقعہ رقم ہے: ہمارے ایک دوست فرانس گئے، وہ فرماتے ہیں کہ میں وہاں وضو کر رہا تھا کہ ایک آدمی غور سے کھڑا دیکھ رہا تھا، میں نے محسوس تو کرلیا لیکن میں وضو کرتا رہا۔ جب میں نے وضو مکمل کرلیا تو اس نے مجھے بلا کر پوچھا: آپ کون ہیں؟ میں نے کہا کہ میں مسلمان ہوں۔ اس نے کہا: کہاں سے آئے ہو؟ میں نے کہا پاکستان سے۔ کہنے لگا کہ پاکستان میں کتنے پاگل خانے ہیں؟ (بڑا عجیب سا سوال تھا) میں نے کہا کہ دو یا چار ہیں، بہر

حال مجھے تو پتہ ہی نہیں۔ وہ کہنے لگا کہ روزانہ کرتے ہو؟ میں نے کہا روزانہ بلکہ دن میں پانچ بار کرتا ہوں۔ وہ حیران ہوا اور کہنے لگا: یہاں مینٹل دماغی امراض کے لئے ہسپتال ہیں، میں اس میں سرجن ہوں۔ سوچتا رہتا ہوں، تحقیق کرتا رہتا ہوں کہ لوگ پاگل کیوں ہوتے ہیں؟ پھر کہنے لگا میری تحقیق یہ ہے کہ انسان کے دماغ سے سگنل پورے جسم میں جاتے ہیں اور ہمارے جسم کے اعضا کام کرتے ہیں۔ اس دماغ سے چند باریک باریک رگیں کنڈکٹر (Conductor) بن کر آرہی ہیں اور رگیں ہماری گردن کی پشت سے پورے جسم کو جاتی ہیں۔ میں نے جو ریسرچ کی ہے اگر بال بہت بڑھا دئے جائیں اور گردن کی پشت کو خشک رکھا جائے تو ان رگوں کے اندر کئی دفعہ خشکی (Condensation) پیدا ہو جاتی ہے اور انسان کے جسم پر پھر اس کا اثر ہوتا ہے۔

کئی دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان کا دماغ کام کرنا چھوڑ دیتا ہے۔ اس لئے ڈاکٹر نے سوچا اس جگہ (یعنی مسح کی جگہ کو) دن میں دو چار بار ضرور تر رکھا جائے۔ کہنے لگا ابھی میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے ہاتھ منہ تو دھویا ہی ہے لیکن یہاں گردن کی پچھلی طرف بھی آپ نے کچھ کیا ہے، اس لئے وہ ڈاکٹر کہنے لگا آپ لوگ پھر کیسے پاگل ہو سکتے ہیں۔

پاؤں کا دھونا: ایک سرجن کا شوگر کے مریضوں کو کہنا ہے کہ آپ جس طرح اپنے چہرے کی حفاظت کرتے ہیں اس طرح پاؤں کی حفاظت کریں کیوں کہ شوگر کے مریض کو پاؤں کی انفیکشن زیادہ ہوتی ہے۔ اب اگر مریض بند جوتا استعمال کرتا ہے اور صرف صبح و شام جوتا کھولتا ہے اور یورپ کے ترقی یافتہ لوگ کئی کئی دنوں تک جوتا نہیں کھولتے بلکہ رات کو جوتوں سمیت سو جاتے ہیں۔ ایسے لوگ بہت جلد پاؤں کے امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

اب اسلام نے دن میں پانچ دفعہ پاؤں دھونے اور انگلیوں کے خلال کا حکم دیا

ہے تا کہ کسی قسم کا کوئی جرثومہ اٹکا نہ رہ جائے۔

ھائی بلڈ پریشر اور وضو: شرعی حکم ہے کہ جب غصہ ہو تو وضو کر لو، طبی حکم ہے کہ جب بلڈ پریشر زیادہ ہو تو وضو کر لو۔ اب ان دونوں احکامات اور علامات کو ملائیں تو تحقیق کی نئی راہ کھلتی ہے۔ غصے میں بلڈ پریشر ہائی ہوتا ہے اور دل کے مریض کا جب بلڈ پریشر ہائی ہوتا ہے تو ان دونوں امراض کا علاج وضو ہے۔

ایک ماہر امراض قلب کہنے لگے: میرا تجربہ ہے کہ ہائی بلڈ پریشر کے مریضوں کو وضو کراؤ پھر اس کا بلڈ پریشر چیک کرو، لازمی کم ہوگا۔

بچا ھوا پانی: کتب احادیث میں لکھا ہے کہ وضو کا بچا ہوا پانی شفا ہے۔ اس ضمن میں .Q.M.C کے ڈاکٹر فاروق احمد نے اپنی ریسرچ بیان کی جو وضو کا بچا ہوا پانی پیئے گا تو اس کا اثر مندرجہ ذیل اعضا پر پڑتا ہے:

☆ اس کا پہلا اثر مثانے پر پڑتا ہے اور خوب کھل کر پیشاب آتا ہے اور پیشاب کی رکاوٹ کم ہو جاتی ہے۔

☆ ناجائز شہوت کو ختم کرنے کے لئے میرا آزمودہ ہے۔

☆ قطرات بعد از پیشاب کی مرض کے لئے شفا کا ذریعہ ہے۔

☆ جگر، معدہ اور مثانہ کی گرمی اور خشکی کو دور کرتا ہے۔

مغربی جرمنی کا سمینار

ڈاکٹر نور احمد نور صاحب (نشتر میڈیکل کالج، ملتان) فرماتے ہیں: مغربی ممالک میں مایوسی یا ڈپریشن کا مرض جس تیزی سے عام ہو رہا ہے، ہر محلے میں پاگل خانے موجود ہیں اور نفسیاتی امراض کے ماہر سب سے زیادہ مصروف رہتے ہیں۔ اس کے برعکس مسلمانوں میں یہ مرض بہت کم پایا جاتا ہے، خاص طور پر جن کا تعلق دین سے زیادہ ہے۔ چنانچہ مغربی ممالک کے ڈاکٹروں نے اس کی وجہ دریافت کرنے کی کوشش

کی۔ چند سال قبل فیصل آباد گیا تو وہاں کے پنجاب میڈیکل کالج کے سامنے ایک فزیو تھراپسٹ نے دکان کھولی، ان سے ملاقات ہوئی، اس نے ڈپلومہ مغربی جرمنی سے کیا تھا۔ مجھے بتایا اس کو دورانِ تعلیم جرمنی کے ڈاکٹروں نے بتایا کہ مایوسی کا علاج انہوں نے ادویات کے علاوہ اور طریقوں میں دریافت کیا ہے۔ چنانچہ مغربی جرمنی میں ایک سمینار ہوا جس کا موضوع تھا کہ مایوسی یا ڈپریشن (Depression) کا علاج دواؤں کے علاوہ اور کن کن طریقوں سے کیا جاسکتا ہے؟ ایک ڈاکٹر نے بتایا کہ اس نے ڈپریشن کے چند مریضوں کو روزانہ پانچ بار منہ دھلائے اور کچھ ماہ بعد ان کی بیماری کم ہوگئی۔

اس ڈاکٹر نے مایوسی کے مریضوں کا دوسرا گروپ لیا جس کے ہاتھ منہ اور پاؤں روزانہ پانچ مرتبہ دھلوائے تو اس گروپ میں مایوسی کے مریضوں کو بہت افاقہ ہوا۔ اپنے مقالے کے آخر میں اس نے یہ نتیجہ نکالا کہ یہ مرض مسلمانوں میں کم اس لئے ہے کہ وہ دن میں کئی مرتبہ منہ، ہاتھ اور پاؤں دھوتے ہیں یعنی وضو کرتے ہیں۔

(سنت نبوی اور جدید سائنس: ۲۴۔ ۳۷)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! سائنس کی تحقیق کے مطابق وضو کے سارے اجزا حکمت وفوائد سے بھرپور ہیں، لہٰذا پنجوقتہ نمازوں کے لئے وضو کیا کریں تاکہ ثواب کے ساتھ ساتھ دنیوی فوائد بھی حاصل ہوسکیں۔ اسلام نے ہمیں ایسی نعمت عطا فرمائی ہے کہ اگر ہم اس کی قدر کریں تو بے شمار دینی و دنیوی فوائد سے بہرہ ور ہوں گے۔

نماز کا بیان

اسلام کی بنیاد پانچ ارکان پر ہے۔اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں،نماز قائم کرنا، رمضان المبارک کے روزے رکھنا،زکوٰۃ ادا کرنا اور حجِ بیت اللہ کرنا۔ (الحدیث)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو!اللہ اور اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے بعد ایک مومن پر سب سے اہم فریضہ نماز کی ادائیگی ہے۔سب سے پہلے نماز کے متعلق اللہ تعالیٰ کے وہ ارشادات پڑھیں جن کو پڑھ کر ہمارے دلوں میں نماز کی عظمت و محبت اور اس کی ادائیگی کا جذبہ پیدا ہو۔قرآنِ مقدس میں جابجا نماز کے قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔چنانچہ سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیات میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا'' ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْهِ ج هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ o لا الَّذِیْنَ یُؤمِنُونَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ o لا

وہ بلند رتبہ کتاب (قرآن) کوئی شک کی جگہ نہیں، اس میں ہدایت ہے ڈر

والوں کو وہ جو بن دیکھے ایمان لائیں اور نماز قائم رکھیں اور ہماری دی ہوئی روزی میں سے ہماری راہ میں اٹھائیں۔ (کنزالایمان سورۂ بقرہ ع ۱)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! قرآنِ مقدس جو پرہیزگاروں کے لئے ہدایت ہے اسی قرآنِ مقدس نے پرہیزگاروں کی صفات بھی بیان فرمادیا ہے، جس میں سے سب سے اہم صفت نماز قائم کرنا ہے۔ یادرکھیں کہ نماز افضل العبادات ہے اور کوئی چاہے کتنا ہی پرہیزگار ہونے کا دعویٰ کرتا ہوا گروہ نماز کا پابند نہیں تو وہ ہرگز ہرگز متقی، پرہیزگار اور اللہ تعالیٰ کا ولی نہیں ہوسکتا۔ جتنے بھی انبیائے کرام علیہم السلام اور اولیائے کرام تشریف لائے سب نماز کے پابند رہے اور نماز کی دعوت بھی دیتے رہے۔ جیسا کہ قرآنِ مقدس کی دوسری آیتوں سے واضح ہے۔ آج نماز ہی کے معاملے میں قوم مسلم کاہل وسست بن گئی ہے۔ کاش! قومِ مسلم قرآن و حدیث کا مطالعہ کرے تو اسے معلوم ہوجائے کہ نماز کے ادا کرنے پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے کیا کیا انعام ہیں اور نماز کے چھوڑ دینے پر کیسی سخت سزائیں ہیں؟

حضرت ابراهیم علیه السلا م کی دعا

رَبِّ اجۡعَلۡنِیۡ مُقِیۡمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ رَبَّنَا وَ تَقَبَّلۡ دُعَآءِ اے میرے رب! مجھے نماز کا قائم کرنے والا رکھ اور کچھ میری اولاد کو اے ہمارے رب! اور ہماری دعا سن لے۔ (کنزالایمان، پارہ ۱۳ رکوع ۱۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ آیتِ کریمہ سے سبق ملتا ہے کہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نماز کے قائم رکھنے کی دعا اپنے لئے اور اپنی اولاد کے لئے کرتے تھے۔ وہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام جو

معمارِ کعبہ ہیں اور خلیل اللہ بھی ہیں اور حج جیسے اہم فرض کی ادائیگی میں مرکزی کردار کے مالک ہیں۔ وہ نماز کے ادا کرنے سے متعلق صرف دعا ہی نہیں کرتے بلکہ اس کی قبولیت کی بھی دعا کرتے ہیں۔ اس سے سمجھ میں آتا ہے کہ حضرتِ خلیل علیہ السلام کی نگاہ میں نماز کی اہمیت کیا تھی؟ آج ہم اپنے لئے اور اپنی اولاد کے لئے صرف دنیوی فوائد اور عیش وعشرت ہی کی دعا کرتے ہیں۔ کاش! ہم انبیائے کرام کے نقوشِ قدم پر چلتے ہوئے نماز قائم کرنے کی جدوجُہد کرتے اور اپنی اولاد کو بھی نماز کا پابند بناتے۔

باپ کی بیٹے کو نصیحت

قرآن پاک میں ہے: یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ وَ أمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَاصْبِرْ عَلٰی مَا اَصَابَکَ اے میرے بیٹے نماز برپا رکھ اور اچھی بات کا حکم دے اور بری بات سے منع کر اور جو اُفتاد تجھ پر پڑے اس پر صبر کر۔ (کنزالایمان، پ۲۱ رکوع۱۱)

اس آیتِ کریمہ سے پتہ چلتا ہے کہ ایک باپ کی نصیحت اپنی اولاد کے سلسلے میں کیا ہونی چاہیئے؟ حضرت لقمان جو اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے ہیں، جن کے اقوال حکمت و دانائی سے بھرے ہوئے ہیں انہیں کا ایک قول اللہ رب العزت نے قرآنِ پاک میں بیان فرمایا۔ وہ قول کیا ہے؟ وہ قول یہی تو ہے کہ اے میرے بیٹے! نماز قائم کر اور اچھی باتوں کا حکم دے۔ اس سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ ایک باپ کو اپنی اولاد کیلئے دنیوی ضرورتوں کے ساتھ ساتھ دینی امور کا بھی ضرور خیال رکھنا چاہیئے۔ آیئے ہم عہد کریں کہ ہم خود بھی نماز کے پابند رہیں گے اور اپنی اولاد کو بھی پابندِ نماز بنانے کی کوشش کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں، ہماری اولاد کو اور تمام اہلِ خانہ کو نماز کی پابندی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

نماز اللہ تعالیٰ کی یاد کا ذریعہ

خالقِ کائنات نے قرآن مقدس میں ارشاد فرمایا ''اِنَّنِیۡ اَنَا اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا فَاعۡبُدۡنِیۡ وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکۡرِیۡ'' بیشک میں ہی ہوں اللہ کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری بندگی کر اور میری یاد کے لئے نماز قائم رکھ۔ (کنز الایمان، پ۱۶ رکوع ۱۰)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی یاد کا ذریعہ تو کائنات کا ذرّہ ذرّہ ہے۔ بندہ جس طرف نگاہ ڈالے اسی کی جلوہ گری ہے۔ اس کی بے شمار نعمتیں ہیں جن کو دیکھ کر بندہ خدا کو یاد کر سکتا ہے۔ لیکن غور فرمایئے کہ مذکورہ آیتِ کریمہ میں اللہ عزوجل نے اپنی یاد کے لئے نماز کا حکم دیا چنانچہ وہ فرماتا ہے: ''اور میری یاد کے لئے نماز قائم رکھ'' اس سے پتہ چلا کہ نماز اللہ تعالیٰ کی یاد کا بہترین ذریعہ ہے کیونکہ بندے کا پورا وجود حالتِ نماز میں خالقِ کائنات کے سامنے جھکا ہوتا ہے۔ اس کی زبان ذکرِ الٰہی سے تر ہوتی ہے، اس کے کان قرآنِ مقدس سن رہے ہوتے ہیں، اس کی نگاہ سجدے کی جا پر ہوتی ہے اور دل انوار و تجلیاتِ ربّانی کا مرکز بن جاتا ہے۔ غرضیکہ ایک بندہ جب نماز میں ہوتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی یاد میں ہمہ تن مصروف ہوتا ہے۔ ساری دنیا سے بے نیاز ہو کر بندہ صرف اپنے خالق کا نیاز مند بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نماز کے ذریعہ اپنی یاد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

صاحب اقتدار کی ذمہ داری

اللہ تعالیٰ قرآنِ عظیم میں بندوں کی ذمہ داریاں بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: اَلَّذِیۡنَ اِنۡ مَّکَّنّٰہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَ اَمَرُوۡا بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَ نَہَوۡا عَنِ الۡمُنۡکَرِ ؕ وَ لِلّٰہِ عَاقِبَۃُ الۡاُمُوۡرِ ۝ وہ لوگ کہ اگر ہم انہیں زمین میں قابو دیں تو نماز برپا رکھیں اور زکوۃ دیں اور بھلائی کا حکم کریں اور برائی سے

روکیں اور اللہ ہی کے لئے سب کاموں کا انجام۔ (کنزالایمان، پ ۱۷رکوع ۱۳)

اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اربابِ اقتدار کی ذمہ داریوں کو بیان فرمایا ہے کہ صاحب اقتدار کی سب سے اہم ذمہ داری یہ ہے کہ وہ سب سے پہلے ''اقامتِ صلوٰۃ'' کا نظام قائم کریں اس لئے کہ نماز ایسی عبادت ہے جس میں ہر قسم کی تربیت موجود ہے۔ وقت کی پابندی، صف بندی، صفائی، اتباع اور پیروی وغیرہ۔ نماز کے ذریعہ جہاں روحانی سکون ملتا ہے وہیں اس کے ذریعہ اچھی ورزش بھی ہو جاتی ہے۔ اللہ رب العزت ہمارے دلوں میں اقامتِ صلوۃ کا جذبہ پیدا فرمائے۔

نماز تمام برائیوں سے روکتی ہے

رب قدیر نے ایک اور مقام پر نماز کے فوائد بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ ط اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَ الْمُنْکَرِ ط اور نماز قائم فرماؤ بیشک نماز منع کرتی ہے بے حیائی اور بری بات سے۔ (کنزالایمان، پارہ ۲۱ رکوع ۱)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس آیت میں موجودہ دور کی پریشانیوں کا حل موجود ہے آج ہر صاحب ایمان کو اس بات کی فکر ہے کہ بے حیائی اور برائیوں کے سیلاب سے کیسے بچا اور بچایا جائے۔ تو سنو! ربِّ قدیر نے ہمیں دن ورات میں پانچ نمازوں کا حکم دیا، نماز ادا کرنے والا بندہ دن میں پانچ وقت اپنے بدن سے لے کر کپڑوں تک کی پاکیزگی کا خیال رکھتا ہے۔ ایک نمازی دن میں پانچ مرتبہ اپنے مولیٰ کی بارگاہ میں حاضری دیتا ہے اور اسے یہ فکر لاحق رہتی ہے کہ اگر میں اپنے دامن کو گناہوں سے آلودہ کروں گا تو ربِّ قدیر کی بارگاہ میں کون سا منھ لے کر حاضر ہوں گا؟ بس اسی زندہ احساس کی بدولت نمازی بہت سے گناہوں، بے حیائی کے کاموں نیز اپنے مولیٰ کی ناراضگی سے بچ جاتا ہے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آپ نے قرآنِ مقدس کی چند آیات سے نماز کی اہمیت اور عظمت کا اندازہ بخوبی لگا لیا ہوگا اور اب رسول گرامی وقار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمودات کو پڑھیں اور نماز کی اہمیت کا اندازہ لگائیں۔

جنتی ہونے کی بشارت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ایک اعرابی (دیہاتی) آیا اس نے کہا: مجھے ایسا عمل بتائیے کہ جب میں اسے کرلوں جنت میں داخل ہوجاؤں۔ آپ نے فرمایا: اللہ عزوجل کی عبادت کر، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا، فرض نماز پڑھ اور فرض زکوٰۃ ادا کر، رمضان کے روزے رکھ، اس نے کہا اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے نہ میں اس (عمل) پر کچھ زیادتی کروں گا نہ اس سے کچھ کم کروں گا۔ جب واپس ہوا تو نبیٔ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: جس شخص کو یہ پسند ہو کہ وہ ایک جنتی آدمی کو دیکھے تو وہ اس (اعرابی) کی طرف دیکھ لے۔ (مسلم شریف، جلد اول، ص:۳۱)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث شریف میں کئی اعمال کا ذکر کیا گیا، جن میں سے ایک سب سے اہم اور افضل عمل نماز ہے۔ نماز قائم کرنے والا اتنا عظیم ہے کہ تاجدارِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسے شخص کو جنتی فرمایا ہے۔ جس کسی کو خواہشِ جنت ہو اسے چاہئے کہ وہ نماز کی پابندی کرے اور اپنے آپ کو ترکِ نماز سے بچائے۔ روزوں کا پابند بنے، زکوٰۃ فرض ہو تو اس کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کرے۔ انشاء اللہ ان اعمال کا پابند دنیا ہی میں جنت کی بشارت کا مستحق بن جائے گا۔

نماز اور گناہوں کی مغفرت

حضرت ابو مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا وہ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ میں نے عرض کیا کہ مجھ سے ایک شخص نے آپ کی طرف سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ آپ نے نبیٔ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ ارشاد سنا ہے ''جو شخص اچھی طرح وضو کرے اور پھر فرض نماز پڑھے تو حق تعالیٰ اس دن وہ گناہ جو چلنے سے ہوئے ہوں اور وہ گناہ جن کو اس کے ہاتھوں نے کیا ہو اور وہ گناہ جو اس کے کانوں سے صادر ہوئے ہوں اور وہ گناہ جن کو اس کی آنکھوں نے کیا ہو اور وہ گناہ جو اس کے دل میں پیدا ہوئے ہوں سب معاف فرما دیتا ہے''۔ حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا بخدا میں نے یہ مضمون نبیٔ کریم علیہ الصلوٰۃ و التسلیم سے کئی دفعہ سنا ہے۔ (الترغیب والترھیب، جلد اول، ص:۱۶۱)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہم انسان ہیں اور ہم سے گناہ ہونا ممکن ہے اور آج کے اس پُرفتن ماحول میں گناہوں کا سیلاب پورے معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے چکا ہے، جہاں راہ چلنے سے لے کر کسی قسم کی تقریب میں شریک ہونے تک آوارگی، بدتمیزی، بے حیائی سب کچھ موجود ہے، ایسے میں دامن کو گناہ سے بچانا نہایت ہی مشکل نظر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کریم ہے اپنے بندوں کی کمزوری کو جانتا ہے۔ لہٰذا فرمایا: دن میں پانچ مرتبہ میری بارگاہ میں حاضر ہو جاؤ میں کریم ہوں۔ تم عاجزی سے بندگی بجالاؤ، میں طاقت والا رب ہوں تمہارے گناہوں کو معاف کردوں گا۔

خدارا! اپنے رب کی بارگاہ میں سر جھکانے میں کوتاہی نہ کرو۔ پابندی سے نماز پڑھو، ضرور اللہ تعالیٰ کرم فرمائے گا۔ پروردگارِ عالم جل جلالہ ہم سب کو نماز کی پابندی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

گناھوں کی معافی

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبیٔ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بولا یا رسول اللہ! میں نے مدینہ کے کنارے ایک عورت کو گلے لگالیا اور صحبت کی حد تک نہیں پہنچا۔ میں حاضر ہوں، میرے بارے میں جو چاہیں فیصلہ کریں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے فرمایا کہ اللہ نے تیری پردہ پوشی کی تھی تو بھی اپنی پردہ پوشی کرتا۔ راوی فرماتے ہیں کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کا کچھ جواب نہ دیا، وہ شخص کھڑا ہوکر چل دیا اس کے پیچھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک آدمی کو بھیج کر اس کو بلایا اور یہ آیت تلاوت فرمائی:

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّھَارِ وَزُلُفاً مِنَ الَّیْلِ اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّآتِ ذٰلِکَ ذِکْرٰی لِلذّٰاکِرِیْنِ o یعنی نماز قائم کرو دن کے کناروں اور رات کی ساعتوں میں یقیناً نیکیاں گناہ مٹا دیتی ہیں یہ ماننے والوں کے لئے نصیحت ہے۔

قوم میں سے ایک شخص نے عرض کیا کہ یا نبی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم! کیا یہ اسی کے لئے ہے؟ فرمایا: سارے لوگوں کے لئے ہے۔ (مشکوٰۃ شریف: ۵۸)

پتہ چلا کہ نماز کے صدقے بڑے سے بڑے گناہ کو بھی اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے۔ لیکن آج نماز کے حوالے سے اس امت کا حال دیکھا جائے تو (العیاذ باللہ) بے پناہ سستی۔ خدارا نماز کے حوالے سے سستی نہ کیا کرو بلکہ بھرپور چستی کا مظاہرہ کیا کرو اور نماز کے ذریعہ اپنے گناہوں کو مٹاتے رہو۔

پانچ نمازوں کی فضیلت

حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب نماز کا وقت آتا ہے تو

ایک فرشتہ اعلان کرتا ہے کہ اے آدم کی اولاد! اٹھو اور جہنم کی اُس آگ کو بجھاؤ جس کو تم نے (گناہوں کی بدولت) اپنے اوپر جلانا شروع کر دیا ہے۔ چنانچہ (دیندار لوگ) اٹھتے ہیں، وضو کرتے ہیں اور ظہر کی نماز پڑھتے ہیں جس کی وجہ سے ان کے صبح سے ظہر تک کے گناہوں کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ اسی طرح پھر عصر کے وقت پھر مغرب اور عشا کے وقت (غرض کہ ہر نماز کے بعد یہی صورت ہوتی ہے) عشا کے بعد لوگ سونے میں مشغول ہو جاتے ہیں اس کے بعد بعض لوگ برائیوں (زنا کاری، بدکاری، چوری وغیرہ) کی طرف چل دیتے ہیں اور بعض لوگ بھلائیوں (نماز، وظیفہ، ذکر وغیرہ) کی طرف چل دیتے ہیں۔ (الترغیب والترہیب: جلد ۱، ص ۱۶۰)

نمازیوں کے لئے فرشتوں کا خیر مقدم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں رات اور دن کو فرشتے باری باری آتے ہیں اور وہ فجر اور عصر کی نماز میں جمع ہوتے ہیں۔ پھر چڑھتے ہیں وہ فرشتے جنہوں نے تم میں رات گزاری ہوتی ہے تو ان سے ان کا رب پوچھتا ہے (حالانکہ وہ ان کو خوب جانتا ہے) کس طرح چھوڑا ہے تم نے میرے بندوں کو؟ وہ کہتے ہیں ہم نے ان کو اس حال میں چھوڑا ہے کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے اور ہم ان کے پاس گئے تو وہ نماز پڑھ رہے تھے۔

(بخاری شریف جلد اول ص: ۷۹)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس حدیث شریف سے یہ بات سمجھ میں آئی کہ فرشتوں کی ڈیوٹی تبدیل ہونے کا وقت فجر اور عصر کا وقت ہے۔ اگر بندہ فجر اور عصر کی نماز ادا کرتا ہے تو معصوم فرشتے رب کے حضور اس بندے کا ذکر نمازی کی حیثیت سے کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے سر بسجود

ہونے کا ذکر سن کر خوش ہوتا ہے اور جب وہ خوش ہو جائے تو یقیناً اپنی رحمتوں سے مالا مال کر دے گا۔ فجر اور عصر کا وقت جو نہایت ہی اہم ہے۔ فجر کے وقت نیند کا غلبہ اور عصر کے وقت انسان تجارت میں مصروف ہوتا ہے جس کی وجہ سے نماز چھوٹنے کا خدشہ رہتا ہے۔ لیکن اگر بندہ نماز ادا کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ راضی ہو جاتا ہے۔

گناہ جھڑتے ہیں جیسے درختوں کے پتے

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم موسم سرما میں باہر نکلے اور درختوں کے پتے جھڑ رہے تھے، آپ نے ایک درخت کی دو شاخیں پکڑ کر انہیں ہلایا ان سے پتے جھڑنے لگے۔ آپ نے فرمایا: اے ابوذر! میں نے کہا حاضر ہوں اے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ نے فرمایا ”اِنَّ الْعَبْدَ الْمُسْلِمَ لَيُصَلِّى الصَّلٰوةَ يُرِيْدُ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ فَتَهَافَتُ عَنْهُ ذُنُوْبُهٗ كَمَا تَهَافَتُ هٰذَا الْوَرَقُ عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ“ مسلمان بندہ اگر نماز پڑھتا ہے، اس سے اللہ کی رضا مندی کا ارادہ کرتا ہے تو جس طرح اس درخت سے پتے گر رہے ہیں اسی طرح اس سے گناہ گر جاتے ہیں۔ (مشکوٰۃ: ص ۵۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کتنی بہترین مثال بیان فرمائی ہے کہ اگر کوئی حسّاس ہے اور اسے گناہوں کی خلِش دل میں محسوس ہوتی ہے اور یقیناً جو مومنِ کامل ہوگا اسے گناہوں کی چبھن دل میں ضرور محسوس ہوگی۔ تو اسے تسلی دی جارہی ہے کہ اگر پنجوقتہ نماز کی پابندی کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کو اس طرح گرا دے گا جس طرح درخت کی شاخوں کے پتے جھڑ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اقامتِ صلوٰۃ کی توفیق عطا فرمائے۔

نمازی کے لئے نماز کی دعا

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب بندہ اول وقت میں نماز پڑھتا ہے تو اس کی نماز آسمانوں تک جاتی ہے اور وہ نورانی شکل میں ہوتی ہے یہاں تک کہ عرش الٰہی تک جا پہنچتی ہے اور نمازی کے لئے قیامت تک دعا کرتی رہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تیری حفاظت فرمائے جیسے تو نے میری حفاظت کی ہے اور جب آدمی بے وقت نماز پڑھتا ہے تو اس کی نماز سیاہ شکل میں آسمان کی طرف چڑھتی ہے جب وہ آسمان تک پہنچتی ہے تو اسے بوسیدہ کپڑے کی طرح لپیٹ کر پڑھنے والے کے منہ پر مارا جاتا ہے۔ (بیہقی)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آپ اندازہ لگائیں کہ وقت پر نماز ادا کرنے کی برکت کتنی ہے اور بے وقت نماز ادا کرنے کا وبال کیا ہے؟ آج بے وقت اور وقت پر تو دور کی بات ہے اکثر عوام تو سرے سے نماز ہی سے غافل ہیں۔ اور قضا کرنے میں کچھ افسوس نہیں کرتے۔ غور کریں! جب بے وقت پڑھنے کا یہ وبال ہے تو نہ پڑھنے کا انجام کتنا سخت ترین ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے صغیرہ و کبیرہ گناہ معاف فرمائے اور پابندی سے وقت پر نماز ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆☆☆

فضائل جماعت

ارشادِ خداوندی ہے: وَ اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَ ارۡکَعُوۡا مَعَ الرّٰکِعِیۡنَ ۝ اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔

(سورۂ بقرہ پ ۱، آیت: ۴۳)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ آیتِ کریمہ سے جماعت کا وجوب سمجھ میں آتا ہے۔ جو خوش نصیب نماز باجماعت کا اہتمام کرتے ہیں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو طرح طرح کی بشارتیں سنائی ہیں اور جو لوگ دنیاوی کاموں میں مصروف رہ کر بلا عذر شرعی جماعت کو ترک کرتے ہیں ان کو سخت وعیدیں سنائی ہیں۔ ہمارے اسلاف نماز باجماعت کا کس قدر اہتمام فرماتے تھے اس کا اندازہ آنے والے سطور سے ہوگا۔ آج ہمارا حال یہ ہے کہ نمازِ باجماعت ادا کرنے کے سلسلہ میں اتنی سستی کا مظاہرہ کرتے ہیں کہ مسجد کے قریب ہوتے ہوئے بھی ہم نمازِ باجماعت ادا نہیں کرتے جب کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جماعت کے ساتھ نماز

پڑھنا اکیلے نماز پڑھنے سے ستائیس درجہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔(مشکوٰۃ شریف:۹۵)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہم دنیوی معاملات میں کس قدر محتاط ہیں اور کتنا ہمیں اپنے نفع اور نقصان کا خیال رہتا ہے۔اگر غافل ہوتے ہیں تو صرف اور صرف دین کے معاملے میں۔کیا ہم میں سے کوئی ستائیس چھوڑ کر ایک پر قناعت کرے گا؟ یقیناً کوئی صاحب عقل ایسا نہیں کرے گا۔آپ ذرا قیامت کا وہ ہولناک منظر اپنی نگاہوں کے سامنے لاؤ جب باپ بیٹے سے بھاگ رہا ہوگا اور بیٹا باپ سے بھاگ رہا ہوگا کوئی کسی کا پُرسان حال نہ ہوگا اور نیکیوں کی قلت دامن گیر ہوگی۔کوئی عزیز وقریب ایک نیکی بھی دینے کے لئے تیار نہ ہوگا واللہ! اس وقت ایک ایک نیکی کی عظمت سمجھ میں آئے گی لہٰذا نماز با جماعت ادا کر کے ۲۷ رگنا زیادہ ثواب حاصل کرو تا کہ میدان محشر میں اللہ تعالیٰ کرم کی نظر فرمادے اور اچھوں کے صدقے نیکیاں قبول فرما کر ہم سب کو اجر حسن کا حقدار بنادے۔

میدان جنگ میں جماعت کی تاکید

اللہ تعالیٰ کا فرمان عالیشان ہے: اور اے محبوب جب تم ان میں تشریف فرما ہو پھر نماز میں ان کی امامت کرو تو چاہئے کہ ان میں ایک جماعت تمہارے ساتھ ہو وہ اپنے ہتھیار لئے رہے پھر وہ جب سجدہ کرلیں تو ہٹ کر تم سے پیچھے ہو جائیں۔اور اب دوسری جماعت آئے جو اب تک جماعت میں شریک نہ تھی اب وہ تمہاری مقتدی ہو اور چاہئے کہ اپنے پناہ اور اپنے ہتھیار لئے رہیں، اور کافروں کی تمنا ہے کہ کہیں تم اپنے سامان اور اپنے اسباب سے غافل ہو جاؤ تو ایک دفعہ تم پر جھک پڑیں۔اور تم پر کوئی مضائقہ نہیں اگر تمہیں مینہ (بارش) کے سبب تکالیف ہوں یا بیمار ہو کہ اپنے ہتھیار کھول رکھو اور اپنی پناہ لئے رہو۔بے شک اللہ نے کافروں کے لئے خواری (ذلت) کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (کنزالایمان)

حالت خوف میں دشمن کے مقابل اس اہتمام کے ساتھ نماز ادا کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز با جماعت کس قدر ضروری ہے۔ (خزائن العرفان)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! جنگ کا ماحول کتنا بھیانک ہوتا ہے، ہر چہار جانب سے جان کا خطرہ ہوتا ہے۔ ایسے ماحول میں بھی اللہ نے جماعت سے نماز ادا کرنے کا حکم فرمایا ہے مذکورہ فرمان باری تعالیٰ سے جماعت کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ ہمارا حال تو یہ ہے کہ امن کے ماحول میں جب نماز ہی ادا نہیں کرتے تو جماعت کی کیا خاک پابندی کریں گے۔ آیئے آج ہم سب عزم مصمم کریں کہ ان شاء اللہ نماز با جماعت کی پابندی کی پوری کوشش کریں گے۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رحمت عالم فخر آدم و بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص وضو کر کے فجر کی ادائیگی کے لئے آیا اور دو رکعت سنت پڑھ کر نماز با جماعت کے انتظار میں محوِ ذکر رہا تو اس کی نماز ابرار کی سی نماز ہو جائے گی اور اس کا نام رحمانی قاصدوں میں لکھا جائے گا۔ (الترغیب ج،ا: ص۱۸۱)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! فجر کی دو سنت کی ادائیگی کے بعد فرض کے انتظار میں ذکر الٰہی میں مصروف رہنا کتنا عظیم ثواب ہے۔ اور ایسے بندے کی نماز اور اس کے مقام کو تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کتنا بلند فرمایا ہے۔ کاش کہ ہم اپنی نیند قربان کر کے فجر کی نماز کے لئے بیدار ہوتے اور وقت پر نماز با جماعت ادا کرتے۔ یقیناً جو رب تبارک وتعالیٰ آخرت میں عزت اور سر بلندی عطا فرمائے گا وہ دنیا میں بھی اس سے سرفراز فرمائے گا۔ لہٰذا آج ہی صدق دل سے توبہ کر کے نماز با جماعت کا ارادہ کر لیں اور اس کے لئے کوشش کریں تو ضرور بالضرور اللہ تعالیٰ ہم سب سے راضی ہوگا اور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی خوش ہوں گے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے

جنت میں ایک ایسی نہر جاری فرمادی ہے جس کا نام "اَفُیَـــحُ" ہے اس کے کنارے لعل و جواہرات کے ہیں ان پر ایسی حوریں جلوہ افروز ہیں جن کی خَلعت زعفران سے ہے وہ ستر ہزار زبانوں میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی تسبیح وتقدیس بیان کرتی ہیں اوراعلان کرتی ہیں کہ ہم ان کی خدمت کے لئے ہیں جونماز فجر باجماعت ادا کرتے ہیں۔ (نزہۃ المجالس ج ا رص ۵۱۵)

ثواب ہی ثواب

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: اے عثمان بن مظعون! جس نے صبح کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی تو اس کے لئے یہ نماز قبول حج اور قبول عمرہ کے برابر ہو جاتی ہے۔ اے عثمان ! جس نے ظہر کی نماز ادا کی اس کو پچیس نمازوں کا ثواب ہے اور اس کے ستر درجے جنت میں بلند ہوں گے۔ اے عثمان ! جس نے عصر کی نماز باجماعت ادا کی پھر غروب آفتاب تک ذکر الٰہی میں مشغول رہا تو گویا کہ اس نے اولاد اسمٰعیل میں سے بارہ ہزار غلام آزاد کیا اور جس نے مغرب کی نماز باجماعت ادا کی اس کے لئے پچیس نمازوں کا ثواب ہے اور اسی کے ساتھ جنتِ عدن میں اس کے ستر درجے بلند ہوں گے۔ اے عثمان! جس نے عشا کی نماز باجماعت ادا کی گویا اس نے شب قدر میں عبادت کی۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مذکورہ حدیث شریف میں پنجوقتہ نمازِ باجماعت کا ثواب بیان فرمادیا۔ اب جس کسی کو نمازِ باجماعت کے فیضان سے مالا مال ہونا ہو نیز مذکورہ انعامات کو پانا ہو تو وہ نماز باجماعت کا اہتمام کرے۔ تھوڑی سی چستی اور قربانی سے اگر اتنا ثواب ملتا ہے تو ایک مسلمان کو ضرور قربانی دینی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل نماز باجماعت کا اہتمام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

پوری رات عبادت کا ثواب

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس نے عشا کی نماز با جماعت پڑھی گویا آدھی رات قیام کیا اور جس نے فجر کی نماز با جماعت پڑھی گویا اس نے پوری رات قیام کیا۔ (مسلم شریف جلد اول ص:۲۳۲)

نیز نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ بے شک آدمی جب امام کے ساتھ نماز پڑھ کر لوٹتا ہے تو اس کے لئے پوری رات کی عبادت کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے۔ (الجامع الصغیر)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہر شخص کے لئے پوری رات عبادت میں گزارنا بہت ہی مشکل ہے۔ لیکن آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کرم دیکھئے کہ امت کی کمزوری پر کرم کی نظر فرما کر شب بھر عبادت کے ثواب سے مالا مال کرنے کے لئے ارشاد فرمایا: عشا اور فجر کی نماز جس نے جماعت کے ساتھ ادا کی اسے اللہ تعالیٰ پوری شب عبادت کا ثواب عطا فرمائے گا۔ آج یہی دو نمازیں مسلمانوں پر بھاری نظر آتی ہیں۔ جماعت تو بہت دور کی بات ہے نماز ادا کرنے سے ہی غافل نظر آتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو جان لینا چاہئے کہ آقائے کون ومکاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: فجر اور عشا کی نماز منافق پر بھاری ہیں مسلمان پر نہیں لہٰذا ہم فجر اور عشا کی نماز با جماعت ادا کر کے رات بھر عبادت کا ثواب حاصل کریں اور اپنا شمار غلامان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں کرائیں۔

دوزخ سے آزادی

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ''مَنْ صَلّٰی لِلّٰہِ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا فِیْ جَمَاعَۃٍ یُدْرِکُ التَّکْبِیْرَۃَ الْاُوْلٰی کُتِبَ لَہٗ بَرَأَتَانِ، بَرَأۃٌ مِّنَ النَّارِ وَ بَرَأۃٌ مِّنَ النِّفَاقِ'' یعنی جو اللہ تعالیٰ کے لئے

چالیس روز با جماعت نماز ادا کرے اور تکبیر اولیٰ پائے تو اس کیلئے دو آزادیاں ہیں ایک نار جہنم سے اور دوسری نفاق سے۔ (ترمذی، جلد اول ص:۵۶)

بزرگوں میں جس کی تکبیر اُولیٰ فوت ہو جاتی تو وہ تین دن اپنی تعزیت کرتے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! جہنم کی آگ اور نفاق یہ دونوں تباہ کن ہیں جس کسی کے دل میں نفاق ہو اس کا ٹھکانہ جہنم کا سب سے نچلا طبقہ ہے۔ دلوں کو نفاق سے پاک کرنا ہو اور خود کو جہنم سے آزاد کرنا ہو تو کم از کم چالیس روز با جماعت نماز ادا کریں۔ نمازِ با جماعت کی برکت سے اللہ رب العزت دوزخ سے آزاد اور نفاق سے پاک فرما دے گا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہم سب کو نماز با جماعت کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے۔

گناہ بخش دئیے جائیں گے

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جس نے کامل وضو کیا پھر نماز فرض کے لئے چلا اور امام کے ساتھ (باجماعت) نماز ادا کی اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ (نسائی)

نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رات میں میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا آیا اور ایک روایت میں ہے کہ اپنے رب کو نہایت ہی جمال کے ساتھ تجلی کرتے ہوئے دیکھا۔ اس نے فرمایا: اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم)! میں نے کہا ''لَبَّیْکَ وَ سَعْدَیْکَ'' اس نے فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ ملائکہ کس امر میں بحث کرتے ہیں؟ میں نے عرض کیا نہیں جانتا، اس نے اپنا دست قدرت میرے شانوں کے درمیان رکھا یہاں تک کہ اس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں پائی تو جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے اور جو کچھ مشرق ومغرب کے درمیان ہے میں نے جان لیا۔ پھر فرمایا: اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) جانتے ہو ملائکہ کس چیز

میں بحث کر رہے ہیں؟ میں نے عرض کیا: ہاں درجات و کفارات اور جماعتوں کی طرف چلنے اور سردی میں پورا وضو کرنے اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کے انتظار میں اور جس نے اس کی محافظت کی خیر کے ساتھ زندہ رہے گا اور خیر کے ساتھ مرے گا اور اپنے گناہوں سے ایسا پاک ہوگا جیسے اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔ (ترمذی شریف)

بعض صحائف میں رب تعالیٰ کا فرمان ہے کہ میری زمین پر میرے گھر مسجدیں ہیں اور جو مسجدوں میں نماز ادا کرنے والے اور انہیں آباد رکھنے والے ہیں وہ میری زیارت کرنے والے ہیں تو بشارت ہو ایسے شخص کو جو اپنے گھر سے پاک و صاف ہو کر میری زیارت کو آئے اور با جماعت نماز ادا کرے۔ (نزہۃ المجالس)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! نماز با جماعت کی وجہ سے گناہ تو معاف ہوتے ہی ہیں مگر کرم بالائے کرم یہ ہے کہ اگر کوئی شخص نماز با جماعت ادا کرنے کے لئے مسجد جاتا ہے تو گویا وہ اللہ رب العزت کی زیارت کو جاتا ہے۔ کہاں ہم اور کہاں وہ خالق کائنات لیکن اس کا کرم تو دیکھئے کہ وہ اپنا مہمان بھی بنا رہا ہے اور اپنی زیارت کا ثواب بھی عطا فرما رہا ہے اور ایک بار نہیں بلکہ دن میں پانچ بار۔ کاش! ہم اللہ تعالیٰ کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے دن میں پانچ بار نماز با جماعت کی ادائیگی کے لئے کوشش کرتے۔

اِحیاء العلوم میں ہے کہ جو شخص با جماعت نماز ادا کرتا ہے اس کا سینہ عبادت سے منور ہو جاتا ہے۔ طبرانی میں ہے کہ اگر جماعت کو چھوڑنے والا جانتا کہ با جماعت نماز ادا کرنے والے کے لئے کیا اجر ہے تو گھسیٹتا ہوا جاتا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ داہنی جانب جماعت میں شامل ہونے والے پر اللہ تعالیٰ اور فرشتے صلوٰۃ پڑھتے ہیں۔ (ابن ماجہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

فرماتے ہیں کہ جو اچھی طرح وضو کر کے مسجد جائے اور لوگوں کو اس حالت میں پائے کہ نماز پڑھ چکے ہیں تو اللہ عزوجل اسے بھی جماعت سے نماز پڑھنے والوں کے مثل ثواب دے گا اور ان کے ثواب سے کچھ کم نہ کرے گا۔ (ابوداؤد: ص۸۳)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج اگر دنیا کا کوئی بڑا عہدیدار، سرمایہ دار، ہم کو سلام کرے تو ہم خوشیوں سے مچل جاتے ہیں لیکن میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: جماعت سے نماز پڑھنے والا اگر امام کے دائیں جانب ہو تو اس پر اللہ جل جلالہ اور اس کے فرشتے صلوٰۃ پڑھتے ہیں اور اس حدیث پاک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر اس نیت سے بندہ گھر سے نکلا کہ جماعت میں شریک ہو جائے لیکن جماعت نہ پا سکا تو اللہ تعالیٰ اسے بھی جماعت کا ثواب عطا فرمائے گا کہ اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔

پسندیدہ

تاجدارِ مدینہ راحت قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مرد کی نماز مرد کے ساتھ، اکیلے پڑھنے سے بہتر ہے اور جو زیادہ ہوں (یعنی جس قدر جماعت میں نمازی زیادہ ہوں) وہ اللہ کو زیادہ پسند ہیں۔

حضرت قباث بن اشیم لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دو آدمیوں کی ایک ساتھ نماز کہ ان میں سے ایک اپنے ساتھی کی امامت کرے اللہ کے نزدیک ان چار آدمیوں کی نماز سے بہتر ہے جو باری باری پڑھیں اور چار آدمیوں کی نماز (جماعت سے) اللہ عزوجلکے نزدیک ان آٹھ آدمیوں کی نماز سے بہتر ہے جو یکے بعد دیگرے پڑھیں اور آٹھ آدمیوں کی نماز اس طرح کہ ان میں ایک امام ہو یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے ان سو آدمیوں کی نماز سے جو کہ علیٰحدہ علیٰحدہ پڑھیں۔ (الترغیب والترہیب، جلد اول، ص۱۷۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث شریف سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ جتنی بڑی جماعت ملے اس میں شریک ہونے کی کوشش کریں تاکہ زیادہ ثواب بھی حاصل ہو اور تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کی روشنی میں بہتری کی سند بھی ملے۔ البتہ اس کا خیال رکھنا ہے کہ وہ جماعت غلامان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہو۔ اگر امام گستاخ رسول ہو اور جماعت خواہ کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو ہمیں اس کی اقتداء نہیں کرنی ہے۔ گستاخِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھنے سے بہتر ہے کہ ہم اکیلے ہی پڑھ لیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سنّی امام کے پیچھے جماعت سے نماز ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جماعت کے ساتھ رہو

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ کسی گاؤں یا جنگل میں تین آدمی ہوں اور جماعت کے ساتھ نماز نہ پڑھیں تو ان پر شیطان غالب ہوتا ہے تو تم جماعت کو لازم پکڑو کیوں کہ جو بکری اپنے ریوڑ سے دور رہے اسے بھیڑیا کھا جاتا ہے۔ (الترغیب، جلد اول، ص ۱۸۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج دنیا ہم کو لقمۂ تر سمجھ کر کھانے کے درپئے ہے اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ ہر کوئی امام بننا چاہتا ہے، کسی کو مقتدی بننا پسند ہی نہیں۔ الگ الگ نماز ادا کرنا ہماری پہچان اور عادت بن چکی ہے جب کہ جنگل یا گاؤں میں بھی اگر چند افراد ہوں تو جماعت قائم کرنے کا حکم ہے۔ یہاں تو افراد ہی افراد ہوتے ہیں پھر بھی اہتمام نہیں کیا جاتا، کاش کہ ہم جماعت کا خیال اور پابندی کا اہتمام کرتے تو آج کوئی ظالم بھیڑیا ہم کو بکری سمجھ کر نہ کھاتا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہم سب کو نماز باجماعت ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

نابینا کو تاکید

حضرت عبداللہ بن اُمِّ مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم! مدینہ میں موذی جانور بکثرت ہیں اور میں نابینا ہوں تو کیا مجھے رخصت ہے کہ میں گھر میں نماز پڑھ لوں؟ فرمایا ''حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ، حَیَّ عَلَی الفَلاَحِ'' سنتے ہو؟ عرض کی ہاں تو فرمایا حاضر ہو۔ (ابوداؤد، ص۸۱،۸۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اندازہ لگائیں کہ ایک نابینا کے لئے تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ''حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ'' اور ''حَیَّ عَلَی الْفَلاَحِ'' سن کر مسجد میں آنے کا حکم دیا۔ حالاں کہ نابینا پر جماعت سے نماز پڑھنا واجب نہیں، صرف اس وجہ سے کہ میرا نابینا صحابی جماعت کے اجرِ عظیم سے محروم نہ رہے، لیکن کتنے افسوس کا مقام ہے کہ ہم آنکھ والے ہوکر، تندرست ہوکر، توانا ہوکر، نماز با جماعت کے لئے حاضر نہیں ہوتے کاش کہ ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کا لحاظ رکھتے اور نماز با جماعت کا اہتمام کرتے۔

جماعت میں سبقت کرو

اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام کو پیچھے ہٹتے ہوئے دیکھا تو ارشاد فرمایا: آگے بڑھو میری اتباع کرو تاکہ تمہارے بعد کے لوگ تمہاری اتباع کریں۔ لوگ خود ہی ہٹتے رہیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو پیچھے کردے گا۔ (مسلم شریف)

اس حدیث شریف کی روشنی میں اگر ہم دیکھیں تو ہم کو ہمارے پیچھے رہنے کی وجہ خود بخود معلوم ہو جائے گی۔ کیا آج ہمارا حال یہ نہیں ہے کہ ہم نماز با جماعت ادا کرنے جاتے ہیں تو بھی صفِ اول کی بجائے آخر میں رہنا پسند کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج ہر کام میں پوری دنیا سے ہم پیچھے ہیں۔ یاد رکھو اگر آگے آنا ہو اور فتح و کامرانی سے ہمکنار

ہونا چاہتے ہو تو آج سے کوشش کرو کہ انشاء اللہ نماز با جماعت کی پابندی سے ہم دونوں جہاں میں آگے آئیں گے۔

اور حضرت ابو بکر بن ابی حشمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فجر کی نماز میں حضرت سلیمان بن حشمہ رضی اللہ تعالی عنہ کو نہیں پایا پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ چاشت کے وقت بازار کی طرف نکلے اور حضرت سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گھر مسجد اور بازار کے درمیان واقع تھا لہٰذا آپ کا گزر حضرت سلیمان کی والدہ حضرت شفاء رضی اللہ عنہا کے پاس سے ہوا تو آپ نے ان سے فرمایا: میں نے سلیمان کو فجر کی نماز میں نہیں دیکھا انہوں نے کہا وہ رات گئے تک نماز پڑھتے رہے لہٰذا صبح کی نماز کے بعد ان کی آنکھ لگ گئی اس پر حضرت عمر نے فرمایا مجھے صبح کی نماز جماعت کے ساتھ اس بات سے زیادہ محبوب ہے کہ میں رات بھر نماز پڑھوں۔ (مؤطا امام مالک)

مذکورہ واقعہ سے ہم سب کو سبق حاصل کرنا چاہئے کہ رات بھر جلسے میں شریک رہے اور صبح فجر کی نماز گھر پر پڑھ لئے تو پڑھ لئے ورنہ وہ بھی نہیں جس کی وجہ سے نماز فجر قضا ہو گئی یا پھر جماعت چھوٹنے کا ذریعہ بنا۔ ہمارے اسلاف کی کامیابی کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ وہ نماز فجر ہو یا کوئی بھی نماز، جماعت کا بھرپور خیال رکھتے تھے۔ آج ہماری ناکامی کی وجہ نماز اور جماعت کا ترک کرنا ہے۔

رحمت کا گھر

نبیٔ کریم علیہ وآلہ افضل الصلوات والتسلیم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جنت میں ایک عظیم الشان شہر سجایا ہے جس کا نام ''مَدِیْنَةُ الْخُلْدِ'' ہے۔ اس میں ایک محل ہے جس کا نام ''قصرِ عظمت'' ہے اس میں ایک وسیع و عریض مکان ہے جسے ''بیت الرحمہ'' کہتے ہیں جس میں ایک ہزار تخت سجائے گئے ہیں جن میں چار ہزار حوریں جلوہ افروز

ہیں، اس میں ایسی چیزیں بھی پائی جاتی ہیں جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا، اور نہ ہی کسی انسان کے دل و دماغ میں تصور و گمان گزرا ہے۔ آپ سے عرض کیا گیا : وہ کس خوش نصیب کے لئے ہے؟ آپ نے فرمایا: جو نماز پنج گانہ جماعت کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔ (نزہۃ المجالس، ص ۵۱۵)

تکبیر اولیٰ دنیا و ما فیہا سے بہتر

حضرت امام نیشاپوری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: صبح کی تکبیر کو پانا دنیا ومَافِیہَا سے اعلیٰ ہے۔ (نزہۃ المجالس، ص ۵۱۵)

منقول ہے کہ حضرت میمون بن مہران مسجد میں آئے تو آپ سے کہا گیا کہ لوگ تو واپس لوٹ گئے ہیں۔ (یعنی جماعت ہوگئی ہے) آپ نے یہ سن کر فرمایا: ''اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ'' اور کہا اس نماز کو پالینے کی فضیلت مجھے عراق کی حکومت سے زیادہ پسند تھی۔ (مکاشفۃ القلوب)

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک نماز کی جماعت چھوٹ گئی تو آپ نے ایک قطعہ زمین جو ایک لاکھ کی قیمت کا تھا خیرات کر دیا اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک جماعت فوت ہوگئی تو انہوں نے روزہ رکھا اور ساری رات نوافل پڑھے اور ایک غلام آزاد کر دیا۔ (نزہۃ المجالس ص ۵۱۱)

علاّمہ ابن جوزی علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ ایک نیک آدمی عشا کی نماز با جماعت ادا نہ کرسکا تو اس نے اس نماز کو ستائیس بار پڑھا کیوں کہ حدیث میں ہے کہ باجماعت نماز پڑھنے سے ستائیس گنا زیادہ ثواب ملتا ہے پھر اس نے خواب میں چند گھوڑ سواروں کو دیکھا جو ایک جماعت کی شکل میں تھے اس نے چاہا کہ ان کے ساتھ چلے، معاً وہ بولے کہ تم نے باجماعت نماز ادا نہیں کی تو تم ہمارے ساتھ کیسے آسکتے ہو۔ (نزہۃ المجالس ۵۱۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث اور

واقعہ کی روشنی میں ہم اپنے احوال کا احتساب کریں کہ نماز با جماعت کے چھوڑنے پر کیا ہمیں بھی افسوس ہوتا ہے، دلی تکلیف ہوتی ہے؟ یقیناً نہیں، آج ہم چند روپیوں کے منافع کی خاطر، چند دوستوں کی خوشی کی خاطر جماعت چھوڑ دیتے ہیں جب کہ اللہ والوں کا حال یہ تھا کہ جماعت کے چھوٹ جانے پر سخت افسوس کرتے اور آنسو بہاتے۔ کاش! ہم بھی اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلتے! اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ان کے نقش قدم پر چلنے کا جذبہ ہمیں بھی عطا فرمائے اور جماعت کا پابند بنائے۔

غضب رسول

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، بلا شبہ میں یہ چاہتا ہوں کہ لکڑیاں جمع کی جائیں پھر نماز کے لئے اذان کا حکم دوں اور کسی کو نماز پڑھانے کے لئے مقرر کروں پھر ان لوگوں کے گھر جو نماز کے لئے نہیں آتے جا کر ان کے سمیت ان کے گھر کو جلا دوں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر یہ لوگ جانتے کہ انہیں فربہ ہڈی جس پر گوشت کا خفیف حصہ لپٹا رہ گیا ہو یا بکری کے اچھے دو کھر ملیں گے تو ضرور نماز عشا میں حاضری دیتے۔ (مشکوٰۃ ص ۹۵)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ذرا حدیث پاک کے الفاظ پر غور کریں کہ وہ رسول عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو ساری کائنات کے لئے رحمت بن کر تشریف لائے جنہیں اپنی اُمّت سے اس قدر پیار ہے کہ امت کا مشقت میں پڑنا ان پر گراں ہے لیکن وہ رحیم و کریم آقا قصداً جماعت چھوڑنے والے پر اس قدر ناراض ہوتے ہیں کہ تارک جماعت اور اس کے گھر کو آگ لگا دینے کی خواہش کا اظہار کرتے ہیں۔ اللہ رب العزت جل جلالہ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں ہر اس کام سے بچائے جس

میں اس کی اور اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ناراضگی کا شائبہ بھی پایا جاتا ہو۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا اس آدمی کے بارے میں جو دن کو روزہ رکھتا ہو، رات کو عبادت کرتا ہو، لیکن جمعہ اور جماعت میں نہیں ہوتا آپ نے فرمایا: ''هُوَ فِيْ النَّارِ'' وہ جہنم میں ہے۔ (ترمذی شریف، جلد اول، ص ۵۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اگر خدانخواستہ ہم میں سے کوئی بلا عذر شرعی ترک جماعت کا شکار ہے تو چاہیئے کہ آج ہی توبہ کر لے ورنہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنانے کے لئے تیار رہے۔

اور حضرت معاذ بن انس رضی للہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ظلم ہے پورا ظلم اور کفر و نفاق ہے کہ اللہ عزوجلکے منادی کو اذان کہتے سنے اور حاضر نہ ہو۔ اور ایک دوسری حدیث پاک میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ''مومن کو بدبختی اور نامرادی کے لئے یہی کافی ہے کہ موذن کو تکبیر کہتے سنے اور جماعت میں حاضر نہ ہو''۔ (الترغیب، جلد اول، ص ۱۸۳)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ان دونوں احادیث سے پتہ چلا کہ نماز کیلئے مسجد نہ جانا مومن کا شیوہ نہیں ہے بلکہ جو بلا عذر گھر میں نماز پڑھے تو اس کے ظلم، کفر، نفاق میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے۔ لہٰذا خدارا! جماعت ترک کرنے سے باز آ جاؤ اور آج ہی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سچے دل سے توبہ کر لو وہ رحیم و کریم ہمارے گناہوں کو معاف فرما دے گا۔ پرورگار عالم جل جلالہ ہم تمام مسلمانوں کو نماز جماعت کے ساتھ پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جس نے ''حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ'' سنا پھر نماز میں حاضر نہ ہوا تو اس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت ترک کر دی۔ (طبرانی الاوسط)

اور حضرت ابوشعسا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ مسجد میں حضرت ابو ہریرہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو موذّن نے عصر کی اذان پکاری تو ایک شخص مسجد سے نکل کر چلا گیا تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ضرور بالضرور اس نے ابوالقاسم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔ (مسلم،ص ۲۳۲)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ پگھلے ہوئے سیسے سے انسان کے کانوں کا بھر دیا جانا اس سے بہتر ہے کہ وہ اذان سن کر جواب نہ دے (یعنی جماعت میں حاضر نہ ہو)۔ (مکاشفۃ القلوب)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج داڑھی، عمامہ شریف اور مسواک جیسی سنتوں پر عمل کرنے کی ترغیب دلائی جاتی ہے اور ان پر عمل کرنے کی ہم کوشش بھی کرتے ہیں لیکن نماز باجماعت کی ادائیگی پر عمل کی نہ ترغیب دلائی جاتی ہے اور نہ ہی اس کے ترک پر وعیدیں سنائی جاتی ہیں حالانکہ نماز باجماعت ایسی عظیم سنت ہے کہ اس کے تارک سے رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سخت ناراض ہوتے ہیں اور جو اذان سن کر بھی نماز باجماعت ادا کرنے میں اگر کوتاہی کریں تو سمجھ لو کہ ان کے دل میں کما حقہٗ رسول گرامی وقار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو راضی کرنے کا جذبہ نہیں۔

گمراہ ہونے کا اندیشہ

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہم لوگوں نے اپنے آپ کو اس حال میں دیکھا کہ جماعت سے پیچھے رہ جانے والا یا تو منافق ہوتا تھا یا مریض اور بیشک مریض کا حال یہ ہوتا تھا کہ دو آدمیوں کے درمیان چل کر آتا تھا اور رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم لوگوں کو ہدایت کی سنتوں کی تعلیم دی ہے اور ہدایت کی سنتوں میں سے یہ بھی ہے کہ نماز اس مسجد میں پڑھی جائے جس میں اذان دی گئی ہو۔

اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ جو اس بات سے خوش ہو کہ وہ کل قیامت کے دن مسلمان ہونے کی حالت میں اللہ جل جلالہ سے ملاقات کرے تو اس پر لازم ہیکہ وہ نمازوں کو وہاں پڑھے جہاں اذان دی گئی ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ہدایت کی سنتیں رکھی ہیں اور نماز باجماعت ہدایت کی سنتوں میں سے ہے اور اگر تم لوگ اپنے گھروں میں نماز پڑھ لوگے جس طرح جماعت سے پچھڑنے والا اپنے گھر میں پڑھ لیتا ہے تو تم لوگ اپنے نبی کی سنتوں کو چھوڑنے والے ہو جاؤگے اور اگر تم لوگوں نے اپنے نبی کی سنت کو چھوڑ دیا تو یقیناً گمراہ ہو جاؤ گے۔

جو آدمی اچھی طرح وضو کر کے مسجد کا قصد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر قدم پر ایک نیکی لکھ دیتا ہے اور ہر قدم کے بدلہ میں ایک درجہ بلند فرماتا ہے اور ایک گناہ معاف کر دیتا ہے اور تم لوگ یقین مانو کہ ہم نے اپنے کو اس حال میں دیکھا کہ جماعت سے وہی آدمی پچھڑتا تھا جو ایسا منافق ہوتا جس کا نفاق سب کو معلوم ہوتا اور بعض لوگ تو دو آدمیوں کے درمیان چلا کر لائے جاتے تھے یہاں تک کہ وہ صف میں کھڑے کر دیئے جاتے تھے۔ (مسلم شریف، مشکوۃ شریف، ص۹۶، ۹۷)

تارک جماعت بلاؤں میں مبتلا

حضور نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم ارشاد فرماتے ہیں: جو شخص جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے میں سستی کرے گا اللہ عزوجل اس کو بارہ بلاؤں کے ساتھ عذاب دے گا۔ تین بلائیں دنیا میں اور تین بلائیں موت کے وقت اور تین بلائیں قبر میں اور تین بلائیں قیامت کے دن۔ تین بلائیں جو دنیا میں آئیں گی ان میں سے پہلی بلا یہ ہے کہ اس کی روزی سے برکت اٹھا لے گا اور دوسری بلا یہ ہے کہ اس سے صالحین کا نور چلا جائے گا اور تیسری بلا یہ ہے کہ وہ تمام ایمان والوں کے دلوں میں مبغوض (ناپسندیدہ) ہو جائے گا۔ موت کے وقت آنے والی تین بلائیں یہ ہیں: پہلی بلا: اس کی روح اس

حالت میں قبض کی جائے گی جب کہ وہ پیاسا ہوا گر چہ وہ ساری نہروں کا پانی پی لے مگر پھر بھی موت کے وقت وہ پیاسا ہی رہے گا اور دوسری بلا: اس کی جاں کنی بڑی سخت ہوگی اور تیسری بلا: اس کے ایمان کی بربادی کا خطرہ رہے گا۔ اور وہ تین بلائیں جو قبر میں آئیں گی ان میں سے پہلی بلا: اس پر منکر نکیر کے سوال سخت ہو جائیں گے اور دوسری بلا: اس پر قبر کی تاریکی بہت زیادہ شدت اختیار کر لے گی اور تیسری بلا: قبر اس قدر تنگ ہو جائے گی کہ تمام پسلیاں آپس میں مل جائیں گی اور قیامت کے دن آنے والی بلاؤں میں سے پہلی بلا: اس کا حساب بڑی سختی سے ہوگا اور دوسری بلا: اس پر ربتعالیٰ کا غضب ہوگا اور تیسری بلا: اللہ رب العزت اس کو آگ کا عذاب دے گا۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ترک جماعت سے جن بلاؤں کا ذکر کیا گیا ہے آج امت مسلمہ ان میں سے اکثر بلاؤں میں گرفتار ہے وجہ صرف ترک جماعت ہے۔ جب جماعت چھوڑنے سے آدمی ان بلاؤں میں گرفتار ہو جاتا ہے تو جو سرے سے نماز ہی نہیں پڑھتا اس پر کتنی بلائیں نازل ہوتی ہوں گی۔ اللہ عزوجل کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بے حد کرم فرمایا کہ ہر پریشانی کا سبب بھی بتا دیا اور اس کا علاج بھی۔ اب ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اپنی اصلاح کریں اور نماز و جماعت کی پابندی کی کوشش کریں انشاء اللہ ہماری سب پریشانیاں دور ہو جائیں گی اور حدیث پاک میں ہے کہ حضرت جبرئیل و میکائیل فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو تارکِ نماز ہے وہ توریت، زبور، انجیل اور قرآن مجید میں ملعون ہے۔

اللہ اکبر! ملعون کا مطلب یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رحمت سے دور ہونا، رب کی رحمت سے جو دور ہو جائے اسے کون قریب کرے گا اور کون پناہ عطا کرے گا لہٰذا خدارا! نماز کی پابندی کریں اور آئندہ نماز ترک کرنے سے توبہ کر لیں۔

نماز با جماعت کی حکمتیں

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس میں کوئی شک نہیں کہ نماز انسانی زندگی کے تمام گوشوں، شعبوں اور زاویوں پر محیط ہونے کے ساتھ ساتھ معاشرے میں اجتماعیت کے فروغ میں ہر سطح پر مکمل اثر رکھتی ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے ''وَ اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَ ارۡکَعُوۡا مَعَ الرّٰکِعِیۡنَ O'' اور نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔

اس آیت میں نماز با جماعت کا حکم صراحت کے ساتھ دیا گیا ہے، ایک ''اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ'' میں اور دوسری جگہ ''وَ ارۡکَعُوۡا مَعَ الرّٰکِعِیۡنَ'' میں ان دونوں جگہوں پر امر کا صیغہ، جمع استعمال کیا گیا ہے۔ آیت کے آخری حصہ میں نماز کو ایک جگہ باہمی طور پر ادا کرنے کی تلقین زیادہ وضاحت کے ساتھ موجود ہے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! گھر کے گوشۂ خلوت کی بجائے نماز پنجگانہ مسجد میں با جماعت ادا کرنے کا حکم اپنے اندر بہت سی حکمتوں کا حامل ہے چند حکمتیں درج ذیل ہیں:

☆ پنجگانہ نماز مسجد میں با جماعت ادا کرنے سے مسلمانوں کو دن میں پانچ مرتبہ اکٹھا ہونے کے مواقع میسر آتے ہیں۔ اس طرح انہیں اہل محلّہ کے بارے میں پتہ چلتا ہے کہ کون کس حال میں ہے؟ قرب و جوار میں کوئی ایسا تو نہیں جو آدھی روٹی کا محتاج ہے یا تنگی وعسرت یا بیماری کے ہاتھوں پریشانی میں دن کاٹ رہا ہے۔

☆ نماز کی یکجائی باہمی قرب و موانست اور محبت کے رشتے مضبوط و مستحکم کرنے میں ناصر و مددگار بنتی ہے ایک دوسرے کی خوشی اور غم اور سکھ دُکھ میں شریک ہو کر ہی ایک صحت منداور صالح معاشرہ کی تعمیر ممکن ہے۔

☆ ہمیشہ نماز با جماعت کی ادائیگی سے انسان کے دل میں یہ احساس جاگزیں ہو جاتا

ہے کہ جب بغیر کسی شرعی عذر کے گھر کے اندر رہ کر انفرادی سطح پر نماز جیسے فریضہ کی بجا آوری ممکن نہیں ہے تو افراد معاشرہ ایک دوسرے سے الگ تھلگ کیسے رہ سکتے ہیں؟ رب قدیر جل وعلا ہم سب کو نماز باجماعت کا پابند بنائے۔

جماعت کے متعلق مسائل

مسئلہ: عاقل و بالغ ہر قادر پر جماعت واجب ہے، بلا عذر ایک بار بھی چھوڑنے والا گنہ گار اور مستحق سزا ہے اور کئی بار ترک کرے تو فاسق، مردود الشہادت اور اس کو سزا دی جائے گی، اگر پڑوسیوں نے سکوت کیا تو وہ بھی گنہ گار ہوئے۔

مسئلہ: جمعہ وعیدین میں جماعت شرط ہے اور تراویح میں سنت کفایہ کہ محلے کے سب لوگوں نے ترک کی تو سب نے برا کیا اور کچھ لوگوں نے قائم کر لی تو باقیوں کے سر سے جماعت ساقط ہو گئی اور رمضان المبارک کے وتر میں مستحب ہے، نوافل اور علاوہ رمضان کے وتر میں اگر تداعی کے طور پر ہو تو مکروہ ہے، تداعی کے یہ معنی ہیں کہ تین سے زیادہ مقتدی ہوں۔ سورج گہن میں جماعت سنت ہے اور چاند گہن میں تداعی کے ساتھ مکروہ ہے۔

مسئلہ: جماعت میں مشغول ہونا کہ اس کی کوئی رکعت فوت نہ ہو وضو میں تین تین بار اعضا دھونے سے بہتر ہے اور تین تین بار اعضا دھونا تکبیر اولیٰ کے پانے سے بہتر یعنی اگر وضو میں تین تین بار اعضا دھوتا ہے تو رکعت جاتی رہے گی تو افضل یہ ہے کہ تین تین بار نہ دھوئے اور رکعت نہ جانے دے اور اگر جانتا ہے کہ رکعت تو مل جائے گی مگر تکبیرۂ اولیٰ نہ ملے گی تو تین تین بار دھوئے۔

مسئلہ: جس کی جماعت جاتی رہی اس پر یہ واجب نہیں کہ دوسری مسجد میں جماعت تلاش کر کے پڑھے ہاں مستحب ہے۔ البتہ جس کی مسجد حرم شریف کی جماعت فوت ہوئی اس پر مستحب بھی نہیں کہ دوسری جگہ تلاش کرے۔

مسئلہ: مریض جسے مسجد تک جانے میں مشقّت ہو، اپاہج جس کا پاؤں کٹ گیا ہو، جس پر فالج گرا ہو، اتنا بوڑھا کہ مسجد تک جانے سے عاجز ہو، اندھا اگرچہ اندھے کے لئے کوئی ایسا موجود ہو جو ہاتھ پکڑ کر مسجد تک پہنچا دے، سخت بارش اور شدید کیچڑ کا حائل ہونا، سخت سردی، سخت تاریکی، آندھی، مال یا کھانے کے تلف ہونے کا اندیشہ، قرضخواہ کا خوف ہے اور یہ تنگ دست ہے، ظالم کا خوف، پاخانہ، پیشاب، ریاح کی حاجت شدید ہے، کھانا حاضر ہے اور نفس کو اس کی خواہش ہو، قافلے چلے جانے کا اندیشہ ہے، مریض کی تیمارداری کہ جماعت کے لئے جانے سے اس کو تکلیف ہوگی اور گھبرائے گا یہ سب ترک جماعت کے لئے عذر ہیں۔

مسئلہ: عورتوں کو کسی نماز میں جماعت کی حاضری جائز نہیں، دن کی نماز ہو یا رات کی، جمعہ ہو یا عیدین خواہ وہ جوان ہوں یا بڑھیا۔ (قانونِ شریعت)

برکاتِ نمازِ نوافل

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ عزوجل نے انسانوں کو اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا، چنانچہ خود اللہ عزوجل نے قرآنِ پاک میں ارشاد فرمایا: وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَo میں نے جن اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا۔ عبادت کی کئی قسمیں ہیں، ایک وہ جن کا کرنا فرض ہے کہ ان کو ادا کئے بغیر چھٹکارہ ہی نہیں، انہیں فرائض کہتے ہیں۔ عبادت کی ایک قسم نفل عبادت ہے کہ اس کا کرنا ضروری تو نہیں ہوتا لیکن ادا کرنے سے بے شمار فضائل و برکات حاصل ہوتے ہیں۔

آئندہ سطور میں نمازِ نوافل کی مختلف صورتیں اور ان کو ادا کرنے سے حاصل ہونے والے فضائل وفوائد کا ذکر کیا جارہا ہے اس امید پر قارئین انہیں پڑھ کر، ان پر عمل کر کے فضائل و برکات سے مالا مال ہوسکیں گے۔

قرب خدا کا ذریعہ

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو میرے کسی ولی سے دشمنی کرے اسے میں نے لڑائی کا اعلان دے دیا اور میرا بندہ کسی شئی سے اس قدر تقرب حاصل نہیں کرتا جتنا فرائض سے ہوتا ہے اور نوافل کے ذریعہ سے ہمیشہ قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اسے محبوب بنالیتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو اسے دوں گا اور پناہ مانگے تو پناہ دوں گا۔ (بہار شریعت ۸/۴)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ عزوجل کی ذات کسی چیز کی محتاج نہیں، ہم اگر اس کی عبادت کریں تو اس عبادت سے اللہ عزوجل کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا ہے اور نہ ہی وہ ہماری عبادت کا محتاج ہے۔ اگر ہم اللہ کی عبادت کریں گے تو اس میں ہمارا ہی فائدہ ہوگا کیوں کہ اس نے دنیا کو آزمائش گاہ اور آخرت کی کھیتی بنایا، اب وہ اپنے بندوں کو آزماتا ہے کہ کون اس کی عطا کی ہوئی نعمتوں کے شکر میں میری بارگاہ میں سجدۂ بندگی کرتا ہے اور اس دنیا میں اپنی آخرت کے لئے فصل تیار کر لیتا ہے۔ مذکورہ حدیث کے مطابق اگر کوئی بندہ فرائض کے ساتھ ساتھ نوافل کی بھی پابندی کرے تو رب اس سے اس قدر راضی ہوجاتا ہے اور اسے اپنا اتنا قریبی بنالیتا ہے کہ بندہ جو مانگے اللہ عزوجل اسے عطا فرماتا ہے۔

نفل نماز گھر پر پڑھیں

سنن موکدہ، سنن غیر موکدہ اور دیگر نوافل کا گھر میں پڑھنا مسنون، مستحسن اور افضل ہے اور اس کی فضیلت اس وجہ سے ہے کہ نوافل میں خفا اور پوشیدگی مطلوب ہے اور گھر میں یہ متصور ہے دوسرے اس میں ریا کا خطرہ نہیں تیسرے اس سے گھر میں برکت حاصل ہوگی۔ چنانچہ احادیث میں نفل نماز گھر میں پڑھنے کے حوالے سے مذکور ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ سلم نے فرمایا ''اِذَا قَضٰی اَحَدُکُمُ الصَّلٰوۃَ فِیْ مَسْجِدِہٖ فَلْیَجْعَلْ لِبَیْتِہٖ نَصِیْبًا

مِّـنْ صَلٰوتِہٖ فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی جَاعِلٌ فِیْ بَیْتِہٖ مِنْ صَلٰوتِہٖ خَیْرًا'' جب تم میں سے کوئی شخص اپنی مسجد میں نماز پڑھ لے تو وہ اپنی نمازوں کا کچھ حصہ اپنے گھر پر پڑھنے کے لئے بھی رکھ لے کیوں کہ اللہ تعالیٰ اس کی نمازوں کی وجہ سے اس کے گھر میں برکت پیدا کردے گا۔ (مسلم شریف)

ایک حدیث میں اس گھر کو قبرستان سے تعبیر کیا گیا جس گھر میں نماز نہ پڑھی جائے چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ''اِجْعَلُوْا مِنْ صَلٰوتِکُمْ فِیْ بُیُوْتِکُمْ وَ لَا تَتَّخِذُوْھَا قُبُوْرًا'' اپنے گھروں میں نماز پڑھو اور ان کو قبرستان نہ بناؤ۔ (ریاض الصالحین: ۹۶/۲)

رات میں نفل نماز پڑھنے کے فضائل

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! دن میں نفل کی ادائیگی سے بہتر رات میں نفل نماز پڑھنا ہے، قرآن مقدس میں رات میں نفل ادا کرنے والوں کی فضیلت صراحت سے مذکور ہے: وَ الَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّھِمْ سُجَّدًا وَّ قِیَامًا ○ اور جو رات کاٹتے ہیں اپنے رب کے لئے سجدے اور قیام میں۔ (سورۂ فرقان، آیت: ۶۴)

حضرت حسن نے فرمایا کہ نفل عبادت کے لئے رات کا ذکر خصوصیت کے ساتھ اس لئے فرمایا کہ رات کی عبادت زیادہ دشوار ہوتی ہے، ریا کاری کا بھی اس میں شائبہ نہیں ہوتا، خضوع قلب اور زبان سے دل کی موافقت خوب ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ دیگر نفل عبادتوں کے لئے دن مخصوص ہے جو عام طور پر رات میں ادا نہیں کی جاسکتی ہیں مثلاً تعلیم و تعلم، جہاد فی سبیل اللہ، بزرگوں کی صحبت اختیار کرنا وغیرہ۔

حدیث میں بھی رات میں نفل نماز پڑھنے کی بڑی فضیلتیں وارد ہوئی ہیں، ذیل میں چند احادیث ہم ذکر کر رہے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ کی روایت ہے کہ میں نے خود سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم فرمارہے تھے ''فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز رات میں پڑھی جانے والی (نفل) نماز ہے۔ (احمد)

اور حضرت ابوامامہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: قیام شب کا التزام کرو، یہ گزشتہ صلحا کی عادت جاریہ ہے، رب سے قربت حاصل کرنے، گناہوں کو ساقط کرنے اور آئندہ گناہ سے رکنے کا ذریعہ ہے۔ (ترمذی)

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض صدیقین کو الہام کے ذریعہ خبر دی کہ میرے کچھ بندے ایسے ہیں جو مجھ سے محبت کرتے ہیں اور میں ان سے محبت کرتا ہوں، وہ میرے مشتاق ہیں اور میں ان کا مشتاق ہوں، وہ مجھے یاد کرتے ہیں اور میں ان کو یاد کرتا ہوں، وہ میری طرف دیکھتے ہیں اور میں انہیں دیکھتا ہوں، اگر تم بھی وہی طریقہ اختیار کرو تو میں تمہیں محبوب رکھوں گا، اگر ان کے طریقے سے منہ موڑلو گے تو میں بھی تمہاری طرف توجہ نہیں کروں گا۔ اس نیک بندے نے عرض کیا: اے میرے رب! ان کی علامت کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ دن کو اوقاتِ نماز کی اس طرح حفاظت کرتے ہیں جس طرح چرواہا اپنی بکریوں کو چراتا ہے، وہ غروبِ آفتاب کا اس قدر شوق رکھتے ہیں جس طرح پرندے غروبِ آفتاب کے وقت اپنے گھونسلوں میں جانے کے لئے بیتاب ہوتے ہیں۔ جب رات ہو جاتی اور اندھیرا چھا جاتا ہے، بستر لگا دئے جاتے ہیں، چارپائیاں بچھا دی جاتی ہیں اور ہر محبّ اپنے محبوب کے پاس تنہائی میں چلا جاتا ہے تو اس وقت وہ میرے لئے قیام کرتے ہیں اور میرے سامنے اپنے چہروں کو بچھا دیتے ہیں، میرے کلام (قرآن مقدس) کے ساتھ مجھ سے ہمکلام ہوتے ہیں اور میرے انعامات کا ذکر کر کے مجھ سے عاجزی کا اظہار کرتے ہیں، کچھ روتے ہیں اور کچھ زاری کرتے ہیں، کچھ آہیں بھرتے ہیں اور کچھ شکوہ کرتے ہیں، کچھ قیام کی حالت میں ہوتے ہیں اور کچھ قعدہ کر رہے ہوتے ہیں، کوئی رکوع کی حالت میں ہوتا ہے تو کوئی

سجدہ ریز ہوتا ہے۔ (غنیۃ الطالبین: ۳۶۰)

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بھی رات میں نماز پڑھنے کے عادی تھے حتی کہ کسی کافر نے صحابہ کے لشکر میں چند راتیں اور چند دن بسر کئے اور جا کر اپنے بادشاہ کو بتایا "ھُمْ فُرْسَانٌ بِالنَّھَارِ وَ رُھْبَانٌ بِاللَّیْلِ" وہ سارا دن برق رفتار گھوڑوں کی پیٹھ پر بیٹھ کر داد شجاعت دیتے ہیں اور رات کے وقت راہبوں کی طرح ذکر الٰہی میں مشغول رہتے ہیں۔ (تفسیر مظہری)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ روایتوں سے رات کی نفل نمازوں کی اہمیت اور فضیلت بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ رات میں نفل نماز پڑھنے والا اللہ کو محبوب ہوتا ہے اور اللہ کے خصوصی انعام و اکرام کا حقدار ہوتا ہے۔ لہٰذا ہمیں بھی رات کے وقت چند رکعات نفل نماز پڑھنے کی عادت بنانی چاہئے تا کہ مذکورہ فضائل کے ہم بھی حقدار ہو سکیں۔

قیام شب کے لئے جن باتوں سے مدد لی جا سکتی ہے ان میں سے بعض یہ ہیں: حلال رزق کھانا، ہمیشہ توبہ کرنا، عذابِ الٰہی سے ڈرنا، وعدۂ خداوندی کی امید رکھنا، مشتبہ چیزیں کھانے سے اجتناب کرنا، گناہوں پر اصرار نہ کرنا، موت کے فکر اور آخرت کی یاد سے دنیا کے خیالات اور محبت کو دل سے نکال دینا۔ اگر کوئی شخص مذکورہ باتوں میں سے کسی کے خلاف کرتا ہے تو اس کا دل قیام لیل میں نہ لگے گا۔ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں مذکورہ باتوں کو اپنانے اور شب میں چند رکعات نوافل کی پابندی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

چند مخصوص اوقات کی مخصوص نفل نمازیں

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! کے پیارے

دیوانو! ویسے نفل نمازوں کا کوئی وقت متعین نہیں، مکروہ اوقات کے علاوہ کسی بھی وقت نفل نماز پڑھی جاسکتی ہے ہاں چند نمازیں ایسی ہیں جو مقررہ اوقات کے ساتھ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا بزرگانِ دین سے مروی ہیں اور ان کے بھی بے حد فضائل وفوائد ہیں۔ ذیل میں ہم ان نمازوں کو مع فضائل ذکر کررہے ہیں۔

مغرب کے بعد نفل نماز پڑھنے کی فضیلت

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جو شخص مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھے اوران کے درمیان میں کوئی بری بات نہ کہے تو بارہ برس کی عبادت کے برابر کی جائیں گی۔ (ترمذی وابن ماجہ)

اسی طرح حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں جو مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھے اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اگر چہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے کہ جو مغرب کے بعد بیس رکعتیں پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک مکان بنائے گا۔ (ترمذی)

چھ رکعت یا بیس رکعت پڑھنے میں ہمارا کوئی زیادہ وقت صرف نہیں ہوگا مگر اس کی فضیلت، اللہ اکبر بارہ برس عبادت کرنے کا ثواب، تمام گناہوں کی بخشش نیز جنت میں مکان۔ تو کیوں نہ ایسا کام کیا جائے جس میں محنت کم اور فائدہ زیادہ ہو۔

ہم جانے انجانے میں بے شمار گناہ کر بیٹھتے ہیں، نیکیاں گناہوں کر مٹا دیتی ہیں جیسا کہ خود اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا ''اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ'' بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔ لہٰذا ہمیں ایسا کام کرنا چاہئے جس کی برکت سے ہمارے گناہوں کی تلافی بھی ہوتی رہے۔

اتوار کے دن کی نفل کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا جو کوئی اتوار کے دن چار رکعت پڑھے، ہر رکعت میں الحمد اور اٰمن الرسول (سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں) ایک بار پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر نصرانی اور مرد وعورت کی تعداد کے برابر نیکیاں لکھے گا اور اس کو ایک نبی کا ثواب عنایت فرمائے گا اور ایک حج اور عمرہ اس کے لئے تحریر فرمائے گا اور ہر رکعت کے بدلے میں ہزار نمازوں کا ثواب لکھے گا اور جنت میں اس کو ایک شہر مشکِ خاص کا عطا فرمائے گا۔ (احیاء العلوم: ۴۲۸)

حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: اتوار کے دن کثرتِ نماز کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کرو، وہ واحد ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ جو آدمی اتوار کے دن ظہر کے فرض اور سنتیں پڑھ کر سلام پھیرے، اس کے بعد دو رکعتیں مزید پڑھے جن میں سورۂ فاتحہ اور سورۂ جمعہ پڑھے اور اپنی حاجت کا سوال کرے اللہ تعالیٰ کے ذمۂ کرم پر واجب ہے کہ اس کی حاجت کو پورا کرے اور اسے عیسائیوں کے دین سے محفوظ رکھے۔ (غنیۃ الطالبین: ۶۷۵)

اتوار کی رات کی نفل کی فضیلت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جو اتوار کی رات میں نفل بیس رکعت پڑھے، ہر رکعت میں الحمد للہ پچاس بار، سورۂ اخلاص اور معوذتین ایک ایک بار پڑھے اور سو بار استغفار پڑھے اور اپنے لئے اور اپنے ماں باپ کے لئے سو دفعہ دعائے مغفرت کرے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سو بار درود شریف پڑھے اور اپنی قوت وطاقت سے علیحدہ ہو کر اللہ تعالیٰ کی قوت وطاقت کی

طرف التجا کر کے کہے "اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ آدَمَ وَ اِبْرَاھِیْمَ خَلِیْلُ اللّٰهِ وَ مُوْسٰی کَلِیْمُ اللّٰهِ وَ عِیْسٰی رُوْحُ اللّٰهِ وَ مُحَمَّدًا حَبِیْبُ اللّٰهِ" تو اس کو بموافق شماران لوگوں کے جو اللہ تعالیٰ کے لئے رضا طلب میں اولاد کے قاتل نہیں، ثواب ملے گا اور قیامت میں اللہ تعالیٰ اسے امن وامان والوں کے ساتھ اٹھائے گا اور اللہ تعالیٰ کے ذمۂ کرم پر ہوگا کہ جنت میں اسے نبی علیہ السلام کے ساتھ داخل کرے۔ (احیاء العلوم، ص: ۴۳۵)

پیر کے دن کی نفل کی فضیلت

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جو سوموار کے دن سورج کے اونچا ہونے کے بعد دو رکعتیں پڑھے، ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور آیۃ الکرسی ایک بار اور اخلاص اور معوذتین ایک ایک بار جب سلام پھیرے دس بار استغفار اور دس بار درود وسلام پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ کو بخش دے گا۔ (احیاء العلوم، ص: ۴۲۸)

منگل کے دن کی نفل کی فضیلت

یزید رقاشی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ سے راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی منگل کے دن قریب دوپہر کے اور ایک روایت میں ہے کہ سورج اونچا ہونے کے وقت دس رکعت اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد اور آیۃ الکرسی ایک ایک بار اور سورۂ اخلاص تین بار پڑھے تو اس کے ذمہ ستر دن تک گناہ نہ لکھا جائے گا اگر ستر دن کے درمیان مرگیا تو شہید مرے گا اور اس کے ستر برس کے گناہ بخش دئے جائیں گے۔ (غنیۃ الطالبین: ۶۷۵)

منگل کی رات کی نفل کی فضیلت

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جو منگل کی رات میں دو رکعت پڑھے، ہر ایک رکعت میں ایک بار الحمد اور انا انزلنا اور قل ھو اللہ احد سات سات بار پڑھے تو اللہ اس کی گردن دوزخ سے آزاد کرے گا اور قیامت میں جنت کی طرف اس کا رہبر اور لے جانے والا ہوگا۔

(احیاء العلوم، ص:۴۳۱)

بدھ کے دن کی نفل کی فضیلت

ابو ادریس خولانی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بدھ کو دن چڑھے بارہ رکعت پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد اور آیۃ الکرسی ایک ایک بار اور اخلاص تین بار اور معوذ تین تین بار پڑھے تو اسے عرش کے قریب فرشتہ پکارتا ہے کہ اے اللہ کے بندے عمل پھر سے کر کہ تیرے پہلے گناہ بخش دئے گئے اور اللہ تعالیٰ تجھ سے عذابِ قبر اور اس کا اندھیرا اور تنگی دور کرے گا اور قیامت کی سختیاں اس سے اٹھا لے گا اور اس دن سے اس کے لئے ایک پیغمبر کا عمل اضافہ فرمائے گا۔ (غنیۃ الطالبین:۶۷۵)

بدھ کی رات کی نفل نماز

حضور تاجدارِ مدینہ ارواحنا فداہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی بدھ کی رات دو رکعتیں پڑھے، اول میں الحمد اور دس بار قل اعوذ برب الفلق اور دوسرے میں الحمد کے بعد دس بار قل اعوذ برب الفلق پھر سلام پھیر کر دس بار استغفار اور دس بار درود شریف پڑھے تو ہر آسمان سے ستر ہزار فرشتے اتر کر اس کے ثواب کو قیامت تک لکھیں گے۔ (احیاء العلوم، ص:۴۳۱)

جمعرات کے دن کی نفل کی فضیلت

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو جمعرات کے دن ظہر اور عصر کے درمیان دو رکعات اول میں الحمد للہ ایک بار اور آیۃ الکرسی سو بار اور دوسری میں الحمد للہ ایک بار اخلاص سو بار اور سو بار درود شریف پڑھے تو اللہ تعالیٰ اسے ثواب اس شخص کا عنایت فرمائے گا جس نے رجب اور شعبان اور رمضان کے روزے رکھے ہوں اور اسے خانۂ کعبہ کے حج کا ثواب ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس کے لئے ان لوگوں کی تعداد کے برابر ثواب عطا فرمائے گا جو اس پر ایمان لائے اور توکُّل کرتے رہیں۔(غنیۃ الطالبین:٦٧٦)

جمعرات کی رات کی نفل کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی جمعرات کی رات میں مغرب اور عشا کے درمیان دو رکعات پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد للہ اور پانچ بار آیۃ الکرسی اور پانچ بار اخلاص اور پانچ بار معوذتین اور نماز سے فارغ ہوکر پندرہ بار استغفار پڑھ کر اس کا ثواب اپنے ماں باپ کو بخش دے تو جو حق ماں باپ کا اس کے ذمہ تھا اس نے ادا کر دیا اگر چہ ان کی نافرمانی کرتا رہا۔ اللہ تعالیٰ اس کو وہ عنایت کرے گا جو صدیقوں، شہیدوں کو دے گا۔

(احیاء العلوم، ص:۴۳۱)

جمعہ کے دن کی نفل کی فضیلت

حضرت علی بن حسین بواسطہ والد اپنے جد امجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا جمعہ کا تمام دن نماز کا دن ہے، جو مومن بندہ سورج کے ایک نیزہ یا اس سے زیادہ بلند ہونے کے بعد کھڑا ہو، کامل وضو کرے اور ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے

چاشت کی دو رکعتیں پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے نامۂ اعمال میں دو سو نیکیاں لکھتا ہے اور اس سے دو سو گناہ مٹا دیتا ہے اور جو آدمی چار رکعتیں پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں چار سو درجے بلند فرماتا ہے، جو شخص آٹھ رکعات پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں آٹھ سو درجات بلند فرماتا ہے اور اس کے تمام گناہ بخش دیتا ہے، جو شخص بارہ رکعتیں پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے نامۂ اعمال میں بارہ سو نیکیاں لکھتا ہے، اس سے بارہ سو گناہ مٹاتا ہے اور جنت میں اس کے بارہ سو درجے بلند فرماتا ہے۔

(غنیۃ الطالبین:۶۷۶)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو جمعہ کے دن جامع میں داخل ہوا اور چار رکعات جمعہ سے پہلے پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد اور پچاس بار اخلاص پڑھے، جب وہ مرے گا تو اپنا ٹھکانہ جنت میں دیکھ لے گا یا اس کو دکھلا دیا جائے گا۔ (احیاء العلوم، ص:۴۳۰)

حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن نمازِ جمعہ اور عصر کے درمیان دو رکعتیں اس طرح پڑھے کہ پہلی رکعت میں ایک بار سورۂ فاتحہ، ایک بار آیت الکرسی اور پچیس بار **قل اعوذ برب الفلق** پڑھے اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ ایک بار، **قل ھو اللہ احد** ایک بار اور **قل اعوذ برب الفلق** بیس بار پڑھے، سلام پھیرنے کے بعد پچاس مرتبہ "**لا حول و لا قوۃ الا باللہ**" پڑھے وہ اس وقت تک دنیا سے نہیں جائے گا جب تک خواب میں اپنے رب کی زیارت نہ کر لے نیز وہ جنت میں اپنا مکان دیکھ لے گا یا اسے دکھا دیا جائے گا۔ (غنیۃ الطالبین:۶۷۶)

ایک روایت میں ہے کہ ایک دیہاتی نے بارگاہِ نبوی میں کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! ہم مدینہ شریف سے دور جنگلوں میں رہتے ہیں، ہم ہر جمعہ کو آپ کی خدمت

میں حاضر نہیں ہو سکتے، مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں کہ جب میں اپنی قوم کے پاس جاؤں تو انہیں جمعہ کے قائم مقام بتا سکوں۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اعرابی! جب جمعہ کا دن ہو تو سورج بلند ہونے پر دو رکعتیں یوں پڑھو کہ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور قل اعوذ برب الفلق اور دوسری میں سورۂ فاتحہ اور قل اعوذ برب الناس پڑھو پھر تشہد پڑھ کر سلام پھیرو اور بیٹھ کر سات مرتبہ آیت الکرسی پڑھو پھر چار چار کی نیت سے آٹھ رکعتیں پڑھو، ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ اور اذا جاء نصر اللہ ایک ایک بار اور پچیس بار قل ھو اللہ احد پڑھو، نماز سے فارغ ہو کر ستر مرتبہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھو۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمد کی جان ہے، جو مومن مرد اور عورت جمعہ کے دن یہ نماز جیسا کہ میں نے بتایا میں اس کے لئے جنت کی ضمانت دیتا ہوں اور جب وہ اپنی جگہ سے اٹھتا ہے تو اس کی اور اس کے والدین کی بشرطیکہ مومن ہوں بخشش ہو چکی ہوتی ہے اور عرش کے نیچے سے ایک منادی پکارتا ہے: اللہ کے بندے! نئے سرے سے عمل شروع کر کہ تیرے اگلے پچھلے گناہ بخش دئے گئے۔ (غنیۃ الطالبین: ۶۷۷)

جمعہ کی رات کی نفل کی فضیلت

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی جمعہ کی رات مغرب اور عشاء کے درمیان بارہ رکعات ادا کرے، ہر رکعت میں الحمد ایک بار، اخلاص گیارہ بار پڑھے تو گویا اس نے اللہ تعالیٰ کی بارہ عبادت اس طرح کی کہ دن کو روزہ رکھا اور رات کو شب بیداری کی۔ (احیاء العلوم، ص: ۴۳۱)

سنیچر کے دن کی نفل کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرورِ عالم فخر آدم و بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی سنیچر کے دن چار رکعات پڑھے، ہر رکعت میں ایک بار الحمد للہ، تین مرتبہ سورۂ کافرون پڑھے اور نماز سے فارغ ہو کر آیۃ الکرسی

پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر ایک حرف کے بدلے ایک حج اور عمرہ کا ثواب لکھے گا اور ہر ایک حرف کے بدلے ایک سال کے روزوں اور راتوں کی شب بیداری کا ثواب عنایت فرمائے گا اور ہر ایک حرف کے بدلے ایک شہید کا ثواب عطا فرمائے گا اور پیغمبروں اور شہیدوں کے ساتھ عرش کے سایہ تلے رہے گا۔ (غنیۃ الطالبین:۶۷۷)

سنیچر کی رات کی نفل کی فضیلت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی ہفتہ کی رات مغرب اور عشا کے درمیان بارہ رکعات پڑھے تو اس کے لئے ایک محل جنت میں بنایا جائے گا اور گویا اس نے ہر ایک مومن مرد اور عورت کے برابر خیرات تقسیم کی اور یہودی ہونے سے بری ہوا اور اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اسے بخش دے۔ (احیاء العلوم، ص:۴۳۲)

تحیۃ الوضو

وضو کرنے کے بعد اعضائے وضو خشک ہونے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھنا مستحب ہے اور اس کی بھی بڑی فضیلت ہے۔ چنانچہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص بھی اچھی طرح وضو کرے پھر اس کے بعد نماز (دو رکعت تحیۃ الوضو کی نیت سے) پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے وہ تمام گناہ معاف فرما دیتا ہے جو اس نے اس نماز سے پیوستہ دوسری نماز کے درمیان کئے تھے۔ (مسلم شریف، کتاب الطہارۃ)

تحیۃ المسجد

جو شخص مسجد میں آئے اسے دو رکعت نماز (تحیۃ المسجد کی نیت سے) پڑھنا سنت بلکہ بہتر یہ ہے کہ چار پڑھے۔ بخاری و مسلم ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص مسجد میں داخل ہو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت

پڑھے۔ (درمختار ۱/۶۳۵)

اگر کوئی شخص بے وضو مسجد میں گیا یا اور کوئی وجہ ہے کہ تحیۃ المسجد نہیں پڑھ سکتا تو چار بار "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَکْبَرُ" کہے۔

(درمختار ۱/۶۳۶)

مسئلہ: ایسے وقت مسجد میں آیا جس میں نفل نماز مکروہ ہے مثلاً بعد طلوع فجر یا بعد نمازِ عصر وہ تحیۃ المسجد نہ پڑھے بلکہ تسبیح وتہلیل و درود شریف میں مشغول ہو، حق مسجد ادا ہو جائے گا۔

مسئلہ: ہر روز ایک بار تحیۃ المسجد کافی ہے، ہر بار ضرورت نہیں۔

نمازِ تہجد

لفظ "تہجد" کا معنی ہے سونے کے بعد بیدار ہونا۔ تہجد کی نماز کا وقت عشا کی نماز کے بعد سو کر اٹھے اس وقت سے طلوعِ صبحِ صادق تک ہے، تہجد کی نماز کم از کم دو رکعت ہے اور حدیث شریف میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معمول آٹھ رکعت مذکور ہے، چنانچہ حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں رات کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کو غور سے دیکھنا چاہتا تھا اس لئے حضور کے دروازہ کی دہلیز پر تکیہ لگائے دیکھتا رہا، آپ اٹھے اور دو خفیف رکعتیں پڑھیں پھر دو طویل رکعتیں پڑھیں پھر دو رکعتیں پڑھیں جو اس سے پہلے والی رکعتوں سے کم تھیں پھر دو رکعتیں جو ان سے بھی چھوٹی تھیں پھر دو رکعتیں پڑھیں جو ان سے بھی کم تھیں اس کے بعد وتر پڑھے۔ (مسلم شریف)

قرآن مقدس میں اللہ عزوجل نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نمازِ تہجد کی ادائیگی کا اہتمام کرنے کا حکم فرمایا، چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے: وَ مِنَ اللَّیْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّکَ عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا o اور رات کے کچھ حصہ میں تہجد کرو یہ خاص تمہارے لئے زیادہ ہے قریب ہے کہ تمہیں تمہارا

رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔ (سورۂ بنی اسرائیل، آیت:۷۹)

حدیث شریف میں اس نماز کی بڑی فضیلت آئی ہے، نسائی اور ابنِ ماجہ نے اپنی سنن میں روایت کی ہے کہ حضور اکرم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص رات میں بیدار ہوا اور اپنے اہل کو جگائے پھر دونوں دو دو رکعت پڑھیں تو کثرت سے یاد کرنے والوں میں لکھے جائیں گے۔

اسی طرح عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جنت میں ایک بالا خانہ ہے کہ باہر کا اندر سے دکھائی دیتا ہے اور اندر کا باہر سے۔ ابو مالک اشعری نے عرض کی یا رسول اللہ وہ کس کے لئے ہے؟ فرمایا اس کے لئے جو اچھی بات کرے اور کھانا کھلائے اور رات میں قیام کرے جب لوگ سوتے ہوں۔ (بہار شریعت ۴/۲۳)

صحیح بخاری وصحیح مسلم میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رات کو تہجد کے لئے اٹھتے تو یہ دعا پڑھتے "اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَیِّمُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَنْ فِیْھِنَّ وَ لَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَنْ فِیْھِنَّ وَ لَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ مَلِکُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَنْ فِیْھِنَّ وَ لَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ الْحَقُّ وَ وَعْدُکَ الْحَقُّ وَ لِقَآئُکَ حَقٌّ وَّ الْجَنَّۃُ وَ النَّارُ حَقٌّ وَّ النَّبِیُّوْنَ حَقٌّ وَّ مُحَمَّدٌ حَقٌّ وَ السَّاعَۃُ حَقٌّ اَللّٰھُمَّ لَکَ اَسْلَمْتُ وَ بِکَ اٰمَنْتُ وَ عَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَ اِلَیْکَ اَنَبْتُ وَ بِکَ خَاصَمْتُ وَ اِلَیْکَ حَاکَمْتُ فَاغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَ مَا اَخَّرْتُ وَ مَا اَسْرَرْتُ وَ مَا اَعْلَنْتُ وَ مَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنِّیْ اَنْتَ الْمُقَدَّمُ وَ اَنْتَ الْمُؤَخَّرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ وَ لَا اِلٰہَ غَیْرُکَ" الٰہی تیرے ہی لئے حمد ہے آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں ہے سب کا

رکھنے والا ہے اور تیرے ہی لئے حمد ہے آسمان و زمین اور جو کچھ اس میں ہے سب کا نور ہے اور تیرے ہی لئے حمد ہے تو حق ہے اور تیرا وعدہ حق ہے اور تجھ سے ملنا (قیامت) حق ہے، جنت حق ہے، دوزخ حق ہے، انبیا حق ہیں اور محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) حق ہیں اور قیامت حق ہے۔ اے اللہ! تیرے لئے میں اسلام لایا اور تجھ پر ایمان لایا اور تجھی پر توکل کیا اور تیری ہی طرف رجوع کی اور تیرے ہی لئے خصومت کی اور تیری ہی طرف فیصلہ لایا پوتو بخش دے میرے لئے وہ گناہ جو میں نے پہلے کیا اور پیچھے کیا اور چھپا کر کیا اور علانیہ کیا اور وہ گناہ جس کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے تو ہی آگے بڑھانے والا ہے اور تو ہی پیچھے ہٹانے والا ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

(بہار شریعت ۴/۲۴)

نمازِ اشراق

سورج طلوع ہو کر جب ایک نیزہ بلند ہو جائے اس وقت نمازِ اشراق کا وقت شروع ہوتا ہے، اس میں رکعات کی کوئی قید ہیں، کم از کم ۲/ رکعتیں پڑھیں اور زیادہ کی کوئی حد متعین نہیں۔ مگر شرط یہ ہے کہ نمازِ فجر پڑھنے کے بعد سے نمازِ چاشت تک ذکر و اذکار، درود شریف، توبہ و استغفار کرتا رہے۔ اس نماز کے بھی بہت سے فضائل وارد ہیں چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص فجر کی نماز جماعت سے پڑھ کر خدا کا ذکر کرتا رہے یہاں تک کہ سورج بلند ہو جائے پھر دو رکعت نماز اشراق پڑھے تو اسے پورے حج اور عمرے کا ثواب ملے گا۔ (ترمذی شریف)

نمازِ چاشت

چاشت کی نماز مستحب ہے، کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ بارہ ۱۲/ رکعتیں، اس کا وقت آفتاب بلند ہونے سے زوال تک یعنی نصف النہار شرعی تک ہے اور بہتر یہ ہے کہ چوتھائی دن چڑھے پڑھے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو

چاشت کی دو رکعت کی محافظت کرے اس کے گناہ بخش دئے جائیں گے اگر چہ سمندر کے جھاگ برابر ہوں۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی پر اس کے ہر جوڑ کے بدلے صدقہ ہے (اور کل تین سو ساٹھ جوڑ ہیں) ہر تسبیح صدقہ ہے اور ہر حمد صدقہ ہے اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنا صدقہ ہے اور اچھی بات کرنا صدقہ ہے اور بری بات سے منع کرنا صدقہ ہے اور ان سب کی طرف سے دو رکعتیں چاشت کی کفایت کرتی ہیں۔ (بہارِ شریعت: ۲۹۳/۴)

حضرت ابودردا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جس نے دو رکعتیں چاشت کی پڑھیں غافلین میں نہیں لکھا جائے گا اور جو چار پڑھے عابدین میں لکھا جائے گا اور جو چھ پڑھے اس دن اس کی کفایت کی گئی اور جو آٹھ پڑھے اللہ تعالیٰ اسے قانتین میں لکھے اور جو بارہ پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک محل بنائے گا۔ (بہارشریعت: ۲۹۳/۴)

صلوٰۃ التسبیح

صلاۃ التسبیح میں بے انتہا ثواب ہے، بعض محققین فرماتے ہیں کہ اس کی بزرگی سُن کر ترک نہ کرے گا مگر دین میں سستی کرنے والا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اے چچا! کیا میں تم کو عطا نہ کروں، کیا میں تم کو بخشش نہ کروں، کیا میں تم کو نہ دوں، کیا تمہارے ساتھ احسان نہ کروں؟ دس خصلتیں ہیں کہ جب تم کرو تو اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ بخش دے گا، اگلا پچھلا، پرانا نیا جو بھول کر کیا اور جو قصداً کیا، چھوٹا اور بڑا، پوشیدہ اور ظاہرہ۔ اس کے بعد صلوٰۃ التسبیح کی ترکیب تعلیم فرمائی پھر فرمایا کہ اگر تم سے ہو سکے کہ ہر روز ایک بار پڑھو تو کرو اور اگر روز نہ کرو تو ہر جمعہ میں ایک بار اور یہ بھی نہ کرو تو ہر مہینہ میں ایک بار اور یہ بھی نہ کرو تو عمر میں

ایک بار۔ (بہار شریعت حصہ چہارم)

اس نماز کی ترکیب سنن ترمذی میں حضرت عبداللہ بن مبارک سے اس طرح مذکور ہے کہ تکبیر تحریمہ کے بعد ثناء پڑھے پھر پندرہ بار یہ تسبیح پڑھے "سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ" پھر تعوذ وتسمیہ، سورۂ فاتحہ اور سورت پڑھ کر دس بار اوپر والی تسبیح پڑھے پھر رکوع کرے اور رکوع میں دس بار پڑھے پھر رکوع سے سر اٹھائے اور تسمیع وتحمید کے بعد دس بار وہی تسبیح پڑھے پھر سجدہ کو جائے اور اس میں دس مرتبہ پڑھے پھر سجدے سے سر اٹھائے تو دس بار پڑھے پھر دوسرے سجدے میں جائے تو دس بار پڑھے اسی طرح چار رکعت پڑھے اور رکوع وسجود میں "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمُ" اور "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی" کے بعد تسبیحات پڑھے۔ (شامی ۱/۶۴۳)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا گیا کہ آپ کو معلوم ہے اس نماز میں کون سی سورت پڑھی جائے؟ فرمایا سورۂ تکاثر، والعصر اور قل یا یہا الکافرون اور قل ہو اللہ اور بعض نے کہا کہ سورۂ حدید اور حشر اور صف اور تغابن۔ (ردالمحتار ۱/۶۴۳)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ اس نماز میں سلام سے پہلے یہ دعا پڑھے "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ تَوْفِیْقَ اَھْلِ الْھُدٰی وَ اَعْمَالَ اَھْلِ الْیَقِیْنِ وَ مُنَاصِحَۃَ اَھْلِ التَّوْبَۃِ وَ عَزْمَ اَھْلِ الصَّبْرِ وَ جِدَّ اَھْلِ الْخَشْیَۃِ وَ طَلَبَ اَھْلِ الرَّغْبَۃِ وَ تَعَبُّدَ اَھْلِ الْوَرَعِ وَ عِرْفَانَ اَھْلِ الْعِلْمِ حَتّٰی اَخَافَکَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مَخَافَۃً تَحْجُزُنِیْ عَنْ مَّعْصِیَتِکَ حَتّٰی اَعْمَلَ بِطَاعَتِکَ عَمَلاً اَسْتَحِقُّ بِہٖ رِضَاکَ وَ حَتّٰی اُنَاصِحَکَ بِالتَّوْبَۃِ خَوْفًا مِّنْکَ وَ حَتّٰی اُخْلِصَ لَکَ النَّصِیْحَۃَ حُبًّا لَّکَ وَ حَتّٰی اَتَوَکَّلَ عَلَیْکَ فِی الْاُمُوْرِ حُسْنَ ظَنٍّ بِکَ سُبْحَانَ خَالِقِ النُّوْرِ"

اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت والوں کی توفیق، یقین والوں کے اعمال توبہ

والوں کا خلوص، صبر والوں کا عزم، خشیت والوں کی بزرگی، رغبت والوں کی طلب، نیک لوگوں کی عبادت، علم والوں کا عرفان مانگتا ہوں کہ میرے دل میں بھی تیرا خوف پیدا ہو جائے۔ اے اللہ! میں تجھ سے ایسا خوف مانگتا ہوں جو مجھے تیری نافرمانی سے روکے حتی کہ میں تیری اطاعت کی خاطر ایسے کام کروں جن سے میں تیری رضا کو حقدار ہو جاؤں اور تیری بارگاہ میں خلوص کے ساتھ توبہ کروں اور خالص تجھ سے محبت کروں اور تمام امور میں تجھ پر بھروسہ کروں حسن ظن کے ساتھ۔ پاک ہے نور کا پیدا کرنے والا۔

(ردالمحتار ۱/۶۴۴)

نمازِ حاجت

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کوئی امر اہم پیش آتا تو دو رکعت یا چار رکعت نماز پڑھتے۔ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور تین بار آیۃ الکرسی پڑھتے اور باقی تین رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور قل ھو اللہ اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس ایک ایک بار پڑھتے۔ مشائخ فرماتے ہیں کہ ہم نے یہ نماز پڑھی اور ہماری حاجتیں پوری ہوئیں۔ (درمختار ۱/۶۴۴)

ترمذی اور ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس کی کوئی حاجت اللہ کی طرف ہو یا کسی بنی آدم کی طرف تو اچھی طرح وضو کرے پھر دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ عزوجل کی ثنا کرے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجے پھر یہ پڑھے ”لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَ عَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَ الْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّ السَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ لَّا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَ لَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَ لَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًى اِلَّا قَضَيْتَهَا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ“ اللہ کے سوا کوئی معبود

نہیں جو حلیم و کریم ہے، پاک ہے اللہ مالک ہے عرشِ عظیم کا حمد ہے اللہ کے لئے جو رب ہے سارے جہان کا۔ میں تجھ سے تیری رحمت کے ذرائع مانگتا ہوں اور تیری مغفرت کے اسباب اور ہر نیک کام سے غنیمت اور ہر گناہ سے سلامتی۔ میرے کوئی گناہ بغیر مغفرت نہ چھوڑ اور ہر غم کو دور کر دے اور جو حاجت تیری رضا کے موافق ہے اسے پورا کر دے اے سب مہربانوں سے زیادہ مہربان۔ (درمختار ۱/۶۴۴)

نمازِ استخارہ

حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیں تمام امور میں استخارہ کی تعلیم فرماتے جیسے قرآن کی سورت تعلیم فرماتے تھے۔ فرماتے ہیں جب کوئی کسی امر کا قصد کرے تو دو رکعت نفل پڑھے پھر کہے ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَ اَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَ لاَ اَقْدِرُ وَ تَعْلَمُ وَ لاَ اَعْلَمُ وَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَۃِ اَمْرِیْ وَ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَ اٰجِلِہٖ فَاقْدِرْہُ لِیْ وَ یَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَۃِ اَمْرِیْ وَ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَ اٰجِلِہٖ فَاصْرِفْنِیْ عَنْہُ وَ اقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ رَضِّنِیْ بِہٖ'' ''ھٰذَا الْاَمْرَ'' کی جگہ یا دعا کے بعد اپنی حاجت کا ذکر کرے۔

اے اللہ! میں تجھ سے استخارہ کرتا ہوں تیرے علم کے ساتھ اور تیری قدرت کے ساتھ طلب قدرت کرتا ہوں اور تجھ سے تیرے فضل عظیم کا سوال کرتا ہوں اس لئے کہ تو قادر ہے اور میں قادر نہیں اور تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا اور تو غیبوں کا جاننے والا ہے۔ اے اللہ! اگر تیرے علم میں یہ ہے کہ یہ کام میرے لئے بہتر ہے میرے دین و معیشت اور انجام کار میں اس وقت اور آئندہ تو اس کو میرے لئے مقدر کر دے اور

آسان کر پھر میرے لئے اس میں برکت دے اور اگر تو جانتا ہے کہ میرے لئے یہ کام برا ہے میرے دین و معیشت اور انجام کار میں اس وقت اور آئندہ تو اس کو مجھ سے پھیر دے اور مجھ کو اس سے پھر اور میرے لئے خیر کو مقرر فرما جہاں بھی ہو پھر مجھے اس سے راضی کر۔ (درمختار ۱/۶۴۲)

ترکیب: دو رکعت نماز استخارہ سنت ہے، پہلی رکعت میں **قل یٰایھا الکافرون** اور دوسری رکعت میں بعد از فاتحہ سورۂ اخلاص پڑھے اور بعد از نماز مذکورہ دعائے استخارہ پڑھے۔ مستحب یہ ہے کہ اس دعا کے اول و آخر الحمد للہ اور درود شریف پڑھے۔

(بہار شریعت ۴/۲۵)

نمازِ غوثیہ

نمازِ غوثیہ ملا علی قاری اور شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی اور دوسرے علمائے کرام حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

اس نماز کی ترکیب یہ ہے کہ بعد نماز مغرب سنتیں پڑھ کر دو رکعت نماز نفل پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ الحمد کے بعد ہر رکعت میں گیارہ گیارہ بار قل ہو اللہ پڑھے، سلام کے بعد اللہ عزوجل کی حمد و ثنائے کرے پھر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر گیارہ بار درود و سلام عرض کرے اور گیارہ بار یہ کہے "**یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ اَغِثْنِیْ وَ اَمْدُدْنِیْ فِیْ قَضَاءِ حَاجَتِیْ یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ**" پھر عراق کی جانب گیارہ قدم چلے ہر قدم پر یہ کہے "**یَا غَوْثَ الثَّقَلَیْنِ وَ یَا کَرِیْمَ الطَّرَفَیْنِ اَغِثْنِیْ وَ اَمْدُدْنِیْ فِیْ قَضَاءِ حَاجَتِیْ یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ**" پھر حضور کے توسل سے اللہ عزوجل سے دعا کرے۔ (بہار شریعت ۴/۲۹)

صلوٰۃ عتقا

ہم سے ابو نصر نے بیان کیا وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں وہ اپنی سند کے

ساتھ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص شوال کے کسی دن یا رات میں آٹھ رکعتیں یوں پڑھے کہ ہر رکعت میں ایک بار سورۂ فاتحہ اور پندرہ بار قل **هو الله احد** پڑھے۔ فارغ ہونے کے بعد ستر بار **سبحان الله** پڑھے اور ستر بار درود شریف پڑھے اس ذات کی قسم جس نے مجھے سچا نبی بنا کر بھیجا ہے جو آدمی یہ نماز پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے دل میں علم و حکمت کے سرچشمے جاری کر دے گا، اس کی زبان پر بھی یہی چیز جاری ہوگی، اسے دنیا بھر کی بیماریوں اور ان کے علاج کا علم عطا فرمائے گا۔ اس ذات کی قسم جس نے مجھے برحق نبی بنا کر بھیجا ہے جو آدمی اس بیان کئے ہوئے طریقے کے مطابق یہ نماز پڑھے گا آخری سجدے سے سر اٹھانے سے پہلے اللہ اسے بخش دے گا۔ اگر فوت ہو جائے شہید بخشا ہوا فوت ہوگا۔ جو شخص سفر میں یہ نماز پڑھے اللہ تعالیٰ اس پر سفر میں چلنا اور منزل تک پہنچنا آسان کر دیتا ہے، اگر قرض دار ہو تو اللہ تعالیٰ قرض سے نجات دے گا، اگر حاجت مند ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری فرمائے گا۔ اس ذات کی قسم جس نے مجھے سچا نبی بنا کر بھیجا ہے جو آدمی یہ نماز پڑھے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے ہر حرف اور ہر آیت کے بدلے جنت میں ایک مخرفہ عطا فرمائے گا۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! مخرفہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: جنت میں باغات ہیں، اس کے ایک درخت کے نیچے سوار سو سال تک چلے گا لیکن ختم نہ ہوگا۔ (غنیۃ الطالبین: ۶۸۷)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ نوافل کے علاوہ بھی خاص خاص اوقات کے لئے نوافل اسلافِ کرام سے منقول ہیں۔ تفصیل کے لئے فتاویٰ رضویہ، بہارِ شریعت اور قانونِ شریعت وغیرہ کا مطالعہ کریں۔ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں نوافل کی کثرت کرنے اور شب و روز اپنے ذکر و اذکار میں مشغول رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

☆☆☆

ترکِ نماز پر وعیدیں

قرآن پاک میں ہے: ”فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ صَلَاتِہِمْ سَاھُوْن“
تو ان نمازیوں کی خرابی ہے جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں۔ (کنزالایمان، پارہ ۳۰ سورۂ ویل)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! منافقین جنہوں نے بظاہر تو اپنے آپ کو مسلمانوں کے زمرے میں شامل کر رکھا ہے لیکن ان کے دلوں میں قیامت پر ایمان نہیں اس لئے نماز کے بارے میں بڑی غفلت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ ”سَاھُوْن“ ”غَافِلُوْنَ“ کے معنی میں ہے، یعنی نماز کی ان کے نزدیک کوئی اہمیت نہیں، نماز ادا ہوگئی تو ہوگئی نہ ہوئی تو انہیں ذرا بھی دکھ نہیں۔ اگر نماز پڑھتے ہیں تو کسی ثواب کے امیدوار نہیں ہوتے اور اگر نہیں پڑھتے تو کسی عذاب کا اندیشہ نہیں ہوتا۔ اگر لوگوں میں گھر گئے تو نماز پڑھ لی، تنہا ہوئے تو ہضم کر گئے۔ یا نماز پڑھتے تو ہیں لیکن صحیح وقت پر ادا نہیں کرتے۔ یونہی بیٹھے گپیں ہانکتے رہتے ہیں اور جب وقت ہونے کے قریب ہوتا ہے تو تیزی سے اٹھتے ہیں اور تین چار ٹھونگ مار کر فارغ ہو جاتے ہیں یا نماز

میں جس خشوع، خضوع کی ضرورت ہے اس کی انہیں ہوا تک نہیں لگی ہوتی عبادت وذکر الٰہی کی لذت سے کبھی سرشار نہیں ہوتے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! یہ سب غفلت کی قسمیں ہیں، سچے مومن کو چاہئے کہ ان تمام باتوں سے پرہیز کی پوری پوری کوشش کرے۔ حضرت عطا نے بڑی پیاری بات کہی ہے۔ فرماتے ہیں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ قَالَ" عَنْ صَلاَتِھِمْ" وَلَمْ یَقُلْ "فِیْ صَلٰوتِھِمْ". یعنی اللہ کا شکر ہے کہ" عن صلوتھم" فرمایا "فِیْ صَلٰوتِھِمْ" نہیں فرمایا کیونکہ اس صورت میں معنیٰ یہ ہوتے " ویل" ہے ان کے لئے جو نماز میں سہو کرتے ہیں پھر شاید ہی کوئی نمازی اس ویل سے محفوظ رہتا کیونکہ ہر مسلمان کو اثنائے نماز میں سہو ونسیان سے کبھی نہ کبھی سابقہ پڑتا ہے۔

لیکن صاحب روح البیان اس آیت کے تحت ارشاد فرماتے ہیں کہ "اَلَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ صَلٰوتِھِمْ سَاھُوْنَ" سے مراد یہ ہے کہ وہ نماز کو ترک کرتے ہیں سہو سے اور اس کی طرف قلت التفات سے اور یہ منافقین کا یا فاسقین کا کام ہے، یہی "عَنْ" کا مطلب ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نماز میں سستی کرنے والوں کے لئے ویل ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ ویل جہنم کی ایک وادی کا نام ہے اگر اس میں دنیا کے پہاڑ ڈالے جائیں تو وہ بھی اس کی شدید گرمی کی وجہ سے پگھل جائیں اور یہ وادی ان لوگوں کا مسکن ہے جو نمازوں میں سستی کرتے اور وقت گزار کے پڑھتے ہیں۔

جہنم میں لے جانے والا عمل

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے" مَا سَلَکَکُمْ فِیْ سَقَرٍ قَالُوْا لَمْ نَکُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ"
تمہیں کیا بات دوزخ میں لے گئی، وہ بولے ہم نماز نہ پڑھتے تھے۔ (کنزالایمان)

صاحب " ضیاء القرآن" حضرت علامہ پیر کرم شاہ ازہری علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ " اہل جنت دوزخیوں سے پوچھیں گے تمہیں کس جرم کی پاداش میں جہنم کے درد

ناک عذاب میں مبتلا کیا گیا؟ وہ جواب دیں گے، ہمارے دو قصور تھے جن کی ہم یہ سزا بھگت رہے ہیں (جن میں سے ایک یہ ہے) کہ اپنے ربِّ کریم کو سجدہ نہیں کرتے تھے۔ اکڑے اکڑے رہتے تھے کبھی بھولے سے بھی یہ خیال نہ آتا تھا کہ جس کریم کے کرم کے صدقے یہ زندگی عزت و آرام سے گزر رہی ہے اسے سجدہ بھی کرنا چاہئے، اس کی عبادت بھی ضروری ہے''۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آپ نے نماز ترک کرنے والے کا انجام دیکھا۔ غور کریں کہ رزق خدا کھا کر اسی کی بارگاہ میں اگر سر جھکانے کے لئے وقت نہ ملتا ہو تو اس کا انجام یقیناً یہی تو ہوگا۔ لہٰذا خدارا جہنم کے سخت ترین عذاب سے بچنے کی فکر ہو تو ترک نماز کے گناہ سے باز آجاؤ۔

تارکین صلوٰۃ کیلئے ''غیّ'' ہے

رب قدیر کا فرمان عالی شان ہے: فَخَلَفَ مِنْ م بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يُلْقَوْنَ غَيًّا ٥ تو ان کے بعد ان کی جگہ وہ ناخلف آئے جنہوں نے نمازیں گنوائیں اور اپنی خواہش کے پیچھے ہوئے عنقریب دوزخ میں غی کا جنگل پائیں گے۔ (سورۂ مریم:۵۹)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام ہر لحظہ جلال خداوندی سے ترساں اور لرزاں رہتے اور آنکھیں اشک فشاں رہتیں لیکن ان کے بعد بعض جانشین ایسے بھی ہوئے جنہوں نے اپنے اسلاف کرام کے طریقہ کو بالکل فراموش کر دیا، مستحبات و مندوبات کی پابندی تو کجا! نماز جیسے فرض کو بھی انہوں پسِ پشت ڈال دیا یا تو سرے سے اس کی فرضیت ہی کے قائل نہ رہے یا فرضیت کا انکار تو نہیں کیا لیکن اسے ادا کرنے کی زحمت گوارا نہ کی یا اسے ادا تو کیا لیکن اس کے آداب و شرائط کو نظر انداز کر دیا اور اِرشاداتِ الٰہیہ کی بجا آوری کی جگہ اپنی نفسانی

خواہشات کی پیروی میں لگ گئے۔ وہ یادرکھیں انہیں اپنے کیئے کی سزا بھگتنی پڑے گی۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں تین چیزوں کا ذکر فرمایا (۱) نماز کو ضائع کیا۔ یعنی ترکِ صلوٰۃ اور بے رغبتی سے فاسق ہوئے، یا بے وقت اور غلط پڑھ کر فاجر ہوئے، یا نماز تو صحیح پڑھی مگر غیبت، چغلی، حسد و بغض کر کے اپنے نامۂ اعمال سے نیکیاں برباد کر کے خاسر ہوئے یہ تمام صورتیں نماز کو ضائع کرنے کی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ضائع کرنے کا معنیٰ یہ نہیں کہ بالکل نماز پڑھتے ہی نہیں بلکہ یہ کہ اس کو مؤخر کر کے پڑھتے ہیں۔

دوسری چیز جو اس آیت کریمہ میں مذکور ہے وہ یہ ہے کہ خواہشات نفسانی میں پڑ گئے سب سے بڑی خواہش نفس کفر و شرک ہے۔

تیسری چیز جس کا ذکر اس آیت میں ہے وہ یہ ہے کہ ''غَیّ'' میں ڈالے جائیں گے ایسوں کے لئے دنیا میں بھی غی ہے اور آخرت میں بھی، دنیوی ''غی'' ذلّت، خسارہ اور شر ہے۔ اُخروِی ''غی''، جہنم کی ایک سب سے نیچے والی وادی جس کے سخت عذاب سے دوزخ کے دوسرے طبقے خود پناہ مانگتے ہیں یا جہنم کا ایک کنواں جو بہت گہرا ہے یا جہنم کی ایک بڑی نالی جس میں جہنمیوں کی پیپ وخون، بول و براز اور اس کی بدبو کا عذاب ہوگا۔ واضح رہے کہ یہ عذاب اس شخص کیلئے ہے جو توبہ کیئے بغیر مرجائے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! کتنی بھیانک وادیٔ ''غی'' ہے؟ کیا ہم میں سے کوئی اس کا عذاب برداشت کرسکتا ہے؟ نہیں اور ہرگز نہیں، تو ہمیں چاہیئے کہ نماز ضائع کرنے کے جرم، خواہشات کی پیروی کے جرم سے اپنے آپ کو بچانے کا سامان کریں۔ اللہ تعالیٰ جملہ مسلمین و مسلمات کو نمازوں کی محافظت اور ترک شہوات کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم.

احادیث میں ترکِ صلوٰۃ پر وعیدیں

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اَوّلُ مَایُحَاسَبُ بِہِ الْعَبْدُ الصَّلٰوۃُ'' یعنی سب سے پہلی چیز جس کا بندے سے سوال ہوگا وہ نماز ہے۔ (طبرانی اوسط)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ربِّ قدیر جل جلالہ ہی ہمیں رزق دیتا ہے۔ اسی نے ہمیں زندگی عطا فرمایا اور اسی نے ہم کو دن اور رات میں پانچ مرتبہ نماز کی ادائیگی کا حکم دیا۔ اب اگر بندہ اس کا رزق کھا کر اس کی عطا کردہ زندگی سے بھرپور لطف اندوز ہو کر بھی اس کی بارگاہ میں سر نہ جھکائے تو کتنا بڑا احسان فراموش ہوگا۔ اس لئے یاد دلائی جارہی ہے کہ قیامت میں سب سے پہلے نماز ہی کا حساب ہوگا لہٰذا ہم سب کو نماز کی پابندی کرنی چاہئے تاکہ کل بروز قیامت شرمندگی سے بچ سکیں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سرخروئی حاصل ہوسکے۔ یاد رکھو کہ اگر ہم نے پہلے سوال کا جواب صحیح دیا تو امید ہے کہ دوسرے سوالات کے جواب بھی آسان ہو جائیں گے۔ انشاء اللہ

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ فَمَنْ تَرَکَھَا فَقَدْ ھَدَمَ الدِّیْنَ'' نماز دین کا ستون ہے، جس نے اس کو ترک کیا اس نے دین کو مسمار کیا۔ (بیہقی)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج ہم اپنے گھروں میں دیکھتے ہیں کہ بچے اگر کسی قیمتی چیز کو گرا دیں تو ہم ان پر برہم ہو جاتے ہیں اور زدوکوب کرتے ہیں۔ ہماری کوئی قیمتی چیز بچہ توڑ دے یا کسی سے ٹوٹ جائے تو ہم کنٹرول سے باہر ہو جاتے ہیں۔ بھلا بتایئے دین سے قیمتی چیز کیا ہوگی؟ آج گھر کا ہر فرد الا ما شاء اللہ! دن اور رات میں پانچ مرتبہ دین کو مسمار کرتا ہے لیکن ہم اس پر برہم نہیں ہوتے کیونکہ خود ہم بھی اس جرم میں مبتلا ہوتے ہیں۔

حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز کو دین کا ستون قرار دیا اور تارکینِ نماز کو دین ڈھانے والا فرمایا۔ کوئی مسلمان کبھی یہ نہیں چاہے گا کہ اس کی ذات سے دین ڈھانے کا جرم سرزد ہو لہٰذا نماز کی پابندی کر کے دین کو قائم کرنے کی کوشش کرو۔

فرعون و ہامان کے ساتھ حشر

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور تاجدارِ عرب وعجم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے نماز پنجگانہ کی ان کے متعین اوقات میں طہارتِ کاملہ کے ساتھ پابندی کی اس کے لئے قیامت میں ایک نور ہوگا اور ایک حجت ہوگی ''وَمَنْ ضَیَّعَھَا حُشِرَ مَعَ فِرْعَوْنَ وَ ھَامَانَ'' اور جس شخص نے نمازیں ضائع کیں اس کا حشر فرعون و ہامان کے ساتھ ہوگا۔ (احمد، ابن حبان)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس حدیث پاک میں فرمایا گیا کہ نماز کی حفاظت کرنے والے کے لئے نور ہوگا یعنی قبر کی تاریک وادی اور پل صراط جو بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہوگا جس سے ہر ایک کو گزرنا ہوگا ایسے

موقع پر نماز نور اور روشنی کا کام دے گی اور یہ نماز اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نمازی کے عابد، ساجد، اور مومن ہونے کی دلیل ہوگی۔ اور اللہ نہ کرے کہ کوئی مسلمان بے نمازی ہو تو اس کو مولیٰ تعالیٰ ان بدبختوں کے ساتھ رکھے گا جو اس کے عذاب میں گرفتار ہوں گے ان بد نصیبوں کا جرم یہ تھا کہ تکبر کی وجہ سے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں سر نہ جھکاتے تھے اور خدائی کا دعویٰ کرتے تھے۔ (معاذ اللہ) اب آپ ہمیں بتائیں کیا کوئی مسلمان یہ پسند کرے گا کہ اس کا حشر فرعون و ہامان جیسے دشمنانِ خدا کے ساتھ ہو؟ اگر نہیں تو آؤ آج ہی ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سچے دل سے توبہ کرلیں کہ آج سے ہماری کوئی نماز نہیں چھوٹے گی۔

ذمۂ نبی سے محروم

حضرت اُمِّ اَیْمَنْ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''لَا تَتْرُکِ الصَّلٰوۃَ مُتَعَمِّدًا، فَاِنَّہٗ مَنْ تَرَکَ الصَّلٰوۃَ مُتَعَمِّداً فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْہُ ذِمَّۃُ اللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ ''یعنی جان بوجھ کر نماز مت چھوڑ کہ جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی اللہ اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذمہ سے نکل گیا۔ (الترغیب والترہیب جلد اول، ص ۲۲۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ تعالیٰ نے تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رحمت عالم بنا کر دنیا میں بھیجا۔ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر کسی کی مصیبت کے مُداوا بن کر تشریف لائے، چرند و پرند سے لے کر شجر و حجر سب حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحمت کے سہارے جی رہے ہیں۔ اب آپ سوچیں کہ جو رسول دونوں جہاں کی ضرورت بن کر آئے۔ اگر آپ نے دست کرم کھینچ لیا تو کون ہے جو ہم پر کرم کرے؟ خود خدائے تعالیٰ بھی اس پر کرم کی نظر نہیں فرمائے گا جس سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی نظر پھیر لیں گے۔

لہٰذا نماز کو ترک کرنے سے گریز کریں تاکہ دامن رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم میں پناہ بھی ملے اور سرکار رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذمۂ کرم پر دونوں جہاں میں اطمینان سے رہ سکیں۔

اعمال مردود ہوجائیں گے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن بندے کے اعمال میں سب سے پہلے نماز دیکھی جائے گی اگر وہ پوری ہوئی تو اس کی نماز اور اس کے تمام اعمال قبول کر لئے جائیں گے اور اگر وہ ناقص ہوئی تو اس کی نماز اور اس کے سارے اعمال رد کر دئے جائیں گے۔(ابوداؤد، نسائی)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث شریف سے نماز کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے آج ہمارا حال یہ ہے کہ بہت سارے نفلی اعمال میں ہم بہت ہی چستی کا مظاہرہ کرتے ہیں مگر نماز کے معاملہ میں بے پناہ سستی کرتے ہیں کبھی وقت گزار کر ادا کرنا، کبھی لاغر و ناتواں کی طرح ادا کرنا، کبھی نماز میں ادھر ادھر دیکھنا، کبھی اتنی جلدی پڑھنا کہ اللہ کی پناہ..........

یاد رکھو کہ قیامت میں سب سے پہلے نماز کا معاملہ پیش ہوگا اور اس کی درستگی پر دوسرے اعمال مولیٰ تعالیٰ قبول فرمائے گا لہٰذا ہم کو چاہئے کہ نماز اچھی طرح سے ادا کریں تاکہ قیامت کے دن نماز کی درستگی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ دیگر اعمال بھی قبول فرمالے۔اللہ عزوجل ہم سب کو صحیح طور پر نماز کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے۔

تارکِ صلوٰۃ کفر کے قریب

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہمارے اور منافقوں کے درمیان عہد نماز ہے۔پس جس نے نماز کو ترک کیا وہ کافر ہوگیا۔(ترمذی)

اسی طرح حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا" مَنْ تَرَکَ الصَّلٰوۃَ مُتَعَمِّداً فَقَدْ کَفَرَ" جس شخص نے نماز جان بوجھ کر چھوڑی اس نے کفر کیا۔ (بزاز)

"فَقَدْ کَفَرَ" کا مطلب یہ بتایا گیا کہ وہ کفر کے قریب ہو گیا کیوں کہ وہ نماز چھوڑ بیٹھا حالانکہ نماز دین کا ستون ہے اور یقین کی بنیاد ہے،" فَقَدْ کَفَرَ" کا مطلب یہ ہے کہ "اس نے کافر کا کام کیا" کیوں کہ کافر بھی نماز نہیں پڑھتا ہے اور اس نے بھی نہ پڑھی۔ چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ: "بندے اور شرک و کفر کے درمیان فرق نماز ہے جب اس نے نماز چھوڑ دی تو کافروں جیسا کام کیا" (الحدیث)

ترمذی وغیرہ کی روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارے اور ان کے درمیان فرق نماز کا ہے، جس نے نماز چھوڑ دی اس نے کافروں جیسا کام کیا۔ (الحدیث)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اگر ہمارے پاس دولت ہو تو ہم اس کی حفاظت میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کرتے۔ دولت کہاں محفوظ ہو گی، کیسے محفوظ ہو گی، اس میں اضافہ کیسے ہو گا، اس کے سلسلہ میں ہمیشہ فکرمند رہتے ہیں لیکن ایمان کے حوالے سے اتنی فکر نہیں ہوتی۔ یاد رکھیں! ایمان سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں۔ قرآنِ مقدس اور احادیث مبارکہ میں تحفظ ایمان پر بے شمار ارشادات موجود ہیں مذکورہ حدیث شریف میں فرمایا گیا کہ جس شخص نے نماز کو قصداً ترک کیا اس نے کفر کیا یعنی اس کا ایمان اب خطرے میں پڑ گیا۔ ترک صلوٰۃ کی عادت سے اب کفر کے قریب تو پہو نچ گیا کہیں اس کا ایمان بھی نہ چلا جائے۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ نماز میں چستی اور اور اس پر محافظت کریں تا کہ ایمان محفوظ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے۔

تارک نماز کا حشر

ساقی حوض کوثر نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک دن نماز کا تذکرہ فرمایا

اور ارشاد فرمایا کہ جس نے ان نمازوں کو پابندی کے ساتھ ادا کیا وہ نماز اس شخص کے لئے قیامت کے دن نور رحجت اور نجات ہوگی اور جس شخص نے نمازوں کو ادا نہ کیا قیامت کے دن نماز اس کے لئے نور، حجت اور نجات نہ ہوگی اور وہ قیامت کے دن قارون، فرعون، ہامان اور اُبَیّ بن خلف کے ساتھ ہوگا۔ (الترغیب ج اول، ص:۲۲۹)

بعض علمائے کرام نے فرمایا ہے کہ ان لوگوں کے ساتھ تارک نماز اس لئے اٹھایا جائے گا کہ اگر اس نے اپنے مال واسباب میں مشغولیت کی بنیاد پر نماز کو ترک کیا تو وہ قارون کی طرح ہوگیا اور اسی کی طرح اٹھایا جائے گا اور اگر ملک کی مشغولیت کی بنیاد پر نماز نہ پڑھی تو وہ فرعون کی طرح ہے اور اسی کے ساتھ اٹھایا جائے گا اور اگر وزارت کی مشغولیت نماز سے مانع ہوئی تو وہ ہامان کی طرح ہے اور اسی کے ساتھ اٹھے گا اور اگر تجارت کی مشغولیت کی وجہ سے نماز نہ پڑھی تو وہ اُبَیّ بن خلف کی طرح ہے اور اسی کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج کل تجارت کی مشغولیت نیز اقتدار کا غرور اور حاکم کی چاپلوسی انسان کو اتنا مصروف کر دیتی ہے کہ انسان فرائض سے بھی غافل ہو جاتا ہے۔ خبردار! تجارت وملازمت میں اتنے مصروف نہ ہو جاؤ کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سر جھکانے کا وقت بھی نہ نکال سکو ورنہ فرمایا گیا کہ ان لوگوں کے ساتھ قیامت میں رکھا جائے گا جو اللہ کے نزدیک نہایت ہی ناپسندیدہ ہیں اور جن پر رب قدیر جلال کی نظر فرمائے گا اور دونوں جہاں میں وہ ذلت اور رسوائی کے حقدار ہیں اور وہ ایسے ذلیل ہیں کہ ان کے نام اور ان کے کردار پر قیامت تک لعنت وملامت کی جاتی رہے گی اور بندگان خدا اور غلامان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان سے پناہ مانگتے رہیں گے جن کا ذکر اللہ کے حبیب نے مذکورہ حدیث شریف میں فرمایا یعنی فرعون، ہامان، قارون اور اُبَیّ بن خلف ان کا نام سنتے ہی نفرت پیدا ہوتی ہے۔ کوئی بھی عاشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے ساتھ اپنا حشر پسند نہیں کرسکتا لہٰذا ہم سب کو چاہئے کہ نماز کے

پابند بن جائیں تاکہ اللہ رب العزت نیک لوگوں کے ساتھ ہمارا حشر فرمائے اور خدائے تعالیٰ اپنے دشمنوں کے ساتھ حشر سے ہمیں بچائے۔

قضائے صلوٰۃ پر وعیدیں

جس کی نماز قضا ہوگئی گویا اس کا مال اور گھرانہ تباہ ہوگیا۔ (صحیح ابن حبان)

جس کی نماز عصر قضا ہوگئی گویا اس کے اہل وعیال اور مال تباہ ہوگئے۔ (ابوداؤد، ص:۶۰)

ایک روایت میں ہے کہ نمازوں میں ایک نماز ایسی ہے کہ اگر وہ قضا ہوگئی تو گویا کہ اس کے اہل وعیال اور مال ومتاع سب تباہ ہوگئے اور وہ ہے نماز عصر۔ (نسائی شریف)

جس نے نماز عصر چھوڑ دی اور عمداً بیٹھا رہا یہاں تک کہ نماز قضا ہوگئی تو بے شک اس کا عمل تباہ ہوگیا۔ (مسند احمد وابن ابی شیبہ)

جس نے نماز عصر چھوڑ دی اس کا عمل برباد ہوگیا۔ (احمد، بخاری، نسائی)

شافعی اور بیہقی کی روایت ہے کہ جس کی ایک نماز فوت ہوگئی گویا اس کا گھرانا اور مال ہلاک ہوگیا۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۳۵۸)

بعض محدثین سے مروی ہے کہ ایک دن حضور نے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے فرمایا کہ تم یوں دعا مانگا کرو ''اے اللہ! ہم میں سے کسی کو شقی اور محروم نہ بنا'' پھر فرمایا کہ جانتے ہو کہ بد بخت ومحروم کون ہوتا ہے؟ عرض کیا کہ کون ہوتا ہے یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم تو آپ نے فرمایا کہ جو انسان تارک نماز ہوتا ہے۔

(مکاشفۃ القلوب، ص:۳۹۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ترکِ نماز پر وعیدیں آپ ملاحظہ کر چکے اب اندازہ لگائیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت سے محروم اور بد بخت کس شخص کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا غریب، بیمار اور مفلس کو نہیں

بلکہ رحمت عالم نے فرمایا شقی اور محروم وہ ہے جو نماز کا چھوڑنے والا ہے۔

تارک صلوٰۃ واقعات کی روشنی میں

حدیث شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

قیامت کے دن سب سے پہلے نماز نہ پڑھنے والوں کے منھ کالے کئے جائیں گے اور جہنم میں ایک وادی ہے جسے لملم کہا جاتا ہے جس میں سانپ رہتے ہیں ہر سانپ اونٹ کی طرح موٹا ہوتا ہے اور ایک ماہ کے سفر کے برابر لمبا ہوتا ہے وہ بے نمازی کو ڈسے گا اور اس کے جسم میں ستر سال تک اس کا زہر جوش مارتا رہے گا پھر اس کا گوشت گل جائے گا۔ (مکاشفۃ القلوب،ص:۳۹۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج ہم معمولی مچھر کے کاٹنے کو برداشت نہیں کر سکتے نیز اس کی تکالیف سے ہم پریشان ہو جاتے ہیں تو غور کریں کہ ترک صلوٰۃ کی وجہ سے سانپ کے کاٹنے کا عذاب کون برداشت کر سکے گا

لیکن ہمارا حال یہ ہے کہ ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تو ماننے کا دعوی کرتے ہیں لیکن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی باتیں نہیں مانتے۔ کتنا احسان فرمایا ہے تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ قیامت کے ہولناک عذاب سے آگاہ فرمادیا ورنہ کیسے پتہ چلتا کہ کس گناہ کی کیا سزا ہے؟ اب جب سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیان فرمادیا کہ نماز چھوڑنے کی سزا یہ بھی ہوگی کہ سانپ ڈنک مارے گا اور سانپ کتنا بھیانک ہوگا وہ بھی بتادیا تو ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اپنے آپ کو نماز کا پابند بنا کر سانپ وغیرہ کے عذاب سے اپنے کو محفوظ کرلیں۔ اللہ اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل ہم سب کو نماز کا پابند بنائے۔

قبر میں شعلے

بعض صالحین سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے اپنی مردہ بہن کو دفن کیا تو اس کی تھیلی بے خبری میں قبر میں گرگئی، جب سب لوگ اسے دفن کرکے چلے گئے تو اسے اپنی تھیلی یاد آئی۔ چنانچہ وہ آدمی لوگوں کے چلے جانے کے بعد قبر پر پہونچا اور اسے کھودا تاکہ تھیلی نکال لے، اس نے دیکھا کہ اس کی قبر میں شعلے بھڑک رہے ہیں چنانچہ اس نے قبر پر مٹی ڈالی اور انتہائی غمگین اور روتا ہوا ماں کے پاس آیا اور پوچھا ماں! یہ بتاؤ کہ میری بہن کیا کرتی تھی؟ ماں نے پوچھا کہ تم کیوں پوچھ رہے ہو؟ اس نے کہا کہ میں نے اپنی بہن کی قبر میں آگ کے شعلے بھڑکتے دیکھا ہے، اس کی ماں رونے لگی اور کہا تیری بہن نماز میں سستی کرتی تھی اور نمازوں کو تاخیر سے پڑھتی تھی۔ (مکاشفۃ القلوب ص:۳۹۴)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! نماز میں سستی کرنے کے سبب قبر میں آگ کے شعلوں کا عذاب دیا جائے گا جیسا کہ مذکورہ واقعہ سے پتہ چلا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ قبر ایسی جگہ ہے جہاں کوئی رشتہ دار ہماری مدد کے لئے نہیں

آئے گا لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ہم نماز کی پابندی بھی کریں اور سستی کے ساتھ اور بے وقت نہ پڑھیں بلکہ وقت پر اور سارے ارکان کو خوش اسلوبی کے ساتھ ادا کریں۔

نام جہنم کے دروازے پر

حضرت ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ قول نقل کیا ہے کہ جو شخص ایک فرض نماز بھی جان بوجھ کر چھوڑ دے اس کا نام جہنم کے دروازے پر لکھ دیا جاتا ہے جس میں اس کا جانا ضروری ہے۔ (قرۃ العین)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! یہ سوچ کر ہی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں کہ غلامِ رسول کا نام جہنم کے دروازے پر! اللہ اکبر، نماز چھوڑنا کتنا بڑا جرم ہے کہ مولیٰ تعالیٰ تارک صلوٰۃ سے اس قدر ناراض ہوتا ہے کہ مختلف قسم کے عذاب میں اسے گرفتار کرتا ہے انہیں میں سے قبر کا عذاب بھی ہے۔ اور ہم جانتے ہیں کہ چھوٹے سے چھوٹے عذاب کے برداشت کرنے کی قوت ہم میں نہیں پھر کیوں ایسا کام کریں جس کی وجہ سے بڑے سے بڑے عذاب میں گرفتار کیے جائیں۔ لہٰذا آؤ عہد کریں کہ انشاء اللہ آج کے بعد ترک صلوٰۃ کے جرم سے پرہیز کریں گے اور پابند صلوٰۃ ہو کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہونچائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔ آمین

سر مونڈنے کا حکم

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد عبدالعزیز مصر کے گورنر تھے، انہوں نے اپنے لڑکے کو اعلیٰ تعلیم دلانے کے لئے مدینہ میں حضرت صالح بن کیسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگرانی میں دے دیا۔ چنانچہ ایک مرتبہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے نماز میں تاخیر کر دی تو ان کے استاذ نے ان سے باز پرس کرتے ہوئے پوچھا تم نے آج نماز میں تاخیر کیوں کی؟ تو حضرت عمر بن عبدالعزیز نے جواب دیا، بال سنوار رہا تھا اس

لئے ذرا دیر ہو گئی تو ان کے استاذ نے فرمایا: اچھا اب بالوں کی آرائش میں اتنا شغف ہو گیا ہے کہ اس کو نماز پر ترجیح دی جاتی ہے اس کے بعد استاذ نے ان کے والد کو یہ واقعہ لکھ کر بھیجا۔ حضرت عبدالعزیز کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو اسی وقت ایک آدمی کو مصر سے مدینہ روانہ کر دیا جس نے آ کر سب سے پہلے ان کے سر کے بال مونڈے اس کے بعد بات چیت کی کیونکہ ان کے والد کا یہی حکم تھا۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! کیا جذبہ تھا اللہ والوں کا کہ نماز میں تاخیر تک کو گوارا نہیں کرتے تھے اور جو چیز نماز میں تاخیر کا سبب بنی اسے ہی تن سے جدا کر دیا۔ اس سے اولیائے کرام کا شوق نماز اور اولاد کے سلسلہ میں تربیت کا جذبہ سمجھ میں آتا ہے، ہم ذرا اپنے بارے میں غور کریں کہ کیا ہم میں بھی یہ جذبہ موجود ہے؟ ہمارا حال تو یہ ہے کہ آرام کی وجہ سے ہو یا فضول گوئی کی وجہ سے یا بننے سنورنے کی وجہ سے نماز کا وقت نکل جائے تو بھی پرواہ نہیں کرتے اِلَّا مَاشَاءَ اللّٰہُ مذکورہ واقعہ سے سبق حاصل کرتے ہوئے ہمیں اپنے اسلاف کے طریقے پر چلنے کی کوشش کرنی چاہیئے اور نماز کے معاملہ میں اپنی اولاد کے لئے بھی فکرمند ہونا چاہیئے اور ان کی نگرانی کرنی چاہیئے۔ اللہ ہم سب کو نماز کے معاملہ میں غفلت سے بچائے اور وقت پر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

شیطان دور بھاگے

ایک شخص جنگل سے گزر رہا تھا کہ اس کے ساتھ شیطان ہو گیا چنانچہ اس شخص نے نہ تو فجر کی نماز پڑھی، نہ ظہر و عصر کی اور نہ ہی مغرب و عشا کی، رات کو جب سونے کا وقت ہوا تو شیطان نے اس سے کہا کہ میں تم سے دور ہونا چاہتا ہوں اس نے کہا کیوں؟ تو شیطان نے کہا اس لئے کہ میں نے صرف ایک سجدہ نہ کیا تھا اور وہ بھی آدم علیہ السلام کو اور تو نے دن بھر میں کئی سجدے خدا ہی کو نہ کئے تو مجھے ڈر لگتا ہے کہ جب ایک سجدہ نہ

کرنے کہ وجہ سے تو مجھ پر لعنت کا عذاب بھیج دیا گیا ہے تو تجھ پر اتنے سجدے چھوڑنے سے خدا جانے کیسا دردناک عذاب نازل ہو جس میں کہیں میں بھی نہ مارا جاؤں۔
(مکاشفۃ القلوب)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! شیطان جس کے گلے میں لعنت کا طوق ڈالا گیا ہے اور جسے اللہ تعالیٰ نے رجیم کہا وہ بھی اس بندے سے بھاگتا ہے جو نماز ترک کرتا ہے، اب آپ سوچیں کہ بے نمازی کتنا برا انسان ہوتا ہے، کہ شیطان بھی اس کے ساتھ رہنا پسند نہیں کرتا، لہٰذا میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اپنے دلوں میں سجدوں کی تڑپ پیدا کرو اور نماز میں کوتاہی نہ کرو ورنہ اللہ تعالیٰ دونوں جہاں کی تکلیفوں میں گرفتار فرمائے گا اور کوئی نہیں بچا سکے گا۔

بے نمازی زانی سے بھی بد تر ھے

بنی اسرائیل کی ایک عورت حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں آئی اور عرض کیا اے نبی اللہ! میں نے بہت بڑا گناہ کیا ہے اور توبہ بھی کی ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا مانگئے کہ وہ مجھے بخش دے اور میری توبہ قبول فرمالے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تو نے کون سا گناہ کیا ہے؟ وہ کہنے لگی کہ میں زنا کی مرتکب ہوئی اور اس سے جو بچہ پیدا ہوا میں نے اس کو قتل کر دیا، یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا، اے بدبخت نکل جا کہیں تیری نحوست کی وجہ سے آسمان سے آگ نازل ہو کر ہمیں جلا نہ دے، چنانچہ وہ شکستہ دل ہو کر وہاں سے چل پڑی، تب جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا اے موسیٰ علیہ السلام! اللہ رب العزت فرماتا ہے کہ تم نے گناہوں سے توبہ کرنے والی کو کیوں واپس کر دیا ہے؟ کیا تم نے اس سے بھی زیادہ برا آدمی نہیں پایا؟ حضرت موسیٰ

علیہ السلام نے پوچھا اے جبرئیل! اس عورت سے زیادہ برا کون ہے؟ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اس سے براوہ ہے جو جان بوجھ کر نماز چھوڑ دے۔

(مکاشفۃ القلوب ۳۹۴)

برکاتِ ماہِ رمضان

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ o

اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے جیسے کہ اگلوں پر فرض ہوئے کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے۔

(سورۂ بقرہ، پ۲، آیت ۱۸۳)

صوم کا لغوی اور اصطلاحی معنیٰ

صوم کا لغوی معنیٰ ہے باز رہنا، چھوڑنا اور سیدھا ہونا۔ (تفسیر کبیر)

اسی لئے خاموشی کو صوم کہتے ہیں۔ قرآن پاک میں ہے "اِنِّی نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْماً فَلَنْ اُكَلِّمَ الْیَوْمَ اِنْسِیّاً" یعنی میں نے آج رحمٰن کے لئے روزہ مانا ہے تو آج ہرگز کسی سے بات نہ کروں گی کیونکہ اس میں کلام سے باز رہنا ہے۔

اور اصطلاح شرع میں صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک اللہ جل جلالہٗ کی عبادت کی نیت سے اپنے آپ کو کھانے، پینے اور جماع کرنے سے روکنے کو "صوم" کہتے ہیں۔ (کتب فقہ)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! روزہ درحقیقت انسان کے اندر موجود نفسانی خواہشات کو کمزور کردیتا ہے اور روزہ دار کے دل میں یہ عقیدہ راسخ ہو جاتا ہے کہ علاّمُ الغیوب خدا میری تمام حرکات وسکنات کو دیکھ رہا ہے۔ روزہ کی حالت کے علاوہ انسان کے دل ودماغ میں یہ تصور نہیں رہتا کہ وہ جو کچھ کررہا ہے اسے خدا دیکھ رہا ہے لیکن صبح صادق سے غروب آفتاب تک بھوک لگتی ہے پھر بھی نہیں کھاتا، کوئی دیکھنے والا بظاہر نہیں ہوتا پھر بھی نہیں پیتا، بیوی سامنے موجود ہوتی ہے پھر بھی اپنے آپ کو صحبت سے روکے رکھتا ہے کیوں کہ اس کے دل میں اللہ جل جلالہ کا خوف ہوتا ہے۔ اب ظاہر سی بات ہے کوئی بندہ ایک ماہ تک اس تصور کے ساتھ زندگی گزارے تو باقی مہینوں میں بھی اس میں یہ تصور آجائے گا کہ میں کچھ بھی کروں اللہ دیکھ رہا ہے جب اللہ کے دیکھنے کا تصور ہمیشہ کے لئے اس کے دل میں پیدا ہوگیا تو وہ ہر خلافِ شرع کام سے بچے گا اس کا اپنے آپ کو بچانا یہی تقویٰ ہے اور تقویٰ مل گیا تو بندے کو دارین کی دولت حاصل ہوگئی، تو روزہ اس وجہ سے فرض کیا گیا تا کہ ایمان والوں کو تقویٰ مل جائے۔

روزہ کب فرض ھوا

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! روزہ اعلان نبوت کے پندرہویں سال یعنی دس شوال ۲ھ میں فرض ہوا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے ''یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ'' (سورۂ بقرہ، پ۲، آیت ۱۸۳)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے جیسے کہ اگلوں پر فرض ہوئے کہ کہیں تمہیں پرہیز گاری ملے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں دو باتوں کا بطور خاص ذکر فرمایا اول یہ کہ یہ عبادت صرف تم ہی پر فرض نہیں کی جارہی ہے بلکہ تم سے پہلے لوگوں پر بھی

فرض ہو چکی ہے۔

چنانچہ تفسیر کبیر و تفسیر احمدی میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک ہر امت پر روزے فرض رہے۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام پر ہر قمری مہینے کی تیرہویں، چودھویں اور پندرہویں تاریخ کے روزے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم پر عاشورہ کا روزہ فرض رہا۔ بعض روایتوں میں ہے کہ سب سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام نے روزے رکھے۔

دوسری بات یہ ہے کہ روزے تم پر اس لئے فرض کئے گئے ”تاکہ تم متقی بن جاؤ“ کہ شریعت کے تمام احکام کا مقصد مومنین کو متقی بنانا ہے اسی لئے قرآن کریم بار بار تقویٰ اختیار کرنے اور متقی بننے کا حکم دیتا ہے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! یوں تو نماز، روزے، حج، زکوٰۃ اور دیگر عبادات سب کے سب ایسے اعمال ہیں جن سے قرب خداوندی کی نعمت اور اللہ کا خوف دلوں میں جاگزیں ہوتا ہے۔ لیکن بالخصوص روزہ تقویٰ کی تربیت کا بہترین ذریعہ ہے کہ روزے دار صرف اللہ عزوجلکے حکم کی تعمیل میں حلال چیزوں کا حرام ہو جانا بھی تسلیم کر لیتا ہے، بھوکا رہتا ہے، پیاسا رہتا ہے، جب کہ کھانے پینے کی ہر چیز پر اسے قدرت حاصل ہوتی ہے۔ بیوی پر شہوت کی نظر تک نہیں ڈالتا۔ اس سے زیادہ اللہ کی رضا جوئی کا اظہار اور کس عمل سے ہوسکتا ہے؟ روزہ، سخت تکلیف کے عالم میں بھی حکم الٰہی کی تعمیل کا عملی ثبوت ہے۔ روزہ اطاعت و فرمانبرداری اور اظہار عبدیت کا بہترین نمونہ ہے۔ روزہ ہمدردی اور غمگساری، نیز تعاون کے جذبات پیدا کرتا ہے۔ روزہ خواہشات نفس کے خلاف جہاد کی تربیت کا بہترین ذریعہ ہے۔ یہی سب خوبیاں راہ تقویٰ کے مسافر کو منزل سے قریب کرتی ہیں۔ اسی لئے میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ” مَنۡ لَمۡ یَدَعۡ قَوۡلَ الزُّوۡرِ وَالۡعَمَلَ بِهٖ فَلَيۡسَ لِلّٰه

حَاجَةً فِی اَنْ یَّدَعَ طَعَامَهُ وَ شَرَابَهُ'' حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص روزے میں جھوٹ بولنا اور برے کام کرنا نہ چھوڑے تو اللہ کو اس کی ضرورت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔ (بخاری شریف ص:۲۵۵)

کھانا پینا چھڑانا مقصودِ روزہ نہیں مقصد روزہ تو ''تقویٰ'' ہے۔ جو اسی وقت حاصل ہوسکتا ہے جب روزے دار ظاہری و باطنی دونوں اعتبار سے احکام شرع کی پابندی کرے ایسا شخص روزے کا مقصد حاصل کرسکتا ہے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! روزے کی حالت میں اگر اپنے آپ کو جھوٹ وغیرہ سے نہیں روکا گیا تو بھوکا پیاسا رہنا بارگاہِ رب العزت میں وہ مقام نہیں رکھتا جو مکمل طور پر ہر غیر شرعی کام سے بچا کر روزہ رکھنا مقام رکھتا ہے۔ اندازہ لگائیے کہ تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کو ہمیں بھوکا پیاسا رکھنا مقصود نہیں بلکہ ہر برائی سے بچانا مقصود ہے اب اگر کوئی شخص کھانے پینے سے اپنے آپ کو روکے اور جھوٹ، غیبت، چغلی، عیب جوئی وغیرہ سے اپنے آپ کو نہ بچائے تو مقصد روزہ فوت ہوجاتا ہے۔ لہٰذا ہم کو چاہیئے کہ ہم روزے کی حالت میں جھوٹ وغیرہ سے اپنے آپ کو روکیں اور روزہ کی ہی کیا تخصیص ہمیں تو ہر حال میں اپنے آپ کو جملہ صغیرہ وکبیرہ گناہوں سے روکنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

اللہ عزوجل ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم

فضائل روزہ

روزے کا انعام

بخاری و مسلم کی روایت میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: ابن آدم کا ہر نیک عمل دس گنا سے سات سو گنا کر دیا جاتا ہے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا: مگر روزہ، کیونکہ روزے دار اپنی خواہشات اور کھانے کو صرف میرے لئے ترک کرتا ہے۔ اور روزے دار کے لئے دو مسرتیں ہیں ایک خوشی اسے افطار کے وقت ہوتی ہے اور دوسری اپنے رب سے ملاقات کے وقت ہوگی اور روزے دار کے منھ کی بو اللہ تعالیٰ کو مشک سے زیادہ پسند ہے اور روزہ ڈھال ہے۔ جب تم میں سے کوئی روزے رکھے تو نہ فحش بات کہے اور نہ شور کرے اور اگر کوئی اسے گالی دے اسے چاہئے کہ گالی دینے والے سے کہہ دے کہ میں روزے دار ہوں۔ (بخاری و مسلم)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ''اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ'' اس جملے کا مقصود و منشا یہ ہے کہ وہی عبادت مقبول ہے جس میں ریا اور دکھاوا نہ ہو۔ تمام عبادتیں اپنا ایک ظاہری حال رکھتی ہیں۔ نماز پڑھنے والے کو آپ نمازی کہہ سکتے

ہیں، حج کرنے والے کو حاجی کہہ سکتے ہیں اسی طرح جہاد کرنے والے کو مجاہد کہہ سکتے ہیں لیکن روزے کا کوئی ظاہری حال نہیں لہٰذا یہ پوشیدہ ترین عبادت صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہوگی پس یہ بندے کی طرف سے اللہ عزوجل کو معبود حقیقی تسلیم کرنے کا نہایت ہی اعلیٰ عمل ہے۔اسی لئے روزے کی کوئی مقرر جزا نہیں۔ یہ رب تبارک وتعالیٰ کے کرم پر موقوف ہے جتنا چاہے ثواب عطا فرمادے۔اور یہ ایسی عبادت ہے جس کو کوئی جان نہیں پاتا تو اس کا ثواب بھی کسی کو نہیں بتایا گیا۔دینے والا رب جانتا ہے اور لینے والا بندہ جانے گا۔

نکتہ۔ بعض محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ نے اسے ''وَاَنَا اُجْزٰی بِہٖ'' صیغۂ مجہول کے ساتھ روایت کیا ہے۔اس صورت میں حدیث کا مفہوم یہ ہوا کہ روزہ میرے لئے ہے اور روزے کی جزا میں خود ہوں۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اخلاص کا مقام کتنا ارفع واعلیٰ ہے آپ نے مذکورہ حدیث شریف سے جان لیا، لہٰذا ہم ہر جائز کام کو اخلاص کے ساتھ کریں بلکہ ہر کام کا مقصود ہی بنائیں کہ اللہ عزوجل اور اس کے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا کے لئے کرنا ہے کسی ایک کام سے بھی اگر اللہ تعالیٰ راضی ہوگیا تو بیڑا پار ہوجائے گا۔ان شاء اللہ

اسی لئے تو اعلیٰحضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے اپنے آقا و مولیٰ کی بارگاہ میں یہی عرض کیا کہ

کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کرے ٹھیک ہو نامِ رضا تم پہ کروڑوں درود

ربِّ قدیر ہم سب کو روزوں کے صدقے میں اخلاص کی عظیم ترین دولت عطا فرمائے۔

اگلے گناہ بخش دئیے جاتے ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جو شخص ایمان کے ساتھ ثواب کی امید سے روزہ رکھے گا تو اس کے اگلے گناہ بخش دئے جائیں گے اور جو ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے رمضان کی راتوں میں قیام یعنی تراویح پڑھے گا تو اس کے اگلے گناہ بخش دئے جائیں گے اور جو ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے شب قدر میں قیام کرے گا اس کے اگلے گناہ بخش دئے جائیں گے''۔ (مسلم شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہمارا پورا وجود گناہوں کے داغ دھبوں سے آلودہ ہے۔ روزہ ہم سب کو پاک کرنے کے لئے آتا ہے اور اس طرح گناہوں سے پاک کرتا ہے کہ گناہ کا نام ونشان بھی نہیں رہتا۔ اللہ عزوجل کا کتنا احسان ہے کہ ایک ماہ کے روزوں اور تراویح وعبادات کے سبب ہمارے اگلے گناہوں کو بخش دیتا ہے، لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ہم اخلاص کے ساتھ روزے رکھ کر اپنے رب سے معافی طلب کریں۔

بدن کی زکوٰۃ

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: روزہ نصف صبر ہے، ہر چیز کی زکوٰۃ ہے اور بدن کی زکوٰۃ روزہ ہے۔

اور حضرت ابو اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ روزہ دار کا سونا عبادت ہے اس کی خاموشی تسبیح ہے اس کا عمل مقبول ہے۔

سونے کا دستر خوان

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے ''قیامت کے دن روزہ داروں کے لئے سونے کا ایک دستر خوان رکھا جائے گا جس میں مچھلی ہوگی، روزہ دار اس دستر خوان سے کھاتے ہوں گے اور دوسرے لوگ ان کو دیکھتے ہوں گے''۔ (غنیۃ الطالبین ص ۴۶۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! روزہ رکھ کر صبر کرنے پر اللہ عزوجل قیامت میں کتنا عظیم بدلہ عطا فرمائے گا کہ یہاں بھوکے رہے تو قیامت میں سونے کا دسترخوان اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا یقیناً وہ کسی کا اجر ضائع نہیں فرماتا بلکہ ہر ایک کو اپنی شان کے مطابق بدلہ عطا فرماتا ہے روزے دار چونکہ اپنے مولیٰ تعالیٰ کی خاطر کھانا پینا وغیرہ چھوڑ دیتا ہے تو اللہ عزوجل اس روزے دار کو آرام کرنے پر بھی عبادت کا ثواب، خاموشی پر تسبیح کا ثواب اور عمل خیر کے قبول ہونے کی بشارت عطا فرماتا ہے۔ سبحان اللہ! میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس کی بات مان کر اگر کوئی اپنی خواہش کو قربان کر دے تو وہ کریم اس بندے کی اس عظیم قربانی کو قبول فرماتا ہے اور اسے بشارت عظمیٰ سے نوازتا ہے۔ اللہ عزوجل اچھوں کے صدقے ہم سب کو پابند صوم وصلوٰۃ بنائے۔

عرش کے سائے میں

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے "جب روزہ دار اپنی قبروں سے نکلیں گے تو ان کے منھ سے مشک کی خوشبو کی لپٹیں آئیں گی۔ جنت کا ایک دسترخوان ان کے سامنے رکھا جائے گا جس سے وہ کھائیں گے اور وہ سب عرش کے سائے میں ہوں گے"۔

(غنیۃ الطالبین ص ۴۶۳)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث شریف سے پتہ چلا کہ دنیا میں روزہ دار اپنے آپ کو محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے جن نعمتوں سے روکے رکھا تھا کل بروزِ قیامت اللہ عزوجل اس سے بہتر اسے عطا فرمائے گا۔ یعنی وہ جنت میں بھوکا نہیں رہے گا بلکہ وہ جو چاہے گا مولیٰ تعالیٰ اس کو عطا فرمائے گا ایسا کیوں نہ ہو کہ فرمانبرداروں کو ایسا ہی بدلہ اللہ جل جلالہ عطا فرماتا ہے۔ اسی کا فرمان

ہے ’’کذٰلک نجزی المحسنین‘‘ ہم یوں ہی بدلہ دیتے ہیں نیکی کرنے والوں کو۔

لٰہذا ہمیں چاہئے کہ پروردگار جل وعلا کی رضا کے لئے خود کو تیار کریں اور چند گھنٹوں کی بھوک اور پیاس برداشت کر کے مولیٰ تعالیٰ کو خوش کریں وہ رحیم وکریم قیامت کے دن ہمیں خوش فرمادے گا۔ دعا کریں کہ اللہ رب العزت ہم سب کو اپنی رضا والی طویل عمر عطا فرمائے۔

ایک عجیب فرشتہ

حضور اکرم رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ’’میں نے شب معراج میں سدرۃ المنتہیٰ پر ایک فرشتہ دیکھا جسے میں نے اس سے قبل نہیں دیکھا تھا، اس کے طول وعرض کی مسافت لاکھ سال کے برابر تھی، اس کے ستر ہزار سر تھے اور ہر سر میں ستر ہزار منھ اور ہر منھ میں ستر ہزار زبانیں اور ہر سر پر ستر ہزار نورانی چوٹی تھی اور ہر چوٹی کے سر پر بال میں لاکھ لاکھ موتی لٹکے ہوئے تھے ہر ایک موتی کے پیٹ کے اندر بہت بڑا دریا ہے اور ہر دریا کے اندر بہت بڑی مچھلیاں ہیں اور ہر مچھلی کا طول دو سال کی مسافت کے برابر اور ہر مچھلی کے پیٹ میں لکھا ہے ’لاالٰــہ الاالـلــہ محمد رسول الـلــہ‘‘ اور اس فرشتے نے اپنا سر اپنے ایک ہاتھ پر رکھا ہے اور دوسرا ہاتھ اس کی پیٹھ پر ہے اور وہ ’’ حَظِیْرَۃُ الْقُدُس ‘‘یعنی بہشت میں ہے۔ جب وہ اللہ کی تسبیح پڑھتا ہے تو اس کی پیاری آواز سے عرش الٰہی خوشی میں جھوم اٹھتا ہے۔ میں نے جبرئیل علیہ السلام سے اس کے متعلق پوچھا تو انھوں نے عرض کیا کہ یہ وہ فرشتہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے دو ہزار سال پہلے پیدا کیا تھا۔ پھر میں نے کہا اس کی لمبائی اور چوڑائی کہاں سے کہاں تک ہے؟ جبرئیل نے عرض کیا اللہ تعالیٰ نے بہشت میں ایک چراگاہ بنائی ہے اور یہ اسی میں رہتا ہے اس جگہ کو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے کہ وہ آپ کے

اور آپ کی امت کے ہر اس شخص کے لئے تسبیح پڑھے جو روزہ رکھتے ہیں۔

میں نے اس فرشتے کے آگے دو صندوق دیکھے اور دونوں پر ہزار نورانی تالے تھے۔ میں نے پوچھا جبرئیل! یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا اس فرشتے سے پوچھئے، میں نے اس عجیب وغریب فرشتے سے پوچھا کہ یہ صندوقیں کیسی ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ اس میں آپ کی روزہ رکھنے والی امت کی برأت (چھٹکارہ) کا ذکر ہے۔ آپ کو اور آپ کی امت کے روزہ رکھنے والوں کو مبارک ہو۔'' (تفسیر روح البیان جلد دوم ص ۱۰۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! کتنا بڑا اجر ہے روزے دار کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ پروردگار تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل ہم سب کو روزے کے آداب اور روزے کی حفاظت کی کَما حَقُّہٗ توفیق عطا فرمائے اور مذکورہ حدیث پاک میں جو اجر بیان کیا گیا ہے اس کا ہمیں حقدار بنائے۔

روزہ داروں کی مہمان نوازی

حدیث پاک میں ہے جب قیامت میں اللہ تعالیٰ اہل قبور کو قبروں سے اٹھنے کا حکم دے گا تو اللہ عزوجل ملائکہ کو فرمائے گا: اے رضوان! میرے روزے داروں کو آگے چل کر ملو کیونکہ وہ میری خاطر بھوکے پیاسے رہے، اب تم بہشت کی خواہشات کی تمام اشیا لے کر ان کے پاس پہونچ جاؤ۔ اس کے بعد رضوانِ جنت زور سے پکار کر کہے گا: اے جنت کے غلمان و وِلدَان! نور کے بڑے بڑے تھال لاؤ، اس کے بعد دنیا کی ریت کے ذرات اور بارش کی بوندوں اور آسمان کے ستاروں اور درختوں کے پتوں کے برابر میوہ جات اور کھانے پینے کی لذیذ اشیا جمع کر کے روزہ داروں کے سامنے رکھ دی جائیں گی اور ان سے کہا جائے گا جتنا مرضی ہو کھاؤ یہ ان روزوں کی جزا

ہے جو دنیا میں تم نے رکھے۔ (روح البیان جلد دوم)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! کل بروز قیامت اللہ تعالیٰ روزے دار کو کتنی عزت وعظمت عطا فرمائے گا۔ اللہ اکبر! فرشتوں کو استقبال کا حکم دے گا اور نور کے بڑے بڑے تھالوں میں قسم قسم کی جنت کی نعمتیں روزہ داروں کے سامنے رکھی جائیں گی۔ کتنا عظیم صلہ ہے روزہ رکھنے کا۔ اللہ عزوجل اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل ہم سب کو ان خوش نصیبوں میں شامل فرمائے۔

ایک روزہ کی اہمیت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بغیر عذر شرعی کے جس نے رمضان کا ایک روزہ بھی چھوڑا تو اس کی فضیلت پانے کے لئے پوری زندگی کے روزے ناکافی ہیں۔ (بخاری وترمذی)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! پتہ چلا کہ اگر کسی نے رمضان کا ایک روزہ بلا عذر شرعی چھوڑ دیا تو اب زندگی بھر روزہ رکھے تو اس ایک روزہ کے برابر نہ ہوگا جو روزہ رمضان کا ترک کیا، کیوں کہ ماہ رمضان المبارک کو جو مقام ومرتبہ حاصل ہے وہ دوسرے مہینے کو کہاں۔ دیکھئے اس میں شیطان قید کر دیا جاتا ہے، روزی بڑھا دی جاتی ہے، ثواب بڑھا دیا جاتا ہے، غرض کہ اس طرح کی بہت ساری برکتیں ماہ رمضان المبارک میں رب کی طرف سے عطا ہوتی ہیں۔ جو غیر رمضان میں نہیں ہوتیں۔ اسی لئے اس ماہ میں ثواب اس حد تک بڑھا دیا جاتا ہے کہ فرض کا ثواب ستر فرض کے برابر، نفل کا ثواب فرض کے برابر۔ لہٰذا ماہ رمضان المبارک کے فرض روزوں میں کوتاہی نہیں کرنا چاہئے رمضان کے روزہ رکھنا فرض ہے۔ اللہ عزوجل ہم سب کو روزوں کی پابندی کی توفیق عطا فرمائے۔

روزہ کے دنیاوی فوائد

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جہاد کرو مال غنیمت پاؤ گے۔ ''وَصُوْمُوْا تَصِحُّوْا'' اور روزہ رکھو صحت مند ہو جاؤ گے اور سفر کرو مالدار ہو جاؤ گے۔ (الترغیب والترہیب جلد دوم ص ۸۳)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہر قول و فعل میں صدہا حکمتیں اور فوائد پوشیدہ ہیں جن کی گہرائی تک ہماری عقل کا پرندہ پرواز نہیں کرسکتا۔ مثلاً اسلام نے ہم پر نمازیں فرض فرمایا تو جہاں نمازوں کی ادائیگی پر ہمارے لئے آخرت میں اجر و ثواب کا وعدہ فرمایا گیا وہیں دنیا میں نماز کی مداومت کرنے پر ہمارے لئے بہت سی بیماریوں کے دفع کا ذریعہ بھی بنا دیا گیا گویا کہ اللہ رب العزت اور اس کے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے احکام کی بجا آوری میں ہمارے لئے دنیا میں بھی بھلائی ہے اور آخرت میں بھی بھلائی ہے۔

آج کا دور سائنس اور ٹیکنالوجی کا دور ہے انسان مظاہر قدرت میں غور و فکر کر کے ان کی گہرائی تک پہونچنا چاہتا ہے۔ چنانچہ اغیار اسلام کے بتائے ہوئے احکامات و ارشادات پر مسلسل تحقیق کر رہے ہیں۔ الحمد للہ! جوں جوں سائنسی ایجادات اور ٹیکنالوجی کا فروغ ہو رہا ہے اسلام کی حقانیت لوگوں پر واضح ہوتی جا رہی ہے۔ انسان چونکہ طبعاً حریص ہے، اسلام نے اسے ہر عمل پر نفع دیا ہے اسلئے سنتوں کی سائنسی تحقیق ہوئی ورنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مبارک سنتیں قطعاً سائنس کی محتاج نہیں بانئ اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے روزہ کو مومن کے لئے شفا قرار دیا ہے۔ اس ضمن میں سائنس کیا کہتی ہے؟ مختصراً ملاحظہ فرمائیں۔

حکیم محمد طارق محمود چغتائی اپنی تصنیف ''سنت نبوی اور جدید سائنس'' میں رقم

طراز ہیں۔ ’’پروفیسر مور پالڈ آکسفورڈ یونیورسٹی کی پہچان ہیں، انہوں نے اپنا واقعہ بیان کیا کہ میں نے اسلامی علوم کا مطالعہ کیا اور روزے کے باب پر پہونچا تو چونک پڑا کہ اسلام نے اپنے ماننے والوں کے لئے کتنا عظیم فارمولہ دیا ہے۔ اگر اسلام اپنے ماننے والوں کو اور کچھ نہ دیتا صرف یہی روزے کا فارمولہ ہی دیتا تو پھر بھی اس سے بڑھ کر ان کے پاس اور کوئی نعمت نہ ہوتی۔ میں نے سوچا کہ اس کو آزمانا چاہئے۔ پھر میں نے روزے مسلمانوں کے طرز پر رکھنا شروع کر دیئے۔ میں عرصۂ دراز سے معدے کے ورم ’’Stomach Inflamation‘‘ میں مبتلا تھا۔ کچھ دنوں کے بعد ہی میں نے محسوس کیا کہ اس میں کمی واقع ہوگئی ہے۔ میں نے روزوں کی مشق جاری رکھی۔ پھر میں نے جسم میں کچھ اور تبدیلی بھی محسوس کی۔ اور کچھ ہی عرصہ بعد میں نے اپنے جسم کو نارمل پایا۔ حتیٰ کہ میں نے ایک ماہ کے بعد اپنے اندر انقلابی تبدیلی محسوس کی‘‘

پوپ ایلف گال کا تجربہ

یہ ہالینڈ کا بڑا پادری گزرا ہے، اس نے روزے کے بارے میں اپنے تجربات بیان کئے ہیں، ملاحظہ ہو۔

’’میں اپنے روحانی پیروکاروں کو ہر ماہ تین روزے رکھنے کی تلقین کرتا ہوں۔ میں نے اس طریقۂ کار کے ذریعہ جسمانی اور وزنی ہم آہنگی محسوس کی۔ میرے مریض مجھ پر مسلسل زور دیتے ہیں کہ میں انہیں کچھ اور طریقہ بتاؤں لیکن میں نے یہ اصول وضع کر لیا کہ ان میں وہ مریض جو لاعلاج ہیں ان کو تین یوم نہیں بلکہ ایک ماہ تک روزے رکھوائے جائیں‘‘۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! عیسائی لوگ روزہ کے طبّی فائدے کی طرف متوجہ ہوئے اور جب اس کی تہہ تک پہنچے تو حکمت اسلام کے جلوے ان کو نظر آنے لگے اور انہوں نے اس پر عمل کر کے فائدہ حاصل کیا اور مزید

فائدہ حاصل کر رہے ہیں۔ اللہ عزوجل کا کتنا بڑا کرم ہے کہ اس نے ہم سب کو روزے کی توفیق عطا فرمائی اور ہم کو روزے کے ذریعہ جسمانی، روحانی اور اخروی فائدے سے بھی مالا مال کیا۔

ایک لاکھ رمضان کا ثواب

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جس نے مکہ میں رمضان پایا اور روزہ رکھا اور رات میں جتنا ہوسکا قیام کیا (نوافل پڑھا) تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے دوسری جگہ کی بہ نسبت ایک لاکھ رمضان کا ثواب لکھے گا اور ہر دن ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب اور ہر روز جہاد میں گھوڑے پر سوار کردینے کا ثواب اور ہر دن میں حسنہ اور ہر رات میں حسنہ لکھے گا''۔ (بہارشریعت)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں رمضان کے ایام گزارنے کی سعادت کا کیا کہنا! یقیناً حرمین طیبین میں روزوں کی کیفیت ہی جدا ہوتی ہے اور اس کی برکتیں بھی بے پناہ ہوتی ہیں۔ اللہ جل جلالہ ہم سب کو ماہ رمضان میں حرمین طیبین کی حاضری نصیب فرمائے۔ اور بار بار دربار رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حاضری سے بہرہ ور فرمائے اور آخری وقت مدینے میں دوگز زمین عطا فرمائے۔

فیضان رمضان وقرآن

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ مکی مدنی سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں'' روزہ اور قرآن بندے کے لئے شفاعت کریں گے۔ روزہ عرض کرے گا اے ربِّ کریم! میں نے کھانے اور خواہشوں سے دن

میں اسے روک دیا۔ میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرما۔قرآن کہے گا: میں نے اسے رات میں سونے سے باز رکھا، میری شفاعت اس کے لئے قبول فرما۔ چنانچہ دونوں کی شفاعتیں قبول ہو جائیں گی''۔ (مشکوٰۃ،ص۱۷۳)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! روزہ رکھنا بظاہر انسان کے لئے تکلیف دہ ہوتا ہے، نفس پر گراں گزرتا ہے، اسی طرح دن بھر تھک کر رات میں قیام کرنا بھی طبیعت پر دشوار گزرتا ہے، لیکن اگر کوئی بندۂ مومن چند دنوں کی تکلیف کو برداشت کرے اور روزہ اور تلاوت قرآن کو نہ چھوڑے تو کل بروز قیامت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ ہمارے سفارشی ہوں گے اور اللہ رب العزت ان کی سفارش کو قبول فرما کر ہم کو بہشت کا حقدار بنا دے گا۔لہٰذا ہم کو چاہئے کہ روزہ اور تلاوت قرآن مقدس کی پابندی کی کوشش کریں اور ان کو اپنا شفیع بنائیں۔

برکات ماہ رمضان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی طرف نظر فرماتا ہے اور جب اللہ عزوجل کسی بندہ کی طرف نظر فرمائے گا تو اسے کبھی عذاب نہ دے گا اور ہر روز دس لاکھ کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے اور جب انتیسویں رات ہوتی تو مہینے بھر میں جتنے آزاد کئے ان کے مجموعے کے برابر اس ایک رات میں آزاد کرتا ہے۔ پھر جب عید الفطر کی رات آتی ہے تو ملائکہ خوشی کرتے ہیں اور اللہ جل شانہ اپنے نور کی خاص تجلی فرماتا ہے۔فرشتوں سے فرماتا ہے اے گروہ ملائکہ! اس مزدور کا کیا بدلہ ہے جس نے کام پورا کیا؟ فرشتے عرض گزار ہوتے ہیں اس کو پورا اجر دیا جائے۔ اللہ جل جلالہ فرماتا ہے: میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان سب کو بخش دیا''۔

کاش پورا سال رمضان ہوتا

ابن خزیمہ نے حضرت ابو مسعود غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک طویل حدیث روایت کی اس میں یہ بھی ہے کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ''اگر بندوں کو معلوم ہوتا کہ رمضان کیا چیز ہے؟ تو میری امت تمنا کرتی کہ کاش پورا سال رمضان ہی ہو''۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث شریف سے یہ پتہ چلا کہ جو کچھ فضیلتیں ماہ رمضان المبارک کی بتائی گئی ہیں وہ تو ہیں ہی ان کے سوا بھی اس کی عظمتیں اور برکتیں بہت ہیں۔ اگر وہ ہمیں معلوم ہو جاتیں تو ہم تمنا کرتے پورا سال رمضان ہو۔ تو ہم کو چاہئے کہ ماہ رمضان المبارک کا احترام کریں اور دونوں جہاں کی برکتوں سے مالا مال ہوں۔ اللہ رب العزت ہم سب کو ماہ رمضان المبارک کی برکتوں سے مالا مال فرمائے۔ آمین

شیاطین قید میں

جب رمضان المبارک تشریف لاتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں اور شیاطین زنجیروں میں جکڑ دئے جاتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ رحمت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ (بخاری جلد اول ص ۲۵۵)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ ''اشعۃ اللمعات'' جلد دوم میں اس حدیث کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں کہ '' آسمان کے دروازے کھول دئے جانے کا مطلب یہ ہے کہ پے در پے رحمت کا بھیجا جانا اور بغیر کسی رکاوٹ کے بارگاہ الٰہی میں اعمال کا پہونچنا اور دعا کا قبول ہونا۔ اور جنت کے دروازے کھول دئے جانے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ

روزے دار کو نیک اعمال کی توفیق اور حسنِ قبول عطا فرماتا ہے۔ اور دوزخ کے دروازے بند کئے جانے کا مطلب یہ ہے کہ روزہ داروں کے نفوس اور دلوں کو ممنوعات شرعیہ کی آلودگی سے پاک کرنا اور گناہوں پر ابھارنے والی چیزوں سے نجات پانا اور دل سے لذّتوں کے حصول کی خواہشات کا توڑنا۔ اور شیاطین کا زنجیروں میں جکڑ دیئے جانے کا معنیٰ یہ ہے: برے خیالات کے راستوں کا بند ہونا۔

جنت کو سنوارا جاتا ہے

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! رمضان المبارک کی کیا عظمت وشان ہے کہ اس کی آمد کیلئے جنت کو سجایا جاتا ہے اور حوریں مزین وآراستہ ہو کر اپنے اپنے خاوندوں کو پیارے الفاظ سے بلاتی ہیں۔

چنانچہ سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آقائے رحمت سراپا رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ''بیشک جنت ابتدائے سال سے آئندہ سال تک رمضان شریف کے لئے آراستہ کی جاتی ہے۔ فرمایا جب پہلا دن آتا ہے تو جنت کے پتوں سے عرش کے نیچے ہوا سفید اور بڑی آنکھوں والی حوروں پہ چلتی ہے تو وہ کہتی ہیں کہ اے پروردگار! ہمارے لئے ان کو شوہر بنا جن سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اوران کی آنکھیں ہم سے ٹھنڈی ہوں''۔

سحری وافطار کا بیان

رسول گرامی وقار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے ''سحری کھاؤ کہ سحری کھانے میں برکت ہے ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں میں فرق سحری کا لقمہ ہے''۔ (بخاری ومسلم)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ضرور ضرور سحری کھا کر اپنے مسلمان اور غلامان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہونے کا مظاہرہ کرو۔ سحری

کی فضیلت میں ایک اور ارشاد رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سنو اور جھوم جاؤ۔

طبرانی اوسط میں اور ابن حبان صحیح میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ''اللہ اور اس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر درود بھیجتے ہیں''۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس سے بڑھ کر کیا فضیلت ہوگی کہ سحری ہم کھائیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے معصوم فرشتے سحری کھانے والوں پر درود بھیجیں۔

اور امام احمد ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول ہاشمی علیہ التحیۃ والثنا ارشاد فرماتے ہیں ''سحری کل کی کل برکت ہے اسے نہ چھوڑنا اگر چہ ایک گھونٹ پانی ہی پی لے کیونکہ سحری کھانے والوں پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے دورد بھیجتے ہیں''۔ (امام احمد)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! یہ سب برکتیں اس لئے بتائی جارہی ہیں تاکہ کسی بھی طرح امت سحری کے لئے بیدار ہو اور تھوڑا سا پانی ہی سہی ضرور پی لے اگر ہم نے اس سنت پر عمل کیا تو ہم اللہ کی برکتوں اور مولیٰ کی رحمتوں کے حقدار ہو جائیں گے۔

افطار میں جلدی

احمد و ترمذی و ابن خزیمہ و ابن حبان حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: میرے بندوں میں مجھے زیادہ پیارا وہ ہے جو افطار میں جلدی کرتا ہے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ بات چیت اور دیگر کاموں میں مصروف نہیں رہنا چاہئے اگر وقت افطار ہو جائے تو فوراً افطار کرلو کہ افطار میں جلدی کرنے والا اللہ عزوجل کو پیارا ہے۔

اسی طرح ایک اور ارشاد رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ملاحظہ فرمائیں۔

طبرانی اوسط میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ عزوجل افطار میں جلدی کرنے اور سحری میں دیر کرنے کو پسند فرماتا ہے۔"

افطار میں جلدی کرنا مستحب ہے، مگر افطار اس وقت کرے کہ غروب کا غالب گمان ہو، جب تک گمان غالب نہ ہو افطار نہ کرے اگرچہ مؤذن نے اذان کہہ دی ہے اور ابر کے دنوں میں افطار میں جلدی نہ چاہئے۔ (بہارِ شریعت)

افطار کرانے کی فضیلت۔

حضرت خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جو روزہ دار کا روزہ افطار کرائے یا غازی کا سامان کردے تو اسے بھی اتنا ہی ثواب ملے گا۔ (نسائی شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! جہاں روزہ رکھنا باعث ثواب ہے وہیں پر روزہ دار کو افطار کرانا بھی کارِ ثواب ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے تو ضرور روزہ افطار کرائیں اور روزہ کن چیزوں سے افطار کریں تو آیئے تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جب تم میں کوئی روزہ افطار کرے تو کھجور یا چھوہارے سے افطار کرے کہ وہ برکت ہے اور اگر نہ ملے تو پانی سے کہ وہ پاک کرنے والا ہے"

(ترمذی ۱۴۹، ابن ماجہ ۱۲۳)

اللہ عزوجل اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل ہم سب کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ماہِ رمضان کی برکتوں سے مستفیض فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم

☆☆☆☆☆

روزہ کے مسائل

مسئلہ: سحری سے فارغ ہونے کے بعد نیت کریں اور یوں کہیں "**نَوَیْتُ اَنْ اَصُوْمَ غداً لِلّٰہِ تَعَالیٰ مِنْ فَرْضِ رَمَضَانَ ھٰذا**" یعنی میں نے نیت کی اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے اس رمضان کا فرض روزہ کل رکھنے کی۔

مسئلہ: اور اگر رات میں نیت نہ کر سکے تو دن میں یہ کہے "**نَوَیْتُ اَنْ اَصُوْمَ ھٰذَا الْیَوْمَ لِلّٰہِ تَعَالیٰ مِنْ فَرْضِ رَمَضَانَ ھٰذَا** "میں نے نیت کی آج کے دن اللہ کے لئے اس رمضان کا روزہ رکھنے کی۔

نیت کسے کہتے ہیں

مسئلہ: نیت دل کے ارادہ کا نام ہے زبان سے کہنا شرط نہیں، یہاں بھی وہی مراد ہے مگر زبان سے کہہ لینا مستحب ہے۔

مسئلہ: اگر کسی کے ماہ رمضان کے کئی روزے قضا ہو گئے ہیں تو نیت میں یہ ہونا چاہئے کہ یہ روزہ فلاں رمضان کے فلاں روزے کی قضا ہے۔ اگر نیت میں سال اور دن متعین نہ کر سکے تو بھی کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ: افطار کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے "**اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَ بِکَ**

اٰمَـــــــــــــــــــــــــــــــنْـــــــــــــــــــــــــــــــتُ

وَ عَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَ عَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ'' اے اللہ! میں نے تیرے لئے روزہ رکھا اور تجھ پر ایمان لایا اور تجھ پر بھروسہ کیا اور تیرے دئے ہوئے سے افطار کیا تو تو مجھ سے اس کو قبول فرما۔

جن باتوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا

مسئلہ: بھول کر کھایا، پیا، جماع کیا روزہ نہ ٹوٹا۔ خواہ روزہ فرض ہو یا نفل۔ (بہار شریعت)

مسئلہ: مکھی، دھواں، غبار، حلق میں جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ خواہ وہ غبار آٹے کا ہی کیوں نہ ہو جو چکی پیسنے سے اڑتا ہے۔ (بہار شریعت)

مسئلہ: تیل، سرمہ لگایا تو روزہ نہ ٹوٹا اگرچہ تیل یا سرمے کا مزہ حلق میں محسوس ہوتا ہو بلکہ تھوک میں سرمہ کا رنگ بھی دکھائی دیتا ہو تب بھی روزہ نہیں ٹوٹا۔

مسئلہ: احتلام ہو جانے، یا ہم بستری کرنے کے بعد غسل نہ کیا اور اسی حالت میں پورا دن گزار دیا تو وہ نمازوں کے چھوڑ دینے کے سبب سخت گنہ گار ہوگا مگر روزہ ادا ہو جائے گا۔ (انوار الحدیث)

مسئلہ: بوسہ لیا مگر انزال نہ ہوا تو روزہ نہیں ٹوٹا۔ (بہار شریعت)

مسئلہ: عورت کی طرف بلکہ اس کی شرمگاہ کی طرف نظر کی مگر ہاتھ نہ لگایا اور انزال ہو گیا یا بار بار جماع کے خیال سے انزال ہو گیا تو روزہ نہیں ٹوٹا۔ (بہار شریعت)

مسئلہ: تل یا تل کے برابر کوئی چیز چبائی اور تھوک کے ساتھ حلق سے اتر گئی تو روزہ نہ ٹوٹا مگر اس چیز کا مزہ حلق میں محسوس ہوتا ہو تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (بہار شریعت)

جن باتوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے

مسئلہ: حقہ، سگار، سگریٹ، پان، تمباکو، پینے کھانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اگر چہ پان یا تمباکو کی پیک تھوک دی ہو کیونکہ اس کے باریک اجزا ضرور حلق میں پہونچتے ہیں۔ (بہارشریعت)

مسئلہ: دوسرے کا تھوک نگل لیا یا اپنا ہی تھوک ہاتھ پر لے کر نگل لیا تو روزہ ٹوٹ گیا۔

مسئلہ: عورت کا بوسہ لیا، چھوا، یا مباشرت کی، یا گلے لگایا، اور انزال ہوگیا تو ان حالتوں میں روزہ ٹوٹ گیا۔ (بہارشریعت)

مسئلہ: قصداً منہ بھر قے کی اور روزہ دار ہونا یاد ہے تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور اگر منھ بھر قے نہ ہو تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ (بہارشریعت)

مسئلہ: سوتے میں پانی پی لیا یا کچھ کھالیا، یا منھ کھولا تھا پانی کا قطرہ حلق میں چلا گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (بہارشریعت)

صرف قضا لازم ہے

مسئلہ: یہ گمان تھا کہ ابھی صبح نہیں ہوئی اس لئے کھالیا یا پیا یا جماع کرلیا اور بعد میں معلوم ہوا کہ صبح ہو چکی تھی تو قضا لازم ہے۔ یعنی اس روزے کے بدلے بعد رمضان ایک روزہ رکھنا پڑے گا۔ (بہارشریعت)

مسئلہ: مسافر نے اقامت کی، حیض ونفاس والی عورت پاک ہوگئی، مریض تھا اچھا ہوگیا، کافر تھا مسلمان ہوگیا، مجنون کو ہوش آ گیا، نابالغ تھا بالغ ہوگیا ان سب صورتوں میں جو کچھ دن کا حصہ باقی رہ گیا ہوا سے روزہ کی مثل گزارنا واجب ہے۔

مسئلہ: حیض ونفاس والی عورت صبح صادق کے بعد پاک ہوگئی اگر چہ ضحوۂ کبریٰ

سے پیش تر ہوا اور روزہ کی نیت کر لی تو آج کا روزہ نہ ہوا نہ فرض نہ نفل
اور مریض یا مسافر نے نیت کر لی یا مجنون تھا ہوش میں آ کر نیت کر لی تو
ان سب کا روزہ ہو گیا۔ (بہارشریعت)

مسئلہ: صبح سے پہلے یا بھول کر جماع میں مشغول تھا، صبح ہوتے ہی یاد آنے پر
فوراً جدا ہو گیا تو کچھ نہیں اور اسی حالت پر رہا تو قضا واجب، کفارہ نہیں۔
(بہارشریعت)

مسئلہ: میت کے روزے قضا ہو گئے تھے تو اس کا ولی اس کی طرف سے فدیہ ادا
کرے یعنی جب کہ وصیت کی اور مال چھوڑا ہو ورنہ ولی پر ضروری نہیں،
کر دے تو بہتر ہے۔ (بہارشریعت)

کن کن حالتوں میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے

مسئلہ: سفر، حمل اور بچہ کو دودھ پلانا اور بیماری اور بڑھاپا اور ہلاک ہونے کا ڈر اور اِکراہِ شرعی اور نقصان عقل اور جہاد یہ سب روزہ نہ رکھنے کے لئے عذر ہیں ان باتوں کی وجہ سے اگر کوئی روزہ نہ رکھے گا تو گنہ گار نہیں لیکن بعد میں جب عذر جاتا رہا تو ان چھوڑے ہوئے روزوں کا رکھنا فرض ہے۔

مسئلہ: اگر ایسا بوڑھا گرمیوں میں گرمی کی وجہ سے روزہ نہیں رکھ سکتا مگر جاڑوں میں رکھ سکتا ہے تو اب افطار کر لے اور ان کے بدلے میں جاڑوں میں رکھنا فرض ہے۔

مسئلہ: اگر فدیہ دینے کے بعد اتنی طاقت آ گئی کہ روزہ رکھ سکے تو ان روزوں کی قضا رکھنا واجب ہے فدیہ صدقۂ نفل ہو گیا۔ (قانون شریعت ص ۲۱۰)

کفارہ بھی لازم

مسئلہ: جس جگہ روزہ توڑنے کا کفارہ لازم آتا ہے اس میں شرط یہ ہے کہ رات ہی کو

روزۂ رمضان کی نیت کی ہو۔اگر دن میں نیت کی اور توڑ دیا تو لازم نہیں۔ (بہارشریعت)

مسئلہ: کفارہ لازم ہونے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ روزہ توڑنے کے بعد کوئی ایسا امر واقع نہ ہوا ہو جو روزہ کے منافی ہو یا بغیر اختیار ایسا امر نہ پایا گیا ہو جس کی وجہ سے روزہ افطار کرنے کی رخصت ہوتی۔مثلاً عورت کو اسی دن حیض یا نفاس آ گیا یا روزہ توڑنے کے بعد اسی دن ایسا بیمار ہو گیا جس میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے تو کفارہ ساقط ہو جائے گا۔ (بہارشریعت)

مسئلہ: سحری کا نوالہ منہ میں تھا کہ صبح طلوع ہوگئ یا بھول کر کھا رہا تھا نوالہ منہ میں تھا کہ یاد آ گیا اور نگل لیا دونوں صورت میں کفارہ واجب۔اگر منہ سے نکال کر پھر کھایا ہو تو صرف قضا واجب ہوگی کفارہ نہیں۔ (بہارشریعت)

روزہ توڑنے کا کفارہ

مسئلہ: روزہ توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ ممکن ہو تو ایک رقبہ یعنی باندی یا غلام آزاد کرے اور یہ نہ کر سکے مثلاً اس کے پاس نہ لونڈی، غلام ہے نہ اتنا مال کہ خریدے یا مال تو ہے مگر رقبہ میسر نہیں جیسے آج کل یہاں ہندوستان میں تو پے در پے ساٹھ روزے رکھے۔ یہ بھی نہ کر سکے تو ساٹھ مساکین کو بھر بھر پیٹ دونوں وقت کھانا کھلائے اور روزے کی صورت میں اگر درمیان میں ایک دن کا بھی چھوٹ گیا تو اب سے ساٹھ روزے رکھے، پہلے کے روزے محسوب (شمار) نہ ہوں گے اگر چہ انسٹھ رکھ چکا تھا اگر چہ بیماری وغیرہ کسی عذر کے سبب چھوٹا ہو مگر عورت کو حیض آ جائے تو حیض کی وجہ سے جتنے ناغے ہوئے یہ ناغے نہیں شمار کئے جائیں گے، یعنی پہلے کے روزے اور حیض کے بعد والے دونوں مل کر ساٹھ ہو جانے سے کفارہ ادا ہو جائے گا۔ (بہارشریعت)

انتباہ: روزہ و دیگر مسائل کی تفصیل جاننے کے لئے فتاوی رضویہ شریف، بہارشریعت

وغیرہ کا مطالعہ کریں۔

تراویح کا بیان

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ کے پیارے محبوب دانائے غیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رمضان میری امت کا مہینہ ہے۔

اس حدیث کی ایک تشریح یہ بھی کی گئی ہے کہ رمضان اللہ تعالیٰ نے میری امت کو اس لئے عطا فرمایا ہے تاکہ وہ اس میں خوب خوب عبادت کریں اور رضائے الٰہی حاصل کریں، دن میں روزہ رکھیں، رات میں نوافل ادا کریں، قرآنِ مقدس کی تلاوت کریں، اللہ کی راہ میں اپنے مال کو خرچ کریں، غریبوں، یتیموں اور مسکینوں کی مدد کر کے اللہ کی رحمتوں کے حقدار بن جائیں۔

چوں کہ پورا سال مذکورہ بالا اعمال ایک مشکل امر ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ایک ایسا مہینہ عطا فرمایا کہ کم از کم مسلمان اس مہینہ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت پر خصوصی توجہ دیں۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! جس طرح دیگر ساری عبادتیں ایک اہم مقام رکھتی ہیں اسی طرح نمازِ تراویح کی بھی فضیلتیں احادیث میں منقول ہیں اور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اس پر عمل کرنا بھی منقول ہے۔ آنے والی سطور کا بغور مطالعہ کریں اور نمازِ تراویح کو ادا کرنے کے لئے اپنے آپ کو تیار کریں۔

تراویح کا معنی

لفظِ تراویح ''تَرْوِیْحَۃٌ'' کی جمع ہے جس کا معنی ہے'' کچھ دیر آرام کرنا'' چوں کہ اس نماز میں ہر چار رکعات کے بعد اسی کی مقدار بیٹھتے ہیں اسی وجہ سے اسے تراویح کہتے ہیں۔

نبیٔ اکرم نورِ مجسم کا معمول

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بھی تراویح کا ثبوت منقول ہے جیسا کہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رمضان میں بیس رکعات تراویح پڑھتے تھے۔ (مصنف ابنِ ابی شیبہ، ج:۲،ص:۳۹۴)

تراویح پر صحابہ کرام کی مداومت

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دور میں تراویح ادا کی جاتی تھی مگر اس دور میں اس کا ایسا اہتمام نہیں کیا جاتا تھا جیسا اب کیا جاتا ہے، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں تراویح کے بیس رکعات ہونے پر اجماع ہوا اور آج تک اس پر اہلِ اسلام کا عمل ہے۔ جیسا کہ ایک روایت حضرت عبد الرحمٰن بن عبد قاری سے ہے انہوں نے بیان فرمایا کہ میں رمضان المبارک میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مسجد میں گیا، وہاں لوگ الگ الگ نماز پڑھ رہے تھے، حضرت عمر نے کہا بخدا! میں نے سوچا ہے کہ اگر ان تمام لوگوں کو ایک قاری کی اقتدا میں جمع کر دوں تو بہتر ہوگا۔ پھر حضرت ابی بن کعب کی اقتدا میں ان کو جمع کر دیا پھر ایک رات دیکھا کہ

لوگ اپنے قاری کی اقتدا میں نماز پڑھ رہے تھے، حضرت عمر نے فرمایا یہ اچھی بدعت ہےاورلوگ تراویح اولِ وقت میں پڑھتے تھے۔

تراویح کی رکعات

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! تراویح بیس رکعات صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہی کے دور سے پڑھی جارہی ہے۔ متعدد احادیث کریمہ میں یہ بات مذکور ہے کہ صحابہ کرام بیس رکعات تراویح پڑھا کرتے تھے۔اسی سلسلے کی چند احادیث ہم ذکر کررہے ہیں۔

حضرت یزید بن رومان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کَانَ النَّاسُ یَقُوْمُوْنَ فِی زَمَنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِیْ رَمَضَانَ بِثَلٰثٍ وَّ عِشْرِیْنَ رَکْعَةً'' حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں لوگ (بشمولِ وتر) تیئیس رکعت پڑھتے تھے۔(موطا)

اسی طرح ایک اور روایت ابنِ نصر نے سائب سے کی ہے کہ صحابہ کرام رمضان میں بیس رکعت قیام کرتے تھےاور حضرت عمر کے عہد میں (شدتِ قیام سے) لاٹھیوں سے ٹیک لگالیا کرتے تھے۔

اسی طرح ایک اور روایت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض اصحاب سے ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رمضان المبارک میں بیس رکعات تراویح پڑھاتے اور تین رکعت وتر۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ بالا روایتیں اوران کے علاوہ بھی روایتیں ہیں جن سے تراویح کی رکعات کے بیس ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔

تراویح کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نےفرمایا: مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَاناً وَّ اِحْتِسَاباً غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ''

جس شخص نے رمضان میں ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے قیام کیا اس کے پچھلے گناہ بخش دئے جاتے ہیں۔ (بخاری ج:ا،ص ۲۶۹)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! علامہ نووی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں قیام رمضان سے مراد تراویح ہے۔ احناف کے نزدیک تراویح کی نماز سُنتِ مؤکدہ ہے۔

مذکورہ حدیث میں اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ تراویح پڑھنا گناہوں کی معافی کا ذریعہ ہے کیوں کہ تراویح نفلی عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے ''اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّئَآتِ'' بے شک نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں۔ ہم جانے انجانے میں بے شمار گناہ کر بیٹھتے ہیں۔ اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گناہوں کی معافی کا ایک بہترین نسخہ ہمیں عطا فرمایا ایسے میں ہماری ذمہ داری ہے کہ ماہِ رمضان المبارک میں تراویح کا اہتمام کر کے اپنے گناہوں کو معاف کرائیں۔

مگر ایک بات اور یاد رہے کہ مذکورہ حدیث شریف میں گناہوں کی معافی سے مراد صغیرہ گناہوں کی معافی یا کبیرہ گناہوں میں تخفیف ہے کیوں کہ کبائر کی معافی یا توبہ سے ہوتی ہے یا شفاعت سے یا اللہ کے فضل محض سے۔ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں ماہِ رمضان المبارک میں خوب سے خوب عبادت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

تراویح میں ختم قرآن

مستحب یہ ہے کہ رمضان المبارک میں تراویح میں کم از کم ایک مرتبہ قرآنِ مقدس کا ختم کیا جائے۔ روایات میں صحابۂ کرام علیہم الرحمۃ والرضوان کا اس پر معمول بھی منقول ہے اور اس پر تاکید بھی آئی ہے۔ جیسا کہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص رمضان میں امامت کرے وہ مقتدیوں پر آسانی کرے اگر وہ آہستہ قرأت کرتا ہو تو رمضان المبارک میں ایک قرآن ختم کرے اور اگر درمیانی قرأت کرتا ہو

تو ڈیڑھ قرآن ختم کرے اور اگر تیز قرأت کرتا ہو تو رمضان المبارک میں دو ختم کرے۔

مذکورہ بالا روایت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ کم از کم تراویح میں ایک ختم کرنا چاہئے۔اسی طرح ایک اور روایت میں حضرت ابوعثمان بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رمضان میں تین قاری نماز پڑھانے کے لئے مقرر فرماتے، جو سب سے تیز قرأت کرنے والا ہوتا اس کو (ایک رکعت میں) تیس آیات پڑھنے کا حکم دیتے، درمیانی رفتار سے قرأت کرنے والے کو پچیس آیات پڑھنے کا حکم دیتے اور آہستہ قرأت کرنے والے کو بیس آیات پڑھنے کا حکم دیتے۔

لہٰذا ہمیں بھی کم از کم تراویح میں ایک ختم قرآن کر ہی لینا چاہئے اور اللہ تعالیٰ توفیق دے تو دو یا تین ختم کرلیں۔

حضور نبیٔ رحمت اور ماہِ رمضان کا آخری عشرہ

رمضان المبارک کے پورے مہینے میں نبیِ کونین صاحب قاب قوسین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خوب خوب عبادت کیا کرتے تھے لیکن رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں دیگر امور سے اپنی توجہ ہٹا کر خصوصی طور پر عبادت میں لگ جاتے۔جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رمضان کے آخری دس دنوں کے اندر جتنی عبادت کرتے تھے دوسرے ایام کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہوتی۔

اسی طرح ایک حدیث حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے وہ فرماتی ہیں "كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلّٰى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْعَشَرَ شَدَّ مِيْزَرَهٗ وَ اَحْيٰى لَيْلَهٗ وَ اَيْقَظَ اَهْلَهٗ" جب ماہِ رمضان کا آخری عشرہ آتا تھا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے تہبند کو مضبوط باندھ لیتے تھے اور رات بھر عبادت کرتے تھے اور اپنے گھر والوں کو بھی عبادت کے لئے جگاتے تھے۔

(بخاری: ج ا،ص ۲۷۱، مشکوٰۃ ۱۸۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث شریف میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جو یہ فرمایا کہ ''ماہِ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تہبند کس لیتے تھے'' علمائے کرام اس کی کئی توضیحات اور مطالب بیان فرماتے ہیں۔ تہبند کس لینے کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ خوب محنت اور کوشش سے عبادت کرتے تھے اور شب بھر جاگتے تھے اور آرام وغیرہ کا خیال نہ فرماتے تھے اور اس کا دوسرا مطلب یہ لیا گیا ہے کہ ماہِ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی ازواج کے قرب سے بھی گریز کرتے کیوں کہ ساری رات عبادت میں گزر جاتی تھی اور اعتکاف بھی ہوتا تھا۔

مذکورہ حدیث پاک میں ایک لفظ ''اَیْقَظَ اَھْلَہٗ'' بھی آیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ماہِ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود بھی عبادت کرتے اور اپنے اہل وعیال کو بھی عبادت کے لئے جگاتے تھے۔ معلوم یہ ہوا کہ ماہِ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں ہمیں خود بھی عبادت کرنا چاہئے اور اپنے اہل وعیال کو بھی عبادت کے لئے آمادہ کرنا چاہئے۔

آج ہمارا حال یہ ہے کہ ہم ماہِ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں صرف ۲۷/ویں شب کے انتظار میں ہوتے ہیں اور ۲۷/ویں کے بعد تو مسجد میں ایسا لگتا ہے کہ جیسے ماہِ رمضان المبارک رخصت ہو گیا ہو، تراویح ونماز وغیرہ میں لوگوں کی تعداد گھٹ جاتی ہے اور بازاروں میں چلنے کی جگہ نہیں ہوتی۔ یاد رکھیں! رسولِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مذکورہ سنت پر بھی عمل کی کوشش ہم سب کو کرنی چاہئے تاکہ ماہِ رمضان المبارک کی برکتوں سے صحیح طور پر فیضیاب ہو سکیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ماہِ رمضان المبارک میں اپنے اور اپنی اولاد وغیرہ کے لئے خرید وفروخت نہ کریں بلکہ مقصود یہ ہے کہ صرف اسی میں اپنا وقت

ضائع نہ کریں بلکہ عبادت وریاضت کے لئے بھی وقت نکالیں اور آخری عشرہ میں خوب سے خوب عبادت وریاضت کرنے کی کوشش کریں اور اس بات کا بھی خیال رہے کہ صرف تنہا عبادت کر کے اپنی اولاد کو کھیل کود کے لئے نہ چھوڑ دیں بلکہ ان کو عبادت کے لئے آمادہ کریں، جگائیں، قرآن شریف کی تلاوت، توبہ واستغفار، نوافل کی کثرت وغیرہ پر آمادہ کریں۔ انشاء اللہ یہ تربیت ہماری اولاد کے لئے اور ہمارے لئے بھی مفید ہوگی اور ہمارے مرنے کے بعد اولاد اگر اس پر قائم رہی تو انشاء اللہ اس کا فائدہ ہمیں بھی ضرور پہنچے گا۔

شب قدر کا بیان

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! شب قدر کی فضیلت قرآن و حدیث سے صراحۃً ثابت ہے۔ شب قدر عظمت و تقدیس فضائل و کمالات کا مخزن ہے ،شب قدر کو تمام راتوں پر فوقیت حاصل ہے کیوں کہ اس رات میں رحمت الٰہی کا نزول ہوتا ہے اور شب قدر کی اہمیت کا اندازہ اس سے بخوبی لگا سکتے ہیں کہ خالق لیل و نہار جل جلالہ نے اس کی تعریف و توصیف میں مکمل سورت نازل فرمادیا۔ ارشاد ہوتا ہے۔

اِنَّـا اَنۡزَلۡنَاهُ فِیۡ لَیۡلَةِ الۡقَدۡرِ o وَمَااَدۡرٰکَ مَا لَیۡلَةُ الۡقَدۡرِ o لَیۡلَةُ الۡقَدۡرِ خَیۡـرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ o تَـنَـزَّلُ الۡـمَلٰۤائِـکَةُ وَالرُّوۡحُ فِیۡهَا بِاِذۡنِ رَبِّهِمۡ مِنۡ کُلِّ اَمۡرٍ o سلٰمٌ قف هِیَ حَتّٰی مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ o

بے شک ہم نے اسے شب قدر میں اتارا اور تم نے کیا جانا کیا شب قدر، شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر اس میں فرشتے اور جبرئیل اترتے ہیں۔ اپنے رب کے حکم سے

ہر کام کے لئے وہ سلامتی ہے۔ صبح چمکنے تک۔ (سورۂ قدر، پ۳۰ کنزالایمان)

وجہ تسمیہ

مفسر شہیر حضرت علامہ پیر کرم شاہ ازہری علیہ الرحمہ امام زہری کا قول نقل کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: ''سُمِّيَتُ بِهَا لِلُعَظُمَةِ وَالشَّرَفِ ....لِاَنَّ الُعَمَلَ فِيُهِ يَكُونُ ذَا قَدَرٍ عِنُدَ اللّٰهِ'' اس کا نام 'لیلۃ القدر' عظمت اور شرافت کی وجہ سے رکھا گیا ہے...... کیوں کہ اعمالِ صالحہ اللہ کے نزدیک باعزت ہوتے ہیں۔

علامہ قرطبی نے اس رات کو لیلۃ القدر کہنے کی وجہ یوں بیان کی ہے ''قِيُلَ سُمِّيَتُ بِذٰلِكَ لِاَنَّهُ اَنُزَلَ فِيُهَا كِتَاباً ذَا قَدَرٍ عَلٰى رَسُولٍ ذِىُ قَدَرٍ عَلٰى اُمَّةٍ ذَاتِ قَدَرٍ'' یعنی اسے شب قدر اس لئے کہتے ہیں کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اس میں ایک بڑی قدر و منزلت والی کتاب، بڑے قدر و منزلت والے رسول پر اور بڑی قدر و منزلت والی امت کے لئے نازل فرمائی۔ (ضیاء القرآن)

شبِ قدر احادیث کے آئینہ میں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''مَنُ قَامَ لَيُلَةَ الُقَدُرِ اِيُمَاناً وَّ اِحُتِسَاباً غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنُ ذَنُبِهٖ'' جو شب قدر میں ایمان و یقین کے ساتھ قیام کرے تو اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔
(بخاری: ۱/۲۵۵، مسلم)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص محض ثواب کی نیت اور اللہ کی رضا کے لئے قیام کرے یعنی نوافل، تلاوت، ذکر و اذکار وغیرہ میں مصروف رہے تو خدائے غفار ایسے

شخص کے پچھلے گناہِ صغائر کو معاف فرما دیتا ہے اور رہے گناہِ کبائر تو وہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے۔

شب قدر کونسی رات ھے

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! شبِ قدر کون سی رات ہے؟ یہ متعین نہیں البتہ احادیث میں یہ وارد ہوا ہے کہ ماہِ رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ لہٰذا ماہِ رمضان المبارک کی ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷، ۲۹/ ویں راتوں کو شب بیداری کریں اور ان راتوں کو قیام و تلاوت و ذکر و درود میں گزاریں اگر ذمہ میں قضا نماز باقی ہو تو قضا نمازوں کو ادا کریں کیوں کہ ان راتوں کے شبِ قدر ہونے کی زیادہ امید ہے جیسا کہ مالکِ کون و مکاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے "تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ" رمضان شریف کے آخری عشرہ میں لیلۃ القدر کو تلاش کرو۔ (بخاری: ۱/۲۷۱)

دوسری حدیث پاک میں ہے کہ آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ اکثر علمائے کرام کی رائے یہ ہے کہ رمضان المبارک کی ستائیسویں رات شب قدر ہے۔

امام الائمہ کاشف الغمہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا موقف یہی ہے اور الفاظ قرآن سے بھی اس طرف اشارہ ملتا ہے۔ مثلاً سورۃ القدر میں "لیلۃ القدر" تین جگہ ارشاد ہوا اور لیلۃ القدر میں نو حروف ہیں، نو کو تین سے ضرب دینے میں حاصل ضرب ستائیس ہوتا ہے۔ (۲۷=۳X۹)

شب قدر کی علامتیں

حضور نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ رات اکائی کی ہے (یعنی اکیسویں یا تیئیسویں یا پچیسویں یا ستائیسویں یا آخری رات) یہ رات بالکل صاف

اور ایسی روشن ہوتی ہے کہ گویا چاند چڑھا ہوا ہے، اس میں سکون اور دلجمعی ہوتی ہے، نہ سردی زیادہ ہوتی ہے نہ گرمی، صبح تک ستارے نہیں جھڑتے، اس کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ اس کی صبح کو سورج تیز شعاعوں سے نہیں نکلتا بلکہ چودہویں رات کی طرح صاف نکلتا ہے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث شریف میں جو شبِ قدر کی علامتیں بیان کی گئی ہیں ان کے ذریعہ شبِ قدر کو تلاش کرنا بالکل آسان ہو گیا ہے، اب ہماری ذمہ داری بنتی ہے کہ مذکورہ علامتوں کو ذہن میں رکھتے ہوئے شب قدر کو تلاش کریں اور اس میں خوب دلجمعی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ آمین

شبِ قدر کو پوشیدہ رکھنے کی حکمتیں

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ایک دن اس غرض سے باہر تشریف لائے تاکہ ہمیں شبِ قدر کی اطلاع فرمادیں مگر دو مسلمانوں میں جھگڑا ہو رہا تھا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں اس لئے آیا تھا تاکہ تمہیں شبِ قدر کی اطلاع دوں مگر فلاں فلاں شخصوں میں جھگڑا ہو رہا تھا جس کی وجہ سے اس کی تعیین میرے ذہن سے اٹھالی گئی، کیا بعید ہے کہ یہ اٹھالینا اللہ کے علم میں بہتر ہو۔ (بخاری: ۱/۲۷۱)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ آپس کا جھگڑا اس قدر برا عمل ہے کہ اس کی وجہ سے نبیٔ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قلب مبارک سے اللہ عزوجل نے لیلۃ القدر کی تعیین اٹھالی، یعنی کون سی رات لیلۃ القدر ہے، اس کی تخصیص تو ہوگئی تھی لیکن اس کو اٹھالیا گیا۔

مگر بعض وجوہ سے اس میں بھی امت کے چند فائدے ہیں۔

☆ لیلۃ القدر کی تعیین باقی رہتی تو بعض آرام پسند اور کوتاہ طبیعتوں کے لوگ دوسری راتوں میں عبادت و ریاضت نہ کرتے۔ اب عدمِ تعیین پر طاق راتوں میں بندے عبادت وریاضت میں گزارنے کی کوشش کریں گے۔

☆ تعیین کی صورت میں ایک رات عبادت کر کے بندہ باقی راتوں کو سوسکتا تھا مگر عدمِ تعیین کی صورت میں پانچ راتیں بندہ عبادت میں گزارے گا، جس کی وجہ سے اسے شبِ قدر کی فضیلت تو حاصل ہوگی ہی ساتھ ہی ساتھ دیگر راتوں میں عبادت کرنے کا بھی اجر ملے گا اور شبِ قدر کو تلاش کرنے کا بھی اجر اسے حاصل ہوگا۔

☆ لیلۃ القدر سال میں ایک ہی رات ہے، اگر اس کی تعیین ہو جاتی تو اس میں عبادت کر لینے کے بعد دیگر راتوں کی عبادت میں اتنا لطف نہیں ملتا جتنا عدمِ تعیین کی صورت میں ملتا ہے۔

لہٰذا اللہ عزوجل نے اس کی تعیین کو اٹھالیا تا کہ اس کے بندے ماہِ رمضان المبارک کی راتوں میں خوب سے خوب عبادت کر کے اپنے مولیٰ کی خوشنودی حاصل کر سکیں۔

خاص بات تو یہ ہے کہ اللہ عزوجل فرشتوں میں تفاخر فرماتا ہے کہ دیکھو ماہِ رمضان المبارک کی راتوں میں میرے بندے کس طرح میری عبادت وریاضت کر رہے ہیں۔

بہرحال کوئی بھی وجہ ہو لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمارے حق میں بہتر ہی کیا۔ ہم کو چاہئے کہ ہم لیلۃ القدر کی تلاش میں ماہِ رمضان المبارک کی آخری طاق راتوں کو عبادت وریاضت کے ذریعہ زندہ رکھیں۔ انشاءاللہ ہمیں بے شمار نیکیاں اور فوائد میسر آئیں گے۔

شب قدر کیوں عطا ہوئی

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! شبِ قدر عطا کئے جانے کے بارے میں کئی روایتیں ملتی ہیں ایک روایت میں ہے کہ حضور نبی کونین صاحبِ قاب قوسین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بنی اسرائیل میں ایک شمعون

نامی عابد تھے جنہوں نے ہزار ماہ اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور عبادت کی۔اس پر صحابۂ کرام کو تعجب ہوا اور کہا کہ پھر ہمارے اعمال کی کیا حیثیت ہے؟اس پر اللہ تعالیٰ نے اس امت کو ایک رات عطا فرمائی جو اس غازی کی مدتِ عبادت سے بہتر ہے۔(تفسیر صاوی)

اسی سلسلے میں ایک اور روایت علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے موطا امام مالک کے حوالے سے تحریر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پچھلی امتوں کی عمریں دکھائی گئیں،آپ نے دیکھا کہ ان کے مقابل میں آپ کی امت کی عمریں کم ہیں اس سے آپ کو خوف ہوا کہ میری امت کے اعمال ان امتوں کے اعمال تک نہ پہونچ سکیں گے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو شب قدر عطا فرمایا جو ان امتوں کے ہزار ماہ کی عبادت سے بہتر ہے۔جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے"لَيۡلَةُ الۡقَدۡرِ خَيۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ"

اسی طرح ایک اور روایت حضرت علی بن عروہ سے ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے چار اشخاص کا ذکر فرمایا جنہوں نے اللہ عزوجل کی اَسّی برس عبادت کی اور ان کی زندگی کا ایک لمحہ بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں نہیں گزرا،آپ نے ان چار اشخاص میں حضرت ایوب،حضرت حزقیل،حضرت یوشع اور حضرت زکریا علیہم السلام کا ذکر فرمایا،رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ کو یہ سن کر تعجب ہوا تو جبرئیل امین علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کیا اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم! آپ کی امت کو ان لوگوں کی اَسّی سال کی عبادت سے تعجب ہوا،اللہ تعالیٰ نے آپ پر اس سے بہتر چیز نازل کردی ہے اور سورۂ قدر پڑھی اور کہا یہ اس چیز سے افضل ہے جس پر آپ کو اور آپ کی امت کو تعجب ہوا تھا۔

فرشتوں کا نزول

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! سورۂ قدر میں اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا"تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓئِكَةُ وَ الرُّوۡحُ فِيۡهَا" اس رات فرشتے اور روح آسمان سے زمین پر اترتے ہیں۔ شب قدر میں سارے فرشتے نازل ہوتے ہیں

یا ان میں سے بعض، اس سلسلے میں مفسرینِ کرام کے چند اقوال ہیں۔ بعض کا یہ کہنا ہے کہ سارے فرشتے نازل ہوتے ہیں اور بعض کا یہ کہنا ہے کہ ان میں سے بعض نازل ہوتے ہیں اور بعض کا یہ کہنا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام سدرۃ المنتہی کے سارے فرشتوں کے ساتھ نازل ہوتے ہیں۔

نزولِ ملائکہ کے حوالے سے حدیث پاک میں بھی ذکر ہے۔

جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اِذَا کَانَ لَیْلَةُ الْقَدْرِ یَنْزِلَ جِبْرِیْلُ فِیْ کُبْکُبَةٍ مِّنَ الْمَلَائِکَةِ یُصَلُّوْنَ عَلٰی کُلِّ عَبْدٍ قَائِمٍ اَوْ قَائِدٍ یَذْکُرُ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ“ یعنی لیلۃ القدر کو جبریل امین فرشتوں کے ایک جم غفیر کے ساتھ زمین پر اترتے ہیں اور ملائکہ کا یہ گروہ ہر اس بندے کے لئے دعائے مغفرت اور التجائے رحمت کرتا ہے جو کھڑے یا بیٹھے اللہ سبحانہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہوتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ جب شب قدر آتی ہے تو حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ وہ فرشتے بھی اترتے ہیں جو سدرۃ المنتہیٰ پر رہنے والے ہیں۔ اور وہ اپنے ساتھ چار جھنڈے لاتے ہیں، ایک گنبد خضریٰ پر نصب کرتے ہیں، ایک بیت القدس کی چھت پر، ایک مسجد حرام کی چھت پر نصب کرتے ہیں اور ایک طور سینا کے اوپر، اور ہر مومن مرد و عورت کے گھر پر تشریف لے جاتے ہیں اور انہیں سلام کہتے ہیں، اس رحمت سے شرابی، قاطع رحم اور سود کھانے والے محروم رہتے ہیں۔ (صاوی بحوالہ متاع آخرت)

ایک عجیب الخلقت فرشتے کا نزول

صاحبِ تفسیر روح البیان تحریر فرماتے ہیں کہ ایک فرشتہ ایسا ہے کہ جس کا سر عرش کے نیچے ہے اور دونوں پاؤں ساتوں زمینوں کی جڑوں میں، اس کے ایک ہزار سر ہیں اور ہر سر عالم دنیا سے بڑا ہے اور ہر سر میں ایک ہزار چہرے اور ہر چہرے میں ہزار منہ، ہر منہ میں ہزار زبانیں، ہر زبان سے ہزار قسم کی تسبیح و تحمید پڑھتا ہے، ہر زبان کی

بولی دوسری زبان سے نہیں ملتی، وہ منہ سے زبان کھولتا ہے تو تمام آسمان کے فرشتے اس کے ڈر سے سجدہ ریز ہو جاتے ہیں کہ کہیں اس کے چہرے کے انوار انہیں جلا نہ دیں۔ ہر صبح و شام ان تمام مونہوں سے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا ہے۔ یہ فرشتہ شب قدر میں زمین پر اتر کر رسولِ اکرم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت کے اہلِ ایمان روزہ دار مردوں اور عورتوں کے لئے طلوعِ فجر تک استغفار کرتا ہے۔ (روح البیان)

فرشتے کیوں نازل ہوتے ہیں

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آپ یہ سوچتے ہوں گے کہ آخر شب قدر میں فرشتے کیوں نازل ہوتے ہیں؟ جب کہ فرشتے خود تسبیح و تقدیس اور تہلیل کے تونگر ہیں، قیام، رکوع اور سجود ساری عبادات سے سرشار ہیں پھر انسانوں کی وہ کون سی عبادت ہے جسے دیکھنے کے شوق میں وہ انسانوں سے ملاقات کی تمنا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے اجازت طلب کر کے زمین پر نازل ہوتے ہیں؟ آیئے اس سلسلے میں چند باتیں ملاحظہ کرتے ہیں تا کہ اس رات عبادت کرنے کا جذبہ پیدا ہو۔

محدثینِ کرام نے اس کی وجہ بیان کی ہے کہ کوئی شخص خود بھوکا رہ کر اپنا کھانا کسی اور ضرورت مند کو کھلا دے یہ وہ نادر عبادت ہے جو فرشتوں میں نہیں ہوتی، گناہوں پر توبہ اور ندامت کے آنسو بہانا اور گڑگڑانا، اللہ سے معافی چاہنا، اپنی طبعی نیند چھوڑ کر اللہ کی یاد کے لئے رات کے پچھلے پہر اٹھنا اور خوفِ خدا سے ہچکیاں لے لے کر رونا، یہ وہ عبادتیں ہیں جن کا فرشتوں کے یہاں کوئی تصور نہیں کیوں کہ نہ وہ کھاتے ہیں، نہ پیتے ہیں، نہ گناہ کرتے ہیں، نہ سوتے ہیں۔

حدیثِ قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ''گناہ گاروں کی سسکیوں اور ہچکیوں کی آواز مجھے تسبیح و تہلیل کی آوازوں سے زیادہ پسند ہے'' اس لئے فرشتے یادِ خدا میں آنسو بہانے والی آنکھوں کو دیکھنے اور خوفِ خدا سے نکلنے والی آہوں کو سننے کے لئے

زمین پر اترتے ہیں۔

امام رازی علیہ الرحمہ نے اس کہ وجہ یہ بیان فرمائی کہ انسان کی عادت ہے کہ وہ علما اور صالحین کے سامنے زیادہ اچھی اور زیادہ خشوع وخضوع سے عبادت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس رات فرشتوں کو بھیجتا ہے کہ اے انسانو! تم عبادت گزاروں کی مجلس میں زیادہ عبادت کرتے ہو آؤاب ملائکہ کی مجلسوں میں خضوع اور خشوع سے عبادت کرو۔

فرشتوں کے نزول کی ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ انسان کی پیدائش کے وقت فرشتوں نے استفسار کیا تھا کہ اسے پیدا کرنے میں کیا حکمت ہے جو زمین میں فسق و فجور اور خونریزی کرے گا؟ لہٰذا اس رات اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے ان کی امیدوں سے بڑھ کر اجر وثواب کا وعدہ کیا، اس رات کے عبادت گزاروں کو زبانِ رسالت سے مغفرت کی نوید سنائی، فرشتوں کی آمد اور ان کی زیارت اور سلام کرنے کی بشارت دی تاکہ اس کے لئے یہ رات جاگ کر گزاریں، تھکاوٹ اور نیند کے باوجود اپنے آپ کو بستروں اور آرام سے دور رکھیں تاکہ جب فرشتے آسمان سے اتریں تو ان سے کہا جاسکے یہی وہ ابنِ آدم ہیں جن کی خونریزیوں کی تم نے خبر دی تھی، یہی وہ شر رخا کی ہے جس کے فسق و فجور کا تم نے ذکر کیا تھا، اس کی طبیعت اور خلقت میں ہم نے رات کی نیند رکھی ہے لیکن یہ اپنے طبعی اور خلقی تقاضوں کو چھوڑ کر ہماری رضا جوئی کے لئے رات سجدوں اور قیام میں گزار رہا ہے۔

فرشتوں کا سلام

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! حضرت امام رازی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ آخرت میں فرشتے مسلمانوں کی زیارت کریں گے اور آکر سلام عرض کریں گے ”اَلْمَلٰئِکَةُ یَدْخُلُوْنَ عَلَیْھِمْ مِّنْ کُلِّ بَابٍ سَلَامٌ عَلَیْکُمْ“ فرشتے جنت کے ہر دروازے سے ان کے پاس آئیں گے اور آکر سلام کریں گے اور لیلۃ القدر میں یہ ظاہر فرمایا کہ اگر تم میری

عبادت میں مشغول ہو جاؤ تو آخرت تو الگ رہی دنیا میں بھی فرشتے تمہاری زیارت کو آئیں گے اور آ کر سلام کریں گے۔ (شرح صحیح مسلم، علامہ غلام رسول سعیدی)

شب قدر اور تدابیرِ امور

علامہ قرطبی مجاہد کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس رات میں زندگی، موت اور رزق وغیرہ کے احکام مُدَبِّراتِ اُمور (فرشتوں) کے حوالے کر دیتا ہے۔ یہ چار فرشتے ہیں اسرافیل، میکائیل، عزرائیل اور جبرائیل علیہم السلام۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ اس سال جس قدر بارش ہونی ہے، جس قدر رزق ملنا ہے اور جن لوگوں کو جینا یا مرنا ہے اس کو لوحِ محفوظ سے نقل کر کے لکھ دیا جاتا ہے حتی کہ لیلۃ القدر میں یہ بھی لکھ دیا جاتا ہے کہ کون کون شخص اس سال بیت اللہ کا حج کرے گا، ان کے نام ان کے آباء کے نام لکھ دئے جاتے ہیں۔ نہ ان میں کوئی کمی کی جاتی ہے نہ کوئی اضافہ۔

شب قدر کی دعائیں

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اگر مجھ کو شب قدر معلوم ہو جائے تو میں اس میں کیا کروں؟ آپ نے فرمایا کہ یہ دعا پڑھا کرو۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ (مشکوٰۃ:۱۸۲)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک اور روایت اس طرح ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اگر لیلۃ القدر پالوں تو اللہ تعالیٰ سے کیا مانگوں؟ فرمایا "اس سے عافیت کے سوا کچھ نہ مانگنا" اس میں حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس دعائے مبارک کی طرف اشارہ ہے "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَ الْعَافِیَۃَ وَ الْمُعَافَاۃَ فِی الدِّیْنِ وَ الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ" اے اللہ! میں تجھ سے عفو و عافیت اور دین و دنیا و آخرت میں معافات

(عافیت) مانگتا ہوں۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ احادیثِ کریمہ میں اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جو دعائیں تعلیم فرمائیں وہ بڑی ہی معنی خیز ہیں۔ مذکورہ دعاؤں میں بندہ اپنے رب کی شان عفو و کرم کو وسیلہ بنا کر عرض کرتا ہے کہ اے اللہ تو معاف فرمانے والا ہے، معاف کرنے کو پسند فرماتا ہے بس مجھے بھی معاف فرما۔ اور دوسری دعا میں دین، دنیا اور آخرت میں عفو، عافیت، اور معافات کو طلب کرتا ہے۔

ماہِ رمضان المبارک میں اللہ رب العزت کی شانِ رحیمی و کریمی جوش پر ہوتی ہے اس لئے ہم جیسے سیاہ کاروں کو اس سنہرے موقع کو ضائع نہیں کرنا چاہئے اور رب کی رحمت سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے اس سے عفو و کرم کی بھیک مانگنی چاہئے اور شبِ قدر میں خاص اس دعا کی کثرت کرنی چاہئے کیوں کہ شب قدر کی فضیلت قرآنِ مقدس سے ثابت ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ ہم اگر شبِ قدر میں شب بیداری کا خاص اہتمام کریں اور قیام و تلاوت میں مصروف ہو جائیں تو اللہ کی ذات سے امید ہے کہ ضرور ہمارے گناہوں کو معاف بھی فرمائے گا اور کرم کی نظر بھی فرمائے گا۔

شب قدر کی نفل نماز

جو اس رات چار رکعت پڑھے اور ہر رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ، سورۂ قدر ایک مرتبہ اور سورۂ اخلاص ستائیس مرتبہ پڑھے تو اس نماز کا پڑھنے والا گناہوں سے ایسا صاف ہو جاتا ہے کہ گویا آج ہی پیدا ہوا اور اللہ جل شانہٗ اسے جنت میں ہزار محلات عطا فرمائے گا۔

ایک روایت میں ہے کہ جو کوئی ستائیسویں رمضان کو چار رکعت پڑھے اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ قدر تین مرتبہ اور سورۂ اخلاص پچاس مرتبہ پڑھے اور بعد سلام سجدہ میں جا کر ایک مرتبہ یہ پڑھے۔

”سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ“ پھر جو دعا مانگے قبول

ہوگی اور اللہ عزوجل اس کو بے انتہا نعمتیں عطا فرمائے گا اور اس کے کل گناہ بخش دے گا۔ان شاءاللہ

شب قدر سے محرومی کا نقصان

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! جہاں شبِ قدر میں شب بیداری اور عبادت کرنے کے بے شمار فوائد ہیں وہی اس میں سستی برتنے اور غفلت کا مظاہرہ کرنے میں بے شمار نقصانات بھی ہیں۔ اگر ہم نے لیلۃ القدر میں یعنی رمضان المبارک کی طاق راتوں میں قیام وتلاوت کا اہتمام نہ کیا تو اس کا نقصان بھی ملاحظہ فرمائیں کہ حدیث شریف میں فرمایا گیا ’’مَنْ حُرِمَهَا فَقَدْ حُرِمَ الْخَيْرَ كُلَّهُ وَ لَا يُحْرَمُ خَيْرَهَا اِلَّا كُلُّ مَحْرُوْمٍ‘‘ یعنی جو شخص شب قدر سے محروم ہوگیا گویا پوری بھلائی سے محروم ہوگیا اور شب قدر کی خیر سے وہی محروم ہوتا ہے جو کامل محروم ہو۔(ابنِ ماجہ)

حدیث شریف سے یہ واضح ہوگیا کہ شبِ قدر میں غفلت نہیں برتنی چاہئے بلکہ اپنے آپ کو عبادت کے لئے خوب تیار کرنا چاہئے کیوں کہ اللہ کریم چند گھنٹوں کی عبادت کے عوض اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل ہزار مہینوں کی عبادت سے زیادہ ثواب عطا فرماتا ہے۔کم نصیب ہے وہ شخص جو چند گھنٹے بھی اپنے رب کے حضور عبادت کے لئے قربان کرنے کو تیار نہ ہو۔

اگلی امتوں کی عمریں زیادہ ہوتی تھیں اور وہ عبادت وریاضت کی کثرت کرتے تھے۔اللہ عزوجل نے اس امت پر کرم فرمایا کہ ان کو شبِ قدر عطا فرمادی اور ایک شبِ قدر کی عبادت کا درجہ ہزار مہینوں کی عبادت سے زیادہ کردیا۔کم وقت اور محنت بھی کم لیکن ثواب میں لمبی عمر والوں سے بھی زیادہ یہ انعام واکرام صرف رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل ہی ہے اگر بندہ اس کے باوجود بھی غفلت برتے تو اس پر افسوس ہے۔

لیلۃ القدر میں خوب عبادت وریاضت کے ساتھ ساتھ اپنے اہل وعیال اور

دوست واحباب کو بھی اس پر آمادہ کرو۔ انشاءاللہ لیلۃ القدر میں جاگنا اپنی قسمت کو جگانے کا ذریعہ بن جائے گا اور جو دعاء نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تعلیم فرمائی اس دعا کی کثرت کرو یعنی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی بارگاہِ بے کس پناہ میں اپنے گناہوں سے معافی مانگو اس لئے کہ آخرت کا معاملہ بہت ہی کٹھن ہے انشاءاللہ شب قدر کی برکت سے اللہ تبارک و تعالیٰ آخرت کی ساری پریشانیوں کو آسان فرمادے گا۔

اعتکاف کا بیان

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسانوں کو محض اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا جیسا کہ خود اس کا ارشاد ہے ''وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ'' میں نے جن اور انسان کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا۔

عبادت کہتے ہیں ''اللہ تبارک وتعالیٰ کی بندگی کرنے اور اس کے احکام کے بجا لانے'' کو۔ عبادت کا مفہوم بہت وسیع ہے۔ ہم نماز پڑھتے ہیں، روزہ رکھتے ہیں، حج کرتے ہیں، عمرہ کرتے ہیں، زکوٰۃ وصدقات ادا کرتے ہیں، غریبوں کی مدد کرتے ہیں، مدارسِ اسلامیہ کی تعمیر، مسجدوں کی تعمیر اور اپنی جائز کمائی سے طالبانِ علومِ دینیہ کا تعاون کرتے ہیں یہ ساری چیزیں عبادت میں شمار ہوتی ہیں اور ان کے علاوہ بھی عبادت کے بے شمار طریقے ہیں۔

ماہِ رمضان المبارک میں جہاں ہمیں اور دیگر عبادتوں کا اہتمام کرنا ہے وہیں اس میں اعتکاف کرنے کی بھی کوشش کرنی ہے۔ ہم اعتکاف کے حوالے سے چند باتیں

تحریر کر رہے ہیں تاکہ اس کے پڑھنے کے بعد دلوں میں اعتکاف کرنے کا جذبہ پیدا ہو۔

اعتکاف کا لغوی اور شرعی معنی

اعتکاف کا لغوی معنی علامہ اصفہانی نے ''تعظیم کی نیت سے کسی چیز کے پاس ٹھہرنا'' بیان فرمایا ہے اور شریعت میں عبادت کی نیت سے مسجد میں ٹھہرنے کو اعتکاف کہتے ہیں۔ (شرح صحیح مسلم:۲۲۰)

نبی کون و مکاں کا معمول

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرماتے تھے، نافع کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مجھے وہ جگہ دکھائی جہاں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعتکاف کرتے تھے۔ (ایضا:۱:۳۷۱)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں ''اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَعْتَکِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتّٰی تَوَفَّاہُ اللّٰہُ'' رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رمضان المبارک کے آخری دس دن میں اعتکاف کیا کرتے تھے یہاں تک کہ رفیقِ اعلیٰ سے جا ملے۔ (بخاری:۱/۲۷۱)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ بالا احادیث میں ''کَانَ یَعْتَکِفُ'' کا لفظ آیا ہے جو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اعتکاف پر مداومت اور استمرار پر دلالت کرتا ہے۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالاستمرار اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔

اعتکاف کے ذریعہ شبِ قدر کی تلاش

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے رمضان کے پہلے عشرہ میں اعتکاف کیا پھر ترکی خیمہ کے اندر درمیانی عشرہ میں اعتکاف کیا پھر سر مبارک خیمہ سے نکال کر فرمایا میں نے اس رات کی تلاش میں پہلے عشرہ کا اعتکاف کیا پھر درمیانی عشرہ کا اعتکاف کیا پھر میرے پاس آنے والا آیا اور مجھے بتایا گیا کہ وہ رات آخری عشرہ میں ہے تو جس نے میرے ساتھ اعتکاف کیا وہ آخری عشرہ میں بھی اعتکاف کرے۔

مجھے یہ رات دکھائی گئی تھی پھر بھلادی گئی میں نے اس رات کی صبح اپنے آپ کو گیلی مٹی میں سجدہ کرتے دیکھا لہٰذا تم اسے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اس رات بارش ہوئی اور مسجد کی چھت ٹپکنے لگی اور میری آنکھوں نے رسول کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اکیسویں کی صبح کو دیکھا کہ آپ کی پیشانی پر گیلی مٹی کا اثر تھا۔ (بخاری: ۱/۱۷۲)

اعتکاف کے فضائل

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے معتکف کے بارے میں ارشاد فرمایا ''وہ گناہوں سے باز رہتا ہے اور نیکیوں سے اس کو اس قدر ثواب ملتا ہے جیسے اس نے تمام نیکیاں کیں۔ (ابنِ ماجہ)

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے رمضان میں دس دنوں کا اعتکاف کرلیا تو ایسا ہے جیسے دو حج اور دو عمرے کئے۔ (بیہقی)

آقائے نعمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں خلوص کے ساتھ اعتکاف کرے اللہ عزوجل اس کے نامۂ اعمال میں ہزار سال کی عبادت کا ثواب درج فرمائے گا اور اس کو قیامت کے دن اپنے عرش کے

سائے میں جگہ عنایت فرمائے گا۔

اعتکاف کے اقسام

اعتکاف کی تین قسمیں ہیں۔(۱)واجب(۲)سنتِ مؤکدہ(۳)نفل

اعتکافِ واجب: اعتکافِ واجب نذر کی وجہ سے ہوتا ہے۔اس کی دوصورتیں ہیں۔ اول یہ کہ بندہ یہ نذر مانے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ایک دن یا ایک ہفتہ یا ایک ماہ اعتکاف کروں گا۔ دوم یہ کہ یہ نذر مانے کہ میرا فلاں کام ہوجائے تو متعینہ ایام میں اعتکاف کروں گا۔تو اس صورت میں اعتکاف واجب ہوجائے گا۔(کتب فقہ)

اعتکافِ سنتِ مؤکدہ: رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف سنتِ مؤکدہ کفایہ ہے کہ اگر شہر کے ایک شخص نے بھی کرلیا تو سارے لوگ بریٔ الذمہ ہوجائیں گے اوراگر کسی نے نہ کیا تو سب جواب دہی کے مستحق ہوں گے۔ (بہارِ شریعت)

اعتکافِ نفل: مذکورہ بالا دواقسام کے علاوہ اعتکاف کی جتنی بھی صورتیں ہیں وہ اعتکافِ نفل ہیں۔

اعتکاف واجب ، سنتِ مؤکدہ اور نفل میں فرق

اعتکافِ واجب،سنتِ مؤکدہ اور نفل میں فرق یہ ہے کہ اعتکافِ واجب اور سنتِ مؤکدہ میں روزہ شرط ہے کہ بغیر روزہ کے یہ اعتکاف نہیں مانے جائیں گے مگر نفل اعتکاف میں روزہ شرط نہیں ہے بلکہ وہ ایک گھنٹہ دو گھنٹہ، ایک دن دو دن کا بھی ہوتا ہے۔اسی لئے بہتر یہ ہے کہ جب کبھی مسجد میں داخل ہوں تو اعتکاف کی نیت کرلیں یا اپنی زبان سے ان الفاظ کو دہرالیں ”بِسْمِ اللّٰهِ دَخَلْتُ وَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ نَوَيْتُ سُنَّتَ الْاِعْتِكَافِ،،اس کے بعد اگر مسجد میں بیٹھے بھی رہیں گے تو عبادت کا ثواب نامۂ اعمال میں لکھا جاتا رہے گا۔

اعتکافِ واجب اور سنت مؤکدہ میں بلا عذر مسجد سے نکلنے کی صورت میں اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے مگر اعتکافِ نفل میں بلا عذر بھی مسجد سے نکل سکتے ہیں پھر جب

دوبارہ مسجد میں داخل ہوں گے تو اعتکاف شروع ہوجائے گا۔

اعتکاف میں کئے جانے والے اعمال

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ویسے تو ہم اعتکاف میں عبادت کا کوئی بھی کام کر سکتے ہیں مگر مندرجہ ذیل مخصوص اعمال کریں تو بہتر ہے۔

☆ نمازِ پنجگانہ کی باجماعت صفِ اول میں تکبیرِ اولیٰ کے ساتھ پابندی کریں۔
☆ عمامہ شریف باندھ کر نماز پڑھیں۔
☆ روزانہ کم از کم ۳ر پارے قرآنِ مقدس کی تلاوت کریں تاکہ اعتکاف ختم ہونے کے ساتھ ساتھ قرآن بھی ختم ہوجائے۔
☆ قرآنِ مقدس کا ترجمہ اور تفسیر کنز الایمان سے مطالعہ کریں۔
☆ مقررہ وقت میں علمائے اہلِ سنت کی چند مخصوص کتابوں کا مطالعہ کریں جن کے ذریعہ علمِ دین حاصل ہو۔
☆ اگر ممکن ہو تو چند مخصوص لوگوں سے مقررہ اوقات میں پند و نصیحت کی باتیں کریں۔
☆ مخصوص وقت میں درود شریف کا ورد کریں۔
☆ رات میں نوافل کی کثرت کریں۔
☆ ہر کام سنت کے مطابق کریں۔
☆ نمازِ تہجد، اشراق، چاشت، اوابین وغیرہ نوافل پڑھیں۔
☆ اگر ذمہ میں قضا نمازیں باقی ہوں تو انہیں ادا کریں۔
☆ توبہ واستغفار کریں۔
☆ اپنے اور ساری امتِ مسلمہ کے فلاح و بہبود کی دعا کریں۔
☆ اپنی زندگی میں انقلاب پیدا ہونے اور ساری عمر عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم میں گزرنے اور موت کے وقت ایمان پر خاتمہ ہونے کی دعا کریں۔
انشاء اللہ اعتکاف میں مذکورہ بالا اعمال کرنے کی برکت سے ہم نیکیوں کا ذخیرہ اپنے دامن میں اکٹھا کرلیں گے اور ہمیں عبادت میں لطف بھی آئے گا۔ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں ان تمام اعمال کی توفیق عطا فرمائے۔

اعتکاف میں کئے جانے والے چند اوراد و وظائف

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اوراد و وظائف ہمارے اسلاف کا معمول رہا ہے، اس کے بے شمار فوائد و فضائل ہیں، سب سے بڑا فائدہ تو یہ ہے کہ یہ بھی اللہ عزوجل کے ذکر کا ایک اہم ذریعہ ہیں اور ذکر خدا کے حوالے سے خود خدائے کریم کا ارشاد ہے "اَلاَ بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ" خبردار اللہ کے ذکر ہی میں دلوں کا اطمینان ہے۔
ویسے تو ہمیں ہر دن اور ہر رات کے لئے چند وظائف مقرر کرلینا چاہئے کہ اس کی پابندی کریں مگر ماہِ رمضان المبارک میں جب ہم نے اعتکاف کی نیت کرلی اس وقت ہمیں خصوصا مندرجہ ذیل اوراد کی کثرت کرنی چاہئے۔ ہم چند وظائف ان کے فضائل و فوائد کے ساتھ تحریر کررہے ہیں۔
☆ حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جو کوئی ہر روز سات مرتبہ اس آیت کو پڑھے گا "فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ" اللہ تعالیٰ اس کے آخرت کے امر مہم کو کفایت کرے گا۔ خواہ وہ اس قول میں سچا ہو یا جھوٹا۔ یعنی خواہ توکل رکھتا ہو یا نہیں۔
☆ کسی نے خواب میں عتبہ غلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے فرمایا میں اس دعا کے باعث جنت میں داخل ہوا "اَللّٰھُمَّ یَا ھَادِیَ الْمُضِلِّیْنَ وَ یَا اَرْحَمَ الْمُذْنِبِیْنَ وَ مُقْبِلَ عَثَرَاتِ الْعَاثِرِیْنَ اِرْحَمْ عَبْدَکَ ذَاالْخَطَرِ الْعَظِیْمِ وَ

الْمُسْلِمِیْنَ کُلِّھُمْ اَجْمَعِیْنَ فَاجْعَلْنَا مَعَ الْاَحْیَاءِ الْمَرْزُوْقِیْنَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ مِنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَ الشُّھَدَاءِ وَ الصَّالِحِیْنَ آمِیْنَ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ"

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس جگہ میں نماز پڑھوں اس جگہ میرا بیٹھا رہنا اور نماز سے لے کر آفتاب نکلنے تک ذکرِ الٰہی کرنا مجھے اس بات سے محبوب تر ہے کہ چار غلام آزاد کروں۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث شریف کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ہمیں خصوصاً اعتکاف کی حالت میں نماز کے بعد ان کلمات کو بکثرت دہرالینا چاہئے "اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَیْہِ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ"

ماہِ رمضان المبارک کی آخری شب کیسے گزاریں

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ماہِ رمضان المبارک میں ہم روزہ رکھتے ہیں، نوافل پڑھتے ہیں، تراویح کا اہتمام کرتے ہیں، قرآن مقدس کی تلاوت کرتے ہیں، غریبوں کی مدد کرتے ہیں، روزہ داروں کو افطاری کراتے ہیں، اپنے اہل وعیال پر خوب دل کھول کر خرچ کرتے ہیں۔ یقیناً ان اعمال میں بے حد ثواب اور بے شمار فوائد ہیں لیکن جیسے ہی ہم عید کا چاند دیکھتے ہیں یہ تصور کرتے ہیں کہ سارے اعمال خیر سے ہمیں چھٹکارا ملا، عید کا چاند دیکھتے ہی ہم بازاروں میں نکل جاتے ہیں اور قسم قسم کی اشیاء خریدنے میں مشغول ہوجاتے ہیں اور اکثر لوگوں کا حال یہ ہوتا ہے کہ ماہِ رمضان المبارک کا چاند دیکھتے ہی گویا وہ اللہ عزوجل کو بھول گئے ہوں، پورا مہینہ عبادت اور نیکی میں گزارنے کے بعد عید کا چاند دیکھتے ہی نمازوں کو ترک کر کے دیگر اعمال میں مشغول ہوجاتے ہیں۔

ہمیں کبھی یہ خیال نہیں آتا کہ کیا ہم نے ماہِ رمضان المبارک کی اس طرح قدر کی ہے جس طرح اس کی قدر کرنے کا حق بنتا ہے، کیا ہم نے اس میں اس طرح عبادت

کی ہے جس طرح عبادت کرنی چاہیے۔شبِ عید ماہِ رمضان المبارک میں کی جانے والی نیکیوں کا بدلہ لینے کی شب ہے اگر ہم اسی شب میں اللہ سے غافل ہو جائیں گے تو یہ کتنی کم نصیبی کی بات ہوگی۔لہٰذا اس حدیث کو پڑھو اور شبِ عید میں ماہِ رمضان المبارک میں اپنے سارے اعمال کا تجزیہ اور احتساب کرو۔

اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب عید الفطر کی رات آتی ہے ملائکہ خوشی مناتے ہیں اور اللہ عزوجل اپنے نور کی خاص تجلی فرماتا ہے، فرشتوں سے فرماتا ہے اے گروہِ ملائکہ اس مزدور کا کیا بدلہ ہے جس نے اپنا کام پورا کر لیا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں اس کو پورا اجر دیا جائے۔اللہ عزوجل فرماتا ہے میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اس کو بخش دیا۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس حدیث کو پڑھنے کے بعد رمضان کی آخری شب ہمیں اپنا احتساب کرنا چاہیے کہ ہم نے پورے ماہ میں کتنی نیکی کی ہے اور آج جو نیکیوں کا صلہ ملنے کی شب ہے اس میں ہم کتنے اجر کے حقدار ہیں۔اگر ہم نے ماہِ رمضان المبارک میں بھرپور عبادت کی ہے تو ٹھیک ہے اور اگر ہم سے عبادت میں کوتاہی ہوگئی ہے تو پھر اب کون سی خوشی ہمیں ہے جس کی اتنی دھوم دھام سے تیاری کرنے جارہے ہیں، ہمیں تو اپنی کوتاہیوں پر افسوس و ندامت کرنا چاہیے تھا کہ افسوس صد افسوس ہم سے ماہِ محترم رمضان کا حق ادا نہیں ہوسکا۔

صحابۂ کرام اور بزرگانِ دین کی حیاتِ طیبہ کا اگر ہم مطالعہ کریں تو ہم پر یہ بات واضح ہو جائے گی کہ وہ حضرات رمضان المبارک کے مہینے میں بے شمار نیکیاں کرنے کے باوجود عید کے دن کتنا افسوس کیا کرتے تھے اور ان کو یہ فکر ستایا کرتی تھی کہ کیا ہم نے رمضان المبارک کا حق ادا کر دیا ہے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے منقول ہے کہ آپ عید کے دن گوشۂ تنہائی میں بیٹھ کر اتنا روئے کہ ریشِ مبارک تر ہوگئی، لوگوں نے دریافت کیا تو فرمایا جس کو یہ معلوم نہ ہو کہ اس کے روزے

قبول ہوئے یا نہیں وہ عید کیسے منائے۔ (مواعظِ حسنہ)

اسی طرح حضرت صالح رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے منقول ہے کہ وہ عید کے دن اپنے اہل وعیال کو اکٹھا کرتے اور سب مل کر روتے، لوگوں نے دریافت کیا کہ آپ کیوں ایسا کرتے ہیں؟ فرمانے لگے میں غلام ہوں، اللہ تعالیٰ نے ہمیں نیکی کرنے اور برائی سے بچنے کا حکم فرمایا ہے ہمیں معلوم نہیں کہ وہ ہم سے پورا ہوا یا نہیں، عید کی خوشی منانا اسے مناسب ہے جو عذابِ الٰہی سے امن میں ہو۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! وہ حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جن کے حوالے سے سید کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ان کی نیکیاں آسمان کے ستاروں کے برابر ہیں اور حضرت صالح رحمۃ اللہ علیہ جو اللہ کے برگزیدہ بندے ہیں ان حضرات کا یہ حال ہے کہ اس تصور سے رو رہے ہیں کہ کیا خبر ماہِ رمضان المبارک کے روزے قبول ہوئے ہیں یا نہیں، اللہ کے حکم کی تکمیل ہوئی یا نہیں، اللہ ہم سے راضی ہوا یا نہیں۔ لیکن ہمارا حال یہ ہے کہ ہمارے دل میں کبھی یہ خیال بھی پیدا نہیں ہوتا اور ہم رمضان کے رخصت ہوتے ہی رقص وسرور میں مدہوش ہو کر اللہ عزوجل کو بھول جاتے ہیں۔

میرے عرض کرنے کا مقصد یہ نہیں ہے کہ عید نہ منائی جائے۔ یقیناً عید منانی چاہئے مگر ساتھ ہی ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ کے ذکر سے غافل نہیں ہونا چاہئے۔ چاہے خوشی کا موقع ہو یا غم کا۔ جیسا کہ حضور تاجدارِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اَوَّلُ مَنْ یُدْعٰی اِلَی الْجَنَّۃِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ الَّذِیْنَ یَحْمَدُوْنَ اللّٰہَ فِی الْبَأسَآءِ وَالضَّرَّآءِ'' جنہیں قیامت کے دن سب سے پہلے جنت کی طرف بلایا جائے گا وہ ہوں گے جو خوشی وغم میں اللہ عزوجل کی حمد کرتے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کو اس شب میں یاد کرنے کی فضیلت حدیثِ پاک میں اس طرح مروی ہے کہ حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سے روایت کی ہے کہ جو عیدین کی راتوں میں قیام کرے اس کا دل اس دن نہ مرے گا جس دن لوگوں کے دل مریں گے۔

دوسری روایت میں اس طرح منقول ہے کہ اصبہانی معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جو پانچ راتوں میں شب بیداری کرے اس کے لئے جنت واجب ہے۔ ذی الحجہ کی آٹھویں، نویں اور دسویں شب، عید الفطر کی رات اور شعبان کی پندرہویں رات یعنی شبِ برأت۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! نبیٔ صادق ومصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مذکورہ بالا احادیث کریمہ میں شبِ عید میں قیام یعنی رات میں جاگ کر عبادت کرنے کی فضیلت بیان فرمادی، پہلی حدیث میں یہ ارشاد فرمایا کہ جب سارے لوگوں کے دل مردہ ہوں گے اس وقت اس شخص کا دل زندہ رہے گا جو شخص اس رات میں جاگ کر عبادت کرتا ہے اور دوسری روایت میں یہ فرمایا کہ جو اس رات میں عبادت کرے گا اس کے لئے جنت واجب ہو جائے گی۔ اب مجھے بتائیے کہ کون شخص زندہ دلی نہیں چاہتا یقیناً ہم میں کا ہر شخص یہ چاہے گا کہ اس کا دل زندہ ہو۔

زندگی زندہ دلی کا نام ہے   مردہ دل کیا خاک جیا کرتے ہیں

اسی طرح ہر شخص جنت بھی چاہتا ہے مگر جنت حاصل کرنے کے لئے گناہ نہیں بلکہ نیکیاں کام آتی ہیں، ہمارا تو یہ حال ہے کہ گناہ پہ گناہ کرتے جاتے ہیں اور یہ تصور کرتے ہیں کہ جنت ہمارے نام سے ہی بنائی گئی ہے۔ یاد رکھیں کہ جہنم اللہ تعالیٰ نے تیار کر رکھا ہے ان لوگوں کے لئے جو اس کی اطاعت نہیں کرتے ہیں۔ ایک عربی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

تَصِلُ الذُّنُوبَ اِلَى الذُّنُوبِ وَ اَنْتَ تَرْتَجِی
دَرْکَ الْجِنَانِ بِهَا وَ فَوْزَ الْعَابِدِ
وَ نَسِيْتَ اَنَّ اللّٰهَ اَخْرَجَ آ
دَماً مِنْهَا بِذَنْبٍ وَّاحِدٍ

یعنی تم گناہ پہ گناہ کئے جا رہے ہو اور اس سے جنت اور عبادت کرنے والے کی طرح کامیابی کی امید رکھتے ہو، کیا تم یہ بھول گئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو فقط ایک خطاءِ اجتہادی کی وجہ سے جنت سے نکال دیا تھا۔

لہٰذا ہمیں شبِ عید بھی اللہ کی یاد میں اور گناہوں سے اپنے آپ کو بچاتے ہوئے گزارنا چاہیۓ۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

عید الفطر کا بیان

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ماہِ رمضان المبارک کے گزرنے کے فورا بعد خدائے تعالیٰ ہمیں عید منانے کا موقع عطا فرماتا ہے یہ اس کا کتنا بڑا احسان ہے لیکن افسوس امت مسلمہ عیدِ سعید کے حقیقی مفہوم سے ناواقف ہے۔ ہمارا خیال یہ ہے کہ اس میں صرف ہمیں دو رکعت نماز ادا کرنے کے بعد گھوم پھر کے اور فضول کاموں میں اسے گزار دینا ہے، حتی کہ بعض نوجوان دوگانہ ادا کرنے کے فورا بعد گھومنے پھرنے کی جگہوں، سنیما ہالوں اور پکنک Picnic کی جگہوں کی طرف روانہ ہو جاتے ہیں اور ماہِ رمضان جو ہمیں گناہوں سے روکنے کے لئے آیا تھا اور ہمیں تقویٰ کا درس دینے آیا تھا اس کے گزر جانے کے بعد تقویٰ کا تصور ہی ہمارے دل سے ختم ہو جاتا ہے۔ یاد رکھیں! اسلام خوشی منانے کا حکم دیتا ہے مگر وہ خوشی جس میں شریعت مطہرہ کے

احکام کی خلاف ورزی کی جائے اسلام اس کی ہرگز اجازت نہیں دیتا۔ ہمیں عید کا دن کیسے گزارنا چاہئے مندرجہ ذیل سطور کو پڑھیں اور عمل کرنے کی کوشش کریں۔

عید منانا کب سے شروع ہوا

ابو داؤد حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے اس زمانے میں اہلِ مدینہ سال میں دو دن خوشی مناتے تھے (مہرگان دیروز) فرمایا یہ کیا دن ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا جاہلیت میں ہم ان دنوں میں خوشی مناتے تھے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان کے بدلے میں ان سے بہتر دو دن تمہیں دئے، عید الاضحیٰ اور عید الفطر۔

عید کا دن کیسے گزاریں

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اسلام دینِ فطرت ہے اس نے اپنے ماننے والوں کو حیات کے ہر لمحہ کے لئے اصول اور ضابطہ مہیا فرمایا ہے، عید منانے کے اصول عطا فرمائے ہیں۔ اسلاف کرام کی تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اس مبارک دن بکثرت اللہ کی عبادت کرتے تھے، غریبوں کی غمخواری کرتے، یتیموں، بیواؤں کا سہارا بنتے وغیرہ وغیرہ۔ اللہ رب العزت ہمیں بھی ان پاک باز نفوسِ قدسیہ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

نماز عید کا طریقہ

پہلے اس طرح نیت کرے کہ نیت کی میں نے دو رکعت نماز عید الفطر یا عید الاضحیٰ کی چھ تکبیروں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے لئے (مقتدی یہ بھی کہے: پیچھے اس امام کے) منہ میرا طرف کعبہ شریف کے۔ پھر دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھائے اور اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندلے اور ثنا پڑھے۔ پھر کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ چھوڑ دے۔ پھر کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ چھوڑ دے پھر کانوں تک ہاتھ

اٹھائے اور اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لے۔ چوتھی تکبیر کے بعد امام آہستہ سے اعوذ باللہ و بسم اللہ پڑھ کر بلند آواز سے الحمد اور کوئی سورہ پڑھے اور رکوع وسجدہ سے فارغ ہو کر دوسری رکعت میں پہلے الحمد اور کوئی سورہ پڑھے پھر تین بار کانوں تک ہاتھ اٹھا کر ہر بار اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ چھوڑ دے اور چوتھی تکبیر میں بلا ہاتھ اٹھائے تکبیر کہتا ہوا رکوع میں چلا جائے اور باقی نماز دوسری نمازوں کی طرح پوری کرے۔ سلام پھیرنے کے بعد امام دو خطبے پڑھے پھر دعا مانگے۔ پہلے خطبہ کر شروع کرنے سے پہلے امام نو بار اور دوسرے کے لئے سات بار اور ممبر سے اترنے سے پہلے چودہ بار اللہ اکبر آہستہ سے کہے کہ یہ سنت ہے۔ (درمختار جلد اول ص ۵۶۱)

غریبوں کا خیال رکھیں

یوں تو دینِ اسلام نے ہر لمحہ غریب پروری، مفلسوں کی مدد اور یتیموں اور مسکینوں کی فریادرسی کا درس دیا ہے، خصوصا عید کے دن انہیں نہ بھولنا چاہئے۔ اسی لئے بانیٔ اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عید کی نماز ادا کرنے سے پہلے صدقۂ فطر ادا کرنے کا حکم فرمایا تاکہ مسلمان اس خوشی کے موقع پر اپنے غریب بھائیوں کو بھی یاد رکھیں اور اپنی خوشی میں انہیں بھی شریک کر لیں۔ اب صدقۂ فطر کے حوالے سے چند مسائل ملاحظہ کریں۔

☆ صدقۂ فطر ہر مسلمان آزاد مالکِ نصاب پر جس کی نصاب حاجتِ اصلیہ سے فارغ ہو، واجب ہے۔ اس میں عاقل بالغ ہونے کی شرط نہیں۔ نابالغین کا صدقہ ان کے ولیوں پر واجب ہے۔

☆ صدقۂ فطر شخص پر واجب ہے، مال پر نہیں۔ لہٰذا اگر کوئی شخص مر گیا تو اس کے مال سے صدقۂ فطر واجب نہیں۔

☆ صبح صادق شروع ہونے کے بعد جو بچہ پیدا ہوا یا جو کافر مسلمان ہوا یا جو فقیر غنی ہوا

اس پر صدقۂ فطر واجب نہ ہوا۔

☆ صبح صادق شروع ہونے سے پہلے کافر مسلمان ہوگیا یا بچہ پیدا ہوا یا جو فقیر تھا وہ غنی ہو گیا تو صدقہ فطر واجب ہے۔ اسی طرح جو صبح صادق شروع ہونے کے بعد مرا اس پر صدقۂ فطر واجب ہے۔ خلاصہ یہ کہ صدقۂ فطر صبح صادق شروع طلوع ہوتے ہی واجب ہو جاتا ہے۔

☆ صدقہ فطر واجب ہونے کے لئے روزہ رکھنا شرط نہیں ہے، اگر کسی عذر، سفر، بیماری، بڑھاپے کی وجہ سے یا (معاذ اللہ) بلا عذر روزہ نہ رکھا تب بھی اس پر واجب ہے۔

☆ صدقۂ فطر انہیں کو دینا جائز ہے جن کو زکوٰۃ دینا جائز ہے، جن کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے انہیں فطرہ بھی نہیں دے سکتے۔ (بہارِ شریعت)

☆ صدقہ فطر کی مقدار یہ ہے کہ گیہوں یا اس کا آٹا یا ستو آدھا صاع، کھجور یا منقیٰ یا جو یا اس کا آٹا یا ستو ایک صاع۔ گیہوں یا جو دینے سے ان کا آٹا دینا افضل ہے اور اس سے افضل یہ ہے کہ ان کی قیمت دے۔

اعلیٰ درجہ کی تحقیق اور احتیاط یہ ہے کہ صاع کا وزن تین سو اکیاون روپیہ بھر ہے اور آدھا صاع کا وزن ایک سو پچھتر روپیہ اٹھنی بھر اوپر ہے۔ یعنی اسی بھر کے نمبری سیر سے جو آج کل ہندوستان کے اکثر بڑے شہروں میں رائج ہے، ایک صاع چار سیر سوا چھ چھٹانک کا ہوتا ہے اور آدھا صاع دو سیر سوا تین چھٹانک کا ہوتا ہے۔ آسانی اور زیادہ احتیاط اس میں ہے کہ گیہوں سوا دو سیر نمبری یا جو ساڑھے چار سیر نمبری ایک ایک شخص کی طرف سے دیں۔ نئے پیمانے سے نصف صاع گیہوں کا وزن دو کلو گرام اور تقریباً ۴۷ رگرام ہوگا۔

عید کے دن یہ باتیں مستحب ہیں

حجامت بنوانا، ناخن کاٹنا، غسل کرنا، مسواک کرنا، اچھے کپڑے پہننا (نیا ہو تو نیا

ورنہ صاف ستھرا دھلا ہوا) عمامہ باندھنا، انگوٹھی پہننا، خوشبو لگانا، صبح کی نماز محلّہ کی مسجد میں پڑھنا، عیدگاہ جلد جانا، نماز سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا، عیدگاہ کو پیدل جانا، دوسرے راستے سے واپس آنا، نماز کو جانے سے پہلے چند کھجوریں کھالینا، تین پانچ یا سات یا کم و بیش مگر طاق عدد میں ہوں۔ کھجوریں نہ ہوں تو کچھ میٹھی چیز کھالے۔

خوشی ظاہر کرنا، کثرت سے صدقہ دینا، عیدگاہ کو اطمینان و وقار سے اور نیچی نگاہ کئے جانا، آپس میں مبارک باد دینا یہ سب باتیں عید کے دن مستحب ہیں۔

ان باتوں سے پرہیز کریں

اب ہم چند ایسی چیزوں کا ذکر کرنے جارہے ہیں جو ہمارے معاشرے میں رائج ہیں مگر شریعت کی رو سے ان کا کرنا کسی طور پر درست نہیں بلکہ دنیا و آخرت میں تباہی کا سبب ہیں۔

☆ عید کا دن آنے پر عام طور پر مسلمان سنیما، ڈراما، سرکس وغیرہ دیکھنے جاتے ہیں۔
☆ بعض مسلمان عید کے دن شراب نوشی، جوا وغیرہ کھیلتے ہیں۔
☆ بعض جگہوں پر گانے وغیرہ لگا کر لڑکوں کے ساتھ ساتھ لڑکیاں بھی ناچتی ہیں۔
☆ بعض جگہوں پر پٹاخے وغیرہ پھوڑے جاتے ہیں۔
☆ بعض لوگ غیر مسلموں کی باقاعدہ اہتمام کے ساتھ دعوت کرتے ہیں اور انہیں بھی اپنے اس مقدس تہوار میں شریک کرنا چاہتے ہیں۔
☆ بعض جگہوں پر باقاعدہ ٹی۔وی لگا کر لوگوں کو جمع کر کے لوگ فلمیں دیکھتے ہیں۔(معاذ اللہ)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ امور کا ارتکاب سراسر اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ناراضگی کا سبب بنتے ہیں، مذکورہ افعالِ مذمومہ وقبیحہ کے ارتکاب سے ہم ہرگز فلاحِ دارین کی ابدی سعادتوں کو حاصل نہیں کرسکیں گے۔ فلاح وکامیابی تو اللہ عزوجل اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی

اطاعت وفرمانبرداری میں ہے۔

اے اللہ! ہم سب کو اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیاری سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما۔ (آمین)

☆☆☆

برکاتِ قربانی

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ماہِ ذی الحجہ اسلامی سال کا سب سے آخری مہینہ ہے اور قرآنِ پاک میں جن چار مہینوں کے حرمت والے ہونے کا تذکرہ ہے، ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔ قرآنِ مقدس میں اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا "اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ مِنْهَا اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ" بے شک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں اللہ کی کتاب میں جب سے اس نے آسمان وزمین بنائے، ان میں چار حرمت والے ہیں۔ (پ۱۰، سورۂ توبہ آیت ۳۶)

حرمت والے چار مہینے، رجب، ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم ہیں۔ مگر دیگر مہینوں پر ماہِ ذی الحجہ کی عظمت وفضیلت چند وجوہات سے ہے۔ یہ اجتماعِ عظیم کا مہینہ ہے کیوں کہ اس ماہ میں دنیا کے ہر گوشے سے مسلمان حجِ بیت اللہ اور زیارتِ خانۂ کعبہ کے لئے حدودِ حرم میں داخل ہو جاتے ہیں، یہ صبر کا مہینہ ہے کہ مسلمان عرفات کے میدان میں تپتی ہوئی دھوپ میں وقوفِ عرفہ کرتے اور بے شمار صعوبتوں کے باوجود محض رضائے الٰہی کے واسطے ''لَبَّیْکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ'' کا نعرہ بلند کرتے ہوئے خدائے وحدہٗ لا شریک کی بزرگی اور برتری بیان کرتے ہیں، یہی وہ مہینہ ہے جس میں مسلمان اللہ عزوجل کی برگزیدہ بندی حضرتِ ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یاد مناتے ہوئے صفا اور مروہ کی سعی کرتے ہیں۔

اسی طرح اس کی فضیلت اس طور پر بھی ہے کہ قرآنِ مقدس میں اللہ عزوجل نے اس ماہ کے عشرۂ اولیٰ کی قسم یاد فرمائی ہے چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے ''وَالْفَجْرِ وَ لَیَالٍ عَشْرٍ'' اس صبح کی قسم اور دس راتوں کی۔ (پ۳۰، سورۂ فجر آیت ۲،۱)

ایک تفسیر کے مطابق یہاں صبح سے مراد پہلی ذوالحجہ کی صبح ہے اور یہاں ''لَیَالٍ عَشْرٍ'' کے بارے میں حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ان راتوں سے مراد ذوالحجہ کی پہلی دس راتیں ہیں۔

احادیثِ مبارکہ میں بھی اس ماہ کے فضائل بیان کئے گئے ہیں، خصوصاً اس کے پہلے عشرہ کی متعدد فضیلتیں وارد ہیں۔

عشرۂ ذی الحجہ احادیث کے آئینہ میں

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کے پیارے رسول دانائے خفایا وغیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ''مَا مِنْ اَیَّامٍ اَلْعَمَلُ فِیْھِنَّ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ مِنْ ھٰذِہِ الْاَیَّامِ الْعَشَرَۃِ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَ لاَ الْجِھَادُ

فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ قَالَ وَ لاَ الْجِھَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِہٖ وَ مَالِہٖ فَلَمْ یَرْجِعْ مِنْ ذٰلِکَ بِشَیْئٍ'' کوئی ایسا دن نہیں جس میں اللہ کے نزدیک ان دنوں سے زیادہ کوئی نیکی محبوب ہو۔ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کی راہ میں جہاد کرنا بھی؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! اللہ کی راہ میں جہاد کرنا بھی مگر جب کہ کوئی شخص اپنی جان اور مال لے کر اللہ کی راہ میں نکلا اور ان میں سے کچھ لے کر بھی واپس نہ آیا۔ (مشکوٰۃ شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے کفار ومشرکین سے جہاد کرتا ہے، اس کے بدن پر زخم آتے ہیں وہ انہیں برداشت کرتا ہے، اسے تکلیف ہوتی ہے وہ صبر کرتا ہے اور اپنی پیاری جان کا نذرانہ پیش کر کے مجاہد کا عظیم رتبہ حاصل کرتا ہے مگر اس کے باوجود جو شخص ذی الحجہ کے دس دن اللہ عزوجل کی عبادت اور اس کی طاعتوں میں گزار دے اس کی یہ نیکیاں مجاہد فی سبیل اللہ کی نیکیوں پر غالب ہوجاتی ہیں۔

عشرۂ ذی الحجہ کی عبادات

حضرت شیخ ابوالبرکات نے بالاسناد بیان فرمایا کہ حضرت عطا بن ابی رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے خود سنا کہ حضرتِ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمارہی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک شخص گانا سننے کا بہت دلدادہ تھا لیکن ذی الحجہ کا چاند دیکھ کر صبح سے روزہ رکھ لیتا تھا، اس کی اطلاع حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہونچی، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو بلا کر لاؤ، وہ شخص حاضرِ خدمت ہوا، آپ نے دریافت فرمایا کہ تم ان دنوں کے روزے کیوں رکھتے ہو؟ (کون سی ایسی چیز ہے جس نے تم کو ان دنوں کے روزوں پر ابھارا) اس نے عرض کیا یارسول اللہ! یہ دن حج کے ہیں اور عبادت کے ہیں اور میری خواہش

ہے کہ اللہ ان کی دعا میں مجھے بھی شریک کر دے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم جو روزے رکھتے ہو اس کے ہر روزے کے عوض تم کو سو غلام آزاد کرنے، قربانی کے لئے حرم میں سو اونٹ بھیجنے اور جہاد میں سواری کے لئے سو گھوڑے دینے کا ثواب ہوگا۔ (غنیۃ الطالبین)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! عشرۂ ذی الحجہ کے روزے نفلی ہیں، ایسا نہیں کہ اگر کوئی شخص نہ رکھے تو گنہگار ہوگا، خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو ان دنوں میں روزہ رکھتے ہیں اور خدائے وحدہ لاشریک کی خوشنودی حاصل کرتے ہیں ہمیں بھی کوشش کرنی چاہئے کہ ان ایام میں روزے رکھ کر مذکورہ بالا فضائل و برکات کو حاصل کریں۔ اللہ عزوجل ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

دن کو روزے رات کو قیام

حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول تاجدر مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "**مَا مِنْ اَيَّامٍ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ اَنْ يُّتَعَبَّدَ لَهٗ فِيْهَا مِنْ عَشَرِ ذِى الْحِجَّةِ يَعْدِلُ صِيَامُ كُلِّ يَوْمٍ مِّنْهَا بِصِيَامِ سَنَةٍ وَّ قِيَامُ كُلِّ لَيْلَةٍ مِّنْهَا بِقِيَامِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ**" اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ دن جس میں اس کی عبادت کی جائے، ذی الحجہ کے دس دن ہیں کہ اس کے ہر دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر اور ہر رات کا قیام شبِ قدر کے قیام کے برابر ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

حضرت شیخ ابو البرکات نے بالاسناد حضرتِ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے عشرۂ ذی الحجہ کی کسی تاریخ کو رات بھر عبادت کی تو گویا اس نے سال بھر حج اور عمرہ کرنے والے کی سی عبادت کی اور جس نے عشرۂ ذی الحجہ کے روزے رکھے تو گویا اس نے پورے سال عبادت کی۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! کتنی عظیم فضیلت ہے ذی الحجہ کے عشرہ کی کہ بندہ ایک روزہ رکھے اور مولیٰ عزوجل ایک سال کے روزے کا ثواب عنایت فرمائے، بندہ ایک رات قیام وعبادت میں گزارے اور مولیٰ عزوجل شبِ قدر میں عبادت کرنے کا ثواب عطا فرمائے۔ شبِ قدر جس میں عبادت کرنا ایک ہزار راتوں کی عبادت سے بڑھ کر ہے، بندہ بڑی آسانی کے ساتھ عشرۂ ذی الحجہ کی کسی شب میں عبادت کر کے وہ فضیلت حاصل کرسکتا ہے۔

عشرۂ ذی الحجہ اور اعمالِ صالحہ

جو شخص ان دس ایام کی عزت وقدر کرتا ہے اللہ تعالیٰ یہ دس چیزیں اس کو مرحمت فرما کر اس کی عزت افزائی کرتا ہے۔

۱۔ اس کی عمر میں برکت عطا فرماتا ہے۔

۲۔ اس کے مال میں برکت عطا فرماتا ہے۔

۳۔ اس کے اہل وعیال کی حفاظت فرماتا ہے۔

۴۔ اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے۔

۵۔ نیکیوں میں اضافہ فرماتا ہے۔

۶۔ نزع میں آسانی پیدا فرما دیتا ہے۔

۷۔ ظلمت میں روشنی عطا فرمائے گا۔

۸۔ میزان میں سنگینی (وزن) کر دیتا ہے۔

۹۔ دوزخ کے طبقات سے نجات عطا فرماتا ہے۔

۱۰۔ جنت کے درجات پر عروج عطا فرماتا ہے۔

جس نے اس عشرہ میں کسی مسکین کو کچھ خیرات دی اس نے گویا اپنے پیغمبروں کی سنت پر صدقہ دیا، جس نے ان دنوں میں کسی کی عیادت کی اس نے اولیاء اللہ اور

ابدال کی عیادت کی، جو کسی کے جنازہ کے ساتھ گیا گویا اس نے شہیدوں کے جنازہ میں شرکت کی، جس نے کسی مومن کو اس عشرہ میں لباس پہنایا اللہ تعالیٰ اس کو اپنی طرف سے خلعت پہنائے گا، جو کسی یتیم پر مہربانی کرے گا اللہ تعالیٰ اس پر عرش کے نیچے مہربانی فرمائے گا، جو شخص کسی عالم کی مجلس میں اس عشرہ میں شریک ہوا وہ گویا انبیا اور مرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کی مجلس میں شریک ہوا۔ (غنیۃ الطالبین)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! عشرۂ ذی الحجہ کی عزت کرنے سے مراد یہ ہے کہ ان دس ایام میں فرائض و واجبات کی پابندی کے ساتھ ساتھ حتی الامکان نفلی عبادتیں کرتا رہے۔ اگر ہم نے یقیناً اس ماہ کی عزت کی تو مذکورہ بالا فرمان کے مطابق ہمیں بے شمار برکتیں میسر آئیں گی۔

عشرۂ ذی الحجہ اور انبیائے کرام

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! شیخ ابوالبرکات نے بالاسناد حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: ذی الحجہ کے اول عشرہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرتِ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توبہ قبول فرمائی اور ان کو اپنی رحمت سے نوازا، اس وقت وہ عرفہ میں تھے۔ عرفہ میں حضرتِ آدم علیہ الصلوٰۃ و السلام نے اپنی خطا کا اعتراف کرلیا تھا۔

اسی عشرہ میں حضرتِ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی دوستی سے نوازا (اپنا دوست اور خلیل بنایا) اسی عشرہ میں حضرتِ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کعبہ کی بنیاد رکھی۔ اسی عشرہ میں حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کلام کی عزت عطا ہوئی۔ اسی عشرہ میں حضرتِ داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لغزش معاف کی گئی۔ (غنیۃ الطالبین)

یوم عرفہ کی فضیلت اور اس کا روزہ

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! یوم عرفہ یعنی

نویں ذی الحجہ کے بارے میں حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عرفہ سے زیادہ کوئی دن افضل نہیں۔ عرفہ کے دن اللہ تبارک وتعالیٰ آسمانِ دنیا کی طرف خاص تجلی فرماتا ہے اور زمین والوں کے ساتھ آسمان والوں پر مباہات کرتا ہے، ان سے فرماتا ہے: میرے بندوں کو دیکھو کہ پراگندہ سر، گردآلود، دھوپ کھاتے ہوئے، دور دور سے میری رحمت کے امیدوار حاضر ہوئے۔ تو عرفہ کے دن سے زیادہ، جہنم سے آزاد ہونے والے کسی دن میں نہیں دیکھے گئے۔ (بزاز، ابن خزیمہ)

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عرفہ سے زیادہ کسی دن میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو جہنم سے آزاد نہیں فرماتا پھر ان کے ساتھ ملائکہ پر مباہات فرماتا ہے۔

(مسلم، نسائی، ابن ماجہ)

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: مجھے اللہ پر گمان ہے کہ عرفہ کا روزہ ایک سال قبل اور ایک سال بعد کے گناہ مٹا دیتا ہے۔ (مسلم، ابوداؤد، ترمذی)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوم عرفہ کے روزے کو ہزاروں دن کے روزوں کے برابر قرار دیتے ہیں اور دو سالوں کے گناہوں کی معافی۔ ایک سال گزشتہ اور ایک سال آئندہ کی۔

(فتاویٰ رضویہ، ج۴، ص۶۵۹)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ بالا احادیثِ مبارکہ سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

۱۔ عرفہ کے دن اللہ عزوجل آسمانِ دنیا کی طرف خاص تجلی فرماتا ہے۔

۲۔ آسمان والوں سے زمین والوں پر فخر کا اظہار فرماتا ہے۔

۳۔ عرفہ کے دن اللہ عزوجل کثیر تعداد میں گنہگاروں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے۔

۴۔ عرفہ کے دن روزہ رکھنا ایک سال پیچھے اور ایک سال آگے کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔
۵۔ عرفہ کے دن روزہ رکھنا ہزاروں سال کے روزوں کے برابر ہے۔

لہٰذا ہمیں یومِ عرفہ جیسی نعمتِ عظیمہ کی قدر کرتے ہوئے اس دن روزہ رکھنا چاہئے اور اللہ کی اس نعمت سے بھرپور استفادہ کرنا چاہئے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ماہِ ذی الحجہ کی عظمت اور فضیلت اس وجہ سے اور بڑھ جاتی ہے کہ اس کی نسبت اللہ عزوجل کے دو برگزیدہ پیغمبر (حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام) سے ہے اور اس ماہ میں اللہ کی راہ میں ان کی دی ہوئی قربانی کی یاد کو تازہ کیا جاتا ہے۔

ماہِ ذی الحجہ کا چاند دیکھتے ہی سارے مسلمان قربانی کی تیاری میں لگ جاتے ہیں اور اللہ کی رضا کے لئے اس کی راہ میں مالی قربانی کے لئے تیاری کرنے لگتے ہیں مگر اکثر مسلمان قربانی کی حقیقت وحکمت سے باخبر نہیں جس کی وجہ سے وہ قربانی کی برکتوں سے محروم رہتے ہیں۔ لہٰذا ہم قربانی کے حوالے سے چند سطور تحریر کر رہے ہیں تاکہ ان کو پڑھ کر مسلمان قربانی کی حقیقت وحکمت سے آشنا ہوں اور قربانی کا جذبہ مزید پختہ ہو جائے۔

نبی اکرم کو قربانی کا حکم

اللہ عزوجل نے قرآنِ مقدس میں ارشاد فرمایا ''اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ o فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَ انۡحَرۡ o اِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الۡاَبۡتَرُ'' اے محبوب! بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائی، تو تم اپنے رب کے لئے نماز پڑھو اور قربانی کرو بے شک جو تمہارا دشمن ہے وہی ہر خیر سے محروم ہے۔ (پ۳۰ سورۂ کوثر)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس سورت میں اللہ جل مجدہ الکریم نے سب سے پہلے اس بات کا ذکر فرمایا کہ ہم نے نبی اکرم صاحبِ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں اور پھر ہم انہیں یہ حکم فرما رہے ہیں کہ وہ میرے لئے نماز پڑھیں اور قربانی کریں۔

اس ترتیب سے اس بات کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ اللہ عزوجل کی عطا کردہ نعمتوں پر شکر ادا کرنے کا بہترین ذریعہ نماز ہے اور اس کے بعد قربانی کرنا۔

قربانی کا معنی

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! لفظِ قربانی جو اردو میں استعمال کیا جاتا ہے اس کو عربی زبان میں ''قُربَانٌ'' کہتے ہیں جیسا کہ قرآنِ مقدس میں موجود ہے ''حَتّٰی یَأتِینَا بِقُربَان تَأْکُلُهُ النَّارُ'' (پ۴، آیت ۱۸۳)

لفظِ قربان ''قُرب'' سے بنا ہے جس کا معنی ہے قریب ہونا۔ تو گویا قربانی اللہ عزوجل سے قریب ہونے کا ایک ذریعہ ہے کہ جو لوگ صدق دل سے خلوص کے ساتھ قربانی کرتے ہیں وہ لوگ اللہ عزوجل سے قریب ہو جاتے ہیں۔

قربانی کیا ہے؟

حضرتِ زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب نے عرض کیا یا رسول اللہ! ''مَا هٰذِهِ الْاَضَاحِیُ قَالَ سُنَّةُ اَبِیْکُمْ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَالُوْا فَمَا لَنَا فِیْهَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بِکُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةٌ قَالُوْا فَالصُّوْفُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بِکُلِّ شَعْرَةٍ مِّنَ الصُّوْفِ حَسَنَةٌ'' یہ قربانیاں کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: تمہارے باپ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے، انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارے لئے اس میں کیا ہے؟ آپ نے

فرمایا ہر بال کے برابر نیکی ہے۔ صحابہ نے عرض کیا بھیڑ کے بال؟ آپ نے فرمایا بھیڑ کے بال کے ہر سوت کے برابر نیکی ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

حقیقتِ قربانی

شمس الائمہ امام سرخسی حنفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں، مالی عبادت دو قسم کی ہیں، ایک بہ طریقِ تملیک ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کسی کو کوئی چیز دے دینا) جیسے صدقات و زکوٰۃ وغیرہ اور ایک بطریقِ اتلاف ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کسی چیز کو ہلاک کر دینا) جیسے غلام آزاد کرنا۔ قربانی میں یہ دونوں قسمیں جمع ہو جاتی ہیں، اس میں جانور کا خون بہا کر اللہ کا قرب حاصل کیا جاتا ہے، یہ اتلاف ہے اور اس کے گوشت کو صدقہ کیا جاتا ہے، یہ تملیک ہے۔

قربانی کب سے شروع ہوئی

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! فرمانِ باری تعالیٰ ہے "وَ لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ" اور ہر امت کے لئے ہم نے ایک قربانی مقرر فرمائی کہ اللہ کا نام لیں اس کے دئے ہوئے بے زبان چوپایوں پر۔ (پ ۱۷ رکوع ۱۱، آیت ۳۴)

پتہ چلا کہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں قربانی پیش کرنے کا رواج بہت پہلے سے چلا آرہا ہے، مگر قبل از اسلام اس کی صورت دوسری تھی، وہ اس طور پر کہ جو قربانی اللہ عزوجل کی بارگاہ میں مقبول ہو جاتی تھی تو ایک سفید رنگ کی بغیر دھوئیں والی آگ شراٹے مارتی ہوئی آسمان سے اترتی تھی اور مقبول قربانی کو جلا کر خاک کر جاتی تھی، جسے لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھتے تھے۔ حتی کہ لوگ جھگڑے کی صورت میں اپنی حقانیت بھی اسی طرح ثابت کرتے تھے کہ جو سچا ہوتا تھا اس کی قربانی کو آگ جلا جاتی تھی، جھوٹے کی قربانی یوں ہی پڑی رہتی تھی، چنانچہ جب ہابیل و قابیل عقلیمہ نامی ایک عورت کے

بارے میں جھگڑے کہ وہ کس کے لئے حلال ہے تو ان دونوں نے قربانیاں پیش کیں جسے انہوں نے پہاڑ پر رکھ دیا، ہابیل کی قربانی قبول ہوئی کہ اسے غیبی آگ جلا گئی، قابیل کی قربانی رد کر دی گئی کہ اسی طرح رہی۔ مگر امتِ محمدیہ کو یہ بھی ایک خصوصیت حاصل ہے کہ وہ اپنی قربانی کے گوشت کو خود کھا سکتے ہیں۔

حضرتِ ابراھیم کا خواب

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرتِ ابراھیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قربانی کے واقعہ کو قرآنِ مقدس میں اس طرح بیان فرمایا، فرمانِ خداوندی ہے ''فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ o فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْۤ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْۤ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى'' تو ہم نے اسے خوشخبری سُنائی ایک عقلمند لڑکے کی پھر جب وہ اس کے ساتھ کام کے قابل ہو گیا کہا اے میرے بیٹے! میں نے خواب دیکھا میں تجھے ذبح کرتا ہوں، اب تو دیکھ تیری کیا رائے ہے؟ (پ۲۳ سورۂ صافات آیت۱۰۲)

مروی ہے کہ حضرت ابراھیم علیہ السلام نے آٹھویں ذوالحجہ کی رات کو خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا کہ اپنے بیٹے کو ذبح کیجئے۔ جب صبح کو اٹھے تو سارا دن اسی شش و پنج میں گزرا کہ نا معلوم یہ حکم واقعی من جانب اللہ ہے یا وسوسہ ہے۔ اسی لئے اس دن کا نام ''يَوْمِ تَرْوِيَه'' (سوچ کا دن) ہے۔ پھر نویں ذی الحجہ کو خواب میں اسی طرح کا حکم سُنا تو صبح کو اُٹھے تو یقین کیا کہ واقعی یہ حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اسی لئے اس دن کا نام ''يومِ عَرَفَه'' (پہچاننے کا دن) ہے۔ پھر یہی خواب دسویں ذی الحجہ کی شب کو دیکھا تو صبح اُٹھ کر عزم کیا کہ صاحبزادے کو ضرور ذبح کروں گا۔ اس لئے اس دن کا نام ''يَوْمُ النَّحْرُ'' (قربانی کا دن) رکھا گیا۔ (روح البیان، تفسیر مظہری)

انبیائے کرام کے خواب

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس بات پر اہل سنت و جماعت کا اتفاق ہے کہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے خواب بھی وحیِ الٰہی ہوا کرتے ہیں۔ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث نقل فرمائی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا "اَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْیِ الرُّئْیَا الصَّالِحَةُ فِی الْمَنَامِ" سب سے پہلے سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جو وحی نازل ہوئی وہ بذریعۂ خواب تھی۔ اسی طرح حضرتِ ابراہیم علیہ السلام پر بھی بذریعۂ خواب وحی نازل کی گئی کہ وہ حضرتِ اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ذبح کریں۔

انبیائے کرام کی آنکھیں سوتی ہیں مگر دل بیدار رہتے ہیں جیسا کہ بخاری شریف میں ایک مقام پر روایت ہے "اَلْاَنْبِیَآءُ تَنَامُ اَعْیُنُهُمْ وَ لَا تَنَامُ قُلُوْبُهُمْ" انبیائے کرام کی آنکھیں سوتی ہیں مگر دل بیدار ہوتے ہیں۔

حضرتِ اسماعیل کی رضامندی

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! جب حضرتِ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ السلام کو خواب کے ذریعہ اللہ کی جانب سے یہ حکم ہو گیا کہ وہ اپنے لختِ جگر کو اللہ کی راہ میں قربان کر دیں تو آپ نے حضرتِ اسماعیل علیہ السلام کو اس خواب اور حکمِ خداوندی سے آگاہ فرمایا، حضرتِ اسماعیل علیہ السلام کی حکمِ خداوندی پر رضامندی کے حوالے سے قرآنِ پاک ارشاد فرماتا ہے "قَالَ یٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ" کہا اے میرے باپ کیجئے جس بات کا آپ کو حکم ہوتا ہے، خدا نے چاہا تو قریب ہے آپ مجھے صابر پائیں گے۔

حضرتِ اسماعیل علیہ الصلوٰۃ السلام جانتے تھے کہ ایک نہ ایک دن موت کا آنا یقینی ہے تو کیوں نہ اس جان کو اللہ کے حکم کے آگے سرِ تسلیم خم کرتے ہوئے قربان کر دیا

جائے۔اسی لئے حضرتِ اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی جان کی قربانی پیش کرنے پر راضی ہو گئے۔

حقیقت یہ ہے کہ اللہ عزوجل کی جانب سے حضرتِ اسماعیل علیہ السلام کی آزمائش اور وہ بھی اتنی عظیم آزمائش کہ ان سے انہیں کی جان کو قربان کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے اور وہ اپنی جان کو قربان کرنے کے لئے راضی ہیں، محض اس لئے کہ یہ اللہ عزوجل کا حکم ہے اور حکمِ خدا کی پابندی بندوں کا فریضہ ہوتا ہے۔ہمیں بھی اللہ عزوجل آزماتا ہے، ہمارا بھی اس دنیا میں امتحان ہوتا ہے، کبھی ہمیں فقر و فاقہ میں مبتلا کر دیا جاتا ہے، کبھی ہماری نظروں کے سامنے ہمارا لختِ جگر، نورِ نظر دم توڑ دیتا ہے، کبھی ہمیں بیماریوں سے دوچار کر دیا جاتا ہے، کبھی مصائب و آلام میں گرفتار کر دیا جاتا ہے اور اس وقت اگر ہم صبر وضبط کا مظاہرہ کریں تو ہمیں کیا انعام ملے گا اس کے حوالے سے فرمانِ خداوندی ہے "وَ بَشِّرِ الصَّابِرِیْنَ o اَلَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْھُمْ مُّصِیْبَۃٌ قَالُوْآ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ o اُولٰٓئِکَ عَلَیْھِمْ صَلَوَاتٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَ رَحْمَۃٌ وَّ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُھْتَدُوْنَ" اور خوشخبری سنا ان صبر والوں کو کہ جب ان پر کوئی مصیبت پڑے تو کہیں ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی طرف پھرنا۔یہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی درودیں ہیں اور رحمت اور یہی لوگ راہ پر ہیں۔ (پ۲،سورۂ بقرہ آیت ۱۵۶)

لہٰذا اگر ہم ان فضائل کو پانا چاہتے ہیں تو ضروری ہے کہ ہم آنے والی مصیبتوں پر صبر کا مظاہرہ کریں اور اسوۂ خلیل و اسماعیل علیہما السلام کو اپنانے کی کوشش کریں۔

شیطان کا فریب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرتِ کعبِ احبار کا قول اور محمد بن اسحاق نے اپنے رواۃ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ جب حضرتِ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ و السلام نے اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کا ارادہ کر لیا تو شیطان نے کہا اگر میں اس وقت

ابراہیم کے گھر والوں کو نہ بہکا سکا تو پھر کبھی ان کی اولاد میں سے کسی کو نہ بہکا سکوں گا۔ یہ ارادہ کر کے وہ مرد کی شکل میں لڑکے کی ماں حضرتِ ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس پہونچا اور کہنے لگا کیا تم کو معلوم ہے کہ ابراہیم تمہارے بیٹے کو کہاں لے گئے ہیں؟ ماں نے کہا دونوں اس گھاٹی سے لکڑیاں لینے گئے ہیں۔ شیطان نے کہا نہیں خدا کی قسم! ایسا نہیں ہے بلکہ ابراہیم اسماعیل کو ذبح کرنے لے گئے ہیں۔ ماں نے کہا ایسا نہیں ہوسکتا، وہ تو بیٹے سے بہت پیار کرتے ہیں اور ان کے دل میں بیٹے کی بہت محبت ہے۔ شیطان نے کہا وہ کہتے ہیں کہ اللہ نے انہیں اسماعیل کو ذبح کرنے کا حکم دیا ہے۔ ماں نے کہا کہ اگر ان کے رب نے یہ حکم دیا ہے تو حکم رب کی اطاعت کرنی ہی بہتر ہے۔

شیطان یہاں سے مایوس ہو کر بیٹے کے پاس پہونچا، بیٹا اس وقت باپ کے پیچھے پیچھے جارہا تھا۔ شیطان نے ان سے کہا لڑکے! کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے باپ تم کو کہاں لے جارہے ہیں؟ لڑکے نے کہا ہم اس گھاٹی سے گھر کے لئے ایندھن کی لکڑیاں لینے جارہے ہیں۔ شیطان نے کہا نہیں، خدا کی قسم! اس کا مقصد یہ نہیں بلکہ وہ تم کو ذبح کرنا چاہتا ہے۔ لڑکے نے کہا کیوں؟ شیطان نے کہا اس کا خیال ہے کہ اس کے رب نے اس بات کا حکم دیا ہے۔ لڑکے نے کہا ایسا ہے تو اس کو اپنے رب کے حکم کی اطاعت بسروچشم کرنی ضروری ہے (میں بھی اس پر راضی ہوں)۔

جب لڑکے نے شیطان کا مشورہ نہ مانا تو شیطان نے حضرتِ ابراہیم علیہ السلام کی طرف رخ کیا اور کہنے لگا شیخ! کہاں کا ارادہ ہے؟ حضرتِ ابراہیم علیہ السلام نے کہا میں ایک کام سے اس گھاٹی میں جانا چاہتا ہوں۔ شیطان بولا خدا کی قسم! میں جانتا ہوں کہ شیطان نے خواب میں آکر تم کو اپنے لڑکے کے ذبح کا حکم دیا ہے۔ حضرتِ ابراہیم علیہ السلام نے پہچان لیا کہ یہ شیطان ہے، بولے دشمنِ خُدا! میرے پاس سے ہٹ جا میں ضرور ضرور اپنے رب کے حکم پر عمل کروں گا۔ شیطان غضبناک ہو

کر لوٹ گیا اور ابراہیم اور ان کے گھر والوں کے معاملہ میں کچھ بھی کامیاب نہ ہو سکا۔ اللہ نے ان سب کو شیطان سے محفوظ رکھا۔ (تفسیر مظہری، ۱۰/۳۵)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! شیطان انسان کا کھلا ہوا دشمن ہے، قرآنِ مقدس اور احادیثِ مبارکہ میں جگہ جگہ اس سے بچنے کی تاکید فرمائی گئی ہے کیوں کہ شیطان اہل ایمان کو ہر نیک کام سے روکنے کی کوشش کرتا ہے، انہیں صراطِ مستقیم سے بہکا کر غلط راستوں پر ڈال دیتا ہے، انسان کو عیش پرست، حکم عدول اور گناہوں کا عادی بنا دیتا ہے، اس نے اللہ کے عظیم پیغمبر کو بھی بہکانے کی کوشش کی تھی مگر جب کوئی شخص مخلص ہوتا ہے تو اس کے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ کی تائید ہوتی ہے، حضرتِ ابراہیم واسماعیل علیہما السلام اور حضرتِ ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حکم الٰہی کے آگے اپنا سر تسلیم خم کر دیا تھا اور بے چون وچرا اللہ کے حکم پر عمل کرنے کے لئے تیار ہو گئے تھے، لہٰذا اس عزم واستقلال کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ عزوجل نے انہیں شیطان کے شر سے محفوظ فرما دیا اور وہ حضرات امتحان میں کامیاب ہو گئے۔

ہم بھی اگر شیطان کے شر سے محفوظ رہنا چاہتے ہیں تو ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم تمام کارہائے خیر میں عزم واستقلال اور خلوص کا مظاہرہ کریں۔

قربانی کے لئے تیار

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اب باپ اور بیٹے کے درمیان کیا معاملہ ہوا اس کو قرآنِ مقدس بیان فرماتا ہے ”فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَ تَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ“ تو جب ان دونوں نے ہمارے حکم پر گردن رکھی اور باپ نے بیٹے کو ماتھے کے بل لٹایا اس وقت کا حال نہ پوچھ۔

مذکورہ بالا آیت کے تحت صاحبِ تفسیر مظہری تحریر فرماتے ہیں یہ واقعہ منیٰ میں صخرہ کے پاس ہوا، (جب ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو لٹا دیا تو)

حضرت اسماعیل علیہ السلام نے عرض کیا اے ابا! میرے بندھن کس کر باندھنا تاکہ میں
تڑپ نہ سکوں اور اپنے کپڑے میری طرف سے سمیٹے رکھنا تاکہ میرا خون اُچھل کر آپ
کے کپڑے پر نہ پڑ جائے اور میرے اجر میں کمی آجائے اور اس خون کو دیکھ کر میری ماں
رنجیدہ ہو جائے اور چھری کو تیز کر لینا اور میرے حلق پر تیزی سے چلا دینا تاکہ میرے
لئے دشواری نہ ہو کیوں کہ موت سخت چیز ہے اور آپ جب میری ماں کے پاس جائیں تو
ان کو میرا اسلام کہنا اور اگر آپ میرا کرتا میری ماں کے پاس واپس لے جانا چاہتے ہیں تو
لے جائیں اس سے ان کو بڑی تسلی ہوگی۔ حضرتِ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا
میرے پیارے بیٹے اللہ کے حکم کی تعمیل کے لئے تو میرا بہت اچھا مددگار ہے۔ پھر بیٹے
نے جو کچھ کہا تھا باپ نے ویسا ہی کیا، اول بیٹے کو پیار کیا پھر باندھ دیا اور رونے لگے،
پھر اسماعیل علیہ السلام کے حلق پر چھری رکھ دی لیکن چھری سے حلق پر نشان بھی نہ پڑا۔
ایک روایت میں آیا ہے کہ حلق پر چھری تیز چلانے لگے لیکن چھری کچھ کاٹ نہ سکی۔ اس
کے بعد کیا ہوا، قرآنِ کریم فرماتا ہے "وَ نَادَیْنٰهُ اَنْ یّٰۤاِبْرٰهِیْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا اِنَّا
كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ" اور ہم نے اسے ندا فرمائی کہ اے ابراہیم! بے شک تو
نے خواب سچ کر دکھایا، ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ایک باپ
اپنے بیٹے سے کتنی محبت کرتا ہے، اس کا اندازہ ہر باپ کو ہوتا ہے۔ ایک باپ اپنے بچوں
کی اچھی پرورش کے لئے طرح طرح کی مصیبتیں برداشت کرتا ہے، اپنے عزیز شہر یا
وطن کو چھوڑ کر دوسرے شہر یا ملک کا سفر کرتا ہے تاکہ رزقِ حلال کما کر اپنے بچوں کے
لئے دنیاوی آسائش کے سامان مہیا کر سکے۔ مگر حضرتِ ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا جا رہا
ہے کہ اپنے بیٹے کو خود اپنے ہاتھوں سے ذبح کریں۔ اندازہ لگائیے کتنا دردناک منظر ہوگا
اور کیسی دل کو ہلا دینے والی کیفیت ہوگی۔ مگر جب حضرتِ ابراہیم علیہ السلام اور آپ

کے فرزندِ ارجمند نے صبر وضبط کیا اور مرضیِ خدا کا لحاظ کیا تو آئی ہوئی مصیبت کو اللہ نے دور فرما دیا اور باپ بیٹے کو وہ توفیق عنایت کی جو کسی اور کو نہیں ملی۔ سارے جہاں پر ان کو برتری عطا فرمائی اور ثوابِ آخرت جو ان کے لئے مقرر فرمایا اس کا اظہار ہی نہیں ہو سکتا۔ ان تمام نعمتوں پر ان دونوں نے اپنے رب کا شکر ادا کیا۔

جب یہ واقعہ درپیش ہوا اس وقت حضرتِ اسماعیل علیہ السلام کی عمر ۹ رسال کی تھی، ۹ رسال کا بچہ اتنے شعور وفہم کا مالک ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے لئے آرام اور تکلیف دہ چیزوں کے درمیان تمیز کر سکے مگر حضرت اسماعیل علیہ السلام بغیر کسی چون و چرا کے رضامندی کا اظہار کر رہے ہیں اور گلے پر چھری رکھی ہوئی ہے مگر زبان پر حرفِ شکوہ بھی نہیں لاتے آخر ایسا کیوں ہے؟ غور کرنے پر ہم اس نتیجہ پر پہونچیں گے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بچپن میں ہی حضرتِ اسماعیل علیہ السلام کی ایسی ذہنی تربیت فرمائی تھی کہ آپ کے ذہن و دماغ میں حکمِ خداوندی کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنے کا جذبہ موجزن تھا، یہی وجہ تھی کہ آپ نے اللہ کی راہ میں پیاری جان کا نذرانہ پیش کرنے میں دریغ نہ کیا۔

آج ہم بھی اپنی اولاد کی تربیت کرتے ہیں، ہم بھی ان کے صاف و شفاف ذہن میں کچھ اتارنا چاہتے ہیں، ہم بھی انہیں کچھ سکھانا چاہتے ہیں مگر ہم انہیں ناچنا اور گانا سکھاتے ہیں، ان کے ذہن و دماغ میں بالی ووڈ اور ہالی ووڈ کی محبت اُتارتے ہیں اور جب ہمارا بچہ کسی ایکٹر کی نقل کرتا ہے تو ہمارے دل کو خوشی محسوس ہوتی ہے، جب وہ ناچتا یا گاتا ہے تو ہمیں فرحت اور شادمانی ہوتی ہے مگر اس کا انجام بہت خطرناک ہوتا ہے، کیوں کہ یہی بچہ آگے چل کر خدا اور رسول کا نافرمان ہو جاتا ہے، قدم قدم پر شیطان کے مکر و فریب کا شکار ہوتا ہے، ماں باپ کے حقوق کی پامالی کو اپنے لئے فخر سمجھنے لگتا ہے، لہٰذا اپنے اسلاف سے ہمیں سبق سیکھنا چاہئے اور ان کے طرزِ زندگی کو اپنانے کی کوشش کرنی چاہئے تاکہ ان کی برکت سے اللہ عزوجل ہمیں دارین کی سعادتوں سے مالامال فرما دے۔

قربانی کا مقصد

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ عزوجل نے قرآنِ مقدس میں ارشاد فرمایا ''اِنَّ ھٰذَا لَھُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِیْنُ'' بے شک یہ روشن جانچ تھی۔ یعنی اس کے ذریعہ مخلص اور غیر مخلص کی جانچ ہوتی ہے کہ ''اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ'' کا دعویٰ محض دعویٰ ہے یا اس کے ساتھ اس کی کوئی دلیل بھی ہے۔ حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام اس امتحان میں کامیاب ہوگئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیا میں یہ صلہ دیا کہ ہر سال صاحبِ استطاعت مسلمانوں پر قربانی کو واجب قرار دے کر ان دونوں حضرات کی یاد منانے کا ذریعہ بنا دیا اور انشاء اللہ صبحِ قیامت تک آنے والے مسلمان ہر سال ان حضرات کو یاد کرتے رہیں گے۔

حضرتِ اسماعیل کا فدیہ

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! جب حضرتِ ابراہیم علیہ السلام نے حضرتِ اسماعیل علیہ السلام کی گردن پر چھری پھیرنا شروع کیا تو اللہ عزوجل نے انہیں کس طرح بچالیا، اس کا ذکر کرتے ہوئے رب ذوالجلال ارشاد فرماتا ہے ''وَ فَدَیْنٰہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ'' اور ہم نے اسے ایک بڑا ذبیحہ اس کے فدیہ میں دے کر اسے بچالیا۔

روایت میں آیا ہے کہ جب حضرتِ ابراہیم علیہ السلام نے ایک آواز سُنی تو نظر اُٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا، اوپر حضرتِ جبرئیل علیہ السلام نظر آئے جن کے ساتھ ایک سینگوں والا مینڈھا تھا، حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ آپ کے بیٹے کا فدیہ ہے، اس کی قربانی کر دیجئے۔ اس کے بعد جبرئیل علیہ السلام نے تکبیر کہی اور مینڈھے نے بھی تکبیر کہی اور ابراہیم علیہ السلام اور ان کے بیٹے نے بھی تکبیر کہی پھر منیٰ کے قربان گاہ میں جا کر مینڈھے کو ذبح کر دیا۔

قربانی احادیث کے آئینہ میں

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! احادیث مبارکہ میں بھی قربانی کے متعدد فضائل وفوائد وارد ہیں۔ ذیل میں ہم چند احادیث نقل کرتے ہیں تاکہ قربانی کی عظمت اچھی طرح دل میں جاگزیں ہوجائے۔

سب سے اچھی قربانی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ”نِعْمَةِ الْاُضْحِيَّةُ الجذَعُ مِنَ الضَّاْنِ“ سب سے اچھی قربانی دُنبے کے چھوٹے بچے کی ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

حضرت امام احمد نے روایت کی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ افضل قربانی وہ ہے جو باعتبار قیمت اعلیٰ ہو اور خوب فربہ ہو۔

سب سے اچھا عمل

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ”مَا عَمَلُ اِبْنِ اٰدَمَ مِنْ عَمَلٍ يَوْمِ النَّحْرِ اَحَبَّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ اِهْرَاقِ الدَّمِ وَ اِنَّهٗ لَيَاْتِىْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِقُرُوْنِهَا وَ اَشْعَارِهَا وَ اَظْلاَفِهَا وَ اِنَّ الدَّمَ لَيَقَعُ مِنَ اللّٰهِ بِمَكَانٍ قَبْلَ اَنْ يَّقَعَ بِالْاَرْضِ فَطِيْبُوْا بِهَا نَفْسًا“ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قربانی کے دن انسان کے اعمال میں سے سب سے زیادہ پسندیدہ خون بہانا ہے اور بے شک وہ جانور قیامت کے دن اپنی سینگ، بال اور کھر کے ساتھ آئے گا اور بے شک خون زمین پر گرنے سے پہلے ہی اللہ کی بارگاہ میں مقبول ہوجاتا ہے تو اسے دل کی بھلائی کے ساتھ کرو۔ (مشکوٰۃ شریف)

جہنم کی آگ سے حجاب

حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور رحمتِ عالم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے خوش دلی سے طالبِ ثواب ہو کر قربانی کی وہ جہنم کی آگ سے حجاب (روک) ہو جائے گی۔ (طبرانی)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! قربانی بظاہر ایک جانور کو خدائے تعالیٰ کے نام پر ذبح کر دینے کا نام ہے لیکن یاد رکھیں کہ قربانی کا مقصد محض جانوروں کو ذبح کر دینا نہیں بلکہ درحقیقت قربانی کی روح یہ ہے کہ بندہ ایک خاص فداکارانہ جذبۂ اخلاص سے اپنے دل و دماغ کو منور کر کے اپنے اندر ایثار وفداکاری، ایمانداری ونکوکاری، تقویٰ و پرہیزگاری، کا کمال پیدا کرے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں بالکل واضح لفظوں میں قربانی کا مقصد بیان ہوا "لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَ لٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ" ہرگز ہرگز خدا کے دربار میں نہ قربانیوں کا گوشت پہونچتا ہے نہ ان کا خون البتہ تمہاری پرہیزگاری اور نیکوکاری ہے جو دربارِ خدا میں باریاب ہو جاتی ہے۔ (پ ۱۷، سورۂ حج آیت ۳۶)

یہی وجہ ہے کہ مذکورہ بالا حدیثِ پاک میں یہ فرمایا گیا کہ "خوش دلی کے ساتھ طلبِ ثواب کے لئے" لہٰذا پتہ چلا کہ قربانی اسی وقت ہمیں سود مند ہو گی جب ہم اسے خلوص نیت کے ساتھ کریں کیوں کہ ہر عمل کی طرح قربانی کے لئے بھی جذبۂ اخلاص شرط ہے۔

سب سے بہتر صدقہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو روپیہ عید کے دن قربانی میں خرچ کیا گیا اس سے زیادہ کوئی روپیہ پیارا نہیں۔ (طبرانی)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہم دین و دنیا کی ضروریات کے لئے اکثر اوقات کچھ نہ کچھ خرچ کرتے رہتے ہیں اور من جانب اللہ

ہمیں اس پر اجرِ کثیر عطا کیا جاتا ہے لیکن اللہ کے حکم کو مانتے ہوئے خلوص دل سے جو روپیہ قربانی کے جانور خریدنے کے لئے خرچ کیا جائے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق وہ روپیہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہے۔

عید گاہ نہ آئے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس میں وُسعت ہو اور قربانی نہ کرے وہ ہماری عید گاہ کے قریب نہ آئے۔ (ابن ماجہ)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ساری کائنات کے لئے رحمت بن کر تشریف لائے اس کے باوجود سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غضب تو دیکھو ارشاد فرماتے ہیں: استطاعت کے باوجود قربانی نہ کرنے والا ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے۔ اللہ اکبر!

اب جو لوگ صاحبِ استطاعت ہونے کے باوجود قربانی نہیں کرتے انہیں اس حدیث سے درس حاصل کرتے ہوئے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں توبہ کرنا چاہئے اور خلوص کے ساتھ اللہ عزوجل کے لئے قربانی کرنی چاہئے۔

جنت کی سواری

ایک صاحب کی عادت تھی کہ ایامِ قربانی میں بکرے کی قیمت خیرات کر دیتے تھے اور یہ کہتے کہ قربانی مجھ پر واجب ہے مگر ایک جاندار کو بے جان کرنا کیا ضروری ہے، ایک رات انہوں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور لوگ اپنی اپنی سواریوں پر سوار ہو کر جنت کی جانب جا رہے ہیں، وہ صاحب پیدل کھڑے ہیں۔ آخر انہوں نے ایک شخص سے پوچھا کہ ان لوگوں نے دنیا میں کون سا ایسا عمل خیر کیا ہے کہ جس کے عوض میں آج یہ نعمت وسعادت انہیں حاصل ہوئی ہے؟ جواب ملا کہ ان لوگوں نے راہِ خدا

میں جو قربانیاں کی ہیں وہ قربانیاں آج ان کی سواریاں ہوئی ہیں۔ جب چونک کر خواب سے بیدار ہوئے توبہ واستغفار کیا اور زندگی بھر قربانی کرتے رہے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس واقعہ سے بالکل واضح ہے کہ قربانی کے دن قربانی ہی کرنا ضروری ہے نہ کہ صدقہ نیز اس بات کی وضاحت ہے کہ کل بروزِ قیامت قربانی کے جانور قربانی کرنے والے کے لئے سواری ہوں گے جن پر وہ سوار ہو کر جنت کی طرف روانہ ہوں گے اور جو لوگ قربانی نہیں کرتے وہ اس سعادت سے محروم ہوں گے۔

حضور نے قربانی کی

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بقرعید کے دن سینگ والے چتکبرے خصی کئے ہوئے دو مینڈھے ذبح فرمایا، جب آپ نے ان کو قبلہ رُو لٹا دیا تو فرمایا ''اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ عَلٰی مِلَّةِ اِبْرَاهِیْمَ حَنِیْفًا وَّ مَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَ نُسُكِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَ بِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَ اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَ لَكَ عَنْ مُّحَمَّدٍ وَّ اُمَّتِهٖ بِسْمِ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ'' (میں نے اپنا رخ اس کی طرف کیا جس نے زمین و آسمان کو پیدا فرمایا، دین حنیف پر چلتے ہوئے اور میں مشرکین میں سے نہیں، بے شک میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور موت اللہ کے لئے ہے جو ساری کائنات کا پالنہار ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور اسی کا مجھے حکم دیا گیا اور میں اس کے سامنے گردن جھکانے والوں میں سے ہوں۔ اے اللہ! یہ تیرے لئے اور تجھ ہی سے ہے، محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کی امت کی جانب سے۔ اللہ کے نام کے ساتھ، اللہ سب سے بڑا ہے) پھر ذبح فرمایا۔ (مشکوٰۃ شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لطف و کرم کو دیکھو کہ آپ نے خود اپنی امت کی طرف سے قربانی فرمائی لہٰذا قربانی کرنے والے مسلمانوں سے اگر ہوسکے تو اپنے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام سے بھی قربانی کریں کہ یہ نہایت عظیم سعادت ہے۔

بعض جگہوں پر دیکھا گیا کہ مالکِ نصاب نے اپنی طرف سے قربانی نہ کرکے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے کی، یہ درست نہیں بلکہ مالکِ نصاب پہلے اپنی طرف سے کرے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے قربانی کرنے کے لئے دوسرے جانور کا انتظام کرے۔

حضرتِ علی کی قربانی

ترمذی میں حضرتِ اخنش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ وہ دو مینڈھے کی قربانی کرتے ہیں، میں نے کہا یہ کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے وصیت فرمائی کہ میں حضور کی طرف سے قربانی کروں لہٰذا میں حضور کی طرف سے قربانی کرتا ہوں۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس حدیثِ پاک سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ہم اپنے مرحومین کے نام سے اگر قربانی کریں گے تو اللہ عزوجل اس کا ثواب انہیں ضرور عطا فرمائے گا۔ لہٰذا ہم میں سے جو حضرات صاحبِ استطاعت ہیں انہیں چاہئے کہ اپنے مرحومین کے نام سے بھی قربانی کریں۔

ایک بے مثال قربانی

حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک سال میں ایک قافلہ کے ہمراہ حج کے لئے جارہا تھا ایک لڑکے کو میں نے اس قافلہ میں دیکھا کہ کچھ زادِ راہ اس کے پاس نہ تھا، میں نے اس سے کہا کہ اے عزیز جب تیرے پاس کچھ ضروری سامانِ سفر نہیں تو ایسے

سفر کا کیوں ارادہ کیا؟ اس نے یہ آیت پڑھی "فَاِنَّ خَیْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی" (بہتر توشہ پرہیزگاری ہے) یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بہتر توشہ تقویٰ اور پرہیزگاری ہے۔ میں نے کہا تقویٰ اور چیز ہے اور سفر کا سامان اور کھانے کی چیزیں اور ہیں۔

اس نے کہا اے پیر! سخی کے گھر جانا اور کھانا ساتھ لے جانا نہایت نامناسب ہے۔ خیر جب سب نے اِحرام باندھا اور لَبَّیْکَ کہتے ہوئے چلے، وہ لڑکا خاموش تھا، میں نے کہا تو لَبَّیْکَ کیوں نہیں کہتا؟ اس نے کہا میں ڈرتا ہوں کہ اپنے لبیک کے جواب میں لَا لَبَّیْکَ نہ سنوں، یہ کہا اور بے ہوش ہو کر مجھ پر گر پڑا، میں یہ کیفیت دیکھ کر بہت رویا کہ جس حال میں یہ لڑکا اتنی کم عمر میں بھی اللہ تعالیٰ سے اتنا ڈرتا ہے، اگر خدائے بے نیاز ہم کو رد کر دے اور ہمارے حج کو درجۂ قبولیت نہ بخشے تو ہم کیا کریں گے؟ پھر اتنا کہہ کر زار زار رونے لگے اور سب اہل قافلہ بھی رونے اور چلانے لگے۔ جب مقامِ منیٰ پر پہونچے اور سب لوگ قربانیاں کرنے لگے، اس لڑکے نے کہا الٰہی سب تیری راہ میں قربانیاں دے رہے ہیں، میرے پاس سوائے میری جان کے کچھ نہیں ہے۔ میں اپنی جان کو تجھ پر قربان کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر ایک نعرۂ شوق لگا کر جاں بحق ہو گیا۔

نمرود نے قربانی کی

مروی ہے کہ جب نمرود نے دیکھا کہ ابراہیم علیہ السلام پر نار گلزار ہو گئی تو عرض کی اے ابراہیم بے شک آپ کا رب بڑا ہے، اب میں اس کے حضور میں قربانی پیش کرتا ہوں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے تقرب کے لئے ہزاروں جانور ذبح کئے لیکن ایک بھی قبول نہ ہوا اس لئے کہ وہ اپنے برے اعتقاد سے تائب نہ ہوا اور نہ ہی ان برے اعمال واحوال سے باز رہا۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ایمان کے بغیر کوئی عبادت مقبول نہیں اور اگر ایمان سلامت ہے تو عبادت میں کمی اور کوتاہی بھی رہ

جائے تو اللہ عزوجل کریم ہے وہ اپنے کرم سے قبول فرمالیتا ہے۔ لہٰذا ہم جو نیک اعمال بھی کریں ایمان ونیت کی درستگی کے ساتھ کریں۔

قربانی کس پر واجب ہے

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! قربانی واجب ہونے کے لئے مندرجہ ذیل شرائط ہیں کہ اگر ان میں سے ایک شرط بھی فوت ہوجائے تو قربانی کا وجوب ساقط ہوجاتا ہے۔

۱۔ اسلام یعنی مسلمان ہونا۔ لہٰذا غیر مسلم پر قربانی واجب نہیں۔

۲۔ اقامت یعنی مقیم ہونا۔ لہٰذا مسافر پر قربانی واجب نہیں۔

۳۔ تونگری یعنی مالکِ نصاب ہونا۔ تونگری کا یہ مطلب نہیں کہ بہت مالدار ہو، اس پر زکوٰۃ فرض ہو بلکہ جو ساڑھے باون تولہ یعنی چھ سو گرام چاندی یا اس کی قیمت کا مالک ہو یا حاجتِ اصلیہ کے سوا کسی ایسی چیز کا مالک ہو جس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو، وہ غنی ہے، اس پر قربانی واجب ہے۔

حاجت اصلیہ سے مراد رہنے کا مکان، خانہ داری کے ایسے سامان جن کی حاجت ہو، سواری، خادم، ٹھنڈی یا گرمی میں پہننے کے کپڑے، پیشہ وروں کے اوزار، اہل علم کے لئے حاجت کی کتابیں، کھانے کے لئے غلہ۔

حاجت اصلیہ کے سوا اگر کسی کے پاس اتنی قیمت کا سامان بھی ہے، جیسے ٹی۔وی، ریڈیو، زیورات، ایسے برتن جن کا استعمال نہیں ہوتا، صرف سجانے کی نیت سے رکھے ہیں تو ایسے شخص پر قربانی واجب ہے۔ ہاں جس پر قرض ہے اگر اس کے مال سے قرض کی مقدار تک الگ کریں تو بقیہ مال ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر نہ ہو تو اس پر قربانی واجب نہیں۔

۴۔ حریت یعنی آزاد ہونا۔ لہٰذا غلام پر قربانی واجب نہیں۔

نوٹ: مرد ہونا قربانی کے لئے شرط نہیں بلکہ عورت بھی اگر تونگر (مالک نصاب) ہو تو

اس پر قربانی واجب ہو جاتی ہے۔

قربانی کے جانور

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! چار قسم کے جانوروں کی قربانی جائز ہے۔

۱۔ دنبہ ۲۔ بکرا

۳۔ گائے ۴۔ اونٹ

اسی طرح بھینس کی قربانی بھی جائز ہے کیوں کہ وہ پالتو گائے کی قسم میں سے ہے اور وحشی گائے کی قربانی جائز نہیں۔

عیب نہ ہو

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! جس جانور کی قربانی ہم اللہ عزوجل کی بارگاہ میں پیش کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اس جانور کا عیب سے پاک ہونا ضروری ہے کیوں کہ اس جانور کو ہم اللہ عزوجل کی بارگاہ میں بطورِ تحفہ پیش کر رہے ہیں اور کسی عیب دار چیز کو تحفہ میں نہیں پیش کیا جاتا اور وہ بھی اس کی بارگاہ میں جو ساری کائنات کا رب اور پالنہارِ حقیقی ہے۔ لہٰذا قربانی کرنے سے پہلے ہمیں اس بات کا بالکل خیال رکھنا چاہئے کہ جس جانور کی قربانی کی جا رہی ہے اس میں کوئی عیب نہ ہو۔

جن عیوب سے جانور کا پاک ہونا ضروری ہے اس کا ذکر مندرجہ ذیل روایت میں اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرما دیا ہے:

حضرت برا ابن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا گیا "مَاذَا يَتَّقِي مِنَ الضَّحَايَا فَاَشَارَ بِيَدِهٖ فَقَالَ اَرْبَعًا اَلْعَرْجَآءُ الْبَيِّنُ ظِلْعُهَا وَ الْعَوْرَآءُ الْبَيِّنُ عَوْرُهَا وَ الْمَرِيْضَةُ الْبَيِّنُ مَرَضُهَا وَ الْعَجْفَآءُ الَّتِي لَا يُنْقٰى" قربانی کے جانوروں کا کن چیزوں سے پاک ہونا ضروری

ہے؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اشارہ فرماتے ہوئے فرمایا: چار چیزوں سے۔

۱۔ لنگڑا جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو

۲۔ کانا جس کا کانا ہونا ظاہر ہو

۳۔ بیمار جس کی بیماری ظاہر ہو

۴۔ اتنا لاغر کہ اس کی ہڈی سے گودا نہ نکل سکے۔ (مشکوٰۃ شریف)

قربانی کیسے کریں؟

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! قربانی کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ جانور کو بائیں پہلو پر اس طرح لٹائیں کہ اس کا منہ قبلہ کی جانب ہو اور اپنا داہنا پاؤں اس کے پہلو پر رکھ کر تیز چھری سے جلد ذبح کر دیا جائے۔ ذبح سے پہلے یہ دعا پڑھی جائے ”اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ حَنِیْفاً وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ، اِنَّ صَلٰوتِیْ وَ نُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ، اَللّٰھُمَّ لَکَ وَمِنْکَ بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ“ یہ دعا پڑھ کر جانور کو ذبح کر دیں، قربانی اپنی جانب سے کریں تو ذبح کے بعد یہ دعا پڑھیں: اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ خَلِیْلِکَ اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَحَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ صَلّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ۔کسی دوسرے کی جانب سے ذبح کریں تو” مِنِّی“ کی جگہ ”مِنْ“ کہہ کر اس کا نام لے۔ ذبح کے بعد، جب تک جانور ٹھنڈا نہ ہو جائے یعنی اس کے تمام اعضا سے روح نکل نہ جائے، اس وقت تک، ہاتھ، پاؤں نہ کاٹیں اور نہ چمڑا اُتاریں۔ (کتب فقہ)

قربانی کا گوشت اور چمڑا

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! قربانی کا

گوشت خود بھی کھا سکتے ہیں اور دوسرے شخص مالدار یا فقیر کو بھی دے سکتے ہیں، کھلا سکتے ہیں۔ بلکہ اس میں سے کچھ کھانا قربانی کرنے والے کے لئے مستحب ہے۔ بہتر یہ ہے کہ گوشت کے تین حصے کئے جائیں، ایک حصہ فقیروں کے لئے، ایک حصہ دوست و احباب کے لئے، ایک حصہ اپنے گھر والوں کے لئے۔ نیز کل گوشت صدقہ کرنا بھی جائز ہے۔ اور کل گھر ہی کے لئے رکھ لے یہ بھی جائز ہے۔ قربانی کا گوشت تین دن سے زائد رکھنا بھی جائز ہے۔ جس کے اہل وعیال کثیر ہوں اور وہ صاحب وسعت نہیں ہے تو بہتر یہ ہے کہ سارا گوشت اپنے بال بچّوں کے لئے رکھ چھوڑے۔ (بہار شریعت، عالمگیری)

قربانی کا گوشت کافر کو نہ دے، کیوں کہ یہاں کے کفار حربی ہیں۔ بعض فقہا نے جو دینے کو جائز کہا ہے وہ ذمی کافر کے لئے ہے اور یہاں کوئی ذمی یا مستأمن نہیں۔

قربانی اگر منت کی ہے تو اس کا گوشت نہ خود کھا سکتا ہے نہ مالداروں کو کھلا سکتا ہے، بلکہ اس کو صدقہ کر دینا واجب ہے۔ میت کی طرف سے قربانی کی تو اس کا گوشت خود بھی کھائے، دوست و احباب کو دے، فقیروں کو دے، سارا گوشت فقیروں ہی کو دینا ضروری نہیں، ہاں اگر میت نے وصیت کی تھی تو اس میں سے نہ کھائے بلکہ کل گوشت صدقہ کر دے۔ (بہار شریعت)

قربانی کا چمڑا اور اس کی جھول، رسی، گلے کا ہار وغیرہ سب صدقہ کر دے۔ قربانی کے چمڑے کو باقی رکھتے ہوئے اپنے کام میں بھی لا سکتے ہیں۔ مثلاً اس کی جا نماز، تھیلی، مشکیزہ، دسترخوان وغیرہ بنوا کر خود استعمال کریں تو حرج نہیں۔ اگر روپئے، پیسے کے بدلے قربانی کی کھال فروخت کرے تو ان روپیوں پیسوں کا صدقہ کر دے، مدارس دینیہ یا فقرا پر صدقہ کرنے کے لئے قربانی کی کھال بیچے تو جائز ہے۔ قربانی کا چمڑا یا گوشت یا اس میں کی کوئی چیز قصاب یا ذبح کرنے والے کو اجرت میں نہیں دے سکتے ہیں۔ مشترک جانور ہو تو گوشت وزن سے تقسیم کیا جائے۔ محض اندازے اور تخمینے

سے تقسیم نہ کریں۔قربانی کی کھال تعمیر مسجد کے لئے بھی دے سکتے ہیں کہ اس میں تملیکِ فقیر شرط نہیں۔ (کتبِ فقہ)

قربانی کے دیگر مسائل

مسئلہ: قربانی کرنی ہوتو مستحب یہ ہے کہ پہلی سے دسویں ذی الحجہ تک نہ حجامت بنوائے، نہ ناخن ترشوائے۔

مسئلہ: مسافر پراگرچہ قربانی واجب نہیں مگر نفل کے طور پر کرے تو کرسکتا ہے، ثواب پائے گا۔ حج کرنے والے جو مسافر ہوں ان پر قربانی واجب نہیں اور مقیم ہوں تو واجب ہے جیسا کہ مکہ کے رہنے والے حج کریں تو چوں کہ وہ مسافر نہیں ان پر واجب ہوگی۔ (درمختار، بہارِ شریعت)

مسئلہ: شرائط کا پورے وقت میں پایا جانا ضروری نہیں بلکہ قربانی کے لئے جو وقت مقرر ہے اس کے کسی حصہ میں پایا جانا وجوب کے لئے کافی ہے۔ مثلاً ایک شخص ابتدائے وقت میں کافر تھا پھر مسلمان ہوگیا اور ابھی قربانی کا وقت باقی ہے، اس پر قربانی واجب ہے جب کہ دوسرے شرائط بھی پائے جائیں۔ اسی طرح اگر غلام تھا اور آزاد ہوگیا اس کے لئے بھی یہی حکم ہے۔ یوں ہی اولِ وقت میں مسافر تھا اور اثنائے وقت میں مقیم ہوگیا اس پر بھی قربانی واجب ہوگئی یا فقیر تھا وقت کے اندر مالدار ہوگیا اس پر بھی قربانی واجب ہے۔

(عالمگیری، بہارِ شریعت)

مسئلہ: قربانی واجب ہونے کا سبب وقت ہے، جب وہ وقت آیا اور شرائط وجوب پائے گئے قربانی واجب ہوگئی اور اس کا رکن ان مخصوص جانوروں میں کسی کو قربانی کی نیت سے ذبح کرنا ہے۔ قربانی کی نیت سے دوسرے جانور مثلاً مرغ کو ذبح کرنا جائز نہیں۔ (درمختار، بہارِ شریعت)

مسئلہ: جو شخص دوسو درہم یا بیس دینار کا مالک ہو یا حاجت کے سوا کسی ایسی چیز کا مالک ہو جس کی قیمت دوسو درہم ہو وہ غنی ہے اور اس پر قربانی واجب ہے۔ حاجت سے مراد رہنے کا مکان اور خانہ داری کے سامان جن کی حاجت ہو اور سواری کا جانور اور خادم اور پہننے کے کپڑے، ان کے سوا جو چیزیں ہوں وہ حاجت سے زائد ہیں۔ (بہارِ شریعت)

مسئلہ: بالغ لڑکوں یا بی بی کی طرف سے قربانی کرنا چاہتا ہے تو ان سے اجازت حاصل کرے بغیر ان کے کہے اگر کر دی تو ان کی طرف سے واجب ادا نہ ہوا اور نابالغ کی طرف سے اگر چہ واجب نہیں مگر کر دینا بہتر ہے۔
(عالمگیری، بہارِ شریعت)

مسئلہ: قربانی کے وقت میں قربانی کرنا ہی لازم ہے، کوئی دوسری چیز اس کے قائم مقام نہیں ہوسکتی۔ مثلاً بجائے قربانی اس نے بکری یا اس کی قیمت صدقہ کر دی، یہ ناکافی ہے۔ اس میں نیابت ہوسکتی ہے یعنی خود (قربانی) کرنا ضروری نہیں بلکہ دوسرے کو اجازت دے دی اس نے کر دی یہ ہوسکتا ہے۔
(عالمگیری، بہارِ شریعت)

مسئلہ: شرکت میں گائے کی قربانی ہوئی تو ضروری ہے کہ گوشت وزن کر کے تقسیم کیا جائے، اندازہ سے تقسیم نہ ہو کیوں کہ ہوسکتا ہے کسی کو زائد یا کم ملے اور یہ ناجائز ہے۔ یہاں یہ خیال نہ کیا جائے کہ کم وبیش ہوگا تو ہر ایک اس کو دوسرے کے لئے جائز کر دے گا، کہہ دے گا کہ اگر کسی کو زائد پہونچ گیا ہے تو معاف کیا کہ یہاں عدم جواز حق شرع ہے اور ان کے اس کے معاف کرنے کا حق نہیں۔ (درمختار، بہارِ شریعت)

مسئلہ: قربانی کا وقت دسویں ذی الحجہ کے طلوعِ صبحِ صادق سے بارہویں کے غروبِ

آفتاب تک ہے، یعنی تین دن دو راتیں اور ان دنوں کو ایامِ نحر کہتے ہیں اور گیارہ سے تیرہ تک تین دنوں کو ایام تشریق کہتے ہیں۔ لہٰذا بیچ کے دو دن ایام نحر اور ایام تشریق دونوں ہیں اور پہلا دن یعنی دسویں ذی الحجہ صرف یوم النحر ہے اور تیرہویں ذی الحجہ صرف یوم تشریق ہے۔ (درمختار، بہارِ شریعت)

مسئلہ: دسویں کے بعد کی دونوں راتیں ایامِ نحر میں داخل ہیں، ان میں بھی قربانی ہو سکتی ہے مگر رات میں ذبح کرنا مکروہ ہے۔ (عالمگیری، بہارِ شریعت)

مسئلہ: اگر شہر میں متعدد جگہ عید کی نماز ہوتی ہے تو پہلی جگہ نماز ہو جانے کے بعد قربانی جائز ہے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ عیدگاہ میں نماز ہو جائے جب ہی قربانی کی جائے بلکہ کسی مسجد میں ہوگئی اور عیدگاہ میں نہ ہوئی جب بھی ہو سکتی ہے۔

(درمختار، بہارِ شریعت)

مسئلہ: دسویں کو اگر نماز عید نہ ہوئی تو قربانی کے لئے یہ ضروری ہے کہ وقتِ نماز جاتا رہے یعنی زوال کا وقت آ جائے، اب قربانی ہو سکتی ہے اور دوسرے یا تیسرے دن عید سے قبل ہو سکتی ہے۔ (درمختار، بہارِ شریعت)

مسئلہ: قربانی کے دن گزر گئے اور اس نے قربانی نہیں کی اور جانور یا اس کی قیمت کو صدقہ بھی نہیں کیا یہاں تک کہ دوسری بقرعید آ گئی اب یہ چاہتا ہے کہ سالِ گزشتہ کی قربانی کی قضا اس سال کر لے یہ نہیں ہو سکتا، بلکہ اب بھی وہی حکم ہے کہ جانور یا اس کی قیمت کا صدقہ کرے۔ (عالمگیری، بہارِ شریعت)

عقیقہ کے فضائل ومسائل

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ تعالیٰ نے ہمیں بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے، ہمارے پیٹ میں داخل ہونے والا ہر لقمہ اللہ کی نعمت ہے، ہمارے بدن میں دوڑنے والے خون کا ہر ایک قطرہ اللہ کی عطا کردہ نعمت ہے، ہمارے والدین، بھائی، بہن، بیٹیاں تمام اللہ عزوجل کی نعمتیں ہیں اور ہمارا فرض

بنتا ہے کہ ہم اللہ کی دی ہوئی ہر نعمت کی قدر کریں نیز ہر نعمت پر اس کا شکرادا کریں۔ ہمارے اسلافِ کرام نے شکر کے کئی طریقے بیان کئے ہیں، جیسا کہ تفسیر روح البیان میں مذکور ہے کہ شکر کی تین قسمیں ہیں۔

ا۔ قلب سے، وہ یہ کہ بندہ دل سے مانے کہ یہ نعمتیں صرف اسی سے عطا ہوئی ہیں نہ کہ کسی اور سے۔

۲۔ زبان سے، یہ کہ منعم (نعمت عطا کرنے والے) کی تعریف اور مدح وثنا کی جائے۔

۳۔ اعضا سے، یہ کہ منعم کے آگے عجز و نیاز سے پیش آئے۔

عقیقہ کرنا بھی اللہ عزوجل کی عطا کردہ نعمت یعنی اولاد پر شکرادا کرنے کی قسم ثالث میں داخل ہے۔

عقیقہ کیا ہے؟

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! بچہ پیدا ہونے کے شکریہ میں جو جانور ذبح کیا جاتا ہے اس کو عقیقہ کہتے ہیں، احناف کے نزدیک عقیقہ مباح ومستحب ہے۔ یہ جو بعض کتابوں میں مذکور ہے کہ عقیقہ سنت نہیں، اس سے مراد یہ ہے کہ سنت مؤکدہ نہیں ورنہ جب خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فعل سے اس کا ثبوت موجود ہے تو مطلقاً اس کے سنت ہونے سے انکار صحیح نہیں۔ بعض کتابوں میں یہ آیا ہے کہ قربانی سے یہ منسوخ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کا وجوب منسوخ ہے جس طرح یہ کہا جاتا ہے کہ زکوٰۃ نے حقوق مالیہ کو منسوخ کردیا یعنی ان کی فرضیت منسوخ ہوگئی۔

عقیقہ کب ہو؟

امام احمد وابوداؤد وترمذی ونسائی سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: لڑکا اپنے عقیقہ میں گروی ہے۔ ساتویں دن اس

کی طرف سے جانور ذبح کیا جائے اور اس کا نام رکھا جائے اور اس کا سر منڈوایا جائے، گروی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس سے پورا نفع حاصل نہ ہوگا جب تک عقیقہ نہ کیا جائے اور بعض نے کہا بچہ کی سلامتی اور اس کی نشو ونما اور اس میں اچھے اوصاف ہونا عقیقہ کے ساتھ وابستہ ہیں۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اولاد ماں باپ کے لئے ایک عظیم نعمت ہوتی ہے، اولاد سے والدین کی بے شمار امیدیں وابستہ ہوتی ہیں، والدین کے بڑھاپے میں ان کی اولاد ان کے لئے سہارا ہوتی ہے، لیکن اگر کوئی شخص صاحبِ استطاعت ہونے کے باوجود عقیقہ نہ کرے تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق وہ شخص مکمل طور پر فائدہ نہیں اٹھا سکے گا۔ نیز اس حدیث میں اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ بچہ پیدا ہونے کے ساتویں دن عقیقہ کیا جائے۔

عقیقہ کیسے کیا جائے؟

جب بچہ پیدا ہوتو مستحب یہ ہے کہ اس کے کان میں اذان واقامت کہی جائے، اذان کہنے سے انشاء اللہ تعالیٰ بلائیں دور ہو جائیں گی۔ بہتر یہ ہے کہ داہنے کان میں چار مرتبہ اذان اور بائیں کان میں تین مرتبہ اقامت کہی جائے۔ بعض جگہوں پر یہ رواج ہے کہ لڑکا پیدا ہوتا ہے تو اذان کہی جاتی ہے اور لڑکی پیدا ہوتی ہے تو نہیں کہتے، یہ غلط ہے۔ بلکہ لڑکی پیدا ہو جب بھی اذان واقامت کہی جائے اور بالوں کو وزن کر کے اتنی چاندی یا سونا صدقہ کیا جائے اور اگر لڑکا ہو تو پیدائش کے ساتویں دن دو بکرے ذبح کئے جائیں اور لڑکی ہو تو ایک بکرا ذبح کیا جائے۔

عقیقہ کے حوالے سے بھی متعدد احادیث موجود ہیں، جن میں سے ہم چند احادیث کا ذکر کر رہے ہیں تا کہ ان کو پڑھ کر قارئین ایک عظیم سنت یعنی عقیقہ کے فضائل و برکات سے آگاہ ہوں اور اس سنت پر عمل کر کے دارین کی سعادتوں سے بہرہ ور ہوں۔

خون بہاؤ

حضرتِ امام بخاری نے سلمان بن عامر ضبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ لڑکے کے ساتھ عقیقہ ہے، اس کے ساتھ خون بہاؤ (یعنی جانور ذبح کرو) اور اس سے اذیت کو دور کرو یعنی اس کا سر منڈوادو۔

ابوداؤد وترمذی ونسائی نے ام کرز رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک اس میں حرج نہیں کہ نر ہو یا مادہ۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ بالا پہلی حدیث میں اس بات کی وضاحت ہے کہ پیدا ہونے والے بچے کے لئے جانور کو ذبح کیا جائے گا اور دوسری حدیث میں اس بات کو واضح فرمایا ہے کہ لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری کو ذبح کیا جائے گا نیز اس بات کی وضاحت ہے کہ خواہ بکرا ذبح کیا جائے یا بکری دونوں جائز ہیں۔ مگر لڑکے کے لئے دو ہوں اور لڑکی کے لئے ایک، لیکن اگر کسی نے لڑکے کے لئے ایک بکرے یا مینڈھے کو ذبح کیا تو وہ بھی کافی ہے۔ جیسا کہ ابوداؤد میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف سے ایک ایک مینڈھے کا عقیقہ کیا۔ لیکن دو بکروں یا مینڈھوں کو ذبح کرنا بہتر ہے جیسا کہ نسائی کی روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو مینڈھے ذبح کیے۔

حضور نے عقیقہ فرمایا

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ساری کائنات کے لئے رہبر ورہنما بنا کر بھیجے گئے، آپ کے اسوۂ حسنہ پر عمل دارین میں فلاح ونجاح کا سبب ہے۔ آپ نے خود عقیقہ فرما کر قیامت تک آنے والے مسلمانوں کو یہ درس دیا کہ وہ بھی عقیقہ کریں۔

چنانچہ ترمذی نے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف سے عقیقہ میں بکری ذبح کی اور یہ فرمایا کہ اے فاطمہ! اس کا سر منڈوادو اور بال کے وزن کی چاندی صدقہ کرو ہم نے بالوں کو وزن کیا دو ایک درہم یا کچھ کم تھے۔

زمانۂ جاھلیت کا عقیقہ

ابو داؤد حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں، کہتے ہیں کہ زمانۂ جاہلیت میں جب ہم میں کسی کے بچہ پیدا ہوتا تو بکری ذبح کرتا اور اس کا خون بچہ کے سر پر پوت دیتا، اب جب اسلام آیا تو ساتویں دن ہم بکری ذبح کرتے ہیں اور بچہ کا سر منڈواتے ہیں اور سر پر زعفران لگا دیتے ہیں۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اسلام ایک پاکیزہ مذہب ہے جس نے دنیا میں جلوہ گر ہوتے ہی سارے باطل رسموں کو ختم کر کے اپنا پاکیزہ قانون عطا فرمایا۔ اسی طرح زمانۂ جاہلیت میں جو رسم تھی کہ بکرے کے خون کو بچے کے سر کے اوپر پوت دیا جاتا تھا، بانیِ اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کا بھی خاتمہ فرما دیا اور اس کی جگہ پر زعفران لگانے کا حکم فرما دیا۔

اسی طرح بعض جگھوں پر بچے کی پیدائش کے موقع پر چھٹی منائی جاتی ہے اور اس میں طرح طرح کے خرافات ہوتے ہیں، حتی کہ بعض جگھوں پر باقاعدہ ناچ گانے کا اہتمام ہوتا ہے، سیکڑوں لوگوں کی پارٹی اور رقص وسرود کی محفل قائم کی جاتی ہے اور نبی

کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظیم سنت یعنی عقیقہ کو ترک کر دیا جاتا ہے، جب کہ اسلام کے نقطۂ نظر سے بچے کی پیدائش کے ساتویں دن دو بکرے اور بچی کی پیدائش کے ساتویں دن ایک بکرا ذبح کیا جائے، اس کو اپنے عزیز واقارب، اپنے دوست واحباب میں تقسیم کیا جائے نیز اس مبارک ومسعود گھڑی میں فقیروں کو بھی اس گوشت سے ایک حصہ دیا جائے۔

عقیقہ کے متعلق مسائل

مسئلہ: گائے کی قربانی ہوئی، اس میں عقیقہ کی شرکت ہوسکتی ہے۔

مسئلہ: عقیقہ کا جانور انہیں شرائط کے ساتھ ہونا چاہیے جیسا کہ قربانی کے لئے ہوتا ہے، اس کا گوشت فقرا اور عزیز وقریب، دوست واحباب کو کچا تقسیم کر دیا جائے یا پکا کر دیا جائے یا ان کو بطور ضیافت و دعوت کھلایا جائے یہ سب صورتیں جائز ہیں۔

مسئلہ: بعض کا یہ قول ہے کہ سری، پائے حجام کو اور ایک ران دائی کو دیں باقی گوشت کے تین حصے کریں، ایک حصہ فقرا کا، ایک احباب کا اور ایک حصہ گھر والے کھائیں۔

مسئلہ: عوام میں یہ بہت مشہور ہے کہ عقیقہ کا گوشت بچہ کے ماں باپ اور دادا دادی نانا نانی نہ کھائیں یہ محض غلط ہے، اس کا کوئی ثبوت نہیں۔

مسئلہ: اس کی کھال کا وہی حکم ہے جو قربانی کی کھال کا ہے کہ اپنے صَرف (استعمال) میں لائے یا مساکین کو دے یا کسی اور نیک کام، مسجد یا مدرسہ میں صرف کرے۔ (بہارِ شریعت)

اے اللہ! ہم سب کو اسلام کے بتائے ہوئے پاکیزہ اصول واحکام پر عمل

کرنے کی توفیق عطا فرما اور اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیاری سنتوں پر عمل کرنے اور انہیں عام کرنے کی توفیق عطا فرما۔ (آمین)

زکوۃ کا بیان

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان عالی شان ہے ”وَ مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنفِقُوْنَ“ اور (متقی وہ ہیں) اور ہماری دی ہوئی روزی میں سے ہماری راہ میں اٹھائیں۔

(کنزالایمان پ ۱، آیت ۳)

دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے ”وَاَقِیْمُوْا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوْا الزَّکٰوۃ“ اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس آیت کریمہ سے زکوٰۃ کی فرضیت کا ثبوت ملتا ہے۔ زکوٰۃ اسلام کے ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے۔ آیئے سب سے پہلے زکوۃ کا معنیٰ اور مفہوم سمجھتے چلیں۔

زکوٰۃ کا لغوی معنیٰ

لغت کے اعتبار سے زکوٰۃ کا لفظ دو معنوں کا حامل ہے، اس کا ایک معنیٰ پاکیزگی، طہارت اور پاک صاف ہونے یا کرنے کا ہے۔ اور دوسرا معنیٰ نشو ونما اور بالیدگی کا ہے۔ جس میں کسی کے بڑھنے، پھلنے، پھولنے اور فروغ پانے کا مفہوم پایا جاتا ہے چوں کہ زکوٰۃ ادا کرنے سے مال میں اضافہ ہوتا ہے اس لئے وہ مال جو اللہ کی راہ

میں خرچ کیا جاتا ہے اس کو زکوٰۃ کہتے ہیں۔

فرضیت زکوٰۃ کا سبب اور غرض و غایت

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! قرآن حکیم نے متعدد مقامات پر ان عوامل اور اسباب کی نشاندہی فرمائی ہے جو فرضیت زکوٰۃ کا سبب بنے۔
چنانچہ رب قدیر جل جلالہٗ اہل ایمان سے براہ راست مخاطب ہو کر ارشاد فرماتا ہے:
”یآ یُّھَا الَّذِیۡنَ آمَنُوۡا اَنۡفِقُوۡا مِمَّا رَزَقۡنٰکُمۡ“ اے ایمان والو! ہم نے جو تمہیں رزق دیا اس میں سے خرچ کرو۔ (کنزالایمان البقرہ۔پ۲،۲۵۴)
ایک دوسری جگہ دولتِ رشد و ہدایت اور تقویٰ سے بہرہ یاب، ایمانداروں کی علامت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ”ھُدًی لِلۡمُتَّقِیۡنَ اَلَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡغَیۡبِ وَ یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلوٰۃَ وَ مِمَّا رَزَقۡنَا ھُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ“ اس میں ہدایت ہے ڈر والوں کو وہ جو بے دیکھے ایمان لائیں اور نماز قائم رکھیں اور ہماری دی ہوئی روزی میں سے ہماری راہ میں اٹھائیں۔ (کنزالایمان البقرہ پ۱، آیت۲)
ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہوا۔ ”وَ اَنۡفِقُوۡا مِمَّا رَزَقۡنٰکُمۡ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ یَّأۡتِیَ اَحَدَکُمُ الۡمَوۡت“ اور ہمارے دئے میں سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرو قبل اس کے کہ تم میں کسی کو موت آجائے۔ (سورۂ منافقون)
اس آیتِ کریمہ میں ایمان والوں کو آگاہ کیا گیا ہے کہ قبل اس کے کہ موت آجائے اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرنا اپنی عادت بنالو، موت کے بعد جب ظاہری اسباب منقطع ہو جائیں گے اور قیامت کے دن تم سے پوچھ گچھ ہوگی تو سوائے افسوس اور حسرت کے تمہارے پاس کچھ بھی نہ ہوگا۔
میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ تبارک و تعالیٰ ایمان والوں کو بار بار جھنجھوڑتا ہے کہ اُس مال میں سے میری راہ میں خرچ کرو جو میں نے تمہیں

عطا کیا ہے ''مِمَّا رَزَقْنٰکُمْ'' کے الفاظ غور طلب ہیں کہ بسا اوقات کوئی اپنی کم ظرفی کی بنیاد پر یہ خیال کر لیتا ہے کہ اس کا مال اور اس کی کمائی، اس کی ذاتی محنت و کاوش کا نتیجہ ہے۔ اس کا یہ گمان سراسر غلط ہے کیوں کہ انسان کے پاس جو کچھ مال و متاع ہے، وہ اس کے رب کی عطا اور فضل ہے جس سے اسے کبھی محروم بھی ہونا پڑ سکتا ہے۔

اسلام کی بنیاد

حدیث پاک میں ہے ''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے اللہ کی وحدانیت اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کرنا، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، اور حج کرنا''

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! زکوٰۃ سے متعلق ہمارے آقا و مولیٰ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی تاکید فرمائی ہے۔

چنانچہ حدیث پاک میں حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ تَمَا مَ اِسْلَامِکُمْ اَنْ تُؤَدُّوْا زَکوٰۃَ اَمْوَالِکُمْ. تمہارے اسلام کا پورا ہونا یہ ہے کہ تم اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرو۔

اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لایا اس پر لازم ہے کہ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرے۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

ان دونوں احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ وحدہٗ لاشریک کی وحدانیت کا اقرار کرنے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانے کے بعد مسلمان مالک نصاب پر اپنے ایمان کی تکمیل کے لئے زکوٰۃ ادا کرنا ضروری ہے، جو مالک نصاب ہوتے ہوئے زکوٰۃ ادا نہیں کرتے وہ کامل مسلمان نہیں۔ زکوٰۃ ادا کرنے والوں کو ہم سب کے آقا و مولیٰ جناب احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بڑی بشارتیں دی ہیں۔

چنانچہ طبرانی نے اوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جو مجھ کو چھ چیزوں کی ضمانت دے، میں اس کے لئے جنت کا ضامن ہوں، راوی کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ وہ چھ چیزیں کیا ہیں؟ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نماز، زکوٰۃ، امانت، شرمگاہ، شکم اور زبان۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! زکوٰۃ دینے والوں کے لئے آخرت کی زندگی میں جنت کی خوش خبری ہے۔ جنت ایک ایسی جگہ ہے جہاں نہ کوئی خوف نہ کوئی غم۔ ہر طرح کے خوف و خطر سے انسان آزاد اور سکون میں ہوگا۔ اور وہاں اتنی آسائشیں ہوں گی کہ انسان دنیاوی زندگی میں تصور بھی نہیں کرسکتا اور یہ عظیم مقام ان لوگوں کے لئے ہے جو لوگ اہل ایمان ہوں گے، نیک اور صالح اخلاق کے مالک ہوں گے، اور ان تمام صفات کے حامل ہوں گے جو کہ ایک مومن کے لئے ضروری ہیں، تو ایسے لوگوں کو جنت کا وارث بنا دیا جائے گا اس سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ دینے والوں کے لئے جنت کی وراثت ہے کہ جنت ان کے لئے ہے اور وہ جنت کے لئے۔

فردوس جنت کا سب سے اعلیٰ درجہ ہے اور مومنین کے لئے اسی کی بشارت ہے۔ حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کرنے لگا کہ سرکار مجھے ایسا عمل بتا دیں جو مجھے جنت میں داخل کردے۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا "اللہ کی عبادت کر، کسی کو اس کا شریک نہ کر، نماز قائم کر اور زکوٰۃ ادا کر"۔

جنت کے دروازے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبیوں کے سردار اور ہم غلاموں کے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور فرمایا "قسم ہے اس کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے"۔ اس کو تین بار فرمایا پھر سر جھکا لیا تو صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

نے بھی سر جھکا لیا اور رونے لگے۔ معلوم نہ ہوا کہ آپ نے کس چیز پر قسم کھائی ہے پھر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک اٹھا لیا، چہرۂ پُر نور پر خوشی کے آثار تھے اور ارشاد فرمایا: جو بندہ پانچوں نمازیں پڑھتا ہے، رمضان کے روزے رکھتا ہے اور اپنے مال کی زکوٰۃ دیتا ہے اور کبیرہ گناہوں سے بچتا ہے اس کے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور اس سے کہا جائے گا کہ سلامتی کے ساتھ داخل ہو جا۔ (الترغیب، ج ا ص: ۳۰۷)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ و التسلیم نے فرمایا: جو شخص مال حاصل کرے تو اس پر اس وقت تک زکوٰۃ نہیں جب تک اس پر پورا سال نہ گزر جائے۔ (ترمذی شریف ج ا ص: ۱۳۸)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم کو حکم فرمایا کرتے تھے کہ ہم تجارت کے لئے تیار کی جانے والی چیزوں کی زکوٰۃ نکالا کریں۔ (ابو داؤد ص: ۲۱۸)

حضرت موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہمارے پاس حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہ خط موجود ہے جسے دے کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں بھیجا تھا۔ راوی نے کہا کہ حضور علیہ السلام نے معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا کہ وہ گیہوں، جَو، انگور اور کھجور کی پیداوار میں مسلمانوں سے زکوٰۃ وصول کریں۔

(مشکوٰۃ شریف ص: ۱۵۹)

صدقہ کے فضائل

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! جس طرح زکوٰۃ نہ دینے پر عذاب ہے اسی طرح زکوٰۃ کی ادائیگی پر بے حساب ثواب بھی ہے۔ فرمایا گیا ارکانِ اسلام کی ادائیگی پر اللہ عزوجل کی رحمت جوش میں آئے گی اور زکوٰۃ دینے والے کو سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل فرما دے گا۔ اللہ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔

زکوٰۃ اور صدقۂ فطر یہ دونوں واجب ہیں۔ جو ان دونوں کو ادا نہ کرے گا سخت گنہ گار

ہوگا مگر ان کے علاوہ صدقہ دینے اور خدائے وحدہٗ لاشریک کی راہ میں خیرات کرنے کا بھی بہت بڑا ثواب ہے اور دارین میں اس کے بڑے بڑے فوائد اور منافع ہیں۔ چنانچہ اس کے بارے میں ہم یہاں چند احادیث بیان کرتے ہیں۔ ان پر غور کیجئے اور اپنے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ان مقدس فرامین پر عمل کر کے اپنی دنیا اور آخرت سنوار لیجئے۔

مال میں اضافہ کا ذریعہ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ علیہ التحیۃ والثنا نے ارشاد فرمایا: مسلمان جو ایک چھوہارا یا ایک نوالہ اللہ رب العزت کی راہ میں دے، اللہ تعالیٰ اسے بڑھاتا اور پالتا ہے جیسے کوئی آدمی اپنے بچھڑے یا بدنے کو پالتا ہے یہاں تک کہ وہ بڑھ کر اُحد پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔ (مسند امام احمد)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! جس طرح مولیٰ عزوجل زکوٰۃ ادا کرنے پر ثواب عطا فرماتا ہے یوں ہی صدقے کی ادائیگی پر بھی بے حساب ثواب عطا فرماتا ہے۔ اور اگر صدقہ خلوص کے ساتھ دیا جائے تو اللہ عزوجل اس کو خوب بڑھاتا ہے اور بلاؤں کو ٹالتا ہے۔ ہم نے دیکھا ہے کہ اللہ عزوجل بہت ساری مصیبتیں اور بیماریاں صدقہ کی وجہ سے دور فرما دیتا ہے۔ اور یاد رکھیں کہ کبھی بھی یہ گمان مت کرنا کہ صدقے کی وجہ سے مال کم ہو جائے گا بلکہ صدقہ کی وجہ سے ہمیشہ مال میں اضافہ ہوتا ہے۔

فرشتوں کا تعجب

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا فرمایا تو وہ ہلنے لگی، اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو پیدا فرمایا اور زمین کو پہاڑوں کے سہارے پر ٹھہرا دیا، یہ دیکھ کر فرشتوں کو ان کی طاقت پر بڑا تعجب ہوا اور انہوں نے عرض کیا کہ اے پروردگار! کیا تیری مخلوق میں پہاڑوں

سے بھی بڑھ کر طاقتور کوئی چیز ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں لوہا۔ فرشتوں نے عرض کیا کہ تیری مخلوق میں لوہے سے بھی بڑھ کر طاقتور کوئی چیز ہے؟ تو فرمایا ہاں آگ ہے۔ فرشتوں نے پوچھا کیا آگ سے زیادہ طاقتور کوئی مخلوق ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں پانی ہے۔ پھر فرشتوں نے عرض کیا کہ کیا تیری مخلوق میں پانی سے زیادہ طاقتور کوئی چیز ہے؟ تو ارشاد ہوا کہ ہاں ہَوا ہے۔ یہ سن کر فرشتوں نے سوال کیا کہ کیا تیری مخلوق میں ہوا سے بھی بڑھ کر کوئی چیز طاقتور ہے؟ تو جواب ملا کہ ہاں ''اِبْنُ اٰدَمَ تَصَدَّقَ صَدَقَةً بِيَمِيْنِهٖ يُخْفِيْهَا مِنْ شِمَالِهٖ'' ابن آدم علیہ السلام کہ وہ اپنے داہنے ہاتھ سے صدقہ دے اور بائیں ہاتھ سے چھپائے۔ (مشکوٰۃ ص ۱۷۰)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مطلب یہ ہے کہ صدقہ اس قدر چھپا کر دے کہ دائیں ہاتھ سے صدقہ کرے تو بائیں کو خبر نہ ہو۔ اس طرح صدقہ کرنے والا پہاڑ، لوہا، آگ، ہوا، پانی اور تمام چیزوں سے بڑھ کر طاقتور ہے۔

آج خودنمائی کا دَور دورہ ہے۔ لوگ کوئی بھی نیکی چھپانا نہیں چاہتے حالاں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کی روشنی میں سب سے زیادہ طاقتور وہ صاحب ایمان ہے جو صدقہ چھپا کر دے، دکھاوا مقصود نہ ہو، بلکہ صرف اللہ اور اس کے رسول کی رضا کی مقصود ہو۔

عمر کیسے بڑھے؟

حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک صدقہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ عمر بڑھاتا ہے اور بُری موت کو دفع کرتا ہے۔ (درمنثور)

غضب الٰہی سے بچاؤ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَ تَدْفَعُ مِيْتَةَ السُّوْءِ'' بے

شک صدقہ اللہ عزوجل کے غضب کو بجھاتا ہے اور بری موت کو دفع کرتا ہے۔(ترمذی، مشکوٰۃ، ص۱۶۸)

صدقہ کو باطل نہ کرو

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! صدقہ دے کر احسان جتانا بہت بڑی آفت ہے۔ اسی لئے چھپا کر صدقہ دینے کی بڑی فضیلت وارد ہے، صدقہ دے کر احسان جتانے سے صدقہ کا ثواب ختم ہو جاتا ہے۔

چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے لَاتُبْطِلُوْا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰی'' اپنے صدقات کو احسان رکھ کر اور ایذا دے کر باطل نہ کرو۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ عزوجل اگر ہمیں مخلوق خدا کی خدمت کرنے کا موقع عطا فرمائے تو خبردار! غریبوں پر احسان نہ جتایا جائے اگر احسان جتائیں گے تو یقیناً صدقات تو باطل ہو ہی جائیں گے اسی کے ساتھ غریبوں کی دل آزاری کا گناہ بھی ہوگا۔ لہٰذا ہرگز ہرگز صدقہ دے کر یا کسی کی مدد کر کے احسان مت جتاؤ، بلکہ اللہ کا احسان مانو کہ اس نے اپنے ایک بندہ کی حاجت پوری کرنے کا ذریعہ اور وسیلہ تمہیں بنایا۔

جہنمی کون؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھ پر پیش ہوا کہ تین لوگ جنت میں پہلے جائیں گے اور تین لوگ جہنم میں پہلے جائیں گے۔ جنت میں پہلے جانے والے تین لوگ یہ ہوں گے۔ شہید، غلام جو اپنے رب کی عبادت میں مشغول رہتا تھا اور اپنے آقا کے حقوق بھی ادا کرتا تھا اور پاک دامن عیال دار اور جہنم میں پہلے جانے والے تین شخص یہ ہوں گے زبردستی حاکم بننے والا، مال دار زکوٰۃ نہ دینے والا، بدکار نادار۔ (سنن ابوداؤد)

پیشانی اور کروٹیں داغی جائیں گی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کے پاس سونا اور چاندی ہو اور اس کی زکوٰۃ نہ دے تو قیامت کے دن ان کی تختیاں بنا کر جہنم کی آگ میں تپائیں گے پھر ان سے اس شخص کی پیشانی اور کروٹیں داغی جائیں گی جب وہ تختیاں ٹھنڈی ہو جائیں گی پھر انہیں تپا کر داغیں گے، قیامت کا دن پچاس ہزار برس کا ہے، یوں ہی کرتے رہیں گے یہاں تک کہ تمام مخلوق کا حساب ہو جائے گا۔ (مسلم شریف ص ۳۱۸)

اور حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرمایا کہ زکوٰۃ نکالے بغیر مال کو جمع کرنے والوں کو گرم پتھر کی بشارت سناؤ جس سے جہنم میں ان کو داغا جائے گا، اس کے سر اور پستان پر وہ گرم پتھر رکھیں گے کہ سینہ توڑ کر شانہ سے نکل جائے گا اور شانہ پر رکھیں گے کہ شانہ کی ہڈیاں توڑ کر سینہ سے نکل جائے گا۔ (مسلم شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مال کی زکوٰۃ کی ادائیگی نہ کرنے کی سزا کتنی سخت ترین ہے۔ یہ بات ہمیں مذکورہ حدیث شریف سے سمجھ میں آ چکی ہوگی۔ ہم میں کا کون ہے جو اتنا سخت عذاب برداشت کر سکے؟ لہٰذا اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو مالکِ نصاب ہونے کی توفیق بخشی ہے اور آپ پر زکوٰۃ فرض ہے تو زکوٰۃ کی ادائیگی میں کوتاہی ہرگز نہ کریں ورنہ اپنے آپ کو جہنم کا سخت عذاب برداشت کرنے کے لئے تیار کر لیں۔

گلے کا اژدھا

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ نہ دے گا وہ مال قیامت کے دن گنجے اژدہے کی شکل بنے گا اور اس کے گلے میں طوق بن کر پڑے گا پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی "وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَا

آتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ" (ابن ماجہ شریف)

اور حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: جو بندہ اپنے مال کی زکوٰۃ نکالے بغیر مر گیا، قیامت کے دن وہ مال گنجے اژدہے کی شکل میں ہوگا جس کے دو پھن ہوں گے وہ اس کے پیچھے دوڑے گا۔ وہ شخص کہے گا خرابی ہو تیرے لئے تو کون ہے؟ وہ کہے گا میں تیرا وہی خزانہ ہوں جسے تو نے بغیر زکوٰۃ ادا کیئے دنیا میں چھوڑ آیا تھا، پھر اس کے پیچھے دوڑتا رہے گا یہاں تک کہ وہ مجبور ہو کر اس کے منہ میں اپنا ہاتھ دے دے گا وہ اس کو چبائے گا یہاں تک کہ پورا جسم چبا جائے گا۔ (الترغیب والترہیب، جلد اول، ص ۳۱۶)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! جس مال کا بندہ زکوٰۃ نکالے بغیر مر جاتا ہے، تو رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کی روشنی میں وہ مال قیامت کے دن گنجے سانپ کی شکل میں اس شخص کے پیچھے دوڑے گا۔ اللہ اکبر! دنیا میں ہمارے جمع کئے ہوئے مال سے دوسرے لوگ فائدہ اٹھائیں گے اور قیامت کے دن جس کا مال تھا وہ سانپ کے عذاب کا مستحق ہو جائے گا۔ دعا ہے کہ اللہ عزوجل ایسا مال دے جس کی ہم صحیح طور پر زکوٰۃ ادا کر سکیں۔

مال برباد کیسے ہوتا ہے ؟

امیر المومنین حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خشکی اور تری میں جو مال برباد ہوتا ہے وہ زکوٰۃ ادا نہ کرنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ (الترغیب والترہیب جلد اول، ص ۳۱۷)

اور حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو قوم زکوٰۃ نہ دے گی اللہ تعالیٰ اسے قحط میں مبتلا کر دے گا۔

(الترغیب جلد اول ص ۳۱۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ان دونوں روایتوں سے پتہ چلا کہ زکوٰۃ نہ دینا مال و دولت کی بربادی کا سبب ہے، اگر آپ چاہتے ہیں کہ اللہ ربّ العزت کی دی ہوئی نعمتوں سے بھرپور فائدہ اٹھائیں تو اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کریں، زکوٰۃ کی برکت سے مال محفوظ ہو جائے گا۔

مال کی محبت کا انجام

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ثعلبہ بن حاطب ایک نہایت ہی مفلس مسلمان تھے، وہ رب قدیر کی بارگاہ میں بہت ہی زیادہ سجدے کیا کرتے تھے، ان کے کثرت سجود کی وجہ سے ان کے ماتھے پر داغ ہی نہیں بلکہ ان کا ماتھا گھٹنے کہ طرح پھول گیا تھا مگر وہ نماز پڑھ کر سب سے پہلے مسجد سے نکل جاتے تھے۔ ایک مرتبہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا کہ اے ثعلبہ! تم مسجد سے نماز پڑھ کر سب سے پہلے کیوں نکل جایا کرتے ہو؟ وہ عرض کرتے ہیں: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میرے پاس صرف یہی ایک لباس ہے۔ لہٰذا جب میں نماز پڑھ کر اپنے گھر کو واپس جاتا ہوں تو اسی لباس کو پہن کر میری بیوی نماز پڑھتی ہے۔ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے لئے اللہ سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے مال کی فروانی عطا فرمائے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے ثعلبہ! تمہارے لئے مفلسی ہی بہتر ہے۔ لیکن ثعلبہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بات نہ مانی اور اپنی بات پر بضد رہے تو سرکار کون و مکاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ثعلبہ! تمہیں کون سا مال پسند ہے؟ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے بکری سب سے زیادہ پسند ہے۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعا فرمادی ابھی کچھ دن ہی گزرے تھے کہ ثعلبہ کو اللہ تعالیٰ نے بکریوں کا ایک ریوڑ عطا فرمادیا۔

دھیرے دھیرے ان بکریوں کی تعداد بڑھتی گئی حتی کہ ثعلبہ کو مدینہ کے باہر ایک

میدان میں پناہ لینی پڑی، اور جب بکریوں کی تعداد بہت زیادہ ہوگئی تو ثعلبہ کو مدینہ سے دور جنگل میں پناہ لینی پڑی، پھر کیا تھا ان بکریوں کی وجہ سے ان کی مشغولیت بڑھتی گئی یہاں تک کہ ان کی مشغولیت ان کے لئے نماز سے مانع ہوگئی پھر ایک وقت ایسا آیا کہ وہ صرف نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے مسجد نبوی کا قصد کرتے تھے۔ جب آیتِ زکوٰۃ نازل ہوئی تو سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تمام مسلمانوں کو زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم فرمایا اور ثعلبہ کے پاس بھی اپنے قاصدوں کو روانہ فرمایا۔ جب قاصد ثعلبہ کے پاس پہونچے اور ان کو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم سنایا تو انہوں نے سوچا کہ اس طرح تو میری بہت ساری بکریاں کم ہو جائیں گی۔ (معاذ اللہ) یہ سوچ کر انہوں نے قاصدوں سے کہا کہ میں بعد میں سوچوں گا۔ جب دوبارہ ان کے پاس سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے قاصدوں کو روانہ فرمایا تو انہوں نے کہا کہ یہ تو ایک قسم کا تاوان ہے، قاصدوں نے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس امر کی خبر دی تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب ثعلبہ کی بربادی قریب ہے۔ اسی وقت قرآن پاک کی آیتِ کریمہ نازل ہوئی اور اس آیت میں ثعلبہ کو منافق کہا گیا۔

اس آیت کے نزول کے وقت ثعلبہ کا کوئی قریبی وہاں موجود تھا، جس نے ان کو اس امر کی خبر دی تو وہ بہت ہی پچھتائے اور اپنے مال کا صدقہ لے کر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ثعلبہ میں نے اسی لئے کہا تھا کہ تمہارے لئے یہی بہتر ہے اور اب اللہ تعالیٰ نے بھی تمہارے صدقے کو رد کر دیا ہے لہٰذا میں تمہارے صدقہ کو قبول نہیں کر سکتا، ثعلبہ مایوس ہو کر وہاں سے واپس ہوئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں اپنے مال کا صدقہ لے کر حاضر ہوئے تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب کونین کے تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تمہارے صدقہ کو رد فرما دیا ہے تو میری

کیا مجال کہ میں تمہارے صدقے کو قبول کرلوں، یوں ہی وہ حضرت سیدنا عمر اور سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے دور خلافت میں صدقہ لے کر حاضر ہوئے تو ان حضرات نے بھی ان کے صدقے کو رد فرما دیا، اب ثعلبہ بالکل مایوس ہوکر واپس ہوئے اور اسی حسرت کے عالم میں ان کا انتقال ہوگیا۔ (صاوی)

زکوٰۃ سے متعلق چند ضروری مسائل

زکوٰۃ شریعت میں اللہ تعالیٰ کے لئے مال کے ایک حصہ کا جو شرع نے مقرر کیا ہے، مسلمان حاجتمند کو مالک کر دینے کو کہتے ہیں۔

☆ وہ مال جو تجارت کے لئے رکھا ہوا ہے اسے دیکھا جائے کہ اس کی قیمت، ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑے باون تولہ چاندی کے برابر ہو تو اس مال تجارت کی زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے۔ مال تجارت سے مراد ہر قسم کا سامان ہے خواہ وہ غلہ وغیرہ کے جنس سے ہو یا مویشی، گھوڑے بکریاں، گائے وغیرہ۔ اگر یہ اشیاء بغرض تجارت رکھی ہوئی ہیں تو پورا سال گزرنے کے بعد ان کی زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے۔

☆ اگر مال تجارت بقدر نصاب نہیں ہے لیکن سونا چاندی اور نقد روپیہ موجود ہے تو ان سب کو ملایا جائے گا اگر ان کا مجموعہ بقدر نصاب ہو جائے تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے ورنہ نہیں۔

☆ جو مکانات یا دکانیں کرائے پر دے رکھی ہیں تو ان پر زکوٰۃ نہیں لیکن ان کا کرایہ جمع کرنے کے بعد اگر بقدر نصاب ہو جائے تو اس پر سال گزرنے کے بعد زکوٰۃ فرض ہے۔ ہاں اگر مالک پہلے ہی مالک نصاب ہے تو کرایہ اسی پہلے نصاب میں شامل ہوگا، اور کرایہ کی آمدنی کا علیحدہ نصاب شمار نہیں کیا جائے گا۔ اس لئے جب پہلے نصاب پر سال گزر جائے تو کرائے کی رقم بھی اس نصاب میں ملا کر زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

☆ دوکانوں میں مال تجارت رکھنے کے لئے شوکیس، ترازو، الماریاں وغیرہ نیز استعمال

کے لئے فرنیچر، سردی، گرمی سے بچاؤ کے لئے ہیٹر، ایر کنڈیکشنرز، وغیرہ اور ایسی چیزیں جو خرید وفروخت میں سامان کے ساتھ نہیں دی جاتیں بلکہ خرید وفروخت میں ان سے مدد لی جاتی ہو تو ان پر زکوٰۃ فرض نہیں کیوں کہ یہ تجارت میں حوائج اصلیہ میں شامل ہیں۔

☆ زکوٰۃ فرض ہونے کے لئے مال و دولت کی ایک خاص حد اور متعین مقدار ہے، جس کو شریعت کی اصطلاح میں ''نصاب'' کہا جاتا ہے، زکوٰۃ اسی وقت فرض ہے جب مال بقدر نصاب ہو، نصاب سے کم مال و دولت پر زکوٰۃ فرض نہیں۔ سونے کا نصاب ساڑھے سات تولہ ہے، اور چاندی کا نصاب ساڑھے باون تولہ ہے۔ اور مال تجارت کا نصاب یہ ہے کہ اس کی قیمت سونے یا چاندی کے نصاب کے برابر ہو یا سونے، چاندی کی نقد قیمت بصورت روپئے ہوں۔

☆ زکوٰۃ فرض ہے اس کا منکر کافر اور نہ دینے والا فاسق اور قتل کا مستحق ہے اور ادا میں تاخیر کرنے والا گنہگار اور مردود الشہادۃ ہے۔ (عالمگیری)

☆ زکوٰۃ واجب ہونے کیلئے چند شرطیں ہیں۔ مسلمان ہونا، عاقل ہونا، بالغ ہونا، آزاد ہونا، مال بقدر نصاب اس کی ملکیت میں ہونا، پورے طور پر اس کا مالک ہونا، صاحب نصاب کا قرض سے فارغ ہونا، اس نصاب پر ایک سال کا گزر جانا۔

☆ موتی اور جواہرات پر زکوٰۃ واجب نہیں اگر چہ ہزاروں کے ہوں۔ ہاں اگر تجارت کی نیت سے لی ہے تو زکوٰۃ واجب ہوگئی۔ (درمختار)

☆ سال گزرنے سے مراد قمری سال ہے یعنی چاند کے مہینوں سے بارہ مہینے اگر شروع سال اور آخر سال میں نصاب کامل ہے اور درمیان سال میں نصاب ناقص بھی ہو گیا ہو تو بھی زکوٰۃ فرض ہے۔ (عالمگیری)

☆ زکوٰۃ دیتے وقت یا زکوٰۃ کے لئے مال علیحدہ کرتے وقت زکوٰۃ کی نیت شرط ہے۔ نیت کے یہ معنی ہیں کہ اگر پوچھا جائے تو بلا تامل بتا سکے کہ زکوٰۃ ہے۔

☆ سال بھر تک خیرات کرتا رہا اب نیت کی جو کچھ دیا ہے زکوٰۃ ہے تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ مال کو زکوۃ کی نیت سے علیٰحدہ کر دینے سے بری الذمہ نہ ہوگا جب تک کہ فقیر کو نہ دے دے یہاں تک کہ وہ جاتا رہا (چوری ہوگیا یا گم ہوگیا) تو زکوۃ ساقط نہ ہوئی۔

(درمختار)

☆ زکوۃ کا روپیہ مردہ کی تجہیز و تکفین یا مسجد کی تعمیر میں نہیں صرف کر سکتے کہ فقیر کو مالک بنانا نہ پایا گیا۔ اگر ان امور میں خرچ کرنا چاہیں تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ فقیر کو مالک کر دیں اور وہ صَرف کرے اور ثواب دونوں کو ہوگا۔ بلکہ حدیث پاک میں ہے اگر سو ہاتھوں میں صدقہ گزرا تو سب کو ویسا ہی ثواب ملے گا جیسا دینے والے کے لئے اور اس کے اجر میں کچھ کمی نہ ہوگی۔ (ردُّ المحتار)

☆ زکوٰۃ دینے میں یہ ضروری نہیں کہ فقیر کو زکوۃ کہہ کر دے بلکہ صرف نیتِ زکوٰۃ کافی ہے یہاں تک کہ ہِبہ یا قرض کہہ کر دے اور نیت زکوۃ کی ہو تو بھی ادا ہو جائے گی۔ (عالمگیری)

☆ یوں ہی نذر، ہدیہ یا عیدی یا بچوں کی مٹھائی کھانے کے نام سے دی تب بھی ادا ہوگئی، بعض محتاج ضرورت مند زکوۃ کا روپیہ نہیں لینا چاہتے انہیں زکوۃ کہہ کر دیا جائے گا تو نہیں لیں گے لہٰذا زکوۃ کا لفظ نہ کہے۔ (بہارشریعت)

☆ سونے، چاندی کے علاوہ تجارت کی کوئی چیز ہو جس کی قیمت سونے، چاندی کے نصاب کو پہونچے تو اس پر بھی زکوۃ واجب ہے۔ یعنی قیمت کے چالیسویں حصہ پر زکوۃ واجب ہے۔ (دُرِمختار)

زکوۃ کس کو دی جائے ؟

اللہ ربُّ العزت نے مالِ صدقہ کے مستحقین کی تفصیل قرآن عظیم میں یوں بیان فرمایا ہے: چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِيْنَ وَالْعَامِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَ فِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (سورۂ توبہ ۶۰)

زکوٰۃ تو ان ہی لوگوں کے لئے ہے محتاج اور نرے نادار اور جو اسے تحصیل کر کے لائیں اور جن کے دلوں کو اسلام سے الفت دی جائے اور گردنیں چھڑانے میں اور قرضداروں کو اور اللہ کی راہ میں اور مسافروں کو یہ ٹھہرایا ہوا ہے اللہ کا اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔

مذکورہ بالا آیت میں زکوٰۃ وصدقات کے مستحق لوگوں کا ذکر فرمایا گیا ہے، یہ وہ لوگ ہیں جو زکوٰۃ وصدقات کے صحیح حقدار ہیں، قرآنی آیت میں مذکورہ صدقات کے حقداروں کی تفصیل یہ ہے۔

فقیر: وہ ہے جس کے پاس کچھ مال ہو لیکن اتنے روپئے پیسے نہیں جو نصاب کے قابل ہو نہ گھر میں اتنی چیزیں ہیں کہ جن کی قیمت بقدر نصاب ہو یا قیمت بقدر نصاب ہے مگر سب چیزیں حاجتِ اصلیہ میں داخل ہیں مثلاً ضروری کتابیں، پہننے کے کپڑے، رہنے کا مکان، کام کاج کے ضروری آلات وغیرہ ہیں، کوئی چیز زائد اس کے پاس نہیں جس کی قیمت نصاب کو پہونچے ایسا شخص فقیر کہلاتا ہے، زکوٰۃ کا مستحق ہے، اگر ایسا شخص عالم بھی ہو تو اس کی خدمت اور بھی زیادہ افضل ہے۔

☆ فقیر اگر عالم ہو تو اسے دینا جاہل کو دینے سے افضل ہے۔ (عالمگیری)

☆ اگر عالم کو دے تو اس کا لحاظ رکھے کہ اس کا اعزاز مدِّ نظر ہو، ادب کے ساتھ دے جیسے چھوٹے بڑے کو نذر دیتے ہیں اور معاذ اللہ عالم دین کی حقارت اگر دل میں آئی تو یہ ہلاکت اور بہت سخت ہلاکت۔ (بہار شریعت)

مسکین: وہ شخص ہے جس کے پاس کچھ بھی مال نہ ہو۔ قرآن مقدس میں ارشاد خداوندی ہے: اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ یا خاک نشین مسکین کو۔

یعنی مٹی جو اس پر پڑی ہے وہی اس کی چادر ہے اور وہی اس کا بستر ہے۔ ایسے شخص

کوزکوۃ دے کر ثواب حاصل کرو۔ اُس شخص کو سوال کرنا بھی جائز ہے اور فقیر کو نہیں کیونکہ اس کے پاس کچھ مال ہے اگر چہ نصاب کے قابل نہیں مگر جس کے پاس اتنا بھی مال ہے کہ ایک دن کے خوراک کے قابل ہے تو اس کو سوال کرنا حلال نہیں ہے۔ (عالمگیری)

عامل : عامل کو بھی زکوۃ دی جاسکتی ہے اگر چہ وہ غنی ہو۔ عامل وہ شخص ہے جس کو بادشاہ اسلام نے عُشر اور زکوۃ وصول کرنے پر مقرر کیا ہے چونکہ یہ اپنا وقت اس کام میں لگاتا ہے لہٰذا اس عامل کو اپنے عمل کی اجرت بھی ملنا ضروری ہے تاکہ اس کے اخراجات کے لئے بدرجہ متوسط کافی ہو مگر اجرت جمع کردہ رقم سے زائد نہ ہو اگر مال عامل کے ہاتھ سے ضائع ہو جائے تو زکوۃ ادا کرنے والوں کی زکوۃ ادا ہوگئی۔ اگر عامل سید ہے تو زکوۃ کے مال سے اس کو اجرت نہ دی جائے گی ہاں اجرت غیرِ سید فقیر کو دے کر اس کو دی جائے تو جائز ہے مگر غنی عامل کو اسی زکوۃ سے اجرت دینا جائز ہے اس لئے کہ ہاشمی کا شرف غنی کے رُتبہ سے زائد ہے۔

مؤلفة القلوب : مؤلفۃ القلوب کا مطلب دلجوئی کرنا ہے، ایک عام اصول ہے کہ جس کسی حاجت مند کی مالی امداد کی جائے تو وہ دینے والوں کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو دین اسلام کی طرف مائل کرنے کے لئے مؤلفۃ القلوب کی مدد رکھی ہے تاکہ اسلام میں ہر نئے داخل ہونے والے کی دلجوئی ہو اور وہ آسانی سے مسلمانوں کے ضابطۂ حیات کے مطابق عمل پیرا ہو سکے۔ لیکن جب اسلام کو غلبہ ہوا تو زکوٰۃ کے ان آٹھ مصارف میں سے مؤلفۃ القلوب باجماع صحابہ ساقط ہو گیا

رقاب مکاتب : وہ غلام جو مال معین ادا کرنے کی شرط پر آزاد کیا گیا ہو اگر چہ وہ غنی کا غلام ہو یا خود اس کے پاس نصاب سے زائد ہو تو ایسے غلام کو زکوٰۃ دینا جائز ہے مگر یہ غلام کسی سیّد کا نہ ہو کہ اس کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں کیوں کہ ایک لحاظ سے یہ مالک کی ملک میں ہے اور مالک سیّد ہے تو یہ سید ہی کو زکوٰۃ پہونچے گی اور اس کو جائز نہیں ہے۔

غارم یعنی قرضدار: قرضدار کو زکوٰۃ دینا بھی جائز ہے بشرطیکہ قرض سے زائد کوئی رقم بقدر نصاب اس کے پاس نہ ہو یا کوئی مال حاجت اصلیہ سے اس کے پاس فاضل نہ ہو کہ جس کی قیمت نصاب کو پہونچے تو ایسے قرضدار کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔

فی سبیل اللہ: اس سے مراد ایسے مجاہدین پر مال زکوٰۃ کا صرف کرنا ہے جو کہ اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے نکلے ہوں کہ ان کی سواری، اسلحہ، راستے کے خرچ اور آلات کی فراہمی کے لئے مال زکوٰۃ کا دینا جائز ہے اور یا تو اس سے مراد وہ حجاج کرام ہیں جو کہ راستے میں کسی حادثہ کے شکار ہو کر مالی تعاون کے محتاج ہوں یا وہ طلبہ مراد ہیں جو کہ علم دین کے حصول کے لئے اللہ کی راہ میں نکلے ہوں کہ ان کو بھی زکوٰۃ کا مال لینا جائز ہے۔

ابن السبیل: ابن السبیل سے مراد مسافر ہے جس کا زادراہ ختم ہو چکا ہو اگر چہ وہ گھر پر مالی اعتبار سے خوش حال ہو پھر بھی اس کو زکوٰۃ لینا جائز ہے۔

زکوٰۃ ادا کرنے میں یہ ضروری ہے کہ جس کو بھی دیں اس کو مالک بنا دیں لہذا زکوٰۃ کا مال مسجد میں صرف کرنا، میت کو کفن دینا، پل بنانا، سڑک بنانا، کنواں کھودوانا، کتاب وغیرہ خرید کر وقف کر دینا کافی نہیں ہے۔

اگر کسی کی ماں ہاشمی بلکہ سیدہ ہو اور اس کا باپ ہاشمی نہ ہو تو وہ ہاشمی نہیں ہے کیوں کہ شرع میں نسب باپ سے جوڑا جاتا ہے۔

شوہر اپنی بیوی کو اور بیوی اپنے شوہر کو زکوٰۃ نہیں دے سکتی، ہاں اگر شوہر نے اپنی بیوی کو طلاق مغلّظہ دے دیا اور اس کی عدت گزر گئی تو اب وہ دونوں ایک دوسرے کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔

مزید معلومات کے لئے فتاویٰ رضویہ شریف، بہارِ شریعت اور فقہ کی دوسری کتابوں کا مطالعہ کریں۔

☆☆☆☆☆

حج کا بیان

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! حج اسلام کا پانچواں یا عباداتِ اسلامی کا چوتھا رکن یا نماز روزہ اور زکوٰۃ کے بعد چوتھا فریضہ ہے جو امت محمدیہ کے ہر فرد پر خواہ وہ دنیا کے کسی علاقہ کا رہنے والا ہو عمر بھر میں صرف ایک بار فرض ہے، مگر صرف ان لوگوں پر جو وہاں جانے کی استطاعت رکھتے ہوں۔

حج ۹ھ میں فرض کیا گیا، اس کی فرضیت قطعی و یقینی ہے، جو اس کے فرض ہونے کا انکار کرے وہ کافر ہے۔ قرآنِ کریم میں خالق ارض و سما جل جلالہ کا فرمانِ عالی شان ہے "وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا وَ مَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ" اور اللہ کے لئے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے جو اس تک چل سکے اور جو منکر ہو تو اللہ سارے جہان سے بے نیاز ہے۔ (کنز الایمان، پ۴، ع۱)

مفسر شہیر صدر الافاضل حضرت علامہ نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ تفسیر خزائن العرفان میں مذکورہ بالا آیت کریمہ کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں۔

"اس آیت میں حج کی فرضیت کا بیان ہے اور اس کا کہ استطاعت شرط ہے۔

حدیث شریف میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی تفسیر زاد وراحلہ سے فرمائی ہے، زاد یعنی توشہ، کھانے پینے کا انتظام اس قدر ہونا چاہئے کہ جا کر واپس آنے تک کے لئے کافی ہو اور یہ واپسی کے وقت تک اہل وعیال کے نفقہ کے علاوہ ہونا چاہئے۔ راہ کی امن بھی ضروری ہے، کیوں کہ بغیر اس کے استطاعت نہیں ہوتی''

ایک اور مقام پر اللہ رب العزت اپنے خلیل حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے ''وَ اَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْکَ رِجَالاً وَّ عَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ'' اور لوگوں میں حج کی عام ندا کردے، وہ تیرے پاس حاضر ہوں گے پیادہ اور ہر دبلی اونٹنی پر کہ ہر دور کی راہ سے آتی ہیں۔ (کنز الایمان، پ۱۷، ع۱۱)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! جب حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کعبہ معظّمہ کی قدیم بنیاد پر عمارتِ کعبہ کی تعمیر کر چکے تو اللہ تعالیٰ نے آپ پر وحی فرمائی کہ لوگوں میں حج کا عام اعلان کریں، حکم خداوندی پا کر حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابوقبیس پہاڑ پر چڑھ کر جہان کے لوگوں کو ندا کر دی کہ بیت اللہ کا حج کرو، جن کے مقدر میں حج ہے انہوں نے باپوں کی پشتوں اور ماؤں کے پیٹوں سے جواب دیا ''**لبیک اللھم لبیک**''۔

اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ آیت کریمہ ''**و اذن فی الناس**'' میں خطاب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے، چنانچہ حجۃ الوداع میں اعلان فرما دیا اور ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! اللہ تبارک وتعالیٰ نے تم پر حج فرض کئے تو حج کرو۔

(ملخصاً از خزائن العرفان)

فرمانِ باری تعالیٰ ہے: اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکاً وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ ٥ بے شک سب میں پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کو مقرر ہوا وہ ہے جو

مکہ میں برکت والا اور سارے جہان کا رہ نما۔ (پارہ ۴؍رکوع ۱؍۱)

حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تشریف لانے کے بعد جو پہلا گھر انسانوں کی رشد و ہدایت کے لئے زمین پر تعمیر ہوا وہ مکہ ہی میں ہوا۔ اس گھر کو معمولی شرف حاصل نہیں بلکہ اتنا عظیم شرف حاصل ہے کہ حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس گھر کی تعمیر کے وقت اللہ رب العزت کی بارگاہ میں جو دعا فرمائی آج تک اس دعا کی قبولیت کا اثر نمایاں ہے۔ کوئی بھی موسم ہو وہاں پر ہر قسم کے تازہ پھل میسر ہوتے ہیں۔ اس سے یہ بات بھی سمجھ میں آتی ہے کہ نبی کی دعا اللہ عزوجل کبھی رد نہیں فرماتا۔

مکہ کی تعظیم

حضرت عیاش بن ابی ربیعہ مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس امت سے خیر و برکت زائل نہ ہوگی جب تک کہ یہ حرم مکہ کی تعظیم کرتی رہے گی جیسا کہ اس کی تعظیم کا حق ہے اور جب اس کی تعظیم کو چھوڑ دے گی تو ہلاک ہو جائے گی۔ (مشکوٰۃ شریف ص؍۲۳۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ حرم مکہ کی تعظیم کے سبب اللہ عزوجل خیر و برکت نازل فرماتا رہے گا۔ آج بہت سے کم علم، حرم مکہ کے مقام و مرتبہ کو نہ جاننے کی وجہ سے اس کا احترام جیسا کرنا چاہئے ویسا نہیں کرتے۔ چلاّ چلاّ کر دنیوی باتیں کرتے ہیں، یہ غلطیاں حرم مکہ میں دوران طواف بھی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

ایک نماز لاکھ کے برابر

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: مسجد حرام میں ایک نماز ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! حج کی سعادت

سے جو مالا مال ہوتا ہے اس کے دامن کو ثواب سے بھر دیا جاتا ہے جیسا کہ مذکورہ حدیث شریف میں تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجد حرام میں ایک نماز لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔ آدمی اگر کوشش کرے اور وقت کی قدر کرتے ہوئے اپنا وقت عبادت و ریاضت میں گزارے تو میں سمجھتا ہوں کہ بے حساب نیکیاں حاصل کرسکتا ہے۔ کاش ایسا ہوتا کہ حاجی مسجد حرام میں عبادت سے غافل نہ ہو کر عبادت و ریاضت میں مصروف رہنے کی کوشش کرتا لیکن کیا کیا جائے؟ بازار، دوست، احباب، متعلقین ان سارے معاملات میں ہی زیادہ تر وقت گزار دیا جاتا ہے۔ ہمیں وقت کی قدر کرنی چاہئے، دوست احباب وغیرہ سب بعد میں مل جائیں گے لیکن خانہ کعبہ کی زیارت دوبارہ نصیب ہو یا نہ ہو کچھ نہیں کہا جا سکتا، لہٰذا اللہ عزوجل جب اس مقدس مقام کی حاضری کا شرف بخشے تو اپنا سارا وقت ذکر و عبادت ہی میں صرف کریں۔

ایک سو بیس رحمتوں کا نزول

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی ہر دن اور رات میں ایک سو بیس رحمتیں اس گھر میں نازل ہوتی ہیں۔ ساٹھ طواف کرنے والوں پر، چالیس نماز پڑھنے والوں کے لئے ہوتی ہیں اور بیس خانۂ کعبہ کو دیکھنے والوں کے لئے۔ (فضائل حج ر۱۰۰)

ستر فرشتوں کی آمین

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رکن یمانی پر سترّ فرشتے مقرر ہیں تو جو شخص وہاں یہ کہے کہ اے اللہ! میں تجھ سے دنیا و آخرت میں عفو و عافیت مانگتا ہوں، اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا و آخرت میں بھلائی عطا فرما اور جہنم کے عذاب سے بچا تو وہ فرشتے کہتے ہیں ''آمین''۔ (مشکوٰۃ ص ر۲۲۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! زیارتِ حرمین

طیبین سے مشرف ہونے والے پر اللہ تعالیٰ کا کتنا کرم ہے کہ جب وہ رکنِ یمانی اور حجرِ اسود کے درمیان یعنی مقام مستجاب پر دعا کرتا ہے تو اللہ عز وجل نے ستّر معصوم فرشتوں کو مقرر کر دیا ہے جو اس کی دعا پر آمین کہتے ہیں۔ (سبحان اللہ) اللہ جلد از جلد ہم سب کو اس مقامِ مقدس پر حاضری کی سعادت اور دعا کی توفیق عطا فرمائے۔

دعا قبول ہونے کے چودہ مقامات

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا کہ ملتزم ایسا مقام ہے جہاں دعا قبول ہوتی ہے، کسی بندے نے اس میں دعانہیں کی مگر یہ کہ وہ قبول ہوئی اور مکہ مکرمہ میں چودہ مقام ہیں جہاں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ ملتزم کے قریب، میزاب رحمت کے نیچے، رکن یمانی کے قریب، صفا و مروہ کی پہاڑی پر، صفا و مروہ کے درمیان، رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان، بیت اللہ شریف کے اندر، منیٰ (مسجد خیف) میں، عرفات میں، تین جمروں کے قریب۔ (شرحِ حدائقِ بخشش)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ مقامات پر جہاں دعائیں قبول ہوتی ہیں، ان مقامات پر دارین کی بھلائی کا سوال کرو۔

حج صرف اللہ کے لئے

وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلاً (پ۴/ع۱)

اور اللہ کے لئے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے جو اس تک چل سکے۔ (کنزالایمان)

اگر کوئی شخص صاحب استطاعت ہے اور حج کی ادائیگی کے لئے نکلتا ہے تو اسے اس آیت کریمہ کے پہلے لفظ کو یاد رکھنا ضروری ہے، ''وَلِلّٰہِ''، حج صرف اور صرف اللہ عز وجل کی خوشنودی کے لئے ہی کیا جائے نہ شہرت کی تمنا نہ لقب کی آرزو، بس ایک ہی مقصد پیش نظر ہو کہ اے اللہ! تیرے لئے ہی حج کر رہا ہوں۔ انشاء اللہ اس کی برکتیں

دونوں جہاں میں نظر آئیں گی۔ اللہ رب العزت ہم سب کو اپنی رضا کے لئے حج وعمرہ کی سعادت نصیب فرمائے۔

''حج'' احادیث کی روشنی میں

افضل عمل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے آپ نے کہا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کون سا عمل سب سے افضل ہے؟ تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لانا، عرض کیا گیا پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا: راہ خدا میں جہاد کرنا، عرض کیا گیا پھر کون سا عمل افضل ہے؟ فرمایا کہ حج مبرور۔ (بخاری جلد اول، ص ۲۰۶)

حاجی گناهوں سے پاک

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ جس نے حج کیا اور اس نے نہ بے ہودگی کی اور نہ فسق و فجور کا مرتکب ہوا تو وہ حج سے اس طرح لوٹے گا گویا اس کو اس کی ماں نے ابھی جنم دیا ہے۔ (یعنی گناہوں سے پاک ہو جائے گا) (بخاری جلد اول ص ۲۰۶)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث شریف سے حج کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے کہ حج میں اگر کوئی لڑائی جھگڑا اور فسق و فجور سے بچے تو اللہ عزوجل اس کو اس طرح پاک فرماتا ہے جیسے آج ہی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔ پتہ چلا کہ جس طرح نومولود کے دامن پر گناہ کا کوئی داغ نہیں ہوتا ویسے ہی حج مبرور کی سعادتوں سے مالا مال ہونے والے کو بنا دیا جاتا ہے۔ اللہ عزوجل ہم سب کو حج مبرور کی سعادتوں سے مالا مال فرمائے۔

حاجی جنتی ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک سرزد ہونے والے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے اور حج کا ثواب سوائے جنت کے کچھ نہیں۔ (بخاری و مسلم)

گنہ گاروں کی بخشش

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کوئی دن ایسا نہیں ہے جس میں اللہ تعالیٰ یوم عرفہ کی نسبت زیادہ بندوں کو آگ (جہنم) سے آزاد کرتا ہو۔ (مسلم شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ تعالیٰ نے بعض دنوں کو بعض پر فضیلت عطا فرمائی ہے ان دنوں میں یوم عرفہ کا مقام بہت ہی بلند ہے۔ یوم عرفہ کو اللہ عزوجل کی خاص نظرِ کرم اپنے بندوں پر ہوتی ہے۔ ایک ہی لباس اور ایک ہی کی جانب توجہ اور پھر گناہوں پر ندامت کے آنسو، اس کی رحمت کو جوش میں لاتے ہیں اور وہ کریم اپنے بندوں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو یوم عرفہ میدانِ عرفات میں نصیب فرمائے اور جہنم سے آزادی عطا فرمائے۔

موت کے بعد حساب نہ ہوگا

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی حرم پاک (مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ) میں فوت ہو جائے تو نہ وہ حساب کے لئے پیش کیا جائے گا اور نہ اس سے حساب لیا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا کہ جنت میں داخل ہو۔ (دار قطنی)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! حرمین طیبین میں فوت ہو جانے پر مولی بے حساب و کتاب جنت میں داخل فرمائے گا۔ یقیناً یہ بندوں پر اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے۔

حاجی و معتمر شفاعت کریں گے

حدیث شریف میں ہے کہ حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حج کرنے والے اور عمرہ کرنے والے اللہ تعالی کے وفد اور اس کے مہمان ہیں اگر وہ اس سے مانگتے ہیں تو وہ انہیں عطا فرماتا ہے اور اس سے مغفرت چاہتے ہیں تو وہ ان کی مغفرت فرماتا ہے اور اگر دعا مانگتے ہیں تو ان کی دعا قبول فرماتا ہے اور اگر سفارش کرتے ہیں تو ان کی سفارش قبول کی جاتی ہے۔ (احیاء العلوم)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ عزوجل نے حج اور عمرہ کرنے والوں کو بڑا بلند درجہ عطا کیا ہے، جیسا کہ مذکورہ حدیث شریف سے پتہ چلتا ہے کہ حاجی اور معتمر جس کے لئے دعا کریں گے اللہ ان کی دعا کو قبول فرماتا ہے، ہمیں چاہئے کہ حج اور عمرہ سے لوٹنے والوں کے گھر پہنچنے سے پہلے ان سے اپنی اور اپنے گھر والوں اور پوری امت مسلمہ کی مغفرت کی دعا کروائیں۔ اللہ عزوجل ہم سب کو حج مبرور کی دولت سے نوازے اور حاجیوں کی دعا میں ہمارا حصہ بھی رکھے۔

آمین بجاہ النبی الکریم علیہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم.

غلام آزاد کرنے کے برابر

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ جو شخص ننگے سر، ننگے پاؤں، سات مرتبہ طواف کرے اسے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا اور جو شخص بارش میں سات مرتبہ طوافِ بیت اللہ کرے اس کے تمام پچھلے گناہ معاف کر دئے جائیں گے۔ (احیاء العلوم)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ عزوجل ہم سب کو مذکورہ حدیث شریف پر عمل کا موقع عطا فرمائے کہ ہم بھی خانہ کعبہ کی زیارت کو جائیں اور ننگے سر اور ننگے پیر بیت اللہ کا طواف کر کے اپنے گناہوں کو مٹائیں۔ اللہ عزوجل ہم سب کو یہ سعادت عظمیٰ عطا فرمائے۔

بخشش نہ ہونے کا گمان بھی گناہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ لوگوں میں بڑا گنہگار وہ ہے جو عرفہ کے دن وقوف کرے اور یہ خیال کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت نہیں کی۔ (احیاء العلوم)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث شریف سے اللہ عزوجل کے کرم پر یقین کا درس ملا کہ وقوفِ عرفہ کے روز شک وتذبذب میں نہیں پڑنا چاہئے بلکہ یقین کامل رکھنا چاہئے کہ آج کے دن اللہ کریم نے مغفرت فرما ہی دی اور شک رکھنے والے کو گنہگار ٹھہرایا گیا۔ اللہ عزوجل ہم سب کو مغفرت و بخشش پر یقین کی توفیق عطا فرمائے اور شکوک وتذبذب سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

خاتمہ برا ہونے کا اندیشہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص (حج فرض ہونے کے بعد) حج کئے بغیر مر جائے تو وہ چاہے تو یہودی مرے اور چاہے تو نصرانی مرے۔ (ترمذی شریف جلد اول، ص ۱۶۷)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث شریف سے ہمیں یہ درس ملا کہ جیسے ہی حج فرض ہو جائے تو اس کی ادائیگی میں تاخیر نہیں کرنی چاہئے ورنہ برے خاتمہ کا اندیشہ ہے، یہ مسئلہ ذہن میں رکھنا چاہئے کہ لڑکی یا لڑکے کی شادی کے انتظار میں حج فرض ہونے پر بھی جو لوگ حج ادا نہیں کرتے ان کو مذکورہ حدیث شریف سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔ یاد رکھیں کہ فرض حج ادا کرنے کے لئے شادی وغیرہ کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ لہٰذا جب حج فرض ہونے کی شرطیں پالی جائیں تو فوراً حج ادا کر لینا چاہئے۔ اللہ عزوجل ہم سب کا خاتمہ بالخیر فرمائے۔

حج بدل

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ایک عورت نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم! جن بندوں پر حج فرض ہے، اگر انہوں نے اپنے ماں باپ کو اس حال میں پایا کہ وہ بہت ضعیف ہیں اور سواری پر جم کر بیٹھ نہیں سکتے تو کیا میں ان کی طرف سے حج کروں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: ہاں۔ (بخاری ومسلم)

حج اصغر

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رمضان کے مہینہ میں عمرہ کرنا حج کے برابر ہے یا فرمایا کہ میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔ (بخاری ومسلم)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ماہ رمضان المبارک میں عمرہ کا کتنا ثواب ہے کہ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ماہ رمضان میں عمرہ کرنا میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو تادم زیست ماہ رمضان المبارک میں عمرہ کی سعادت اور آخری وقت مدینے میں دو گز زمین عطا فرمائے۔

طواف کے فضائل

امام احمد نے عبید بن عمر سے روایت کی، آپ کہتے ہیں میں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا کیا وجہ ہے کہ آپ حجر اسود، ورُکنِ یمانی کو بوسہ دیتے ہیں؟ جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ ان کو بوسہ دینا خطاؤں کو گرا دیتا ہے اور میں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے جس نے سات پھیرے طواف اس طرح کیا کہ اس کے آداب کو ملحوظ رکھا اور دو رکعت نماز پڑھی تو یہ گردن (غلام) آزاد کرنے کی مثل ہے۔ میں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ طواف میں ہر قدم اٹھانے اور رکھنے پَر، دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور دس گناہ مٹائے جاتے ہیں اور دس درجات بلند کئے جاتے ہیں۔ (بہار شریعت)

ستر ہزار نیکیاں

اصبہانی نے عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ جس نے کامل وضو کیا پھر حجر اسود کے پاس بوسہ دینے کو آیا وہ رحمت میں داخل ہوا پھر جب بوسہ دیا اور یہ پڑھا ’’بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہ‘‘ اسے رحمت نے ڈھانک لیا پھر جب بیت اللہ کا طواف کیا تو ہر قدم کے بدلے ستر ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی اور ستر ہزار گناہ مٹادیے جائیں گے اور ستر ہزار درجات بلند کیے جائیں گے اور طواف کرنے والا اپنے گھر والوں میں سے ستّر کی شفاعت کرے گا پھر جب مقام ابراہیم پر آیا اور وہاں دو رکعت نماز طلبِ ثواب کی نیت سے پڑھی تو اس کے لئے اولادِ اسمٰعیل علیہ السلام میں سے چار غلام آزاد کرنے کا ثواب لکھا جائے گا اور گناہوں سے ایسا نکل جائے گا جیسے آج ہی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔ (بہارِ شریعت، حصہ ششم، ۵۳۵)

حجر اسود گواھی دے گا

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بیت اللہ کے گرد طواف نماز کی مثل ہے فرق اتنا ہے کہ تم طواف کے دوران بات تو کر سکتے ہو مگر خیر کے کلمات ہی منہ سے نکالو اس کے علاوہ فضول باتیں نہ کرو۔ (ترمذی، دارمی، نسائی)

حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ حجرِ اسود کو قیامت کے دن ایسے اٹھائے گا کہ اس کی آنکھیں ہوں گی جن سے وہ دیکھے گا، اس کی زبان ہوگی جس سے وہ کلام کرے گا کہ جس نے اسے حق اور سچی محبّت کے ساتھ بوسہ دیا اس کے لئے شہادت دے گا۔ (ترمذی، ابن ماجہ، دارمی)

طواف کرنے کا طریقہ

طواف شروع کرنے سے پہلے چادر کو داہنی بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈال لے کہ داہنا مونڈھا کھلا رہے، اب کعبہ کی طرف منہ کر کے رکنِ یمانی کی جانب سنگ اسود کے قریب یوں کھڑا ہو کہ حجرِ اسود اور مقام ابراہیم اپنے داہنے ہاتھ کی طرف رکھے پھر طواف کی نیت کرے۔ "اَللّٰھُمَّ اِنِّی اُرِیْدُ طَوَافَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَ تَقَبَّلْہُ مِنِّیْ" اس نیت کے بعد کعبہ کی طرف منہ کر کے اپنی داہنی جانب چلو، جب سنگ اسود کے مقابل ہو کانوں تک ہاتھ اس طرح اٹھاؤ کہ ہتھیلیاں حجر اسود کی طرف رہیں اور کہو "اے اللہ میں تیرے عزت والے گھر کا طواف کرنا چاہتا ہوں اس کو تو میرے لئے آسان کر دے اور اس کو مجھ سے قبول کر۔"

نمازِ طواف

طواف کے بعد مقام ابراہیم میں "وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاھِیْمَ مُصَلّٰی" پڑھ کر دو رکعت نماز طواف پڑھے اور یہ نماز واجب ہے، پہلی رکعت میں "قُلْ یٰٓاَیُّھَا الْکَافِرُوْنَ" اور دوسری رکعت میں "قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ" پڑھے بشرطیکہ وقت کراہت نہ ہو یعنی طلوع آفتاب، زوال آفتاب اور غروب آفتاب کا وقت نہ ہو اور نماز عصر ادا کرنے کے بعد بھی نہ پڑھے یعنی ان اوقات کو چھوڑ کر باقی اوقات میں نمازِ طواف ادا کرے اور اگر ان اوقات میں طواف کرے تو یہ نماز بعد میں پڑھے۔

مقام ابراھیم کی دعا

جو شخص مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھے اس کے اگلے پچھلے سب گناہ بخش دئے جائیں گے اور قیامت کے دن امن میں اس کا حشر ہوگا۔ یہ دو رکعتیں پڑھ کر دعا مانگے۔ یہاں حدیث شریف میں ایک دعا ارشاد ہوئی جس کے فائدوں کی عظمت اس کا لکھنا ہی چاہتی ہے۔ وہ دعا یہ ہے: اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَعْلَمُ سِرِّیْ وَ عَلَانِیَتِیْ

فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِي وَ تَعْلَمُ حَاجَتِيْ فَاَعْطِنِي سُؤَالِيْ وَتَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ. اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ اِيْمَاناً يُّبَاشِرُ قَلْبِيْ وَ يَقِيْناً صَادِقاً حَتّٰى اَعْلَمَ اَنَّهٗ لاَ اُصِيْبُنِيْ اِلَّا مَا كَتَبْتَ لِيْ وَرِضىً مِّنَ الْمَعِيْشَةِ بِمَا قَسَّمْتَ لِيْ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ.

اے اللہ! تو میرے پوشیدہ اور ظاہر کو جانتا ہے تو میری معذرت قبول کر اور تو میری حاجت کو جانتا ہے میرا سوال مجھ کو عطا کر اور جو کچھ میرے نفس میں ہے اسے تو جانتا ہے تو گناہوں کو بخش دے۔ اے اللہ! میں تجھ سے اس ایمان کا سوال کرتا ہوں جو میرے قلب میں سرایت کر جائے اور یقینِ صادق مانگتا ہوں تا کہ میں جان لوں کہ مجھے وہی پہنچے گا جو تو نے میرے لئے لکھا ہے اور جو کچھ تو نے میری قسمت میں کیا ہے اس پر راضی رہوں، اے سب مہربانوں سے زیادہ مہربان!

سرکار مدینہ راحت قلب و سینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے جو یہ دعا کرے گا میں اس کی خطا بخش دوں گا اور غم ومحتاجی اس سے دور کر دوں گا، ہر تاجر سے بڑھ کر اس کی تجارت رکھوں گا اور پھر دنیا اس کے پاس ناچار و مجبور بن کر آئے گی یعنی جو سچے دل سے اللہ عزوجل اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہو جاتا ہے تو پھر دنیا چاہتی ہے کہ وہ میری آغوش میں آئے مگر وہ دنیا کو ٹھوکر مار دیتا ہے۔ اور پھر دنیا خود مجبور ولاچار ہو کر اس کے قدموں میں آ کر گر جاتی ہے۔ (بہارشریعت)

ملتزم کی دعائیں

ملتزم کے پاس جائے اور قریب جو (پتھر) ہے اس سے لپٹے اور اپنا سینہ اور پیٹ اور کبھی داہنا رخسارہ اور کبھی بایاں اور کبھی اپنا چہرہ اس پر رکھے اور دونوں ہاتھ سر سے اونچے کر کے دیوار پر پھیلائے، داہنا ہاتھ دروازۂ کعبہ اور بایاں حجر اسود کی طرف

پھیلائے اور یہ دعا پڑھے: یَا وَاجِدُ یَا مَاجِدُ لاَ تُزِلْ عَنِّی نِعْمَةً اَنْعَمْتَهَا عَلَیَّ.
اے قدرت والے اے بزرگ تو نے مجھے جو نعمت دی اس کو مجھ سے زائل نہ فرما۔
سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب میں چاہتا ہوں جبرئیل علیہ السلام کو دیکھ لیتا ہوں کہ ملتزم سے لپٹے ہوئے دعا کر رہے ہیں۔
نہایت خشوع وخضوع اور عاجزی وانکساری کے ساتھ دعا کرے اور اول آخر درود شریف پڑھے۔

زم زم پینے کی دعا اور طریقہ

سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ زم زم جس نیت کے ساتھ پیا جائے وہی نیت پوری ہوتی ہے۔ زم زم قبلہ رو کھڑے ہو کر تین سانسوں میں پینا چاہئے، ہر سانس پر بسم اللہ سے شروع اور الحمد للہ پر ختم کرے۔ اور ہر بار کعبہ معظّمہ کی جانب نگاہ اٹھا کر دیکھیں اور اپنے دل میں تمنا کریں جو بھی ہو اور زم زم پینے کی خصوصی دعا یہ ہے ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ عِلْماً نَافِعاً وَرِزْقاً وَّاَسِعاً وعَمَلاً مُّتَقَبَّلاً وَشِفَاءً مِّنْ کُلِّ دَاءٍ ۔ اے اللہ! میں تجھ سے علم نافع اور کشادہ رزق اور عمل مقبول اور ہر بیماری سے شفا کا سوال کرتا ہوں۔

حج کے پانچ ایام ایک نظر میں

حج کا پہلا دن ۸/ذی الحجہ

☆ مکہ سے منیٰ کو روانگی۔
☆ منیٰ میں آج کے دن ظہر، عصر، مغرب، عشا پڑھنی ہیں۔
☆ رات منیٰ میں قیام۔

حج کا دوسرا دن ۹/ذی الحجہ

☆ فجر کی نماز منیٰ میں ادا کر کے عرفات کو روانگی۔

☆ ظہر کی نماز عرفات میں پڑھنی ہے۔
☆ وقوف عرفات۔
☆ عصر کی نماز عرفات میں پڑھنی ہے۔
☆ مغرب کے وقت مغرب کی نماز پڑھے بغیر مزدلفہ کو روانگی۔
☆ مغرب اور عشا کی نمازیں عشا کے وقت مزدلفہ میں ادا کرنی ہے۔
☆ رات مزدلفہ میں قیام کرنا ہے۔

حج کا تیسرا دن ۱۰/ذی الحجہ

☆ مزدلفہ میں فجر کی نماز کے بعد منیٰ کو روانگی۔
☆ پہلے بڑے شیطان کی رمی (کنکری مارنا)۔
☆ پھر قربانی کرنا۔
☆ پھر سر کے بال منڈانا یا کتروانا۔
☆ پھر طواف زیارت کو مکہ جانا۔
☆ رات منیٰ میں قیام کرنا۔

حج کا چوتھا دن ۱۱/ذی الحجہ

☆ منیٰ میں زوال کے بعد رمی کرنا۔
☆ پہلے چھوٹے شیطان کی۔
☆ پھر درمیانے شیطان کی۔
☆ پھر بڑے شیطان کی۔
☆ طواف زیارت اگر کل نہیں کیا تو آج کر لیں۔
☆ منیٰ میں قیام۔

حج کا پانچواں دن ۱۲/ذی الحجہ

☆ منیٰ میں زوال کے بعد رمی کرنا۔

☆ پہلے چھوٹے شیطان کی۔
☆ پھر درمیانے شیطان کی۔
☆ پھر بڑے شیطان کی۔
☆ طواف زیارت اگر نہیں کیا تھا آج مغرب سے پہلے ضرور کرلے۔
☆ ۱۲/ذی الحجہ کو اگر قیام کا ارادہ ہے تو کنکریاں زوال سے پہلے ماری جاسکتی ہیں۔

نوٹ:

شبِ عرفہ اور منیٰ کے معمولات کی تفصیل آگے موجود ہے۔اس کے علاوہ حج کے دوسرے دنوں میں روزمرہ کی طرح نمازیں ادا کریں۔طواف زیارت کا وقت ۱۰/ذو الحجہ کی فجر سے ۱۲ ذی الحجہ کی غروب آفتاب تک ہے۔طواف زیارت سے رات کے کسی بھی حصہ میں فارغ ہوں تو بقیہ رات قیام کیلئے منیٰ چلے جائیں۔

منیٰ کو روانگی اور عرفہ کا وقوف

منیٰ کے معمولات

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عرفہ سے زیادہ کسی دن میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو جہنم سے آزاد نہیں کرتا پھر ان کے ساتھ ملائکہ پر مباہات (فخر) فرماتا ہے۔

اور عمر بن شعیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عرفہ کی سب سے بہتر دعا وہ جو میں نے اور مجھ سے پہلے انبیا نے کی یہ ہے ’’لَااِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ‘‘

امیر المومنین سیدنا حضرت علی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے وقوف کے بارے

میں سوال ہوا کہ اس پہاڑ میں کیوں مقرر ہوا حرم میں کیوں نہ ہوا؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کعبہ، بیت اللہ اور حرم، اس کا دروازہ تو اس لئے ہے کہ جب لوگ اس کی زیارت کے مقصد سے آئیں تو اس کے دروازے پر کھڑے کئے جائیں کہ تضرع کریں، عرض کیا گیا: یا امیر المومنین پھر وقوف مزدلفہ کا کیا سبب ہے؟ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ جب انہیں آنے کی اجازت ملی تو اب دوسری ڈیوڑھی پر روکے گئے تھے پھر جب تضرع زیادہ ہوا تو حکم ہوا کہ منیٰ میں قربانی کریں پھر جب اپنے میل کچیل اتار چکے اور قربانی کر چکے اور گناہوں سے پاک ہو چکے تو اب با طہارت زیارت کی انہیں اجازت ملی، عرض کیا گیا: یا امیر المومنین! ایام تشریق میں روزے کیوں حرام ہیں؟ فرمایا کہ وہ لوگ اللہ کے مہمان ہیں اور مہمان کو بغیر اجازت روزہ رکھنا جائز نہیں، عرض کی گئی: یا امیر المومنین! غلاف کعبہ سے لپٹنا کس کے لئے ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا اس کی مثال یہ ہے کہ کسی نے دوسرے کا گناہ کیا ہے وہ اس کے کپڑوں سے لپٹتا ہے اور عاجزی کرتا ہے کہ یہ اسے بخش دے۔

جب وقوف کے ثواب سے آگاہ ہوئے تو اب گناہوں سے پاک وصاف ہونے کا وقت قریب آیا اس کے لئے تیار ہو جاؤ اور ہدایت پر عمل کرو۔

جس نے احرام نہ باندھا ہو، باندھ لے اور نہا دھو کر مسجد الحرام شریف میں آئے اور طواف کرے اس کے بعد طواف کی نماز بدستور ادا کرے پھر دو رکعت سنت احرام کی نیت سے پڑھے اس کے بعد حج کی نیت کرے اور ''لَبَّیْکَ'' کہے جب آفتاب نکل آئے منیٰ کو چلے اگر آفتاب نکلنے سے پہلے ہی چلا گیا جب بھی جائز ہے مگر بعد میں بہتر ہے اور زوال کے بعد بھی جا سکتا ہے مگر ظہر کی نماز منیٰ میں پڑھے اور ہو سکے تو پیدل جائے کہ جب تک مکہ معظّمہ پلٹ کر آؤ گے ہر قدم پر سات کروڑ نیکیاں لکھی جائیں گی۔ راستے بھر لبیک و دعا و درود و ثنا کی کثرت کریں، جب منیٰ نظر آئے تو یہ دعا پڑھے

''اَللّٰھُمَّ ھٰذَا مِنًی فَامْنُنْ عَلَیَّ بِمَا مَنَنْتَ بِہٖ عَلٰی اَوْلِیَائِکَ'' اے اللہ یہ منیٰ ہے مجھ پر تو وہ احسان کر جو تو نے اپنے اولیا پر کیا۔

یہاں رات کو ٹھہریں آج ظہر سے نویں کی صبح تک پانچ نمازیں یہیں ادا کریں، آج کل بعض مطوفوں نے یہ نکالی ہے کہ آٹھویں کو منی میں نہیں ٹھہرتے، سیدھے عرفات میں پہنچتے ہیں ان کی نہ مانیں اور اس سنت عظیمہ کو ہرگز نہ چھوڑیں، قافلہ کے اصرار سے انہیں بھی مجبور ہونا پڑے گا۔ ظہر کی نماز کے بعد کھانے سے فارغ ہو کر تھوڑی دیر آرام کریں۔ عصر کی نماز کے بعد توبہ واستغفار، تلاوتِ قرآن، درود شریف اور ''لَبَّیْک'' کی کثرت کریں۔ مغرب کی نماز کے بعد بھی درود شریف اور ''لَبَّیْک'' کی کثرت کریں۔ توبہ واستغفار اور قرآن کریم کی تلاوت کریں۔ پھر جملہ ضروریات سے فارغ ہو کر عشاء کی تیاری میں لگ جائیں، آج کی رات بڑی قیمتی ہے، شب عرفہ کی بے پناہ فضیلت ہے۔

شب عرفہ

منیٰ میں ذکر وعبادت کے ذریعے جاگ کر رات گزارتے ہوئے صبح کریں۔ سونے کے لئے بہت دن پڑے ہیں کچھ نہ ہو سکے تو کم از کم عشاء اور فجر با جماعت تکبیر اولیٰ کے ساتھ پڑھیں۔ (یاد رہے! نجدی امام کے پیچھے نہ پڑھیں) کہ شب بیداری کا ثواب حاصل ہوگا اور باوضو ہو کر سوئیں کہ روح عرش تک بلند ہوگی۔

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص عرفہ کی رات میں یہ دعائیں ہزار مرتبہ پڑھے گا تو جو کچھ اللہ تعالیٰ سے مانگے گا پائے گا۔ مگر گناہ یا قطعِ رِحم کا سوال نہ کرے۔

دعا:

سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی السَّمَاءِ عَرْشُہٗ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الاَرْضِ مَوْطِئُہٗ سُبْحَانَ

الَّـذِیْ فِـی الْبَـحْرِ سَبِیْلُهٗ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی النَّارِ سُلْطَانُهٗ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْـجَـنَّةِ رَحْـمَـتُـهٗ سُبْـحَـانَ الَّذِیْ فِی الْقَبْرِ قَضَائُهٗ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْهَوَاءِ رُوْحُـهٗ سُبْـحَـانَ الَّـذِیْ رَفَعَ السَّمَاءَ سُبْحَانَ الَّذِیْ وَضَعَ الْاَرْضَ سُبْحَانَ الَّـذِیْ لَامَلْجَأَ وَلَا مَنْجَأَ مِنْهُ اِلَّا اِلَیْهِ. پاک ہے وہ جس کا عرش بلندی میں ہے، پاک ہے وہ جس کی حکومت زمین میں ہے، پاک ہے وہ کہ دریا میں اس کا راستہ ہے، پاک ہے وہ کہ آگ میں اس کی سلطنت ہے، پاک ہے وہ کہ جنت میں اس کی رحمت ہے، پاک ہے وہ کہ قبر میں اس کا حکم ہے، پاک ہے وہ کہ ہوا میں جو روحیں ہیں اسی کی ملک ہیں، پاک ہے وہ جس نے آسمان کو بلند کیا، پاک ہے وہ جس نے زمین کو پست کیا، پاک ہے وہ جس کے عذاب سے پناہ و نجات کی کوئی جگہ نہیں مگر اسی کی طرف۔ (بہارشریعت)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عرفہ کی شام کو اپنی امت کے لئے مغفرت کی دعا کی اور وہ مقبول ہوئی، فرمایا میں نے انہیں بخش دیا سوائے حقوق العباد کے، مظلوم کے لئے ظالم سے مواخذہ کروں گا۔ تو سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عرض کی اے رب قدیر! اگر تو چاہے تو جنت عطا کرے اور ظالم کی مغفرت فرمادے۔ اس دن یہ دعا قبول نہ ہوئی پھر مزدلفہ میں صبح کے وقت اللہ کے مقدس رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہی دعا کی تو اس وقت یہ دعا قبول ہوئی اس پر تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عرض کی: ہمارے ماں باپ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قربان، اس وقت تبسم فرمانے کا کیا سبب ہے؟ ارشاد گرامی ہوا، دشمن خدا ابلیس کو جب یہ معلوم ہوا کہ اللہ عزوجل نے میری دعا قبول کی اور میری امت کی بخشش فرمادی تو وہ اپنے سر پر خاک اڑانے لگا اور واویلا کرنے لگا اس کی یہ گھبراہٹ دیکھ کر مجھے ہنسی آگئی۔ (بہارشریعت)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''ذی الحجہ'' کے دس دن سے زیادہ کوئی دن افضل نہیں۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! یہ افضل ہے یا اتنے دنوں اللہ کی راہ میں جہاد کرنا، ارشاد فرماتے ہیں یہ دن اس تعداد سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے بھی افضل ہیں اور اللہ کے نزدیک عرفات سے زیادہ کوئی دن افضل نہیں، اللہ تعالیٰ عرفات کے دن آسمان دنیا پر خاص تجلی فرماتا ہے اور زمین والوں کے ساتھ آسمان والوں پر مباہات (فخر) فرماتا ہے، ان سے فرماتا ہے کہ میرے بندوں کو دیکھو کہ پراگندہ سر، گرد آلودہ، دھوپ کھائے ہوئے دور دور سے میری رحمت کے امیدوار حاضر ہوئے تو عرفہ سے زیادہ جہنم سے آزاد ہونے والے کسی دن میں نہ دیکھے گئے اور ایک روایت میں یہ بھی ملتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ملائکہ سے فرماتا ہے کہ میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے انہیں بخش دیا۔ فرشتے عرض کرتے ہیں پروردگارِ عالم! ان میں فلاں فلاں کام کرنے والے ہیں، رب قدیر جل شانہ ارشاد فرماتا ہے کہ میں نے سب کو بخش دیا۔ (بہار شریعت)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عرفات کے دن ورات کی طرف نظر کی تو رسول عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا آج وہ دن ہے کہ جو شخص کان، آنکھ اور زبان قابو میں رکھے تو اس کی مغفرت ہو جائے گی۔ (بہار شریعت)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو مسلمان عرفہ کے دن پچھلے پہر کو عرفات میں وقوف کرے پھر سو بار کہے ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَ يُمِيْتُ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ'' اور سو مرتبہ ''قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ'' پڑھے پھر سو بار یہ درود پڑھے'' اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ وَ

عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ وَّ عَلَیْنَا مَعَهُمْ" اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: اے میرے فرشتو! بتاؤ میرے اس بندے کو کیا ثواب دیا جائے جس نے میری تسبیح وتہلیل کی اور تکبیر وتعظیم کی، مجھے پہچانا اور میری ثنا کی، میرے محبوب اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجا۔ اے فرشتو! گواہ رہو کہ میں نے اسے بخش دیا، اس کی شفاعت خود اس کے حق میں قبول کی اور اگر میرا یہ بندہ مجھ سے سوال کرے تو اس کی شفاعت جو یہاں ہیں سب کے حق میں قبول کروں گا (یعنی سارے اہل عرفات کے لئے)۔

۹/ تاریخ کے معمولات

۹/ تاریخ کو صبح مستحب وقت میں نماز پڑھ کر لبیک و ذکر اور درود شریف میں مشغول رہیں یہاں تک کہ آفتاب کوہِ ثبیر (پہاڑ کا نام) پر (جو مسجد خیف کے سامنے) سے چمکے، اب عرفات کو چلیں، دل کو خیالِ غیر سے پاک کرنے کی کوشش کریں کہ آج وہ دن ہے کہ بندوں کا حج قبول کیا جائے گا اور نہ جانے کتنوں کو ان کے صدقہ میں بخش دیا جائیگا۔ محروم وہ ہے جو آج محروم رہا، اگر وسوسے آئیں تو لڑائی نہ کرو کہ یوں بھی دشمن کا مقصد پورا ہوگا وہ تو یہی چاہتا ہے کہ آپ کسی اور خیال میں لگ جاؤ بلکہ وسوسوں کی طرف دھیان ہی نہ دیں۔ انشاء اللہ وہ مردود، شیطان ناکام ہی واپس جائے گا۔ راستے بھر ذکر و درود میں مصروف رہیں، بے ضرورت کوئی بات نہ کریں، لبیک کی بار بار کثرت کریں اور منیٰ سے نکل کر یہ دعا پڑھیں۔ اَللّٰهُمَّ اِلَیْکَ تَوَجَّهْتُ وَ عَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَلِوَجْهِکَ الْکَرِیْمِ اَرَدْتُّ فَاجْعَلْ ذَنْبِیْ مَغْفُوْرًا وَّ حَجِّیْ مَبْرُوْرًا وَّ ارْحَمْنِیْ وَلَا تُخَیِّبْنِیْ وَ بَارِکْ لِیْ فِیْ سَفَرِیْ وَا قْضِ بِعَرَفَاتٍ حَاجَتِیْ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ. اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا اَقْرَبَ غَدْوَتِهَا مِنْ رِّضْوَانِکَ وَاَبْعَدَ هَا مِنْ سَخَطِکَ. اَللّٰهُمَّ اِلَیْکَ غَدَوْتُ وَعَلَیْکَ

اِعْتَمَدْتُّ وَ وَجْهَكَ اَرَدْتُّ فَاجْعَلْنِیْ مِمَّنْ تُبَاهِیْ بِهِ الْيَوْمَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّیْ وَ اَفْضَلَ. اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَ الْعَافِيَةَ وَ الْمُعَا فَاةَ الدَّائِمَةَ فِی الدُّنْيَا وَ الآخِرَةِ وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ o اے اللہ! میں تیری طرف متوجہ ہوا اور تجھ پر میں نے توکل کیا اور تیرے وجہ کریم کا ارادہ کیا، میرے گناہ بخش اور میرے حج کو مبرور کر اور مجھ پر رحم کر اور مجھے ٹوٹے میں نہ ڈال اور میرے لئے میرے سفر میں برکت دے اور عرفات میں میری حاجت پوری کر بے شک تو ہر شئی پر قادر ہے۔ اے اللہ! میرا چلنا اپنی خوشنودی سے قریب کر اور اپنی ناخوشی سے دور کر، الٰہی میں تیری طرف چلا اور تجھی پر اعتماد کیا اور تیری ذات کا ارادہ کیا، تو مجھ کو ان میں سے کر جن کے ساتھ قیامت کے دن تو مباہات (فخر) فرمائے گا جو مجھ سے بہتر وافضل ہیں۔ الٰہی! میں تجھ سے عفو وعافیت کا سوال کرتا ہوں اور اس عافیت کا جو دنیا و آخرت میں ہمیشہ رہنے والی ہے اور اللہ درود بھیجے بہترین مخلوق محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کی آل واصحاب پر۔

جب جبل رحمت پر نگاہ ٹھہرے، دعا کی زیادہ سے زیادہ کوشش کریں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ وقت قبول ہے۔ عرفات میں اس پہاڑ کے پاس ہی جہاں جگہ ملے شارع عام سے بچ کر اتریں آج ہجوم میں لاکھوں آدمی، ہزاروں ڈیرے، خیمے ہوتے ہیں اپنے ڈیرے کا ملنا دشوار ہوتا ہے اس لئے پہچان کا نشان اس پر قائم کردیں کہ دور سے نظر آئے مستورات ساتھ ہوں تو ان کے برقعہ پر بھی کوئی کپڑا خاص علامت چمکتے ہوئے رنگ کا لگادیں کہ دور سے دیکھ کر تمیز کرسکیں اور دل میں کھٹکا نہ رہے۔ دوپہر تک زیادہ وقت اللہ کے حضور گریۂ وزاری نیز حسب طاقت صدقۂ وخیرات وذکر ولبیک ودرود، دعا، استغفار وکلمۂ توحید میں مشغول رہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں سب میں

بہتر وہ دعا جو آج کے دن میں نے اور مجھ سے پہلے انبیاء علیہ السلام نے کی، یہ ہے۔
لَااِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَايَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اور چاہے تو اس کے ساتھ یہ بھی کہیں "لَا نَعْبُدُ اِلَّااِيَّاهُ وَلَانَعْرِفُ رَبًّا سِوَاهُ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا وَّفِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا وَّفِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا اَللّٰهُمَّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ وَ يَسِّرْ لِيْ اَمْرِيْ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَّسَاوِسِ الصُّدُوْرِ وَ تَشْتِيْتِ الْاَمْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّمَا يَلِجُ فِي اللَّيْلِ وَ شَرِّ مَايَلِجُ فِي النَّهَارِ وَ شَرِّمَا تَهُبُّ بِهِ الرِّيْحُ وَ شَرِّ بَوَائِقِ الدَّهْرِ، اَللّٰهُمَّ هٰذَا مُقَامُ الْمُسْتَجِيْرِ الْعَائِذِ مِنَ النَّارِ اَجِرْنِيْ مِنَ النَّارِ لِعَفْوِكَ وَ اَدْخِلْنِي الْجَنَّةَ بِرَحْمَتِكَ يَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ اَللّٰهُمَّ اِذْ هَدَيْتَنِيْ الْاِسْلَامَ فَلَا تَنْزِعْهُ عَنِّيْ حَتّٰى تَقْبِضَنِيْ وَاَنَا عَلَيْهِ. اس کے سوا ہم کسی کی عبادت نہیں کرتے اور اس کے سوا کسی کو رب نہیں جانتے اے اللہ! تو میرے دل میں نور پیدا کر اور میرے کان اور نگاہ میں نور پیدا کر۔ اے اللہ! میرے سینے کو کھول دے اور میرے امر کو آسان کر، اور تیری پناہ مانگتا ہوں سینے کے وسوسوں اور کام کی پراگندگی اور عذاب قبر سے، اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس کے شر سے جو رات اور دن میں داخل ہوتی ہے اور اس کے شر سے جس کے ساتھ ہوا چلتی ہے اور آفاتِ زمانہ کے شر سے، اے اللہ! یہ امن کے طالب اور جہنم سے پناہ مانگنے والے کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے اپنے عفو کے ساتھ مجھ کو جہنم سے بچا اور اپنی رحمت سے جنت میں داخل کر، اے سب مہربانوں سے زیادہ مہربان! اے اللہ! جب تو نے اسلام کی طرف مجھے ہدایت کی تو اس کو مجھ سے جدا نہ کرنا یہاں تک کہ مجھے اسلام پر وفات دینا۔ (بہارِ شریعت)

ضروری گزارش

دوپہر سے پہلے کھانے پینے وغیرہ ضروریات سے فارغ ہولیں کہ دل کسی طرف نہ

لگا رہے۔ آج کے دن جیسے حاجی کو روزہ مناسب نہیں کہ دعا میں ضعف پیدا ہوگا۔ یونہی پیٹ بھر کھانا بھی سخت زہر اور غفلت و کسل کا باعث ہے تین روٹی کی بھوک والا ایک ہی کھائے۔ نبیِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تو ہمیشہ کے لئے یہی حکم دیا ہے اور خود اسی پر عمل بھی فرمایا کہ جو کی روٹی کبھی پیٹ بھر نہ کھائی حالانکہ اللہ کے حکم سے تمام جہان پر قبضہ واختیار ہے۔ انوار و برکات ہمیشہ حاصل کرنے میں سہولت کے لئے بہتر تو یہ ہے کہ نہ صرف آج بلکہ حرمین شریفین میں جب تک حاضر رہیں تہائی پیٹ سے زیادہ ہرگز نہ کھائیں۔ تو ان شاء اللہ اس کا فائدہ آنکھوں سے دیکھ لیں گے۔ جب دوپہر کا وقت قریب آئے تو نہالیں کہ سنت مؤکدہ ہے اور نہ ہوسکے تو صرف وضو ہی کرلیں۔ (بہارِ شریعت ملخصا)

موقف

یعنی وہ جگہ کہ جہاں نماز کے بعد سے غروب آفتاب تک کھڑے ہو کر ذکر و دعا کا کرنے کا حکم ہے اس جگہ روانہ ہو جائیں اور ممکن ہو تو اونٹ پر جائیں کہ سنت بھی ہے اور ہجوم میں دبنے کچلنے سے محافظت بھی ہے۔ بعض مطوع اس مجمع میں جانے سے منع کرتے ہیں اور طرح طرح سے ڈراتے ہیں ان کی نہ سنیں کہ وہ خاص نزول رحمت کی جگہ ہے، ہاں! عورتیں اور کمزور مرد یہیں سے کھڑے ہو کر دعا میں مشغول ہوں کہ بطن عرفہ کے سوا یہ سارا میدان موقف ہے اور یہ لوگ بھی یہی تصور کریں کہ ہم اس مجمع میں حاضر ہیں اپنے کو الگ نہ سمجھیں اس مجمع میں یقیناً بکثرت اولیاء بلکہ دو نبی بھی موجود ہیں یہ تصور کریں کہ انوار و برکات جو اس مجمع میں اُن پر اتر رہے ہیں ان کا صدقہ ہم بھکاریوں کو بھی مل رہا ہے۔ افضل یہ ہے کہ جبل رحمت کے قریب جہاں سیاہ پتھر کا فرش ہے قبلہ رُو کھڑا ہو جبکہ ان فضائل کے حصول میں دقت یا کسی کو اذیت نہ ہو، ورنہ جہاں جس طرح ہو سکے وقوف کریں یہ وقوف ہی دراصل حج کی جان ہے اور اس کا بڑا رکن ہے۔ وقوف کے لئے کھڑا رہنا افضل ہے شرط یا واجب نہیں۔ اگر کوئی بیٹھا جب بھی

وقوف ہو گیا۔ وقوف میں نیت اور قبلہ رُو ہونا افضل ہے۔ بعض نادان یہ کرتے ہیں کہ پہاڑ پر چڑھ جاتے اور وہاں کھڑے ہو کر رومال ہلاتے رہتے ہیں ان سے بچو اور ان کی طرف بھی برا خیال نہ کرو یہ وقت اوروں کے عیب دیکھنے کا نہیں اپنے عیبوں پر شرم ساری اور گریہ وزاری کا ہے۔ اب وہ لوگ جو یہاں ہیں اور وہ لوگ جو ڈیروں میں ہیں سب ہمہ تن صدق دل سے اپنے کریم، مہربان رب کی طرف متوجہ ہو جائیں اور میدانِ قیامت میں حساب اعمال کے لئے اس کے حضور حاضری کا تصور کریں۔ نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ لرزتے کانپتے ڈرتے امید کرتے آنکھیں بند کئے گردن جھکائے دستِ دعا آسمان کی طرف سر سے اونچا پھیلائے تکبیر و تہلیل و تسبیح و لبیک وحمد و ذکر و دعا وتوبہ واستغفار میں ڈوب جائیں۔ کوشش کریں کہ ایک قطرہ آنسوؤں کا ٹپکے کہ دلیل اجابت وسعادت ہے ورنہ رونے کے جیسا منہ بنائے کہ اچھوں کی صورت بھی اچھی ہوتی ہے۔ اثنائے دعا وذکر میں لبیک کی بار بار تکرار کرے آج کے دن دعائیں بہت منقول ہیں اور جامع دعا جو اوپر گزری کافی ہے۔ چند بار اسے کہہ لو اور سب سے بہتر یہ کہ سارا وقت درود و ذکر و تلاوت قرآن میں گزار دو کہ بہ وعدۂ حدیث دعا والوں سے زیادہ پاؤ گے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دامن پکڑو، غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ سے توسل کرو، اپنے گناہ اور اللہ رب العزت کی قہاری یاد کر کے خوب لرزو اور یقین جانو کہ اس کی مار سے اسی کے پاس پناہ ہے۔ اس سے بھاگ کر کہیں نہیں جا سکتے اس کے در کے سوا کہیں ٹھکانہ نہیں لہٰذا ان شفیعوں کا دامن پکڑو اور اس کے عذاب سے اسی کی پناہ مانگو اور اسی حالت میں رہو کہ کبھی اس کے غضب کی یاد سے جی کانپ جاتا ہے اور کبھی اس کی رحمت عامہ کی امید سے مرجھایا دل نہال ہو جاتا ہے یوں ہی گریۂ وزاری میں رہو یہاں تک کہ آفتاب ڈوب جائے اور رات کا ایک لطیف جز آ جائے۔ اس سے پہلے کوچ منع ہے بعض جلد باز دن ہی میں چل دیتے ہیں ان کا ساتھ ہرگز نہ دیں۔ کیا معلوم

کہ رحمت الٰہی کس وقت توجہ فرمائے اگر تمہارے چل دینے کے بعد اتری تو کیسا عظیم خسارہ ہے اور غروب سے پہلے حدودِ عرفات سے نکل گئے جب تو پورا جرم ہے۔ بعض مطوع یہاں یوں ڈراتے ہیں کہ رات میں خطرہ ہے یہ ایک دو کے لئے ٹھیک ہے اور جب سارا قافلہ ٹھہرے گا تو ان شاء اللہ تعالیٰ کچھ اندیشہ نہیں۔ اس مقام پر پڑھنے کے لئے بعض دعائیں لکھی جاتی ہیں۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ تین مرتبہ پھر کلمۂ توحید اس کے بعد یہ دعا۔ اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ بِالْھُدٰی وَنَقِّنِیْ وَاعْصِمْنِیْ بِالتَّقْوٰی وَاغْفِرْلِیْ فِی الْاٰخِرَۃِ وَالْاُوْلٰی

ترجمہ: اے اللہ مجھ کو ہدایت کے ساتھ رہنمائی فرما اور پاک کر پرہیز گاری کے ساتھ گناہ سے محفوظ رکھ اور دنیا و آخرت میں میری مغفرت فرما۔ پھر تین بار یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ حَجّاً مَّبْرُوْرًا وَّذَنْباً مَغْفُوْرًا اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کَالَّذِیْ نَقُوْلُ وَخَیْرًا مِّمَّا نَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ لَکَ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ وَاِلَیْکَ رَبِّ تُرَاثِیْ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَوَسْوَسَۃِ الصُّدُوْرِ وَشَتَّاتِ الْاُمُوْرِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا تَجِئُی بِہٖ الرِّیْحُ وَنَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا تَجِئُی بِہِ الرِّیْحُ اَللّٰھُمَّ اھْدِنَا بِالْھُدٰی وَزَیِّنَّا بِالتَّقْوٰی وَاغْفِرْلَنَا بِالْاٰخِرَۃِ وَالْاُوْلٰی، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ رِزْقاً طَیِّباً مُّبَارَکاً، اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ اَمَرْتَ بِالدُّعَاءِ وَقَضَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ بِالْاِجَابَۃِ وَاِنَّکَ لَاتُخْلِفُ الْمِیْعَادَ وَلَاتُنْکِثُ عَھْدَکَ، اَللّٰھُمَّ مَا اَحْبَبْتَ مِنْ خَیْرٍ فَحَبِّبْہُ اِلَیْنَا وَ یَسِّرْہُ لَنَا وَ مَا کَرِھْتَ مِنْ شَرٍّ فَکَرِّھْہُ اِلَیْنَا وَجَنِّبْنَاہُ وَلَا تَنْزِعْ عَنَّا الْاِسْلَامَ بَعْدَ اِذْھَدَیْتَنَا، اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَرٰی مَکَانِیْ وَتَسْمَعُ کَلَامِیْ وَتَعْلَمُ سِرِّیْ وَعَلَانِیَتِیْ وَلَایَخْفٰی عَلَیْکَ شَیْئٌ مِّنْ اَمْرِیْ اَنَاالْبَائِسُ الْفَقِیْرُ الْمُسْتَغِیْثُ

الْمُسْتَجِيْرُ الْوَجِلُ الْمُشْفِقُ الْمُقِرُّ الْمُعْتَرِفُ بِذَنْبِهٖ اَسْئَلُكَ مَسْأَلَةَمِسْكِيْنٍ وَابْتَهِلُ اِلَيْكَ ابْتِهَالَ الْمُذْنِبِ الذَّلِيْلِ وَادْعُوْكَ دُعَاءَ الْخَائِفِ الْمُضْطَرِّ دُعَآءَ مَنْ خَضَعَتْ لَكَ رُكْبَتُهٗ وَفَاضَتْ لَكَ عَيْنَا هُ وَنَحِلَ لَكَ جَسَدُ هٗ وَرَغِمَ اَنْفُهٗ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِیْ بِدُعَائِكَ رَبِّیْ شَقِيًّا وَّكُنْ بِیْ رَؤُوْفًا رَّحِيْماً يَا خَيْرَ الْمَسْئُوْلِيْنَ وَخَيْرَ الْمُعْطِيْنَ.

اے اللہ اسے حج مبرور کر اور گناہ بخش دے الٰہی تیرے لئے حمد ہے جیسے ہم کہتے اور اس سے بہتر جس کو ہم کہتے ہیں، اے اللہ میری نماز وعبادت اور میرا جینا مرنا تیرے ہی لئے ہے اور تیری ہی طرف میری واپسی ہے اور اے پروردگار تو ہی میرا وارث ہے اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں عذاب قبر اور سینہ کے وسوسے اور کام کی پراگندگی سے الٰہی میں سوال کرتا ہوں اس چیز کی خیر کا جس کو ہوا لائی ہے اور اس چیز کے شر سے پناہ مانگتا ہوں جسے ہوا لاتی ہے الٰہی ہدایت کی طرف ہماری رہنمائی فرما اور تقویٰ سے مزین کر اور دنیا وآخرت میں ہم کو بخش دے الٰہی میں پاکیزہ اور مبارک رزق کا تجھ سے سوال کرتا ہوں الٰہی تو نے دعا کرنے کا حکم دیا ہے اور قبول کرنے کا ذمّہ تو نے خود لیا اور بے شک تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا اور اپنے عہد کو نہیں توڑتا، الٰہی جو اچھی باتیں تجھے محبوب ہیں انہیں ہمارے لئے بھی محبوب کر دے اور ہمارے لئے میسر کر اور جو باتیں تجھے ناپسند ہیں ہم کو ان سے بچا، اور اسلام کی طرف تو نے ہدایت فرمائی تو اس کو ہم سے جدا نہ کر الٰہی تو میرے مقام کو دیکھتا ہے اور میرا کلام سنتا اور میرے پوشیدہ اور ظاہر کو جانتا ہے میرے کام میں کوئی شئی تجھ پر مخفی نہیں میں نامراد محتاج، فریاد کرنے والا، پناہ چاہنے والا، خوف سے ڈرنے والا، اپنے گناہ کا معترف ہوں مسکین کی طرح تجھ سے سوال کرتا ہوں اور گناہگار ذلیل کی طرح تجھ سے عاجزی کرتا ہوں اور ڈرنے والے مضطر کی طرح تجھ سے دعا کرتا ہوں اس بندے کی مثل جس کی گردن تیرے لئے جھک گئی اور آنکھیں

جاری اور بدن لاغر اور ناک خاک میں ملی ہے اے پروردگار تو مجھے بد بخت نہ کر اور مجھ پر بہت بہت مہربان ہو جا، اے بہتر سوال پر بہتر دینے والے۔

جو روایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مذکور ہو چکی ہے اس میں جو دعائیں ہیں انہیں بھی پڑھیں یعنی ''لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ'' (۱۰۰) بار۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِ نَا مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ سَيِّدِ نَا اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَّعَلَيْنَا مَعَهُمْ (۱۰۰) بار حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ علیہ التحیۃ والثناء نے ارشاد فرمایا میری اور انبیاء کی دعا عرفہ کے دن یہ ہے:

لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ. لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ. اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ سَمْعِيْ نُوْراً وَّفِيْ بَصَرِيْ نُوْراً وَّفِيْ قَلْبِيْ نُوْراً اَللّٰهُمَّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ وَيَسِّرْ لِيْ اَمْرِيْ وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَسَاوِسِ الصَّدْرِ وَتَشْتِيْتِ الْاَمْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا يَلِجُ فِي اللَّيْلِ وَ النَّهَارِ وَشَرِّ مَا تَهُبُّ بِهِ الرِّيْحُ وَشَرِّ بَوَائِقِ الدَّهْرِ. اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو یگانہ ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کا ملک ہے، وہی لائق حمد ہے، وہی مارتا جلاتا ہے۔ اور ہر چیز اسی کے قابو میں ہے۔ اے اللہ میرے کان، آنکھ اور دل کو نور سے منور فرما۔ اے اللہ میرا سینہ کھول دے، اور میرا کام آسان کر دے، اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں سینہ کے وسوسوں اور کام کی پراگندگی اور عذابِ قبر سے اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس کی برائی سے جو رات و دن میں داخل ہوتی ہے اور اس کی برائی سے جسے ہوا اڑا لاتی ہے اور آفاتِ دہر کی برائی سے۔

اس مقام پر پڑھنے کی بہت دعائیں کتابوں میں مذکور ہیں مگر اتنی ہی میں کفایت ہے اور درود شریف وتلاوت قرآن مجید سب دعاؤں سے زیادہ مفید ہے۔

ایک ادب واجب الحفظ اس روز کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سچے وعدوں پر بھروسہ کر کے یقین کرے کہ آج میں گناہوں سے ایسا پاک ہوگیا جیسا ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا اب کوشش کرو کہ آئندہ گناہ نہ ہوں، اور جو داغ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے میری پیشانی سے دھویا ہے پھر نہ لگے۔ (بہارِ شریعت، ص ۵۶۰)

ضروری نصیحتیں

ویسے تو بدنگاہی ہمیشہ ہی حرام ہے۔ مگر احرام میں یا موقف یا مسجد حرام یا کعبۂ معظّمہ کے سامنے یا طواف بیت الحرام میں خصوصاً نگاہ کی حفاظت کریں، یہ تمہارے امتحان کا موقع ہے۔ عورتوں کو حکم دیا گیا کہ یہاں منہ نہ چھپاؤ اور تمہیں حکم دیا گیا کہ ان کی طرف نگاہ نہ کرو یقین جانو کہ یہ بڑے غیرت والے بادشاہ کی باندیاں ہیں۔ اور اس وقت تم اور وہ خاص دربار میں حاضر ہو۔ بلا شبہ شیر کا بچہ اُس کی بغل میں ہو تو اس وقت کون اس کی طرف نگاہ اٹھا سکتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ واحد وقہار کی کنیزیں اس کے خاص دربار میں حاضر ہیں ان پر بدنگاہی کس قدر سخت ہوگی۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ! ہاں ہاں ہوشیار ایمان بچائے ہوئے، قلب ونگاہ سنبھالے ہوئے، حرم وہ جگہ ہے جہاں گناہ کے ارادہ پر بھی پکڑا جاتا ہے اور ایک گناہ ایک لاکھ گناہ کے برابر ہوتا ہے۔ (بہارِ شریعت)

اللہ عزوجل اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل خیر کی توفیق عطا فرمائے۔

مزدلفہ کی روانگی اور اس کا وقوف

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حجۃ الوداع میں تاجدار کائنات

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عرفات سے مزدلفہ میں تشریف لائے، یہاں مغرب وعشاء کی نماز پڑھی پھر آرام فرمایا یہاں تک کہ فجر کا وقت ہوا اور اس وقت اذان واقامت کے ساتھ نماز فجر ادا فرمائی پھر قصواء پر سوار ہوکر مشعر حرام میں تشریف لائے اور قبلہ جانب چہرۂ انور کر کے دعا تکبیر وتہلیل وتوحید میں مشغول رہے اور وقوف فرمایا یہاں تک کہ خوب اجالا ہوگیا اور طلوع آفتاب سے قبل یہاں سے روانہ ہوئے۔ (مسلم شریف)

راستے بھر میں ذکر، درود، دعا، لبیک اور گریہ وزاری میں مصروف رہیں اس وقت کی بعض دعائیں یہ ہیں:

اَللّٰھُمَّ اِلَیْکَ اَفَضْتُ وَفِیْ رَحْمَتِکَ رَغِبْتُ وَمِنْ سَخَطِکَ رَھِبْتُ وَمِنْ عَذَابِکَ اَشْفَقْتُ فَاقْبَلْ نُسُکِیْ وَاَعْظِمْ اَجْرِیْ وَتَقَبَّلْ تَوْ بَتِیْ وَارْحَمْ تَضَرُّعِیْ وَاَجِبْ دُعَائِیْ وَاَعْطِنِیْ سُؤَالِیْ اَللّٰھُمَّ لَاتَجْعَلْ ھٰذَا آخِرَ عَھْدِنَا بَیْنَ ھٰذَاالْمَوْقَفِ الشَّرِیْفِ الْعَظِیْمِ وَارْزُقْنَا الْعَوْدَ اِلَیْہِ مَرَّاتٍ کَثِیْرَۃٍ بِلُطْفِکَ الْعَمِیْمِ. اے اللہ! میں تیری طرف واپس ہوا اور تیری رحمت میں رغبت کی اور تیری ناراضگی سے ڈرا اور تیرے عذاب سے خوف کیا، تو میری عبادت قبول فرما، اور میرا اجر عظیم فرما اور میری توبہ قبول فرما اور میری عاجزی پر رحم فرما اور میرا سوال عطا فرما۔ اے اللہ! اس شریف اور بزرگ جگہ میں میری یہ حاضری آخری حاضری نہ کر اور تو اپنی مہربانی سے یہاں بہت مرتبہ آنا نصیب فرما۔

جب مزدلفہ نظر آئے بشرطِ قدرت پیدل ہولینا بہتر ہے اور نہا کر داخل ہونا افضل ہے۔

دخول مزدلفہ کی دعا

”اَللّٰھُمَّ ھٰذَا جَمْعٌ اَسْئَلُکَ اَنْ تَرْزُقَنِیْ جَوَامِعَ الْخَیْرِ کُلَّھَا اَللّٰھُمَّ رَبَّ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَرَبَّ الرُّکْنِ وَالْمَقَامِ وَرَبَّ الْبَلَدِ الْحَرَامِ وَرَبَّ

الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَسْئَلُکَ بِنُوْرِ وَجْھِکَ الْکَرِیْمِ اَنْ تَغْفِرَ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَتَجْمَعَ عَلَی الْھُدٰی اَمْرِیْ وَتَجْعَلَ التَّقْوٰی زَادِیْ وَذُخْرِیْ وَالْآخِرَۃَ مَآبِیْ وَھَبْ لِیْ رَضَاکَ عَنِّیْ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَۃِ یَا مَنْ بِیَدِہٖ الْخَیْرُ کُلُّہٗ اَعْطِنِیْ الْخَیْرَ کُلَّہٗ وَاصْرِفْ عَنِّیْ الشَّرَّ کُلَّہٗ اَللّٰھُمَّ حَرِّمْ لَحْمِیْ وَعَظْمِیْ وَشَحْمِیْ وَشَعْرِیْ وَسَائِرَ جَوَارِحِیْ عَلَی النَّارِ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ" (بہارِ شریعت:۵۶۳)

نُور عَلٰی نُور

حدیث شریف میں آیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جمروں کی رمی کرنا تیرے لئے قیامت کے دن نور ہوگا۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ! یہ جمروں پر جو کنکریاں ہر سال ماری جاتی تھیں ہمارا گمان ہے کہ کم ہو جاتی ہیں سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو قبول ہوتی ہیں وہ اٹھائی جاتی ہیں ایسا نہ ہوتا تو پہاڑوں کے مثل تم دیکھتے۔ (طبرانی وحاکم)

صحیح مسلم شریف میں حضرت اُم الحصبین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے "حَجَّۃُ الْوِدَاع" میں سر منڈانے والوں کے لئے تین بار دعا کی اور کترانے والوں کے لئے ایک بار دعا کی۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ مدنی آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ بال منڈانے پر ہر بال کے بدلے میں ایک نیکی ہے اور ایک گناہ مٹایا جاتا ہے۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان پاک ہے کہ سر منڈانے میں جو بال زمین پر گرے گا وہ تیرے لئے قیامت کے دن نور ہوگا۔

۱۰؍تاریخ کو نماز فجر کے بعد طلوع آفتاب میں دو رکعت پڑھنے کا وقت جب باقی رہ جائے، تو منیٰ کو چلو اور یہاں (مزدلفہ) سے سات چھوٹی چھوٹی کنکریاں کھجور کی گٹھلی برابر کی پاک جگہ سے اٹھا کر تین بار دھولو کسی پتھر کو توڑ کر کنکریاں نہ بناؤ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ تینوں دن جمروں پر مارنے کے لئے یہیں سے کنکریاں لے لو یا سب کسی اور جگہ سے لے لو مگر نجس جگہ کی نہ ہوں اور نہ مسجد کی نہ جمرہ کے پاس کی ہو۔

راستہ میں پھر بدستور ذکر و دعاء و درود کثرتِ لبیک میں مشغول رہو اور یہ دعا پڑھو۔

اَللّٰهُمَّ اِلَيْکَ اَفَضْتُ وَمِنْ عَذَابِکَ اَشْفَقْتُ وَاِلَيْکَ رَجَعْتُ وَمِنْکَ رَمَيْتُ فَتَقَبَّلْ نُسُکِيْ وَعَظِّمْ اَجْرِيْ وَارْحَمْ تَضَرُّعِيْ وَتَقَبَّلْ تَوْبَتِيْ وَاَجِبْ دُعَائِيْ. اے اللہ! میں تیری طرف واپس ہوا اور تیرے عذاب سے ڈرا اور تیری طرف رجوع کیا۔ اور تجھ سے خوف کیا۔ تو میری عبادت قبول کر اور میرا اجر زیادہ کر اور میری عاجزی پر رحم فرما اور میری توبہ قبول کر اور میری دعا قبول فرما۔

جب ''وادیٔ محسر'' پہنچو تو پانچ سو پینتالیس (۵۴۵) ہاتھ بہت جلد تیزی کے ساتھ چل کر نکل جاؤ مگر کسی کو ایذا بھی نہ ہو اور اس عرصہ میں یہ دعا پڑھتے جاؤ۔

اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِکَ وَ لَا تُهْلِکْنَا بِعَذَابِکَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذَالِکَ

اے اللہ! اپنے غضب سے ہمیں قتل نہ کر اور اپنے عذاب سے ہمیں ہلاک نہ کر اور اس سے پہلے ہم کو عافیت دے۔

وادیٔ مُحَسّر کیا ھے ؟

منیٰ و مزدلفہ کے بیچ میں ایک نالہ ہے جسے وادیٔ محسر کہتے ہیں دونوں کی حدود سے خارج مزدلفہ سے منی کو جاتے ہوئے بائیں ہاتھ پر جو پہاڑ پڑتا ہے اس کی چوٹی سے شروع ہو کر پانچ سو پینتالیس ہاتھ تک ہے، یہاں اصحابِ فیل آ کر ٹھہرے، ان پر ابابیل کا عذاب اترا تھا، اس جگہ سے جلد گزرنا اور عذاب الٰہی سے پناہ مانگنا چاہئے۔

منٰی نظر آنے پر وہی دعا پڑھی جائے جو مکہ سے آتے وقت منٰی کو دیکھ کر پڑھتے ہیں۔
منٰی پہنچنے پر سب سے پہلے "جمرة العقبٰی" کو جاؤ جو منٰی سے اگلا اور مکہ سے پہلا جمرہ سے کم از کم پانچ ہاتھ ہٹے ہوئے یوں کھڑے ہو کہ منٰی داہنے ہاتھ پر اور کعبہ بائیں ہاتھ پر ہو اور جمرہ کی طرف منہ ہو، سات کنکریاں ایک ایک کر کے مارو، سیدھا ہاتھ خوب اٹھا کر مارو کہ بغل کی رنگت ظاہر ہو۔ بہتر یہ ہے کہ کنکریاں جمرہ (شیطان) تک پہنچیں ورنہ تین ہاتھ کے فاصلہ تک گریں، اس سے زیادہ فاصلہ پر گریں تو وہ کنکری شمار میں نہ آئے گی، پہلی کنکری سے لبیک کہنا موقوف کر دو اور کنکری مارتے وقت یہ دعا پڑھو:
"بِسْمِ اللّٰهِ. اَللّٰهُ اَكْبَرُ رَغْماً لِّلشَّيْطَانِ رِضاً لِلرَّحْمٰنِ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجّاً مَّبْرُوْراً وَّ سَعْياً مَّشْكُوْراً وَّ ذَنْباً مَّغْفُوْراً". اللہ کے نام سے، اللہ بہت بڑا ہے، شیطان کو ذلیل کرنے کے لئے، اللہ کی رضا کے لئے، اے اللہ! اس حج کو مقبول اور سعی کو مشکور فرما اور گناہ بخش دے۔
کنکری صرف "بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہہ کر بھی ماری جا سکتی ہے۔ "اللّٰه اكبر" کے بدلے "سُبْحٰنَ اللّٰهِ" یا "لا اله الّا اللّٰه" کہا جب بھی حرج نہیں۔
جب سات کنکریاں مار کر پوری ہو جائیں پھر وہاں نہ ٹھہرو، فوراً ذکر و دعا کرتے ہوئے پلٹ آؤ۔
اس رمی کا وقت دسویں کی فجر سے گیارہویں کی فجر تک ہے۔ مگر مسنون یہ ہے کہ طلوع آفتاب سے زوال آفتاب تک ہو اور زوال سے غروب تک مباح اور غروب سے فجر تک مکروہ۔ ایسے ہی دسویں کی فجر سے طلوع آفتاب تک مکروہ اور اگر کسی عذر کے سبب ہو مثال کے طور پر چرواہوں نے رات میں رمی کی تو کراہت نہیں۔ (درمختار، ردالمختار)
اب رمی سے فارغ ہو کر قربانی میں مشغول ہو۔ یہ وہ قربانی نہیں جو بقرہ عید میں ہوا کرتی ہے کہ وہ تو مسافر پر اصلاً نہیں اور مقیم مالدار پر واجب ہے، اگرچہ حج کے سفر میں

ہواور حج کی قربانی اصل میں یہ حج کا شکرانہ ہے۔قارِن اور متمتع پر واجب ہے اگر چہ فقیر ہواور مُفرِد کے لئے مستحب اگر چہ غنی ہو،اس قربانی کے جانور کی بھی عمر و اعضاء میں وہی شرطیں ہیں جو عید کی قربانی میں ہیں۔ذبح کرنا آتا ہوتو خود ذبح کرے کہ سنت ہے ورنہ ذبح کے وقت حاضر رہے۔

جانور کو قبلہ رولٹا کر خود بھی قبلہ کی طرف منہ کر کے یہ پڑھو ''اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالاَرْضَ حَنِیْفاً وَّ مَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ،اِنَّ صَلاَتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لاَ شَرِیْکَ لَهٗ وَ بِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ. اس کے بعد ''بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَکْبَرُ'' کہتے ہوئے نہایت تیز چھری سے بہت جلد ذبح کردو کہ چاروں رگیں کٹ جائیں،زیادہ ہاتھ نہ بڑھاؤ کہ بے سبب کی تکلیف ہو۔

قربانی کے بعد اپنے اور تمام مسلمانوں کے حج و قربانی قبول ہونے کی دعا مانگو۔ اس کے بعد قبلہ رخ بیٹھ کر مرد حلق کریں یعنی تمام سر منڈائیں کہ افضل ہے یا بال کترائیں کہ رخصت ہے،عورتوں کو بال مونڈانا حرام ہے،ایک بال برابر کترائیں۔ مفرد اگر قربانی کرے تو اس کے لئے مستحب یہ ہے کہ قربانی کے بعد حلق کریں اور اگر حلق کے بعد قربانی کی جب بھی حرج نہیں مگر تمتع و قران والے پر واجب ہے کہ پہلے قربانی کرے پھر حلق یعنی اگر قربانی سے پہلے سر مونڈائے گا تو دم واجب ہوگا۔

بال کترواتے وقت یہ خیال بے حد ضروری ہے کہ سر میں جتنے بال ہیں ان میں کے چہارم بالوں میں سے کتروانا ضروری ہے لہٰذا ایک پور سے زیادہ کترائیں کہ بال چھوٹے، بڑے ہوتے ہیں ممکن ہے کہ چہارم بالوں میں سب ایک ایک پورا نہ تراشیں۔حلق ہو یا تقصیر داہنی طرف سے شروع کرو یعنی مونڈانے والے کی داہنی جانب، یہی حدیث سے ثابت ہے اور امام اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان نے ایسا ہی کیا،بعض کتابوں میں جو حجام کی داہنی جانب

سے شروع کرنے کو بتایا صحیح نہیں ہے، حلق یا تقصیر کے وقت یہ تکبیر کہتے جاؤ "اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لاَ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ وَ لِلّٰہِ الحَمْدُ". اور فارغ ہونے کے بعد بھی کہو۔ حلق یا تقصیر کے وقت یہ دعا پڑھو: " اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی مَا ھَدٰنَا وَ اَنْعَمَ عَلَیْنَا وَ قَضٰی عَنَّا نُسُکَنَا، اَللّٰھُمَّ ھٰذِہٖ نَاصِیَتِیْ بِیَدِکَ فَاجْعَلْ لِی بِکُلِّ شَعْرَۃٍ نُّوْراً یَّوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَامْحُ عَنِّیْ بِھَا سَیِّئَۃً وَّارْفَعْ لِی بِھَا دَرَجَۃً فِیْ الْجَنَّۃِ الْعَالِیَۃِ،اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لِی فِی نَفْسِیْ وَ تَقَبَّلْ مِنِّیْ، اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَ لِلْمُحَلِّقِیْنَ وَالْمُقَصِّرِیْنَ یَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَۃِ "

حمد ہے اللہ عزوجل کے لئے اس پر کہ اس نے ہمیں ہدایت کی اور انعام کیا اور ہماری عبادت پوری کرادی، اے اللہ! یہ میری چوٹی تیرے ہاتھ میں ہے میرے لئے ہر بال کے بدلے میں قیامت کے دن نور کر، اس کی وجہ سے میرے گناہ مٹا دے اور جنت میں درجہ بلند کر، الٰہی میرے نفس میں برکت کر اور مجھ سے قبول کر اور اے اللہ عزوجل مجھ کو اور سر مونڈانے والوں اور بال کتروانے والوں کو بخش دے اے بڑی مغفرت والے۔ (آمین)

افضل یہ ہے کہ آج یعنی دسویں تاریخ کو ہی فرض طواف کے لئے جسے طواف زیارت بھی کہتے ہیں مکہ معظّمہ جاؤ، بدستور مذکور پیدل، باوضو طواف کرو مگر اس طواف میں اضطباع نہیں۔

گیارہویں تاریخ کو بعد نماز ظہر پھر رمی کو چلو اس وقت رمی جمرۂ اولیٰ سے شروع کرو جو مسجد خیف سے قریب ہے اس کی رمی کے لئے مکہ کی طرف سے آکر چڑھائی پر چڑھو کہ یہ جگہ بہ نسبت "جمرۃ العقبہ" کے بلند ہے یہاں قبلہ رو ہو کر سات کنکریاں مارو پھر بطور مذکور جمرہ سے کچھ آگے بڑھ جاؤ اور قبلہ رو دعا میں یوں ہاتھ اٹھاؤ کہ ہتھیلیاں قبلہ کو رہیں، حضور قلب سے حمد و درود و دعا و استغفار میں کم سے کم بیس آیتیں پڑھنے کی قدر مشغول رہو ورنہ پون پارہ یا سورۂ بقرہ کی مقدار تک، پھر جمرۂ وسطیٰ پر جا کر ویسا ہی کرو، پھر جمرۃ العقبہ پر جاؤ مگر یہاں رمی کر کے نہ ٹھہرو فوراً پلٹ آؤ، واپسی میں دعا کرو۔

بارہویں تاریخ کو بعد زوال تینوں جمروں کی رمی کرو بعض لوگ دو پہر سے پہلے رمی کر کے مکہ معظّمہ چل دیتے ہیں یہ ہمارے اصل مذہب کے خلاف اور ایک ضعیف روایت ہے تم اس پر عمل نہ کرو۔ بارہویں کی رمی کر کے غروبِ آفتاب سے پہلے اختیار ہے مکہ مکرمہ کو روانہ ہو جاؤ مگر غروب کے بعد چلا جانا معیوب ہے۔

☆☆☆

تمنائے مدینہ

نبھالو تم نبھالو تم نبھالو یا رسول اللہ

بلالو اب مدینے میں بلالو یا رسول اللہ

ستاتے ہیں جو دنیا والے اس کا کچھ نہیں ہے غم — مجھے بس اپنا کہہ کر تم بلا لو یا رسول اللہ

سنہری جالیوں کے سامنے پہنچا ہوں میں آقا — مجھے اپنی زیارت تم کرادو یا رسول اللہ

عطا ہو علم کی دولت عطا ہو دید کی دولت — دم آخر مدینہ بھی عطا ہو یا رسول اللہ

شفاعت کا سوالی ہوں، سوالی ہوں میں رحمت کا — اجابت سے نوازو تم نوازو یا رسول اللہ

تصدق غوث اعظم کا توسل اعلیٰحضرت کا — بقیع پاک کے قابل بنادو یا رسول اللہ

میری قسمت بری ہو تو خدارا تم بھلی کر دو — سنوارو میری قسمت کو سنوارو یا رسول اللہ

معینِ راہِ طیبہ ہیں میرے خواجہ معین الدین — معینِ راہِ جنت بھی بنا دو یا رسول اللہ

نگاہِ مفتیٔ اعظم نے زندہ کر دیا دل کو — انہیں کا ساتھ محشر میں عطا ہو یا رسول اللہ

کرم سے مفتیٔ اعظم کے پہنچا ہوں میں اس در پہ — انہیں کا ساتھ محشر میں عطا ہو یا رسول اللہ

تمنا یہ لئے جاتا ہے آقا شاکرِؔ رضوی

اسے اذنِ مدینہ پھر عطا ہو یا رسول اللہ

کعبے کا کعبہ دیکھو

حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو

رکن شامی سے مٹی وحشت شام غربت — اب مدینہ کو چلو صبح دل آرا دیکھو
آبِ زمزم تو پیا خوب بجھائیں پیاسیں — آؤ جودِ شہ کوثر کا بھی دریا دیکھو
زیرِ میزاب ملے خوب کرم کے چھینٹے — ابرِ رحمت کا یہاں زور برسنا دیکھو
خوب آنکھوں سے لگایا ہے غلافِ کعبہ — قصرِ محبوب کے پردے کا بھی جلوہ دیکھو
دھو چکا ظلمتِ دل بوسۂ سنگ اسود — خاک بوسیِ مدینہ کا بھی رتبہ دیکھو
کر چکی رفعتِ کعبہ پہ نظر پروازیں — ٹوپی اب تھام کے خاکِ درِ والا دیکھو
جمعۂ مکہ تھا عید اہلِ عبادت کے لئے — مجرمو! آؤ یہاں عیدِ دوشنبہ دیکھو
ملتزم سے تو گلے لگ کے نکالے ارماں — ادب و شوق کا یاں باہم الجھنا دیکھو
خوب مسعیٰ میں بامیدِ صفا دوڑ لئے — رہِ جاناں کی صفا کا بھی تماشا دیکھو
رقصِ بسمل کی بہاریں تو منیٰ میں دیکھیں — دلِ خونابہ فشاں کا بھی تڑپنا دیکھو

غور سے سن تو رضاؔ کعبے سے آتی ہے صدا
میری آنکھوں سے میرے پیارے کا روضہ دیکھو

زیارتِ روضۂ رسول

حضور سرورِ عالم افضل الانبیا محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضۂ پاک کی زیارت کرنا قریب بواجب ہے اور قربتِ الٰہی کے حصول کا سب سے مستحکم ذریعہ اور وسیلہ ہے۔ اس بارے میں قرآن مقدس کی آیت مبارکہ موجود ہے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْآ اَنْفُسَهُمْ جَاءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوْا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوْا اللّٰهَ تَوَّاباً رَّحِيْماً ٥ اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی مانگیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائیں تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ (سورۃ النسا)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ“ یعنی جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔ (وفاء الوفاء ج ۲؍ص ۳۹۴)

دوسرا ارشاد ہے ”مَنْ جَاءَ نِیْ زَائِراً لاَ یُهِمُّهٗ اِلَّازِیَارَتِیْ کَانَ حَقًّا عَلَیَّ اَنْ اَکُوْنَ لَهٗ شَفِیْعاً یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ“ جو میری زیارت کو آئے اور زیارت کے سوا اس کی اور کوئی نیت نہ ہو تو مجھ پر یہ حق ہے کہ میں روزِ قیامت اس کی شفاعت کروں۔

(وفاء الوفاء ج ۲؍ص ۳۹۶)

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے ”مَنْ زَارَنِیْ بَعْدَ وَفَاتِیْ فَکَاَنَّمَا زَارَ نِیْ فِیْ حَیَاتِیْ“ جس نے میرے وصال کے بعد میری زیارت کی تو ایسا ہی ہے جیسے میری حیاتِ ظاہری میں زیارت کی۔

اسی مفہوم عالی کو دوسری حدیث پاک واضح کرتی ہے: ”مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ کَانَ کَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ“ جس نے حج کیا اور میری وفات کے

بعد میری قبر کی زیارت کی تو وہ شخص اس طرح ہے جس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۴۱)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے ''مَنْ زَارَنِیْ فِیْ الْمَدِیْنَةِ مُحْتَسِباً کَانَ فِی جِوَارِیْ وَ کُنْتُ لَهٗ شَفِیْعاً یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ'' جو مدینہ میں میری زیارت کے لئے آئے اور نیت خالص ثواب کی ہو تو وہ قیامت کے دن میرے پڑوس میں ہوگا اور میں اس کی شفاعت کروں گا۔ (جامع صغیر ص ۱۱۷)

اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے: ''مَنْ حَجَّ اِلیٰ مَکَّةَ ثُمَّ قَصَدَنِیْ فِی مَسْجِدِیْ کُتِبَ لَهٗ حَجَّتَانِ مَبْرُوْرَتَانِ'' جو شخص مکہ معظّمہ حج کے لئے جائے اور میری زیارت کی نیت سے میری مسجد میں آئے تو اسے دو مقبول حج کا ثواب ہے۔ (جذب القلوب ص ۱۹۶)

مژدۂ جانفزا

سفر مدینہ اور قیام مدینہ میں مصیبتوں اور پریشانیوں کا سامنا کر کے ان پر صبر کرنے والوں کو کیا مژدۂ جانفزا سنایا جا رہا ہے اور جن خوش نصیبوں کو مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ میں موت آگئی ان کو نوید اُخروی مرحمت ہو رہی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

جس نے میری قبر کی زیارت کی وہ قیامت کے روز میرے پڑوس میں ہوگا اور جس نے مدینہ میں سکونت اختیار کیا، اس کی پریشانیوں پر صبر کیا، میں اس کے لئے قیامت کے دن گواہی دوں گا اور شفاعت کروں گا اور جسے حرم مکہ یا حرم مدینہ میں موت آجائے تو قیامت کے دن امن والوں میں اٹھے گا۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۴۰)

اذان کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے درجۂ رفیعہ اور وسیلہ کی دعا کرنے والے کیلئے اور زیارت سے مشرف ہونے والے کیلئے خوش خبری ہے، چنانچہ جذب القلوب میں

ہے کہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے درجۂ رفیعہ اور وسیلہ کی دعا کی تو اسے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہو اور جس نے آپ کی قبر اطہر کی زیارت کی وہ روز قیامت حضور کے پڑوس میں ہو۔ (جذب القلوب ص ۱۹۷)

ان تمام ترغیبی ارشادات اور فرامین کے پہونچنے کے بعد ہر ایمان ومحبت والا اپنے دردعصیاں کی دوا کیلئے یقیناً استطاعت ہونے پر مدینہ طیبہ کی جانب دوڑے گا اپنے آقا ومولیٰ کے دربار میں حاضر ہوکر غم کا مرہم، دکھ، درد کی دوا اور سامانِ آخرت فراہم کرے گا اور اگر کسی نے وسائل ہوتے ہوئے مکہ شریف آکر ارکانِ حج ادا کر لئے اور حضور کی زیارت کو (معاذ اللہ) غیر اہم سمجھ کر چھوڑ دیا اور زیارت رسول سے فیضیاب ہوئے بغیر واپس چلا گیا تو نہ صرف یہ کہ وہ محروم رہا بلکہ اس نے سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ظلم کیا، حضور کی حق تلفی کی اور جس امتی کا حال یہ ہو کہ اس کی سرکشی سے نبی اور رسول پر ظلم ہو رہا ہو اسے اپنا انجام جان لینا چاہیئے۔فرمان سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دل سے سنئے اور عبرت حاصل کیجئے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے حج کیا اور میری زیارت نہیں کی یقیناً اس نے مجھ پر ظلم کیا۔

(وفاء الوفا جلد ۲ ص ۳۹۸)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ سے ہجرت کر لی تو وہاں کی ہر چیز پر اندھیرا چھا گیا۔ اور جب مدینہ منورہ میں نزول اجلال فرمایا تو وہاں کا ذرہ، ذرہ روشن اور منور ہو گیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مدینہ منورہ میں میرا گھر ہے اور اسی میں میری قبر بھی ہوگی لہٰذا ہر مسلمان پر حق ہے اس کی زیارت کرے۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۵۴۷)

رسول اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کی اہمیت، فضیلت وافادیت

پر محدث وفقیہ حضرت علامہ تقی الدین السبکی الشافعی علیہ الرحمہ کی عظیم الشان تصنیف ''شِفَاءُ السِّقَامِ فِیْ زِیَارَۃِ خَیْرِ الانَامِ'' عربی زبان میں موجود ہے جو منکرین زیارت النبی کے جملہ اعتراضات کے کافی شافی جواب فراہم کرتی ہے اس کے علاوہ اردو زبان میں امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ اور دیگر فقہائے حنفیہ نے بھی مضامین اور کتابیں تصنیف کی ہیں۔ بندہ راقم الحروف ان اکابر کی تحریروں سے استفادہ کرتے ہوئے زیارۃ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متعلق کچھ باتیں سپردِ قلم کرتا ہے۔

صحابۂ کرام کا جذبۂ زیارت النبی

صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سرکار کے مزارِ پُر انوار کی زیارت کو بہت اہمیت دیتے تھے اور کیوں نہ ہو کہ انہیں معلوم تھا کہ حضور کی قبر شریف کی زیارت بھی حضور ہی کی زیارت ہے جیسا کہ اوپر حدیث سے ثابت ہوا۔

''فتوح الشام'' وغیرہ میں ہے کہ عہد فاروقی میں جب ملکِ شام فتح ہوا اور بیت المقدس پر بغیر جہاد کے اسلامی پرچم لہرایا، اسی دوران حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کیا، اس واقعہ سے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بہت شادمانی ہوئی، مدینہ طیبہ واپس لوٹتے ہوئے خلیفۃ المسلمین نے حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زیارت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعوت دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے دریافت فرمایا آپ ہمارے ساتھ مدینہ تشریف لے چلیں گے اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت سے مستفیض ہوں گے؟ تو انہوں نے حضرت عمر سے کہا: ہاں میں ایسا کروں گا۔

چنانچہ امیر المومنین اور حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہما یہ طویل سفر کر کے مدینہ طیبہ حاضر ہوئے اور سب سے پہلے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مواجہ مقدسہ میں جا کر زیارت سے شادکام ہوئے۔ (فتوح الشام۔ وفاء الوفاج ۲ ص ۴۰۹)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا معمول تھا کہ جب کسی سفر سے واپس تشریف

لاتے تھے تو سب سے پہلا ان کا کام یہ ہوتا تھا کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری دیتے تھے، اور اس طرح سلام کہتے:

اَلسَّلاَمُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْکَ وَسَلَّمَ

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے غلام حضرت نافع سے لوگوں نے دریافت کیا کہ آپ نے کبھی اپنے آقا (ابن عمر) کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سلام عرض کرتے ہوئے دیکھا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے ایک بار نہیں بلکہ سیکڑوں بار انہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آپ کی قبر اطہر کے سامنے کھڑے ہو کر سلام کہتے ہوئے سنا ہے۔ آپ اس طرح سلام پیش فرمایا کرتے تھے:

☆ السَّلاَمُ عَلَی النَّبِیِّ ☆ السَّلاَمُ عَلیٰ اَبِیْ بَکْرٍ

☆ السَّلاَمُ عَلیٰ اَبِیْ (مؤطا امام مالک جلد ۱/ص ۳۸۲)

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے اپنا قاصد بنا کر میسرہ بن مسروق کو بیت المقدس سے مدینہ منورہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا حضرت میسرہ مدینہ طیبہ پہونچے، تو رات ہو چکی تھی۔ آپ سب سے پہلے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کیلئے حاضر ہوئے، صلوٰۃ وسلام کا ہدیہ پیش کیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سلام پیش کیا پھر اپنے کاموں میں مصروف ہوئے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ ملک شام سے مدینہ طیبہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت عالی میں سلام پیش کرنے کیلئے قاصد بھیجا کرتے تھے۔

بلال آشفتہ حال

موذن رسولحضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ ہے کہ آپ ملک شام فتح ہونے کے بعد دربارِ فاروقی میں عرض گزار ہوئے کہ اگر آپ اجازت مرحمت فرمائیں تو مدینہ طیبہ سے بیت المقدس جا کر سکونت پزیر ہو جاؤں کیونکہ جس محبوبِ دل نواز کے

رخِ زیبا کی زیارت قلبِ محزون کا علاج تھی اب تو وہ خا کی چادر اوڑھے ہوئے محوِ خواب ہیں۔ انہوں نے اپنا چہرہ چھپالیا ہے تو عشاق کے لئے اضطراب کا عالم طاری ہوگیا۔ مسجد نبوی کے بام و در، دیکھیں گے، محراب و منبر پر نظر اٹھے گی تو ان کیلئے تڑپ جاؤں گا۔قلبِ محزون کو کیسے سمجھاؤں گا، تسلی کا سامان کہاں سے پاؤں گا۔

کبھی کبھی عشق وآگہی کی راہ میں دوری بھی اختیار کرنی پڑتی ہے مگر کب؟ جب عشق کا کمال رفعت بلال حاصل کرلے۔

بلال آشفتہ حال کو امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ملک شام جانے کی اجازت دے دی۔ بلال کو امیر پرُ جلال سے زیادہ کون پہچانے۔ ایک دکھیارے کے دکھ کو دوسرا دکھیارا ہی سمجھے، یہی امیر المومنین عمر فاروق ہیں۔حبِّ رسول کا نشہ ان کی روح و دل میں اتنی گہرائیوں تک اترا ہوا ہے کہ سرکار کے وصال کی خبر سن کر تلوار کھینچ لیتے ہیں اور لہراتے ہوئے کہتے جاتے ہیں اگر کسی نے کہا کہ رسول وصال فرماگئے تو میں اس کی گردن اڑادوں گا۔کوئی تاویل کرے کہ یہ کون سا جذبہ ہے؟ یہ کون سی سرشاری ہے؟ جن صحابۂ کرام کی نگاہوں کے سامنے قرآن فرقان لے کر حضرت جبرئیل امین علیہ السلام آیا کرتے تھے، ملائکہ مقربین جن کی تعلیم وتادیب کے احکام لے کر اترا کرتے تھے ان قرآنی نمونوں میں سے کسی نے حضرت عمر کا ہاتھ نہیں پکڑا، راستہ نہیں روکا۔ نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحلت کا صدمہ ذہن و دماغ کو چر کے دے گیا، مگر اسی رسول کریم وحکیم نے انہیں تربیت کے سانچے میں بھی اتارا تھا۔عشق وہ بھی تھا جو عقل وشعور کو کچھ دیر کیلئے جھنجھوڑ گیا اور وہ بھی عشق ہی تھا جس نے طمانیت کی چادر اوڑھ لی۔ جو عمر (رضی اللہ عنہ) غم مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اپنے آپ کو سنبھال نہ پارہے تھے، آج پوری امت کو سنبھالے ہوئے ہیں۔ نیابت رسول کی عظیم ذمہ داری کو اٹھائے ہوئے ہیں اور منہاج نبوت پر عالم اسلام کی رہبری کررہے ہیں۔

مرحبا اے عشق خوش سودائے ما　　　اے دوائے جملہ علت ہائے ما

حضرت سیدنا بلال کے دل کا حال امیر المومنین کو خوب معلوم ہے۔ انہوں نے اجازت دے دی اور بلال شام میں سکونت پذیر ہو گئے۔ مگر تصور کی نگاہیں مدینہ کو کہاں چھوڑتی ہیں۔ انہیں کی یاد، انہیں کا خیال، اور انہیں کی یاد میں انہماک۔

ہو گئی دل کو تری یاد سے اک نسبت خاص　　　اب تو شاید ہی میسر کبھی تنہائی ہو

شب و روز عاشق رسول کو اس طرح کھویا کھویا دیکھا ہوگا تو اہل اخلاص نے مشورہ کیا ہوگا کہ حضرت بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کیلئے دلجوئی کا کوئی سامان کیا جائے چنانچہ آپ کا نکاح بھی ہو گیا مگر در نبوی کی نورانیت اور رحمتوں کی بارش کا کیف حضرت بلال کیسے فراموش کر سکتے ہیں؟

ایک شب محو خواب تھے کہ ان کو روحی فداہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی زیارت نصیب ہوئی۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پوچھا۔ "اے بلال! کیا اب میری زیارت کو نہیں آؤ گے؟ اللہ! اللہ! معلوم نہیں کہ ان کے اس فرمان میں کیا تاثیر پنہاں تھی کہ بلال کی آنکھ کھل گئی، روح و دل سے ایک ہی صدا آرہی تھی۔

شکر ایزد کہ بلایا شہ دیں نے حافظ　　　للہ الحمد کہ محبوب کا پیغام آیا

حضرت بلال کو اب چین کہاں؟ فوراً اٹھے اور دیار نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جانب چل پڑے، مدینہ طیبہ میں وارد ہوئے تو رحمت و نور کی وہی گلیاں، کیف و سرور کی وہی بھینی بھینی خوشبو مگر جس مرکز خیرات و حسنات کا یہ سب صدقہ و طفیل ہے وہ تو نظر آتے نہیں، تیز تیز قدموں سے بڑھے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مواجہہ مقدسہ میں حاضر ہو گئے، دھڑکتے دل دہکتے سینے اور بہتی ہوئی آنکھوں سے صلوٰۃ و سلام پیش کیا۔ اور روضۃ الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لپٹ گئے اور جی بھر کر روئے۔ جگر گوشہائے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدنا امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما نے خادم

رسول بلال کو دیکھا تو نانا جان کا زمانہ یاد آ گیا۔ سیدنا بلال ان دونوں نونہالوں کو گود میں کھلاتے تھے۔ کاندھے پر بٹھاتے تھے، انگلیاں پکڑ کر چلاتے تھے دونوں بڑھکر حضرت بلال سے لپٹ گئے، اے نانا جان کے پیارے مؤذن! کیا دَورِ نبوی کی اذان اب ہم کبھی نہ سنیں گے؟ نماز کا وقت ہو چلا ہے آیئے آج آپ اذان کہیے، بلال کُشتہ جگر آزمائش میں مبتلا ہو گئے۔

جنتی جوانوں کے سردار کا حکم ٹالا بھی تو نہیں جا سکتا۔ وقت اذان بلال کو رسول کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جمال جہاں آرا سامنے چاہیئے، اذان خانہ پر حضرت بلال کھڑے کر دیئے گئے اور مدینہ طیبہ کی فضاء میں مؤذنِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اذان کا پہلا کلمہ گونجا، قلوب کانپ اٹھے، دلوں میں برچھیاں چبھ گئیں، اذان بلال کے ساتھ ہی عہد رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تصور زندہ ہو گیا، اللہ اکبر کی آواز محرابِ نبی میں بلند کر کے ایمان و عرفان کی فصل بہار لانے والے رسول کا زمانہ یاد آ گیا۔ جس نے جہاں سے اذانِ بلالی سنی وہیں سے دوڑ پڑا، زمانۂ رسول لوٹ آیا، دَورِ نبوی عود کر آیا، بلال کی اذان نے دلوں میں دبی ہوئی عشق رسول کی چنگاریوں کو کرید ڈالا، محبت کی آتش پاکیزہ بھڑک اٹھی، بازار مدینہ میں غوغا مچ گیا، کھیتوں کے کام رک گئے اور پردہ نشینانِ مدینہ بے خود ہو کر محبوب رب العالمین کے عشق میں گھروں سے نکل پڑیں۔

حضرت بلال نے اذان میں ''اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کہا اور آواز بھرّا گئی کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں جب وہ ''اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' پر پہنچتے تو اپنی شہادت کی انگلی سے حضور کی جانب اشارہ کیا کرتے تھے۔ آج جب عاشق رسول نے ''اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' کہا اور آنکھیں کھولیں تو حضور کو نہ پایا تو دل بیٹھ گیا، آواز رک گئی اور بلال اذان پوری نہ کر سکے، غش کھا کر گر گئے۔ حضرت بلال کا یہ سفر کس مقصد کیلئے تھا محض زیارت رسول کیلئے۔ سبحان اللہ!

ایک اعرابی دربار رسول میں

اہل اسلام کا چودہ سو سال سے یہی عقیدہ ہے کہ سرکار ہی ہر درد کی دوا، ہر مرض کا علاج، ہر غم کا مداوا ہیں، دین و دنیا کی سب حاجتیں اسی مقدس در پر پوری ہوتی ہیں۔سلف اور خلف ہر ایک کا یہی ایمان و عقیدہ ہے۔دَورِ قدیم میں اہل ایمان اپنی حاجتیں لے کر کس طرح دربار عالی میں حاضر ہوتے تھے۔اس کے ثبوت میں یہ واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔

محمد بن عبداللہ العتبیٰ بیان فرماتے ہیں کہ مجھے مدینہ طیبہ کی حاضری نصیب ہوئی مواجہہ مقدسہ میں حاضر تھا۔حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سلام عرض کرنے کے بعد ایک جانب گوشہ میں بیٹھا ہوا تھا، اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بدوِی (دیہاتی) اونٹ پر سوار ہو کر آیا اور سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روبرو اس طرح گویا ہوا: یَا خَیْرَ الرُّسُلِ! آپ پر اللہ تعالیٰ نے اپنا کلام نازل فرمایا ہے جس میں ہے: وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَھُمْ جَاءُ وْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا "یعنی اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی مانگیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائیں تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا اور مہربان پائیں گے۔(سورۂ نساء آیت ۶۴)

اور کہا کہ اے اللہ کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہتا ہوں اور اس میں آپ کی شفاعت چاہتا ہوں اتنا کہتے کہتے اس کی ہچکیاں بندھ گئیں، وہ رونے لگا، اسی عالم میں یہ اشعار پڑھا۔

یَاخَیْرَ مَنْ دُفِنَتْ بِالْقَاعِ اَعْظُمُہٗ ۔۔۔ فَطَابَ مِنْ طِیْبِھِنَّ الْقَاعُ وَالْاَ کَمْ

نَفْسِیْ الفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاکِنُہٗ ۔۔۔ فِیْہِ العِفَافُ وَفِیْہِ الجُوْدُ وَ الکَرَمْ

اَنْتَ الشَّفِیْعُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُہٗ ۔۔۔ عَلَی الصِّرَاطِ اِذَا مَا زَالَتِ القَدَمْ

وَصَاحِبَاکَ لاَ اَنْسَاھُمَا اَبَداً ۔۔۔ مِنِّیْ السَّلَامُ عَلَیْکُمْ مَا جَرَی القَلَمْ

یعنی: اے بہترین ذات! ان سب میں جن کی ہڈیاں ہموار زمین میں دفن کی گئیں اور ان کی

وجہ سے عمدگی اور نفاست زمین اور ٹیلوں میں پھیل گئی۔ میری جان قربان! اس مبارک قبر پر جس میں آپ راحت گزیں ہیں، اس میں عفت ہے، جود وسخا اور انعامات و اکرامات ہیں۔ آپ ایسے شفیع ہیں جن کی شفاعت کے ہم امیدوار ہیں۔ جس وقت پل صراط پر لوگوں کے قدم پھسل رہے ہونگے اور آپ کے دو ساتھیوں کو تو میں کبھی نہیں بھول سکتا میری طرف سے آپ سب پر سلام ہوتا رہے جب تک دنیا میں لکھنے کیلئے قلم چلتا رہے۔

اس کے بعد اس بدوی نے استغفار کیا اور وہاں سے رخصت ہوگیا۔ (راوی کہتے ہیں) کہ اسی دوران وہاں بیٹھے بیٹھے میری آنکھ لگ گئی، میں خواب میں حضور کی زیارت سے مشرف ہوا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ اس بدوی سے کہہ دو کہ میری شفاعت سے رب تعالیٰ نے اس کی مغفرت فرمادی۔ (شفاء السقام فی زیارت خیر الانام ص ۱۶)

علامہ نعیم الدین مرادابادی علیہ الرحمہ خزائن العرفان میں آیت ''وَ لَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا'' الخ۔۔۔۔ کی تفسیر میں اس واقعہ کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔ اس سے چند مسائل معلوم ہوئے۔

مسئلہ: اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض حاجت کے لئے اس کے مقبولوں کا وسیلہ بنانا ذریعۂ کامیابی ہے۔

☆ قبر پر حاجت کے لئے جانا بھی ''جَـاءُ وْکَ'' میں داخل ہے اور خیر القرون کا معمول ہے۔

☆ مقبولانِ حق مدد فرماتے ہیں اور ان کی دعا سے حاجت روائی ہوتی ہے۔

☆ بعد وفات مقبولانِ حق کو ''یا'' کے ساتھ ندا کرنا جائز ہے۔ (خزائن العرفان)

معمولات مدینہ منورہ

مدینہ منورہ بے حد برکتوں والا شہر ہے اس کی برکت وفضیلت احاطۂ تحریر سے باہر ہے۔ اس مقدس شہر میں ہمیشہ باادب رہنا چاہئے اس لئے کہ یہ اللہ عزوجل کا پسندیدہ شہر ہے اسی لئے تو اعلیحضرت امام عشق ومحبت امام احمد رضا خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

مکہ اور مدینہ میں ہمیشہ باوضو رہیں کہ وضو بھی اعمال جنت میں سے ایک عمل اور جنت کی سڑکوں میں سے ایک شاہراہ ہے۔ وضو کے فضائل اور اجر وثواب کے بارے میں چند ایمان افروز احادیث ملاحظہ کریں اور وضو پر مداومت برتنے کی کوشش کریں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسے کاموں کا راستہ نہ بتاؤں جس سے اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کو بھی مٹا دے اور تمہارے درجات کو بھی بلند فرما دے صحابۂ کرام نے عرض کیا: کیوں نہیں ایسے عمل کی تو بہت ضرورت ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ تکلیفوں کے باوجود ’’کامل وضو‘‘ کرنا اور مسجدوں کی طرف بکثرت قدم رکھنا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا یہ چیزیں جہاد کے حکم میں ہیں۔ (مشکوٰۃ ج ا ص ۳۸)

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بہترین طریقہ سے وضو کرے تو اس کے بدن سے اس کے تمام گناہ نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ اس کے ناخنوں کے نیچے کے گناہ بھی نکل جاتے ہیں۔

(مشکوٰۃ ج ۱، ص ۳۸)

اور حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو مسلمان اچھی طرح وضو کرے پھر کھڑے ہو کر دو رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ اپنے دل اور چہرے کے ساتھ ان دونوں رکعتوں پر توجہ رکھے۔ تو اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ (مشکوٰۃ ج ۱، ص ۳۹)

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے جو کوئی خوب کامل وضو کرے پھر ان کلمات کو

پڑھ لے ''اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ'' تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں کہ وہ جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے۔ (مشکوٰۃ ج ا ص ۳۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت قیامت کے دن اس حالت میں بلائی جائے گی کہ ان کی پیشانی روشن اور ہاتھ، پاؤں وضو کے اثرات سے چمکتے ہوں گے تو جو اپنی روشنی بڑھا سکتا ہو اس کو چاہیئے کہ وہ اپنی روشنی کو بڑھائے۔ (مشکوٰۃ ج ۱، ص ۳۹)

مدینہ منورہ میں حاضری

جب مدینہ منورہ میں قدم رکھیں تو صلوۃ وسلام عرض کرتے ہوئے رکھیں اور روضۂ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر حاضری کے لئے بے چین ہو جائیں اس لئے کہ محبوب سے ملنے کی ہر عاشق کو آرزو ہوتی ہے لہٰذا جلد از جلد ضروریات سے فارغ ہو کر دربار رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حاضری کے لئے تیار ہو جائیں۔ نئے لباس، عطر، سرمہ، خوشبو، کنگھی، عمامہ شریف وغیرہ سے سنور کر آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور حاضری کے لئے تیار ہو جائیں۔

حاضری کا طریقہ

باب جبرئیل (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے پاس اس انداز سے رکیں کہ گویا اجازت طلب کر رہے ہوں، تھوڑی دیر انتظار کے بعد مسجد نبوی شریف میں ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْکَ وَسَلَّمَ. بِسْمِ اللّٰہِ دَخَلْتُ وَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَ نَوَیْتُ سُنَّۃَ الْاِعْتِکَاف'' پڑھتے ہوئے سیدھا پیر رکھیں مسجد نبوی شریف میں داخل ہوتے ہی تھوڑی دیر کے لئے

بائیں جانب تھوڑا سا چلیں اور کھڑے رہ جائیں۔ صلوٰۃ و سلام مختصر پڑھ کر پھر دائیں جانب کو آئیں اور سیدھا چلنا شروع کر دیں، اب آہستہ آہستہ سنہری جالیوں کی جانب قدم بڑھاتے جائیں رِیَاضُ الجَنَّة سے گزرتے ہوئے سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منبر شریف کے قریب ہو کر روضۂ پاک کی جالیوں کی جانب بڑھتے چلیں یہ دیکھو سنہری جالیاں نظر آ گئیں، سراپا باادب بن کر صلوٰۃ و سلام عرض کریں۔

اَلصَّلٰوۃ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ

اَلصَّلٰو ۃُ وَ السَّلَامَ عَلَیْکَ یَا نُوْرَ اللّٰہِ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَیْرَ خَلْقِ اللّٰہِ

وَعَلٰی آلِکَ وَ ذَ وِیکَ فِیْ کُلِّ آنٍ وَّلَحْظَۃٍ عَدَدَ کُلِّ ذَ رَّۃٍ اَلْفَ اَلْفَ مَرّاتٍ

اس کے بعد جن لوگوں نے سلام پیش کیا ہے سب کا سلام پیش کریں۔

اس کے بعد خوب دعا کریں اپنے لئے، گھر والوں کے لئے، دوست احباب کے لئے، رشتہ دار کے لئے اور سارے مومنین کے لئے اور اگر ممکن ہو تو میرے لئے بھی مغفرت کی دعا کریں اور سنی دعوت اسلامی کے لئے ضرور ضرور دعا کریں۔

پھر سیدنا امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مواجہ اقدس کی جانب بڑھیں اور ان کی بارگاہ میں بھی سلام کا نذرانہ پیش کریں۔ اس کے بعد پھر تھوڑا سا ہٹیں اور سیدنا امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں نذرانۂ سلام پیش کریں۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مُتَمِّمَ الْاَرْبَعِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا عِزَّالْاِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ کی حاضری کے تعلق سے آیت اور احادیث آپ ملاحظہ کر چکے۔ دعا کریں کہ اللہ عز وجل ہم سب کو ادب کے ساتھ مدینہ منورہ کی حاضری کی خیرات عطا کرے اور جب تک مدینہ منورہ میں رکھے ادب کے ساتھ رکھے۔

آمین بجاہ النبی الکریم علیہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم.

حکایات

☆ ایک بزرگ غلاف کعبہ پکڑے بارگاہ الٰہی میں عرض گزار ہیں الٰہی! اس گھر کی زیارت کو حج کہتے ہیں اور کلمۂ حج میں دو حرف ہیں ''ح'' اور ''ج'' اس ''ح'' سے تیرا حلم اور ''ج'' سے میرے جرم مراد ہیں تو تو اپنے حلم سے میرے جرم معاف فرما۔ آواز آئی کہ اے میرے بندے تو نے کیسی عمدہ مناجات کی پھر سے کہو، موصوف دوبارہ نئے انداز سے یوں گویا ہوئے۔ اے میرے غفار! تیری مغفرت کا دریا گنہگاروں کی مغفرت و بخشش کے لئے رواں دواں ہے اور تیری رحمت کا خزانہ ہر سوالی کے لئے کھلا ہے الٰہی! اس گھر کی زیارت کو حج کہتے ہیں اور حج میں دو حرف ہیں ''ح'' اور ''ج'' ''ح'' سے میری حاجت اور ج سے تیرا ''جُود'' مراد ہے تو تو اپنے جود و کرم سے اس مسکین کی حاجت پوری فرما۔ آواز آئی کہ اے جوان مرد! تو نے کیا خوب حمد کی پھر کہہ۔ اس نے کہا اے خالقِ کائنات! تیری وہ ذات پاک ہے کہ جس نے عافیت کا پردہ مسلمانوں کو مرحمت فرمایا، اس گھر کی زیارت کو حج کہتے ہیں اور حج میں دو حرف ہیں۔ ح اور ج۔ الٰہی اگر ''ح'' سے میری ایمانی حلاوت اور ''ج'' سے تیری جہاں داری کی جلالت مراد ہے تو تو اپنی جہاں داری کی جلالت کی برکت سے اس ضعیف کے ایمان کی حلاوت کو شیطان کی گھات سے محفوظ رکھ۔ آواز آئی اے میرے مخلص اور عاشق صادق

بندے! میرے حلم، میرے جود، میری جہاں داری کی جلالت سے جو کچھ تو نے طلب کیا میں نے تجھے عطا فرمایا میرا تو کام یہی ہے کہ ہر مانگنے والے کا دامنِ مراد کو بھر دوں مگر کوئی مانگنے تو سہی۔

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں   راہ دکھلائیں کسے رہ روِ منزل ہی نہیں

☆ حضرت شیخ یحییٰ قُدِّس سرہٗ جب حج سے فارغ ہوئے تو واپسی میں خانۂ کعبہ کے دروازہ پر آ کر یوں التجا کی: الٰہی! شاہان دنیا کا دستور ہے کہ وہ اپنے خدام کو بروقت رخصت خدمتگاری کے صلہ میں بیش قیمت تحائف اور گونا گوں انعام و اکرام سے عزت افزائی کرتے ہیں اور جب وہ خدام اپنے خویش و اقربا، احباء و رفقاء سے ملتے ہیں تو ان سے تحائف کے خواہشمند ہوتے ہیں اور وہ خدام بادشاہ سے حاصل شدہ انعام و تحائف میں سے اپنے احباب و اقارب کو دے کر مسرت و شادمانی کی دولت سے مالا مال کرتے ہیں۔

خداوند! میں تیرا بندہ اور تو بادشاہوں کا بھی حاکم و مالک ہے۔ الٰہی! میں چند روز تیرے اس حرمت والے گھر کی خدمت سے مشرف ہوا ہوں۔ اب میری واپسی قریب ہے کچھ تحائف تیرے آستانۂ فیض رساں سے لے جانے کا طالب ہوں تا کہ وہ رحمت و مغفرت کے تحفے جب میں صحیح وسالم لے کر اپنے وطن پہنچوں تو اپنے خویش و اقارب کے مطالبہ پر پیش کرسکوں اور کہوں:

عزیزو! میں دربار الٰہی سے تمہارے لئے رحمت و مغفرت کے دو تحفے لایا ہوں۔

اے میرے مولیٰ! مجھے یہ تحفے عطا فرما تا کہ مجھے ان کے سامنے شرمسار نہ ہونا پڑے۔

آواز آئی۔ اے یحیی! جو تحفے تو نے طلب کئے ہیں میں نے عطا فرمادئے ان کو میری رحمت و مغفرت کی بشارت سنا۔ بے شک میں کریم ہوں، جب گدا، اور بے نوا کریم کے دروازے پر جاتا ہے تو کریم اس کی مراد پوری کرتا ہے اس کی حاجت بَر لاتا ہے اور اس

محتاج کی ضروریات پوری کرتا ہے۔
جامیں نے اپنے جُودوکرم کے بے پایاں دریا سے تجھے ایمان داروں کے لئے شفاعت ومغفرت کے تحفے عطا کر دئے۔

☆ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک درویش کو دیکھا (جنہوں نے اپنے منہ پر کپڑا اڈالا ہوا تھا) تشریف لائے اور چشمۂ زمزم میں داخل ہو کر اپنے برتن میں زم زم ڈال کر پینے لگے، میں نے ان سے ان کا جُوٹھا طلب کیا اور لے کر پینے لگا تو وہ شہد کی طرح میٹھا اور ایسا لذیذ تھا کہ ایسا میں نے پہلے کبھی نہیں پیا تھا۔ پینے کے بعد میں نے دیکھا تو وہ بزرگ جا چکے تھے۔ دوسرے دن زم زم کے پاس انتظار میں پھر بیٹھ گیا، تو وہ بزرگ چہرہ پر کپڑا لٹکائے ہوئے پھر تشریف لائے اور زم زم کے کنوئیں سے ڈول نکال کر پیا تو میں نے پھر ان سے ان کا بچا ہوا لے کر پیا تو وہ ایسا میٹھا دودھ تھا جیسے شکر ملا کر بنایا گیا ہو۔اس سے پہلے میں نے ایسا کبھی نہیں پیا۔ (روض ص ۵۱۳)

☆ حضرت شیخ ابو یعقوب البَصْری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حرم مکہ میں دس روز تک بھوکا رہا۔جس سے مجھے بہت زیادہ ضعف ہو گیا تو مجھے میرے دل نے سخت مجبور کیا کہ باہر نکلوں، شاید کوئی چیز مل جائے جس سے میری بھوک میں کچھ کمی ہو، میں باہر نکلا تو ایک گلا، سڑا، شلغم پڑا ہوا پایا۔ میں نے اس کو اٹھا لیا لیکن میرے دل میں اس سے وحشت سی ہوئی گویا کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ دس دن کی بھوک کے بعد بھی تجھے نصیب ہوا تو سڑا ہوا شلغم۔ میں نے اس کو پھینک دیا اور واپس مسجد حرام میں آکر بیٹھ گیا۔تھوڑی دیر کے بعد ایک آدمی آیا اور میرے آگے آکر بیٹھ گیا اور ایک جزدان میرے سامنے رکھ کر کہا کہ اس میں ایک تھیلی ہے جس میں پانچ سو دینار ہیں یہ آپ کی نذر ہے۔ میں نے اس سے کہا اس کے لئے آپ نے مجھے کیسے مخصوص کیا۔اس نے کہا

ہم لوگ دس روز سے سمندر میں تھے کہ ہماری کشتی ڈوبنے کے قریب ہوگئی تو ہم میں سے ہر ایک نے نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس مصیبت سے نجات عطا فرما کر صحیح و سلامت پہنچا دے تو ہم اپنی یہ نذریں پوری کر دیں گے اور میں نے یہ نذر مانی تھی کہ یہ اشرفیوں کی تھیلی حرم پاک کے مجاوروں میں سے اس کو دوں گا جس پر سب سے پہلے میری نظر پڑے گی تو سب سے پہلے میں آپ سے ہی ملا ہوں لہٰذا یہ آپ کی نذر ہے میں نے کہا اس کو کھولو تو اس نے اس کو کھولا تو اس میں سفید آٹے کے میٹھے کیک، چھلے ہوئے بادام اور شکر پارے تھے۔ تو میں نے ہر ایک میں سے ایک ایک مٹھی بھر لیا اور کہا یہ باقی میری طرف سے اپنے بچوں کے لئے ہدیہ لے جاؤ، میں نے تمہاری نذر کو قبول کیا پھر میں نے اپنے دل میں کہا کہ تیرا رزق دس روز سے تیرے پاس کھنچا ہوا چلا آ رہا تھا اور تو اس (رزق) کو باہر وادی میں طلب کرتا پھرتا ہے۔

☆☆☆

ذکر الٰہی کی برکتیں

اللہ ربُّ العزت جل مجدہ الکریم قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِیْرًاۙ وَّ سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِیْلًا اے ایمان والو! اللہ کو بہت یاد کرو اور صبح وشام اس کی پا کی بولو۔ (کنزالایمان سورۂ احزاب، آیت ۴۲)

لفظ ذکر کی وسعت

ذکر کے معنی ہیں ''یاد کرنا، یاد رکھنا، چرچا کرنا وغیرہ۔ نہایت چھوٹا سا لفظ ہے لیکن کوزے میں سمندر کے مثل اپنے اندر تمام عبادات ومعاملات کو سموئے ہوئے ہے جس کو ہم یوں بیان کر سکتے ہیں کہ ہر وہ عمل جو اللہ عزوجل اور اس کے پیارے حبیب علیہ التحیۃ والثنا کے حکم کی تعمیل میں ان کی رضا وخوشنودی کے لئے کیا جائے ذکر ہے۔ چاہے اس کا تعلق عبادات سے ہو جیسے نماز، روزہ حج وزکوٰۃ وغیرہ یا وہ معاملات سے متعلق ہو جیسے والدین کی خدمت، ان کی اطاعت وفرمانبرداری، پڑوسیوں، رشتہ داروں، یتیموں اور محتاجوں سے حسنِ سلوک اور حصولِ معاش کے لئے حلال وحرام کا امتیاز کرتے ہوئے محنت ومشقت کرنا وغیرہ وغیرہ یہ سب ذکر ہیں۔

قرآن پاک میں خدائے وحدہ لاشریک نے متعدد مقامات پر اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ذکر کرنے کا حکم دیا، جن میں سے چند آیات ملاحظہ کیجئے۔

ارشادِ ربّانی ہے: وَاذْکُرْ رَّبَّکَ فِیْ نَفْسِکَ تَضَرُّعًا وَّ خِیْفَۃً وَّ دُوْنَ الْجَھْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ وَلَا تَکُنْ مِّنَ الْغٰفِلِیْنَ o اور یاد کرو اپنے رب کو اپنے دل میں عاجزی کرتے ہوئے اور ڈرتے ڈرتے اور غافلوں میں نہ ہونا۔ (اعراف، آیت: ۲۰۵)

اور سورۂ مزّمّل میں ارشاد فرماتا ہے "وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ وَ تَبَتَّلْ اِلَیْہِ تَبْتِیْلًا" اور اپنے رب کا نام یاد کرو اور سب سے ٹوٹ کر اسی کے رہو۔ اور سورۂ دہر میں ارشاد باری ہے: وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ بُکْرَۃً وَّ اَصِیْلًا" اور رب کا نام صبح وشام یاد کرو۔

چنانچہ محبوبِ مُکرّم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مولیٰ عزوجل کے حکم کی تعمیل میں اس کا ایسا ذکر کیا کہ ساری کائنات جھوم اُٹھی، زمین کے چپہ چپہ پر" اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ" کی صدائیں گونجنے لگیں وَاللّٰہِ العَظِیْم! ان کی ہر ادا ذکر الٰہی تھی، ان کی جلوت میں اللہ کے ذکر کی گونج ہوتی، ان کی خلوت میں اللہ کے ذکر کی رفاقت ہوتی، ان کی زبانِ مبارک ذاکر تھی، ان کا قلبِ منوّر ذکر سے لبریز تھا، ان کا رونگٹا رونگٹا ان کے رب کا ذکر کرتا تھا، وہ کسی لمحہ اپنے رب کے ذکر سے غافل نہ ہوئے حتیٰ کہ سوتے تب بھی قلب سلیم ذکر میں مصروف رہتا، اسی کیفیت کو اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بتایا "اِنَّ عَیْنَیَّ تَنَامَانِ وَ لَا یَنَامُ قَلْبِیْ" یعنی آنکھیں تو سوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے "فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ وَ اشْکُرُوْلِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنِ" پس تم مجھے یاد کرو میں تمھیں یاد کیا کروں گا اور شکر ادا کیا کرو میرا اور میری ناشکری نہ کیا کرو۔ (سورۂ بقرہ پ۲، آیت ۱۵۲)

ذاکرین کے لئے کتنا بڑا اِعزاز ہے کہ اللہ احکم الحاکمین ان کا ذکر فرماتا ہے۔

بایں صورت کہ جو بندے ہر حال اور ہر لمحہ اپنے رب کریم کو یاد کرتے ہیں وہ اپنے فضل و کرم سے ان کے ہر حال کو درست رکھتا ہے اور ہر لمحہ اپنے انعامات سے نوازتا رہتا ہے نیز اس طرح کہ ہم تو صرف زمین پر اس کا ذکر کرتے ہیں اور وہ مالکِ عرش و کرسی اپنی نورانی مخلوق ملائکہ میں ہمارا ذکر فرماتا ہے اور انہیں گواہ بنا کر ہماری بخشش و مغفرت کا اعلان فرماتا ہے۔

مشہور صحابیِ رسول حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک طویل حدیث بخاری شریف میں ہے۔ جس کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے یقیناً آپ اس کو پڑھ کر جھوم اٹھیں گے غور کیجئے، اللہ کے فضل و کرم پر ناز کیجئے اور ذاکرین میں سے ہو جایئے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ کے کچھ فرشتے راستوں میں ذکر کرنے والوں کی تلاش میں گھومتے رہتے ہیں جب وہ ذاکرین کی کسی جماعت کو پاتے ہیں تو ایک دوسرے کو پکارتے ہیں کہ آؤ اپنے مقصد کی طرف (یعنی مل گئے جنہیں ہم تلاش کر رہے تھے) پھر وہ فرشتے ذاکرین کو اپنے پروں میں ڈھانپ لیتے ہیں (محبت و الفت کے طور پر) پھر وہ اپنے رب کے دربار میں حاضر ہوتے ہیں تو اللہ ان سے پوچھتا ہے حالانکہ اللہ اپنے بندوں کا حال جانتا ہے (لیکن فرشتوں سے اپنے ذاکر بندوں کی تعریف سننا پسند فرماتا ہے) اے فرشتو! تم نے میرے بندوں کو کس حال میں پایا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں ''یُسَبِّحُوْنَکَ، وَیُکَبِّرُوْنَکَ وَیَحْمَدُوْنَکَ وَیُمَجِّدُوْنَکَ'' رب! تیرے بندے تیری تسبیح بیان کر رہے تھے، تیری بڑائی بیان کر رہے تھے، تیری تعریفیں بیان کر رہے تھے، تیری بزرگی بیان کر رہے تھے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: هَلْ رَاَوْنِی؟ کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: مَارَأوْکَ. نہیں مولا انہوں نے تجھے نہیں دیکھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کَیْفَ لَوْرَأَوْنِیْ؟ اگر وہ مجھے دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال

ہوتا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں اگر وہ تجھے دیکھ لیتے تو وہ اور زیادہ تیری عبادت کرتے اور زیادہ بزرگی بیان کرتے اور زیادہ تسبیح بیان کرتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”فَمَا یَسْئَلُوْنَ“ وہ مجھ سے کیا مانگ رہے تھے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: مولیٰ وہ تجھ سے جنت مانگ رہے تھے، اللہ عزوجل فرماتا ہے: کیا انہوں نے جنت دیکھی ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں نہیں بقسم رب! انہوں نے جنت نہیں دیکھی۔ اللہ تبارک تعالیٰ فرماتا ہے اگر وہ جنت دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا؟ فرشتے کہتے ہیں اگر وہ جنت دیکھ لیتے تو وہ اس کی بہت حرص کرتے، اس کے بہت طلب گار ہو جاتے اور اس کی طرف ان کی رغبت اور زیادہ ہو جاتی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وہ کس چیز سے پناہ مانگ رہے تھے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں ”مِنَ النَّارِ“ جہنم کی آگ سے۔ اللہ فرماتا ہے: کیا انہوں نے جہنم کو دیکھا ہے؟ فرشتے عرض گزار ہوتے ہیں۔ نہیں بقسم اے رب! انہوں نے اسے نہیں دیکھا۔ اللہ جل شانہ فرماتا ہے اگر وہ اسے دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا؟ فرشتے کہتے ہیں ”اگر وہ اسے دیکھ لیتے تو وہ اس سے مزید بھاگتے اور زیادہ ڈرتے“۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”فَاُشْهِدُكُمْ اَنِّیْ غَفَرْتُ لَهُمْ“ (اے فرشتو!) میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان سب کو بخش دیا۔ فرشتے کہتے ہیں اے اللہ! ان میں ایک شخص تھا جو ذکر نہیں کر رہا تھا بلکہ اپنی کسی ضرورت کے لئے ان کے پاس آیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”لَا یَشْقٰی جَلِیْسُهُمْ“ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم نہیں رہتا۔ (بخاری شریف جلد دوم ص ۹۴۸)

جنت کی طرف لے جانے والا عمل

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”اَوَّلُ مَنْ یُدْعٰی اِلَی الْجَنَّةِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ الَّذِیْنَ یَحْمَدُوْنَ اللّٰهَ فِی الْبَأْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ“ جنہیں قیامت کے

دن سب سے پہلے جنت کی طرف بلایا جائے گا وہ ہوں گے جو خوشی وغم میں اللہ عزوجل کی حمد کرتے ہیں۔ (مشکوٰۃ ص ۲۰۱)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! انسان اکثر خوشی کے موقع پر اللہ عزوجل کو بھول جاتا ہے جبکہ ہونا تو یہ چاہئے کہ خوشی کے وقت اللہ عزوجل کا ذکر زیادہ کرے اور اپنے معبودِ حقیقی کا شکر بجالائے۔ اسی لئے اولیائے کرام علیہم الرضوان اللہ عزوجل کا ذکر خوشی وغم میں زیادہ کرتے تا کہ اللہ عزوجل راضی ہو جائے، انسان خوشی اور غم میں اللہ عزوجل کا ذکر کرے تو اللہ عزوجل اس بندے سے غم دور اور خوشیوں میں اضافہ کرتا ہے اس لئے کہ خوشی اور غم دونوں اللہ عزوجل کی طرف سے ہیں جب بندہ یہ مان لیتا ہے اور طے کر لیتا ہے کہ اللہ عزوجل جس چیز سے راضی، میں بھی اس چیز سے راضی تو بندہ جب کمزور ہو کر اس کی رضا پر راضی رہتا ہے تو اللہ عزوجل ایسے بندے پر کرم کی نظر فرما کر جنت کا مژدۂ جانفزا سنا دیتا ہے۔

اللہ عزوجل سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل ہم سب کو ہر حال میں ذکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

سو حج کا ثواب

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے راوی ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو صبح کو سو بار ''سُبْحَانَ اللّٰہِ'' پڑھے اور شام کو سو بار تو اس کی طرح ہوگا جو سو حج کرے اور جو صبح کو سو بار ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ'' پڑھے اور سو بار شام کو تو اس جیسا ہوگا جو اللہ عزوجل کی راہ میں سو گھوڑے خیرات کرے اور جو صبح کو سو بار ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ'' پڑھے اور سو بار شام کو تو اس کی طرح ہوگا جو اولاد حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے سو غلام آزاد کرے اور جو سو بار صبح کو ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ'' پڑھے اور سو بار شام کو تو کوئی اس سے زیادہ نیکیاں اس دن نہ

کر سکے گا سوائے اس کے جو اتنی ہی بار یہ کلمات کہہ لے یا اس سے زیادہ۔ (مشکوٰۃ ص ۲۰۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! سو بار صبح اور سو بار شام "سُبْحَانَ اللّٰہِ" پڑھنے پر جو سو حج کا مژدۂ جانفزا سنایا گیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جو بندۂ مومن صبح "سُبْحَانَ اللّٰہِ" اور شام میں سو بار "سُبْحَانَ اللّٰہِ" پڑھے تو اسے سو نفلی حج کا ثواب ملے گا۔ خیال رہے کہ حج کا ثواب ملنا اور ہے حج کی ادائیگی اور ہے۔ یہاں ثواب کا ذکر ہے نہ کہ ادائے حج کا اسلئے کوئی یہ نہ سمجھے کہ سو بار "سُبْحَانَ اللّٰہِ" صبح اور شام کو پڑھ لیا جائے تو سو حج ہو جائیں گے۔ لہٰذا ہزاروں روپے خرچ کرنے اور تکلیف اٹھا کر جانے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ نہیں ایسا نہیں بلکہ حج تو ادا کرنے سے ہی ہوگا۔ جس طرح طبیب کہتا ہے کہ ایک گرم کئے ہوئے منقہ میں ایک روٹی کی طاقت ہے مگر پیٹ روٹی ہی سے بھرتا ہے، کوئی شخص دو وقت میں تین تین مُنَقّے کھا کر زندگی نہیں گزار سکتا۔ یقیناً مذکورہ تسبیحات میں ثواب بے پناہ ہے۔ اس قسم کے ثواب کا ذکر قرآن مقدس میں بھی کیا گیا ہے۔ "مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ کُلِّ سُنْبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ" یعنی جو لوگ راہ خدا میں اپنے مال خرچ کرتے ان کے خرچ کی مثال اس دانہ کی طرح ہے جس سے سات بالیاں پیدا ہوں ہر بالی سے سو دانے اور اللہ جسے چاہے اس سے بھی زیادہ عطا فرمائے۔

اللہ عزوجل کی بارگاہ میں کس چیز کی کمی ہے؟ وہ کریم ہے، رحیم ہے، وہ جواد ہے، وہ غفار ہے، اس لئے اس کے کرم پر بھروسہ کرنا چاہئے اور یقین رکھنا چاہئے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! صبح شام سو بار الحمد للہ پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ جہاد کیلئے سو گھوڑے خیرات کرنے کے برابر ثواب عطا فرمائے گا اس سے مراد یہ ہے کہ جہاد وغیرہ کا مقصد اِعلائے کلمۃ الحق اور اللہ کے ذکر کی اشاعت ہو، مومن ملک گیری کے لئے نہیں لڑتا بلکہ ذکر کی رکاوٹیں دور کرنے کے لئے

لڑتا ہے اور حمد الٰہی یقیناً سو جہادوں سے افضل ہے۔اور یہ فرمایا گیا کہ صبح وشام سو سو بار لاالـہ الااللہ پڑھے تو اولاد حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے سو غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ہے۔اولاد حضرت اسمٰعیل علیہ السلام فرمانے کی وجہ یہ ہے کہ اولاد حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے مراد اہل عرب ہیں کہ وہ سب ان کی اولاد ہیں چونکہ عرب حضور رحمت عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قرب رکھتے ہیں اسلئے ان پر احسان کرنا افضل ہے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! تھوڑی سی قربانی سے اگر اتنا عظیم اجر ملتا ہو تو سستی نہیں کرنا چاہئے اللہ عزوجل ہم سب کو اپنے اوقات ذکر الٰہی میں گزارنے کی توفیق نصیب فرمائے۔آمین۔

زبان کا صحیح استعمال کرو

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:ابن آدم کا ہر کلام اس کے لئے وبال ہے اس کو اس کا کوئی نفع نہیں ملتا سوائے نیکی کا حکم کرنے اور برائی سے روکنے اور ذکر الٰہی کے۔ (ابن ماجہ)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! زبان کو بند رکھنا یہ نہایت ہی مشکل امر ہے لہٰذا زبان سے کوئی ایسا جملہ نہ نکالیں جس کا دنیا وآخرت میں کوئی فائدہ نہ ہو اور ہر وہ کلام جس میں بھلائی نہ ہو وہ وبال ہے اور بہترین کلام زبان سے ادا ہونے والے کون سے ہیں؟ تو فرمایا کہ نیکی کا حکم کرنا، برائی سے روکنا اور اللہ عزوجل کا ذکر کرنا تو میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! نیکی کا حکم دیتے رہو اور برائیوں سے روکتے رہو ساتھ ہی ساتھ اللہ عزوجل کا ذکر کرتے رہو۔

محفل میں فرشتوں کی حاضری

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی جماعت ذکر الٰہی کے لئے بیٹھتی ہے

تو فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں، رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے، سکون و اطمینان کی دولت ان کے لئے نازل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کا تذکرہ ان فرشتوں میں فرماتا ہے جو اس سے قریب ہوتے ہیں۔ (مسلم شریف جلد دوم، ص ۳۴۵)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! دنیا میں انسان دوست واحباب سے مل کر بیٹھنا اور کچھ نہ کچھ گفتگو کرنا پسند کرتا ہے۔ کوئی دنیوی گفتگو کرتا ہے کوئی لہو ولعب کی باتیں کرتا ہے غرض کہ ہر شخص اپنے ساتھیوں کے ذوق کے مطابق گفتگو کرتا ہے لیکن وہ خوش نصیب بندے جو مل کر صرف اس لئے بیٹھتے ہیں کہ اللہ عزوجل اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر کریں تو اللہ عزوجل کے معصوم فرشتے جو رحمت کے فرشتے ہیں انھیں گھیر لیتے ہیں، رحمت الٰہی ان کو ڈھانپ لیتی ہے سکون واطمینان کی دولت ان کیلئے نازل ہوتی ہے اور اللہ عزوجل ان کا تذکرہ فرشتوں کے درمیان فرماتا ہے۔ دعا کریں اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ شرف نصیب فرمائے۔

موتیوں کے منبر

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بعض قوموں کا حشر اس طرح فرمائے گا کہ ان کے چہروں پر نور چمکتا ہوگا، وہ موتیوں کے منبروں پر ہوں گے، لوگ ان پر رشک کرتے ہوں گے۔ وہ انبیا اور شہدا نہ ہوں گے۔ کسی نے عرض کیا: یارسول اللہ! ان کا حال بیان فرما دیجئے تا کہ ہم ان کو پہچان لیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ وہ لوگ ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی محبت میں مختلف جگہوں سے مختلف خاندانوں سے آکر ایک جگہ جمع ہو گئے ہوں اور اللہ عزوجل کے ذکر میں مشغول ہوں۔

(الترغیب والترہیب جلد اول، ص ۶۰۷)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ عزوجل کے

ذکر کے لئے سفر کرنا چاہئے اور اللہ عزوجل کے ذکر کی محفل میں حاضری دینی چاہئے یہ نہ دیکھیں کہ اپنی ذات برادری والے ہوں اپنے محلے وغیرہ میں ہو تبھی جائیں گے، نہیں، بلکہ اللہ عزوجل توفیق دے تو جہاں بھی اس کا اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر ہو وہاں جائیں۔ ہاں البتہ! سنی صحیح العقیدہ کی محفل میں ہی جائیں۔ انشاء اللہ اس کا اجر عظیم میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق یہ ملے گا کہ ایسے لوگوں کے چہروں پر نور چمکتا ہوگا وہ موتیوں کے منبروں پر ہوں گے اور لوگ ان پر رشک کریں گے۔ سبحان اللہ! اللہ عزوجل اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل ہمیں بھی ان خوش نصیبوں میں شامل فرمائے۔

عذاب سے نجات کا ذریعہ

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ابن آدم کا کوئی عمل ایسا نہیں جو اس کو عذاب الٰہی سے نجات دلا دے سوائے ذکر الٰہی کے۔ (ابن ماجہ: ۲۶۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ایمان کی پختگی کے ساتھ ہمیں اللہ عزوجل کا ذکر کرنا چاہئے اس لئے کہ اعمال کی قبولیت کا دارومدار ایمان پر ہے اور ایمان کے ساتھ اللہ عزوجل کا ذکر نجات کا ذریعہ ہے۔ مذکورہ حدیث شریف میں مطلق نجات کا ذریعہ اللہ عزوجل کا ذکر فرمایا گیا ہے یعنی دنیا وآخرت کی تکلیفوں سے اگر نجات چاہئے تو اللہ عزوجل کا ذکر کرنا چاہئے۔

محفل ذکر میں بیٹھنے کا حکم

حضرت عبدالرحمٰن بن سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دولت کدہ میں تھے کہ آیت ''وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَ الْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ'' نازل ہوئی۔ جس کا ترجمہ یہ ہے

''اپنے آپ کو ان لوگوں کے پاس بیٹھنے کا پابند کیجئے جو صبح وشام اپنے رب کو پکارتے ہیں''، رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس آیت کے نازل ہونے پر ان لوگوں کی تلاش میں نکلے۔ایک جماعت کو دیکھا کہ اللہ عزوجل کے ذکر میں مشغول ہے،بعض لوگ ان میں بکھرے بال والے اور خشک کھالوں والے اور صرف ایک کپڑے والے ہیں، جب رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا تو ان کے پاس بیٹھ گئے اور ارشاد فرمایا کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے میری امت میں ایسے لوگ پیدا فرمائے کہ خود مجھے ان کے پاس بیٹھنے کا حکم دیا۔ (طبرانی شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث شریف سے یہ بات سمجھ میں آئی کہ ہمیں اللہ عزوجل کے ذکر میں مصروف رہنے والوں کے پاس بیٹھنا چاہئے ان کی صحبت سے استفادہ کرنا چاہئے۔اور یقیناً دنیا وآخرت کا فائدہ ان کے پاس ہے جو صبح وشام اللہ عزوجل کا ذکر کرتے ہیں جبھی تو اللہ عزوجل نے بیٹھنے کا حکم فرمایا لیکن کم نصیبی یہ ہے کہ آج کا مسلمان فلمی تذکرے کرنے والوں کی محفل تلاش کرتا ہے اور یہی نہیں بلکہ اللہ عزوجل کے ذکر سے غافل رہنے والوں سے ملنے اور ان سے تعلقات رکھنے پر فخر محسوس کرتا ہے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ڈرو اپنے اللہ عزوجل سے، بچو ایسی محفلوں سے جہاں اللہ عزوجل اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر نہ ہوتا ہو۔کیا جواب دوگے اللہ عزوجل کو میدان حشر میں؟ جب وہ سوال فرمائے گا کہ تم نے اپنی زندگی کن کاموں میں گزاری۔سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ذاکرین (اللہ عزوجل کا ذکر کرنے والوں) کے پاس تشریف لے جاتے ہیں تو ان مقدس بندوں کی کیفیت یہ تھی کہ ان کے بال بکھرے ہوئے خشک کھالوں والے اور صرف ایک کپڑے والے تھے۔قربان جائیے ان کی عظمتوں پر کہ اللہ عزوجل کے ذکر میں وہ اتنے مصروف ہوتے کہ بال سنوارنے، نیز کھانے پینے لباس وغیرہ میں بقدر

ضرورت اوقات خرچ کرتے بقیہ اوقات وہ اپنے معبود برحق کے ذکر میں صَرف کرتے اسی لئے تو ایسے مقدس افراد کو دیکھ کر اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ عزوجل کا شکر ادا فرمایا۔

زبان کو ذکر الٰہی سے تر رکھو

حضرت عبداللہ بن بُسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! اسلام کے مجھ پر بہت سے احکام ہیں آپ مجھے ایسی بات بتادیں جس پر میں تکیہ کروں تب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری زبان اللہ تعالیٰ کی یاد میں ہمیشہ تر رہے۔ (ابن ماجہ: ۲٦۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نیکیوں کے متعلق فکر مند رہتے تھے، اسی لئے اسلامی احکام کی بجا آوری کے ساتھ وہ مزید اوقات نیک کاموں میں گزارنے کے خواہش مند رہتے تھے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سوالات سے ہم گنہگاروں کا فائدہ ہوگیا کہ ہمیں بھی زندگی کے لمحات گزارنے کا طریقہ نصیب ہوگیا۔

مذکورہ حدیث شریف میں میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ذکر الٰہی سے زبان تر رکھنے کا ہمیشہ کے لئے حکم فرمایا اس سے مراد یہ ہے کہ تم دل و زبان کو کبھی خالی مت رکھو جب دنیوی کاموں سے فراغت ملے تو اپنے اللہ عزوجل کے کاموں میں مشغول ہوجاؤ کہ یہ ذکر دونوں جہاں میں تمہارے لئے کامیابی کا سبب بن جائے گا۔

دل سخت ہونے کا سبب

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی گفتگو ذکر الٰہی سے خالی نہ رکھو کیوں کہ تمہاری زیادہ گفتگو کا ذکر الٰہی سے خالی ہونا شقاوت قلبی کی نشانی ہے اور سخت دلی اللہ تعالیٰ سے دوری کا

سبب ہوتی ہے۔ (ترمذی شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! انسان کی زبان صرف رات کو سوتے وقت ہی خاموش رہتی ہے ورنہ وہ مستقل چلتی رہتی ہے۔ مختلف لوگوں سے ملاقات کے وقت انسان اچھی بری باتیں کرتا ہی رہتا ہے لیکن میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی گفتگو میں ذکر الٰہی کی تاکید فرما کر ذکر الٰہی حاصل کرنے کا طریقہ بتا دیا ہے اور انسان کو چاہئے کہ وہ بھی فضول و بے مقصد باتیں نہ کیا کرے کہ اس سے دل سخت ہوتا ہے اور اللہ عزوجل کی دوری ہاتھ آتی ہے۔ شیطان یہی چاہتا ہے کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دیوانے فضول باتیں کر کے اللہ عزوجل سے دور ہو جائیں۔ اب اگر ہم اپنی زبان کو ذکر الٰہی میں مصروف رکھیں گے تو شیطان ذلیل ہوگا اور اللہ عزوجل راضی ہو جائے گا۔ کوشش کریں کہ کوئی بھی گفتگو ذکر الٰہی سے خالی نہ ہو، چاہے مواقع کے اعتبار سے صرف ''مَاشَآءَ اللّٰهُ، سُبْحَانَ اللّٰهُ، اِنْ شَاءَ اللّٰهُ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ'' ہی کہہ لیا جائے تب بھی رحمت الٰہی سے امید ہے کہ ہم شقاوت قلبی سے محفوظ ہو جائیں گے۔ دوران گفتگو اللہ عزوجل اور سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر ضرور کر لیا کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔

بهترین خزانه

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب آیت کریمہ '' وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ (الآیۃ) نازل ہوئی تو ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے۔ اس موقع پر بعض صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا: یہ آیت تو سونے اور چاندی کے بارے میں نازل ہوئی ہے اگر ہمیں یہ پتہ چل جاتا کہ کون سا مال بہتر ہے تو ہم اسی کو لیتے تو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بہترین دولت یاد الٰہی میں مشغول رہنے والی زبان اور شکر کرنے والا دل ہے اور مسلمان

کی وہ بیوی جو اس کے ایمان پر مدد کرنے والی ہو۔(الترغیب والترہیب جلد اول،ص ۶۰۰)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج کے دور کا انسان دنیا کی دولت کو سب سے بڑا خزانہ سمجھتا ہے اور اسی کو جمع کرنے کی فکر میں لگا رہتا ہے اگر دولت نہ ملے تو شکوہ اور شکایت کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ انسان یہی سوچتا ہے کہ دولت ہو اور فیشن پرست بیوی ہو تو گویا سب کچھ مل گیا لیکن ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں بہترین مال و دولت یہ ہے کہ زبان ذکر الٰہی میں مشغول ہو اور ہر حال میں بندہ اپنے مولیٰ عزوجل کا شکر ادا کرتا ہو اور ایسی بیوی نصیب ہو جو تقاضائے ایمان پر مدد کرتی ہو۔ ماڈرن بیوی کی بجائے نیک سیرت بیوی کو تلاش کرنا چاہئے اور عورتوں کو بھی چاہئے کہ گناہوں کی طرف اپنے خاوند کو جانے سے روکیں اور ان کے اندر محبتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیدا کریں اور خود بھی نیکیاں کریں اور اپنے شوہر کو بھی نیکیوں کی طرف مائل کریں۔ اللہ عزوجل ہم سب کو سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل ذکر کرنے والی زبان اور شکر کرنے والا دل اور ایمان کے تقاضوں پر مدد کرنے والی بیوی نصیب فرمائے۔

اللہ جل شانہ کا ساتھ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب بندہ ذکر الٰہی کے لئے اپنے ہونٹوں کو ہلاتا ہے اور ذکر کرتا ہے تو اللہ تعالی اس کے ساتھ ہوتا ہے۔ (صحیح بخاری شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ عزوجل ہم گنہگاروں پر کتنا کرم فرماتا ہے کہ وہ اپنا ساتھ عطا فرمانا چاہتا ہے۔ ہم اگر اپنے ہونٹوں کو اور زبان کو ذکر الٰہی کیلئے جنبش دیتے ہیں تو اللہ عزوجل کا کرم اور اس کی رحمت نصیب ہو جاتی ہے۔ اسی لئے بزرگان دین رحمھم اللہ تعالی علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ ذکر الٰہی کے

بغیر جو ساعت گزرتی ہے اس کے لئے کل بروز قیامت بندہ افسوس کرے گا۔ کاش! میں نے یہ وقت اپنے اللہ عزوجل کے ذکر میں گزارا ہوتا۔ لہٰذا اپنے اوقات کی قدر و قیمت کو سمجھیں اور ذکر الٰہی کر کے اس کا کرم اور اس کی رحمت حاصل کریں۔ آج کا مسلمان جتنا وقت لباس جسم وغیرہ سنوارنے میں لگاتا ہے اتنا وقت بھی اللہ عزوجل کے ذکر کیلئے صرف نہیں کرتا۔ خدارا خدارا! ایسی محفلوں کو تلاش کرو جہاں اللہ عزوجل کا ذکر ہوتا ہو اور انبیائے کرام علیہم السلام اور بزرگان دین کا ذکر ہوتا ہو خدارا کچھ وقت اپنے اللہ عزوجل اور سرکار رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر کے لئے قربان کرو کہ اس کا فائدہ دنیا و آخرت دونوں میں آپ دیکھیں گے۔

حضور کی شفاعت

کلمۂ طیبہ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ قیامت کے روز اللہ جل شانہ کے حکم سے انبیائے کرام اور اولیاء اللہ اور شہدائے عظام عام مسلمانوں کی شفاعت کریں گے۔ اللہ رب العزت ان کی شفاعت سے بے شمار گنہگاروں کو بخش دے گا۔ شفاعت کا اولین حق میرے آقا شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاصل ہوگا اور جس شخص نے کلمہ پڑھا ہوگا سرکار علیہ السلام اس کی شفاعت فرمائیں گے اس کے متعلق رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان حسب ذیل ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ! قیامت کے دن آپ کی شفاعت کا حقدار کون ہوگا؟ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) مجھے احادیث پر تمہاری خواہش دیکھ کر یہی گمان ہوا تھا کہ اس بات کو تم سے پہلے دوسرا کوئی نہ پوچھے گا۔ پھر رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز میری شفاعت اسے نصیب ہوگی جو خلوصِ دل سے کلمۂ طیبہ "لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُحَمَّدٌ

رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' پڑھے گا۔ (بخاری شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! کلمہ طیبہ بندۂ مومن کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت کا حقدار بنا دیتا ہے۔ میدان محشر میں جہاں کوئی کسی کے کام نہ آئے گا وہاں پر رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کلمہ پڑھنے والوں کی شفاعت فرمائیں گے۔ سرکار رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفقت کا اندازہ کوئی کیا کرسکتا ہے؟ ہزاروں شفقتیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفقتوں کے سامنے ہیچ ہیں۔ دنیا وآخرت میں اللہ عزوجل کے بعد سب سے زیادہ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کرم نوازیاں ہیں۔ لہٰذا ''لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰـہِ'' اخلاص سے پڑھ کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت کے حقدار بنیں۔ اللہ عزوجل ہم سب کو توفیق رفیق نصیب فرمائے۔

موت کے وقت کلمہ کی برکت

موت کے وقت عالم سکرات میں کلمۂ طیبہ نصیب ہونا موت کی سختیوں کو دور کرتا ہے۔ کلمہ پڑھنے سے خاتمہ ایمان پر ہوتا ہے، جان آسانی سے نکل جاتی ہے۔ حضرت یحیٰی بن طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو افسردہ دیکھ کر لوگوں نے کہا، کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا بیشک میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ مجھے ایک کلمہ معلوم ہے جو شخص اسے موت کے وقت پڑھے تو اس سے موت کی تکلیف رفع (دور) ہو جائے، چہرے کا رنگ چمکنے لگے اور آسانی دیکھے۔ مگر مجھے وہ کلمہ پوچھنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بیشک مجھے معلوم ہے تو انہوں نے پوچھا کیا ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمیں معلوم ہے کہ کوئی کلمہ اس سے بڑا نہیں جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے چچا (ابوطالب) کو پیش کیا تھا۔ وہ ہے ''لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ'' حضرت طلحہ نے کہا تو کیا یہی

ہے؟ فاروق اعظم نے فرمایا: واللہ! یہی ہے۔ (بیہقی)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! موت کے وقت کی تکلیف نہایت ہی سخت ترین ہوتی ہے فرمایا گیا کہ جسم پر تلوار کی ۳۶۰ ضربیں لگائی جائیں تو اتنی تکلیف نہیں ہوتی جتنی جسم سے روح نکلتے وقت ہوتی ہے۔ کلمہ طیبہ یعنی ''لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' موت کے وقت ہونے والی تکلیف سے نجات کا ذریعہ ہے لہٰذا کلمہ طیبہ کے ورد کی عادت بنالیں تا کہ مرتے وقت موت کی تکلیف سے نجات مل جائے۔ اللہ عزوجل ہم سب کو موت کی تکلیف سے محفوظ رکھے اور ایمان پر مدینہ میں موت نصیب فرمائے۔

نور کے ستون کی سفارش

کلمہ پڑھنے والوں کے حق میں دیگر چیزیں بھی مغفرت کی سفارش کرتی ہیں یہ کتنا بڑا اِعزاز ہے جو کلمہ پڑھنے والے کو حاصل ہے ہمارے پیارے آقا رحمتِ عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی فضیلت یوں بیان فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیشک عرش معلّٰی کے سامنے ایک نور کا ستون ہے جب کوئی ''لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ'' کہتا ہے تو وہ ستون ہلنے لگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: رک جا، وہ عرض کرتا ہے کیسے رک جاؤں؟ کیوں کہ کلمہ پڑھنے والے کی ابھی تک مغفرت نہیں ہوئی، پھر حکم الٰہی ہوتا ہے کہ اچھا میں نے اس کی مغفرت کردی تو وہ ستون رک جاتا ہے۔

اس سے بڑھ کر سعادت اور کیا ہوگی کہ کلمہ پڑھنے والا جب کلمہ طیبہ پڑھتا ہے تو عرش اعظم کے قریب نور کا ستون اس بندۂ مومن کی بخشش کروانے کیلئے حرکت میں آجاتا ہے۔ پتہ یہ چلا کہ کلمہ طیبہ پڑھنے والے سے ہر چیز محبت کرتی ہے۔ میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ عزوجل کی عطا کردہ زبان کو ذکر الٰہی کے لئے

مصروف رکھو تاکہ ہماری بخشش کیلئے اللہ عزوجل کی مخلوق بے قرار ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

عرش کی سفارش

ایک اور روایت ہے کہ اللہ کے مقدس رسول تاجدارِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منبر پر وعظ فرما رہے تھے کہ ایک اَعرابی حاضر ہوئے (دیہات کے رہنے والے) اور عرض کیا یارسول اللہ! میں گناہ گار ہوں اور گناہ بھی بہت رکھتا ہوں۔ آپ نے بیٹھنے کیلئے فرمایا، جب آپ وعظ سے فارغ ہوئے تو آپ نے اس اعرابی کو یاد فرمایا۔ وہ حاضر ہوئے اور اپنا حال عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کیا تیرے گناہ ستاروں سے بھی زیادہ ہیں؟ اس نے کہا ہاں، پھر آپ نے فرمایا کیا تیرے گناہ صحرا کی ریت سے بھی زیادہ ہیں؟ اس نے کہا ہاں، پھر آپ نے فرمایا تیرے گناہ بارش کے قطروں سے بھی زیادہ ہیں؟ اس نے کہا ہاں، پھر آپ نے فرمایا کیا تیرے گناہ درختوں کے پتوں سے بھی زیادہ ہیں؟ اس نے کہا ہاں، پھر آپ نے فرمایا کہ تیرے گناہ خدا کی رحمت سے بھی زیادہ ہیں؟ وہ شخص اس کے جواب میں خاموش ہو گیا اور رونے لگا۔ آپ نے فرمایا کچھ غم نہ کر یہ کلمہ پڑھ ''لَاۤ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ'' خدا تیرے سب گناہ بخش دے گا۔ اگرچہ کتنے ہی کیوں نہ ہوں اور فرمایا جو کوئی رات دن میں یہ کلمہ پڑھتا ہے اور لآ کی مد کو کھینچتا ہے تو اللہ جل شانہ اس کے چار ہزار گناہ معاف فرما دیتا ہے اور فرمایا جب بندہ یہ کلمہ پڑھتا ہے عرش کو جنبش ہوتی ہے۔ حکم ربی ہوتا ہے اے عرش! ساکن ہو جا، عرش عرض کرتا ہے اے اللہ! کلمہ پڑھنے والے کو بخش دے تاکہ میں سکون کی حالت میں رہوں۔ رب قدیر ارشاد فرماتا ہے میں نے بخش دیا۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اگر ہم اپنی زندگی کا حساب لگائیں کہ زندگی بھر میں کتنے گناہ کئے تو میں سمجھتا ہوں کہ ایسا محسوس ہوگا کہ پوری زندگی گناہوں میں گزری ہے لیکن اللہ عزوجل کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم اللہ عزوجل کی رحمت کو گناہوں سے زیادہ بیان فرما کر ہم گنہ گاروں کو تسلی عطا فرما رہے ہیں کہ تمہارے گناہوں سے اللہ عزوجل کی رحمت زیادہ ہے، سچے دل سے کلمہ پڑھ لو اللہ عزوجل تمہارے جملہ گناہوں کو معاف فرمادے گا اور پورے کلمہ کی بات تو بہت بلند ہے صرف کلمہ ''لآ'' کی مد کو اگر کھینچ کر ادا کرے گا تو میرا مولیٰ عزوجل اس کے عوض میں چار ہزار گناہ معاف فرمادے گا یہاں کلمہ طیبہ پڑھنے سے مراد یہ ہے کہ کلمہ طیبہ پڑھنے والا سچے دل سے توبہ کرے اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا عہد کرے۔

جہنم کی آگ سے بچنے کا علاج

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ میں ایک ایسا حکم جانتا ہوں جو کوئی اسے دل سے حق سمجھ کر پڑھ لے اور اسی حالت میں مرجائے تو وہ آگ سے بچ جائیگا اور وہ ہے ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ'' (الحاکم)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس سے مراد یہ ہے کہ جو کلمہ طیبہ یعنی ''لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' پڑھنے کے ساتھ اللہ عزوجل ہی کو اپنا معبود حقیقی مانے، اسی کو رزّاق مانے، اسی کو خالق مانے غرض کہ اللہ عزوجل کے متعلق جو عقیدہ ہونا چاہئے وہ عقیدہ رکھے اور اسی کے ساتھ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل کا آخری رسول مانے اور اسی پر قائم رہتے ہوئے اس دنیا سے کوچ کرے تو اِنْشَاءَ اللّٰہُ جہنم سے بچ جائے گا۔ اللہ عزوجل حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل ہمیں استقامت فی الدین نصیب فرمائے۔

جہنم حرام ہوجائے

حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ کی رضا کی خاطر کلمہ ''لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ'' پڑھتا ہوا قیامت کے دن آئے گا اس پر جہنم حرام ہوگا۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث شریف سے ہمیں یہ سمجھ میں آیا کہ کلمہ طیبہ اللہ عزوجل کو راضی کرنے کے لئے پڑھنا چاہیۓ بلکہ ہر کام اللہ عزوجل کی رضا ہی کے لئے کرنا چاہیۓ کہ ریاکاری اسے سخت ناپسند ہے بلکہ ریاکار کو جنت کی خوشبو تک میسر نہ ہوگی۔ جو بندۂ مومن دنیا میں سارا کام اللہ عزوجل کی رضا کے لئے کرتا ہوگا نیز کلمہ طیبہ کا ورد بھی کرتا ہوگا وہ بندۂ مومن قیامت کے دن بھی اللہ کی رضا کے لئے کلمہ پڑھتا ہوا آئیگا اور اللہ عزوجل اپنے فضل وکرم سے اس پر جہنم حرام فرمادے گا۔

اللہ عزوجل جہنم حرام فرما دے گا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس حال میں کہ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سواری پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے تھے آپ نے فرمایا: اے معاذ بن جبل (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! انہوں نے کہا لبیک یارسول اللہ! پھر آپ نے فرمایا: اے معاذ! انہوں نے عرض کیا لبیک یارسول اللہ! تیسری مرتبہ بھی ایسا فرمایا پھر ارشاد فرمایا اے معاذ! جو کوئی سچے دل سے اس بات کی گواہی دے کہ سوائے خدا کے کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ جل شانہ اس پر جہنم کی آگ حرام کردے گا۔ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا میں لوگوں کو اس کی خبر کردوں تاکہ وہ خوش ہوجائیں۔ آپ نے فرمایا اس وقت اگر تم خبر دوگے تو لوگ اسی پر بھروسہ کرلیں گے (اور عمل نہیں کریں گے) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث مبارک اپنے وصال کے وقت بخوف گناہ بیان کردی۔ (بخاری شریف جلد اول، ص۲۴)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو تین مرتبہ پکارنے کی وجہ یہ تھی کہ جو کچھ بیان کیا جارہا ہے اس کی اہمیت واضح ہوجائے اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے آخری عمر میں لوگوں تک

یہ حدیث شریف پہنچا دی تا کہ علم چھپانے کا گناہ ان پر نہ ہو، لہٰذا فرائض کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ اسے بھی اپنے معمول میں شامل کرلو۔

جنت کی کنجی

کلمۂ طیبہ جنت کی کنجی ہے جس کے پاس یہ کنجی ہوگی وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔ اس کے متعلق حدیث شریف میں ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ'' کا اقرار جنت کی کنجی ہے۔ (احمد)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث شریف سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ بے ایمان کو جنت نصیب نہیں ہوگی جنت تو کلمۂ طیبہ پڑھنے والے مومنوں کے لئے ہے جو بندۂ مومن صدق دل سے کلمۂ طیبہ پڑھے اور اس پر قائم رہے اور اسی عالم میں اگر دنیا سے کوچ کر جائے تو وہ جنت کا حقدار ہو جاتا ہے۔ کلمۂ طیبہ کو جنت کی کنجی اس لئے فرمایا گیا تا کہ کلمۂ طیبہ پڑھنے والے کو یہ بات معلوم ہو جائے کہ کلمۂ طیبہ پر قائم رہنے سے اللہ عزوجل اسے اس نعمت کا حقدار کر دے گا جس کو نہ کبھی دیکھا ہے اور نہ وہ نعمتیں دنیا میں میسر ہو سکتی ہیں۔ لہٰذا اپنی زبان سے کلمۂ طیبہ کے ورد کے ساتھ اللہ عزوجل کی نعمتوں کا یقین بھی رکھیں۔

پتھروں کی گواہی

ایک دفعہ کا ذکر ہے حضرت ابراہیم واسطی علیہ الرحمہ میدان عرفات میں تھے کہ انہوں نے ہاتھ میں سات پتھر لے کر کہا اے پتھر! گواہ ہو جا کہ ''اِنِّیْ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ '' میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اس رات جب ابراہیم واسطی رحمۃ اللہ علیہ سو گئے تو انہوں نے دیکھا کہ قیامت قائم ہو چکی ہے، حساب و کتاب کیا جا رہا ہے، کچھ لوگوں کے

بعدان کی باری آئی، ان کا حساب لیا گیا نا کام ہو جانے کی وجہ سے وہ نار جہنم کے مستحق ہوئے، فرشتے ان کو گرفتار کر کے جہنم کی طرف روانہ ہو گئے اور جہنم کے ایک دروازے پر آ گئے تو ان سات پتھروں میں سے ایک پتھر دروازے پر گر پڑتا ہے اور راستہ مسدود (بند) ہو جاتا ہے۔ عذاب کے فرشتے اس پتھر کو ہٹانے کی کوشش کرتے ہیں مگر وہ ذرا بھی نہیں ہٹتا دوسرے اور تیسرے حتٰی کہ ساتوں دروازوں پر یہ واقعہ پیش آتا ہے آخر کار فرشتے ان کو عرش معلیٰ کے پاس لے جاتے ہیں تو اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے تو نے ان پتھروں کو گواہ بنایا تھا۔ پتھروں نے تیرا حق ضائع نہیں کیا۔ اے میرے بندے میں خود تیرے اقرار توحید و رسالت کی گواہی دیتا ہوں اور صلہ میں تجھے جنت کا حقدار بناتا ہوں۔ جب میں جنت کے دروازے پر پہونچا تو جنت کے دروازے بند تھے۔ اتنے میں ''لَاۤ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کی مبارک صدا آئی اور جنت کے دروازے کھل گئے اور میں جنت میں داخل ہو گیا۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ عزوجل کا ذکر بلند آواز سے کرتے رہو تا کہ جہاں تک ذکر الٰہی کی آواز پہونچے وہ در و دیوار کل بروز قیامت ہمارے حق میں گواہی دیں۔

آسمانوں کی کنجی

کلمۂ طیبہ کا ایک اعزاز یہ بھی ہے کہ اس کے پڑھنے والے کی عزت اور تکریم کیلئے آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں حدیث پاک میں ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی بندہ ایسا نہیں کہ وہ کلمۂ طیبہ پڑھے تو اس کے لئے آسمان کے دروازے نہ کھل جائیں حتٰی کہ یہ کلمہ سیدھا عرش تک پہونچتا ہے بشرطیکہ وہ کبیرہ گناہوں سے بچا ہو۔ (ترمذی شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! گویا کلمۂ طیبہ آسمان کے دروازوں کی کنجی ہے اور کلمۂ طیبہ سیدھا عرش تک پہونچتا ہے۔ اگر کوئی بندہ گناہ کبیرہ سے بچے اور کلمۂ طیبہ پڑھے تو اس کے لئے آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں لہٰذا کلمۂ طیبہ کی کثرت کرو انشاء اللہ اس کا فائدہ دونوں جہاں میں میسر ہوگا اور یہ کلمہ عرش تک پہونچ کر ہماری بخشش کی سفارش کرے گا۔

ایمان تازہ رہتا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنا ایمان تر و تازہ کرتے رہو صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم اپنے ایمان کو کس طرح تازہ کریں۔ ارشاد فرمایا: لَااِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ" کثرت سے پڑھا کرو۔

ایمان کی تر و تازگی سے مراد اللہ جل شانہ کی طرف رجوع کرنا ہے۔ یعنی ایمان کا تقاضا ہے کہ دل میں حبّ الٰہی اور خوف الٰہی ہو کہ انسان اللہ کو چھوڑ کر کسی اور طرف متوجہ نہ ہو اور یہ بات اس وقت پیدا ہوگی جب انسان بار بار کلمہ پڑھے گا۔ اسی لئے فرمایا گیا کہ کلمہ کی کثرت کیا کرو کہ اس سے ایمان میں تر و تازگی پیدا ہوتی ہے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! انسان کی زبان سے غلطی سے پتہ نہیں کیسے کیسے جملے نکل جائیں بسا اوقات غلطی سے انسان کی زبان سے کفر تک نکل جاتا ہے اور اسے ہوش تک نہیں رہتا اور اسے معلوم بھی نہیں ہوتا کہ دولت ایمان ختم ہو چکی ہے اب خدانخواستہ اسی حالت میں وہ دنیا سے کوچ کر گیا تو اس کی موت کفر پر ہوگی لہٰذا رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان پر عمل کرتے ہوئے کلمۂ طیبہ کی کثرت کیا کرو تاکہ ایمان تر و تازہ ہوتا رہے اس لئے کم از کم رات کو سوتے وقت اور صبح اُٹھنے کے بعد بھی کلمۂ طیبہ پڑھنے کی عادت بنائیں انشاء اللہ اس کا فائدہ

بھی آپ کو دونوں جہاں میں نظر آئے گا کہ ہم سوئیں تو آخری کلمہ ہماری زبان پر کلمۂ طیبہ ہو اور اٹھیں تو پہلا کلمہ زبان پر کلمۂ طیبہ ہو اس سے ہمارا مولیٰ ضرور راضی ہوگا۔ اللہ عزوجل ہم سب کو توفیق نصیب فرمائے۔

سب سے بہتر شاخ

رحمت عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایمان کی ستر سے زیادہ شاخیں ہیں ان میں سب سے بہتر کلمۂ لاالـہ الااللـہ پڑھنا ہے اور سب سے چھوٹی شاخ تکلیف دہ چیزوں کو لوگوں کے راستے سے دور کر دینا اور شرم وحیاء ایمان کی شاخ میں سے ایک شاخ ہے۔ (بخاری شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہر نیک عمل کا دارومدار ایمان پر ہے ایمان درحقیقت اصل ہے اور نیک اعمال اس کی شاخ۔

رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان کی ستر شاخیں ہیں ان میں سب سے بہتر کلمۂ ''لَااِلٰـہَ اِلَّااللّٰـہُ'' ہے یعنی ثواب میں بے حد زیادہ ہے اس لئے کہ اس میں بندہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر کسی کے معبود ہونے کا انکار کرتا ہے اور حضور کو اللہ تعالیٰ کا رسول مانتا ہے اور ایمان کی سب سے چھوٹی شاخ راستے سے تکلیف دہ چیزوں کو دور کرنا ہے اور ایمان کی شاخوں سے شرم وحیا بھی ہے۔ لہٰذا کلمۂ طیبہ کا ورد کریں اور راستے سے تکلیف دہ چیزوں کو بھی ہٹائیں اور شرم وحیا کو بھی اپنائیں۔

ایمان تازہ کرو

حدیث شریف میں ہے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک روز تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عرفات کے پہاڑ پر تشریف فرما ہوئے میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ نے دوگانہ نماز پڑھی اور قبلہ کی طرف منھ کر کے ''لَااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ'' پڑھنا شروع کیا، آپ کلمہ پڑھتے جارہے تھے اور چشم مبارک سے آنسو

بہتے تھے یہاں تک کہ آپ کی داڑھی مبارک اور سینۂ انور سے بہتے ہوئے زمین پر ٹپکتے تھے۔ آپ کے رونے سے میں بھی روتا تھا، تھوڑی دیر بعد آپ خاموش ہوئے اور میری طرف دیکھ کر فرمایا: اے انس! میں تمہاری آنکھیں تر دیکھتا ہوں؟ میں نے عرض کیا سرکار! آپ کو روتا ہوا دیکھ کر میں بھی رونے لگا۔ خوش خبری ہے اس شخص کے لئے جس کی زبان اللہ جل مجدہ کے ذکر میں تر رہے اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری رہے (کیوں کہ اس سے دلوں میں ایمان تازہ رہتا ہے)۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! کلمۂ طیبہ ہو یا اللہ عزوجل کا اور کوئی بھی ذکر، بندۂ مومن کو چاہئے کہ نہایت ہی خشوع وخضوع کے ساتھ کرے، خوف خدا عزوجل کو پیش نظر رکھے اور کوشش کرے کہ ذکر الٰہی کرتے وقت آنکھیں اشکبار ہو جائیں کہ یہ بھی میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے اور میرے پیارے آقا رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہر ادا عبادت ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور کو گریہ زاری کرتے دیکھ کر آپ رونے لگے تو میرے پیارے آقا نے ان کو خوشخبری عطا فرمادی کہ ذکر الٰہی کے وقت آنکھوں کا اشکبار ہونا اللہ عزوجل اور مجھ کو پسند ہے۔

شیطان کے فریب سے بچنے کا طریقہ

شیطان نے انسان کو گناہوں میں مبتلا کرنے کے لئے اس کے چاروں طرف فریبوں کے جال بچھا رکھے ہیں اس کے مکروفریب سے بچنے کے لئے کلمۂ طیبہ بہت اِکسیر ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نقل فرماتے ہیں کہ "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" اور استغفار کو بہت کثرت سے پڑھا کرو۔ شیطان کہتا ہے میں نے لوگوں کو گناہوں سے ہلاک کیا اور انہوں نے مجھے "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ"

اور استغفار سے ہلاک کر دیا۔ جب میں نے یہ دیکھا تو میں نے ان کو ہوائے نفس سے ہلاک کیا اور وہ اپنے کو ہدایت پر سمجھتے رہے۔ (جامع الصغیر)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! شیطان جو ہمارا سب سے بڑا دشمن ہے وہ ایک لمحے کے لئے ہم سے غافل نہیں لیکن تعجب ہے کہ ہم اس سے بالکل غافل ہیں اس نے چاروں طرف مکروفریب کے جال پھیلا رکھا ہے کہ ہم کسی طرح اس کے دام فریب میں آ جائیں لیکن ہمارے آقا کی رحمتوں پر قربان کہ آپ نے اس کے فریب سے بچنے کا سامان بھی عطا فرما دیا کہ کلمہ طیبہ اور استغفار کی کثرت شیطان کو ہلاک کرنے کا بہترین ہتھیار ہے۔

کلمۂ نجات

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے وقت صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اس قدر سخت صدمہ پہونچا تھا کہ بعض صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے دل میں مختلف خیالات پیدا ہوئے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں بھی ان ہی لوگوں میں تھا حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے پاس تشریف لائے اور مجھے سلام کیا مگر مجھے مطلق پتہ نہ چلا، انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی شکایت کی اس کے بعد دونوں حضرات ایک ساتھ تشریف لائے اور سلام کیا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت فرمایا کہ تم نے اپنے بھائی عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے سلام کا بھی جواب نہ دیا (کیا بات ہے؟) میں نے عرض کیا کہ میں نے تو ایسا نہیں کیا۔ حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا ایسا ہی ہوا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے تو آپ کے آنے کی خبر بھی نہیں ہوئی کہ آپ کب آئے اور نہ ہی سلام کا پتہ چلا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: سچ ہے ایسا ہی ہوا ہوگا۔ غالباً تم کسی سوچ میں بیٹھے ہو گے۔

میں نے عرض کیا: واقعی میں گہری سوچ میں تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت کیا ''کیا تھا؟'' میں نے عرض کیا کہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال ہوگیا اور ہم نے یہ بھی نہ پوچھا کہ اس کام کی نجات کس چیز میں ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا میں پوچھ چکا ہوں، میں اٹھا اور میں نے کہا تم پر میرے ماں باپ قربان واقعی تم ہی یہ دریافت کرنے کے زیادہ مستحق تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا تھا کہ اس کام کی نجات کیا ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اس کلمہ کو قبول کرلے جس کو میں نے اپنے چچا (ابوطالب) کو پیش کیا تھا اور انہوں نے رد کردیا تھا وہی کلمۂ نجات ہے۔ (احمد)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! قربان ہو جاؤ صحابۂ کرام علیہم الرضوان کی عظمتوں پر کہ ہم گناہ گاروں پر ان کے کس قدر احسانات ہیں کہ ان کے دل میں ہمیشہ نجات کی فکر رہتی تھی اور ان کے سوالات سے ہمیں سامان نجات ملا۔ اگر وہ سوال نہ فرماتے تو ہمیں ان اعمال کی خبر کیسے ہوتی؟ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوال پر کہ اس کام کی نجات کیا ہے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کلمہ کے قبول کرنے کو فرمایا مراد اس سے یہ ہے کہ اللہ عزوجل ہی کو وحدہ لاشریک اور عبادت کے لائق ماننے اور حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل کا رسول ماننے۔ لہٰذا استقامت کے ساتھ اپنے دین پر قائم رہیں اور کلمۂ طیبہ کو زبان پر جاری رکھیں۔

حکایت

حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کہنا ہے کہ ایک مرتبہ میں فریضۂ حج ادا کرنے کے لئے گھر سے نکل کھڑا ہوا اور اپنی سواری کو رُخِ قبلہ دوڑانا شروع کیا۔ مگر میری سواری ولایت روم کے ایک شہر قسطنطنیہ کی جانب چل پڑی، میں نے اسے

کعبہ معظّمہ کی جانب لے جانے کی بہت کوشش کی مگر وہ قسطنطنیہ ہی کی جانب بڑھتی رہی یہاں تک کہ میں قسطنطنیہ پہنچ گیا۔ وہاں لوگوں کے ایک جم غفیر پر نظر پڑی جو ایک دوسرے سے محو کلام تھے (باتیں کررہے تھے) میں نے بعض لوگوں سے صورت حال معلوم کی تو انہوں نے جواب دیا، ہمارے بادشاہ کی بیٹی پر دیوانگی کا دورہ پڑا ہے اور کسی طبیب کی تلاش کی جارہی ہے۔ میں نے کہا میں اس لڑکی کا علاج کروں گا وہ لوگ مجھے شاہی محل میں لے گئے جب میں دروازے کے قریب پہنچا تو اندر سے آواز آئی۔ اے جنید! تو اپنی سواری کو کب تک ہماری طرف آنے سے روکتا رہے گا جب کہ وہ تمہیں ہماری طرف لا رہی ہے۔ جب میں نے اندر قدم رکھا تو ایک حسین وجمیل عورت کے سراپا پر نظر پڑی جو کہ پابہ زنجیر تھی۔ اس عورت نے مجھ سے کہا: حضرت میرے واسطے دوا تجویز فرمائیں جس سے میں صحت یاب ہو جاؤں اور میری دیوانگی جاتی رہے۔ میں نے اس سے ''لَآاِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْ لُ اللّٰـهِ صَلَّی اللّٰـهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّم'' پڑھنے کو کہا اس نے با آواز بلند کلمہ شریف پڑھا، پڑھتے ہی زنجیر ٹوٹ کر گر پڑی، بادشاہ بڑا حیران ہوا اور کہنے لگا واللہ کتنا پیارا اور کامیاب حکیم ہے کہ ایک پل میں میری بیٹی کی بیماری دور کر کے اسے اچھا کر دیا۔ میں نے بادشاہ سے کہا تم بھی کلمہ شریف پڑھو (تمہارے دل سے کفر کی بیماری ختم ہو جائے گی) اس نے کلمہ شریف پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔ کلمہ شریف کا یہ کمال دیکھ کر بے شمار لوگ اسی وقت حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔ (نزہۃ المجالس)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! جب ایک کافر کلمۂ طیبہ پڑھے تو اس کو ایمان کی دولت مل جائے تو اگر ایک مومن کلمۂ طیبہ پڑھے تو کیا اسے جہنم سے نجات نہیں مل سکتی اور کیا وہ اللہ عزوجل کی رحمتوں سے مالا مال نہیں ہو سکتا؟

یقیناً ہوسکتا ہے لہٰذا کلمۂ طیبہ کی کثرت کریں اور اس کے فوائد سے مالا مال ہوں۔ اللہ عز وجل ہم سب کو توفیق نصیب فرمائے۔

سب سے بھاری کلمہ

اللہ جل شانہ چونکہ ہر چیز پر غالب ہے اس لئے اس کا نام زمین و آسمان کی ہر چیز پر غلبہ رکھتا ہے اس کے نام کے برابر کوئی چیز نہیں لہٰذا جو اس کلمہ کا ذکر کرے وہ زمین و آسمان کی ہر چیز پر غالب ہوسکتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر زمین و آسمان اور جو کچھ ان کے اندر ہے اور جو ان کے درمیان ہے اور جو کچھ ان کے نیچے ہے اگر وہ تمام ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے اور کلمہ دوسرے پلڑے میں تو پھر بھی وہ وزن میں بڑھ جائے گا۔ (طبرانی شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ عز وجل کے نام سے بڑھ کر کس کا نام ہوسکتا ہے؟ یقیناً جس پلڑے میں میرے مولیٰ عز وجل کا ذکر اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر ہو بھلا وہ بھاری نہ ہوگا تو کون سا پلڑا بھاری ہوگا لہٰذا کلمۂ طیبہ کا ذکر کثرت سے کیا کرو تا کہ کل بروز قیامت نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوجائے اللہ عز وجل ہم سب کو توفیق نصیب فرمائے۔

اللہ عزوجل بہتر مجمع میں یاد فرماتاہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رحمت عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ”میں اپنے بندے کے گمان کے نزدیک ہوتا ہوں جو مجھ سے رکھے۔ جب بندہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا

ہوں اگر بندہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اکیلے ہی یاد کرتا ہوں اور اگر مجھے مجمع میں یاد کرتا ہے تو میں اسے بہتر مجمع میں یاد کرتا ہوں''۔ (مسلم، بخاری)

یعنی بندۂ مومن اللہ عزوجل سے جیسی امید رکھے گا اللہ عزوجل اس سے وہی معاملہ فرمائے گا مطلب یہ ہے کہ بندہ ذکر الٰہی و دعا وغیرہ کی قبولیت کی امید کرے گا تو اللہ عزوجل اپنے فضل و کرم سے اس کی دعا قبول فرمائے گا۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اعمال خیر بھی کرو اور اللہ عزوجل سے قبولیت کی امید بھی رکھو کہ بندۂ مومن ذکر الٰہی کرتے وقت اللہ عزوجل سے بہت قریب ہوتا ہے جو ہر وقت ذکر الٰہی کرتا رہے وہ گویا اللہ عزوجل سے ہر وقت قریب رہتا ہے۔ اور دل میں اللہ عزوجل کا ذکر کرنے سے مراد یہ ہے کہ بندۂ مومن آہستہ یعنی ذکر خفی کرے تو اللہ عزوجل کے وہاں بھی ذکر خفی ہوتا ہے اور بندۂ مومن اگر چند مومنین کے ساتھ مل کر بلند آواز سے اللہ عزوجل کا ذکر کرے تو اللہ عزوجل کے وہاں علانیہ ذکر ہوتا ہے جسے فرشتے، انبیا اور اولیا علیہم السلام و رضی اللہ عنہم سنتے ہیں۔ **سبحان الله!**

ہم مسلمانوں کو چاہئے کہ اپنے اللہ عزوجل کا ذکر بلند آواز سے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دیوانوں کے ساتھ مل کر کریں تاکہ ہمارا ذکر انبیا علیہم السلام اور اولیائے کرام علیہم الرضوان کے مجمع میں ہو۔ اللہ عزوجل ہم سب کو توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

الحمد لله! اس فضیلت کو حاصل کرنے کے لئے ہر ہفتہ تحریک سُنّی دعوتِ اسلامی کے ہفتہ واری اجتماع میں بلند آواز سے سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام اپنے معبودِ حقیقی کا ذکر کرتے ہیں، آپ بھی ذکر الٰہی کی اس محفل میں ضرور شرکت فرما کر مذکورہ فضیلت سے مالا مال ہوں۔

نجات کا بھترین عمل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں کہ تاجدار کائنات علیہ افضل الصلوات نے ارشاد فرمایا: جو دن میں سو (۱۰۰) بار **سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ** پڑھے تو اس کی تمام خطائیں بخش دی جاتی ہیں اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔ (بخاری جلد دوم، ص ۹۴۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! **سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ** سو (۱۰۰) مرتبہ آپ ایک ہی ساتھ پڑھیں یا تھوڑا صبح، یا تھوڑا شام پڑھیں۔ بہر حال بہتر یہ ہے کہ صبح و شام پڑھیں جس طرح بھی پڑھیں مگر ضرور پڑھیں اور گناہوں سے معافی کا پروانہ حاصل کریں۔ گناہوں کی معافی سے مراد گناہ صغیرہ ہیں جو اللہ عزوجل کے حقوق سے متعلق ہوں۔ حقوقِ شرعیہ اور حقوقِ عباد اس سے علیٰحدہ ہیں۔ لہٰذا فوت شدہ نماز، روزے اور بندوں کے قرض وغیرہ مذکورہ وظیفے سے معاف نہ ہوں گے وہ تو ادا ہی کرنے ہوں گے۔ اللہ عزوجل ہم سب کو ذکر الٰہی کے ساتھ نماز روزہ وغیرہ کی پابندی کے ساتھ حقوق العباد ادا کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

روزانہ ہزار نیکیاں کماؤ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس تھے تو تاجدار کائنات علیہ افضل الصلوات نے ارشاد فرمایا: کیا تم میں سے کوئی اس سے عاجز ہے کہ روزانہ ایک ہزار نیکیاں کرلیا کرے۔ ہم نشینوں میں سے کسی نے پوچھا کوئی روزانہ ہزار نیکیاں کیسے کرسکتا ہے؟ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک سو (۱۰۰) مرتبہ **سبحان اللہ** پڑھ لیا کرو۔ اس کے لئے ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس کی ہزار خطائیں معاف کی جائیں گی۔ (مسلم، مرأت)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کتنا کرم ہے کہ ہم جیسے ناتواں لوگوں

کو کم ذکر کرنے پر بھی بے شمار نیکیاں عطا فرمانے کا مژدۂ جانفزا سنا دیا اور یہی نہیں بلکہ ہزار گناہوں کی معافی کا پروانہ بھی عطا فرما دیا۔ اگر اس کے باوجود ہم ذکر الٰہی نہ کریں تو کتنے کم نصیب ہوں گے۔ لہٰذا روزانہ کم از کم سو(۱۰۰) مرتبہ "سُبْحَانَ اللّٰہِ" پڑھ کر اللہ عزوجل کا ذکر کرلیا کرو۔ اللہ عزوجل ہم سب کو اپنے ذکر کی توفیق نصیب فرمائے۔

مولیٰ عَزَّوَجَلَّ کا بے حساب کرم

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ تاجدار کائنات علیہ افضل الصلوات نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو ایک نیکی کرے اسے دس (۱۰) گنا ثواب ہے اور زیادہ بھی دوں گا اور جو ایک برائی کرے تو ایک برائی کا بدلہ اسی کے برابر ہی ہے یا اسے بخش دوں اور جو مجھ سے ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میں اس سے ایک گز قریب ہو جاتا ہوں اور جو مجھ سے ایک گز قریب ہوتا ہے تو میں اس سے ایک باع قریب ہو جاتا ہوں جو میرے پاس چلتا ہوا آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑتا ہوں اور جو کسی کو میرا شریک نہ ٹھرائے پھر زمین بھر گناہ لے کر مجھ سے ملے تو میں اتنی ہی بخشش کے ساتھ اسے ملوں گا۔

یعنی میرا مولیٰ عزوجل نیکی کرنے والے مسلمان کو ایک کا دس گنا دے گا بلکہ بعض صورتوں میں اپنے فضل و کرم سے بے حساب عطا فرمائے گا جو ہمارے وہم و گمان سے ماوراء ہے۔ خیال رہے کہ ایک کا دس گنا عام حالات میں ہے جیسا کہ اللہ عزوجل کا فرمان ہے "مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا" یعنی جو ایک نیکی لائے تو اس کے لئے اس جیسی دس ہیں اور کبھی زمانہ یا جگہ کی خصوصیت سے ایک نیکی کا بدلہ سات سو (۷۰۰) یا پچاس ہزار (۵۰،۰۰۰) بلکہ ایک لاکھ (۱،۰۰،۰۰۰) یا اس سے بھی زائد ہے جیسا کہ مدینہ منورہ کی ایک نیکی پچاس ہزار (۵۰،۰۰۰) کے برابر اور مکہ مکرمہ کی ایک نیکی ایک لاکھ (۱،۰۰،۰۰۰) کے برابر اور گناہ کا معاملہ یہ ہے کہ عام حالات میں مومن

کے ایک گناہ کا بدلہ ایک ہی ہے یا وہ بھی عطائے الٰہی سے بخش دیا جائے۔

ع　　　کریم کا کرم بے حساب کیا کہنا

سُبْحَانَ اللّٰهِ ! جب انسان دونوں ہاتھ سیدھا کر کے پھیلا دے تو داہنے ہاتھ کی انگلی سے بائیں ہاتھ کی انگلی کی مقدار تک بَاع کہتے ہیں۔ مذکورہ حدیث میں مثال کے لئے فرمایا گیا ہے مطلب یہ ہے کہ اگر تم اخلاص کے ساتھ تھوڑے عمل کے ذریعہ قرب الٰہی حاصل کرو تو اللہ عزوجل اپنی رحمت سے بہت زیادہ کرم کے ساتھ بخشے گا لہٰذا نیک اعمال کئے جاؤ، تھوڑا یا زیادہ نہ دیکھو۔ ہمارے اعمال اگر چہ ایسے نہ ہوں کہ ان سے جلد قرب الٰہی حاصل ہو سکے پھر بھی رب تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے جسے چاہتا ہے اسے جلد ہی اپنی بارگاہ کا قرب عطا فرماتا ہے یہ محض رب قدیر کی رحمت کاملہ کی وجہ سے ہے ورنہ ہمارے اعمال ایسے کہاں؟ اور اگر کوئی مومن اللہ عزوجل کا شریک کسی کو نہ ٹھہرائے یعنی کفر وشرک سے بچتا رہے تو کتنا ہی گناہ گار کیوں نہ ہو میرا پروردگار عزوجل جلد یا بدیر اس کو بخش دے گا مقصد یہ ہے کہ کوئی بڑے سے بڑا گناہگار بھی رحمت الٰہی سے ناامید نہ ہو بلکہ اللہ عزوجل کی رحمت پر امید رکھ کر توبہ کر لے اللہ عزوجل غفور ورحیم ہے اپنے فضل وکرم سے اور اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ میں بخش دے گا۔

سونا چاندی خیرات کرنے سے بهتر عمل

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں ایسے بہترین اعمال نہ بتادوں جو اللہ عزوجل کے نزدیک بہت ستھرے اور تمہارے درجے بہت بلند کرنے والے اور تمہارے لئے سونا چاندی خیرات کرنے سے بھی بہتر ہوں اور تمہارے لئے اس سے بھی بہتر ہو کہ تم دشمن سے جہاد کرو کہ تم ان کی گردنیں مارو اور وہ تمہیں شہید کریں۔ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا ہاں (سکھا دیجئے) رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم نے ارشاد فرمایا وہ عمل اللہ عزوجل کا ذکر ہے۔ (مرأت ج ۳ص ۳۱۱)

ہمارے پیارے آقا علیہ التحیۃ والثنا نے مذکورہ حدیث شریف سے غربا کی حوصلہ افزائی فرمائی اور انہیں تسلی بھی دی کہ اُمرا تو سونا چاندی خیرات کرتے ہیں یقیناً نیت کی درستگی کے ساتھ ان کو اس کا اجر تو ملے گا لیکن اگر غریب ثواب حاصل کرنا چاہے تو مایوس نہ ہو کہ اس سے بھی افضل ایک چیز ہے اور وہ ہے اللہ عزوجل کا ذکر۔ اے غریبو! تم یہ نہ سوچنا کہ مالدار خیرات کر کے ثواب میں آگے نکل جائے گا نہیں تم اللہ عزوجل کا ذکر کرو یہ اس سے بھی افضل ہے۔ اور جہاد کے بارے میں جو فرمایا اس سے وہ جہاد مراد ہے جو اللہ عزوجل کے ذکر کے بغیر ہو ورنہ وہ جہاد جس میں ہاتھوں میں تلوار بھی ہو اور ذکر الٰہی زبان پر ہو اس جہاد کی فضیلت کا کیا کہنا؟

کون سا عمل افضل ہے

حضرت عبداللہ بن بُسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بدوی تاجدار کائنات علیہ افضل الصلوات کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کیا کون شخص اچھا ہے؟ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مژدہ ہو اسے جس کی عمر لمبی ہو اور اعمال اچھے ہوں۔ عرض کیا یارسول اللہ! کون سا عمل افضل ہے؟ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا کو اس حال میں چھوڑو کہ تمہاری زبان ذکر الٰہی سے تر ہو۔ (احمد۔ ترمذی۔ مرأت)

زبان کا ذکر الٰہی سے تر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اپنی زندگی میں بکثرت اللہ عزوجل کا ذکر کرتے رہو تا کہ موت کے وقت اللہ عزوجل کا نام بآسانی آپ کی زبان پر جاری ہو۔ جیسے تر لکڑی کو آگ نہیں جلا سکتی اسی طرح ذکر الٰہی سے تر زبان کو انشاء اللہ دوزخ کی آگ نہ جلائے گی۔ پتہ چلا کہ زبان سے ذکر الٰہی کرنا چاہئے نہ کہ لغویات میں اسے مشغول رکھنا چاہئے۔ طبرانی میں مرفوعا حدیث نقل فرمائی گئی ہے کہ تاجدار کائنات

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر خشک وتر چیزوں کے پاس اللہ عزوجل کا ذکر کروتا کہ یہ چیزیں تمہارے ایمان کی گواہ ہوں۔

جنت کی کیاریوں سے کچھ چن لیا کرو

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم جنت کی کیاریوں سے گزرو تو کچھ چن (چر) لیا کرو لوگوں نے پوچھا جنت کی کیاریاں کیا ہیں فرمایا ذکر کے حلقے۔ (مرأت ۳۱۷)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ عزوجل کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ذکر کی محفل کو جنت کی کیاریاں قرار دیا۔اب شاید ہی کوئی مومن ایسا ہو جو جنت کی کیاریوں کی تلاش نہ کرے اور جب جنت کی کیاریاں مل جائیں تو کچھ اس میں سے حاصل نہ کرے یعنی ذکر الٰہی نہ کرے۔ مذکورہ حدیث شریف سے چند باتیں سمجھ میں آئیں وہ یہ کہ ذکر الٰہی کے جلسوں میں جانا، ذکر الٰہی کے لئے حلقے لگانا۔ میلاد شریف کی محفل کا انعقاد کرنا (کہ اس میں اللہ عزوجل کی شان اور اس کے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر ہوتا ہے) کہ ذکر رسول بھی ذکر الٰہی ہی ہے۔ لہٰذا ایسی پاکیزہ محفلوں کی تلاش کر کے اس میں شریک ہو کر اپنی آخرت کو سنوار لینا چاہیئے۔ ذکر کے حلقوں کی تلاش میں لگے رہو اس لئے کہ تنہا ذکر کرنے سے افضل مجمع کے ساتھ ذکر کرنا ہے کہ اگر ایک کا قبول ہوگا تو اس کے صدقہ میں اللہ عزوجل سب کا ذکر کرنا قبول فرمائے گا۔

افضل کلمات

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ''افضل کلمات چار ہیں ''سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، لاَ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ'' اور ایک روایت میں یوں ہے کہ اللہ عزوجل کو چار کلمات

پیارے ہیں۔سُبْحَانَ اللّٰہِ،اَلْحَمْدُلِلّٰہِ،لاَاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُاوراَللّٰہُ اَکْبَرُ۔(مسلم شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو!تسبیح کے معنٰی ہیں اللہ عزوجل کو تمام عیوب و نقائص سے پاک جاننا۔یا پاک بیان کرنا۔اسمائے الٰہی ورد کرنے والے پر اس نام کی تجلی وارد ہوتی ہے تو''سُبْحَانَ اللّٰہِ'' کاورد کرے تو انشاء اللہ خود یہ بندہ برائیوں سے پاک ہوتا چلا جائے گا۔تسبیح بہت اعلیٰ ذکر ہے اسی لئے نماز شروع کرتے ہیں''سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ'' سے،رکوع میں''سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ'' سجدہ میں ''سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی اور تعجب خیز بات پر''سُبْحَانَ اللّٰہِ'' کہتے ہیں۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مذکورہ چار کلمات کو افضل فرمایا، کیوں کہ ان کلمات میں اللہ عزوجل کی بے شمار تعریفیں مذکور ہیں''سُبْحَانَ اللّٰہِ'' کا معنٰی ہے اللہ عزوجل سارے عیوب سے پاک ہے۔''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ'' کا معنٰی ہے تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لئے ہیں۔''لاَاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ'' یہ وہ کلمہ ہے جسے پڑھ کر بندہ مسلمان ہوتا ہے۔''اَللّٰہُ اَکْبَرُ'' اللہ عزوجل سب سے بڑا ہے گویا''اَللّٰہُ اَکْبَرُ'' کہنے والا بندہ اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور ہر ایک سے اس کی بڑائی کا اعتراف کرتا ہے یہ کلمات اللہ عزوجل کی جامع صفات ہیں۔اللہ عزوجل سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل ہم سب کو ان افضل کلمات کے ورد کی توفیق نصیب فرمائے۔

جنت میں درخت

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا''مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ غُرِسَتْ لَہٗ نَخْلَۃٌ فِیْ الْجَنَّۃِ''یعنی جو''سُبْحَانَ اللّٰہِ العَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ'' پڑھے اس کے لئے جنت میں درخت لگایا جائے گا۔ (رواہ الترمذی)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو!اللہ عزوجل کی

رحمتوں پر قربان جاؤ کہ ایک بار ’’سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ‘‘ پڑھنے پر جنت میں ہمارے لئے درخت لگایا جاتا ہے۔ درخت لگانے کی وجہ یہ ہے کہ درخت سے انسان کو بے پناہ فائدہ ہوتا ہے۔ درخت کبھی سائے کا کام دیتا ہے اور کبھی وہ میوے دیتا ہے۔ کبھی پھل پھول ہوتے ہیں جن سے خوراک ولذت حاصل کی جاتی ہے۔ تمام درختوں میں کھجور کا درخت بہت ہی مفید اور لذیذ ہے اور حدیث شریف میں تعداد کا تعین نہیں لہٰذا یہ یقین رکھنا چاہئے کہ اگر ہم ایک مرتبہ بھی یہ جملہ کہیں گے تو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جنت میں ہم ایک درخت کے مستحق ہوں گے۔ وہ درخت بھی کھجور کا ہوگا کیوں کہ نخلہ کھجور ہی کے درخت کو کہا جاتا ہے اور کھجور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پسندیدہ غذا ہے۔ لہٰذا جو غلام اپنے آقا ومولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے رب کی تسبیح کریں گے ان کے لئے محبوب کے پسندیدہ پھل کے درخت لگائے جائیں گے۔ اس تسبیح کا ایک فائدہ یہ ہے کہ جو شخص اسے صبح کو تین مرتبہ پڑھے وہ برص، جذام اور جنون سے محفوظ رہے گا۔ اِنْشَاءَ اللّٰہُ

سو گناہ معاف

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو ایک دن میں سو (۱۰۰) مرتبہ یہ کہے ’’لَا اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَ ھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ‘‘ اس کے لئے دس غلام آزاد کرنے کے برابر ہوگا۔ اور اس کے لئے سو (۱۰۰) نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس کے سو گناہ معاف کئے جائیں گے اور اس روز دن بھر اسکی شیطان سے حفاظت ہوگی حتیٰ کہ شام پالے اور کوئی شخص اس سے بہتر عمل نہ کر سکے گا اس کے سوا جو زیادہ پڑھ لے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہمارے نامۂ اعمال گناہوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ یہ تو اللہ عزوجل کا کرم ہے کہ وہ چھوٹے سے عمل

کے سبب ہمارے بیشمار گناہوں کو معاف بھی فرما دیتا ہے اور بیشمار نیکیاں بھی عطا فرماتا ہے اور یہی نہیں بلکہ شیطان سے اس دن ہماری حفاظت بھی فرماتا ہے۔ مذکورہ حدیث شریف میں جو دن بھر شیطان سے حفاظت کا ذکر ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بندہ دن میں چونکہ جاگتا ہے اور بیداری ہی میں شیطان زیادہ گناہ کراتا ہے اس لئے دن کا ذکر فرمایا۔ اگر چہ مذکورہ کلمات کسی بھی وقت پڑھنا درست ہے۔ لیکن صبح کے وقت زیادہ افضل ہے تاکہ دن بھر شیطان سے محفوظ رہے یہ تاثیر تو صرف سو (۱۰۰) بار پڑھنے کی ہے۔ اگر اس سے زیادہ پڑھے تو زیادہ فائدہ ہوگا۔

فرشتوں کی تسبیح

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کون سا کلام افضل ہے؟ رسول اللہ! نے فرمایا: اللہ عزوجل نے اپنے فرشتوں کے لئے جو تسبیح منتخب فرمایا وہ یہ ہے "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ" (مسلم شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس حدیث شریف میں فرشتوں کی تسبیح کا ذکر فرمایا گیا ہے کہ سارے فرشتے "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ" پڑھا کرتے ہیں فرشتوں کا یہ پڑھنا اللہ عزوجل کی تعلیم سے ہے اس لئے یہ کلمات بہت افضل ہیں اور اس سے میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ارفع و اعلیٰ شان بھی ظاہر ہوتی ہے کہ تاجدار کائنات علیہ افضل الصلوات فرشتوں کی عبادت کو بھی جانتے ہیں اور ان کے حالات سے بھی باخبر ہیں جو آسمان میں رہتے ہیں۔ پتہ یہ چلا کہ جو رسول عرش والوں کے حالات سے باخبر ہوں وہ فرش والوں کے حالات سے کیوں کر بے خبر ہوں گے؟

سر عرش پر ہے تیری گزر دلِ فرش پر ہے تیری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شئی نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

لہٰذا ایسے پیارے پیارے عمل کرو جنہیں دیکھ کر ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

راضی ہو جائیں۔ اللہ عزوجل ہمیں فرشتوں کی تسبیح پڑھنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

جنت کا ایک خزانہ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے تو لوگ بلند آواز سے تکبیر کہنے لگے۔ اس پر رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! اپنی جانوں پر نرمی کرو، تم لوگ نہ بہرے کو پکارتے ہو نہ غائب کو تم سمیع و بصیر کو پکار رہے ہو جو تمہارے ساتھ ہے۔ جسے تم پکار رہے ہو وہ تم میں سے ہر ایک کی سواری کی گردن سے بھی زیادہ قریب ہے۔

ابوموسیٰ اشعری (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے تھا۔ اپنے دل میں کہہ رہا تھا "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ" تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عبداللہ بن قیس کیا میں تم کو جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ پر رہبری نہ کر دوں؟ میں نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ! فرمایا "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ" (مسلم شریف جلد دوم ص ۳۴۶)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو بلند آواز سے تکبیر کے لئے منع فرمایا اس کی وجہ یہ نہ تھی کہ ذکر بالجہر (بلند آواز سے ذکر) منع ہے بلکہ اس لئے منع فرمایا تھا کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر سفر کرتے ہوئے یہ نعرے تکلیف کا باعث تھے۔ اسی لئے فرمایا اپنی جانوں پر نرمی کرو اور اشعۃ اللمعات میں ہے کہ یہ سفر غزوۂ خیبر کا تھا کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مع صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے خیبر فتح فرمانے تشریف لے جا رہے تھے۔ اس سفر میں حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارادہ یہ تھا کہ خیبر پر ہم اچانک جا پڑیں۔ لوگوں کو اس حملہ کی خبر بھی نہ ہو سکے تا کہ دشمنان اسلام تیاری نہ

کر سکیں اور بہت کم خون خرابہ ہو اور خیبر فتح ہو جائے۔ اس نعرے سے یہ مقصد فوت ہو جاتا ورنہ بہت مواقع پر جہاں ذکر بالجہر کے موانع نہ ہوتے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بلکہ خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلند آواز سے ذکر الٰہی کیا کرتے۔ چنانچہ با جماعت نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرتے تھے۔ وہ موانع مثلاً وہاں کوئی نماز پڑھ رہا ہو یا کوئی معتکف سو رہا ہو تو ایسی صورت میں ذکر بالجہر منع ہے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دل میں "لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ" پڑھ رہے تھے تو غیب کی خبر بتانے والے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کی کیفیت دل سے باخبر ہو کر ارشاد فرماتے ہیں "لَا حَوْلَ" شریف جنت کا خزانہ ہے اس لئے کہ اس میں انسان انتہائی بے کسی بے بسی کا اقرار اور اللہ عزوجل کی قدرت کا اعتراف کرتا ہے یہی بندگی کا مدار ہے "حول" کے معنٰی ہیں ظاہری طاقت اور قوّت کا معنٰی ہے باطنی قوت یعنی بندے میں بغیر رب تعالیٰ کی مدد کے نہ ظاہری طاقت ہے نہ باطنی قوت۔ اللہ عزوجل کے کرم کے بغیر بندہ نہ گناہوں سے بچ سکتا ہے نہ نیکیاں کر سکتا ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کلموں کو خزانہ اس لئے فرمایا کہ یہ کلمے جنتی نعمتوں کے خزانے ملنے کے سبب ہیں۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ میں ہمیں جنت کا خزانہ مل گیا ہے اس لئے اس خزانے کی قدر کرو اور قدر یہ ہے کہ کثرت سے اس کو پڑھا کرو۔ اللہ عزوجل ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔

صَبر کا ثواب

احمد و بیہقی نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے جب پرانی مصیبت یاد آئے تب بھی "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ" پڑھ لے نئے صبر کا ثواب پائے گا۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! انسان خوشی اور غم کے ایام کو فراموش نہیں کرسکتا اسے خوشی کے دن بھی یاد آتے رہتے ہیں اور غم کے ایام بھی یاد آتے رہتے ہیں لہٰذا خوشی کے لمحات یاد آئیں تو ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ'' پڑھ لے اور ماضی کی کوئی مصیبت یاد آئے تو اس پر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ'' پڑھ لے۔ یقیناً صبر کا ثواب اللہ عزوجل عطا فرمائے گا۔

مصیبت میں ذکر الٰہی کا نرالا انداز

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! یہ دنیا مصیبتوں کا گھر ہے۔ انسان پر اس دنیا میں چھوٹی، بڑی، بے شمار مصیبتیں آتی ہیں لیکن قربان جائیے رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کرم پر کہ چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی مصیبتوں کا علاج اور انہیں دور کرنے کا طریقہ ہم سیہ کاروں کو عطا فرمایا ہے۔ اے کاش ہم اس پر عمل پیرا ہوکر مصیبتوں سے نجات پانے کی کوشش کرتے۔

حضور تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چراغ گل ہونے، نعلین کا تسمہ ٹوٹ جانے اور ہاتھ پر پھانس لگ جانے پر ''اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ'' پڑھتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ بھی مصیبت ہے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ حضور! یہ تو معمولی باتیں ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کبھی معمولی بات بھی بڑی ہوجاتی ہے۔ (درمنثور، عزیزی وغیرہ)

رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شیدائیو! آپ اندازہ لگائیں کہ اگر ہمارے یہاں لائٹ چلی جائے تو پتہ نہیں کیسے کیسے نازیبا جملے زبان سے ہم نکالتے ہیں لیکن ایسے موقع پر ہمیں اپنی زبان کو کن جملوں کے لئے جنبش دینی چاہیے یاد رکھو ایسے موقع پر غلط جملے نکالنے کے بجائے ''اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ'' پڑھنا میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے اسی طرح جوتے کے تسمے ٹوٹ جائیں یعنی جوتے کی رسی ٹوٹ جائے تو بھی چڑ چڑے پن کا شکار ہوکر اللہ عزوجل کے نہ پسندیدہ جملوں کو ادا

کرنے کی بجائے ”اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ“ پڑھیں کہ ایسے موقع پر ”اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ“ پڑھنا میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے۔ اسی طرح ہاتھ میں پھانس لگ جائے تب بھی ”اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ“ پڑھنا میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے۔ اللہ عزوجل ہم سب کو آقائے نعمت، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

گھر جنّت میں

بیہقی میں ہے کہ جس میں چار باتیں ہوں اس کا گھر جنت میں ہے۔ ایک یہ کہ ہر کام میں اللہ عزوجل سے التجا کرے۔ دوسرا یہ کہ مصیبت پر ”اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ“ پڑھے۔ تیسرا یہ کہ نعمت پر ”اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ“ پڑھے۔ چوتھا یہ کہ گناہ پر ”اَسْتَغْفِرُ اللّٰهِ“ پڑھے۔ اسی طرح حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، آپ نے فرمایا سُبْحٰنَ اللّٰهِ ساری مخلوق کی عبادت ہے اور ”اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ“ کلمۂ شکر ہے اور ”لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ“ اخلاص کا کلمہ ہے اور الله اکبر آسمان اور زمین کے درمیان کی فضا بھر دیتا ہے اور جب بندہ کہتا ہے ”لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ“ تو اللہ عزوجل فرماتا ہے میرا بندہ مطیع ہوگیا اور خود کو میرے سپرد کردیا۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ عزوجل کی ساری مخلوق اس کی تسبیح کرتی ہے۔ خود اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے ”وَاِنْ مِّنْ شَيْئٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ“ ہر چیز اللہ عزوجل کی تسبیح کرتی ہے۔ اولیاء اللہ ان تسبیحات کو سنتے ہیں۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کھاتے وقت لقمے کی تسبیح سنتے تھے۔ یہاں تک کہ سبزہ کی تسبیح کی برکت سے عذاب قبر میں تخفیف ہوتی ہے۔ لہٰذا ”سُبْحَانَ اللّٰهِ“ پڑھ کر دیگر مخلوق کے ساتھ خود بھی عبادت میں شریک ہوجائیں اور کلمۂ ”اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ“ کلمۂ شکر ہے لہٰذا اللہ عزوجل کا شکر ”اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ“ پڑھ کر ادا کریں۔ اور فرمایا گیا کہ ”لَا اِلٰهَ

اِلَّا اللّٰہُ" سے مراد پورا کلمہ ہے اور یہ پورا کلمہ اخلاص کا کلمہ ہے یعنی اس کلمۂ طیبہ کی برکت سے دنیا میں کفر اور آخرت میں دوزخ سے رہائی ملتی ہے اور "اَللّٰہُ اَکۡبَرُ" آسمان وزمین کے درمیان کی فضا بھر دیتا ہے درحقیقت یہ ہمیں سمجھانے کے لئے ہے کہ ہماری کوتاہ نظریں ان آسمان اور زمین کی حد تک ہی محدود ہیں ورنہ رب تعالیٰ کی کبریائی کے مقابل آسمان وزمین کی کیا حقیقت ہے اس کی ملکیت آسمان و زمین تک ہی محدود نہیں اور "لَاحَوۡلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ" پڑھنے والا گویا اللہ عزوجل کا اطاعت گزار بندہ ہو گیا اور اپنے آپ کو مولیٰ عزوجل کے سپرد کرنے والا ہو گیا۔

سُبۡحَانَ اللّٰہ! جب اللہ عزوجل فرمادے کہ یہ میرا بندہ فرمانبردار اور میری پناہ میں ہے تو اسے دارین کی تکلیف کیسے پہونچ سکتی ہے لہٰذا میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ کلمات کو زبان پر جاری کر کے نیکیوں کو جمع کرو اور اللہ عزجل کے اطاعت گزار بندے بن جاؤ۔

شیطان گھر سے بھاگ جاتا ھے

حدیث شریف میں ہے کہ "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ" سے شیطان مایوس ہو جاتا ہے اور اس کو وہاں سے بھاگنا ہی پڑتا ہے اور ہائے وائے کرنے سے شیطان کی شرکت ہو جاتی ہے۔

بندہ جب مصیبت میں گرفتار ہوتا ہے خاص طور پر کسی کا انتقال ہو جائے تو عورتیں اور مرد حضرات ہائے اور وائے وغیرہ جیسے الفاظ اپنی زبان پر جاری کرتے ہیں اور انہیں یہ خیال بھی نہیں ہوتا کہ اس طرح سے اظہارِ غم میں شیطان ان کے ساتھ شریک ہو جاتا ہے لہٰذا اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ شیطان بھاگ جائے اور اس کی شرکت نہ ہو تو مصیبت اور غم کے وقت ہائے وائے کہنے کے بجائے "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ" ضرور پڑھ لیا کریں۔ ان شاء اللہ غم ہلکا بھی ہو گا اور ذکر الٰہی کا ثواب بھی ملے گا۔

ذکر الٰہی سے غفلت کا نتیجہ

ذکر الٰہی کی اہمیت اور اس کے فوائد کے بعد اب مختصراً اس سے غفلت کا انجام اور ان لوگوں کی سزا بھی ملاحظہ ہو جو رب کریم کے ذکر سے منھ موڑ کر، دنیا کے عیش و عشرت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو شریعت کی پابندی تو در کنار ان کی زبان پر مدتوں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام تک نہیں آتا کاش! وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات کو پڑھ کر توبہ کر لیں اور اپنے دل سے گناہوں کی سیاہی صاف کرنے کے لئے اللہ کے ذکر میں مصروف ہو جائیں تو چند ہی دن میں ان کا قلب روشن و منور ہوگا اور وہ اپنے آپ کو احکام شرع کی طرف مائل پانے لگیں گے۔

منافقین کا حال بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ ان میں دیگر عیوب کے ساتھ ایک عیب یہ بھی ہے کہ وہ اللہ کا ذکر بہت کم کرتے ہیں۔

ارشاد ہوتا ہے: **اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ یُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِیْلًا ۝** بیشک منافقین (اپنے گمان میں) دھوکا دے رہے ہیں اللہ کو اور اللہ سزا دینے والا ہے انہیں (اس دھوکا بازی کی) اور جب کھڑے ہوتے ہیں نماز کی طرف کاہل بن کر لوگوں کو دکھانے کے لئے اور اللہ کا ذکر نہیں کرتے مگر تھوڑا۔ (سورہ نساء:۱۴۲)

وہ تو بالکل ہی گمراہ ہیں جنہیں اللہ کا ذکر سنایا جاتا ہے لیکن پھر بھی ان کے دل ذکر الٰہی کی طرف مائل نہیں ہوتے ایسے لوگوں کے لئے ''ویل'' ہلاکت اور ذلت و خواری ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی تو مطلب یہ ہوگا کہ یہ لوگ اللہ کے ذکر سے غافل ہو کر دنیا کی عیاشی میں خوب مست ہیں انہیں اللہ کو یاد کرنے کی فرصت ہی نہیں اگر کوئی عالم دین یا مبلغ انہیں محفل ذکر میں شرکت کی دعوت دیتا ہے یا توبہ و ذکر کی نصیحت کرتا ہے تو یہ نہایت

ہی متکبرانہ انداز میں اسے گھورتے ہیں اور اس کی دعوت کو ٹھکرا دیتے ہیں جب کہ حقیقت یہ کہ ذکر سے غفلت کے باعث ان کے دل مردہ ہو چکے ہیں اور ان کے گھر قبرستان ہو چکے ہیں، یہ خود طرح طرح کی آفات و بلیات میں مبتلا رہتے ہیں۔ بے چین ہیں، مضطرب ہیں، کسی ناصح کی نصیحت پر غور کرنے کے لئے آمادہ نہیں ہوتے۔ درج ذیل آیات پر غور کیجئے اور پناہ مانگئے ذکر الٰہی میں غفلت سے۔ فرمان الٰہی ہے۔ **وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطَاناً فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ۔** جو رحمٰن کے ذکر سے منھ پھیرے ہم اس پر ایک شیطان کو مسلط کر دیتے ہیں وہ اس کا ساتھی بن جاتا ہے۔

آج مسلمانوں کو بہ آسانی گناہوں کی طرف جو شیطان لے جاتا ہے اس کا سبب رحمٰن کے ذکر سے غفلت اختیار کرنا ہے اے سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دیوانو! کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ شیطان تمہارا ساتھی بنے؟ مجھے یقین ہے کہ ہرگز نہیں پسند کرو گے۔ تو خدارا خدارا ذکر الٰہی سے غافل نہ ہوں تاکہ کل بروز قیامت رحمٰن کے محبوبوں کا ساتھ نصیب ہو اور اللہ عزوجل کے محبوبوں کا ساتھ جس کو نصیب ہو جائے اس کی دنیا و آخرت دونوں سنور جائے گی۔ انشاء اللہ

شیطان مسلط ہو جاتا ہے

پروردگار عالم ارشاد فرماتا ہے: **اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ اُولٰئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ اَلَا اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخَاسِرُوْنَ.** تسلط جما لیا ہے ان پر شیطان نے تو اس نے اللہ کا ذکر انہیں بھلا دیا یہی لوگ شیطان کا ٹولا ہیں بغور سنو شیطان کا ٹولا ہی نقصان اٹھانے والا ہے۔ (سورہ مجادلہ ۱۹)

اور ارشاد فرماتا ہے: **وَمَنْ يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ○** اور جو منہ موڑے گا اپنے رب کریم کے ذکر سے تو وہ اسے داخل کرے گا سخت عذاب میں۔ (سورۂ جن)

☆☆☆

حقوق والدین

رب قدیر جل جلالہ نے اپنی مقدس کتاب قرآن مجید میں متعدد مقامات پر والدین کے ساتھ حسن سلوک، ان کی تعظیم وتوقیر، ان کی اطاعت وفرمانبرداری اوران کی خدمت کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ چنانچہ سورۃ الاسراء میں خدائے وحدہ لاشریک ارشاد فرماتا ہے: وَ قَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِیَّاہُ وَ بِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا ؕ اِمَّا یَبۡلُغَنَّ عِنۡدَکَ الۡکِبَرَ اَحَدُ ہُمَاۤ اَوۡ کِلٰہُمَا فَلَا تَقُلۡ لَّہُمَاۤ اُفٍّ وَّ لَا تَنۡہَرۡ ہُمَا وَ قُلۡ لَّہُمَا قَوۡلًا کَرِیۡمًا ○ وَ اخۡفِضۡ لَہُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحۡمَۃِ وَ قُلۡ رَّبِّ ارۡحَمۡہُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیۡ صَغِیۡرًا○ اورتمہارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو اگر تیرے سامنے ان میں ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہونچ جائیں توان سے ہوں نہ کہنا اور انھیں نہ جھڑکنا اوران سے تعظیم کی بات کہنا اوران کے لئے عاجزی کا بازو بچھا نرم دلی سے اورعرض کر کہ اے میرے رب توان دونوں پر رحم کر جیسا کہ ان دونوں نے مجھے چھٹپن میں پالا۔ (سورۂ اسراء پ۱۵، آیت ۲۳، ترجمہ از کنزالایمان)

ایک جگہ اورارشادفرماتا ہے: وَاِذۡ اَخَذۡنَا مِیۡثَاقَ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِ یۡلَ لَا تَعۡبُدُوۡنَ اِلَّا

اللّٰہَ قف وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا۔ اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو۔ (پ ۱/ آیت ۸۳، ترجمہ از کنز الایمان)

دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے: وَ وَصَّیْنَا الاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ ج حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰی وَهْنٍ وَّ فِصٰلُهٗ فِیْ عَامَیْنِ اَنِ اشْكُرْ لِیْ وَ لِوَالِدَیْكَ ط اِلَیَّ الْمَصِیْرُ o وَ اِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰۤی اَنْ تُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ لا فَلَا تُطِعْهُمَا وَ صَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا ز وَّاتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ ج ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ o اور ہم نے آدمی کو اس کے ماں باپ کے بارے میں تاکید فرمائی، اس کی ماں نے اسے پیٹ میں رکھا، کمزوری پر کمزوری جھیلتی ہوئی اور اس کا دودھ چھوٹنا دو برس میں ہے یہ کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا آخر مجھی تک آنا ہے اور اگر وہ دونوں تجھ سے کوشش کریں کہ میرا شریک ٹھہرائے ایسی چیز کو جس کا تجھے علم نہیں تو ان کا کہنا نہ مان اور دنیا میں اچھی طرح ان کا ساتھ دے اور اس کی راہ چل جو میری طرف رجوع لایا پھر میری ہی طرف تمہیں پھر آنا ہے تو میں بتادوں گا جو تم کرتے تھے۔ (پ ۲۱، سورۂ لقمان آیت ۱۴، ۱۵)

ایک جگہ یوں ارشاد فرماتا ہے: وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْئًا وَّبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا۔ اور اللہ کی بندگی کرو اور اس کا شریک کسی کو نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ سے بھلائی کرو۔ (سورۂ نسا آیت ۳۶، کنز الایمان)

ایک اور مقام پر اس طرح فرماتا ہے: قُلْ مَاۤ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَیْرٍ فَلِلْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ وَ الْیَتٰمٰی وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِ ط وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ o تم فرماؤ جو کچھ مال نیکی میں خرچ کرو تو وہ ماں باپ اور قریب کے رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور راہ گیر کے لئے ہے اور جو بھلائی کرو بیشک اللہ اسے جانتا ہے۔ (پ ۲/ آیت ۲۱۵، کنز الایمان)

ایک مقام پر اس طرح فرماتا ہے: وَ وَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ حُسْنًا ط وَ اِنْ

جَاھَدٰکَ لِتُشْرِکَ بِیْ مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْھُمَا ؕ اِلَیَّ مَرْجِعُکُمْ فَاُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ اور ہم نے آدمی کو تاکید کی اپنے ماں باپ کے ساتھ بھلائی کی اور اگر وہ تجھ سے کوشش کریں کہ تو میرا شریک ٹھہرائے جس کا تجھے علم نہیں تو ان کا کہنا نہ مان، میری ہی طرف تمہارا پھرنا ہے تو میں بتادوں گا تمہیں جو تم کرتے تھے۔

(سورۂ عنکبوت آیت/۸، کنزالایمان)

یہ آیت اور سورۂ لقمان نیز سورۂ احقاف کی آیتیں حضرتِ سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں و بقول ابن اسحٰق حضرتِ سعد بن مالک زہری کے حق میں نازل ہوئیں۔ ان کی ماں حمنہ بنت ابی سفیان بن امیہ بن عبد شمس تھی، حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سابقین اولین میں سے تھے اور اپنی والدہ کے ساتھ اچھا سلوک کرتے تھے۔ جب آپ اسلام لائے تو آپ کی والدہ نے کہا تو نے یہ کیا نیا کام کیا؟ خدا کی قسم اگر تو اس سے باز نہ آیا تو میں نہ کھاؤں نہ پیئوں یہاں تک کہ مرجاؤں اور تیری ہمیشہ کے لئے بدنامی ہو اور تجھے ماں کا قاتل کہا جائے۔ پھر اس بڑھیا نے فاقہ کیا اور ایک شبانہ روز نہ کھایا نہ پیا نہ سایہ میں بیٹھی، اس سے ضعیف ہوگئی پھر ایک رات دن اور اسی طرح رہی حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے پاس آئے اور آپ نے اس سے فرمایا کہ اے ماں! اگر تیری سو جانیں ہوں اور ایک ایک کرکے سب ہی نکل جائیں تو بھی میں اپنا دین چھوڑنے والا نہیں تو چاہے کھا، چاہے مت کھا۔ جب وہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے مایوس ہوگئی کھانے پینے لگی۔ اس پر یہ آیت نازل فرمائی اور حکم دیا کہ والدین کے ساتھ نیک سلوک کیا جائے اور اگر وہ کفر و شرک کا حکم دیں تو نہ مانا جائے۔ (خزائن العرفان)

حضرتِ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے خصوصاً اور باقی جملہ اہل اسلام کو تاکید فرمائی کہ ماں باپ کے ساتھ احسان و مروت کرو اور ان کی خدمت میں کوتاہی نہ

کرو اور شرک اور نافرمانئ شرع کے سوا باقی جن اُمور میں وہ راضی ہوں، انھیں راضی کریں۔ ہاں جب وہ شرک یا حکم شرع کے خلاف فرمائیں تو ان کا کہنا نہ مانیں۔

بلبل شیراز حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمہ نے کیا خوب فرمایا

چون نبود خویش را دیانت وتقویٰ قطعِ رحم بہتر از مودّتِ قُربیٰ

یعنی جب رشتہ داروں میں دیانت وتقویٰ نہ ہو ایسے رشتہ داروں سے قطع رحمی ہوتی ہو تو کوئی حرج نہیں۔

ایک اور مقام پر فرمانِ خداوندی ہے: وَ وَصَّیۡنَا الۡاِنۡسَانَ بِوَالِدَیۡهِ اِحۡسَانًا ؕ حَمَلَتۡهُ اُمُّهٗ كُرۡهًا وَّوَضَعَتۡهُ كُرۡهًا ؕ وَحَمۡلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوۡنَ شَهۡرًا o اور ہم نے آدمی کو حکم کیا کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرے اس کی ماں نے اسے پیٹ میں رکھا تکلیف سے، اسے جنی تکلیف سے۔ (پ۲۶، سورۂ احقاف، آیت ۱۵، کنزالایمان)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! عام طور پر قرآن کریم میں توحید، دلائل توحید اور فرائض زندگی کے ذکر کے بعد حقوق والدین کی طرف زوردار الفاظ میں توجہ دلائی جاتی ہے۔ یہاں بھی مشرکین کی غلط فہمیوں کے ازالے کے بعد اور اہل استقامت کی کامرانیوں کے بعد قارئین کی توجہ والدین کی خدمت اور دلجوئی کی طرف مبذول کرائی جارہی ہے

علامہ ابن منظور لکھتے ہیں کہ جب وصیت کا فاعل اللہ تعالیٰ ہو تو اس کا معنیٰ فرض کرنا ہوتا ہے۔ ''لِاَنَّ الۡوَصِيَّةَ مِنَ اللّٰهِ اَنَّمَا هِيَ فَرۡضٌ'' (لسان العرب)

اس آیت میں اگر چہ ماں باپ دونوں کے ساتھ حسن سلوک اور ان کی خدمت اور ہر طرح سے دلجوئی کا حکم بار بار دیا جارہا ہے۔ بایں ہمہ اس آیت سے صراحۃً معلوم ہوتا ہے کہ ماں کا حق باپ سے کئی گنا زیادہ ہے۔ یہاں ان تکالیف اور مشقتوں کا مفصل تذکرہ ہے جو بچے کے سلسلے میں صرف ماں برداشت کرتی ہے۔ جس روز رحمِ مادر میں

حمل قرار پکڑتا ہے اس وقت سے ماں کی ساری جسمانی قوتیں جنین کی پرورش اور نگہداشت میں صرف ہونے لگتی ہیں۔ اس کی اپنی صحت کا نظام بری طرح متاثر ہوتا ہے، نیند، بھوک وغیرہ معمولات میں نمایاں فرق رونما ہو جاتا ہے۔ طبیعت گراں اور افسردہ رہتی ہے، اور آئے دن ان مشقتوں میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ پیدائش کے لمحے تو ماں کو جاں کنی کی کیفیت سے دوچار کر دیتے ہیں ان جان لیوا مرحلوں سے گزرنے کے بعد پھر ایک طویل ریاضت کا عمل شروع ہو جاتا ہے، دودھ پلانا، صبح وشام اس کی نگہداشت کرتے رہنا، بیماری کی صورت میں رات رات اس کو گود میں اٹھائے رکھنا، اس کی آرام کی خاطر اپنا آرام بڑی خوشی اور محبت سے قربان کر دینا صرف ماں کا حصہ ہے ان تمام مشقتوں کا ذکر کر کے بتا دیا کہ ماں کا حق باپ سے زیادہ ہے۔ آپ اس کی مزید تفصیل اگلے صفحات میں ملاحظہ فرمائیں گے۔ (انشاءاللہ)

اللہ کی رضا والدین کی رضا میں ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''رِضَی الرَّبِّ فِیْ رِضَی الْوَالِدَیْنِ وَسَخُطُ الربِّ فِیْ سَخُطِ الْوَالِدَیْنِ'' یعنی اللہ کی رضامندی ماں باپ کی رضامندی میں ہے اور اللہ کی ناراضگی ماں باپ کی ناراضگی میں ہے۔ (ترمذی جلد دوم ص ۱۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ کو راضی کرنے کا ایک طریقہ بتا دیا کہ اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ تم سے خوش ہو جائے تو آسان طریقہ یہ ہے کہ تم اپنے ماں باپ کو خوش رکھو، ماں باپ کو خوش رکھنا، ان کو راضی رکھنا کوئی مشکل بات نہیں ہے۔ بہت سارے لوگ، ساری دنیا کو خوش رکھنے کی فکر میں تو لگے رہتے ہیں لیکن والدین کے معاملہ میں نہایت ہی لا پرواہ ہوتے ہیں۔ اسی طرح دوستوں کی ناراضگی پر فکر مند ہوتے ہیں اور والدین کی

ناراضگی پر کوئی افسوس نہیں کرتے ، انہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مذکورہ فرمان سے سبق حاصل کرنا چاہیئے کہ والدین کی ناراضگی درحقیقت اللہ عزوجل کی ناراضگی ہے اوران کو خوش کرنا دراصل اللہ کو خوش کرنا ہے اور جس سے اللہ راضی ہوجائے اس کو دونوں جہاں کی خوشیاں حاصل ہوگئیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل ہم سب کو اپنے والدین کو خوش رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

والد کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

طَاعَةُ اللّٰہِ طَاعَةُ الْوَالِدِ وَ مَعْصِيَةُ اللّٰہِ مَعْصِيَةُ الْوَالِدِ (طبرانی)

والد کی اطاعت اللہ عزوجل کی اطاعت ہے اور باپ کی نافرمانی خدائے وحدہ لا شریک کی نافرمانی ہے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج کے دور میں والد کی بات کو ماننے میں لوگ بہت ہی سستی اور تأمل کرتے ہیں، انہیں والد کے درجے کا علم نہیں ہوتا اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے والد کی بات ماننے کو رب کی بات ماننے کا درجہ دے کر اور والد کی بات نہ ماننے کو رب کی نافرمانی کا درجہ دے کر اپنی اُمت کو آگاہ فرمادیا کہ والد کے حکم کو معمولی نہ سمجھو۔ لہٰذا ہمیں اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ والد کی ہر جائز بات ماننے کی کوشش کریں اوران کی نافرمانی کے وبال سے اپنے آپ کو بچائیں۔ اللہ ہم سب کو والد کی اطاعت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

والدین اولاد کے لئے جنت ہیں

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوکر عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! والدین کا اولاد پر

کیا حق ہوتا ہے؟ ارشاد فرمایا ''ھُمَا جَنَّتُکَ وَ نَارُکَ'' وہ دونوں تیری جنت یا دوزخ ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف، ص۴۲۱)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے والدین کو ''جنت یا دوزخ ہیں'' فرما کر اپنے اُمّتیوں کو خبردار کردیا کہ والدین تمہارے لئے بہت بڑی نعمت ہیں جس طرح دنیا میں وہ تمہاری راحت کا ذریعہ ہیں کہ تمھاری پیدائش سے پہلے تمہارے لئے گھر، رزق، علاج و معالجہ، نگہداشت وغیرہ ان ساری چیزوں کا انتظام کرتے ہیں اسی طرح اگر تم ان کی خدمت کرو، ان کا خیال رکھو، ان کو خوش رکھو تو یہ تمھارے لئے حصولِ جنت کا ذریعہ بن جائیں گے اور اگر تم نے ان کو ناراض رکھا تو ان کی ناراضگی سے ان کا کچھ نہیں بگڑے گا بلکہ احسان فراموشی کے بدلے میں تم جہنم کے حقدار بن جاؤ گے۔ لہذا ہمیں چاہئے کہ ہم والدین کو خوش کر کے ان کی خدمت کر کے جنت کے حقدار بنیں۔

ماں کے قدموں میں جنت

حضرت معاویہ بن جاہمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جاہمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: میں جہاد پر جانا چاہتا ہوں آپ کی خدمت میں مشورہ کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے فرمایا تیری والدہ ہیں؟ عرض کیا ہاں، والدہ ہیں۔ فرمایا ''فَالْزِمْهَا فَاِنَّ الْجَنَّةَ عِنْدَ رِجْلِهَا'' اپنی والدہ کی خدمت کرو جنت اس کے قدموں تلے ہے۔ (مشکوٰۃ شریف، ص۴۲۱)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! جہاد یقیناً بہت بڑی عبادت ہے لیکن اگر ماں گھر میں موجود ہے اور اس حال میں ہے کہ اس کو خدمت کے لئے اولاد کی ضرورت ہے تو چاہئے کہ اپنی ماں کی خدمت کرے اس کے قدموں کو چومے کہ اللہ نے ماں کے قدموں کے نیچے جنّت رکھ دیا ہے۔ جس طرح اللہ کی راہ میں

جان دے کر جنّت مل سکتی ہے اسی طرح اگر کوئی اپنی ماں کی خدمت کے لئے اپنا مال، وقت، جان خرچ کرے تو اللہ اسے جنّت کا مستحق بنا دے گا اور جنّت ماں کے قدموں سے دور نہیں ہے بلکہ قدموں کے نیچے ہے۔ خدارا! اگر ماں زندہ ہو تو روز اس کے قدموں کو چوم کر جنّت کی چوکھٹ کے چومنے کا مزہ لیتے رہو۔ اللہ ہم سب پر والدہ کا سایہ درازتر فرمائے۔

ماں باپ کا دیدار حج مقبول کے برابر

حضرت ابن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اعظم نے ارشاد فرمایا ''مَا مِنْ وَلَدٍ بَارٍّ يَنْظُرُ اِلىٰ وَالِدَيْهِ نَظْرَةَ رَحْمَةٍ اِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِكُلِّ نَظْرَةٍ حَجَّةً مَّبْرُوْرَةً'' ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنے والی اولاد جب بھی محبّت کی نظر سے والدین کو دیکھے تو ہر نظر کے بدلے اللہ تعالیٰ مقبول حج کا ثواب لکھ دیتا ہے۔
صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر کوئی اپنے والدین کی زیارت دن میں سو بار کرے تو؟ فرمایا ''اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَ اَطْيَبُ'' اللہ بہت بڑا ہے اور نہایت ہی تقدس والا ہے۔ (مشکوۃ باب البر والصلۃ ص ۴۲۱)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ماں باپ کے دیدار کی فضیلت رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیان فرمائی کہ محبت بھری ایک نظر پر حج مقبول کا ثواب۔ اللہ اکبر! حج مقبول کی جزا سوائے جنت کے کیا ہوسکتی ہے؟ اگر حج مقبول ہو گیا تو بندہ گناہوں سے ایسا پاک ہو گیا جیسے آج ہی اپنی ماں کے شکم سے پیدا ہوا۔ گویا ماں باپ کو محبت کی نظر سے دیکھنا گناہوں سے چھٹکارے کا ذریعہ ہے اور حصول جنت کا بھی ذریعہ ہے۔ کاش کہ آج کا مسلمان اس حدیث پاک کی اہمیت سمجھتا اور محبت کی نظر سے ماں باپ کے دیدار کی سعادت حاصل کرتا۔ اللہ عزوجل ہم سب کو محبت کے ساتھ والدین کے دیدار کی توفیق عطا فرمائے۔

والد کی دُعا

ماں باپ اولاد کے لئے بارگاہ خداوندی میں جو بھی دعا کریں اللہ تعالیٰ اسے قبول فرماتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تین آدمیوں کی دعا قبول ہوتی ہے ''دَعْوَةُ الوَالِدِ وَ دَعْوَةُ المُسَافِرِ وَ دَعْوَةُ المَظْلُوْمِ'' والد کی دعا اولاد کے لئے، مسافر کی دعا اور مظلوم کی دعا۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ایک باپ جو بھی دعا اپنی اولاد کے لئے کرے گا اس میں ریا کا دخل نہیں ہوگا بلکہ دل سے دعا کرے گا اور جو دعا دل سے ہو وہ بارگاہِ صمدیت میں مقبول ہوتی ہے۔ شاید ہی دنیا میں کوئی ایسا باپ ہو جو اپنے بچوں کے لئے اخلاص نہ رکھتا ہو، ہر باپ کے لئے اولاد آنکھوں کی ٹھنڈک ہوا کرتی ہے، باپ بڑے نازوں سے اپنے بچوں کی پرورش کرتا ہے اور ان کے لئے دکھوں کو سہتا اور برداشت کرتا ہے۔ اب اولاد جوان ہونے کے بعد باپ کی ضرورت اور ان کی شفقت سے اپنے آپ کو بے نیاز سمجھنے لگتی ہے اور ان کی دعاؤں سے بھی بے نیاز ہو کر ان کی دعا لینے کی کوشش نہیں کرتی، ان کو باپ کی اہمیت بتائی جارہی ہے کہ جس طرح بچپن میں تمھارے باپ تم پر شفیق تھے ویسے آج بھی ان کی دعا تمہارے لئے نہایت ہی اہم ہے اگر آج وہ تمھاری خدمت نہیں کر سکتے تو کوئی بات نہیں تم ان کی خدمت کر کے ان سے دعا لو، ان کی دعا تمہاری بگڑی بنا دے گی۔ اللہ ہم سب کو رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل اپنے والد کی دعا لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ماں کا حق زیادہ ہے

باپ کے مقابلے میں ماں کے احسانات زیادہ ہیں اس لئے پروردگار عالم نے ماں کا حق باپ سے زیادہ متعین کیا ہے اور ماں کے ساتھ خصوصی حسنِ سلوک کی تاکید فرمائی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا۔ اس نے سوال کیا، یا رسول اللہ! سب سے زیادہ میری خدمت کا مستحق کون ہے؟ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: تیری ماں، اُس نے عرض کیا پھر کون؟ آپ نے ارشاد فرمایا: تیری ماں، سائل نے عرض کیا پھر کون؟ ارشاد ہوا ''تیری ماں'' دریافت کیا اس کے بعد؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ''تیرا باپ''۔ (صحیح بخاری، مشکوٰۃ شریف، ص ۴۱۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس حدیث پاک سے ماں کی فضیلت روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ خدائے وحدہ لاشریک اور اس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نظر میں ماں کی کتنی عظمت اور کتنا بلند مقام ہے؟ سائل نے ایک ہی سوال چار مرتبہ دہرایا، تین مرتبہ زبان نبوی سے جواب ملتا ہے وہ ''ماں'' ہے اور چوتھی مرتبہ زبان نبوی پر آتا ہے کہ وہ ''باپ'' ہے۔

غور کیجئے! حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے احسان اور حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق ماں کو قرار دیا اور چوتھی دفعہ باپ کو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ نو ماہ تک حمل کا بوجھ اٹھاتی اور جننے کی تکلیف ومشقت برداشت کرتی ہے، پھر دو سال تک بچے کو دودھ پلاتی ہے۔ یہ دودھ کیا ہے؟ درحقیقت اس کا خون ہے جو بچے کو خوشی خوشی پلاتی ہے پھر اپنے پاس سُلاتی اور اس کا بول و براز دھوتی ہے اگر بچہ بستر پر پیشاب کردے تو گیلی جگہ پر خود سوتی ہے اور بچے کو خشک جگہ سُلاتی ہے، ساری ساری رات اس کی بیماری کا غم سہتی ہے۔ اور ہزار ہا تکالیف برداشت کرتی ہے۔ یہی وہ اسباب ہیں کہ اسلام نے والدہ کا حق اولاد پر زیادہ رکھا ہے۔

محبوبۂ محبوبِ ربِّ العلمین، زوجۂ رسول، اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں

عرض کیا ''عورت پر کس کا حق زیادہ ہے؟ فرمایا اس کے خاوند کا پھر میں نے عرض کیا ''اَیُّ النَّاسِ اَعْظَمُ حَقًّا عَلَی الرَّجُلِ قَالَ اُمُّہٗ'' مرد پر سب سے زیادہ حق کس کا ہے؟ فرمایا اس کی والدہ کا۔ (مسند بزاز، المستدرک للحاکم)

امام اہلسنّت، مجددِ دین وملت، امام احمد رضا خاں مُحدِّث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں ''اِس زیادت کے معنیٰ یہ ہیں کہ خدمت دینے میں باپ پر ماں کو ترجیح دے، مثلاً سو روپے ہیں اور کوئی خاص وجہ مانعِ تفضیل مادر نہیں تو باپ کو پچیس دے اور ماں کو پچھتر، یا ماں باپ دونوں نے ایک ساتھ پانی مانگا تو پہلے ماں کو پلائے پھر باپ کو یا دونوں سفر سے آئے ہیں پہلے ماں کے پاؤں دبائے پھر باپ کے۔ اور اگر اتفاق سے خدانخواستہ دونوں میں تنازعہ ہو تو ماں کا ساتھ دے کر باپ کو تکلیف نہ دے یا اس پر کسی طرح کی زیادتی نہ کرے اور نہ ہی اس (باپ) کی شان میں کوئی بے ادبی کرے۔ کیوں کہ یہ سب باتیں حرام اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔ تو اس جھگڑے کی صورت میں اسے ماں باپ میں سے کسی کا ساتھ دینا ہرگز جائز نہیں بلکہ اولاد کو چاہیئے کہ ایسے حالات میں نمازوں کی پابندی کر کے رب کی بارگاہ میں ان کی صلح کی دعا کرے۔

اگر کوئی ماں چاہتی ہے کہ بیٹا باپ کو کسی طرح تکلیف پہنچائے اور بیٹا نہیں مانتا تو وہ ناراض ہوتی ہے اس صورت میں بیٹے کو ماں کی بات نہ ماننے میں کوئی گناہ بھی نہیں کیوں کہ باپ کو تکلیف دینا اللہ کی نافرمانی ہے۔ وہ ناراض ہوتی ہے تو ہونے دے اور ہرگز نہ مانے۔ ایسے ہی باپ کی طرف سے ماں کے معاملے میں ان کی ایسی ناراضیاں کچھ قابلِ لحاظ نہ ہوں گی کہ ان کی نری زیادتی ہے۔ کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی چاہتے ہیں بلکہ ہمارے علمائے کرام نے یوں تقسیم فرمائی ہے کہ خدمت میں ماں کو ترجیح ہے جس کی مثالیں ہم لکھ آئے اور تعظیم باپ کی زائد ہے کہ وہ اس کی ماں کا بھی حاکم و آقا ہے۔

(فتاویٰ رضویہ حصہ اول)

ماں کی ممتا

ماں کو اپنی اولاد سے بے حد محبت ہوتی ہے وہ سب کچھ برداشت کر لیتی ہے لیکن اولاد کو کوئی تکلیف پہونچے تو برداشت نہیں کرسکتی، ماں کو اپنی اولاد جان سے زیادہ پیاری ہوتی ہے۔

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے زمانے میں کسی صحابی نے کسی بات پر اپنی بیوی کو طلاق دے دی اور چاہا کہ اپنا بچہ بھی لے لیں۔ ماں کا برا حال تھا، ایک تو شوہر کے چھوٹنے کا صدمہ دوسرے یہ غم کہ یہ جگر کا ٹکڑا، غم غلط کرنے کا سہارا بھی چھن جائے گا۔غم سے نڈھال، پریشان حال، رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور اپنی بپتا (داستانِ غم) بڑے ہی درد بھرے الفاظ میں سنائیں۔" اے اللہ کے رسول! میرے شوہر نے مجھے طلاق دے دی اور میں ان کی سرپرستی سے محروم ہوگئی اے اللہ کے رسول! اب وہ مجھ سے میرے اس "ننھے" کو چھیننا چاہتے ہیں" اے رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم! یہ میرا پیارا بچہ ہے، میرا پیٹ اس کی آرامگاہ ہے، میری چھاتیاں اس کی مشکیزہ ہیں اور میری گود اس کا گھروندا ہے مجھے اس سے آرام وسکون ہے۔اے اللہ کے رسول! میں اس صدمے کو کیسے برداشت کروں گی؟ رحمتِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قرعہ اندازی کرلو، باپ نے آگے بڑھ کر کہا یا رسول اللہ! یہ میرا بچہ ہے۔میرے بچے کا بھلا اور کون دعویدار ہوسکتا ہے؟ آپ نے لڑکے کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا: بیٹے تم جس کا ہاتھ چاہو پکڑ لو،لڑکے نے ماں کا ہاتھ پکڑ لیا۔ رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لڑکے کی ماں سے فرمایا: جاؤ جب تک تم دوسرا نکاح نہ کرلو تم سے اس کو کوئی چھین نہیں سکتا۔ (اسلام اور احترام والدین)

ماں کے کلیجے سے ممتا بھری آواز

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک شخص ایک بدکار عورت پر عاشق ہوگیا اور اس نے اس سے شادی کرنے کا خیال ظاہر کیا اس بدکار عورت نے یہ شرط رکھی کہ اگر تم اپنی ماں کا

سینہ چاک کر کے اس کا کلیجہ میرے پاس لاؤ تو میں شادی کے لئے راضی ہوں۔ وہ بد بخت انسان اس بدکار عورت کے دام فریب میں آ کر ایک رات اپنی ماں کو چھری سے ہلاک کر کے، سینہ چیر کر کلیجہ نکال کر اس بدکار عورت کے پاس جانے کے لئے روانہ ہو جاتا ہے۔ راستے میں ٹھوکر کھا کر گر پڑتا ہے اور ہاتھ سے کلیجہ بھی دور جا گرتا ہے تو اس کلیجہ سے آواز آتی ہے بیٹا! کہیں چوٹ تو نہیں لگی؟ یہ ہے ماں کی محبت جس کی مثال نہیں ملتی کہ مرنے کے بعد بھی اپنی اولاد کی تکلیف کو گوارا نہیں کرتی۔

ماں کا حق

ایک شخص نے اپنی ماں کو کندھے پر سوار کر کے سات حج کرائے۔ ساتویں حج پر وہ خیال آیا کہ شاید میں نے ماں کا حق ادا کر دیا، رات کو خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا کہ جب تو بچہ تھا اور سردی سخت تھی تو ماں کے پاس سو رہا تھا تو نے پاخانہ کر دیا تیری ماں نے بستر اٹھا کر دھویا۔ غریبی کی وجہ سے دوسرا بستر نہ تھا تیری ماں اسی گیلے بستر پر کڑکتی سردی میں لیٹ گئی اور تجھ کو رات بھر اپنے سینے پر لٹائے رکھا تو کہتا ہے حق ادا ہو گیا۔ اے نادان! ابھی تو تو اس ایک رات کا بھی حق ادا نہیں کر سکا۔ (تعلیم الاخلاق)

حدیث شریف میں ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! ایک راہ میں ایسے گرم پتھروں پر کہ گوشت ان پر ڈالا جاتا تو کباب بن جاتا میں چھ میل تک اپنی ماں کو اپنی گردن پر سوار کر کے لے گیا ہوں کیا اب اس کا حق ادا ہو گیا؟ رسول کریم علیہ التحیۃ والثنا نے ارشاد فرمایا: تیرے پیدا ہونے میں جس قدر دردوں کے جھٹکے اس نے اٹھائے ہیں شاید ان میں سے ایک جھٹکے کا بدلہ ہو سکے۔ (طبرانی)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہماری ولادت کے وقت درد کے جو جھٹکے ماں نے برداشت کئے ہیں رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس درد کی اہمیت کو بیان فرما رہے ہیں اور صحابئ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت

پر قربان جایئے کہ چھ میل تک کندھے پر اُٹھا کر لے جا رہے ہیں اور وہ بھی سخت چلچلاتی دھوپ میں کہ کاش میری والدہ کا حق ادا ہو جائے! لیکن رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس خدمت کی اہمیت اور ماں کے درد، دونوں کا مقام بتا رہے ہیں تا کہ ہر بچہ اپنی ماں کے درد اور تکلیف کو محسوس کرے اور پوری زندگی ان کے قدموں سے لپٹا رہے اور حق کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کرے۔ ربِّ قدیر جل جلالہ ہم سب کو اپنی والدہ کے مقام کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ماں کے ساتھ سلوک

سیدنا حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ! مجھ سے ایک بڑا گناہ سرزد ہو گیا ہے کیا میرے لئے توبہ کی کوئی صورت ہے؟ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے دریافت فرمایا کیا تمھاری ماں زندہ ہے؟ اس شخص نے کہا نہیں، آپ نے فرمایا: کیا تمہاری خالہ ہے؟ اس نے کہا ہاں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اس کے ساتھ بھلائی کرو'' (ترمذی شریف جلد۲ ص۱۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس واقعہ سے ماں کی عظمت و حرمت کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ اگر انسان بڑے سے بڑا گناہ کر لے تو اس کے عذاب سے بچنے اور خدا کو راضی کرنے کی شکل پیارے مصطفے جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ بتائی کہ ماں کے ساتھ نیک سلوک کیا جائے اور یہ خدا کی خاص رحمت ہے کہ اگر ماں دنیا سے کوچ کر گئی ہوں تو ماں کی بہن کے ساتھ حسن سلوک کر کے انسان اپنی آخرت سنوار سکتا ہے۔ اس سے قرابت داروں سے حسنِ سلوک کی اہمیت بھی سمجھ میں آتی ہے۔

رضاعی ماں کے ساتھ سلوک

حضرت ابو طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے ''رَاَیْتُ النَّبِیَّ یُقَسِّمُ لَحْماً بِالْجِعِرَّانَةِ اِذْ اَقْبَلَتْ اِمْرَأَةٌ حَتّٰی دَنَتْ اِلیٰ النَّبِیِّ فَبَسَطَ لَہٗ رِدَاءَ ہٗ

فَجَلَسَتْ عَلَيْهِ فَقُلْتُ مَنْ هِيَ؟ قَالُوْا هِيَ اُمُّهُ الَّتِي اَرْضَعَتْهُ'' یعنی میں نے مقام ''جِعرَّ انہ'' میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ گوشت بانٹ رہے تھے۔ اِتنے میں ایک خاتون آئیں اور نبیٔ کریم کے بالکل قریب چلی گئیں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے لئے اپنی چادر مبارک بچھا دی میں نے لوگوں سے پوچھا یہ کون صاحبہ ہیں؟ لوگوں نے بتایا یہ نبیٔ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی والدہ ہیں انہوں نے آپ کو دودھ پلایا تھا۔ (مشکوٰۃ شریف ص۴۲۰)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہمارے لئے اسوۂ حسنہ ہے۔ اللہ عزوجل نے سرکار رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے کا حکم دیا لیکن ہمارا حال یہ ہے کہ جو چیز نفس کے لئے آسان ہے اُسے اختیار کر لیتے ہیں اور جو چیز نفس پر گراں ہے اس کو چھوڑ دیتے ہیں اور بہانہ بازی شروع کر دیتے ہیں۔ آپ اندازہ لگایئے کہ تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رضاعی ماں کا احترام اور خدمت کا انداز بتا رہے ہیں۔ رضاعی ماں کون ہے؟ اپنی حقیقی ماں کے علاوہ بچہ جس عورت کا دودھ پیتا ہے وہ اس کی رضاعی ماں کہلاتی ہے۔ آج سرکار رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کے دعویدار حقیقی ماں سے کیسا سلوک کر رہے ہیں اس کا احتساب انہیں خود کرنا چاہئے۔ اللہ عزوجل ہم سب کو تعلیماتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ماں کے قدم کو بوسہ دینے کی فضیلت

ایک روز ایک شخص نے حضرت ابو اسحاق علیہ الرحمہ سے ذکر کیا کہ مَیں نے رات کو خواب میں آپ کی داڑھی یاقوت اور جواہر سے مرصع دیکھی ہے۔ حضرت ابو اسحٰق علیہ الرحمہ فرمانے لگے، تو نے سچ کہا، رات کو میں نے اپنی ماں کے قدم چومے تھے یہ اس کی برکت ہے۔ پھر ایک حدیث پاک سنائی کہ شہنشاہِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد

فرماتے ہیں ''اللہ نے لوحِ محفوظ پر یہ لکھ دیا ہے ''اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اَنَا مَنْ رَضِیَ وَالِـدَاہُ فَاَنَا عَنْہُ رَاضٍ ''یعنی میں ہی خدا ہوں میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، جس شخص کے والدین اس سے راضی ہیں میں بھی اس سے راضی ہوں۔ (نزہۃ المجالس)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حکایت اور حدیث شریف سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ماں کے قدموں کے بوسہ لینے پر داڑھی جو سُنّت رسول ہے وہ یاقوت و جواہر سے مرصع ہو جاتی ہے اور ربِّ قدیر نے لوحِ محفوظ پر اپنے معبود برحق ہونے کے ساتھ اس بات کا بھی ذکر فرما دیا کہ والدین کو خوش رکھنے والو! بظاہر تمہارے عمل سے والدین راضی ہوتے ہیں لیکن درحقیقت تم ان کو خوش کر کے میری خوشی کے حقدار بن رہے ہو۔ لہٰذا ہم کو چاہئے کہ والدین کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے میں کوتاہی نہ کریں۔

فرشتے زیارت کو آئیں

حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا'' جو ثواب کی نیت سے ماں باپ یا ان دونوں میں سے ایک کی زیارتِ قبر کرے تو حج مبرور کا ثواب پائے اور جو ماں باپ یا ان دونوں میں سے کسی ایک کی قبر کی زیارت کثرت سے کرتا ہو تو فرشتے اس کی قبر کی زیارت کو آئیں گے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! والدین جب بقید حیات ہوتے ہیں تو زمین کے اوپر اپنی اولاد کی راحت کا ذریعہ ہوتے ہیں اور فرمانبردار اولاد کبھی والدین کی خدمت کر کے، کبھی ان کی زیارت کر کے، کبھی ان کو خوش کر کے بے شمار نیکیوں کا حقدار بن جاتی ہے، اسی طرح والدین کی عظمت کو اور ان کی خدمت کو تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے انتقال کے بعد بھی ضروری قرار دیتے ہوئے والدین کی قبروں کی زیارت کرنے والوں کو صرف فاتحہ پڑھنے کا

ثواب نہیں بلکہ حج مبرور کا ثواب ملنے کی بشارتِ عُظمیٰ عطا فرمائی اور کرم بالائے کرم یہ کہ جب والدین کی قبر کی زیارت کرنے والا اس دنیا سے کوچ کرے گا تو اس کی قبر کی زیارت کے لئے اللہ عزوجل کے معصوم فرشتے تشریف لائیں گے۔ سبحان اللہ! ربِ قدیر جل جلالہ اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل ہم سب کو اپنی والدین کی خدمت بغرضِ ثواب وحق جانتے ہوئے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

والدہ کی خدمت کا صلہ

حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سخت ترین سردی کی راتوں میں ایک رات میری والدہ ماجدہ نے پانی طلب کیا۔ جب پانی لایا تو والدہ ماجدہ سوچکی تھیں، میں نے ادباً جگانا پسند نہ کیا اور بیداری کے انتظار میں کھڑا رہا، جب بیدار ہوئیں تو انھوں نے پانی مانگا، میں نے پیالہ پیش کردیا میری انگلی پر ایک قطرہ پانی گرا اور سردی کی شدت سے وہ جم گیا، میں نے اتارنا چاہا تو ماس اکھڑ پڑا اور خون جاری ہوگیا۔ والدہ ماجدہ نے دیکھا تو پوچھا یہ کیا ہے؟ میں نے تمام ماجرا بیان کردیا۔ آپ دعا فرمانے لگیں الٰہی! میں اس پر راضی ہوں تو بھی راضی رہ۔ آپ جب اپنی والدہ کے شکمِ مبارک میں تھے تو انھوں نے کبھی مشتبہ کھانا نہ کھایا۔

حضرت بایزید بسطامی مزید فرماتے ہیں کہ میں بیس برس کا تھا کہ والدہ ماجدہ نے مجھے بلایا اور اپنے ساتھ سُلایا۔ میں نے بطور تکیہ والدہ کے سر کے نیچے ہاتھ رکھ دیا جو سُن ہوگیا، میں نے ادب واحترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہاتھ کو نکالنا مناسب نہ سمجھا تاکہ والدہ کی نیند اور آرام میں خلل واقع نہ ہو، اُس دوران میں سورۂ اخلاص کا وظیفہ کرتا رہا یہاں تک کہ دس ہزار مرتبہ میں نے "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" پڑھا اور والدہ کے حق کی محافظت کے لئے اپنے ہاتھ سے بے نیاز ہوگیا (یعنی پھر میں اس ہاتھ کے مفلوج ہونے کے باعث کام نہ لے سکا) آپ کے وصال کے بعد کسی دوست نے خواب میں

دیکھا کہ آپ جنت میں بڑے مزے سے ٹہل رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح میں محوِ پرواز ہیں، پوچھا گیا آپ کو یہ مقام کیسے نصیب ہوا؟ فرمایا والدین کے ساتھ حسن سلوک، خدمت گزاری اور ان کی سخت باتوں پر صبر واستقامت کی وجہ سے، کیونکہ نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے والدین اور ربُّ العلمین کا فرمانبردار ہوگا اس کا مقام اعلیٰ علیین میں ہے۔ (نزھۃ المجالس جلد اول ص ۶۳۱)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جنت میں رفاقت

علامہ ابن جوزی علیہ الرحمہ اپنی مشہور تالیف ''کتاب المنظم فی تواریخ الامم'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی الٰہی! مجھے میرا رفیقِ جنت دنیا ہی میں دکھا دے۔ ارشاد ہوا فلاں شہر جایئے وہاں ایک قصاب سے ملاقات کریں وہی تمہارا جنت کا ساتھی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے پاس پہونچے، اس نے آپ کو دیکھتے ہی عرض کیا: اے نوجوان! کیا تم میری دعوت قبول کروگے؟ آپ نے فرمایا ہاں، وہ اپنے گھر لے گیا، اس نے آپ کے سامنے کھانا چُنا، جب کھانے لگے تو وہ ایک لقمہ خود اٹھاتا اور دو لقمے قریب ہی پڑی زنبیل میں ڈال دیتا، اسی اثنا میں دروازہ کھٹکا وہ اٹھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے زنبیل میں دیکھا کہ اس کے والدین نہایت بوڑھے اور نحیف ترین حالت میں ہیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر دونوں مسکرائے پھر آپ کی رسالت کی تصدیق کر کے ایمان کی دولت سے مشرف ہوتے ہی فوت ہو گئے۔

وہ نوجوان واپس پلٹا، زنبیل میں دیکھا کہ اس کے ماں باپ فوت ہو چکے ہیں۔ وہ مسکرایا پھر اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ چومے اور آپ پر ایمان لے آیا کہنے لگا اے موسیٰ علیہ السلام! آپ اللہ کے نبی اور رسول ہیں آپ نے فرمایا: تجھے کیسے معلوم ہوا؟ کہا ان دونوں نے جو اس زنبیل میں ہیں یہ میرے ماں باپ ہیں یہ اتنے بوڑھے ہو چکے تھے کہ میں انھیں اکیلے نہیں چھوڑتا تھا، جہاں جاتا ساتھ لئے پھرتا جب

تک انھیں کھلا پلا نہ لیتا خود نہیں کھاتا تھا، جب یہ شکم سیر ہوکر کھانا کھا لیتے تو روزانہ دعا فرماتے ''الٰہی! ہمارے اس بیٹے کو جنت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ساتھ نصیب فرما اور ہماری اس وقت تک جان نہ نکلے جب تک تیرے کلیم کی زیارت نہ کر پائیں''۔ آپ نے فرمایا اے جوان پھر تجھے بشارت ہو کہ تیرے والدین کی دعا تیرے حق میں اللہ تعالیٰ نے قبول فرمالی ہے۔ (نزھۃ المجالس جلد اول ص ۶۳۶)

میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! والدین کی دل سے خدمت کرنے کا صلہ کیا کیا ملتا ہے؟ کتنے صاحب عقل تھے وہ والدین جنہوں نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی رفاقت کی دعا اپنی اولاد کو دی، دراصل والدین کے دل سے دعا کا ازخود نکلنا یہ موقوف ہے ان کی خوشنودی اور ان کی خدمت پر۔ قصاب کو حضرت کلیم کی دعوت میں بھی والدین کی بھوک کا خیال تھا اور اس قصاب نے اپنے والدین کے لئے اس کھانے میں سے کچھ حصہ رکھا اور ان کو پیش کیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت کلیم علیہ السلام کا اسے جنت کا ساتھی بنا دیا۔ مولیٰ تعالیٰ سرکار رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل والدین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ماں کی دعا

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام انطاکیہ سے شام کا ارادہ کرکے باہر نکلے، چلتے چلتے تھک گئے تو اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی میرے کلیم! اس پہاڑ کی وادی میں اطراف و اکناف سے آئے ہوئے لوگ موجود ہیں ان میں میرا ایک خاص بندہ بھی ہے۔ اس سے سواری طلب کریں، آپ نے اسے نماز پڑھتے دیکھا، جب وہ فارغ ہوا تو آپ نے کہا اے بندۂ خدا! مجھے سواری چاہئے۔ اس نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی تو بادل کا ایک ٹکڑا آتا دکھائی دیا اُس نے کہا نیچے آ اور اس انسان کو جہاں چاہتا ہے پہونچا دے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس پر سوار ہوئے اور چل دیئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے

میرے کلیم! تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ یہ مرتبہ اسے کیسے حاصل ہوا؟ سنئے! یہ مرتبہ میں نے اسے ماں کی خدمت کے صلے میں دیا، اس کی ماں نے بوقتِ اجل دعا مانگی تھی الٰہی اس نے میری ضروریات کا خیال رکھا اِس لئے تیرے حضور میری دعا ہے کہ تجھ سے یہ جو بھی طلب کرے اسے عطا فرمانا۔ اگر یہ مجھ سے آسمان کو زمیں پر اُلٹ دینے کی بھی درخواست کرے تو منظور کرلوں گا۔ (نزھۃ المجالس جلد اول، ص ۶۳۵)

میرے آقا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ عزَّ وجلَّ اولاد کے حق میں ماں کی دعا کو کس طرح قبول فرماتا ہے! اس کا اندازہ آپ نے مذکورہ واقعہ سے بخوبی لگالیا ہوگا۔ خوش نصیب ہے وہ شخص جو والدین کی خدمت کر کے مولیٰ عزَّ وجلَّ کی رحمتوں اور نعمتوں کا حقدار بنتا ہے۔

عمر میں برکت

حضرت معاذ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے ''مَنْ بَرَّ وَالِدَیْہِ طُوبیٰ لَہٗ زَادَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ فِیْ عُمُرِہٖ'' جو ماں باپ کی تابعداری کرتا ہے اللہ تعالٰی اس کی عمر میں اضافہ فرماتا ہے۔

(الترغیب والترھیب جلد دوم ص ۲۶۸)

میرے آقا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! کون اپنی عمر میں برکت نہیں چاہتا؟ کوئی دوا کے ذریعہ تو کوئی دعا کے ذریعہ سب متمنی ہیں، لیکن تاجدار کونین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا فرمان یقینی ہے آقائے کائنات صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے جب ارشاد فرما دیا کہ والدین کی اطاعت وفرمانبرداری سے اللہ عزوجل عمر میں برکتیں عطا فرماتا ہے تو اس پر ہر صاحب ایمان کو یقین ہونا چاہئے۔ لہٰذا جس کسی کو اپنی عمر میں برکت اور کامیابی درکار ہو اسے چاہئے کہ والدین کی تابعداری وفرمانبرداری کرے انشاءاللہ عمر میں برکتوں کے علاوہ اس کی اولاد بھی اس کی فرمانبردار ہوگی۔

اوراسی طرح حضرت وَہبُ بن مُنَبِّہٗ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ اے موسیٰ! اپنے والدین کا احترام کیا کرواس لئے کہ جووالدین کا احترام کرے گا میں اس کی عمر میں اضافہ کرتا ہوں اوراسے ایسی اولاد عطا کرتا ہوں جواس کی فرمانبرداری کرے اور جووالدین کی نافرمانی کرتا ہے اُس کی عمر کم کر دیتا ہوں اوراس کی اولاد بھی اس کی نافرمانی کرتی ہے۔

اولاد کا مال والدین کا ہوتا ہے

مروی ہے کہ ایک شخص نے حضوراکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکرعرض کیا کہ اس سے اس کا باپ اس کا مال واسباب چھین لیتا ہے۔حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام نے اس کے باپ کو بلایا تو وہ لاٹھی کے ذریعہ چلتا ہوابارگاہ رسالت میں حاضر ہوا، آپ نے اس سے ماجرا پوچھا تواس نے عرض کیا کہ جب یہ کمزوراور میں قوی تھااور میں دولت منداور یہ فقیر تھا تو میں اسے مال واسباب سے نہیں روکتا تھا۔اب میں ضعیف اور یہ قوی اور یہ دولت منداور میں فقیر ہوں لیکن مجھ سے اپنے مال کے متعلق بخیلی کرتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بوڑھے کی بات سن کر رو پڑے اور فرمایا کہ تیری بات جس پتھراور ڈھیلے نے سنی سب روئے،اس کے بعداس شکایت کرنے والے نوجوان کو فرمایا ''اَنْتَ وَ مَالُکَ لِاَبِیْکَ'' تواور تیراتمام مال تیرے باپ کا ہے۔(تفسیر روح البیان جلد ہشتم)

میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہمیں کبھی بھی اپنے بچپن کوفراموش نہیں کرنا چاہیئے۔ ذرا سوچو کہ جب ہم چھوٹے تھے تو کتنے کمزور و ناتواں تھے، کوئی کام خود نہ کر سکتے اور نہ اپنی آرزؤں کی تکمیل خود سے کر پاتے تھے اس وقت ہمارے والدین ہی ہماری آرزؤں اور تمناؤں کی تکمیل کے لئے جد و جہد اور قربانیاں دیتے رہے،اب اگر وہ بڑھاپے میں کمزور ہیں تو ہماری ذمہ داری ہے کہ ان کی آرزؤں کی تکمیل میں کوتاہی نہ کریں آخر ہمیں بھی تو بوڑھا ہونا ہے۔آج جب والدین کے بڑھاپے پر ہم ان کا خیال رکھیں گے تو ان شاء اللہ جب ہم بوڑھے ہوں گے تو ہماری

اولاد بھی ہمارا خیال رکھے گی۔ اللہ عزوجل ہم سب کو اپنے والدین پر مال وجان قربان کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

والدین کی نافرمانی کا انجام

والدین کی نافرمانی یہ ہے کہ ان کی اطاعت وفرمانبرداری نہ کی جائے، ان کے حقوق ادا نہ کئے جائیں اور ایسے کام کئے جائیں جو ان کو ناراض کرنے والے ہوں اور ان کو ایذا پہونچائی جائے خواہ اُف کہہ کر یا تحقیر کی نظر سے دیکھ کر یا ان کی اہانت کے ذریعہ ہو، اللہ کے مقدس کلام، قرآن مجید میں نافرمانی کے معاملہ میں بہت سختی آئی ہے اُن سے تنگ دل اور اُف تک کہنے سے روکا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے ''فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا'' تو تم ان سے ''اُف'' بھی نہ کہنا اور نہ انھیں جھڑکنا۔ اور جو لوگ والدین کے لئے ایسا جملہ نکالتے ہیں ان کے بارے میں سخت وعید آئی ہے چنانچہ ارشاد ہے ''وَالَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْهِ اُفٍّ لَّكُمَآ اَتَعِدٰنِنِیْٓ اَنْ اُخْرَجَ وَ قَدْ خَلَتِ الْقُرُوْنُ مِنْ قَبْلِیْ وَهُمَا یَسْتَغِیْثٰنِ اللّٰهَ وَیْلَكَ اٰمِنْ''، ترجمہ: جس نے اپنے ماں باپ سے کہا اُف تم سے دل پک گیا کیا مجھے وعدہ دیتے ہو کہ پھر زندہ کیا جاؤں گا حالانکہ مجھ سے پہلے سنگتیں گزر چکی ہیں اور وہ دونوں اللہ سے فریاد کرتے ہیں تیری خرابی ہو ایمان لا۔ (سورۂ احقاف آیت ۱۷ پ ۲۶)

والدین کا نافرمان کس قسم کے عذاب میں مبتلا ہوتا ہے؟ اب احادیث کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں۔

جنت کی خوشبو سے محروم

محسنِ انسانیت، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ماں باپ کی نافرمانی سے بچو اس لئے کہ جنت کی خوشبو ہزار برس کی راہ تک آتی ہے اور والدین کا نافرمان اس کی خوشبو نہ سونگھ سکے گا اور اسی طرح رشتہ توڑنے والا، بوڑھا زانی، اور تکبر

سے تہبند ٹخنہ سے نیچے پہننے والا بھی جنت کی خوشبو نہ پا سکے گا۔ بیشک کبریائی تو صرف اللہ عزوجل ہی کو لائق ہے۔ (مدارک التنزیل)

میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! عطر، پھول، مشک وعنبر وغیرہ کی خوشبو انسان کو راحت وسکون عطا کرتی ہے یہ دنیا کی خوشبو کا حال ہے۔ اللہ عزوجل نے جنت کو اتنا حسین بنایا ہے کہ اس کی خوشبو دنیا کی خوشبو کی طرح نہیں کہ چند منٹ اور چند قدم تک آتی ہو بلکہ تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہزار برس کی دوری سے جنت کی خوشبو آتی ہے مگر کتنا کم نصیب ہے وہ شخص جو والدین کی نافرمانی کا مرتکب ہو کر جنت کی خوشبو سے محروم رہے گا اور جب خوشبو نہیں ملے گی تو جنت کہاں سے ملے گی۔ اللہ عزوجل رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل جنت کی خوشبو اور جنت کا حقدار بنائے اور جملہ گناہوں سے بچائے۔

والدین کو رُلانا منع ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ والدین کو پریشان رکھنا اور رُلانا گناہ کبیرہ ہے۔ ”بُکَاءُ الْوَالِدَیْنِ مِنَ الْعُقُوْقِ وَ الْکَبَائِرِ“ والدین کو رلانا والدین کی نافرمانی ہے اور کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔

میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! خبردار اپنے والدین کو کبھی مت رُلانا اور نہ کبھی پریشان کرنا اور ہرگز کوئی ایسا کام نہ کرنا جو ان کی دل آزاری کا سبب بنے، ورنہ اللہ عزوجل ناراض ہو جائے گا اور دامن پر گناہ کبیرہ کا داغ لگ جائے گا۔

والدین کو مارنے والے کی سزا

مشہور صحابیِ رسول حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سات آدمی ایسے ہیں جن کی طرف اللہ تعالیٰ نظر رحمت نہ فرمائے گا نہ ان کا تزکیہ فرمائے گا اور نہ ان کو لوگوں کے ساتھ جمع فرمائے گا مگر یہ

کہ وہ لوگ توبہ کرلیں، جو توبہ کرتا ہے اللہ عزوجل اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ مشت زنی کرنے والا، لواطت کرنے والا، کرانے والا، شرابی، والدین کو مارنے والا حتّٰی کہ انھیں فریادرسی کرنا پڑے، پڑوسیوں کو اتنی ایذا پہونچانے والا کہ وہ اسے لعنت ملامت کرنے لگیں اور پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنے والا۔ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! جن سات گنہ گاروں پر اللہ تبارک وتعالیٰ نظر رحمت نہیں فرمائے گا ان کے گناہ آپ نے سن لئے۔ ان میں کا ہر گناہ ایسا ہے جس پر تفصیلاً کتاب لکھی جاسکتی ہے مگر چونکہ موضوع والدین کے متعلق ہے اس لئے اسی کے حوالے سے عرض کرتا ہوں کہ والدین جو اپنی اولاد کی نہایت ہی محنت و مشقت سے پرورش کرتے ہیں اگر کوئی بچہ انھیں مارتا ہے یہاں تک کہ وہ مدد طلب کرنے پر مجبور ہوجائیں ایسے ظالم شخص پر اللہ عزوجل اپنی نظر رحمت بھی نہیں فرمائے گا۔ مجھے بتاؤ اگر رب کی نظر رحمت ہی روٹھ جائے تو کون ہے جو ہم کو محشر کی پریشانیوں اور ہولناکیوں سے بچاسکے گا؟ لہٰذا اللہ عزوجل کی رحمت والی نظر کا حقدار بننا چاہتے ہو تو ضروری ہے کہ اگر مذکورہ گناہوں میں سے کسی گناہ کا ارتکاب ہوگیا ہو تو آئندہ نہ کرنے کے ارادے سے سچے دل سے توبہ کرلو۔ وہ غفور ورحیم ہے ضرور اپنے بندے کی خطا کو معاف فرمادے گا۔ مولیٰ عزوجل ہم سب کو اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل ان ساتوں گناہوں سے بچائے اور اپنی بیکراں رحمت کا حقدار بنائے۔

رزق میں تنگی کا سبب

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اِذَا تَرَکَ الْعَبْدُ الدُّعَاءَ لِلْوَالِدَیْنِ فَاِنَّه یَنْقَطِعُ عَنْهُ الرِّزْقُ'' یعنی آدمی جب ماں باپ کے لئے دعا کرنا چھوڑ دیتا ہے تو اس کا رزق روک دیا جاتا ہے۔ (کنز العمال)

میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! کون نہیں چاہتا کہ وہ دولت مند نہ بن جائے؟ ہر ایک چاہتا ہے مگر عمل کن نسخوں پر کرتا ہے؟ اُن نسخوں پر عمل کرتا ہے جو دنیا کا عام آدمی بتاتا ہے اور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے نسخوں پر عمل نہیں کرتا۔ کتنے تعجب کی بات ہے! انسان اپنی تنگیٔ رزق کی وجہ مختلف چیزوں کو سمجھتا ہے کبھی اس کی نظر اپنے والدین کے لئے دعا نہ کرنے پر نہیں جاتی لٰہذا رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کو خانۂ دل میں محفوظ کرلو اور آج ہی سے ہر نماز کے بعد اپنے والدین کے لئے دعا کرنا شروع کردو اور اس دعا کو اپنے اوپر لازم کرلو: رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَ تَقَبَّلْ دُعَاءِ٥ رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْ مَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ٥ اے میرے رب مجھے نماز کا قائم کرنے والا رکھ اور کچھ میری اولاد کو، اے ہمارے رب ہماری دعا سن لے اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا۔ (پ۱۳/آیت ۳۹)

انشاءاللہ روزی میں برکت بھی ہوگی اور کبھی تنگی کا سایہ بھی نہیں آئے گا ربِّ قدیر جل جلالہ اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

روزِ قیامت سب سے سخت عذاب

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے روز سب سے سخت عذاب اس شخص کو دیا جائے گا جس نے کسی نبی کو قتل کیا ہو یا اسے کسی نبی نے قتل کیا ہو یا اس نے اپنے والدین میں سے کسی کو قتل کیا ہو اور تصویر بنانے والے کو اور ایسے عالم کو جو اپنے علم سے فائدہ نہ اٹھائے۔ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! کچھ قومیں ایسی گزریں ہیں جن کے دامن پر انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کے قتل کا داغ لگا ہے جیسے یہود اور کچھ ایسے سرکش و باغی زمین پر گزرے ہیں جو انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے مقابلہ کے درپئے رہے ایسے لوگوں کو جنگ وغیرہ میں انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے قتل کیا، ان کا ٹھکانہ تو جہنم ہے ہی لیکن ساتھ ہی ساتھ والدین کے قاتل کے حوالے سے سخت ترین عذاب کی وعید تاجدارِ کائنات علیہ افضل الصلوات نے سنا کر یہ واضح فرما دیا کہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو قتل کرنے والا کتنا جابر اور سخت دل ہوگا جب کہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام تو ان کو جنت کا راستہ اور سکون کی دولت دینے کے لئے تشریف لائے تھے۔ اسی طرح والدین بھی اولاد کے سکون کے لئے نہ جانے کتنی تکالیف اور پریشانیاں برداشت کرتے ہیں اور ان کی خوشی بچے کو خوش دیکھنے میں ہوتی ہے لیکن ظالم بیٹا اگر والدین جیسے محسنین کا قاتل بن جائے تو رب قدیر بھی ایسے احسان فراموش کو سخت ترین عذاب میں گرفتار فرما کر اس کے جرم کا بدلہ عطا فرماتا ہے۔ لہٰذا خبردار! کبھی ایسے بھیانک جرم کا تصور بھی نہ آنے پائے۔ رب قدیر سب کو اس قبیح جرم کے ارتکاب سے بچائے۔

خاتمہ خراب ہونے کا اندیشہ

ماں باپ کے نافرمان کو دنیا میں جو سب سے بڑی سزا ملے گی وہ یہ ہے کہ اسے مرتے وقت کلمہ پڑھنا نصیب نہ ہوگا۔ جیسا کہ درج ذیل حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ نبیِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھے، ایک شخص آپ کی بارگاہ میں آیا اور عرض کی کہ ایک جوان موت وحیات کی کشمکش اور جانکنی کے حال میں ہے اسے تلقین کی گئی کہ وہ ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ'' پڑھے مگر نہ پڑھ سکا۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پوچھا

کیا وہ نماز پڑھتا تھا؟ تو عرض کیا ہاں یہ سن کر رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے، تو ساتھ میں ہم لوگ بھی کھڑے ہو گئے آپ اس جوان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہو ''لاَ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' وہ بولے یہ کلمہ پڑھنے کی طاقت میری زبان میں نہیں، میں اس سے عاجز ہوں، سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی وجہ پوچھی تو انہوں نے خود ہی بتایا کہ وہ اپنی والدہ ماجدہ کی نافرمانی کرتے تھے تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پوچھا کیا ان کی والدہ زندہ ہیں؟ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بتایا ہاں، زندہ ہیں۔ تو آپ نے فوراً ان کی والدہ کو طلب کیا، وہ حاضر ہوئیں تو آپ نے پوچھا کیا یہ تیرا بیٹا ہے؟ وہ بولیں ہاں ''فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَأَيْتِ لَوْ اُجِّجَتْ نَارٌ ضَخْمَةٌ فَقِيْلَ لَكِ اِنْ شَفَعْتِ لَهٗ خَلَّيْنَا عَنْهُ وَ اِلَّا حَرَّقْنَاهُ بِهٰذِهِ النَّارِ أَ كُنْتِ تَشْفَعِيْنَ لَهٗ'' رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر آگ بھڑکا دی جائے اور تجھ سے کہا جائے کہ تم اس کیلئے سفارش کرو تو ہم اسے چھوڑ دیں گے ورنہ اسی آگ میں اسے جلا ڈالیں گے تو کیا تم اپنے بیٹے کی سفارش کروگی؟ ماں بہرحال ماں ہوتی ہے اس کا دل اپنی اولاد کے لئے رحم و کرم کا پیکر ہوتا ہے وہ بیٹے کی نافرمانی وایذا رسانی تو برداشت کرسکتی ہے مگر اسے یہ کبھی گوارہ نہ ہوگا کہ اس کا لال اس کے لئے آگ کے دہکتے ہوئے انگاروں میں جلایا جائے۔ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوال کے تیور سے ہی اس خاتون نے اچھی طرح محسوس کرلیا کہ اس کے بیٹے کے ساتھ کیا ہونے والا ہے، وہ سمجھ گئی کہ میرا بیٹا دنیا کی آگ میں نہیں بلکہ اس سے بھی اذیت ناک جہنّم کی آگ میں میری وجہ سے جلایا جائے گا) وہ فوراً پکار اٹھیں! ''يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِذًا اَشْفَعُ'' اے اللہ کے رسول! اب تو میں سفارش کروں گی۔

سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس پر اللہ عزوجل اور مجھے گواہ بناؤ کہ تم اس جوان سے خوش ہو وہ بولیں اے پروردگا میں تجھے اور تیرے رسول کو گواہ بناتی ہوں، پھر

رسول مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس جوان سے خطاب کر کے فرمایا: پڑھو "لَا اِلٰـــهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" انھوں نے اس دفعہ پورا کلمہ پڑھ دیا تو اس وقت رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "اَلْـحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَنْقَذَهٗ مِنَ النَّارِ" اللہ عزوجل کا شکر ہے کہ اس نے اس جوان کو جہنم سے بچالیا۔ (الترغیب والترہیب، جلد دوم ص ۲۷۶، ۲۷۷)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! پتہ چلا ولی ہوں یا صحابی ہر ایک کو ماں کی نافرمانی کی سزا اور اطاعت کی جزا ملتی ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ مذکورہ حدیث شریف سے سبق حاصل کریں اور حُسنِ خاتمہ کے لئے والدین کی فرماں برداری کرتے رہیں۔ ماں بہر حال ماں ہوتی ہے بچہ ہزار ماں کو ستائے لیکن اگر بچے کی تکلیف کا خیال آجائے تو ماں اپنے بچے کی ساری غلطیوں کو معاف فرمادیتی ہے۔

فرض و نفل غیر مقبول

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "ثَـلٰثَةٌ لَا يَـقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُمْ صَرْفًا وَّ لَا عَدْلًا عَاقٌ وَّ مَنَّانٌ وَ مُكَذِّبٌ بِقَدَرٍ" یعنی تین شخص ہیں کہ اللہ تعالیٰ نہ ان کے نفل قبول کرے اور نہ فرض، ماں باپ کو ایذا دینے والا اور صدقہ دے کر فقیروں پر احسان رکھنے والا اور تقدیر کا جھٹلانے والا۔ (الترغیب والترہیب ۲/۲۷۵)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آدمی خوب نفلی کاموں میں مصروف رہتا ہے اور اس بات کا خیال نہیں کرتا کہ ماں باپ کو اس کی خدمت کی ضرورت ہے یا نہیں، جس سے ان کا دل دکھتا ہے اسی طرح اگر کوئی فرائض کا پابند ہے اور اپنے ماں باپ کو ستاتا بھی رہتا ہے ان کو زبان وعمل سے ایذا دیتا رہتا ہے اور اپنے آپ کو بہت ہی فرائض وغیرہ کا پابند جانتا ہے، اسے مذکورہ حدیث سے سبق حاصل کرنا چاہئے کہ پروردگار ماں باپ کو ستانے والے کے فرائض وغیرہ قبول نہیں

فرماتا۔ اللہ عزوجل ہم سب کو اپنے والدین کی خدمت کرنے اور فرائض ونوافل کی پابندی کی توفیق عطا فرمائے۔

نافرمان کو فوری سزا دی جاتی ہے

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمام گناہوں میں اللہ جسے چاہے بخش دیتا ہے مگر ماں کی نافرمانی وایذارسانی نہیں بخشتا وہ اس نافرمان کو زندگی میں ہی اس کی سزا دے دیتا ہے۔ (مشکوٰۃ:۴۲۱)

بلکہ کچھ واقعات سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ بیٹا بے قصور سہی، اگر اس کی ادنیٰ کوتاہی اور غفلت کی وجہ سے والدین ناراض ہوجائیں تو رب قدیر بیٹے پر عتاب فرماتا ہے جیسا کہ آنے والے واقعات سے آپ اندازہ لگائیں گے۔

حضرت جریج کی عبرت ناک کہانی

ایک دفعہ غیب داں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اگلی امت کے مشہور ومعروف ولی حضرت جریج علیہ الرحمہ کا واقعہ بیان فرمایا کہ وہ عبادت گزار تھے اپنے عبادت خانے ہی میں اللہ کی تسبیح وتحمید اور اس کے ذکر میں مشغول رہتے تھے۔ ایک دن جب وہ نماز میں مصروف تھے ان کی والدہ انہیں بلانے آئیں اور جریج کہہ کر آواز دیا۔ یہ دل میں سوچنے لگے، بار الہا! میری ماں ہے اور میری نماز، (میں کیا کروں) ماں کا کہنا مانوں یا نماز پڑھوں؟ کچھ دیر اسی کشمکش میں پریشان رہے آخر سوچ بچار کر ایک فیصلہ کیا پھر نماز میں مشغول ہوگئے اور ماں انتظار کرکے چلی گئی وہ دوسرے روز پھر انھیں بلانے آئی اور آواز دیا اے جریج! مگر آج بھی وہی کچھ سوچ کر نماز میں لگ گئے (اور ماں کی بات نہ سنی ماں کو بیٹے کے اس برتاؤ سے بڑا رنج پہونچا) اس نے خدائے سمیع کی بارگاہ میں یہ بددعا کردی ”اَللّٰھُمَّ لاَ تُمِتْہُ حَتّٰی یَنْظُرَ اِلٰی وُجُوْہِ الْمُوْمِسَاتِ“ یعنی،

الٰہی !جُریج جب تک کسی بدکار کا منھ نہ دیکھ لے اسے وفات نہ دینا۔

بنی اسرائیل میں جُریج اور ان کی عبادت کا خوب چرچا ہو چلا تھا ایک فاحشہ عورت (جو حسن و جمال میں یکتا ہونے کی وجہ سے) جس کے حسن کی کہاوت کہی جاتی تھی جریج کے سامنے اپنے ناپاک ارادے کے ساتھ آئی مگر جریج نے اس کی طرف توجہ نہ کی تو وہ ایک چرواہے کے پاس آئی اس بے حیا نے اسے اپنے اوپر قابو دیا تو وہ اس کے ساتھ بدی میں ملوث ہوا جس کے سبب یہ حاملہ ہوگئی۔ جب بچہ پیدا ہوا تو اس نے کہا کہ یہ بچہ جریج کا ہے اتنا سنتے ہیں لوگ برہم ہو گئے اور آ کر جُریج کا عبادت خانہ ڈھا دیا اور انھیں مارنے لگے۔ جریج نے پوچھا تم لوگ یہ کیا کر رہے ہو؟ انہوں نے کہا: تم زنا کار ہو فلاں فاحشہ کے شکم سے تیری بدکاری کے باعث بچہ پیدا ہوا ہے۔ جریج نے پوچھا وہ بچہ کہاں ہے؟ لوگ اسے لے کر آئے تو جریج نے ان سے مہلت لے کر نماز پڑھی پھر بچے کے پاس آیا ”فَطَعَنَ فِیْ بَطَنِہٖ وَ قَالَ یَا غُلَامُ مَنْ اَبُوْکَ قَالَ فُلَانٌ الرَّاعِیْ“ اس کے پیٹ میں انگلی مارا اور کہا اے بچے تم کس کے نطفے سے ہو؟ اس نے کہا فلاں چرواہے کا۔ لوگ جریج کی کرامت و پاک دامنی دیکھ کر بے حد نادم و شرمندہ ہوئے اور جریج کو بوسہ دینے اور ان کی بزرگی سے برکت حاصل کرنے لگے۔ انہوں نے کہا ہم تیرا عبادت خانہ سونے کا بنائیں گے۔ جریج نے کہا نہیں اسے پہلے کی طرح مٹی کا بنا دو تو انھوں نے ویسا ہی بنا دیا۔ (مسلم شریف)

حضرت جریج نفل نماز پڑھ رہے تھے وہ نماز مختصر کر کے ماں کے حکم کی بجا آوری کے لئے حاضر ہو سکتے تھے مگر انھوں نے ایسا نہ کر کے ماں کو تکلیف پہونچائی اور اس کے نتیجے میں انھیں ایسے شرمناک حالات کا سامنا کرنا پڑا کہ ان جیسے تارک الدُّنیا کے لئے اس سے زیادہ شرمناک واقعہ نہیں ہو سکتا۔

یہاں پر سزا کی تعین قدرت نے نہیں بلکہ خود ماں نے ہی کی تھی۔ پھر عمل و جزا

میں یک گوناں مناسبت ضرور پائی جاتی ہے انہوں نے تھوڑی دیر نماز موقوف کر کے ماں کا منھ دیکھنا پسند نہ کیا تو اس کے بدلے میں انھیں مجبور ہو کر ایک بدذات فاحشہ کا منھ بھی دیکھنا پڑا۔ انھوں نے اپنی ماں کے ساتھ کچھ اس طرح کا سلوک کیا تھا جیسے وہ اس غریب کے فرزند نہیں ہیں اور اسی بات سے اس کے آبگینۂ دل کو ٹھیس پہونچی تھی تو اسی جنس کے عتاب سے ان کے بھی آبگینۂ دل کو ٹھیس پہونچائی گئی۔

میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! حضرت جریج بلاشبہ اللہ کے ولی تھے اور خدائے وحدہٗ لاشریک کی عبادت میں مصروف ہونے کی وجہ سے انہوں نے اپنی ماں کی معمولی سی نافرمانی کی تھی مگر قدرت نے انہیں بھی معاف نہیں کیا بلکہ دنیا ہی میں ان پر عتاب فرمایا۔ پھر ہم جیسے سیہ کار، خطا شعار اپنے مال اور اہل وعیال کے لئے ماں باپ کو بڑی سی بڑی اذیت دے کر خدائے قہار و جبار کے غضب وعذاب سے کیوں کر بچ سکتے ہیں؟ لہٰذا ہمیں بھی چاہئے کہ والدین کی فرمانبرداری میں کوتاہی نہ کریں۔

سر گدھے کا

حضرت عوام بن حوشب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں ایک محلے میں گیا اس کے کنارے پر قبرستان تھا، عصر کے وقت ایک قبر شق ہوئی اور اس میں سے ایک آدمی نکلا جس کا سر گدھے کا اور باقی بدن انسان کا تھا۔ اس نے تین آوازیں گدھے کی طرح لگائی پھر قبر بند ہوگئی، ایک بڑھیا بیٹھی سوت کات رہی تھی ایک دوسری خاتون نے مجھ سے کہا اس بڑی بی کو دیکھتے ہو؟ میں نے کہا ہاں اس کا کیا معاملہ ہے؟ کہا، یہ اس قبر والے کی ماں ہے، وہ شراب پیتا تھا، جب شام کو آتا، ماں نصیحت کرتی اے بیٹے! خدا سے ڈر، کب تک اس ناپاک چیز کو پئے گا، شرابی جواب دیتا کہ تو گدھی کی طرح چلاتی ہے، یہ شخص عصر کے بعد مرا جب سے ہر روز بعد عصر اس کی قبر پھٹتی ہے اور یوں ہی تین آوازیں گدھے کی طرح لگاتا ہے اور پھر قبر بند ہو جاتی ہے۔ (الترغیب والترہیب، ۲/۲۷۷)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! خبردار! اپنے والدین کے متعلق اپنی زبان کو محتاط رکھو، ورنہ انجام آپ نے پڑھ لیا۔ اللہ عزوجل اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل ہمیں اپنی زبان کو والدین کے حوالے سے محتاط رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ماں کی بد دعا کا حیرت ناک اثر

ایک بزرگ نے مکہ معظّمہ جانے کا ارادہ کیا ان کی ایک ماں تھیں جوان کے مکہ جانے پر خوش نہ تھیں، یہ بزرگ منت وسماجت کے باوجود انھیں راضی نہ کر سکے اور مکہ کے لئے روانہ ہو گئے۔ ادھر ان کی ماں نے بارگاہ الٰہی میں گریہ وزاری کے ساتھ بد دعا کی کہ پرودگار عالم! میرے بیٹے نے مجھے جدائی کی آگ میں جلایا ہے تو اس پر کوئی عذاب نازل فرمادے۔

یہ بزرگ رات کے وقت شہر میں پہونچے تو عبادت کے لئے مسجد تشریف لے گئے، عجیب اتفاق! اسی رات ایک چور کسی کے گھر میں داخل ہوا، مالکِ مکان کو چور کے آنے کا علم ہوا تو جلدی سے مسجد کی طرف بھاگا۔ لوگوں نے اس کا پیچھا کیا وہ چور مسجد کے دروازے کے پاس آکر غائب ہو گیا، لوگ یہ سمجھ کر کہ وہ مسجد ہی میں گیا ہے، وہاں دیکھا کہ یہی بزرگ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں، انھیں پکڑ کر حاکم شہر کے پاس لے گئے، حاکم نے ان کے ہاتھ پیر کاٹنے کا اور آنکھوں کے نکالنے کا فرمان صادر کیا۔ تو لوگوں نے ان کے ہاتھ اور پیر کاٹ دیئے، آنکھیں نکال دیں اور شہر میں اعلان کر دیا کہ ''یہ چور کی سزا ہے'' ان بزرگ نے فرمایا ''لَا تَقُوْلُوْا ذٰلِکَ بَلْ قُوْلُوْا هٰذَا جَزَاءُ مَنْ قَصَدَ طَوَافَ مَكَّةَ بِلَا اِذْنِ اُمِّهٖ'' یہ مت کہو کہ یہ چور کی سزا ہے بلکہ یہ کہو کہ یہ ماں کی اجازت کے بغیر طواف مکہ کا ارادہ کرنے والے کی سزا ہے۔

جب لوگوں کو معلوم ہوا کہ یہ تو ایک بزرگ ہیں اور ان کے حال سے واقف

ہوئے تو رونے لگے اور انھیں ان کے عبادت خانے کے پاس لاکر چھوڑ گئے۔ ان کا تو یہ حال ہے۔ اُدھر ان کی ماں اسی عبادت خانے کے اندر یہ دعا کر رہی تھیں ''یَا رَبِّ اِنِ ابْتَلَیْتَ اِبْنِیْ بَبَلَاءٍ اَعِدْهُ اِلَیَّ حَتّٰی اَرَاهُ'' اے پروردگار! اگر تو نے میرے بیٹے کو کسی مصیبت میں مبتلا کر دیا ہے تو اسے میرے پاس لوٹا دے تاکہ میں اسے دیکھ لوں۔

ماں تو اندر یہ دعا مانگ رہی تھی اور بیٹا دروازے پر صدا دے رہا ہے کہ میں ایک بھوکا مسافر ہوں مجھے کھانا کھلا دیجئے (نہ بیٹے کو معلوم کہ اپنے ہی دروازے پر صدا دے رہا ہے نہ ماں کو پتہ کہ یہ بھوکا مسافر میرا ہی بیٹا ہے) ماں نے کہا دروازے کے پاس آؤ، مسافر نے کہا میرے پاس پیر نہیں ہیں میں کیسے آؤں؟ ماں نے کہا ہاتھ بڑھاؤ، مسافر نے کہا میرے پاس ہاتھ بھی نہیں۔ ماں اب تک پہچان نہ سکی تھی اس نے کہا اگر میں سامنے آکر تجھے کھانا کھلاؤں تو میرے اور تیرے درمیان حرمت قائم ہو جائے گی۔ یہ بولے آپ اس کا بھی اندیشہ نہ کریں میں نگاہوں سے محروم ہوں۔ تو ماں ایک روٹی اور کوزے میں ٹھنڈا پانی لے کر آئی اور اسے کھلایا، پلایا مگر پہچان نہ سکی البتہ مسافر نے پہچان لیا، اس نے اپنا چہرہ ماں کے قدموں میں رکھ کر عرض کیا ''اَنَا اِبْنُکَ الْعَاصِیُ'' اے مہربان ماں! میں آپ کا نافرمان بیٹا ہوں۔ اب ماں بھی پہچان گئی اور بیٹے کی یہ روح فرسا اذیت دیکھ کر سینے کے اندر اس کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا، وہ بلک اٹھی اور زبان کی راہ سے اس کے دل کی یہ صدا بلند ہوئی ''یَا رَبِّ! اِذَا کَانَتِ الْحَالَةُ کَذٰلِکَ. فَاقْبِضْ رُوْحِیْ وَ رُوْحَهٗ حَتّٰی لَا یَرَی النَّاسُ سِوَادَ وَجْهِنَا'' اے پروردگار! جب حال اتنا برا ہو گیا تو میری اور میرے فرزند کی روح قبض فرمالے تاکہ ہم لوگوں میں روسیاہ اور شرمندہ نہ ہوں۔ ابھی یہ دعا پوری نہ ہوئی تھی کہ ماں بیٹے دونوں فوت ہو گئے۔ (عظمت والدین مصنفہ مفتی نظام الدین صاحب رضوی)

عہد فاروقی کا دردناک واقعہ

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں کوئی سوداگر تھا، ایک روز اس کی ماں خرچ کے لئے اس کے پاس کچھ مانگنے آئی، اس کی بیوی نے کہا آپ کی ماں یونہی روز روز مانگ کر ہمیں محتاج بنا دینا چاہتی ہے۔غریب ماں یہ سن کر روتے ہوئے چلی گئی اور بیٹے نے اسے کچھ نہ دیا۔

ایک دفعہ یہ لڑکا تجارت کا مال لے کر کہیں سفر میں جارہا تھا راستے میں ڈاکوؤں نے اس کا سارا مال واسباب لوٹ لیا اور اس کا ہاتھ کاٹ کر اسی کی گردن میں لٹکا دیا۔اور اسے راستے میں خون میں لت پت چھوڑ کر چلے گئے۔ کچھ لوگ اس کے پاس سے گزرے تو اسے اٹھا کر اس کے گھر پہونچا دیا، جب اس کے رشتے دار اسے دیکھنے آئے تو اس نے برملا اپنے جرم کا اعتراف کرلیا ’’ھٰذَا جَزَائِی فَلَوْ کُنْتُ اَعْطَیْتُ اُمِّی بِیَدِیْ دِرْھَمًا مَا قُطِعَتْ یَدِیْ وَمَا سُلِبَ مَالِیْ ‘‘ یہ مجھے اپنی ماں کو تکلیف دینے کی سزا ہے اگر میں اپنے ہاتھ سے والدہ کو ایک روپیہ بھی دے دیا ہوتا تو نہ میرا ہاتھ کاٹا جاتا اور نہ ہی میرا مال چھینا جاتا۔ پھر سوداگر کے پاس اس کی ماں آئی تو اس نے کہا اے پیارے بیٹے ! تیرے ساتھ دشمنوں کے اس سلوک سے مجھے افسوس ہے تو بیٹے نے عرض کیا امی جان ! میرے ساتھ یہ سب کچھ آپ کو تکلیف دینے کی وجہ سے ہوا ہے آپ مجھ سے خوش ہوجایئے۔ماں نے کہا ’’ یَا بُنَیَّ اِنِّیْ رَضِیْتُ عَنْکَ ‘‘ اے پیارے بیٹے ! میں تجھ سے خوش ہوں، جب رات آئی تو اللہ کی قدرت سے دوبارہ اس کا ہاتھ پہلے کی طرح ہوگیا۔ (درۃ الناصحین)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ذرا قدرت کا انصاف دیکھئے کہ جیسا جرم ہے قدرت اسی انداز کی مجرم کو سزا بھی دے رہی ہے، بیٹے نے مال دینے سے بخیلی کی تھی تو وہ مال تباہ وبرباد ہوگیا اور ہاتھ کو داد ودہش سے روکا تھا تو

وہ ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ گردن سے ''ہاتھ سٹا لینا'' بخیلی سے کنایہ ہوتا ہے تو کٹے ہوئے ہاتھ کو گردن میں لٹکا کر گویا یہ اعلان کیا گیا کہ دیکھ لو! ماں باپ کے ساتھ بخیلی کرنے کی یہی سزا ہے۔ اب اسی کے ساتھ ماں کی خوشنودی کا کرشمہ بھی دیکھئے کہ اِدھر ماں بیٹے سے راضی ہوتی ہے اور اُدھر قادر مطلق دوبارہ بیٹے کو ہاتھ سے نواز دیتا ہے۔ اللہ عزوجل ہمیں والدین کو خوش رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ایک بزرگ کا حج مقبول نہ ہوا

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ ایک سال حج کے لئے تشریف لے گئے، جب لوگ عرفات سے واپس ہوئے تو رات میں آپ نے خواب میں دیکھا کہ آسمان سے دو فرشتے اترے، ایک نے دوسرے سے پوچھا اِمسال کتنے لوگوں کا حج مقبول ہوا؟ دوسرے فرشتے نے جواب دیا ''سوائے احمد بن محمد بلخی کے سارے حاجیوں کا حج مقبول ہو گیا ہے، انھوں نے راستے بھر مشقت برداشت کی اور نتیجہ محرومی رہا۔

بیچارہ کسے کو شود از کوئے تو محروم
پس نیست دراجائے دیگر در ہمہ بوم

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیدار ہوئے مگر اسی فکر میں رات بھر انھیں نیند نہ آئی۔ صبح تڑکے وہ خراسان کے قافلے میں گئے اور حضرت احمد بلخی کو ڈھونڈ نے لگے۔ وہ اسی جستجو میں چکر لگاتے ہوئے ایک بڑے خیمے کے پاس پہونچے وہاں کا یہ عالم کہ خیمہ کا پردہ گرا ہوا ہے اور ایک خوبصورت جوان موٹا کپڑے پہنے پیر میں بیڑی اور گردن میں محرومی کا طوق ڈالے کھڑا ہے۔ اس نوجوان کی نگاہ حضرت مالک پر پڑی تو اس نے آپ کو سلام کیا اور کہا اے مالک! جس جوان کے متعلق آپ نے خواب میں دیکھا ہے کہ اس کا حج مقبول نہیں ہوا وہ میں ہی ہوں اور یہ موٹا کپڑا، طوق اور بیڑی میری محرومی کی نشانی ہے۔ حضرت مالک کا بیان ہے کہ میں تو حیرت میں پڑ گیا، میں نے اس جوان سے کہا اللہ اکبر! آپ ایسے روشن ضمیر اور صاف دل ہیں اور آپ کو کچھ نہیں معلوم کہ

یہ محرومی آخر کس بنا پر ہے؟ جوان نے کہا ہاں مجھے معلوم ہے، اس محرومی کی وجہ یہ ہے کہ میرے والد مجھ سے ناخوش ہیں۔ میں نے پوچھا آپ کے والد کہاں ہیں۔ بتایا اسی قافلے میں وہ بھی ہیں، میں نے کہا کسی کو میرے ساتھ بھیج دیجئے تاکہ میں آپ کے والد کے پاس جاکر سفارش کروں ممکن ہے وہ آپ سے راضی ہو جائیں۔ انہوں نے ایک آدمی کے ساتھ اپنے والد کے پاس پہونچا دیا۔ میں نے وہاں دیکھا کہ ایک عمدہ سائبان ہے جس میں شاہانہ فرش بچھے ہوئے ہیں اور ایک خوش کلام بوڑھا شخص کرسی پر جاہ وجلال کے ساتھ بیٹھا ہے جس کے سامنے بہت سے لوگ صف باندھے کھڑے ہیں۔

میں نے جاکر سلام کیا اور پوچھا کہ اے شیخ! کیا آپ کا کوئی بڑا لڑکا بھی ہے؟ کہا ہاں ایک نالائق لڑکا ہے میں اس سے خوش نہیں ہوں۔ میں نے ان سے گزارش کی کہ آج کا دن وہ دن نہیں ہے کہ کوئی شخص کسی کی ایذارسانی کو دل میں بٹھائے رکھے۔ آج تو ظلم کے بخشنے اور دشمنوں کے معاف کرنے کا دن ہے یہ بات کوئی بھلی نہیں لگتی کہ آپ اپنے فرزند کو عذاب میں مبتلا رکھیں۔ میں مالک بن دینار ہوں، رات میں نے اس طرح کا خواب دیکھا ہے۔ آپ کو خدا ورسول کا واسطہ آپ اپنے فرزند کی غلطی کو نظر انداز کر کے اسے معاف کردیں۔ وہ بوڑھا یہ سن کر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا اے شیخ! میں نے طے کرلیا تھا کہ کبھی اس سے خوش نہ ہوں گا مگر آپ ایک بزرگ ہستی ہیں اور بڑے عظیم شفیع کا واسطہ لائے ہیں تو میں اسے معاف کرتا ہوں، میرا دل اس سے خوش ہے۔

ٹھانی تھی دل میں اب نہ ملیں گے کسی سے ہم
پر کیا کریں کہ ہو گئے مجبور جی سے ہم

حضرت مالک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے بوڑھے کو دعا دی اور اس کا شکریہ ادا کیا پھر میں اس جوان کے خیمے کے پاس آیا تاکہ اسے باپ کی خوشنودی کی بشارت دوں، یہاں آیا تو حیرت زدہ رہ گیا کہ جوان طوق اور بیڑی سے آزاد ہے، موٹا کپڑا بدن سے الگ ہے اور پاکیزہ کپڑا زیب تن کئے ہوئے ہے۔ وہ خوش خوش خیمے سے باہر آیا

اور کہنے لگا اے مالک! اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین جزا عطا فرمائے کہ آپ نے میرے اور میرے والد ماجد کے درمیان صلح کرادی اور ان کی خوشنودی کی برکت سے میرا حج بھی مقبول ہوگیا۔ (عظمت والدین بحوالہ اخلاق محسنی)

میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! جب اللہ کے ولی کو والدین کی ناراضگی کی سزا مل سکتی ہے تو ہم اور آپ کس شمار وقطار میں ہیں؟ لہٰذا ہمیں اس واقعہ سے درس عبرت حاصل کرنا چاہئے۔

فرمانبردار بننے کا طریقہ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جس شخص کے والدین یا ان میں سے کسی ایک کا انتقال ہوجائے اور وہ ان کا نافرمان ہو پھر وہ ان کے لئے مستقل استغفار اور دعا کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ اسے فرماں بردار لکھ دیتا ہے'' (بیہقی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے اپنے والدین کے انتقال کے بعد ان کا قرض ادا کردیا اور ان کی نذر پوری کی اور ان کو برا بھلا کہلانے کا سبب نہ بنا تو وہ خواہ (زندگی میں) ان کا نافرمان کیوں نہ ہو تب بھی ان کا فرمان بردار لکھ دیا جائے گا۔ (رواہ ابن عساکر)

مسائل و آداب

صاحبِ تفسیرِ روح البیان نے آیتِ کریمہ ''وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّاتَعْبُدُوْا اِلَّا اِیَّاہُ'' کے تحت چند مسائل وآداب کا ذکر فرمایا جن کا سمجھنا اور یاد رکھنا ہمارے لئے نہایت ہی ضروری ہے۔

☆ والدین کو نام لے کر نہ بلائے اس لئے کہ یہ بھی مروت کے خلاف ہے بلکہ کھلی گستاخی ہے ہاں اگر عام گفتگو میں ان کے اسماء بتانے کی ضرورت پڑے تو نام بتا سکتا ہے۔

☆ ان کی آواز پر اپنی آواز کو اونچا نہ کرے نہ ہی ان کے سامنے اونچا بولے بلکہ نرم لہجہ اور خوش کلامی سے بات کرے ہاں اگر وہ بہرے ہوں یا افہام و تفہیم صرف اونچی آواز میں ہوسکتی ہے تو ضرورت کے وقت جائز ہے۔

☆ کسی کے ماں باپ کو گالی نہ دے کیوں کہ وہ جوابی حملہ کر کے اس کے ماں باپ کو گالی دے گا۔

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ والدین کے ساتھ ایسے زندگی بسر کرے جیسے ایک ذلیل خطا کار غلام اپنے تُرش رو اور سخت گیر آقا کے ساتھ زندگی بسر کرتا ہے یعنی جیسے غلامِ مذکور اپنے آقائے مذکور کے سامنے چاپلوسی اور خوشامد کر کے وقت بسر کرتا ہے ایسے ہی اولاد کو ماں باپ کے سامنے زندگی بسر کرنی چاہئے یعنی ماں باپ کو غیظ وغضب سے نہ دیکھے۔

☆ ماں باپ کی طرف محبت، شفقت اور نہایت ہی مہربانی سے دیکھے۔

☆ اپنے ماں باپ کی خدمت خود کرے کسی دوسرے کے سپرد نہ کرے۔

☆ انسان کو اپنے ماں باپ کی اور استاذ اور پیر و مرشد کی خدمت سے عار نہ کرنی چاہئے، اسی طرح بادشاہ، حاکم وقت، اور مہمان کا حکم ہے۔

☆ باپ کے لئے نماز کا امام بھی نہ بنے اگر چہ بیٹا اس سے زیادہ فقیہ ہو۔ ہاں اگر وہ دین کے احکام اور ان کے مسائل سے واقف نہیں تو جائز ہے۔

☆ ماں باپ کے آگے بھی نہ چلے ہاں اگر راستہ صاف کرنے کی ضرورت درپیش ہو تو جائز ہے۔

☆ ماں باپ کے سامنے کسی بھی اونچی جگہ پر نہ بیٹھے کہ اس سے ماں باپ کی اہانت ہوتی ہو۔

☆ کسی معاملہ میں ماں باپ سے سبقت نہ کرے مثلاً کھانے پینے، بیٹھنے اور گفتگو وغیرہ میں۔

☆ اگر باپ بد مذہب ہے وہ اسے اپنی عبادت گاہ میں لے جانا چاہتا ہے تو نہ جائے ہاں اگر باپ اسے کسی مذہبی چیز اپنے یہاں اٹھالانے کا حکم دے تو اسے کرے۔

☆ امام ابو یوسف علیہ الرحمہ نے فرمایا ''اگر اسے ماں باپ حکم فرمائیں کہ ہانڈی کے نیچے آگ جلائے حالانکہ اس ہانڈی میں خنزیر کا گوشت پکایا جارہا ہے تو آگ جلانے میں حرج نہیں''

☆ ماں باپ سے عار کر کے اپنے آپ کو کسی دوسرے مشہور و معروف شخصیت کی طرف منسوب نہ کرے اس لئے کہ لعنت کا موجب ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اپنے آپ کو دوسری ذات میں منسوب کرنے والے پر اللہ اور فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو اس کی نہ کوئی عبادت (فرائض) نہ نیکی (نوافل) قبول ہوگی''

☆ اگر ماں باپ ہر دونوں یا ان میں سے ایک کافر ہو تو ان کے لئے اسلام قبول کرنے کی دعا کریں۔

فائدہ: کاشفی نے لکھا ہے کہ اولاد کو اپنے ماں باپ کے لئے دعا مانگنے کے مختلف طریقے ہیں اگر وہ مسلمان ہیں تو ان کے لئے بہشت کی اگر کافر ہیں تو ان کے لئے ایمان و اسلام کی دعا مانگے۔ (تفسیر روح البیان)

بعد انتقال حسن سلوک کے طریقے

خالق کائنات عزوجل اور اس کے پیارے محبوب محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس طرح والدین کی زندگی میں ان کے ساتھ حسن سلوک اور ان کی اطاعت و فرماں برداری کا حکم دیا ہے بعد وفات بھی ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم صادر فرمایا ہے۔ والدین کے انتقال کے بعد ان سے حسن سلوک یہ ہے کہ ان کی تجہیز و تکفین نیز ان کی جائز وصیتوں پر عمل کرے۔ چنانچہ حضرت ابو اُسَید مالک بن ربیعہ ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت

اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! ماں باپ کے انتقال کے بعد ان کے ساتھ نیکی کرنے کا کوئی طریقہ باقی ہے جسے میں بجالاؤں؟ فرمایا: ہاں، چار باتیں ہیں۔

۱) ان کی نمازِ جنازہ پڑھنا۔

۲) ان کے لئے دعائے مغفرت کرتے رہنا۔

۳) ان کی وصیت پر عمل کرتے رہنا۔

۴) ان کے دوستوں کی خاطر داری اور مہمان نوازی کرتے رہنا اور جو رشتہ صرف انہیں کی جانب سے ہو ان کو نیک برتاؤ کے ساتھ قائم رکھنا۔ یہ وہ نیکیاں ہیں جن کا کرنا ان کی موت کے بعد بھی ان کے ساتھ نیکی کرنا ہی ہے۔ (فتاوی رضویہ، بحوالہ الجامع الکبیر)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! والدین کا حق ان کے انتقال کے بعد بھی باقی رہتا ہے جس کا خیال ہمیشہ رکھنا چاہئے۔ اللہ عزوجل اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل ہمیں مذکورہ باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ماں باپ کے لئے دعائے مغفرت

حضرت ابو اُسَیْد مالک بن زُرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اِسْتِغْفَارُ الْوَلَدِلِاَبَوَیْہِ بَعْدَ الْمَوْتِ مِنَ الْبِرِّ'' ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک میں سے ایک یہ ہے کہ اولاد ان کے انتقال کے بعد ان کے لئے دعائے مغفرت کرتی رہے۔ (جامع الاحادیث جلد سوم ص ۲۰۶)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! والدین کے مرنے کے بعد حسن سلوک کا طریقہ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بتا دیا کہ ان کے لئے دعائے مغفرت کریں۔

ماں باپ کی طرف سے صدقہ کرو

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص کچھ نفل خیرات کرے تو چاہیئے کہ اسے اپنے ماں باپ کی طرف سے کرے کہ اس کا ثواب انہیں ملے گا اور اس کے ثواب میں کچھ نہ گھٹے گا۔ (جامع الاحادیث جلد سوم ص ۲۰۶)

ایک اور مقام پر سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: والدین کے مرنے کے بعد نیک سلوک سے یہ ہے کہ تو اپنی نماز کے ساتھ ان کے لئے نماز پڑھے اور اپنے روزوں کے ساتھ ان کے لئے روزے رکھے۔ (جامع الاحادیث جلد سوم ص ۲۰۷)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتاوی رضویہ شریف میں رقم طراز ہیں:

ایک صحابیٔ رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! میں اپنے ماں باپ کے ساتھ زندگی میں نیک سلوک کرتا تھا اب وہ مر گئے ان کے ساتھ نیک سلوک کرنے کی کیا راہ ہے؟ اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مندرجہ بالا ارشاد فرمایا۔

نیز اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب اپنے ثواب ملنے کے لئے کچھ نفل نماز پڑھے یا روزے رکھے تو کچھ نفل ان کی طرف سے پڑھے اور ثواب پہونچائے۔ یا نماز روزہ جو عمل نیک کرے ساتھ ہی انہیں ثواب پہونچنے کی نیت کرے کہ انہیں بھی ملے گا اور تیرا بھی کم نہ ہوگا۔ (جامع الاحادیث)

والدین کی طرف سے حج

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انسان جب اپنے والدین کی طرف سے حج کرتا ہے وہ حج اس کی اور ان سب کی طرف سے قبول کیا جاتا ہے اور ان کی روحیں آسمان میں اس سے شاد

ہوتی ہیں اور یہ شخص اللہ عزوجل کے نزدیک ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے والا لکھا جاتا ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو اپنے ماں باپ کی طرف سے حج کرے ان کی طرف سے حج ادا ہو جائے گا اور اسے دس حج کا ثواب زیادہ ہے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اگر اللہ عزوجل دولت سے نوازے تو ضرور ان کی طرف سے حج کر کے ان کو خوش کریں۔ مولیٰ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔

ماں باپ کا قرض ادا کرو

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنے ماں باپ کے بعد ان کی قسم سچی کرے اور ان کا قرض ادا کرے اور کسی کے ماں باپ کو برا بھلا نہ کہے کہ جواب میں وہ اس کے ماں باپ کو برا بھلا کہے گا لہٰذا اگر کوئی اپنے ماں باپ کو برا بھلا کہلوانے سے بچائے تو وہ والدین کے ساتھ نیکوکار لکھا جاتا ہے اگر چہ وہ ان کی زندگی میں نافرمان تھا۔ اور جو اُن کی قسم پوری نہ کرے اور ان کا قرض نہ اتارے اور اوروں کے والدین کو برا کہہ کر انہیں برا کہلوائے وہ نافرمان لکھا جاتا ہے اگر چہ وہ ان کی حیات میں فرمانبردار تھا۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! خدارا کسی کے بھی ماں باپ کو برا نہ کہو ورنہ جواباً وہ آپ کے ماں باپ کو برا بھلا کہے گا اور وہ بے قصور آپ کی وجہ سے گالیاں سنیں گے۔ ایسا کرنے والا اگر صوم وصلاۃ کا پابند بھی ہے تب بھی وہ ماں باپ کا نافرمان لکھا جائے گا۔

والدین کی قبروں کی زیارت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: جو اپنے ماں باپ یا ان میں سے ایک کے قبر کی جمعہ کے روز زیارت کرے وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے والا لکھا جاتا ہے۔

امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: جو شخص بروز جمعہ اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کی قبر کی زیارت کرے اور وہاں یٰسٓ پڑھے وہ بخش دیا جائے گا۔

بلبلِ شیراز حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمہ نے کیا خوب فرمایا:

سالہا بر تو بگزرد کہ گزر — نہ کنی سوئے تربتِ پدرت
تو بجائے پدر چہ کردی خیر — تا ہماں چشم داری از پسرت

یعنی بہت سال گزرنے پر بھی تو کبھی اپنے ماں باپ کی قبر پر فاتحہ خوانی کے لئے نہیں گیا بتا جب تو نے اپنے باپ کے ساتھ بھلائی نہیں کی تو پھر اپنی اولاد سے کس منھ سے بھلائی کی امید رکھتا ہے؟

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! قربان جایئے رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عنایتوں پر کہ آپ نے بکثرت ثواب ملنے کی بشارت عطا فرمایا۔ والدین کی قبر کی زیارت پر حج مبرور کا ثواب اور زیارت کرنے والے کی قبر کی زیارت کو فرشتے آئیں گے، اس سے بڑھ کر سعادت اور کیا ہوگی؟ خدارا! ان کے انتقال کے بعد ان کو مت بھولو بلکہ ان کی قبر کی زیارت کو جایا آیا کرو اور ان کے ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی کرتے رہو۔ انشاء اللہ مرنے کے بعد آپ کی قبر کی زیارت کے لئے آپ کی بھی اولاد آئے گی۔ اللہ عزوجل ہم سب کو اپنے مرحوم والدین کی قبروں پر حاضری دے کر ان کے لئے ایصالِ ثواب کرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ☆☆☆

میاں، بیوی کے حقوق

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اسلام میں حقوق العباد کی بڑی اہمیت ہے، حقوق العباد کی ادائیگی پر قرآن واحادیث میں بڑی بشارتیں موجود ہیں اور بندوں کے حقوق ادا نہ کرنے پر سخت وعیدیں ہیں، حقوق العباد تو بہت ہیں یہاں ہم چند کے حقوق اختصار کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔

مرد پر عورت کے حقوق

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! بانی اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے قبل دنیا میں ہر شخص اپنے حقوق اور فرائض سے غافل تھا، مرد عورتوں سے اپنے سارے حقوق ادا کرواتے تھے مگر عورتوں کو ایک لونڈی کی حیثیت سے رکھتے تھے، نہ ان کے حقوق کی ادائیگی کرتے تھے اور نہ ہی انہیں کوئی قدر و منزلت دیتے تھے۔ مذہب اسلام کی جلوہ گری ہوتے ہی ساری انسانیت کو اس کے حقوق سے آشنا کرا دیا گیا، مردوں کو ان کے حقوق بتائے گئے عورتوں کو ان کے حقوق دلائے گئے اور ان کے حقوق کی حفاظت کے لئے قانونِ الٰہی آسمان سے نازل ہوا۔

مرد پر نکاح کے بعد عورت کے حقوق کی ادائیگی لازم ہو جاتی ہے کہ اگر وہ اس میں کوتاہی برتتا ہے یا اسے فراموش کرتا ہے تو اسلامی نقطۂ نظر سے عذابِ خداوندی کا سزاوار ہوگا اور جہنم کے عذاب کا مستحق ہوگا۔ مرد پر عورت کے کیا کیا حقوق بنتے ہیں قرآن وحدیث میں اس کی مکمل وضاحت ہے۔ پڑھیں اور عمل کرنے کی کوشش کریں۔

بھلائی کرو

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے "وَ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّ يَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا" اپنی بیویوں کے ساتھ نیکی اور بھلائی کے ساتھ زندگی گزارو، ہوسکتا ہے تم کسی بات کو ناپسند کرو اور اللہ تعالیٰ نے اس میں خیر کثیر رکھی ہو۔ (سورۂ نسا:۱۹)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ عزوجل نے بیویوں کے ساتھ نیکی اور بھلائی کے ساتھ زندگی گزارنے کا حکم فرمایا۔ شوہر پر لازم ہے کہ اپنی بیوی کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے، شوہر پر بحثیت شوہر اپنی بیوی اور بچوں کے کھانے، کپڑے اور رہائش کی ذمہ داری ہے۔

دونوں برابر

ارشادِ باری تعالیٰ ہے "وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِىْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ" اور عورتوں کا حق مردوں پر ایسا ہی ہے جیسا عورتوں پر ہے دستور کے مطابق۔

(سورۂ بقرہ آیت ۲۲۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اسلام عدل و مساوات کا مذہب ہے، اسلام نے جس طرح عورتوں پر ان کے شوہروں کے حقوق رکھے ہیں اسی طرح شوہروں پر بھی عورتوں کے حقوق رکھے ہیں۔ آج اسلام پر لوگ الزام تراشیاں کرتے ہیں اور اس بات کا پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ اسلام نے عورتوں

سے ان کے حقوق چھین لیا ہے، ان کو پابند سلاسل کر دیا ہے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ قرآنِ مقدس کی صرف مذکورہ آیت کو انصاف و دیانت کی نگاہ سے پڑھ لیں تو دشمنانِ اسلام کی آنکھ کھل جائے کہ اسلام نے جس طرح عورتوں پر مردوں کے حقوق رکھے ہیں اسی طرح مردوں کو بھی عورتوں کے حقوق کی ادائیگی کا حکم فرمایا ہے۔ اسلام نے تو عورت کو وہ عزت اور مقام دیا ہے کہ دوسرے کسی مذہب میں اسے وہ مقام حاصل ہی نہیں۔

مذکورہ آیت کی تفسیر میں صاحب تفسیر نعیمی لکھتے ہیں: اسلام سے پہلے عرب بلکہ ہندوستان میں بھی عورت مثل مال مویشی کے سمجھی جاتی تھی کہ شوہر فقط اپنی خدمت کے لئے کھانا کپڑا دے کر ان سے غلاموں کا سا برتاؤ کرتے تھے بلکہ انہیں جائداد کی طرح استعمال کرتے تھے۔ اسلام نے عورت کو نیچے سے اوپر اٹھایا، اس کے حقوق بھی قائم کئے مگر چوں کہ بالکل برابری کرنے میں گھر کا انتظام قائم نہیں رہ سکتا، ملکی و خانگی انتظام کے لئے کوئی افسر ضرور چاہئے اگر ملک میں کوئی بادشاہ نہ ہو سب برابر ہوں تو اس کی بربادی یقینی ہے۔ ایسے ہی اگر گھر میں کوئی حاکم نہ ہو، سب یکساں ہوں تو گھر کی تباہی لازمی ہے اس لئے مردوں کو عورتوں کا حاکم بنایا کیوں کہ مرد میں قوت شجاعت عقل وغیرہ زیادہ نیز اس کے ذمہ بیوی کا سارا خرچ بعض حقوق تو مشترک ہیں اور بعض خاص حقوق مشترکہ دو قسم کے ہیں ایک حقوق شرعی جس کا دعویٰ کیا جا سکتا ہے اور جن کے ادا کرنے پر حاکم مجبور کر سکتا ہے۔ دوسرے حقوق اخلاقی کہ جن کا ادا کرنا ضروری مگر ان کا عدالت میں دعویٰ نہیں ہو سکتا۔ عورت کے حقوق شرعی مرد پر چار قسم کے ہیں (۱) کھانا کہ جیسا خود کھائے اسے بھی کھلائے (۲) کپڑا کہ جیسا خود پہنے اسے بھی پہنائے اور حسب حیثیت اسے آرام میں رکھے (۳) مکان کہ حسبِ حیثیت اسے رہنے کے لئے جگہ دے (۴) مجامعت۔

مرد کے لئے ضروری ہے کہ بیماری میں اس کا علاج کرائے، کبھی کبھی اس

کو میکے والوں سے ملاتا رہے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنی بیوی کو راضی کرنے کے لئے اچھا لباس پہنتا ہوں کہ جب میلے کپڑے میں وہ مجھے بری معلوم ہوتی ہے تو میں اسے کب اچھا معلوم ہوں گا۔

حدیث شریف میں ہے کہ اگر تم قیامت میں مجھ سے قرب چاہتے ہو تو اپنی بیویوں کو راضی رکھو۔ بلکہ اس کی خوشنودی کے لئے اس کے میکے والوں بلکہ اس کی سہیلیوں سے بھی سلوک کرو۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت خدیجہ کی وفات کے بعد ان کی طرف سے قربانی کرتے جس کا گوشت حضرت خدیجہ کی سہیلیوں میں تقسیم فرماتے تھے۔ لہٰذا مرد کو چاہئے کہ بیوی کے انتقال کے بعد تیجہ، دسواں، چالیسواں، برسی، صدقہ وغیرہ اس کے ایصال ثواب کے لئے کرے۔ یہ بھی بہتر ہے کہ زندگی میں اپنی بیوی کو جن عورتوں سے محبت و میل ہو وہ فاتحہ کا کھانا انہیں بھیجے، اسے بعد وفات اچھائی سے یاد کرے، اس کے لئے دعائے مغفرت کرے، اس کے ماں باپ و اہل قرابت کا ہمیشہ احترام کرے۔ جب کہ حضور نے حضرت خدیجہ کی سہیلیوں سے یہ سلوک کیا تو بیوی کے ماں باپ و اہل قرابت تو زیادہ سلوک کے حقدار ہیں۔ خلاصہ یہ کہ ہر ایک دونوں کو خوش رکھنے کی انتہائی جائز کوشش کریں۔ (تفسیر نعیمی جلد دوم ص ۴۹۳)

سب سے اچھا کون؟

رسولِ مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ وَ اَنَا خَیْرُکُمْ لِاَھْلِیْ'' تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنی بیوی کے لئے بہتر ہو اور میں اپنی بیوی کے لئے تم میں سب سے بہتر ہوں۔ (کیمیائے سعادت: ۲۶۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس حدیث کا مفہوم بالکل واضح ہے کہ جو شخص اپنی بیوی کے لئے بہتر ہو وہ سب سے بہتر انسان ہے۔ کیوں کہ بیوی مرد کے زیر دست ہوتی ہے، اس پر اس کو حاکم بنا دیا گیا ہے تو اکثر ایسا ہوتا

ہے کہ لوگ اپنے تصرفات کو بے جا استعمال کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اسی لئے فرمایا گیا کہ جو اپنی بیوی کی نظر میں بہتر ہو یعنی اس کے ساتھ اچھا سلوک کر کے اس کے دل میں اپنے لئے جگہ بنا لے وہ سب سے بہترین انسان ہے اور پھر رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی مثال بھی پیش فرمائی کہ میں تم میں اپنی بیویوں کے لئے سب سے بہتر ہوں کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی تمام ازواجِ مطہرات کے ساتھ ہمیشہ رفق ونرمی کا برتاؤ کیا ہے، کبھی کسی کی حق تلفی نہ ہونے دی اور تمام ازواج کے درمیان عدل ومساوات کا خاص خیال فرمایا ہے، آپ ان کی دلجوئی بھی فرماتے تھے۔ آپ کی ذات زندگی کے ہر مرحلہ میں ہمارے لئے رہنما ورہبر ہے لہٰذا اپنی بیویوں کے حقوق کی ادائیگی میں بھی ہمیں رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات کو دیکھنا چاہئے اور آپ کے بتائے ہوئے راستے پر عمل کرنا چاہئے۔

عورت کی مثال

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اَلْمَرْأَۃُ کَالضِّلَعِ اِنْ اَقَمْتَھَا کَسَرْتَھَا وَ ھِیَ یُسْتَمْتَعُ بِھَا عَلٰی عِوَجٍ'' عورت پسلی کی طرح ہے، اگر تم اس کو سیدھا کرو گے تو توڑ دو گے، اس سے اس کی کجی کے ساتھ ہی فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ (ابن ماجہ: ۱۳۴۳)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! یہ حقیقت بالکل واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مرد کی پسلی سے عورت کو پیدا فرمایا، پسلی ٹیڑھی رہتی ہے، جس طرح ٹیڑھی ہڈی کو سیدھا کرنا مشکل کام ہے اسی طرح عورت کو بالکل سیدھا رکھنا بہت مشکل امر ہے۔ رسولِ گرامی وقار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق عورت سے اس کی کجی کے ساتھ ہی فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

تین باتیں

لوگوں نے سنا کہ جناب رحمۃٌ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وفات شریف کے وقت آہستہ آہستہ یہ تین باتیں فرماتے تھے: نماز پڑھو، لونڈی، غلاموں کے ساتھ بھلائی کیا کرو اور عورتوں کے بارے میں اللہ ہی اللہ ہے۔ یہ تمہاری قیدی ہیں، ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ (کیمیائے سعادت:۲۶۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آخری نصیحت و وصیت مذکورہ تین باتیں ہیں، گویا حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی امت کے تعلق سے ان تین باتوں کا زیادہ خدشہ تھا اسی لئے آپ وصال شریف کے وقت بھی ان تین چیزوں کی تاکید فرما رہے تھے۔ آج ہمارے درمیان یہ تینوں باتیں عام ہو چکی ہیں، ہم نمازوں سے دن بدن غافل ہوتے چلے جا رہے ہیں، اپنے زیر دستوں اور اپنے نوکروں پر ظلم و زیادتی کرنا ہمارا شعار بن چکا ہے اور بیویوں کے حقوق کی پامالی ہماری عادت بن چکی ہے۔ گویا رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آج سے چودہ سو سال پہلے ہی یہ دیکھ رہے تھے کہ ایک دور ایسا آنے والا ہے جس میں یہ تین باتیں عام ہو جائیں گی لہٰذا آپ نے اپنی وفات کے وقت بھی ان تین باتوں کی وصیت فرمائی۔ ہم اگر محبت رسول کے دعویدار ہیں تو ہمارا فریضہ بنتا ہے کہ آپ کی زبانِ مبارک سے نکلے ہوئے ہر ہر لفظ کو عملی جامہ پہنائیں۔

ایوب علیہ السلام کا ثواب

رسولِ مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنی بیوی کی بدخصلتی پر صبر کرے اس کو اتنا ثواب ملے گا جتنا حضرت ایوب علیہ السلام کو ان کی مصیبت پر ملا۔

(کیمیائے سعادت:۲۶۲)

امام غزالی کی نصیحت

حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نکاح کے آداب بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: اپنی بیویوں کے ساتھ مزاح اور خوش طبعی کرے، ان سے رکا نہ رہے اوران کی عقل کے موافق رہے اس لئے کہ کوئی شخص اپنی عورت کے ساتھ اتنی خوش طبعی نہ کرتا جتنی رسولِ مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کرتے تھے حتی کہ بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ دوڑے کہ دیکھیں کہ کون آگے نکل جاتا ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آگے نکل گئے۔ دوبارہ دوڑنے کا اتفاق ہوا، حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آگے نکل گئیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ پہلے کا بدلہ ہوگیا یعنی اب ہم تم برابر ہوگئے۔

ایک دن حبشیوں کی آواز سنی کہ کھیلتے اور کودتے ہیں۔ حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: تم چاہتی ہو کہ دیکھو؟ وہ بولیں ہاں۔ آپ نزدیک تشریف لائے اور ہاتھ پھیلایا، حضرت صدیقہ آپ کے بازو پر ٹھوڑی رکھ کر دیر تک دیکھتی رہیں۔ آپ نے فرمایا: عائشہ ابھی بس نہ کروگی؟ جب وہ چپ رہیں۔ تین بار آپ نے فرمایا تب انہوں نے بس کیا۔

بزرگوں نے فرمایا ہے کہ مرد کو چاہئے کہ جب گھر میں آئے ہنستے ہوئے آئے، جب باہر جائے چپ جائے اور جو کچھ پائے کھائے جو نہ پائے اسے نہ پوچھے۔

ٹھٹھا اور کھیل اس درجہ نہ بڑھائے کہ اس کا ڈر جاتا رہے اور برے کاموں میں عورتوں کی موافقت نہ کرے بلکہ جب کوئی کام آدمیت اور شریعت کے خلاف دیکھے تو تنبیہ کردے۔ (کیمیائے سعادت: ۲۶۳)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مذکورہ نصیحتیں ہمارے لئے قابل عمل ہیں اور اگر ہر شوہر ان نصیحتوں پر عمل

کرنے لگ جائے تو ازدواجی زندگی بحسن وخوبی گزر جائے گی۔ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی نصیحتوں پر حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زندگیٔ مبارک کو بطورِ مثال پیش فرمایا تاکہ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازدواجی زندگی کو دیکھ کر آپ کی امت اس پر عمل کرتے ہوئے اپنی ازدواجی زندگی مسرت وخوشی کے ساتھ گزار سکے۔ اللہ رب العزت اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

عورتوں پر مردوں کے حقوق

اے اسلام کی مقدس شہزادیو! اللہ تعالیٰ نے شوہروں کو بیویوں پر حاکم بنایا ہے اور بہت بڑی بزرگی دی ہے۔ چنانچہ قرآنِ مقدس میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

اَلرِّجَالُ قَوّٰامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ مرد عورتوں پر حاکم ہیں۔

اسلام کی مقدس شہزادیو! ایک حاکم کا عہدہ کتنا بلند ہوتا ہے کہ اگر وہ شریعت مطہرہ کی روشنی میں اپنی حکومت چلا رہا ہے اور اس کی رعایا میں سے کوئی اس سے بغاوت کرے تو اس کی سزا موت ہے۔ اللہ عزوجل نے اس آیت میں عورتوں پر مردوں کو حاکم قرار دیا اس کا مطلب یہ ہے کہ مرد اگر عورت کے حقوق کی ادائیگی کرتا ہے اور عورت اس کے حکم کے خلاف عمل کرتی ہے تو کل بروزِ قیامت ایسی عورت ضرور بالضرور عذابِ خداوندی کی حقدار ہوگی۔ اس لئے ہر عورت پر فرض ہے کہ وہ اپنے شوہر کا حکم مانے اور خوشی خوشی اپنے شوہر کے ہر حکم کی تابعداری کرے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے شوہر کا بہت بڑا حق بنایا ہے۔ یاد رکھو کہ شوہر کو راضی وخوش رکھنا بہت بڑی عبادت ہے اور شوہر کو ناخوش اور ناراض رکھنا بہت بڑا گناہ ہے۔

نیک عورت کون؟

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے "فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ"، نیک عورتیں (خاوند کی) فرمانبرداری کرتی ہیں اور خاوند کی غیر موجودگی

میں (اس کے مال وعزت کی) حفاظت کرتی ہیں جس طرح اللہ عزوجل نے حفاظت کا حکم دیا ہے۔ (سورۂ نسا:۳۴)

اللہ عزوجل نے اس آیت میں نیک عورتوں کی صفت بیان فرمائی کہ نیک عورتیں وہ ہیں جو اپنے شوہروں کی فرمانبرداری کرتی ہیں اور خاوند کی غیر موجودگی میں اس کے مال اور اس کی عزت وآبرو کی حفاظت کرتی ہیں اور اپنی جانب سے کوئی ایسا عمل نہیں کرتی ہیں جو شوہر کے نقصان یا اس کی عزت پر آنچ آنے کا سبب بنے۔ بیوی پر فرض ہے کہ وہ اپنے خاوند کی فرمانبرداری اور اطاعت کرے اور خاوند کی غیر موجودگی میں اس کے مال و دولت اور عزت وآبرو کی بھی حفاظت کرے۔اس کی عزت وآبرو کی حفاظت سے مراد یہ بھی ہے کہ اپنی پاکدامنی کی حفاظت کرے۔

شوہر کی ناشکری کی سزا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ''اُرِیتُ النَّارَ فَاِذَا اَکْثَرُ اَھْلِھَا النِّسَآءُ یَکْفُرْنَ قِیْلَ اَیَکْفُرْنَ بِاللّٰہِ قَالَ یَکْفُرْنَ الْعَشِیْرَ وَ یَکْفُرْنَ الْاِحْسَانَ لَوْ اَحْسَنْتَ اِلٰی اِحْدَاھِنَّ الدَّھْرَ ثُمَّ رَأَتْ مِنْکَ شَیْئًا قَالَتْ مَا رَأَیْتُ مِنْکَ خَیْرًا قَطُّ'' مجھے جہنم کی آگ دکھائی گئی، جہنم میں ان عورتوں کی تعداد زیادہ تھی جو ناشکری کرتی ہیں، پوچھا گیا کیا اللہ تعالیٰ کی ناشکری کرتی ہیں؟ فرمایا: خاوند کی نافرمانی کرتی ہیں اور اس کے احسانات کا شکرادا نہیں کرتیں، اگر تم ساری عمر اُن کے ساتھ احسان کرتے رہو اور صرف ایک دن وہ تم سے کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھیں تو کہتی ہیں کہ مجھے تم سے کبھی بھلائی نہیں پہنچی۔ (بخاری جلد اول ص:۹)

عورتوں میں اکثر ناشکری اور شوہروں کی نافرمانی کی عادت پائی جاتی ہے۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جہنم میں سب سے زیادہ وہ عورتیں

ہوں گی جو اپنے شوہروں کی نافرمانی اور ناشکری کرتی ہیں۔ لہٰذا ہماری اسلامی بہنوں کو ہمیشہ اپنے شوہروں کی اطاعت و فرمانبرداری اور ان کی شکر گزاری کرتے رہنا چاہئے تاکہ جہنم کے دہکتے ہوئے شعلوں سے محفوظ ہو سکیں۔

فرشتوں کی لعنت

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اِنَّ حَقَّ الزَّوْجِ عَلٰی زَوْجَتِہٖ اِنْ سَأَلَھَا نَفْسَھَا وَ ھِیَ عَلٰی ظَھْرِ بَعِیْرٍ اَنْ لَّا تَمْنَعَہٗ نَفْسَھَا وَ مِنْ حَقِّ الزَّوْجِ عَلَی الزَّوْجَۃِ اَنْ لَّا تَصُوْمَ تَطَوُّعًا اِلَّا بِاِذْنِہٖ فَاِنْ فَعَلَتْ جَاعَتْ وَعَطَشَتْ وَ لَا یُقْبَلُ مِنْھَا وَ لَا تَخْرُجَ مِنْ بَیْتِھَا اِلَّا بِاِذْنِہٖ فَاِنْ فَعَلَتْ لَعَنَتْھَا مَلٰئِکَۃُ السَّمَاءِ وَ مَلٰئِکَۃُ الرَّحْمَۃِ وَ مَلٰئِکَۃُ الْعَذَابِ حَتّٰی تَرْجِعَ" بیوی پر خاوند کا حق یہ ہے کہ جب خاوند اسے (مقاربت کے لئے) بلائے تو وہ فوراً آجائے خواہ اس وقت وہ سفر کے لئے اونٹ کی پشت پر ہو اور بیوی پر خاوند کا حق یہ ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر نفلی روزے نہ رکھے اور اگر رکھے تو وہ قبول نہیں ہوں گے، وہ صرف بھوک اور پیاس ہے اور گھر سے اس کی اجازت کے بغیر نہ نکلے، اگر گئی تو آسمان کے فرشتے، رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے سب اس پر لعنت کریں گے جب تک وہ لوٹ کر نہیں آتی۔

(مجمع الزوائد جلد چہارم ص:۳۰۷)

اس حدیث میں اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کتنے واضح انداز میں شوہر کی اہمیت اور عورت پر اس کے حقوق کو بیان فرمایا ہے کہ ایک عورت شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی عبادت بھی نہیں کر سکتی اور اگر نفل روزہ رکھتی بھی ہے تو ثواب سے محروم رہے گی اور اگر کوئی عورت شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نکلتی ہے تو جب تک وہ گھر واپس لوٹ کر نہ آجائے اللہ کے معصوم فرشتے اس پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں

اور فرشتوں کی لعنت (اللہ اکبر) وہ فرشتے جو گناہوں سے بالکل پاک وصاف ہوتے ہیں، جو ہمیشہ اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری میں مشغول رہتے ہیں وہ جس پر لعنت کردیں کیا اللہ اس پر رحمت کی نظر فرمائے گا؟ نہیں، ہرگز نہیں۔ لہٰذا اسلامی بہنیں اس حدیث سے سبق سیکھیں اور اپنے شوہروں کی قدر کریں، ان کی اجازت کے بغیر گھر سے قدم باہر نہ نکالیں اور ہمیشہ ان کے حقوق کی ادائیگی کرتی رہیں تا کہ فرشتوں کی لعنت اور اللہ عزوجل کے عذاب سے محفوظ رہ سکیں۔

شوہر کی اطاعت لازم

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ”لَوْ اَمَرْتُ اَحَدًا اَنْ یَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْأَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا وَ لَوْ اَنَّ رَجُلاً اَمَرَ اِمْرَأَةً اَنْ تُنْقِلَ مِنْ جَبَلٍ اَحْمَرَ اِلٰی جَبَلٍ اَسْوَدَ وَ مِنْ جَبَلٍ اَسْوَدَ اِلٰی جَبَلٍ اَحْمَرَ لَکَانَ نَوْلُهَا اَنْ تَفْعَلَ“ اگر میں کسی کو کسی کے سجدے کا حکم دیتا تو ضرور عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں اور اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو حکم دے کہ سرخ پہاڑ کو سیاہ کردے اور سیاہ پہاڑ کو سرخ کردے تو اس پر یہ حق بنتا ہے کہ وہ ایسا کرے۔ (ابن ماجہ:۱۳۳۳)

نسائی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر میں کسی شخص کو کسی مخلوق کے لئے سجدہ کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ (بہارِ شریعت ۷/۶۸۴)

اسلام کی مقدس شہزادیو! سجدہ بندگی کی ایسی کیفیت کا نام ہے کہ اس سے بہتر عبادت کی کوئی کیفیت ہو ہی نہیں سکتی، سجدہ مسجود کی عظمت شان کا اعلان ہوتا ہے، سجدہ اپنی نیازمندی کا ثبوت ہوتا ہے، سجدہ اپنی عاجزی کا اعلان ہوتا ہے، حالتِ سجدہ میں بندہ اپنی مقدس پیشانی کو اللہ کی بارگاہ میں جھکا دیتا ہے۔ بانی اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کا فرمان کہ اگر مخلوق میں کسی کو سجدہ کا حکم ہوتا تو وہ عورتوں کو ہوتا کہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں اور ایک حدیث میں رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی وجہ بھی بیان فرمائی کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے مردوں کا حق عورتوں کے ذمہ کر دیا ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ اگر کوئی شوہر اپنی بیوی کو حکم دے کہ وہ سرخ پہاڑ کو سیاہ اور سیاہ پہاڑ کو سرخ کر دے تو عورت پر لازم ہے کہ وہ ایسا کرے۔ اس سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ عورتوں پر شوہروں کی فرمانبرداری کس قدر لازم ہے کہ کتنا دشوار کام ہے پہاڑ کے رنگ کو تبدیل کرنا۔ اس حدیث سے ان عورتوں کو نصیحت حاصل کرنا چاہئے جو اپنے شوہروں کی قدر نہیں کرتی ہیں اور ان کی حکم عدولی کرتی ہیں۔

اللہ کا حق ادا نہ ہوا

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''وَ الَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لاَ تُؤَدِّی الْمَرْأَۃُ حَقَّ رَبِّھَا حَتّٰی تُؤَدِّیَ حَقَّ زَوْجِھَا'' قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے عورت خدا کا حق اس وقت تک ادا نہیں کر سکتی جب تک کہ اپنے شوہر کا حق ادا نہ کر دے۔ (ابن ماجہ: ۱۳۳۰)

اسلام کی مقدس شہزادیو! اس حدیث میں شوہر کے حقوق کی اہمیت کو کتنے اچھے انداز میں بیان کیا گیا ہے کہ اگر کوئی عورت اپنے شوہر کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کرتی ہے تو گویا اس نے اللہ کے حقوق کو پامال کیا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ عورت کے لئے نفل نماز سے بہتر شوہر کی خدمت ہے کہ اگر کوئی عورت شوہر کی خدمت ترک کر کے نفل نماز میں مشغول رہتی ہے تو اس کا یہ نماز پڑھنا کچھ سودمند نہ ہوگا۔ حتی کہ ایک روایت میں یہ بھی ملتا ہے کہ اگر عورت شوہر کی اجازت کے بغیر کوئی نفلی عبادت کرے تو گنہگار ہوگی۔

چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شوہر کا حق عورت پر یہ ہے کہ اپنے نفس کو اس سے نہ روکے اور سوا فرض کے کسی دن بغیر اس کی اجازت کے روزہ نہ رکھے اگر ایسا کیا یعنی بغیر اجازت روزہ رکھ لیا تو گنہگار ہوئی اور بدون اجازت اس کا کوئی عمل مقبول نہیں، اگر عورت نے کرلیا تو شوہر کو ثواب ہے اور عورت پر گناہ اور بغیر اجازت اس کے گھر سے نہ جائے، اگر ایسا کیا تو جب تک توبہ نہ کرے اللہ اور فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں۔ عرض کیا گیا اگر چہ شوہر ظالم ہو، فرمایا اگر چہ شوہر ظالم ہو۔ (بہار شریعت ۶۸۵/۷)

شوہر کی اطاعت کا صلہ جنت

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اِذَا صَلَّتِ الْمَرْأَةُ خَمْسَهَا وَ صَامَتْ شَهْرَهَا وَ حَفِظَتْ فَرْجَهَا وَ اَطَاعَتْ زَوْجَهَا قِيْلَ لَهَا ادْخُلِيْ مِنْ اَيِّ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ شِئْتِ" عورت جب پانچوں نماز پڑھے اور ماہِ رمضان کے روزے رکھے اور اپنی عفت کی محافظت کرے اور شوہر کی اطاعت کرے تو اس سے کہا جائے گا کہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جا۔ (مجمع الزوائد جلد چہارم ص:۳۰۶)

اسلام کی مقدس شہزادیو! دنیا میں انسان کوئی بھی نیکی کرتا ہے تو اس کے دل میں جنت پانے کی تمنا رہتی ہے اور اس حدیث میں عورت کے لئے ایسی نیکیوں کا ذکر ہے کہ اگر کوئی عورت ان نیکیوں کی پابند ہو تو اس کے لئے جنت کے سارے دروازے کھول دئے جاتے ہیں کہ جس دروازے سے چاہے وہ جنت میں داخل ہو سکتی ہے۔

(۱) نمازِ پنجگانہ کی پابندی۔ نماز ہر مسلمان عاقل و بالغ پر فرض ہے، اس کی ادائیگی کے بغیر چھٹکارا نہیں اگر کوئی شخص اس میں کوتاہی برتتا ہے تو اللہ کے غضب کا شکار ہوگا۔ حتی کہ جو لوگ نماز کو سستی سے پڑھتے ہیں ان کے بارے میں قرآنِ مقدس میں ارشاد فرمایا

گیا کہ ان نمازیوں کے لئے ویل (جہنم کی ایک وادی) ہے جو اپنی نماز سستی سے ادا کرتے ہیں۔تو جب سستی سے ادا کرنے والے جہنم کے سزاوار ہو سکتے ہیں تو جو لوگ سرے سے نماز ہی نہیں پڑھتے ان کا کیا حال ہوگا۔ (۲) رمضان کے روزے۔ ماہِ رمضان المبارک کے روزے بھی ہر مسلمان عاقل و بالغ پر فرض ہیں کہ بغیر عذر اگر کوئی اسے چھوڑ دے تو سخت عذاب میں مبتلا ہوگا۔ (۳) اپنی عفت کی حفاظت کرے۔ یعنی غیر محرموں کے سامنے بے پردگی نہ کرے، شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے زندگی گزارے اور بدکاری اور اس کے تمام دواعی سے دور رہے۔ (۴) اپنے شوہر کی اطاعت کرے۔ یعنی شوہر کے تمام حقوق کی ادائیگی کرتی رہے، اس کے حکم کے پر عمل کرتی رہے اور کبھی اس کے دل کو تکلیف نہ پہنچائے تو ایسی عورت جنت کی مستحق ہے۔

نماز قبول نہیں ہوتی

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین شخص ہیں جن کی نماز قبول نہیں ہوتی اور ان کی نیکی بلند نہیں ہوتی۔ بھاگا ہوا غلام جب تک اپنے آقاؤں کے پاس لوٹ نہ آئے اور اپنے کو ان کے قابو میں نہ دے دے، وہ عورت جس کا شوہر اس پر ناراض ہے اور نشہ والا جب تک ہوش میں نہ آئے۔ (بہارِ شریعت ۷/۶۸۵)

مذکورہ حدیث میں فرمایا گیا کہ تین شخص ایسے ہیں کہ خواہ وہ کتنی ہی نیکی کیوں نہ کریں اللہ عزوجل کی بارگاہ میں ان کی نیکیاں غیر مقبول اور کل قیامت کے دن ان کی نیکیاں ان کے منہ پر ماردی جائیں گی۔

اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ جو عورتیں اپنے شوہروں کی نافرمانی کرتی ہیں اور ان کے دلوں کو تکلیف پہنچاتی ہیں اور انہیں ناراض رکھتی ہیں ان کا کیا حشر ہوگا کہ ان کی ہوئی ساری نیکیاں برباد اور غیر مقبول ہو جاتی ہیں۔ لہٰذا عورتوں کی ذمہ داری

ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے شوہروں کو راضی رکھنے کی کوشش کریں تاکہ ان کے اعمال مقبول ہو سکیں اور کل بروزِ قیامت شرمندگی سے بچ سکیں۔ دنیاوی اعتبار سے بھی شوہروں کی ناراضگی باعثِ ضرر ہے۔ آپ نے مشاہدہ کیا ہوگا کہ جو عورتیں اپنے شوہروں کے حقوق کی ادائیگی نہیں کرتی ہیں اور انہیں ناراض رکھتی ہیں ان کی زندگی چین وسکون سے محروم ہو جاتی ہے اور آئے دن گھر میں جھگڑا، لڑائی ہوتے رہتی ہے اور زندگی جہنم کا نمونہ بن جاتی ہے۔ لہٰذا عورتیں اگر اپنی ذمہ داریوں کا احساس کریں اور اپنے شوہروں کو راضی رکھنے کی ہر ممکن کوشش کریں تو ان کی دنیاوی زندگی بھی سنور جائے گی اور آخرت میں بھی اجر وثواب کی مستحق ہو سکیں گی۔

مردوں کے حقوق کی تفصیل

صاحب تفسیر نعیمی تحریر فرماتے ہیں: مرد کے بھی عورت پر کچھ شرعی حقوق ہیں جس کے ادا نہ کرنے پر مرد عورت کا خرچہ بند کر سکتا ہے۔ (۱) عورت کو ضروری ہے کہ مرد کو اپنے پر قابو دے بشرطیکہ کوئی شرعی خرابی حیض وغیرہ نہ ہو (۲) عورت کو لازم ہے کہ شوہر کے بے اجازت اس کے گھر سے نہ جائے (۳) عورت کو لازم ہے کہ شوہر کے گھر میں اسے نہ آنے دے جس کے آنے سے شوہر ناراض ہے۔ یہ حقوقِ شرعی تھے۔ رہے حقوقِ اخلاقی وہ بے شمار ہیں۔

عورت مرد کے لئے کھانا تیار کرے، بوقتِ ضرورت اس کے کپڑے سیئے اور دھوئے بلکہ ہر طرح اسے راضی کرنے کی کوشش کرے۔ حدیث شریف میں ہے کہ اگر غیر خدا کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں۔ اس کے گھر کو آراستہ رکھے، اس کی رضا کے لئے بناؤ سنگار کرے، اس کی بغیر اجازت نفلی روزے اور نفلی نماز میں مشغول نہ ہو غرض کہ اس کی ہو کر رہے۔

ڈاکٹر لازنس کا خدشہ

سڈنی کے ایک مشہور عام نفسیات اور نجومی ڈاکٹر لازنس نے کہا کہ دنیا میں پاگل پن کی سب سے بڑی وجہ جھگڑالو بیویاں ہیں، کسی نے اس حقیقت کی تفصیل چاہی تو ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ اڑتالیس فیصد پاگل مرد اپنی جھگڑالو بیویوں کی وجہ سے پاگل ہوئے ہیں، کیوں کہ یہ مرد حساس ہوتے ہیں اس لئے وہ نہ تو اپنی بیویوں کو زدو کوب کرتے ہیں اور نہ ہی جھڑکتے ہیں جس کا لازمی اثر ذہنی پریشانیوں کی صورت میں ان پر پڑتا ہے۔ پھرانہوں نے خدشہ ظاہر کیا کہ آئندہ بیس سال کے اندر چالیس فیصد شوہر اپنی بیویوں کے ہاتھوں پاگل ہوجائیں گے۔ (ماہِ طیبہ جولائی ۱۹۶۳ء)

اے اسلام کی مقدس شہزادیو! عورت کی تخلیق شوہر کی تسکین کی خاطر ہوئی ہے، حضرت آدم علیہ السلام کو جنت میں وحشت محسوس ہوتی تھی تو اللہ عزوجل نے ان کی بائیں پسلی سے حضرت حوا کو پیدا فرمایا تا کہ ان کی وحشت ختم ہوجائے۔ اسی طرح نکاح کا حکم بھی اسی لئے ہے تا کہ مرد سکون کی زندگی گزار سکیں چنانچہ خود اللہ رب العزت نکاح کے مقصد کو واضح فرماتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے "لِتَسْکُنُوْآ اِلَیْھَا" تا کہ تم ان (عورتوں) سے سکون حاصل کرسکو۔ مگر آج کے دور میں عورت طرح طرح کی بے جا فرمائشوں اور مردوں سے چھوٹی چھوٹی باتوں پر الجھنے کی وجہ سے ان کے سکون کو سلب کرنے کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ اس کی تخلیق تو اس لئے ہوئی تھی کہ مرد دن بھر کا تھکا ہارا شام کو جب گھر واپس آئے تو عورت کی مسکراہٹ اس کے دن بھر کی تھکان کو دور کردے مگر آج حال یہ ہوگیا ہے کہ مرد دن بھر تھکا ہارا جب گھر واپس آتا ہے اور عورت کی فرمائشوں کو پورا کرنے میں اگر ذرا بھی کمی رہ جاتی ہے تو وہ اپنے شوہر پر برس پڑتی ہے۔ یاد رکھو! شوہر کی ناراضگی اللہ کی ناراضگی کا سبب بن جاتا ہے اور شوہر کی خوشنودی جنت کے اعزاز کا باعث ہے لہٰذا ہمیشہ اپنے شوہروں کو راضی رکھنے کی کوشش کرو اور اگر ان سے

تمہارے حقوق کی ادائیگی میں کوئی کمی بھی ہو جاتی ہے تو خدا کے واسطے جھگڑا لڑائی سے گریز کرتے ہوئے محبت و نرمی کے ساتھ ان سے اپنے حقوق طلب کیا کرو کہ اس سے شوہر کے دل میں تمہارے لئے محبت کا گوشہ بھی باقی رہے گا اور تمہارے حقوق بھی تمہیں مل جائیں گے اور خدا کی رضا بھی تمہیں حاصل ہوگی اور اگر تم جھگڑا لڑائی پر آمادہ ہو جاؤ گی تو شوہر کا ذہنی سکون بھی ختم ہو جائے گا اور خدا کی ناراضگی بھی ہاتھ آئے گی۔

ان چیزوں کا لحاظ کریں

اسلام کی مقدس شہزادیو! جب تک شادی نہیں ہوتی عورت اپنے ماں باپ کی بیٹی کہلاتی ہے مگر شادی ہو جانے کے بعد عورت اپنے شوہر کی بیوی بن جاتی ہے اور اب اس کے فرائض، اس کی ذمہ داریاں پہلے سے زیادہ بڑھ جاتی ہیں۔ وہ تمام حقوق و فرائض جو بالغ ہونے کے بعد عورت پر لازم ہو گئے تھے اب ان کے علاوہ شوہر کے حقوق کا بھی بہت بڑا بوجھ عورت کے سر پر آ جاتا ہے جس کا ادا کرنا ہر عورت کے لئے بہت ہی بڑا فریضہ ہے۔

بیویوں پر شوہروں کے حقوق بہت ہیں مگر ان میں سے درجِ ذیل چند چیزیں بہت زیادہ قابل لحاظ ہیں۔

☆ عورت بغیر اپنے شوہر کی اجازت کے گھر سے باہر کہیں نہ جائے، نہ اپنے رشتہ داروں کے گھر، نہ کسی دوسرے کے گھر۔

☆ شوہر کی غیر موجودگی میں عورت پر فرض ہے کہ شوہر کے مکان اور مال اور سامان کی حفاظت کرے اور بغیر شوہر کی اجازت کے کسی کو بھی نہ مکان میں آنے دے نہ شوہر کی کوئی چھوٹی بڑی چیز کسی کو دے۔

☆ شوہر کا مکان اور مال و سامان یہ سب شوہر کی امانتیں ہیں اور بیوی ان سب چیزوں کی امین ہے۔ اگر عورت نے اپنے شوہر کی کسی چیز کو جان بوجھ کر برباد کر دیا تو عورت پر امانت میں خیانت کرنے کا گناہ لازم ہوگا اور اس پر خدا کا

بہت بڑا عذاب ہوگا۔

☆ عورت ہرگز ہرگز کوئی ایسا کام نہ کرے جو شوہر کو ناپسند ہو۔

☆ بچوں کی نگہداشت، ان کی تربیت اور پرورش خصوصا شوہر کی غیر موجودگی میں عورت کے لئے بہت بڑا افریضہ ہے۔

☆ عورت کو لازم ہے کہ مکان، سامان اور اپنے بدن اور کپڑوں کی صفائی ستھرائی کا خاص طور پر دھیان رکھے۔ پھوہڑ، میلی کچیلی نہ بنی رہے بلکہ بناؤ سنگار سے رہا کرے تا کہ شوہر اس کو دیکھ کر خوش ہو جائے۔

حدیث شریف میں ہے کہ بہترین عورت وہ ہے کہ جب اس کا شوہر کسی بات کا حکم دے تو وہ اس کی فرمانبرداری کرے اور اگر شوہر اس کی طرف دیکھے تو وہ اپنے بناؤ سنگار اور اپنی اداؤں سے شوہر کا دل خوش کر دے اور اگر شوہر کسی بات کی قسم کھا جائے تو وہ اس کی قسم کو پوری کر دے اور اگر شوہر غائب رہے تو وہ اپنی ذات اور شوہر کے مال میں حفاظت اور خیر خواہی کا کردار ادا کرتی رہے۔ (مشکوٰۃ شریف ص:۲۶۸)

قسم پوری کردی

حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی کا نام رحمت تھا، یہ آپ کی بڑی فرمانبردار تھیں، حضرت ایوب علیہ السلام جب بیمار ہوئے، تمام جسم شریف پر آبلے پڑ گئے، بدن مبارک سب کا سب زخموں سے بھر گیا۔ سب لوگوں نے آپ کو چھوڑ دیا مگر آپ کی بیوی نے آپ کو نہ چھوڑا، وہ آپ کی خدمت کرتی رہیں اور یہ حالت کئی سال تک رہی۔ ایک روز آپ بازار گئیں تو راستے میں شیطان طبیب بن کر لوگوں کا علاج کر رہا تھا اور اعلان کر رہا تھا کہ میرے پاس ہر مرض کا علاج ہے۔ بی بی رحمت نہ جان سکیں کہ یہ شیطان ہے، اپنے مقدس شوہر کے غم میں ان کا علاج دریافت کرنے کو اس کے پاس چلی گئیں اور کہا کہ میرے شوہر بیمار ہیں اور یہ یہ انہیں شکایت ہے۔ شیطان نے اسی غرض کے لئے تو

طبیب کا بھیس بدلا تھا۔ بی بی رحمت سے کہنے لگا کہ میں ان کا علاج کرسکتا ہوں، وہ بالکل اچھے ہو جائیں گے مگر شرط یہ ہے کہ جب وہ اچھے ہو جائیں تو مجھ سے اتنا کہہ دیں کہ تو نے مجھے شفا دیا ہے، بس میری فیس صرف یہی ہے اور کچھ نہیں۔ بی بی رحمت خوشی خوشی گھر آئیں اور حضرت ایوب علیہ السلام کو سارا قصہ سنا دیا۔ حضرت ایوب علیہ السلام جان گئے کہ یہ طبیب کے بھیس میں شیطان ہے۔ آپ غصے میں آ گئے اور جلال میں آ کر فرمایا: تم اس کے پاس کیوں گئیں؟ میں اچھا ہو گیا تو بخدا تمہیں سو کوڑے ماروں گا۔ پھر آپ جب اچھے ہو گئے تو جبریل امین حاضر ہوئے اور کہا کہ آپ کی بیوی نے آپ کی بڑی خدمت کی ہے اور آپ نے اسے سو کوڑے مارنے کی قسم فرما رکھی ہے۔ اب اس قسم کو یوں پورا کیجئے کہ اپنے ہاتھ میں ایک جھاڑو لیجئے جس کی سو شاخیں ہوں، اسے ایک دفعہ مار دیجئے، آپ کی قسم پوری ہو جائے گی۔ اسی واقعہ کو اللہ عزوجل نے قرآنِ مقدس میں اس طرح بیان فرمایا "خُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِهٖ وَ لَا تَحْنَثْ" اپنے ہاتھ میں ایک جھاڑو لے کر اس سے مار دے اور قسم نہ توڑ۔ (سورۂ ص، پارہ ۲۳، آیت: ۴۴)

چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا اور آپ کی قسم پوری ہو گئی۔

اے اسلام کی مقدس شہزادیو! خاوند کی خدمت و اطاعت سے خدا خوش ہوتا ہے، عورتوں کو حضرت بی بی رحمت کے کردار سے سبق حاصل کرنا چاہئے اور اپنے خاوند کی خدمت و اطاعت میں کمربستہ رہنا چاہئے۔ دیکھئے یہ شوہر کی خدمت کا اعزاز تھا کہ حضرت ایوب علیہ السلام نے سو کوڑے مارنے کی قسم کھا لی تھی مگر شوہر کی خدمت کی برکت سے اللہ عزوجل نے کس قدر آسان انداز میں حضرت ایوب علیہ السلام کی قسم کو پورا بھی فرما دیا اور ان کی بیوی کو سو کوڑے کھانے سے بھی بچا لیا۔ جو عورتیں اپنے شوہروں کی خدمت کرنے لگیں تو اللہ عزوجل اسی طرح آسانی کے ساتھ انہیں جہنم کے دہکتے ہوئے شعلوں سے نجات عطا فرما دے گا۔ ۞☆۞

صلہ رحمی کی فضیلت

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ عزوجل نے قرابت داروں کے ساتھ حسن سلوک کرنے نیز ان کا خیال رکھنے کو اپنی رضا مندی کا ذریعہ بتایا اور قطع رحمی کو اپنی ناراضگی نیز روئے زمین پر ناکامی کا سبب بتایا ہے۔آیئے قرآن وحدیث کے ذریعہ اس اہم عنوان کو سمجھ کر دل میں اتارنے اور کردار میں سجانے کی کوشش کریں۔

فرمان باری تعالیٰ ہے"وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَ لُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ" اوراللہ سے ڈرو جس کے نام پر مانگتے ہو اور رشتوں کا لحاظ رکھو۔(پ۴رکوع ۱۱سورۂ نساء، کنزالایمان)

ایک اور جگہ ارشاد فرماتا ہے: فَهَلْ عَسَیْتُمْ اِنْ تَوَلَّیْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْآ اَرْحَامَكُمْ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰٓی اَبْصَارَهُمْ تو کیا تمہارے یہ لچھن (انداز) نظر آتے ہیں کہ اگر تمہیں حکومت ملے تو زمین میں فساد پھیلاؤ اور اپنے رشتے کاٹ دو یہ ہیں وہ لوگ جن پر اللہ نے لعنت کی اور انہیں حق سے بہرا کر دیا اور ان کی آنکھیں پھوڑ دیں۔ (پ۲۶رکوع ۷، کنزالایمان)

ایک اور جگہ ارشاد فرماتا ہے: اَلَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَھْدَ اللّٰہِ مِنْ ۢ بَعْدِ مِیْثَاقِہٖ ص وَیَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ وَیُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ ط اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ وہ جو اللہ کے عہد کو توڑ دیتے ہیں پکا ہونے کے بعد اور کاٹتے ہیں اس چیز کو جس کے جوڑنے کا خدا نے حکم دیا ہے اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں وہی نقصان میں ہیں۔ (کنز الایمان، پ ا، البقرہ: ۲۷)

صلہ رحمی اور کشادگیٔ رزق

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو چاہے کہ اس کے رزق میں فراخی اور اس کی عمر میں درازی ہو تو اسے چاہئے کہ صلہ رحمی کرے۔ (بخاری شریف جلد دوم ص ۸۸۵)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس حدیث شریف میں مالدار بننے کا عمل بتایا گیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ عمر میں برکت کا سبب بھی بتایا گیا آج مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ رشتہ داروں سے اچھے سلوک کرنے، ان کو گاہے بگاہے تحفہ وتحائف دینے ان کی مالی مدد کرنے کے بجائے، اپنے دوست واحباب وغیرہ کا خیال کرتے ہیں۔ جب کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے واضح لفظوں میں بتا دیا کہ رزق میں فراخی اور عمر میں برکت رشتہ داروں کے ساتھ اچھے سلوک سے ہی ہوگی۔ مسلمانو! ذرا تجربہ کر کے دیکھو انشاء اللہ مالا مال ہو جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

کوئی رشتہ داری توڑے تو آپ جوڑو

حضرت عبد اللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بدلہ چکانے والا صلہ رحمی کرنے والا نہیں ہے۔ صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ جب اس سے رشتہ داری توڑی جائے تب بھی وہ صلہ رحمی کرے۔ (بخاری شریف جلد دوم ص ۸۸۶)

مذکورہ حدیث سے یہ بات سمجھ میں آئی کہ کوشش کریں کہ رشتہ داروں سے ہمارا رشتہ کسی بھی قیمت پر ٹوٹنے نہ پائے اگر کوئی رشتہ دار ہم سے اچھا سلوک کرے اور ہم بھی اچھا سلوک کریں تو یہ اچھی بات ہے لیکن صحیح معنوں میں صلہ رحمی یہ ہے کہ اگر ہمارا رشتہ دار ہم سے اچھا سلوک نہ بھی کرے تب بھی ہم اس سے اچھا سلوک کریں۔ انشاء اللہ اس کی برکتیں نظر آئیں گی۔

غضب خداوندی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: رحم، رحمٰن سے نکلا ہے لہٰذا خدائے پاک نے اس کو کہہ دیا ہے جو تجھے جوڑے گا میں اس سے لگاؤ رکھوں گا اور جو تجھے توڑے گا میں اسے چھوڑ دوں گا۔

(بخاری شریف جلد دوم ص ۸۸۵)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ عزوجل نے رشتہ توڑنے والوں پر کتنا جلال فرمایا کہ جو رشتہ توڑے گا میں اسے چھوڑ دونگا اور جو رشتہ جوڑے گا یعنی رشتہ داروں سے بنائے رکھے گا میں اس کو اپنی رحمت میں پناہ عطا فرماؤں گا۔ اگر اللہ عزوجل ہی کسی کو چھوڑ دے تو اس کو کون پناہ دے سکتا ہے؟ اور اللہ عزوجل جسے نبھالے اسے کسی کے چھوڑنے نہ چھوڑنے سے کیا فرق پڑے گا۔ لہٰذا اگر ہم یہ چاہتے ہوں کہ مولیٰ عزوجل ہم کو نبھالے تو ہمیں چاہئے کہ ہم رشتہ داروں سے ہمیشہ اچھے تعلقات قائم رکھیں، مولیٰ ضرور ہم کو نبھالے گا۔

صلہ رحمی کثرت مال کا ذریعہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ اپنے نسبوں کو یاد رکھو جس سے اپنے رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے رہو کیونکہ رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا خاندان میں محبت، مال

میں کثرت، اور عمر میں برکت عطا کرتا ہے۔ (ترمذی شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! پتہ چلا کہ ہمیں اپنے رشتہ داروں کے حوالے سے معلومات رکھنی چاہئے کون رشتہ میں آتا ہے؟ کون کہاں رہتا ہے؟ ہمارے آباء و اجداد کون تھے؟ یہ سب جاننا بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان پر عمل کرنا ہے۔ آج ہمارا حال تو یہ ہے کہ ہم اپنے بچوں کو بھی نہیں بتاتے کہ ہمارے کتنے رشتے دار ہیں اور کہاں کہاں ہیں اور کیا کیا کر رہے ہیں؟ رشتہ داروں سے ملاقات اور ان سے حسن سلوک کے سبب محبت پیدا ہوتی ہے اور اللہ عزوجل حسن سلوک کی وجہ سے مال میں کثرت اور عمر میں برکت عطا فرمائے گا۔

نہایت ہی معذرت کے ساتھ تحریر کرتا ہوں کہ اگر غربت کی وجہ سے ہمارے رشتہ دار کا رہن سہن اچھا نہ ہو اور چہرے کا خدوخال نیز علمی مقام بلند نہ ہو تو ہم اس کو اپنا رشہ دار ماننے کے لئے بھی تیار نہیں ہوتے اور نہ ہی اس کا تعارف کراتے ہیں اور نہ اس کو عزت دیتے ہیں۔

یاد رکھیں! ان کی حق تلفی سے ان کے دل کو ٹھیس پہونچے گی اور ان کی ناراضگی کے سبب مولیٰ عزوجل ناراض ہوگا۔ لہٰذا خدارا، رشتہ دار خواہ کتنا ہی غریب اور کمزور کیوں نہ ہو، اگر سُنّی صحیح العقیدہ مسلمان ہے تو ضرور اس کے ساتھ ہمیں حسنِ سلوک کرنا چاہئے۔

حضرت اسما بنت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے، آپ فرماتی ہیں کہ قریش سے معاہدے کے دنوں میں میری والدہ میرے پاس آئیں اور وہ ضرورت مند ہیں تو کیا میں ان سے صلہ رحمی کروں؟ سرکار رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں ان سے صلہ رحمی کرو۔ (مشکوٰۃ ص ۴۱۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث پاک سے ماں کی عظمت کا پتہ چلتا ہے اور ان کے حقوق کا بھی اندازہ ہوتا ہے حضرت

اسما رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ جب کافرہ تھیں اس وقت بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی ضروریات پوری کرنے کی اجازت دی اور آج حال یہ ہے کہ ماں مسلمان اور پرہیزگار بھی ہے جب بھی اس کی ضروریات کا خیال نہیں رکھتے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ بیوی کا خیال نہ رکھو، ضرور رکھو لیکن ماں کو کبھی نظر انداز نہ کرو۔ اگر سب کے حقوق صحیح طور پر ادا کئے جائیں تو گھر کے اندر اور باہر، ہر جگہ اطمینان وسکون ہی نظر آئے گا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمتوں کا نزول بھی ہوگا۔ مولیٰ عزوجل ہم سب کو مستحقین کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

بری موت سے حفاظت

حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص یہ چاہے کہ اس کی عمر میں زیادتی اور اس کی رزق میں کشادگی کر دی جائے اور اس کو بُری موت سے محفوظ کر دیا جائے تو وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور صلہ رحمی کرے۔ (الترغیب والترہیب جلد دوم ص ۲۷۸)

اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبیٔ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا "اِنَّ الصَّدَقَةَ وَ صِلَةَ الرِّحِمِ یَزِیْدُ اللّٰهُ بِهِمَا فِی الْعُمُرِ وَ یَدْفَعُ بِهِمَا مِیْتَةَ الشَّرِّ وَ یَرْفَعُ بِهِمَا الْمَکْرُوْهَ وَ الْمَحْذُوْرَ" بیشک صدقہ اور صلہ رحمی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ عمر میں زیادتی فرماتا ہے، بری موت سے حفاظت فرماتا ہے اور دُکھ، مصیبت دور فرماتا ہے۔ (الترغیب والترہیب جلد دوم ص ۲۷۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! صدقہ اور صلہ رحمی کے عوض میں عمر میں اضافہ ہوتا ہے اور بری موت سے حفاظت کے ساتھ، دکھ اور مصیبت کی دوری کا علاج بھی ہے۔ پتہ چلا کہ عمل ایک ہے لیکن فوائد بے شمار۔ آج ہی عہد کر لو کہ رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کیا کریں گے۔ ربِّ قدیر ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔

بہترین انسان

حضرت دُرَّہ بنت ابولہب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے، آپ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں عرض کیا یا رسول اللہ! سب سے اچھا انسان کون ہے؟ تو آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو سب سے زیادہ رب تعالیٰ سے ڈرے اور سب سے زیادہ صلہ رحمی کرے اور نیکیوں کا حکم دے اور برائیوں سے روکے۔ (الترغیب جلد دوم ص ۲۷۹)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج مال وزر کی فراوانی، اقتدار اور شہرت کے باوجود ہم کو برا سمجھا جاتا ہے، وجہ کیا ہے؟ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جن خوبیوں کی بنیاد پر انسان کو سب سے اچھا انسان کہا ہے وہ خوبیاں ہمارے اندر نہیں ہیں وہ خوبیاں یہ ہیں (۱) خوفِ خدا رکھنا (۲) رشتہ داروں کے ساتھ سب سے زیادہ حسن سلوک کرنا (۳) نیکیوں کا حکم دینا (۴) برائیوں سے منع کرنا۔

کیا ان خوبیوں کو ہر امیر وغریب اختیار نہیں کرسکتا؟ یقیناً اختیار کرسکتا ہے، بس عملی جامہ پہنانے کی ضرورت ہے۔ پھر دیکھئے اللہ عزوجل کتنی عزت عطا فرماتا ہے۔

رحمٰن اور صلہ رحمی

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا: میں ہی اللہ اور میں ہی رحمٰن ہوں، میں نے رحم کو پیدا کیا اور اس کا نام اپنے نام سے بنایا تو جس نے اس کو جوڑا میں اس سے لگاؤ رکھوں گا اور جس نے اس کو توڑا میں اس کو چھوڑ دوں گا۔ (الترغیب ۲/۲۸۰)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ''اَلــرَّحــمٰنُ'' ہے جس کا معنیٰ ہے نہایت مہربان اور اللہ نے

''اَلـرِّحَمُ'' جس کا معنیٰ ہے رشتہ داری اسے اپنے نام ''اَلـرَّحـمٰنُ'' سے بنایا تو اس حدیث پاک کا مفہوم یہ ہوا کہ جس نے رِحِم یعنی رشتہ داری کو ختم کیا تو اس نے اللہ کی رحمت کو اپنے سے دور کرلیا۔ بتاؤ اگر کسی سے اللہ کی رحمت روٹھ جائے تو ہے کوئی جو اپنے حفظ و امان میں لے؟

تین اعمال پر جنت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کسی کے اندر تین باتیں ہوں گی اللہ تعالیٰ اس سے حساب میں آسانی پیدا فرمائے گا اور اس کو اپنی رحمت سے جنت میں داخل فرمائے گا۔ لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! آپ پر میرے ماں باپ قربان! وہ کیا ہے؟ تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو تمہیں محروم کرے تم اسے عطا کرو اور جو تم پر ظلم کرے اسے معاف کردو تو جب تم ایسا کرو گے اللہ تبارک وتعالیٰ تمہیں جنت میں داخل فرمائے گا۔ (الترغیب)

اس حدیث شریف میں جنت میں لے جانے والے تین اعمال کا ذکر کیا گیا ہے بظاہر یہ تینوں اعمال بہت آسان ہیں لیکن ان پر عمل کرنا تھوڑا مشکل ہے، لیکن اگر جنت میں جانے کا شوق ہو تو کوئی مشکل نہیں۔ اگر ہمیں کوئی محروم رکھتا ہے تو اسے عطا کرنے میں ہچکچاتے ہیں بلکہ ہم اس انتظار میں رہتے ہیں کہ کہ کوئی وقت آئے اور ہم اس کو مزہ چکھائیں، یوں ہی کوئی رشتہ دار خوشی کے موقع پر بھول جائے یا قصداً دعوت نہ دے تو ہم بھی اس کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرتے ہیں اور اگر کوئی ظلم کر بیٹھے تو ہم بھی اس کا انتقام لینا چاہتے ہیں۔ کاش! ہمارے دلوں میں یہ بات نقش ہو جائے کہ یہ دنیا چند دن کی ہے اور عفو و درگذر سے کام لے کر جنت میں داخلہ حاصل کرلینے کی کوشش کرتے تو کتنا اچھا ہوتا۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہم تو غلامان

رسول ہیں ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے لئے کبھی کسی سے انتقام نہ لیا۔ آؤ دعا کریں کہ پروردگار ہم سب کو اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

اعمال غیر مقبول

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ بیشک بنی آدم کے اعمال ہر جمعرات کو مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں پس قطع رحمی کرنے والے کا عمل قبول نہیں کیا جاتا۔ (الترغیب والترہیب ۲/۲۸۴)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! صدقات و خیرات اگر رشتہ داروں کی حق تلفی کے ساتھ کیا جائے تو مولیٰ عزوجل ایسے اعمال کو قبول نہیں فرماتا۔ لہٰذا نیک اعمال کرو اور رشتہ داروں کے حقوق بھی ادا کرو مولیٰ ضرور قبول فرمائے گا۔ اللہ عزوجل ہم سب کو رشتہ جوڑنے کی توفیق عطا فرمائے۔

بد ترین گناہ

اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جبرئیل علیہ السلام پندرہویں شعبان کی رات کو میرے پاس آئے اور کہا آج کی رات اللہ تعالیٰ بنو کلب کی بکریوں کے بال کے برابر گنہگاروں کو بخش دیتا ہے لیکن مشرک، کینہ پرور، رشتہ توڑنے والا، تکبر سے اپنے تہبند کو گھسیٹ کر چلنے والا، والدین کا نافرمان اور شرابی، ان تمام کو نہیں بخشا جاتا۔ (الترغیب ج ۲، ص ۲۸۴، ۲۸۵)

شعبان المعظم کی پندرہویں شب کتنی مقدس شب ہے؟ اس مبارک رات میں رحمتِ خداوندی اپنے بندوں پر کس حد تک سایہ فگن رہتی ہے خود ربِّ قدیر آسمانِ دنیا پر نزولِ اِجلال فرماتا ہے اور ندا فرماتا ہے کہ ہے کوئی بخشش کا طلبگار کہ اسے بخش دیا جائے؟ ہے کوئی گناہوں سے معافی طلب کرنے والا کہ اسے معاف کر دیا جائے؟

چنانچہ اس رات نہ جانے کتنے گنہ گاروں کی بخشش فرما دیتا ہے لیکن کتنے کم نصیب ہیں وہ جو مذکورہ گناہوں میں مبتلا ہیں کہ ان کی بخشش اس رات بھی نہیں ہوتی۔ اللہ ہم سب کو اپنے حفظ و امان میں رکھے۔

تین محروم انسان

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین آدمی جنت میں داخل نہیں ہوں گے (۱) شرابی (۲) رشتہ کو توڑنے والا (۳) جادوگر۔ (الترغیب والترہیب جلد دوم ص ۲۸۵)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس حدیث پاک میں جن تین لوگوں کا ذکر ہے وہ شراب پینے والے، رشتہ توڑنے والے اور جادوگر ہیں۔ آپ دیکھیں کہ شرابی نشہ میں نہ جانے کتنے پاکبازوں کی عزت وآبرو سے کھیل جاتا ہے اور اس کی اس بری عادت کے سبب گھر کا سکون تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ یہی حال رشتہ توڑنے والوں کا ہے کہ ٹوٹے ہوئے رشتہ کی وجہ سے ایک دوسرے کے دل میں کدورت اور نفرت پیدا ہو جاتی ہے اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دو خاندانوں کا سکون و اطمینان غارت ہو جاتا ہے اور جادوگر کی تباہی تو روشن ہے کہ وہ کسی نہ کسی کو تباہ و برباد کرتا ہی ہے۔ آج بے شمار لوگ جادو کی وجہ سے تباہ و برباد ہو رہے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اِن برے اعمال کے مرتکب لوگوں کے بارے میں فرما دیا کہ یہ جنت میں داخل نہیں ہو سکتے۔ اللہ عزوجل ہم سب کو سارے برے اعمال سے بچائے۔

قطع رحمی اور خدا کا غضب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ جل شانہ مخلوق کی پیدائش سے فارغ ہو گیا تو قرابت نے کھڑے ہو کر عرض کیا میں تجھ سے قطع رحمی کی پناہ چاہتی ہوں۔ رب تعالیٰ نے فرمایا کیا تو

اس بات پر راضی ہے کہ جس نے تجھ سے تعلق جوڑا میں اس سے تعلق جوڑوں گا اور جو تجھ سے تعلق توڑے گا میں اس سے تعلق توڑوں گا۔ اس نے کہا میں راضی ہوں پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آیتِ کریمہ تلاوت فرمائی جس کا ترجمہ یوں ہے ''تو کیا تمہارے یہ لچھن نظر آتے ہیں کہ اگر تمھیں حکومت ملے تو زمین میں فساد پھیلاؤ اور اپنے رشتے کاٹ دو یہ ہیں وہ لوگ جن پر اللہ نے لعنت کی اور انہیں حق سے بہرا کر دیا اور ان کی آنکھیں پھوڑ دیں''۔ (کنزالایمان، پارہ ۲۶/رکوع ۷)

جانوروں سے حُسنِ سلوک

حضرت سہل بن حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک اونٹ کے پاس سے گزرے جس کی پیٹھ اس کے پیٹ سے لگی ہوئی تھی۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان بے جان مویشیوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو، اچھی حالت میں ان پر سواری کرو اور اچھی حالت میں چھوڑو۔ (ابوداؤد)

اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبیٔ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک انصاری کے باغ میں داخل ہوئے جہاں ایک اونٹ بندھا ہوا تھا، جب اونٹ نے نبیٔ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا تو دردناک آواز نکالی اور دونوں آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے قریب گئے اور شفقت سے اس کی کوہان اور دونوں کنپٹیوں پر ہاتھ پھیرا تو اس کو سکون ہوگیا، پھر آپ نے پوچھا کہ اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ تو ایک انصاری نوجوان آیا اور اس نے کہا اے اللہ کے رسول! یہ اونٹ میرا ہے۔ آپ نے فرمایا کیا تو اللہ سے نہیں ڈرتا ہے اس بے زبان جانور کے بارے میں جس کو اللہ نے تیرے اختیار میں دے دیا ہے۔ یہ اونٹ اپنے آنسوؤں اور آواز کے ذریعہ مجھ سے شکایت کر رہا ہے کہ تو اس کو بھوکا رکھتا ہے اور مسلسل کام لیتا ہے۔

عورت عذاب کی شکار

حضرت ابن عمر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک عورت کو ایک بلّی کے بند رکھنے کی وجہ سے عذاب کیا گیا کیونکہ بند رکھنے کی وجہ سے وہ بھوک سے مرگئی تھی اور وہ عورت نہ تو اس کو غذا دیتی تھی اور نہ اس کو آزادی دیتی تھی کہ وہ خود زمینی جانوروں سے اپنی غذا حاصل کر لیتی۔ (مسلم شریف جلد دوم ص ۳۲۹)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ پر دوزخ پیش کی گئی تو میں نے اس میں بنی اسرائیل کی ایک عورت دیکھی جس کو اس کی بلّی کے باعث عذاب دیا جا رہا تھا جس کو وہ باندھے ہوئی تھی نہ کھانا کھلاتی اور نہ چھوڑتی کہ زمین کے جانوروں میں کھاتی، یہاں تک کہ وہ بھوکوں مرگئی اور میں نے عَمرو بن عامر خزاعی کو دیکھا کہ وہ جہنم میں اپنی آنتوں کو گھسیٹ رہا ہے وہ پہلا شخص ہے جس نے سانڈ چھوڑا تھا۔ (مشکوٰۃ: ص ۴۵۶)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ”مَا مِنْ مُّسْلِمٍ غَرَسَ غَرْسًا فَاَكَلَ مِنْهُ اِنْسَانٌ اَوْ دَآبَّةٌ اِلَّا كَانَ لَهٗ بِهٖ صَدَقَةً“ مسلمان کوئی درخت لگاتا ہے یا کھیت بوتا ہے اور اس سے کوئی انسان یا پرندہ یا چرندہ فائدہ حاصل کرتا ہے تو وہ اس کے لئے صدقہ بن جاتا ہے۔

(بخاری شریف جلد دوم ص ۸۸۹)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ عرفات سے واپس ہوئے، دورانِ سفر سرکار علیہ السلام نے پیچھے سے اونٹوں کو مارنے اور انہیں تیز ہنکانے کی آوازیں سنیں تو آپ نے کوڑے سے اشارہ کر کے فرمایا: اے لوگو آرام سے چلو اونٹوں کو دوڑانا اجر کا باعث نہیں ہے۔ (بخاری شریف)

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر چیز پر احسان کرنا ضروری قرار دیا ہے۔ لہٰذا جب کسی چیز کو جان سے ختم کرنا ہو تو اسے اچھی طرح ختم کردو اور جب ذبح کرو تو اچھی طرح ذبح کرو اور تم اپنی چھری اچھی طرح تیز کرلیا کرو اور ذبیحہ (جانور) کو آرام دیا کرو۔ (مسلم شریف)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے رحم کیا اگر ذبح کئے جانے والے جانور پر ہی ہو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس پر رحم فرمائے گا۔ (طبرانی)

بدکار عورت کی بخشش

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک بدکار عورت صرف اس وجہ سے بخشی گئی کہ وہ ایسی جگہ سے گزری جہاں ایک کتّا پیاس کی شدت سے زبان نکالے کھڑا ہانپ رہا تھا۔ یہ دیکھ کر اس عورت نے اپنا موزہ نکال کر اس میں اپنی چادر باندھی اور گڈّھے سے پانی نکالی اور اس کو پلائی، اس عمل کی وجہ سے اس کی بخشش ہوگئی۔ اس موقع پر صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے دریافت کیا کہ جانوروں کے ساتھ بھلائی کرنے میں ہم کو ثواب ملتا ہے؟ تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر جاندار کے ساتھ بھلائی کرنے میں صدقہ کا اجر ملتا ہے۔ (مشکوٰۃ: ص ۱۶۸)

بارگاہ رسول میں چڑیا کی فریاد

حضرت عبدالرحمٰن ابن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، پس سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے، تو ہم نے ایک چڑیا

دیکھی جس کے دو بچّے تھے، ہم نے اس کا ایک بچّہ پکڑ لیا، پس چڑیا آئی اور اپنے پر بچھانے لگی، نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے تو فرمایا اس کو بچّے کی وجہ سے کس نے پریشان کیا ہے، اس کا بچّہ اسے دے دو۔ پھر آپ نے چیونٹیوں کی ایک جگہ ملاحظہ فرمائی جس کو ہم نے جلا دیا تھا فرمایا کہ اس کو کس نے جلایا ہے؟ ہم نے عرض کیا ہم نے، فرمایا بندوں کے لئے مناسب نہیں ہے کہ وہ کسی کو آگ کی سزا دیں۔ (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک منزل پر اترے، آپ کی جماعت میں سے ایک آدمی نے چڑیا کا ایک انڈا اٹھا لیا، چڑیا آئی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سر پر پھڑ پھڑانے لگی، آپ نے فرمایا: تم میں سے کس نے اس کے انڈوں کے بارے میں اس کو دکھ پہونچایا؟ ایک آدمی نے عرض کیا: میں نے یا رسول اللہ علیک السلام اس کے انڈوں کو اٹھایا ہے تو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اس پر رحم کرتے ہوئے اس کے انڈے واپس کردو۔ (الادب المفرد)

اچھی وصیت

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے میرے حبیب لبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چند اچھی چیزوں کی وصیت فرمائی اور وہ یہ کہ (۱) میں اپنے سے اوپر والے کو نہیں بلکہ نیچے والے کو دیکھوں (۲) میں یتیموں سے محبت رکھوں، ان سے قریب رہوں (۳) میں صلہ رحمی کروں اگر چہ رشتہ دار پیٹھ پھیر جائیں (۴) میں اللہ تعالیٰ کے معاملے میں کسی سے نہ ڈروں (۵) سچّی بات اگر چہ تلخ ہو میں کہتا رہوں (۶) **لاحول ولا قوۃ الا باللہ** کثرت سے پڑھتا رہوں کیونکہ یہ جنّت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ (الترغیب والترہیب جلد دوم ص ۲۸۰)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! حضرت ابوذر رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو وصیت فرمائی صرف انہیں وصیت پر ایک مکمل کتاب لکھی جاسکتی ہے وصیت میں ہر بات اتنی جامع ہے کہ اس کے فضائل پر قرآن وسنّت شاہد ہیں مگر مذکورہ وصیت پر اگر امت مسلمہ کا عمل دیکھا جائے تو الا ماشاء اللہ شاید ہی کچھ لوگ عامل نظر آئیں (۱) ہماری عادت یہ ہے کہ ہم کبھی اپنے سے غریب کو نہیں دیکھتے، چھوٹوں کو کمزوروں کو نہیں دیکھتے بلکہ بڑوں کو دیکھتے ہیں اور اندر اندر پگھلتے رہتے ہیں جب آپ اپنے سے نیچے والے کو دیکھیں گے تو انشاء اللہ شکر کا جذبہ پیدا ہوگا (۲) یتیموں کے ساتھ محبت بہت پسندیدہ عمل ہے، ان کا استحصال نہیں بلکہ ان کو خوش کرنا ان کے قریب رہنا چاہئے تاکہ ان کو اپنی یتیمی کا احساس نہ ہو (۳) رشتے داروں سے اچھا سلوک کرنا چاہئے خواہ وہ ناراض رہیں، ستائیں، پریشان کریں مگر ہم کو حسن سلوک ہی کرنا ہے۔ (۴) اللہ عزوجل نے جو فرمادیا ہے وہی حق ہے دنیا آپ کو کچھ بھی کہے وقت آن پڑے اللہ کی رضا اور بندوں کی رضا کا تو بے خوف ہو کر اللہ کے فرمان کا خیال کریں اور کسی سے اللہ کے معاملے میں نہ ڈریں (۵) سچی بات تو ہمیشہ تلخ لگتی ہے لیکن ہم کو سچی بات کہنے میں ہچکچانا نہیں چاہئے چاہے کسی کو بری لگے یا اچھی لگے (٦) اور ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ'' کی کثرت کرنا چاہئے کہ یہ جنّت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ اللہ رب العزت ہم سب کو مذکورہ باتوں پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

برائی کے بدلے بھلائی

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ان لوگوں میں سے نہ بنو جو کہتے ہیں کہ اگر لوگ ہمارے ساتھ بھلائی کریں گے تو ہم بھی بھلائی کریں گے اور اگر وہ ہم پر زیادتی کریں گے تو ہم بھی زیادتی کریں گے، بلکہ تم اس بات کے عادی بنو کہ اگر لوگ تمہارے ساتھ بھلائی کریں تو تم بھلائی کرو اور اگر وہ تمہارے ساتھ زیادتی کریں تو تم زیادتی نہ کرو۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمہیں وہ باتیں نہ بتلاؤں جن کے ذریعہ اللہ عزوجل درجات بلند فرماتا ہے۔ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا ضرور بتلایئے اے اللہ کے رسول! تو سرکار نے فرمایا: جو تم سے اعراض کرے تم اسے درگذر کرو اور جو تم پر ظلم کرے تم اسے معاف کرو اور جو تم کو محروم کرے تم اسے عطا کرو اور جو تم سے تعلقات ختم کرے تم اس سے تعلقات جوڑو۔ (الترغیب والترہیب جلد دوم ص ۲۸۳)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! کتنا احسان ہے آقائے کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کہ آپ نے درجات کی بلندی کا ذریعہ بھی بتا دیا اور وہ بھی اتنا آسان کہ ہر کوئی اگر چاہے تو عمل کر سکتا ہے بس تھوڑی سی کوشش کرنی ہے پھر دیکھئے انشاء اللہ کرم ہی کرم ہوگا۔ اللہ عزوجل رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل ہم سب کو مذکورہ باتوں پر عمل کا حوصلہ اور قوت عطا فرمائے۔

خدا کی رحمت کا ذریعہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک قوم ایسی ہے کہ اللہ تعالی اس کے شہروں کو آباد کرتا ہے اور اس کے مال کو بڑھاتا ہے، اور جب سے انھیں پیدا فرمایا کبھی ان کو ناراضگی کی نگاہ سے نہیں دیکھا۔ پوچھا گیا وہ کیوں اے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم؟ تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اس قوم کی صلہ رحمی کی وجہ سے۔ (الترغیب والترہیب ۲/۲۷۹)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! کتنا بڑا انعام ہے رشتے داروں سے حسن سلوک کا۔ خالق کائنات شہروں کو بھی آباد فرمائے اور مال بھی بڑھائے اور کرم بالائے کرم ناراضگی کی نظر کبھی نہ ڈالے۔ بتاؤ اس سے بڑھ کر بھی کوئی فائدہ ہو سکتا ہے۔ کیا اب بھی ہم اپنے آپ کو رشتہ داروں سے اچھے سلوک کے لئے آمادہ

نہ کریں گے۔ آج ہی رشتہ داروں کو منانے اور حسن سلوک کرنے میں لگ جاؤ، ان شاء اللہ مولیٰ ہم پر بھی کرم فرمائے گا۔ آیئے دعا کریں کہ اے اللہ جن لوگوں پر تو صرف کرم کی نظر ڈالتا ہے ان میں ہمارا بھی شمار فرمادے اور ان اعمال کو اختیار کرنے کی توفیق عطا فرما جن سے تو راضی ہو اور تیرے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم راضی ہوں۔

پسندیدہ عمل

حضرت ابویُعلٰی نے بنو خثعم کے ایک شخص سے روایت کیا ہے کہ اس نے کہا کہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ اس وقت صحابہ کی ایک جماعت کے درمیان تشریف فرما تھے۔ میں نے پوچھا کہ آپ نے رسول خدا ہونے کا دعویٰ کیا ہے؟ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں، میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! مجھے بتایئے کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو پسند ہے؟ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ پر ایمان لانا۔ میں نے عرض کیا پھر کون سا؟ فرمایا صلہ رحمی کرنا۔ میں نے عرض کیا پھر کون سا عمل اللہ کو سب سے زیادہ پسند ہے؟ فرمایا نیکیوں کا حکم دینا اور برائیوں سے روکنا۔ پھر میں عرض گزار ہوا اے اللہ کے رسول! کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ ناپسند ہے؟ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، پھر میں نے پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم اور کون سا؟ فرمایا قطع رحمی کرنا۔ پھر میں نے عرض کیا اس کے بعد کون سا؟ فرمایا برائیوں کی ترغیب دینا اور نیکی سے روکنا۔ (الترغیب والترہیب جلد دوم ص ۲۷۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث میں ان اعمال کا ذکر ہے جو اللہ عزوجل کے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہیں ہمارا حال یہ ہے کہ ہم اپنے محبین ومعتقدین، دوست واحباب، بیوی بچّوں کی پسند کا تو خیال کرتے ہیں مگر اللہ عزوجل اور اس کے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پسند کا خیال نہیں

کرتے۔آیئے آج نیت کریں کہ جو اعمال اللہ عزوجل کو سب سے زیادہ پسند ہیں انہیں اختیار کریں گے اور وہ اعمال جو اللہ عزوجل کو ناپسند ہیں ان سے پرہیز کریں گے۔

اللہ عزوجل اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زلفوں کے تصدق ہم سب کو عمل خیر کی توفیق عطا فرمائے۔

جنت سے قریب، جھنم سے دور

حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک اونٹنی پر سوار ہوکر صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ سفر میں تشریف لے جارہے تھے کہ ایک بدو نے آکر آپ کی اونٹنی کی مہار پکڑ لی اور کہا: حضور! مجھے ایسا عمل بتلایئے جو مجھے جنت سے قریب اور جہنم سے دور کردے۔آپ ٹھہر گئے اور صحابۂ کرام کی طرف دیکھ کر فرمایا: اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک جان کر اس کی عبادت کر، نماز پڑھ، زکوٰۃ دے اور صلہ رحمی کر اور میری اونٹنی کی مہار چھوڑ دے۔جب بدو چلا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: اگر یہ ان باتوں پر عمل کرتا رہا تو جنت میں جائے گا۔ (الترغیب والترہیب جلد دوم ص ۲۷۹)

سبحان اللہ! میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! سوال بدوی نے کیا اور فائدہ قیامت تک کے ان مسلمانوں کا ہوگیا جو عمل کریں گے، ان کے سوال پر قربان جایئے کہ جنت سے قریب کرنے والے اعمال اور جہنم سے دور کر دینے والے اعمال کا سوال کرتے ہیں، سرکار رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قریب ہونے کے باوجود یہ سوال کررہے ہیں اس سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تصور آخرت کتنا پلا دیا تھا؟ سائل کے سوال پر رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو جواب عنایت فرمایا اسے آپ ملاحظہ کرچکے۔دعا کیجئے کہ رب قدیر ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ ☆☆☆

پڑوسیوں کے حقوق

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَاعۡبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشۡرِکُوۡا بِہٖ شَیۡئًا وَّ بِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا وَّ بِذِی الۡقُرۡبٰی وَ الۡیَتٰمٰی وَالۡمَسٰکِیۡنِ وَالۡجَارِ ذِی الۡقُرۡبٰی وَ الۡجَارِ الۡجُنُبِ وَ الصَّاحِبِ بِالۡجَنۡۢبِ وَ ابۡنِ السَّبِیۡلِ وَ مَا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُکُمۡ ط اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ مَنۡ کَانَ مُخۡتَالًا فَخُوۡرًا ۙ اور اللہ کی بندگی کرو اور اس کا شریک کسی کو نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ سے بھلائی کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں، پاس کے ہمسائے اور دور کے ہمسائے سے اور کروٹ کے ساتھی اور راہ گیر اور اپنی باندی غلام سے۔ بے شک اللہ کو خوش نہیں آتا کوئی اترانے والا بڑائی مارنے والا۔

(کنزالایمان، پ۵ ررکوع ۳، سورۂ نسا:۳۶)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ عزوجل نے اپنی عبادت کے ساتھ والدین، رشتہ داروں، یتیموں محتاجوں، اور پڑوسیوں کے ساتھ بھلائی کا حکم دیا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان سے بھلائی کی کتنی اہمیت ہے؟ والدین، رشتہ دار، یتیم ومحتاج یہ تو سمجھ میں آتے ہیں کہ ان سے سلوک ہونا چاہئے لیکن

پڑوسی کے ساتھ بھلائی کے حکم کی وجہ کیا ہے؟ وجہ یہ ہے کہ ہر اعتبار سے پڑوسی ہم سے قریب ہوتا ہے اور ہر وقت قریب ہوتا ہے۔ اگر آج ہم نے اس کے ساتھ بھلائی کی تو اللہ نہ کرے اگر کل کوئی حادثہ ہوگا تو وہ ہمارے بھی کام آئے گا اور ہمارے گھر والوں کے بھی کام آئے گا۔ آیت شریفہ کی مزید وضاحت تاجدارِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرامین سے معلوم کریں۔

حضور رحمت دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے ہمسایگان کے حقوق صرف وہی ادا کرسکتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ کا رحم و کرم ہو اور تم میں بہت تھوڑے لوگ ہیں جو ہمسایگان کے حقوق جانتے ہیں۔ (ہمسایگان کے حقوق یہ ہیں) کہ جس چیز کی انھیں ضرورت ہو اسے پورا کرو۔ اگر قرض چاہتے ہیں تو قرض دو۔ اگر انھیں خوشی حاصل ہو تو انھیں مبارکباد پیش کرو، اگر کوئی تکلیف لاحق ہو تو اظہار افسوس کرو، اگر بیمار ہوں تو طبع پرسی کرو، اگر مر جائیں تو جنازہ بھی پڑھو اور دفنانے تک ساتھ رہو۔ (تفسیر روح البیان جلد۵ر ص ۵۳۰)

پڑوسی کی تین قسمیں

آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پڑوسی تین قسم کے ہیں ہر ایک کے علیحدہ علیحدہ احکام ہیں۔ بعض کے تین حق ہیں بعض کے دو حق ہیں اور بعض کا ایک حق ہے۔ جو پڑوسی مسلم ہو اور رشتہ والا ہو اس کے تین حق ہیں۔ حق ہمسائیگی اور حق اسلامی اور حق قرابت ورشتہ داری، مسلم پڑوسی کے دو حق ہیں حقّ جوار (پڑوس) اور حق اسلام اور کافر پڑوسی کا صرف ایک حق ہے، حقِ جوار (پڑوس)۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! ان کو اپنی قربانیوں میں سے دیں؟ فرمایا: مشرکین کو قربانیوں میں سے کچھ نہ دو۔

حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جانتے ہو مفلس کون ہے؟ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا ہمارے یہاں تو مفلس وہ ہے

جس کے پاس مال و زر نہ ہو، فرمایا: میری امّت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزے، زکوٰۃ لے کر آئے اور یوں آئے کہ اُس نے اِسے (پڑوسی کو) گالی دی ہو، اسے زنا کی تہمت لگائی ہو اس کا مال کھایا، اس کا خون گرایا، اسے مارا تو اس کی نیکیاں اسے دے دی گئیں پھر اگر نیکیاں ختم ہو چکیں اور حق باقی ہیں تو ان کے گناہ لے کر اس کے او پر ڈالے گئے پھر جہنم میں پھینک دیا گیا۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! عام طور پر گالی گلوج، تہمت اور زنا وغیرہ جیسے کبائر کا ارتکاب پڑوسی کے ساتھ زیادہ پیش آتے ہیں، آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عبادت و ریاضت میں زندگی گزارنے والے شخص کو بھی تنبیہ فرمائی ہے کہ یہ نہ سمجھنا کہ تمہارے نامۂ اعمال میں نیکیاں ہیں تو جو چاہو کر گزرو اور پڑوسیوں کے ساتھ برا سلوک کرو، ان کے مال، ان کی جان وغیرہ پر بری نظر ڈالو۔

خبر دار! ساری نیکیاں زمین پر ہی رہ جائیں گی اور قیامت کے دن مذکورہ گناہوں کی وجہ سے مفلس بن کر رب کے حضور تمہاری حاضری ہوگی۔ لہٰذا بچو ان گناہوں کے ارتکاب سے جن کا ذکر اس حدیث پاک میں کیا گیا ہے۔

حضرت ابو شُریح خُزاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيُحْسِنْ اِلٰى جَارِهٖ'' یعنی جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے چاہئے کہ وہ اپنے پڑوسی کے ساتھ نیک سلوک کرے۔ (ابن ماجہ)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث شریف میں اللہ عزوجل اور روز جزا پر ایمان رکھنے والوں کو گویا تاکید کی جا رہی ہے کہ اگر تم مومن ہو تو اس کا اظہار اپنے اعمال سے بھی کرو صرف زبانی دعویٰ نہ ہو بلکہ اپنے پڑوسیوں کے ساتھ نیک سلوک کر کے بتاؤ کہ ہمارا دین پڑوسیوں کے ساتھ پیار و محبت

سے پیش آنے کی تعلیم دیتا ہے۔ تاریخ میں ایسے بیشمار واقعات ملتے ہیں جن میں پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کی وجہ سے انہیں اسلام کی دولت حاصل ہوگئی۔

پڑوسی وراثت کا حقدار

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبیٔ محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ''مَا زَالَ جِبْرَئِیْلُ یُوْصِیْنِیْ بِالْجَارِ حَتّٰی ظَنَنْتُ اَنَّهٗ سَیُوَرِّثُهٗ'' مجھے جبرئیل علیہ السلام پڑوسی کے بارے میں تاکید کرتے رہے یہاں تک کہ میں گمان کیا کہ وہ اسے وراثت میں شریک کردیں گے۔ (بخاری جلد دوم ص ۸۸۹)

حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھا اور ان کا غلام بکری کی کھال اتار رہا تھا۔ انہوں نے اپنے غلام سے فرمایا: اے غلام! جب اس کام سے فارغ ہو جانا تو سب سے پہلے اس کا گوشت ہمارے یہودی پڑوسی کو دینا، غلام نے کہا کیا آپ یہودی کو ہدیہ دلا رہے ہیں؟ اللہ تعالیٰ آپ کی اصلاح فرمائے، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کہ بلا شبہ میں نے نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پڑوسی کے بارے میں اتنی تاکید فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہم ڈر گئے کہ اس کو عنقریب وارث ہی بنا دیا جائے گا۔ (الادب المفرد)

ایمان کا تقاضا

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ میں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: مومن وہ نہیں جو اپنا پیٹ بھرے اور اس کا پڑوسی اس کے بازو میں بھوکا ہو۔ (بیہقی، مشکوۃ شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! سارے اعمال کا دارومدار ایمان پر ہے اور اگر ایمان کامل ہے تو رب قدیر بندے کو کامیابی عطا فرماتا ہے۔ یادرکھیں کہ ایمان کو کمال صرف نماز، روزہ، حج وزکوۃ ہی سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ

کمالِ ایمان کے لئے ضروری ہے کہ اپنے پڑوسیوں کی پریشانیوں کو بھی جانیں اور حتی الامکان دور کرنے کی کوشش کریں۔ مذکورہ حدیث پاک کی روشنی میں یہ بات سمجھ میں آئی کہ اگر اللہ عزوجل نے شکم سیر ہونے کی توفیق عطا فرمائی ہے تو ہم یہ بھی دیکھ لیں کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ ہم پڑوسی کے حق کی ادائیگی میں غافل ہیں اور ہمارا پڑوسی غیرت و شرمندگی کی وجہ سے ذکر نہیں کرتا۔

شوربے کی خوشبو اور پڑوسی

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوذر! جب شوربا پکاؤ تو پانی زیادہ ڈالا کرو اور اپنے پڑوسیوں کا خیال رکھو۔ (مسلم جلد دوم ص ۳۲۹)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شوربے میں پانی زیادہ ڈالنے کا حکم فرما کر پڑوسیوں کی دلجوئی کرنے کی تعلیم فرمائی ہے اس لئے کہ شوربے کی خوشبو جب پڑوسی کو پہونچے گی تو اس کا اور اس کے بچوں کا دل اس کے حصول کی تمنا کرے گا۔ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پڑوسی کی آرزو کا خیال کرنے کی تاکید فرمائی تاکہ وہ خوش ہو جائے۔ اس کی خوشی سے ان شاء اللہ پروردگار بھی خوش ہوگا۔

پڑوسی دامن تھام لیں گے

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: ہم پر ایک ایسا زمانہ گزرا ہے کہ دینار و درہم کا سب سے زیادہ مستحق مسلمان بھائی کو سمجھا جاتا تھا پھر اب ایسا زمانہ آ گیا کہ دینار و درہم مسلمان بھائی سے زیادہ محبوب ہو گئے ہیں۔ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ قیامت کے دن کتنے ہی پڑوسی ہوں گے جنھوں نے اپنے اپنے

پڑوسیوں کو پکڑ رکھا ہوگا اور بارگاہ خداوندی میں شکایت کرتے ہوئے عرض کریں گے کہ اے رب اس نے مجھے چھوڑ کر اپنا دروازہ بند کرلیا تھا اور مجھے اپنے احسان وسلوک سے محروم رکھا تھا۔ (دُرِ منثور)

اللہ اکبر! میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ایک زمانہ ایسا بھی گزرا ہے کہ اس وقت سب سے زیادہ اہمیت مسلمان کی تھی، مسلمان کے درہم ودینار کی کوئی اہمیت نہ تھی لیکن اب تو دینار ودرہم کے عوض میں مسلمان کی نہ جان و مال وآبرو کی اہمیت ہے نہ اس کا کوئی وقار بلکہ چند درہم ودینار کی خاطر مسلمان کی جان لینے سے بھی گریز نہیں کیا جاتا۔ اللہ اپنے حفظ وامان میں رکھے اور صحیح سمجھ عطا کرے۔

ساتھ ہی ساتھ رسول گرامی وقار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا لرزہ دینے والا ارشاد گرامی کہ قیامت کے ہولناک دن پڑوسی اپنے پڑوسی کو پکڑ رکھا ہوگا اور شکایت بارگاہ صمدیت میں ہوگی کہ اے رب! اس نے مجھے چھوڑ کر اپنا دروازہ بند کرلیا تھا اور مجھے اپنے احسان وسلوک سے محروم رکھا تھا۔ بتاؤ اس وقت رب کے حضور کیا جواب دو گے؟ پڑوسی کے لئے دروازہ بند کرنے سے مراد یہ ہے کہ پڑوسی کو نہ ان کی خوشی کا خیال تھا اور نہ ان کی مشکلات کی فکر تھی اور نہ ہی پڑوسی ان کا پرسانِ حال تھا۔

مسلمانو! اگر پڑوسی کا خیال رکھو گے تو مولیٰ کے کرم کی بارشیں ہوں گی اور حصولِ رضائے الٰہی کا ذریعہ بھی ہوگا۔ قیامت کے ہولناک عذاب سے بچنا ہو تو پڑوسیوں کے ساتھ ضرور حسن سلوک کرو۔

خدا کے نزدیک بہترین کون؟

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بہترین دوست خدا کے نزدیک وہ ہیں جو اپنے دوستوں کے لئے

بہترین ہیں اور بہترین پڑوسی خدائے تعالیٰ کے نزدیک وہ ہیں جو پڑوسیوں کے حق میں بہترین ہیں۔ (رواہ الترمذی)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس کو بہترین فرمائیں وہ یقیناً بہترین ہے مذکورہ حدیث پاک کی روشنی میں دوستوں اور پڑوسیوں کے ساتھ تعلق کے بارے میں بتایا جارہا ہے۔ایک شخص کو دوست اور پڑوسی ہی سب سے زیادہ جانتے ہیں، اگر دوست اور پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک ہے، ان کے ساتھ معاملات اچھے ہیں اور پڑوسی قربت کی وجہ سے خوشی وغمی میں شریک رہتا ہو اور اتنا خیال رکھتا ہو کہ دوست اور پڑوسی گواہی دیں کہ اللہ نے بڑا کرم کیا کہ اتنا اچھا دوست اور پڑوسی عطا فرمایا، تو یقیناً وہ بہترین ہے اس میں کوئی شک کی گنجائش نہیں ہے۔اللہ عزوجل ہم سب کو بہترین دوست اور پڑوسی بننے کی توفیق عطا فرمائے۔

پڑوسی کون ہے؟

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا پڑوسی کون ہے؟ تو انہوں نے فرمایا چالیس گھر آگے، چالیس گھر پیچھے، چالیس داہنے، چالیس بائیں طرف۔(الادب المفرد)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس حدیث سے پتہ چلا کہ کم ازکم چاروں طرف کے چالیس چالیس گھر والوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا ضروری ہے اور نہ کرنے پر مواخذہ ہوگا۔مگر ان میں سے بھی سب کے الگ الگ درجات ہیں اور بعض بعض سے زیادہ حقدار ہیں۔ چنانچہ حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ پڑوسی زیادہ حقدار ہے جو قریب ہے۔ (بخاری)

پڑوسیوں میں جس کا گھر زیادہ قریب ہو وہ دوسرے پڑسیوں کے مقابلہ میں زیادہ حقدار ہے لہٰذا حسن سلوک، صدقہ وخیرات اور تعاون کے وقت پہلے اس کا خیال

رکھنا چاہئے ایسا نہ ہو کہ دور دراز کے لوگ آپ کے صدقہ و خیرات اور آپ کی جود وسخا سے مستفیض ہو رہے ہوں اور پڑوسی کے گھر میں چولہا بھی نہ جلے۔

تحفہ کا حقدار کون؟

اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا: میرے دو پڑوسی ہیں کسے تحفہ بھیجوں؟ تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کا دروازہ زیادہ قریب ہو۔ (بخاری ۲/۸۹۰)

سب سے پہلا مقدمہ

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت میں سب سے پہلا جھگڑا پیش کرنے والے دو پڑوسی ہوں گے۔ (الترغیب والترہیب جلد دوم ص ۲۹۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! قیامت کا ماحول دل ہلا دینے والا ہوگا، نفسی نفسی کی کیفیت ہوگی، کوئی کسی کا پرسانِ حال نہ ہوگا، اعمالِ صالحہ کی قلت دامن گیر ہوگی، معبود برحق کی جلال کی وجہ سے ہر کوئی لرز رہا ہوگا ایسے میں بتاؤ پہلا جھگڑا دو پڑوسی کا پیش ہوگا سوچو! اگر ہم نے اپنے کسی پڑوسی کو ستایا ہوگا یا کسی معاملہ میں جھگڑا کیا ہوگا تو اس وقت کتنی پریشانی ہوگی؟ اگر خدانخواستہ ہم سے ہمارے کسی پڑوسی کی دل آزاری ہوئی ہو تو آج ہی اس سے معافی طلب کرلیں اور یہ بات ہمیشہ کے لئے اپنے نہاں خانۂ دل میں محفوظ کرلیں کہ وہ گناہ جو بندوں کے حقوق سے متعلق ہیں اس وقت تک خدائے قہار وجبار معاف نہیں فرمائے گا جب تک کہ بندہ نہ معاف کردے۔ پرودگار عالم ہم سب کو آپس میں اتحاد واتفاق سے زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

بھلائی اور برائی کی کسوٹی

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوکر عرض گزار ہوا کہ یارسول اللہ! مجھے کیسے علم ہو کہ میں نے بھلائی کی ہے یا برائی کی ہے؟ تو آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم اپنے پڑوسی کو کہتے ہوئے سنو کہ تم نے بھلائی کی ہے تو واقعی تم نے بھلائی کی ہے اور جب تم اپنے پڑوسی کو کہتے سنو کہ تم نے برا سلوک کیا ہے تو واقعی تم نے برا سلوک کیا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف ص۴۲۴)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! جس کے عمل کے بارے میں رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ فرمادیا ہو کہ پڑوسی کی گواہی ہی پر تمہاری نیکی اور برائی کا دارومدار ہے تو ہمیں چاہیئے کہ اپنے نیک ہونے کی سند تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کی روشنی میں اپنے پڑوسی سے حاصل کریں یہ اسی وقت ممکن ہے جب پڑوسی کے ساتھ ہمارا سلوک اچھا ہو لہذا ہم کو چاہیئے کہ اپنے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کر کے بھلائی کی سند حاصل کرلیں۔ پروردگار عالم اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل ہمیں اپنے پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کی توفیق عطا فرمائے۔

وہ شخص مومن نہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: خدا کی قسم وہ مومن نہیں، خدا کی قسم وہ مومن نہیں، خدا کی قسم وہ مومن نہیں۔ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ کون یارسول اللہ! تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس کی ایذا رسانی سے اس کا پڑوسی محفوظ و مامون نہ ہو۔

(بخاری شریف جلد دوم ص ۸۸۹)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! یقیناً وہ مومن کامل نہیں ہوسکتا جس نے پڑوسیوں کو تکلیف پہونچائی ہو۔ اگر ہم اور آپ مومن و مسلمان ہونے کے دعویدار ہیں تو ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے پڑوسی کو راحت دیں، سکون دیں اوراس چیز کا خیال رکھیں کہ ہمارے پڑوسی کو ہماری ذات سے کوئی اذیت نہ پہونچے بلکہ وہ ہمارے پڑوس میں اپنے آپ کو سب سے زیادہ مامون سمجھے، ان شاء اللہ پڑوسی کو خوش رکھنے کا بدلہ ضرور از ضرور ہمیں ملے گا۔ رب قدیر ہمیں پڑوسیوں کو اذیت دینے سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

خدائے تعالیٰ سے جنگ

حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ سرکار کون ومکاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے ’’جس نے اپنے پڑوسی کو ایذا پہونچائی اس نے مجھے تکلیف دی اور جس نے مجھے تکلیف دی اس نے خدا کو تکلیف دی اور جس نے اپنے پڑوسی سے لڑائی کی اس نے مجھ سے لڑائی کی اور جس نے مجھ سے لڑائی کی اس نے اللہ عزوجل سے لڑائی کی۔ (الترغیب والترہیب جلد دوم ص۲۹۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہم میں سے کون ہے جو اللہ عزوجل اوراس کے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اذیت پہونچانے اوران سے لڑائی کرنے کی جرأت وہمت رکھتا ہو؟ بندے کبھی خواب وخیال میں بھی یہ نہیں سوچ سکتے کہ اللہ عزوجل اوراس کے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لڑیں یا انہیں اذیّت دیں۔ اب آپ بتائیں کہ اگر کوئی پڑوسی کو اذیت پہونچائے تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے مجھے اذیت پہونچائی اور جو کوئی پڑوسی سے لڑائی کرے گویا اُس نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لڑائی کی۔ ہمیں چاہئے کہ اپنے پڑوسی کو اذیت دینے اور جھگڑا کرنے سے پرہیز کریں۔ ورنہ حضور صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اذیت دینے کا باعث ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر یقین رکھتا ہو وہ اپنے مہمانوں کی تعظیم کرے اور جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر یقین رکھتا ہو وہ اپنے پڑوسیوں کو نہ ستائے۔ (بخاری جلد دوم ص ۸۸۹)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ عزوجل اور یوم آخرت پر ایمان کی بات فرما کر یہ واضح کر دیا گیا کہ قیامت میں جب ربِّ ذو الجلال کے حضور حاضری ہوگی اس وقت بندے سے پڑوسیوں کے حوالے سے سوال پوچھا جائے گا۔ اگر ان کو اذیت دی ہوگی یا ان کو ستایا ہوگا تو نہایت ہی سخت ترین عذاب میں گرفتار ہوگا۔ اور اگر ان سے حسن سلوک سے پیش آیا ہوگا تو وہ اس کے بہتر ہونے کی گواہی دیں گے۔ مولیٰ ان کی گواہی کو قبول فرما کر اسے جنت کا حقدار بنا دے گا اور مذکورہ حدیث پاک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ پڑوسی کو وہی ستائے گا جس کو آخرت میں جواب دہی کا تصور نہ ہو یا پھر اللہ عزوجل کی پکڑ اور اس کی ذات سے بے خوف ہو۔ مسلمانو! آخرت میں جواب دہی کا تصور کر کے اپنے پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو تاکہ روز محشر جہاں اولین و آخرین جمع ہوں گے وہاں کی رسوائی سے بچ جاؤ۔ اللہ عزوجل ہم سب کے لئے آخرت کو آسان بنائے اور محشر کی رسوائی سے بچائے۔

جنت میں نہ جائے گا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے نامدار مدنی تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ لَّا يَأْمَنُ جَارُهُ بِوَآئِقِهٖ" وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کی شرارتوں سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۴۲۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! تاجدار کائنات

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان حق ہے۔ جنت اور اس میں داخلے کے قانون تو میرے آقا نے عطا فرمائے ہیں اور اس میں جانے سے کون روکا جائے گا اس کی وضاحت بھی فرمادی ہے۔ اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آگاہ نہ فرماتے تو ہمیں کیوں کر خبر ہوتی؟ حضور علیہ السلام کے فرمان کی روشنی میں پتہ چلا کہ پڑوسیوں کو اذیت دینے والا اگر بے توبہ مر گیا تو جنت میں داخل نہ ہوگا۔

ہم سب جنت کے طلبگار ہیں لیکن افسوس! پڑوسیوں کے حوالے سے ہمارا کیا حال ہے؟ ہمیں اس کا جائزہ بھی لینا پڑے گا اگر پڑوسی مامون ومحفوظ ہیں تو اللہ عزوجل کے فضل وکرم اور سرکار مالک جنت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل جنت کے حقدار بن جائیں گے۔ اللہ عزوجل ہم سب کو جنتی بنائے اور جہنم سے بچائے۔

عبادت گزار خاتون مگر جہنمی!

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص بارگاہِ نبوی میں عرض گزار ہوا ''یا رسول اللہ! فلانی عورت کے بہت نماز پڑھنے، روزے رکھنے، اور خیرات کرنے کا چرچا ہے مگر وہ اپنی زبان سے اپنے پڑوسی کو تکلیف دیتی ہے۔ تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ''وہ جہنمی ہے'' عرض گزار ہوا کہ یارسول اللہ! فلانی عورت کم روزے رکھنے، کم صدقہ کرنے، اور کم نماز پڑھنے میں مشہور ہے وہ پنیر کے ٹکڑے ہی خیرات کرتی ہے لیکن اپنی زبان سے پڑوسی کو تکلیف نہیں پہونچاتی۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ''وہ جنتی ہے''۔ (الترغیب والترہیب جلد دوم ص ۲۹۳)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث مبارکہ کئی گوشوں پر ہماری توجہ مبذول کراتی ہے۔ پہلی چیز تو یہ ہے کہ ہم نماز، روزہ، حج و زکوٰۃ وغیرہ ہی کو نجات کا ذریعہ سمجھتے ہیں جب کہ ان عبادات کی ادائیگی کے ساتھ اگر پڑوسی کو ستانا شامل ہو تو ان عبادتوں کا کوئی صلہ نہیں ملے گا (مراد یہ ہے کہ جب یہ نفل

ہوں) یہ بات ذہن میں رکھنا چاہئے کہ ہم مسلمانوں کی پہچان یہی تھی کہ ہماری ذات سے کبھی پڑوسی کو تکلیف نہ پہونچتی تھی، بلکہ ہمارے پڑوس میں رہنے والا ہمارے حسن سلوک سے متأثر ہوکر کفروشرک کی وادی سے نکل کر دامن اسلام میں پناہ لے لیتا تھا لیکن ہم حسن اخلاق جیسی پاکیزہ تعلیم کو بھول گئے، اسلام کی پاکیزہ تعلیمات سے کنارہ کشی کا نتیجہ ہمارے سامنے ہے کہ آج دنیا میں کہیں بھی ہمارا کوئی مقام نہیں اور ہو بھی کیونکر؟ جب عبادت وریاضت کی کثرت کے باوجود پڑوسی کو ستانے سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جہنم کا حقدار بتادیں تو یہاں حال بہت برا ہے کہ ہمارے نامۂ اعمال میں نیکیوں کی قلت ہے اور پڑوسیوں کو ستانے کا جرم بھی ثابت ہے۔ خدارا! پڑوسیوں کو تکلیف دینے سے گریز کرو اور جہنم کے عذاب سے پناہ مانگو۔

قیامت کی نشانی

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ آدمی اپنے پڑوسیوں کو اور بھائیوں کو اور اپنے باپ کو قتل نہ کرے۔ (الادب المفرد)

حضرت ابو عامر حمصی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ جو بھی دو آدمی تین دن سے زیادہ قطع تعلق رکھیں پھر ان میں سے ایک مرجائے یا دونوں اسی حالت (باہم ناراضگی کی حالت) میں مرجائیں تو دونوں ہلاک ہوں گے پھر فرمایا جو بھی کوئی پڑوسی اپنے پڑوسی پر ظلم اور زیادتی کرے گا یہاں تک کہ اسے اپنے گھر سے نکل جانے پر مجبور کردے تو یہ تکلیف دینے والا ہلاک ہوجائے گا یعنی عذابِ آخرت میں مبتلا ہوگا۔ (الادب المفرد)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج آپ دیکھتے ہوں گے کہ لوگ کبھی کبھی اپنے پڑوسیوں پر اتنا ظلم کرتے ہیں کہ پڑوسی تنگ آکر گھر بدل

دیتا ہے اور نقلِ مکانی پر مجبور ہو جاتا ہے۔ ایسا کرنے والے شخص کے بارے میں خود صحابیِ رسول نے فرمایا کہ وہ ہلاک ہو جائے گا، لہٰذا ہمیں پڑوسی کے معاملہ میں بہت ہی احتیاط رکھنا چاہئے اور اذیت دینے سے گریز کرنا چاہئے۔ اللہ عزوجل سرکار رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل ہم سب پر نظرِ کرم فرمائے۔

حضرت امام حسن اور پڑوسی

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پڑوسی یہودی تھا، اس کے گھر کی دیوار شق ہو گئی جس کی وجہ سے کوڑا کرکٹ آپ کے مقدس گھر میں جمع ہو جاتا۔ یہودی کی عورت نے یہودی کو اس بات کی اطلاع دی تو یہودی حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں معافی مانگنے کے لئے حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ میرے نانا جان نبیٔ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنے پڑوسی کی عزت کرو، پڑوسی کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہونچاؤ۔ یہ کلمات سنتے ہی یہودی مسلمان ہو گیا۔ (حقوق العباد، علامہ عالم فقری)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ایک ہوتا ہے پڑوسی کی حقیقت جاننا اور دوسرا ہوتا ہے پڑوسی کے حقوق کو ادا کرنا۔ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ پڑوسی کی حقیقت کو جانتے بھی تھے اور انہوں نے عمل کر کے بتایا بھی۔ دیکھا آپ نے کہ کہ اسلامی تعلیمات پر عمل کا اثر کیا ہوا کہ اللہ عزوجل نے یہودی کو اسلام کی دولت سے مالا مال فرما دیا۔ کاش، ہم غلام حسنین کریمین ہونے کے دعویدار کردارِ حسنین کریمین کو اپنانے کی بھی کوشش کرتے۔

سلطان بایزید اور پڑوسی

ایک رات حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ ایک لمحہ بھی آنکھ نہ لگا سکے، سوتے بھی تو کیسے رات بھر ساتھ والے مکان سے ایک بچے کے رونے کی مسلسل آواز آ رہی تھی۔ ایک تو رونا اور وہ بھی بچے کا رونا، رقیق القلب لوگوں کے لئے تو سوہانِ روح ہوتا ہے۔

خدا خدا کر کے صبح ہوئی تو سلطان بایزید بسطامی یہودی پڑوسی کے دروازے پر کھڑے دروازہ کھٹکھٹا رہے تھے۔ اندر سے آواز آئی کہ گھر میں کوئی مرد موجود نہیں۔ سلطان نے اپنا تعارف کرایا اور خیریت دریافت کی، یہودی کی بیوی نے بتایا کہ میرا شوہر کئی ماہ کے سفر پر گیا ہوا ہے اس عرصے میں میرے یہاں ولادت ہوئی ہے رات بھر وہی بچہ روتا رہا۔ سلطان نے بچے کے رونے کی وجہ دریافت کی تو عورت نے بتایا کہ گھر میں اندھیرا رہتا ہے میں پردہ نشین عورت ہوں اور میرا حال یہ ہے کہ غریبی نے گھیر رکھا ہے۔ نہ کوئی تیل لانے والا ہے نہ تیل منگانے کے لئے پیسے تھوڑا بہت پیسہ جو میرے شوہر نے جاتے وقت رکھ دیا تھا اسی پر گزارا ہے۔

فجر کی اذان ہو چکی تھی، عورت کا جواب سن کر حضرت سلطان بایزید رحمۃ اللہ علیہ مسجد چلے گئے اس دن سے ایسا لگا جیسے کہ عورت کے گھر میں بہار آ گئی ہو، ضرورت کی ہر چیز سلطان بایزید کے گھر سے پہونچنے لگی، شام ہوتی تو اللہ کا وہ ولی جسے دنیا آج تک سلطان العارفین کے نام جانتی اور مانتی ہے ہاتھ میں تیل کی کپی لئے یہودی کے دروازے پر کھڑا رہتا کہ کہیں اس کا مکان تاریک نہ ہو جائے اور اس کا بچہ اندھیرے میں کہیں رونے نہ لگے۔ کئی مہینے یہ سلسلہ چلتا رہا حتّی کہ یہودی پڑوسی سفر سے واپس آ گیا۔ وہ سوچتا آیا تھا کہ گھر میں تو بہت تکلیف ہوئی ہوگی، لیکن جب اس کی بیوی نے بتایا کہ تکلیف اٹھانے کی نوبت نہ آئی اور سلطان اور ان کے گھر والے مسلسل اس کی اور اس کے بچے کی دیکھ بھال کرتے رہے تو یہودی بہت خوش ہوا، شکریہ ادا کرنے سلطان کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا ''میرے عزیز! شکریہ کی ضرورت نہیں میں نے تو اپنا فرض ادا کیا اگر میں یہ نہ کرتا تو سخت گنہگار ہوتا کیونکہ ہمارے دین میں پڑوسی کے بڑے حقوق ہیں''۔ یہودی نے سلطان بایزید کا ہاتھ تھام کر عرض کیا ''حضور! مجھے بھی اسی دین کی چادر میں چھپا لو اور اسی کا کلمہ پڑھا دو جس کی غلامی کے سبب آج تم اس بلند مرتبہ پر فائز ہو''۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! فروغِ اسلام میں حسن اخلاق کی بڑی اہمیت رہی۔ سلطان العارفین نے تو یہودی پڑوسی کے ساتھ یہ سلوک کیئے لیکن ہم مسلمان پڑوسی بلکہ رشتہ دار پڑوسی کے ساتھ بھی ایسا نہیں کرتے۔ ایسے میں بتاؤ لوگ کہاں سے اسلام کی عظمت کو تسلیم کریں گے۔ آج ہمیں اپنے بزرگوں کے کردار کو اپنانے کی ضرورت ہے، ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی ضرورت ہے اور پڑوسیوں سے حسنِ سلوک کی ضرورت ہے۔ سچ کہا ہے کہ کسی شاعر نے۔

نہ کتابوں سے نہ کالج کے در سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

اللہ عزوجل ہم سب کو پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆☆☆

غیبت کی مذمّت

خالق ارض وسما جل جلالہ نے قرآن کریم میں غیبت کی سخت مذمت فرمائی ہے اور اسے اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے تشبیہ دی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا ط اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْہِ مَیْتًا فَکَرِھْتُمُوْہُ ط وَاتَّقُوا اللّٰہَ ط اِنَّ اللّٰہَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ ٥ اے ایمان والو، بہت گمان سے بچو بیشک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے اور عیب نہ ڈھونڈو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو کیا تم میں کوئی پسند رکھے گا کہ اپنے مرے بھائی کا گوشت کھائے، تو یہ تمھیں گوارا نہ ہوگا اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ (پ۲۶ آیت ۱۱ کنز الایمان)

مفسر شہیر صدر الافاضل حضرت علامہ سید نعیم الدین صاحب قبلہ مرادآبادی علیہ الرحمہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں ''کوئی اپنے مرے ہوئے بھائی کی غیبت پسند نہیں کرتا تو مسلمان بھائی کی غیبت بھی گوارا نہیں ہونی چاہئے کیونکہ اس کو پیٹھ پیچھے برا کہنا اس کے مرنے کے بعد اس کا گوشت کھانے کے مثل ہے کیونکہ جس طرح کسی کا گوشت کاٹنے سے اس کو ایذا ہوتی ہے اسی طرح اس کی بدگوئی سے قلبی تکلیف ہوتی ہے

اور درحقیقت گوشت سے زیادہ آبرو پیاری ہوتی ہے۔ (خزائن العرفان)

اور اِس آیۂ کریمہ کا شانِ نزول بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب جہاد کے لئے روانہ ہوتے اور سفر فرماتے تو دو مالداروں کے ساتھ ایک غریب مسلمان کو کر دیتے کہ وہ غریب ان کی خدمت کرے، وہ اسے کھلائیں، پلائیں، ہر ایک کا کام چلے اسی طرح حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو آدمیوں کے ساتھ کئے گئے تھے۔ ایک روز وہ سو گئے اور کھانا تیار نہ کر سکے، تو ان دونوں نے انہیں کھانا طلب کرنے کے لئے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔ حضور کے خادم مطبخ حضرت اُسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، ان کے پاس کچھ نہ رہا تھا، انہوں نے فرمایا میرے پاس کچھ نہیں۔ حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آکر یہی کہہ دیا تو ان دونوں رفیقوں نے کہا کہ اُسامہ نے بخل کیا۔ جب وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، فرمایا میں تمہارے منھ میں گوشت کی رنگت دیکھ رہا ہوں۔ انہوں نے عرض کیا ہم نے گوشت کھایا ہی نہیں، مکی و مدنی آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: تم نے غیبت کی اور جو مسلمان کی غیبت کرے اس نے مسلمان کا گوشت کھایا۔ (خزائن العرفان)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج شاید کوئی ایسا ملے جو غیبت کے گناہ میں مبتلا نہ ہو، ہر دو کی ملاقات پر کسی تیسرے کی غیبت کی جاتی ہے، گویا غیبت کوئی گناہ ہی نہ ہو۔ آج کل آپس میں ناراضگی، دل آزاری، خون خرابہ اور دشمنی یہ سب اسی وجہ سے ہے۔ ہم ان برائیوں کو کوئی اہمیت نہیں دیتے اور ان میں گرفتار ہوتے چلے جاتے ہیں جب کہ قرآن وحدیث کے مطابق جو اپنے بھائی کی غیبت کرتا ہے تو گویا اس کا گوشت کھاتا ہے۔ ایک سلیم الطبع اور حساس شخص کے لئے غیبت سے بچنے کے لئے ”اَیُحِبُّ اَحَدُکُمۡ اَنۡ یَّاۡکُلَ لَحۡمَ اَخِیۡہِ مَیۡتاً“ کا جملہ کافی ہے۔

غیبت کیا ہے ؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہیں معلوم ہے کہ غیبت کیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خوب جانتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: غیبت یہ کہ تو اپنے بھائی کا اُس چیز کے ساتھ ذکر کرے جو اسے بری لگے۔ کسی نے عرض کی۔ جو میں کہتا ہوں اگر میرے بھائی میں وہ موجود ہو تب تو وہ غیبت نہیں ہو گی؟ فرمایا جو کچھ تم کہتے ہو اگر اس میں موجود ہے جب ہی تو غیبت ہے اور جب تم ایسی بات کہو جو اس میں نہ ہو تو یہ بہتان ہے۔ (صحیح مسلم شریف)

غیبت زنا سے بھی بد تر

حضرت ابو سعید و جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا'' اَلْغِیْبَةُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا '' غیبت زنا سے بھی زیادہ سخت چیز ہے۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ! غیبت زنا سے سخت کیوں کر ہے؟ آقا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: مرد زنا کرتا ہے پھر توبہ کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے اور غیبت کرنے والے کی مغفرت نہ ہو گی جب تک وہ نہ معاف کر دے جس کی غیبت کی ہے۔ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! زنا جیسے فعل بد سے ہونے والی بربادی سے کون بے خبر ہے؟ سب جانتے ہیں کہ زنا کی وجہ سے رزق میں تنگی اور چہرے کا نور زائل ہو جاتا ہے، دو خاندان تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔ زانی کی عزت معاشرہ میں کچھ نہیں ہوتی ہے، آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غیبت کو زنا سے بھی بدترین فرمایا آپ اندازہ لگائیں کہ غیبت کے نقصانات کتنے زیادہ ہوں گے اور اس کی سزائیں کتنی سخت ہوں گی۔ لہٰذا چند لمحوں کی زبانی لذت کے لئے غیبت کر کے اپنی آخرت برباد نہیں کرنا چاہیئے۔

حدیثِ معراج

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں شبِ معراج میں ایسی قوم پر گزرا جو اپنے چہرے اور سینے چھیلتے تھے۔ میں نے کہا یہ کون ہیں؟ بلبل سِدرہ نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کے گوشت کھاتے اور ان کی عزت وآبرو پر حملہ کرتے تھے۔ (الترغیب والترہیب جلد دوم ص ۳۷۹)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! غیبت کی سزا کتنی سخت ترین ہے کہ قیامت کے دن اپنے ہی ہاتھوں سے اپنے ہی چہرے اور سینے چھیلتے ہوں گے۔ کیوں؟ اس لئے کہ جب وہ کسی کی غیبت کئے ہوں گے تو اس شخص کو رسوا اور اس کے دل کو زخمی کئے ہوں گے۔ اس لئے قیامت کے دن غیبت کرنے والے کے چہرے اور سینے کو چھیلنے کی سزا دی جائے گی تاکہ اسے اس کی تکلیف کا احساس ہو۔

غیبت کی بدبو

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہم حضور سید عالم اروا حُنا فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکات میں حاضر تھے، اچانک ایک بدبو اُٹھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جانتے ہو یہ بدبو کیا ہے؟ پھر خود ہی ارشاد فرمایا ”هٰذِهٖ رِيْحُ الَّذِيْنَ يَغْتَابُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ“ یہ اُن لوگوں کی بدبو ہے جو مسلمانوں کی غیبت کرتے ہیں۔ (الترغیب والترہیب جلد دوم ص ۳۸۰)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غیبت کرنے والوں کی زبان سے نکلنے والے الفاظ کو بدبو فرمایا اس لئے کہ جب دو لوگ غیبت کرتے ہیں گویا ایک دوسرے سے مل کر اس کی نفرت وکدورت دل میں پیدا کرتے ہیں جس کی وجہ سے اس شخص کا وقار مجروح ہوتا ہے اور وہ نفرتوں کا شکار ہو جاتا ہے اور معاشرے میں نفرتوں کا پھیلاؤ ہوتا ہے جسے حضور صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بد بو سے تعبیر فرمایا لہٰذا ہمیں چاہئے کہ اس برائی سے بچیں بھی اور دوسروں کو بچانے کی کوشش بھی کریں۔ اللہ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔

اب کیوں محسوس نہیں ہوتی؟

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں غیبت کم کی جاتی تھی اس لئے اس کی بد بو آتی تھی مگر اب غیبت اتنی عام ہوگئی کہ مشام (دماغ میں سونگھنے کی قوت) اس کی بد بو کے عادی ہو گئے ہیں کہ وہ اسے محسوس ہی نہیں کر سکتے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص چمڑے رنگنے والوں کے گھر میں داخل ہو تو وہ اس کی بد بو سے ایک لمحہ بھی نہیں ٹھہر سکے گا مگر وہ لوگ وہیں کھاتے پیتے اور سوتے ہیں اور انھیں بو محسوس ہی نہیں ہوتی کیونکہ ان کے مشام اِس قسم کی بُو کے عادی ہو چکے ہیں اور یہی حال اب اس غیبت کی بد بو کا ہے۔ (مکاشفۃ القلوب)

اللہ اکبر! میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج شاید ہی کوئی محفل غیبت سے خالی ہو پھر بھی کثرتِ غیبت کی وجہ سے بد بو کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ آج ہم لوگ اپنے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعلیمات سے کتنے دور ہو چکے ہیں کہ برائی کو برائی مان کر اور اس کی سزا کے بارے میں جان کر بھی بچنے کی کوشش نہیں کرتے۔ کاش ہمارے دلوں میں ذرا سا بھی خوف خدا پیدا ہو جائے تو یقیناً ان برائیوں سے نفرت پیدا ہو جائے گی۔ اللہ اپنے اچھوں کے صدقے ہمیں بھی اچھا بنائے اور برائیوں سے بچائے۔

پیپ، خون اور مواد کی قے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو ایک دن کے روزے کا حکم دیا اور فرمایا کہ میری اجازت کے بغیر کوئی بھی روزہ افطار نہ کرے۔ یہاں تک کہ جب شام ہوگئی تو لوگ آنا شروع ہو گئے اور ہر شخص حاضر

ہوکر عرض کرتا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نے دن میں روزہ رکھا مجھے اجازت دیجئے کہ میں افطار کروں، آپ اُسے اجازت مرحمت فرما دیتے، اسی طرح لوگ آتے گئے اور اجازت لیتے گئے یہاں تک کہ ایک آدمی نے آکر عرض کیا: یارسول اللہ! میرے گھر کی دو جوان عورتوں نے روزہ رکھا ہے وہ آپ کی خدمت میں آتے ہوئے شرماتی ہیں انہیں افطار کی اجازت دے دیجئے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا رُخِ انور پھیر لیا، اس نے پھر عرض کیا، آپ نے پھر منھ پھیر لیا۔ اس نے پھر عرض کی تو آپ نے فرمایا: وہ شخص کیسے روزہ دار ہوسکتا ہے جس کا دن لوگوں کا گوشت کھاتے گزر جائے؟ تم جاؤ اور ان سے کہو کہ اگر تم روزہ دار ہو تو کسی طرح قے کرو۔ چنانچہ ان میں سے ہر ایک نے خون کے لوتھڑے کی قے کی، اس شخص نے حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر سارا ماجرا بیان کیا، آپ نے اس کی بات کو سن کر فرمایا اگر یہ چیز ان کے پیٹ میں موجود رہتی تو انہیں آگ جلاتی۔

ایک روایت کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں کہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے منھ پھیر لیا تو وہ کچھ دیر بعد دوبارہ حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ! وہ دونوں مرچکی ہیں یا مرنے کے قریب ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں میرے پاس لاؤ جب وہ آگئیں تو آپ نے پیالہ منگوا کر ان میں سے ہر ایک سے فرمایا اس میں قے کرو۔ چنانچہ ایک نے پیپ، خون، اور بدبودار مواد سے پیالہ بھر دیا پھر آپ نے دوسری سے بھی قے کرنے کو کہا تو اس نے بھی ویسے ہی قے کی۔ آپ نے فرمایا: ان دونوں نے اللہ کے حلال کردہ رزق سے روزہ رکھا اور اللہ کی حرام کردہ اشیاء سے افطار کیا ان میں سے ایک دوسرے کے پاس جا بیٹھی اور یہ دونوں مل کر لوگوں کا گوشت کھاتی رہیں یعنی غیبت کرتی رہیں۔ (مکاشفۃ القلوب)

اللہ اکبر! میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! بتاؤ

اس سے بہتر بھی کوئی طریقہ ہوسکتا ہے جس سے غیبت کی اصلیت اور اس کی حقیقت کو سمجھایا جائے؟ غور کریں کہ منہ سے بھی نہیں کھایا گیا اور پیٹ سے گوشت اور پیپ وغیرہ قے میں نکل رہا ہے گویا غیبت کرنے والے بظاہر لفظوں سے غیبت کرتے ہیں لیکن حقیقتاً اپنے بھائیوں کا گوشت کھاتے ہیں جس کو تاجدارِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قے میں نکلوا کر بتا دیا اس کے بعد بھی اگر آج کا مسلمان نہ سمجھے اور مردار بھائی کا گوشت کھاتا رہے تو کتنے افسوس کی بات ہے؟ بہر کیف ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے امتی ہیں اور اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان پر عمل کرنے کا جذبہ ہمارے اندر ہونا چاہئے۔ آیئے ہم دعا کریں کہ رب کریم اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل ہمیں غیبت سے بچائے۔

مردار گدھے کا گوشت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضرتِ ماعِز اسلمی رضی اللہ عنہ کو جب سنگسار کیا گیا تو دو شخص آپس میں گفتگو کرنے لگے، ایک نے دوسرے سے کہا اسے تو دیکھو اللہ رب العزت نے اس کی پردہ پوشی کی تھی کہ اس کے جرم پر کوئی گواہ نہیں تھا مگر اس کے نفس نے نہ چھوڑا کتّے کی طرح سنگسار کیا گیا............ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان دونوں کی باتوں کو سن کر سکوت فرمایا کچھ دیر تک چلتے رہے کہ راستے میں مرا ہوا گدھا ملا جو پاؤں پھیلائے ہوئے تھا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان دونوں سے فرمایا: جاؤ اس مردار گدھے کا گوشت کھاؤ، انہوں نے عرض کیا یا نبی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسے کون کھائے گا؟ ارشاد فرمایا: جو تم نے اپنے بھائی کی غیبت کی وہ اس مردہ گدھے کے کھانے سے بھی زیادہ سخت ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے وہ یعنی ماعز اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت جنت کی نہروں میں غوطے لگا رہے ہیں۔ (ابوداؤد)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ عزوجل نے حضرت ماعز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو توفیق عطا فرمائی اور انہوں نے دنیا کی سزا کو پسند فرمایا اور آخرت کی تکلیف سے بچ گئے۔ اس سچے تائب اور فکر آخرت میں سرشار خدا کے بندے کی جب غیبت کی گئی تو غیبت کرنے والوں کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مردار گدھے کے گوشت کھانے کا حکم دیا اور حضرت ماعز کے بارے میں بھی بتا دیا کہ اس سچے تائب اور فکر آخرت میں سرشار کا مقام کیا ہے؟ پتہ چلا کہ اگر اللہ عزوجل کسی کو توبہ کی توفیق عطا فرمائے تو اس توبہ کرنے والے کو کبھی برا نہ کہا جائے اس لئے کہ سچے دل سے توبہ کرنے والے پر مولا کرم کی نظر فرماتا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی زبان کی حفاظت کریں، اپنے آپ کو بہت زیادہ پارسا اور دوسروں کو حقیر نہ سمجھیں کہ اس میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ناراضگی ہے۔ اللہ ہم سب کو ایسی برائیوں سے خصوصاً غیبت سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

غیبت کی قدرے تفصیل

آقائے نامدار مدنی تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نزدیک ہر وہ بات غیبت میں داخل ہے کہ اگر سننے والا سن لیتا تو اس کو بری لگتی۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ میں نے نبیٔ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا: صفیہ کے لئے یہ کافی ہے کہ وہ ایسی ہیں (یعنی پستہ قد) اس پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم نے ایسا کلمہ کہا ہے کہ اگر وہ سمندر میں ملایا جائے تو سمندر پر بھی وہ غالب آجائے۔ (امام احمد، ترمذی، ابوداؤد)

یعنی یہ بھی غیبت میں شمار ہے اور اس کی نحوست کا عالم یہ ہے کہ اگر سمندر میں ڈال دیا جائے تو اس کو متأثر کردے، اس سے ثابت ہوا کہ کسی پستہ قد کو ناٹا، ٹھگنا، اور بوٗنا

کہنا بھی غیبت میں داخل ہے جب کہ بلا ضرورت ہو اور ضرورت یہ ہو کہ ایک ہی نام کے کئی افراد ہوں تو شناخت کے طور پر کہہ سکتے ہیں مگر عام حالات میں ایسا کہنا جائز نہیں، یوں ہی کسی کی آنکھ میں خرابی ہوتی ہے تو اس کو کانا اور پاؤں سے معذور ہو تو اسے لنگڑا کہتے ہیں یہ بھی غیبت ہے اور ظاہر کرنے کی ضرورت ہو تو یوں کہنا مناسب ہے کہ فلاں شخص جس کی آنکھ میں کچھ خرابی ہے یا جس کا پاؤں کچھ خراب ہے۔ غرض کہ حتیّ الامکان مومن بھائی کو تکلیف دینے اور اس کا مذاق اڑانے سے پرہیز کرے۔ (عامۂ کتب فقہ)

بدن کی غیبت

یہ ہے کہ مثلاً کہا جائے یہ کتنا لمبا تڑنگا ہے، کالا دھواں ہے، بلی کی آنکھوں والا ہے وغیرہ۔ یہ بدن کی غیبت ہے۔

اخلاق کی غیبت

مثلاً کوئی اپنے مسلمان بھائی کے بارے میں یوں کہے کہ بدخو ہے، متکبر ہے، زبان دراز ہے، بزدل ہے، نکمّا ہے وغیرہ۔

لباس کی غیبت

کھلے چولے، فقیروں والا رکھتا ہے، بڑے بھڑ کیلے لباس پہنتا ہے غرضیکہ ہر وہ بات غیبت میں داخل ہے کہ اگر سننے والا سن لیتا تو اس کو بری لگتی۔

غیبت یا حقیقت بیانی

طبرانی نے مُعاوِیہ بن حَیدَہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ’’لَیْسَ لِلْفَاسِقِ غِیْبَۃٌ‘‘ یعنی فاسق وفاجر کے عیب بیان کرنا غیبت نہیں۔ (کنز العمال)

اسی طرح مظلوم کا حاکم کے سامنے کسی ظالم کے ظالمانہ عیوب بیان کرنا تا کہ

اس کی دادرسی ہوسکے، مفتی کے سامنے فتویٰ طلب کرنے کے لئے کسی کے عیوب پیش کرنا۔ مگر اس صورت میں بہتر یہ ہے کہ نام نہ لے بلکہ یوں کہے کہ ایک شخص نے ایک شخص کے ساتھ یہ کیا بلکہ زید و عمرو سے تعبیر کرلے جیسا کہ اس زمانے میں استفتا کی یہی صورت ہے.......... پھر بھی اگر نام لے لیا جب بھی جائز ہے اِس میں قباحت نہیں۔ جیسا کہ حدیث پاک میں مذکور ہے۔ ہندہ نے حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق حضور علیہ السلام کی خدمت میں شکایت پیش کی کہ وہ بخیل ہیں اُتنا نفقہ نہیں دیتے جو مجھے اور میرے بچوں کے لئے کافی ہو مگر جب کہ میں ان کی لاعلمی میں کچھ لے لوں۔ ارشاد فرمایا تم اتنا لے سکتی ہو جو تمہارے اور بچوں کے لئے کافی ہو۔ (ردالمختار، بہار شریعت)

اسی طرح مسلمانوں کو فتنہ و فساد سے بچانے کے لئے کسی کا عیب ظاہر کرنا اور جو شخص کھُلے عام فسق و فجور اور طرح طرح کے گناہوں کا مرتکب ہو مثلاً چوری، ڈاکہ زنی، خیانت اور زنا جیسی برائیاں کسی میں ہوں تو اس کا بیان کردینا اس نیت سے کہ لوگ نقصان سے محفوظ رہیں اگر اس سے معاشرہ کی اصلاح مقصود ہو تو یہ غیبت نہیں۔ (کتب فقہ)

غیبت کا کفارہ

بیہقی نے دعواتِ کبیر میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: غیبت کا کفارہ یہ ہے کہ جس کی غیبت کی ہے اس کے لئے استغفار کرے اور یوں کہے "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلَهٗ" اے اللہ ہمیں اور اسے بخش دے۔

حکایت سعدیؔ علیہ الرحمۃ

بلبلِ شیراز حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور زمانہ تصنیف "گلستاں" میں اپنا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ میں ابھی بچہ تھا، سنِ شعور کو نہ پہونچا تھا لیکن حال یہ تھا کہ میں عبادت بہت کرتا تھا، شب خیزی اور زہد و عبادت پر حریص تھا اور

پرہیزگار بھی غضب کا تھا۔ ایک شب جب کہ والد مرحوم کی خدمت میں تھا ساری رات عبادت میں گزار دی اور تلاوت قرآن کرتا رہا۔ چند لوگ ہمارے قریب مزے سے سو رہے تھے، میں نے اپنے والد سے کہا کہ ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جو اٹھ کر نفل نماز پڑھ لے۔ خواب غفلت میں ایسے غرق ہیں گویا مردہ ہیں، والد گرامی نے فرمایا: بیٹے! اگر تم ساری رات سوتے تو اس عبادت سے بہتر تھا جسے تم نے ان کی غیبت کر کے ضائع کر دیا۔

نہ بیند مدعی جز خویشتن را　　که دارد پردۂ پندار در پیش
اگر چشم دلت را بکشائی　　نہ بینی ہیچ کس عاجز تر از خویش

یعنی: مدعی صرف خود کو دیکھتا ہے اس گمان سے جو اس کے اندر ہے اگر دل کا دروازہ کھولو تو اپنے سے کسی کو عاجز نہ دیکھو گے۔ (گلستاں)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! یہ اللہ کے وہ نیک بندے تھے جو رضائے الٰہی کے لئے عبادت کرتے تھے لیکن اگر ایسا لفظ جس سے خودستائی اور دوسرے کو حقیر جاننے والی بات منہ سے نکل جاتی تو فوراً تائب ہو جاتے اور لوگوں کو توبہ کی جانب راغب کر دیتے اور اگر غلطی سے کسی کو حقیر جان بھی لیا تو اس کا احساس ہوتے ہی رجوع بھی کر لیا کرتے لیکن ہمارا حال تو یہ ہے کہ ہم کسی سے اپنے کو کم نہیں سمجھتے اور عبادت و ریاضت نہ کر کے بھی عابد و زاہد کہلوانا پسند کرتے ہیں اور اپنی تعریف اپنے منھ کرنے کی عادت بنا چکے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں نیک بنائے اور نفسِ اَمّارہ کی شرارتوں سے محفوظ فرمائے۔

غیبت سے بچنے کا ایک آسان طریقہ

محقق علی الاطلاق سیدنا شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے جب کسی مجلس میں بیٹھو تو کہو ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ“ اس کی برکت سے اللہ

عزوجل تم پر ایک فرشتہ مقرر فرما دے گا جو تم کو غیبت سے بچائے رکھے گا اور جب مجلس سے اٹھو تو "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ" پڑھ لیا کرو اس کی برکت سے اللہ تبارک وتعالیٰ لوگوں کو تمہاری غیبت کرنے سے باز رکھے گا۔

(جذب القلوب الی دیار المحبوب)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ عمل خود بھی کریں اور اسے یاد کرلیں اور اپنے گھر والوں، نیز دوست واحباب کو اس عمل کا عادی بنادیں۔ اللہ دونوں جہاں میں اس کا صلہ عطا فرمائے گا۔ اللہ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

تکبر کی مذمت

تکبر اور خود بینی فضائل سے دور کر دیتے ہیں اور رذائل کے حصول کا سبب بنتے ہیں اور انسان کی ذلت و رسوائی اور رذالت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ تکبر اسے نصیحت سننے نہیں دیتا اور وہ اچھی عادتوں کے قبول کرنے سے پس و پیش کرتا ہے۔

تکبر کا معنی ہے ''دوسروں کو حقیر سمجھتے ہوئے اپنے آپ کو سب سے بڑا اور اعلیٰ تصور کرنا''۔

اللہ جل مجدہ الکریم نے قرآن مجید کی متعدد آیات میں تکبر کی مذمت کی ہے اور متکبر کو برا گردانا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے ''سَاَصْرِفُ عَنْ آیٰتِیَ الَّذِیْنَ یَتَکَبَّرُوْنَ فِیْ الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ'' البتہ میں ضرور ان لوگوں کو اپنی آیات سے پھیر دوں گا جو زمین میں ناحق تکبر کرتے ہیں۔ (پ ۹/، آیت: ۱۴۶، ترجمہ از کنز الایمان)

دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے: ''اِنَّـهٗ لَا یُحِبُّ الْمُتَکَبِّرِیْنَ'' وہ تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔ ایک اور مقام پر فرمان الٰہی ہے ''اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْ خُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِیْنَ'' وہ جو میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں بہت جلد جہنم میں ذلیل ہو کر داخل ہوں گے۔ (پ ۲۴/، آیت: ۶۰، ترجمہ از کنز الایمان)

پیارے آقا کے فرمودات

جنت سے محروم

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِیْ قَلْبِهٖ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مِّنْ كِبْرٍ '' جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر تکبر اور غرور ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا اور جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہو گا وہ جہنم میں نہیں جائے گا۔ (مسلم شریف جلد اول ص ۶۵)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج جو کچھ ٹوٹی پھوٹی عبادت یا اچھائی کرنے کی سعادت اللہ عزوجل عطا فرماتا ہے وہ سب بندہ جنت کے حصول کی غرض سے ہی کرتا ہے کاش اس کے کسی نیک عمل کو اللہ عزوجل قبول فرمائے اور جنت کا مژدۂ جانفزا اسے عطا کردے لیکن اگر عابد کو اپنی عبادت وتقویٰ اور زہد پر غرور وتکبر پیدا ہوجائے اور وہ اکڑنے لگے، لوگوں میں اپنی بڑائی کا طلبگار رہے اور لوگوں سے غلامانہ سلوک کرے تو اللہ عزوجل اس کی عبادت وریاضت نہیں دیکھتا ہے بلکہ جو تکبر کرے خواہ مال واقتدار کی وجہ سے یا شہرت کی وجہ سے اللہ عزوجل اسے جنت میں نہیں جانے دے گا۔ لہٰذا ہر اس عمل سے بچنا چاہئے جو جنت میں جانے سے روکتا ہو۔ تکبر یقیناً جنت میں جانے سے روکنے والا عمل ہے، لہٰذا ہم اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا کریں کہ پروردگار ہم سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے اور تکبر سے بچائے۔

متکبر پر نظرِ رحمت نہ ہوگی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین لوگ ایسے ہیں کہ روز قیامت نہ اللہ ان سے کلام فرمائے گا نہ انہیں پاک کرے گا نہ ان کی طرف نظر رحمت فرمائے گا، بوڑھا زانی، جھوٹا بادشاہ،

اور تکبر کرنے والا فقیر۔ (مسلم شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ عزوجل اگر قیامت کے دن نظر رحمت نہ فرمائے تو بندے کی نجات کیسے ہوگی اور اسے کس کی پناہ ملے گی؟ ہر کوئی چاہے گا کہ قیامت کے ہولناک دن رب کی رحمت اس کی طرف مائل ہو اور اللہ عزوجل ہم سے کلام فرمائے لیکن تین کم نصیبوں سے اللہ کلام نہ فرمائے گا اور نہ نظر رحمت فرمائے گا اور نہ انہیں گناہوں سے پاک کرے گا (۱) بوڑھا زانی، زنا تو ہر عمر میں گناہِ کبیرہ ہے لیکن بالخصوص بڑھاپے میں انسان کو اللہ عزوجل سے زیادہ ڈرنا چاہئے اس لئے کہ وہ عمر کی اس منزل پر قدم رکھ چکا ہوتا ہے جہاں لوگ اسے احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اس پر اعتماد کرتے ہیں اگر ان کا اعتماد توڑ کر اپنی عمر کا لحاظ رکھے بغیر وہ زنا کا مرتکب ہوتا ہے تو اللہ عزوجل اس پر رحمت کی نظر کیسے فرمائے گا؟ (۲) اور ایسے ہی جھوٹا بادشاہ اس پر لوگ اعتماد کرتے ہیں کہ یہ بادشاہ ہو کر بھی جھوٹ کیسے بولے گا لیکن بادشاہ جھوٹ بول کر دھوکا دیتا ہے تو مولیٰ قیامت کے دن اس پر نظر رحمت نہیں فرمائے گا (۳) تکبر کرنے والا فقیر۔ تکبر اور گھمنڈ کسی کے لئے زیبا نہیں دیتا، لیکن جو شخص غربت اور افلاس سے پریشان ہونے کے باوجود اکڑتا ہو اور تواضع کی بجائے گھمنڈ و تکبر کرتا ہو جیسا کہ آج ہم اکثر ایسے لوگوں کو دیکھتے ہیں تو ایسے لوگوں پر قیامت کے دن اللہ نظر رحمت نہیں فرمائے گا اور نہ کلام فرمائے گا اللہ عزوجل کی نظر رحمت اور کلام سے بندے کو راحت و جنت ملے گی۔ اس ہوش ربا ماحول میں مذکورہ بالا افراد اللہ کی نظر کرم سے محروم رہیں گے اور خدائے قہار کے عذاب میں گرفتار ہوں گے۔

متکبر کُتّے اور خنزیر سے بھی زیادہ ذلیل

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا "اے لوگو! تواضع اختیار کرو، میں نے حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے

کہ جو خدا کی رضا حاصل کرنے کیلئے تواضع اختیار کرتا ہے خدائے رفیع اسے بلند فرما دیتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنے آپ کو چھوٹا سمجھتا ہے مگر لوگوں کی نظروں میں بڑا سمجھا جاتا ہے اور جو گھمنڈ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے پست کر دیتا ہے یہاں تک کہ وہ لوگوں کی نظروں میں ذلیل و خوار ہوتا ہے اور اپنے تئیں خود کو بڑا سمجھتا ہے حالانکہ انجام کار ایک دن وہ لوگوں کی نگاہ میں کتے اور سوٴر سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔ (رواہ البیہقی)

پتہ چلا کہ بلند وہ نہیں ہوتا جو خود اپنے آپ کو بلند سمجھے بلکہ بلند وہ ہوتا ہے جسے اللہ رب العزت بلندی عطا فرمائے۔ خود کو بلند سمجھنے والے کو اللہ تعالیٰ کُتے اور سُوٴر سے بھی بدتر بنا دیتا ہے۔ جس طرح انسان کتے اور سور کو ذلیل سمجھ کر کبھی پتھر مارتے ہیں، کبھی اپنی آبادی سے نکالنے کی ترکیبیں سوچتے ہیں ویسا ہی انجام متکبر شخص کا ہوتا ہے۔ ذرا سوچو اور غور کرو! کہ خود کو بڑا سمجھ کر کیا حاصل ہوگا؟ اس سے بہتر ہے کہ تواضع اور عاجزی کریں، انکساری کا دامن تھامے رہیں اور کبھی یہ خیال ہمارے دل میں نہ آئے کہ ''ہم بھی کچھ ہیں'' خبردار، اللہ نہ کرے کہ ایسا خیال ہمارے دل میں آئے۔ یاد رکھو! جس دن ایسا خیال ہمارے دل میں آئے گا اسی دن ہم اپنی تباہی اور بربادی کو دعوت دے چکے ہوں گے۔ اللہ عزوجل ہم سب کو متواضع بنائے۔

متکبر جہنمی ہے

حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرمایا: میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کیا میں تمہیں دوزخیوں کے متعلق نہ بتاؤں؟ پھر آپ نے خود بتایا ہر متکبر اور دُرُشت خُو یعنی بری عادت والا شخص۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ عزوجل نے جنت اور دوزخ دونوں پیدا فرمائی اور دونوں میں انسان جائیں گے۔ دوزخ میں جو ڈالے جائیں گے ان کے حوالے سے تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرما دیا

کہ درشت خُو یعنی بری عادت، برے اخلاق، ترش لب ولہجہ میں کلام کرنے والے اور متکبر شخص یعنی خود کو بڑا سمجھنے والا جیسا کہ آج کل بہت سارے لوگ دولت کی فراوانی کی وجہ سے غریبوں کو حقیر سمجھتے ہیں اور ہمیشہ ان کی خواہش یہی رہتی ہے کہ غریب ان کے سامنے سجدہ ریز ہوں (معاذ اللہ) اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں کو دوزخی قرار دیا ہے۔ لہٰذا خدانخواستہ ہم میں سے جس کسی کے اندر یہ برائیاں ہوں ان سے باز آکر سچے دل سے توبہ کرلیں تاکہ تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوشی حاصل ہوسکے۔ اللہ عزوجل ہم سب کو توفیق عطا فرمائے کہ ہم سب ہمیشہ متواضع بن کر رہیں۔

تکبر صرف اللہ کو زیبا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حدیث قدسی میں ہے کبریائی اور بڑائی میری چادر ہے اور عظمت میرا اِزار ہے۔ جو شخص اِن دونوں میں سے کسی پر میرے ساتھ جھگڑا کرے گا میں اسے جہنم میں ڈال دوں گا اور ذرا بھی پرواہ نہ کروں گا۔ (مسلم شریف جلد دوم ص ۳۲۹)

اس حدیث میں ایک مثال کے ذریعہ ایک بڑی حقیقت کو ہمارے ذہن و دماغ میں بسانے کی کوشش کی گئی ہے۔ مفہوم یہ ہے کہ کبریا اور عظمت خدا کی ایسی صفتیں ہیں جو اس کے لئے خاص ہیں، بندوں کے لئے جو چیز زیب دیتی ہے وہ عظمت و بزرگی نہیں بلکہ وہ عاجزی وانکساری ہے۔ اس حدیث میں فرمایا گیا: جو شخص ان دونوں میں سے کسی پر جھگڑا کرے گا میں اسے جہنم میں ڈال دوں گا۔ اللہ عزوجل ہم سب کو کبر و نخوت جیسی مذموم عادتوں سے بچائے۔ آمین

روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ اپنی مبارک ہتھیلی پر لُعابِ دہن لگا کر فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے انسان! تو غرور کر رہا ہے حالانکہ میں نے تجھے اِس جیسے پانی سے پیدا کیا ہے یہاں تک کہ جب میں نے تجھے مکمل کردیا تو تو

رنگ برنگے کپڑے پہن کر زمین پر دندناتا پھر رہا ہے حالانکہ تجھے اُسی زمین میں جانا ہے۔ تونے مال جمع کر کے اسے روک لیا مگر جب موت تیرے سامنے آجاتی ہے تو صدقہ کرنے کی اجازت طلب کرتا ہے اب صدقہ کرنے کا وقت کہاں؟ (مکاشفۃ القلوب)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! جن چیزوں کی وجہ سے انسان مغرور ہوتا ہے۔ دنیا سے کوچ کے وقت انھیں چیزوں سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔ انسان مال کی وجہ سے مغرور ہوا اب مال دے کر اطمینان حاصل کرنا چاہتا ہے اور آرزو کرتا ہے کہ کاش! مال کو موت سے پہلے صدقہ وخیرات کرتا رہتا اور غرور نہ کرتا تو موت کے وقت بے چینی نہ ہوتی۔ ذرا سوچو تو سہی کہ وہ انسان آخر غرور کس بات پر کرے جس کی حقیقت یہ ہے کہ وہ ایک ناپاک قطرہ سے پیدا کیا گیا۔ مولیٰ عزوجل ہم سب کو دونوں جہان میں عزت وسرخروئی نصیب فرمائے اور ہر برائی سے بچائے۔

تین اشخاص پر جہنم کا مخصوص عذاب

نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جہنم سے ایک گردن نکلے گی جس کے دو کان، دو آنکھیں اور قوتِ گویائی رکھنے والی زبان ہوگی وہ کہے گی مجھے تین شخصوں پر مقرر کیا گیا ہے، ہر سرکش متکبر کیلئے، اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانے والے کے لئے اور تصویریں بنانے والے کے لئے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! جہنم کے عذاب کے تصور ہی سے دل دہل جاتا ہے اور مزید برآں مخصوص قسم کا عذاب مخصوص لوگوں پر مذکورہ حدیث شریف میں جن اعمال کا ذکر کیا گیا ہے ان میں سے کبر اور تصویر کشی کا عمل قومِ مسلم میں بہت زیادہ پایا جاتا ہے۔ اللہ رحم وکرم فرمائے۔ آج کل ہر ایک اپنے آپ کو بہت بڑا سمجھتا ہے چاہے وہ کچھ بھی نہ ہو۔ قرونِ اُولیٰ کے مسلمان جو صحیح معنوں میں مسلمان تھے وہ اپنے آپ کو کچھ نہیں سمجھتے تھے۔

اگر آخرت کے عذاب سے بچنا چاہتے ہو تو باز آجاؤ ایسے اعمال سے اور آج ہی اپنے معبود برحق کی بارگاہ میں توبہ کرلو۔ وہ غفور و رحیم ہے ضرور رحمت کی نظر فرمائے گا۔ اللہ ہم سب کو ان اعمال بد سے محفوظ فرمائے۔

متکبر چیونٹیوں کے مانند ہوں گے

حضرت عمرو بن شعیب روایت فرماتے ہیں کہ رسول رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میدان محشر میں تکبر کرنے والوں کو اس طرح لایا جائے گا کہ ان کی صورتیں تو انسانوں کی ہوں گی مگر ان کے قد چیونٹیوں کے برابر ہوں گے اور ہر طرف سے ذلت و رسوائی ان پر چھا رہی ہوگی اور یہ لوگ گھسیٹتے ہوئے جہنم کی طرف لائے جائیں گے اور جہنم کے اس قید خانہ میں قید کر دئے جائیں گے جس کا نام ''بُولَس'' (ناامیدی) ہے اور وہ ایسی آگ میں جلائے جائیں گے جس کا نام ''نَارُ الْاَنْیَارُ'' ہے اور انہیں دوزخیوں کا پیپ پلایا جائے گا۔ (الترغیب والترہیب جلد دوم ص ۶۳۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے متکبر کا انجام بتا دیا۔ کتنا احسان ہے ہم پر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کہ جن گناہوں کے سبب آخرت میں ذلت و رسوائی ہوگی ان کی نشاندہی دنیا ہی میں فرمادی۔ دنیا میں گردن اونچی کر کے چلنے والا انسان، اپنے آپ کو بڑا سمجھنے والا انسان، اکڑ کر چلنے والا انسان کل بروز قیامت اس کا قد چیونٹی جیسا ہوگا اور اسے ذلت و رسوائی کے عذاب میں گرفتار کیا جائے گا اللہ عزوجل کو تکبر بے حد ناپسند ہے۔

اگر آج سے پہلے تکبر میں مبتلا تھے تو آج ہی توبہ کرلو کہ ان شاء اللہ اب کبھی تکبر نہ کریں گے۔ اللہ عزوجل کریم ہے وہ اپنے بندوں کی توبہ کو پسند بھی فرماتا ہے۔ اس کا فرمان ہے ''اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ'' اللہ کو توبہ کرنے والے بندے پسند ہیں۔ ربِّ قدیر اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل ہم سب کے صغیرہ و کبیرہ گناہوں کو معاف فرمائے۔

☆ ۞ ☆

جھوٹ کی لعنت

جھوٹ بہت بڑا عیب اور بد ترین گناہ کبیرہ ہے۔ ہمارے معاشرے میں اَن گنت برائیاں محض جھوٹ کی وجہ سے پروان چڑھتی ہیں۔ جھوٹ بظاہر ایک گناہ ہے لیکن اس سے ہزاروں گناہ جنم لیتے ہیں۔ جھوٹے آدمی پر کوئی اعتماد اور بھروسہ نہیں کرتا اور نہ اس کی کسی بات کا کوئی اعتبار ہوتا ہے۔ جو آدمی جھوٹا ہوتا ہے اس کی سچ بات بھی مشکوک و مشتبہ ہو جاتی ہے۔ غرض جھوٹا آدمی دنیا میں بھی بے اعتبار و ذلیل ہوتا ہے اور آخرت میں بھی عذابِ نار کا مستحق ہوتا ہے۔

جھوٹ کی برائی اور جھوٹ کی مذمت کیلئے یہی کافی ہے کہ قرآن حکیم میں متعدد جگہوں پر ''جھوٹوں پر اللہ کی لعنت'' کا ذکر کیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے ''فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ'' تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں۔ (سورۂ آل عمران)

لعنت کا کیا مطلب ہے؟ اس کا مطلب یہ کہ بندہ جھوٹ بول کر اللہ کی رحمت سے دور ہو جاتا ہے۔

کثیر احادیث کریمہ جھوٹ کی مذمت اور جھوٹے شخص کے ملعون و مردود ہونے کے بارے میں موجود ہیں جن میں سے چند احادیث کا ذکر کیا جاتا ہے۔

مومن جھوٹا نہیں ہو سکتا

حضرت صفوان بن سُلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا: کیا مومن بزدل ہوتا ہے؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں، (ہوسکتا ہے) پھر عرض کیا گیا: مومن بخیل ہوسکتا ہے؟ فرمایا ہاں، ہو سکتا ہے، پھر پوچھا گیا کیا مومن کذّاب (جھوٹا) ہوسکتا ہے؟ مدنی تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، مومن جھوٹا نہیں ہوسکتا۔ (امام مالک، مشکوٰۃ)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! جو مومن ہوگا وہ یقیناً جھوٹ سے اپنے آپ کو بچائے گا کیونکہ مومن اللہ سے ڈرتا ہے، اس کی رحمت کا طلب گار رہتا ہے۔ مومن پر لوگوں کا اعتبار رہتا ہے اگر ایک کلمہ پڑھنے والا جھوٹ بولے تو لوگ اسلام کی تعلیم پر کیچڑ اچھالیں گے اور جھوٹ بولنے والے کی عزت و وقار بھی مجروح ہوگا اور واقعی جھوٹ اتنا برا فعل ہے کہ معاشرے میں جھوٹے کی کوئی عزت نہیں ہوتی۔ تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق ایمان اور جھوٹ دونوں کسی بندے میں جمع ہوں ایسا نہیں ہوسکتا۔ اسی لئے حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن کا بزدل ہونا ممکن ہے، مومن کا بخیل ہونا ممکن ہے لیکن مومن کذاب نہیں ہوسکتا، اللہ نہ کرے صد بار نہ کرے کہ ہماری زبان سے جھوٹ نکل جاتا ہو تو ڈرنا چاہئے کہ ہمارا ایمان خطرے میں پڑ جاتا ہے لہٰذا جھوٹ سے بچنا گویا ایمان کو بچانا ہے۔ اللہ عزوجل صادق الوعد الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل جھوٹ سے بچنے کی ہم سب کو توفیق عطا فرمائے اور ایمان کی حفاظت فرمائے۔

فرشتہ ایک میل دور چلا جاتا ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو اس کی بدبو سے فرشتہ ایک میل دور

چلا جاتا ہے۔(ترمذی)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! فرشتے انسان کی حفاظت کرتے ہیں ہر انسان کے ساتھ فرشتے ہوتے ہیں اس کے علاوہ ذکر الٰہی اور ذکر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محفل میں بھی فرشتے ہوتے ہیں، بازار میں بھی فرشتے ہوتے ہیں۔لیکن بندہ جب جھوٹ بولتا ہے تو اس کے منھ سے ایسی بدبو نکلتی ہے کہ فرشتے ایک میل دور ہٹ جاتے ہیں۔غور کریں کہ جب جھوٹ بولنے والے کے ساتھ فرشتے نہیں رہنا چاہتے تو اللہ عزوجل کی رحمت اس کے ساتھ رہے گی؟ اور جب رحمت نہیں رہے گی تو برکت کہاں سے رہے گی، لہٰذا خدارا اپنے آپ کو ہلاکت سے بچاؤ اور اللہ کی رحمت و برکت کے حصول کے لئے اپنے دامن کو جھوٹ کے داغ سے بچاؤ۔اللہ اپنے سچے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل ہم سب کو سچا بنائے۔

جھوٹ علامتِ نفاق ہے

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا چار خصلتیں جس کے اندر پائی جائیں وہ پکا منافق ہے اور جس کے اندر ان میں سے ایک پائی جائے اس کے اندر نفاق کی ایک خصلت موجود ہے جب تک کہ وہ اسے ترک نہ کردے۔وہ خصلتیں یہ ہیں (۱) جب اس کو امانت دی جائے تو اس میں خیانت کرے۔(۲) جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔(۳) جب عہد کرے تو عہد شکنی کرے۔(۴) جب جھگڑا کرے تو بیہودہ باتیں یعنی گالی گلوچ کرے۔ (بخاری جلد اول ص۱۰)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! منافقوں کی خصلت کا ذکر حدیث شریف میں کیا گیا ہے۔منافق کا ٹھکانہ قیامت میں کیا ہوگا، پہلے اسے جان لیں تاکہ نفاق سے بچنے کی کوشش کریں۔

قرآن مقدس میں رب قدیر نے ارشاد فرمایا ”اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ“ بیشک منافقین جہنم کے سب سے نچلے درجہ میں ہیں۔ (کنز الایمان)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! نفاق کی مذکورہ چار علامتیں آج تقریباً امت مسلمہ کے اکثر افراد میں نظر آتی ہیں۔ پہلی علامت خیانت کی بلا ہے جو ہمارے درمیان عام ہے، لوگ امانتوں میں خیانت کو گناہ تصور ہی نہیں کرتے۔ دوسری علامت وعدہ خلافی ہے جو تجارت کے میدان سے لیکر ہر محاذ پر عام ہے۔ تیسری علامت جھوٹ ہے یہ تو آج کے دور میں فن کا درجہ پا چکی ہے۔ (معاذ اللہ) اور چوتھی علامت جھگڑے میں بے ہودہ گوئی ہے یہ بھی قوم مسلم میں ایک عام بات ہوگئی ہے، اس کو بھی لوگ برا نہیں سمجھتے حالانکہ سب مومن ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن اگر یہ برائیاں ہم میں ہیں تو فرمانِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مطابق ہم سے بڑا کمبخت کوئی نہیں کہ نفاق کی نشانیاں ہم میں پائی جا رہی ہیں۔ اس لئے ہم کو چاہئے کہ مذکورہ چاروں خصلتوں سے توبہ کریں اور اللہ عزوجل آئندہ بھی ہم سب کو نفاق کی جملہ علامتوں سے بچائے اور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دامن میں جگہ عطا فرمائے۔

سب سے بڑا جھوٹ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے بڑا جھوٹ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی آنکھوں کو وہ چیز دکھائے جو انہوں نے نہیں دیکھیں۔ (بخاری شریف)

جھوٹ گناہِ کبیرہ ہے

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ صادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں گناہِ کبیرہ میں سے زیادہ بڑے بڑے گناہوں کو نہ بتا دوں؟ تو میں نے عرض کیا کیوں نہیں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: بڑے گناہوں میں سے زیادہ

بڑے بڑے گناہ یہ ہیں۔

☆ خدا کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا

☆ ماں باپ کی نافرمانی اور ان کی اِیذا رسانی۔

یہ فرماتے وقت حضور تاجدار عرب و عجم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسند لگا کر لیٹے ہوئے تھے اچانک اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا ''اَلاَ وَ قَوْلُ الزُّوْرِ'' یعنی خبردار! اور جھوٹ بات۔ پھر اسی لفظ کو اتنی دیر تک دہراتے رہے کہ ہم لوگوں نے اپنے دل میں کہا کاش حضور اس بات کے فرمانے سے خاموش ہو جاتے اور اس سے آگے کوئی دوسری بات فرماتے۔ (بخاری شریف جلد اول)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گناہ کبیرہ کا ذکر کرتے ہوئے جب جھوٹ کا ذکر فرمایا تو کس طرح اچانک بیٹھ گئے اور آگاہ کرتے ہوئے خبردار کرتے ہوئے، جھوٹ کو گناہ کبیرہ میں بتایا تاکہ امت کے دل میں جھوٹ بولنے سے نفرت پیدا ہو اور اس گناہ کبیرہ سے اپنے آپ کو بچائے۔ میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! جھوٹ سے پرہیز کر کے تو دیکھو کتنا کرم خداوندی ہوتا ہے۔

حضرتِ لقمان علیہ السلام کی نصیحت

آپ نے اپنے بیٹوں سے بطور نصیحت ارشاد فرمایا کہ جھوٹ مت بولنا اگرچہ جھوٹ چڑیا کے گوشت کی طرح لذیذ ہوتا ہے لیکن ذرا سے جھوٹ کی برائی جھوٹ بولنے والے کو ہلاک و برباد کر دیتی ہے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! حضرت لقمان حکیم اپنے بیٹوں کو جھوٹ سے بچنے کی نصیحت فرماتے ہیں جب کہ ہم اپنے بچوں کو خود جھوٹ بولنا سکھاتے ہیں۔ (اللہ کی پناہ) حضرت لقمان علیہ السلام نے مثال بھی کتنی

اچھی دی کہ جھوٹ چڑیا کی گوشت کی طرح لذیذ ہوتا ہے لیکن معمولی جھوٹ کی برائی جھوٹ بولنے والے کو ہلاک و برباد کر کے رکھ دیتی ہے جس طرح گوشت کی لذت تھوڑی دیر کے لئے ہے یوں ہی جھوٹ کی لذت بھی تھوڑی دیر کے لئے ہے۔ کاش ہم سمجھنے کی کوشش کرتے اور جھوٹ سے بچ کر خود کو ہلاک ہونے سے بچاتے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ گھر کے تمام بڑوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے بچوں کو جھوٹ کی آفتوں سے آگاہ کرتے رہیں تاکہ بچوں کو جھوٹ کی برائی کا پتہ چل سکے۔ مولیٰ ہم سب پر کرم کی نظر فرمائے اور جھوٹ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

سب سے بڑی خیانت

حضرت سفیان بن اسد حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول کریم علیہ السلام کو فرماتے سنا کہ بڑی خیانت یہ ہے کہ تو اپنے بھائی سے کوئی بات کہے اور وہ تجھے سچا جان رہا ہو حالاں کہ تو اس سے جھوٹ بول رہا ہے۔ (بخاری شریف، ابوداؤد)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث پاک کی روشنی میں دیکھا جائے تو بہت کم لوگ اس سے محفوظ نظر آئیں گے۔ ہم کوشش کریں کہ ہر قسم کی خیانت سے اپنے آپ کو بچائیں۔ اس میں ہمارا فائدہ ہے اور وہ یہ ہے کہ دونوں جہاں کی رسوائیوں سے مولیٰ بچالے گا۔ اور خوب خوب عزت اور برکتوں سے نوازے گا۔ اللہ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔

جھوٹ سے بچنے کی برکت

سیدالاولیا، پیرانِ پیر، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب والدہ ماجدہ سے رخصت ہوکر بغداد جانے والے ایک قافلے میں شامل ہو گئے آپ کا قافلہ ہمدان کے مشہور شہر تک تو بخیریت پہونچ گیا لیکن جب ہمدان سے آگے کوہستانی علاقے میں پہونچا تو ساٹھ ڈاکوؤں کے ایک جتھے نے قافلہ پر حملہ کر دیا۔ اس جتھے کا سردار ایک طاقتور

قزاق احمد بَدَوِیْ تھا۔ قافلے کے لوگوں میں ان خونخوار قزاقوں کے مقابلہ کی سکت نہ تھی، قزاقوں نے قافلے کا تمام مال واسباب لوٹ لیا اور اُسے تقسیم کرنے کے لئے ایک جگہ ڈھیر کردیا۔ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جگہ اطمینان سے کھڑے رہے۔ لڑکا سمجھ کر کسی نے آپ سے تعرض نہ کیا۔ اتفاقاً ایک ڈاکو کی نظر اُن پر پڑی اور آپ سے پوچھا کیوں لڑکے تیرے پاس بھی کچھ ہے؟ حضور غوث اعظم نے بلا خوف وہراس کے اطمیان سے جواب دیا: ہاں میرے پاس چالیس دینار ہیں۔ ڈاکو کو آپ کی بات پر یقین نہ آیا اور وہ آپ پر ایک نگاہِ استہزا ڈالتا ہوا چلا گیا پھر ایک دوسرے ڈاکو نے پوچھا لڑکے تیرے پاس کچھ ہے؟ آپ نے اسے بھی وہی جواب دیا کہ ہاں میرے پاس بھی چالیس دینار ہیں۔ اس رہزن نے بھی آپ کی بات کو ہنسی میں اڑادی اور اپنے سردار کے پاس چلا گیا پہلا قزاق وہاں پہلے ہی موجود تھا اور لوٹ کے مال کی تقسیم ہو رہی تھی ان دونوں ڈاکوؤں نے سرسری طور پر اس لڑکے کا واقعہ اپنے سردار کو سنایا۔ سردار نے کہا اس لڑکے کو ذرا میرے سامنے لاؤ، دونوں ڈاکو بھاگتے گئے اور غوث اعظم کو پکڑ کر اپنے سردار کے پاس لے گئے۔

ڈاکوؤں کے سردار نے اس فقیر منش نوجوان لڑکے کو دیکھ کر پوچھا۔ سچ بتا تیرے پاس کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ میں پہلے بھی تیرے دو ساتھیوں کو بتا چکا ہوں کہ میرے پاس چالیس دینار ہیں۔ سردار نے کہا: کہاں ہیں؟ آپ نے فرمایا میری بغل کے نیچے گدڑی میں سلے ہوئے ہیں۔

سردار نے گدڑی کو ادھیڑ کر دیکھا تو اس میں واقعی چالیس دینار نکلے، ڈاکوؤں کا سردار اور اس کے ساتھی یہ ماجرا دیکھ کر سکتے میں آ گئے، قزاقوں کے قائد احمد بدوی نے اِستعجاب کے عالم میں کہا: لڑکے تمھیں معلوم ہے کہ ہم رہزن ہیں پھر بھی تم ہم سے مطلق

نہ ڈرے اور اِن دیناروں کا بھید ہم پر ظاہر کر دیا، اس کی وجہ کیا ہے؟ سیدنا غوث اعظم نے فرمایا میری پاکباز اور ضعیف العمر والدہ نے گھر سے چلتے وقت مجھے نصیحت کی تھی کہ ہمیشہ سچ بولنا اور جھوٹ کبھی زبان پر نہ لانا۔ بھلا والدہ کی نصیحت میں چالیس دیناروں کو بچانے کی خاطر کیوں کر فراموش کر سکتا ہوں؟

یہ الفاظ نہیں بلکہ حق وصداقت کے ترکش سے نکلا ہوا ایک تیر تھا جو احمد بدوی کے سینے میں پیوست ہو گیا، اس پر رقت طاری ہو گئی، ندامت کے آنسوؤں نے دل کی شقاوت اور سیاہی دھو ڈالی، روتے ہوئے بولا آہ بچے! تم نے اپنی ماں کے عہد کا اتنا پاس ولحاظ رکھا اور مجھ پر افسوس ہے کہ اتنے سالوں سے اپنے خالق کا عہد توڑ رہا ہوں، یہ کہہ کر وہ اتنا رویا کہ ہچکیاں بندھ گئیں۔ پھر سیدنا غوث اعظم کے قدموں پر بے اختیار گر پڑا اور رہزنی سے توبہ کی۔ اس کے ساتھیوں نے یہ ماجرا دیکھا تو ان کے دل بھی پگھل گئے اور سب نے بہ یک زبان کہا اے سردار، تو رہزنی اور ڈکیتی میں ہمارا قائد تھا اور اب توبہ میں بھی ہمارا پیش رَو ہے۔ (سیرت غوث اعظم)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ واقعہ سے ہمیں خوب نصیحت حاصل کرنی چاہئے صرف ''غوث کا دامن نہیں چھوڑیں گے'' کے نعرے سے ہی نہیں بلکہ غوث اعظم کے کردار سے ان کی محبت کا ثبوت دینے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ عزوجل ہم سب کو سیدنا غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کردار واعمال کا صدقہ عطا فرمائے۔

اٰمِیۡن بِجَاہِ النَّبِیِّ الۡکَرِیۡم عَلَیۡہِ اَفۡضَلُ الصَّلٰوۃِ وَ التَّسۡلِیۡم

حسد کی مذمّت

قرآن کریم میں خدائے وحدہ لاشریک کا فرمان عالیشان ہے: وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰہُ بِہٖ بَعْضَکُمْ عَلٰی بَعْضٍ o لِلرِّجَالِ نَصِیْبٌ مِّمَّا اکْتَسَبُوْا وَ لِلنِّسَآءِ نَصِیْبٌ مِّمَّا اکْتَسَبْنَ o وَ اسْئَلُوا اللّٰہَ مِنْ فَضْلِہٖ اِنَّ اللّٰہ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا o اوراس کی آرزو نہ کرجس سے اللہ نے تم میں ایک کودوسرے پر بڑائی دی۔ مردوں کے لئے ان کی کمائی کا حصہ ہےاورعورتوں کے لئے ان کی کمائی سے حصہ، اوراللہ سے اس کا فضل مانگو، بیشک اللہ سب کچھ جانتا ہے۔ (پ۵، رکوع ۲/، کنزالایمان)

اوردوسری جگہ ارشادفرماتا ہے ’’وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ‘‘ ترجمہ: اورتم کہو میں پناہ مانگتا ہوں) حسد والے کے شر سے جب وہ مجھ سے جلے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ عزوجل اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پناہ مانگنے کاحکم دے رہا ہے کس کی پناہ اورکس سے پناہ؟ تو فرمایا میری پناہ مانگو حسد والے کی شر سے جب وہ جلے۔ حسد کرنے والا حسد کی وجہ سے جتنا نقصان بھی ممکن ہو پہونچانا چاہتا ہےاوراس میں کوئی کسر باقی نہیں رکھتا،

اپنی ساری طاقت صرف کر دیتا ہے۔ اس لئے اللہ کی پناہ مانگنے کا حکم دیا گیا تاکہ اس کی پناہ میں آنے کے بعد کوئی شر قریب نہ آسکے۔ حسد کسے کہتے ہیں، اسے سمجھتے چلیں تاکہ اس گناہِ عظیم سے بچنے کی کوشش کر سکیں۔

غصہ سے کینہ پیدا ہوتا ہے اور کینہ سے حسد، حسد صرف نعمت اور عطائے خداوندی پر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے پر جب کوئی انعام فرماتا ہے تو اس کے بھائی کی دو حالتیں ہوتی ہیں۔ ایک یہ کہ وہ اس نعمت کو ناپسند کرتا ہے اور اس کے زوال کی خواہش کرتا ہے یہ حالت حسد ہے۔

گویا حسد کہتے ہیں نعمت کو ناپسند کرنا اور اس کے زوال کی خواہش کرنا۔ دوسری حالت یہ ہے کہ نہ اس کی نعمت کے زوال کی خواہش کرتا ہے اور نہ اس کے وجود کے باقی رہنے کو برا جانتا ہے لیکن یہ ضرور چاہتا ہے کہ اسے بھی ایسی نعمت مل جائے اس کا نام غِبطَہ اور رشک ہے۔ اور رشک کرنا جائز ہے جب کہ حسد کرنا سخت حرام۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حسد سے اپنے آپ کو بچاؤ اس لئے کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔ (ابوداؤد)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! نیکی کرنا آج کے اس پرفتن دور میں کتنا دشوار ہے آپ بخوبی جانتے ہیں۔ اس بھیانک ماحول میں لوگوں کے پاس نیکی کرنے کا وقت ہی نہیں ہے بلکہ برائیوں کے اس سیلاب میں آدمی نیکی کرنا بھی چاہے تو وہ بھی بہت مشکل ہے اگر بڑی مشکل سے نیکی کر بھی لئے تو اس کا بچانا بہت مشکل امر ہے۔ محسنِ انسانیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نیکیوں کو تباہ کرنے والے اعمال کی نشاندہی فرما کر ہم پر احسان فرمایا ہے۔

مذکورہ مثال سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ جس طرح آگ لکڑی کو جلانے میں کوئی

کسر باقی نہیں رکھتی اسی طرح حسد بھی نیکیوں کو جلانے میں کوئی کمی نہیں رکھتا۔اس لئے اگر نیکیوں کی حفاظت مقصود ہوتو حسد جیسے برے عمل سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ پروردگار اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل ہر برے عمل سے ہم سب کو بچائے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک دوسرے کے ساتھ بُغض اور حسد نہ رکھو، نہ ایک دوسرے کے ساتھ دشمنی کرو اور نہ قطع تعلقی اور اے خدا کے بندو! آپس میں ایک دوسرے کے بھائی بھائی بن جاؤ اور کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں کہ وہ دوسرے مسلمان سے تین دن سے زیادہ تعلقات منقطع کرے۔ (بخاری ومسلم)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! جن چیزوں سے تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بچنے کا حکم دیا ہے ہم انہیں چیزوں کے مرتکب ہورہے ہیں۔بغض سے منع فرمایا، حسد سے منع فرمایا، دشمنی اور قطع تعلق سے منع فرمایا مگر آج آپس میں بغض وحسد، دشمنی اور قطع تعلق جیسی برائیاں معاشرے کا ایک حصہ بن چکی ہیں۔آج کا مسلمان اپنی ذاتی منفعت کے لئے اتنا لالچی ہو چکا ہے کہ حرام کردہ چیزوں کا خیال تک نہیں کرتا۔کاش ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کے عامل بن جاتے تو وہی پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم پر کرم کی نظر فرمادیتے۔ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو بھائی بھائی بننے کا حکم دیا اور تین روز سے زیادہ قطع تعلق کو حرام فرما کر آگاہ فرمادیا کہ اگر میرے ہوتو تین روز کے اندر اندر آپس کی ساری رنجشوں کو مٹادو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ تاجدار مدینہ سرورِ قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بندوں کے اعمال ہر ہفتہ دو مرتبہ پیش کئے جاتے ہیں، پیر اور جمعرات کو، پس ہر بندے کی مغفرت ہوجاتی ہے سوائے اس بندہ کے جو اپنے

کسی مسلمان بھائی سے بغض وکینہ رکھتا ہو، اس کے متعلق حکم دیا جاتا ہے کہ ان دونوں کو چھوڑے رہو (یعنی فرشتے ان کے گناہوں کو نہ مٹائیں) یہاں تک کہ وہ باز آجائیں۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! پیر اور جمعرات کو بندوں کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔ کریم کی شانِ کریمی تو دیکھئے کہ وہ سب کو بخش دیتا ہے سوائے ان دو شخصوں کے جو آپس میں بغض وکینہ رکھتے ہیں ان کی بخشش نہیں فرماتا۔ اس سے بڑھ کر ان کی کم نصیبی کیا ہوگی کہ کریم تو بخشنا چاہتا ہے لیکن بغض وکینہ بخشش کے لئے مانع ہے۔

پتہ چلا کہ بغض وکینہ یہ اتنا برا فعل ہے کہ اللہ عزوجل اسے سخت ناپسند فرماتا ہے اور اس مرض میں مبتلا رہنے والوں پر اتنا ناراض ہوتا ہے کہ فرشتوں کو ان کے حال پر چھوڑنے کا حکم دے دیتا ہے جب تک وہ باز نہ آجائیں۔

حسد اور بغض سابقہ امتوں کی بیماری ہے

حضرت زُبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اگلی امتوں کی بیماری تمہاری طرف بھی آگئی ہے وہ بیماری حسد وبغض ہے جو مونڈنے والی ہے میرا مطلب یہ نہیں کہ وہ بال مونڈتی ہے بلکہ وہ دین کو مونڈتی ہے۔ (الترغیب ۲/۳۹۷)

اللہ اکبر! میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! پچھلی امتوں نے دین کا پورا نقشہ ہی بدل کر رکھ دیا تھا، آپ دیکھیں کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ کا بیٹا کہہ دیا اور اپنی مرضی کے مطابق آسمانی کتابوں میں ردّ و بدل کیا، بلکہ بغض وحسد کی انتہا کا یہ عالم کہ حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق جو بشارتیں ان کی کتابوں میں موجود تھیں ان کا بھی انکار کردیا۔ عظمتِ رسالت کا انکار یہود ونصاریٰ نے محض بغض وحسد کی وجہ سے کیا تھا اور اس طرح انہوں نے دین کو مونڈنے کا کام انجام دیا۔

تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا احسان ہے کہ انہوں نے دین کے برباد ہونے کے اسباب کو بیان فرمادیا اور دین کی حفاظت کے لئے اصول بھی عطا فرمادیئے ہیں۔ اللہ جل مجدہ الکریم اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل ہم سب پر کرم کی نظر فرمائے اور ہمارے ایمان کی حفاظت فرمائے۔

حاسدین اللّٰہ کی نعمتوں کے دشمن ہیں

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ کی نعمتوں کے دشمن ہیں، عرض کیا گیا وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا وہ لوگ جو لوگوں سے ان کی نعمتوں کی وجہ سے جلتے ہیں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل وکرم سے عطا کی ہیں۔ (طبرانی اوسط)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج حسد و جلن کی بیماری عام ہے اگر کسی کو ترقی یا عزت حاصل ہو جائے تو کبھی رشتہ داروں کو جلن کبھی دوستوں کو جلن ہونے لگتی ہے اور اس نعمت کے زوال کی دعا اور انتظار کرتے ہیں۔ کاش کہ تھوڑی سی عقل استعمال کرتے تو کبھی نعمتوں کے ملنے پر حسد نہ کرتے۔ اسلئے کہ یہ نعمتیں دینے والا تو وہ اللہ ہے، جس کی شان یہ ہے کہ جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے، جسے چاہتا ہے مال دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے خوشی دیتا ہے اور بندہ جلن کر کے گویا عطائے خداوندی پر اعتراض کر رہا ہے۔ خبردار! آج ہی سے حسد و کینہ کو اپنے دلوں سے ختم کرو تا کہ اللہ عزوجل تمہیں بھی دارین کی نعمتوں سے مالا مال فرمادے۔

مسلمان کی مصیبت پر خوش ہونے والا

حضرت واثِلَہ بن اَسْقَع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے بھائی کی مصیبت پر خوش مت ہو اللہ تعالیٰ اسے نجات دے دے گا اور تجھے مبتلا کر دے گا۔ (ترمذی)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ایک مسلمان کو یہ زیبا نہیں دیتا کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو تکلیف میں دیکھ کر خوش ہو اگر چہ وہ ہمیں ہزار ہا تکلیف پہنچاتا ہو کیوں کہ اس مصیبت سے جو تکلیف پہونچتی ہے اس کو صرف وہی محسوس کرتا ہے بلکہ کامل مومن وہی ہے جو مومن بھائی کے لئے وہی پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

یادرکھیں! اگر کسی مسلمان کو تکلیف میں دیکھ کر اس کے لئے اگر نجات کی دعا کی گئی تو وہ کریم ہے آپ کی دعا سے اس کو مصیبت سے نجات دے کر آپ پر آنے والی مصیبت کو بھی ٹال دے گا۔ ٹھیک کہا ہے کسی نے کہ کر بھلا تو ہو بھلا۔ اللہ نہ کرے اگر کسی کو مصیبت میں مبتلا دیکھ کر خوش ہوئے تو ڈرو کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ عزوجل اس سے مصیبت دور فرما کر آپ کو اس میں مبتلا فرما دے۔ لہٰذا خود کو مصیبت سے بچانا ہے تو دوسروں کی مصیبت سے خوش نہیں ہونا چاہئے۔ پروردگار عالم جملہ مسلمانوں کو خوشیاں عطا کرے ان کے صدقے میں ہم سب کو بھی عطا کرے۔

حضور کو اپنی امت میں حسد کا خوف تھا

حضرت ابو عامر اشعرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ خوف اس بات کا ہے کہ ان میں مال زیادہ ہو جائے اور آپس میں حسد کر کے کُشت وخون کریں۔ (احیاء العلوم)

حسد کا سبب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مال کی کثرت بیان فرمایا اور یہ بھی کہ حسد کے سبب آپس میں خون خرابہ ہوگا، چنانچہ آج یہی ہو رہا ہے۔ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جس چیز کا خوف تھا کیا وہ آج اس امت میں نظر نہیں آرہی ہے۔ یقیناً آج چند روپیوں کے لئے، یا کسی کو ترقی کرتے دیکھ کر، یا کسی کے پاس مال کی فراوانی دیکھ کر اسے تباہ وبرباد کرنے کی پوری کوشش کی جاتی ہے اور روز بروز یہ امت

خون خرابہ کا شکار ہوتی جارہی ہے۔کاش حسد جیسی بدترین بیماری سے آج کا مسلمان بچ جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ بہت سارے مسائل حل ہوجائیں اور آپس میں الفت ومحبت نیز اطمینان کی دولت حاصل ہوجائے۔آؤ ہم دعا کریں کہ اللہ عزوجل ہم سب کو حسد سے بچائے اور سب کو خوش دیکھ کر خوش ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

دنیا میں جنت کی بشارت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز ہم سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔آپ نے فرمایا: ابھی اس راستے سے تمہارے سامنے ایک جنتی آئے گا۔اتنے میں ایک انصاری صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نمودار ہوئے،ان کے بائیں ہاتھ میں جوتے تھے اور داڑھی کے بالوں میں سے وضو کا پانی ٹپک رہا تھا۔انہوں نے ہم لوگوں کو سلام کیا،دوسرے روز بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسی طرح فرمایا اور یہی صحابی سامنے آئے اور تیسرے دن بھی یہی واقعہ ہوا۔جب سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لے گئے تو حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان انصاری صحابی کا پیچھا کیا اور ان سے کہا میرے اور میرے والد کے درمیان کچھ اختلاف ہوگیا ہے اور میں نے قسم کھالی ہے کہ میں تین دن تک ان کے پاس نہیں جاؤں گا۔آپ اجازت دیں تو میں یہ تین راتیں آپ کے پاس گزارلوں؟

راوی کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص نے تین راتیں ان کے گھر گزاریں۔انہوں نے دیکھا کہ وہ رات کو تھوڑی دیر کیلئے بھی نماز کے واسطے نہیں اٹھتے تھے البتہ جب کروٹ بدلتے تو اللہ کا نام ضرور لیتے مگر صبح کی نماز تک بستر پر ہی لیٹے رہتے تھے۔تاہم میں نے اس عرصے میں ان کی زبان سے خیر کے علاوہ کچھ نہیں سُنا۔جب تین روز گزر گئے اور مجھے ان کے اعمال کے معمولی ہونے کا یقین ہوگیا تو میں نے ان سے کہا اے بندۂ خدا! میرے اور والد کے درمیان نہ کوئی ناراضگی تھی اور نہ ہی بے

بناؤ۔ مگر میں نے رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آپ کے بارے میں جنت کی بشارت دیتے ہوئے سنا تھا اس لئے یہ خواہش پیدا ہوئی کہ تمہارے اعمال تو دیکھوں جن کی بناء پر تمہیں دنیا ہی میں جنتی ہونے کی بشارت وخوشخبری دی گئی ہے۔ ان تین دنوں میں میں نے تو آپ کو کچھ زیادہ عمل کرتے ہوئے نہیں دیکھا پھر تم اس درجے تک کیوں کر پہنچے؟ انہوں نے جواب دیا: میرے اعمال تو بس یہی ہیں جو تم نے دیکھے ہیں۔

جب میں جانے لگا تو انہوں نے آواز دے کر بلایا اور کہنے لگے کہ میں اپنے دل میں کسی مسلمان کے لئے کدورت، کینہ نہیں رکھتا ہوں اور نہ کسی سے حسد کرتا ہوں کہ اللہ نے اسے نعمت کیوں عطا کی ہے۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ان سے کہا تمہاری انہیں خوبیوں نے تمہیں اس درجے تک پہونچایا ہے اور یہ باتیں ہمارے دائرۂ طاقت سے باہر ہیں۔ (الترغیب والترہیب جلد دوم ص ۳۹۷)

عرشِ الٰہی کے سایہ میں

روایت ہے کہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام جب باری تعالیٰ سے باتیں کرنے کے لئے کوہ طور پر گئے تو ایک آدمی کو عرش کے سایہ میں دیکھا، آپ کو اس شخص کے رتبے پر رشک آیا اور جنابِ باری تعالیٰ میں عرض کیا کہ مجھے اس کا نام معلوم ہو جائے۔ ارشاد ہوا کہ نام کیا بتلائیں ہم تمہیں اس کے اعمال بتلاتے ہیں وہ کسی سے حسد نہیں کرتا تھا، اپنے والدین کی نافرمانی نہیں کرتا تھا، اور چغلخوری نہیں کرتا تھا۔ (احیاء العلوم جلد ۳)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! حضرت کلیم اللہ علیہ السلام نبی ہو کر اس بندے کے مرتبے پر رشک کررہے ہیں۔ اس بندے کی قسمت پر قربان، عرش کے سایہ میں جگہ پانے والے اس خوش نصیب کی عادت کا صدقہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی عطا فرمائے اور حسد و چغلخوری سے بچنے کے ساتھ ساتھ والدین کی فرمانبرداری کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حسد کا وبال

امام غزالی علیہ الرحمہ اپنی مشہور زمانہ تصنیف احیاء العلوم میں تحریر فرماتے ہیں کہ بکر بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک شخص بادشاہ کے پاس جاتا اور اس کے سامنے جا کر یہ جملہ کہا کرتا ''محسن کے ساتھ اس کے احسان کے جواب میں اچھا سلوک کرو، بدی کرنے والے کے لئے تو اس کی بدی ہی کافی ہے''۔ ایک شخص کو اس کی جرأت اور بادشاہ کے یہاں اس کے مرتبے پر حسد ہوا اور اس نے بادشاہ سے چغلی کی کہ فلاں شخص جو کھڑا ہو کر آپ کے سامنے یہ جملہ کہا کرتا ہے آپ سے نفرت کرتا ہے اور یوں کہتا ہے کہ بادشاہ گندہ دہن (بدبو دار منہ) ہے۔ بادشاہ نے اس سے پوچھا اس کی تصدیق کی صورت کیا ہے؟ چغل خور نے کہا: جب وہ دربار میں کھڑے ہو کر یہ جملہ کہتا ہے تو اپنی ناک پر ہاتھ رکھ لیتا ہے تا کہ آپ کے منہ کی بدبو مجھے پریشان نہ کرے۔ بادشاہ نے کہا ہم اس کا امتحان لیں گے اگر وہ ایسا ہی ہے جیسا تو نے کہا تو اسے دردناک سزا دیں گے۔ ایک طرف چغلخور نے بادشاہ کو بھڑکایا تو دوسری طرف اس حق گو کو ایسا کھانا کھلایا جس میں لہسن زیادہ تھا حسب معمول دربار میں پہونچا، بادشاہ نے اسے قریب بلایا اس نے اس خیال سے کہ کہیں بادشاہ سلامت میرے منہ کی بدبو سونگھ نہ لیں اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا اس کی اس حرکت سے بادشاہ کو چغلخور کی بات پر یقین آ گیا اسی وقت اپنے عامل کو خط لکھا کہ جب یہ شخص تیرے پاس میرا یہ خط لے کر پہونچے تو اسے قتل کر دے اور اس کی کھال میں بُھس بھر کر ہمارے پاس بھیج دے۔ وہ شخص خط لے کر روانہ ہوا راستے میں اسے وہی حاسد چغلخور ملا، اس نے دریافت کیا کہ تم یہ کیا لئے جا رہے ہو؟ اس نے جواب دیا یہ بادشاہ سلامت کا خط ہے فلاں عامل کے نام اس میں میرے لئے انعام کی سفارش کی گئی ہے۔ چغلخور کو لالچ آ گئی اور اس نے کہا: یہ خط مجھے دے دو تمہارے بجائے میں انعام حاصل کروں گا۔ اس نے بادشاہ کا خط اس کے حوالے کر دیا، چغلخور عامل کے پاس پہونچا، اس نے خط پڑھ کر بتلایا کہ اس میں تجھے قتل کرنے اور تیری

کھال میں بھس بھر کر بھیجنے کا حکم ہے۔اب اس کی آنکھیں کھلیں،اس نے کہا یہ خط میرے لئے نہیں ہے،تم بادشاہ سے رجوع کر سکتے ہو۔ عامل نے اس کی ایک نہ سنی اور بادشاہ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اس کی گردن ماردی۔

ادھر وہ شخص اپنی عادت کے مطابق دربار پہونچا، بادشاہ کو بڑی حیرت ہوئی خط کے متعلق استفسار کیا تو اس نے کہا فلاں درباری نے مجھ سے درخواست کی تھی کہ میں بادشاہ کا خط اسے ہبہ کر دوں میں نے اسے دے دیا تھا، بادشاہ نے اسے خط کا مضمون بتایا اور کہا کہ اس شخص نے کہا تھا کہ تو مجھ سے نفرت کرتا ہے، نیز یہ کہ میں گندہ دہن ہوں، چنانچہ میں نے تجھے قریب بلایا تھا اور تو نے اپنی ناک پر ہاتھ رکھ لیا تھا،اس نے اس الزام کی تردید کی اور لہسن ملا ہوا کھانے کا واقعہ سنایا اور بتلایا کہ میں نے اپنے منہ پر ہاتھ اس لئے رکھ لیا تھا کہ کہیں میرے منہ کی بدبو آپ کو پریشان نہ کرے۔ بادشاہ نے کہا تم اپنی جگہ بیٹھو اس نے اپنے کئے ہوئے کی سزا پالی اور تم سچ کہا کرتے ہو کہ بدی کرنے والے کے لئے اس کی بدی کافی ہے۔ (احیاء العلوم جلد سوم)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! دیکھا آپ نے بے قصور شخص کو پریشان کرنے کا انجام؟ ہمیشہ اس بات کا خیال رکھیں کہ دنیا میں کوئی بھی انسان کسی کا برا سوچ کر یا برا کر کے اطمینان کی زندگی نہیں گزار سکتا۔تاریخ میں ایک نہیں بے شمار ایسے واقعات آپ کو ملیں گے اور آپ کبھی نہیں دیکھیں گے کہ کسی کا بھلا چاہنے والا انسان پریشان ہو، اللہ عزوجل اپنے بندوں کا بھلا چاہنے والے کو سکون واطمینان کی دولت عطا کرتا ہے اور برا چاہنے والے کی ایسی پکڑ کرتا ہے کہ دنیا پکار اٹھتی ہے کہ یہ اسی لائق تھا۔لہٰذا ہمیں چاہئے کہ مذکورہ واقعہ سے عبرت حاصل کریں اور ہمیشہ لوگوں کا بھلا چاہنے کی کوشش کریں۔اللہ عزوجل ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔

بزرگوں سے حسد

ایک مرتبہ شیطان نے حضرت نوح علیہ السلام سے کہا کہ میں آپ کے ایک احسان کا بدلہ چکانا چاہتا ہوں۔ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا: ملعون! میں نے تو تجھے اپنے پاس بھٹکنے تک نہ دیا پھر تم پر میرا کوئی احسان کیسا؟ شیطان بولا، آپ نے اپنی سرکش قوم کو ڈبو کر آئے دن کی مصیبت سے مجھے بچالیا۔ ہر روز کی کشمکش اور اغوا کی ترکیبوں سے مجھے نجات مل گئی ہے۔ اس کے عوض میں یہ نصیحت کرتا ہوں کہ بزرگوں کی حسد سے بچنا چاہئے۔ میں آدم علیہ السلام سے حسد کرنے ہی کی وجہ سے مارا گیا ہوں اور ابدی جہنمی بن گیا ہوں ان کی بڑائی وعظمت پر میں نے حسد کیا اور ان کے آگے نہ جھکا اور ہمیشہ کے لیئے ملعون بن گیا۔ (سچی حکایات بحوالہ نزھۃ المجالس)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! کبھی کبھی دشمن بھی سچ بات کہہ دیتا ہے۔ دیکھا آپ نے شیطان مردود نے حضرت آدم علیہ السلام سے حسد کیا تو پروردگار جل جلالہ نے نہ اس کی عبادت دیکھی، نہ اس کی تسبیح وتحمید کی پرواہ کی، نہ اس کا فرشتوں کو پڑھانا دیکھا بلکہ اللہ عزوجل کی جانب سے حضرت آدم علیہ السلام کو ملنے والی عزت سے حسد کرنے کے عوض شیطان کو ہمیشہ کے لئے مردود وملعون قرار دیا گیا۔ اس سے یہ بات سمجھ میں آئی کہ حسد اتنا بڑا گناہ ہے کہ اس کی وجہ سے بندے کے سارے اعمال ضائع ہوجاتے ہیں اور بندہ مولیٰ کے عذاب کا حقدار بن جاتا ہے۔

ایک سال پہلے جہنم میں

روایت ہے کہ چھ آدمی حساب وکتاب سے ایک سال پہلے دوزخ میں جائیں گے۔ دریافت کیا گیا یارسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں؟ ارشاد فرمایا: اُمرا (حاکم) ظلم کی وجہ سے، عرب عصبیت کی وجہ سے، دہقان (رئیس) تکبر کی وجہ سے اور تاجر خیانت کے باعث اور گنوار جہالت کے ذریعہ اور علما حسد کی وجہ سے۔ (ابومنصور دیلمی)

صرف دو چیزوں میں حسد جائز ہے

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حسد صرف دو شخصوں میں ہے ایک وہ شخص جسے اللہ نے مال دیا ہے اور پھر اسے راہ حق میں خرچ کرنے پر مسلط کر دیا ہے اور دوسرا وہ شخص جسے اللہ نے علم عطا کیا ہے، وہ اس پر عمل کرتا ہے اور لوگوں کو تعلیم دیتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

حسد سے بچنے کا طریقہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا: تین باتیں ایسی ہیں جن سے کوئی خالی نہیں ہے۔

۱) **ظن:** لہٰذا جب کوئی گمان دل میں آئے تو اسے صحیح نہ سمجھو۔

۲) **بدفالی:** لہٰذا جب بدفالی ہو تو اپنے کام میں لگے رہو۔

۳) **حسد:** لہٰذا جب حسد پیدا ہو تو اس کی خواہش نہ کرو اور حضرت امام محمد غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حسد قلب کی بیماریوں میں سے ایک بہت بڑی بیماری ہے اور اس کا علاج یہ ہے کہ حسد کرنے والا ٹھنڈے دل سے یہ سوچ لے کہ میرے حسد کرنے سے ہرگز ہرگز کسی کی نعمت و دولت برباد نہیں ہو سکتی اور میں جس پر حسد کر رہا ہوں میرے حسد سے اس کا کچھ بگڑ نہیں سکتا بلکہ میرے حسد کا نقصان دین و دنیا میں مجھ کو ہی پہونچ رہا ہے کہ میں خواہ مخواہ دل کی جلن میں مبتلا ہوں اور ہر وقت حسد کی آگ میں جلتا رہتا ہوں اور میری نیکیاں برباد ہو رہی ہیں اور میں جس پر حسد کر رہا ہوں میری نیکیاں قیامت میں اس کو مل جائیں گی۔ پھر یہ بھی سوچے کہ جس پر حسد کر رہا ہوں اس کو خداوند کریم نے یہ نعمتیں دی ہیں اور میں اس پر ناراض ہو کر حسد میں جل رہا ہوں تو میں خداوند کریم کے فعل پر اعتراض کر کے اپنا دین و ایمان برباد کر رہا ہوں یہ سوچ کر پھر اپنے دل میں اس خیال کو جمائے

کہ اللہ تعالیٰ علیم و حکیم ہے۔ جو شخص جس کا اہل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو وہی عطا فرماتا ہے۔ میں جس پر حسد کر رہا ہوں اللہ تعالیٰ کے نزدیک چوں کہ وہ ان نعمتوں کا اہل تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کو یہ نعمتیں عطا فرمائیں۔ اس طرح حسد کا مرض دل سے نکل جائے گا اور حاسد کو حسد کی جلن سے نجات مل جائے گی۔ (احیاء العلوم جلد سوم)

کلمہ پڑھنے کی توفیق نہ ملی

حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک شاگرد پر نزع طاری تھی آپ اس کے پاس تشریف لے گئے اور اس کے سرہانے بیٹھ کر یٰسٓ شریف پڑھنا شروع کر دی، شاگرد نے نزع کی حالت میں عرض کی: استاذِ گرامی، اسے مت پڑھئے (کیونکہ کوئی فائدہ نہ ہوگا) استاذ نے تھوڑی دیر خاموش رہ کر ''لَا اِلٰـہَ اِلَّا الـلّٰہُ'' کی تلقین کی، شاگرد نے کہا میں ابھی نہیں پڑھ سکتا اس لئے کہ میں اس سے بری الذمہ ہوں۔ یہ کہہ کر وہ مر گیا۔

حضرت فضیل بن عیاض گھر لوٹے شاگرد کی اس غلطی پر چالیس روز تک روتے رہے اور اس غم سے گھر سے باہر نہ نکلے۔ چالیسویں روز خواب میں دیکھا کہ ان کے شاگرد کو جہنم کی طرف لے جا رہے ہیں۔ حضرت فضیل بن عیاض علیہ الرحمہ نے فرمایا: کمبخت! تو کونسی نحوست کے سبب جہنم کا مستحق ہو گیا حالانکہ تو میرا شاگرد تھا تجھ سے ایسی امید نہ تھی۔ عرض کی مجھ سے تین گناہ سرزد ہوئے ہیں۔

☆ چغلخوری، کہ میں اپنے دوستوں کو کچھ کہتا اور آپ کو کچھ۔

☆ حسد، کہ میں ہمیشہ اپنے ہمجولیوں سے حسد کرتا رہا۔

☆ مجھے ایک بیماری تھی میں نے کسی ڈاکٹر سے علاج پوچھا تو اس نے کہا سال میں ایک مرتبہ شراب پی لیا کرو ورنہ بیماری تجھے ہرگز نہ چھوڑے گی۔ چنانچہ اس طبیب کے کہنے پر میں سال میں ایک بار شراب پی لیا کرتا تھا۔ (تفسیر روح البیان جلد سوم)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! حضرت فضیل بن عیاض اللہ کے ولی تھے۔ان کی تلقین کے باوجود اس شخص کی زبان پر کلمہ جاری نہ ہوا اور وہ جہنمی ہو گیا۔ اندازہ لگائیں کہ جو تین برائیاں اس شخص کے اندر تھیں ان کا انجام کتنا بھیانک ہوا۔ دل میں جلن، چغلخوری اور شراب یہ اللہ عزوجل کو کس حد تک ناپسند ہیں کہ ان تین جرموں کی وجہ سے مجرم کو ولی کی تلقین کے باوجود کلمہ زبان پر جاری نہ ہوا۔اس لئے ہم کو چاہئے کہ ہم ہمیشہ گناہوں سے بچنے کی کوشش کریں اور اپنا حساب کرتے رہیں۔ یاد رکھیں کہ صحیح معنوں میں کامیابی ایمان پر خاتمہ ہے۔اللہ ایمان پر زندہ رکھے اور ایمان ہی پر خاتمہ فرمائے اور اللہ عزوجل ہم سب کو مذکورہ تین گناہوں سے ہمیشہ بچائے۔

اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْم عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَ التَّسْلِیْم

(حصہ دوم)

مؤلف

حافظ وقاری **مولانا محمد شاکر علی** نوری صاحب

(امیر سنی دعوتِ اسلامی)

فضائلِ ''بسم اللہ''

"بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" کی فضیلتیں، برکتیں اور خوبیاں بہت زیادہ ہیں، ہم یہاں اختصار کے ساتھ اس کی چند خوبیوں اور برکتوں کو قرآن واحادیث کے ذریعہ واضح کرتے ہیں تاکہ مسلمان اس کی برکتوں سے اچھی طرح فائدہ اٹھاسکیں۔

قرآن کی کنجی

قرآن مقدس اللہ عزوجل کی عظیم کتاب ہے۔ یہ برکت والی کتاب ہے۔ اس کی آیتیں مومنوں کے لئے شفا ہیں اس کے ایک ایک حرف میں دس دس نیکیاں اللہ عزوجل نے مقرر فرمائی ہیں۔ قرآن مقدس دنیا وآخرت کی پریشانیوں کا علاج ہے۔ قرآن مقدس رحمتوں کا خزانہ ہے لیکن اس عظیم رحمت والے خزانے سے مالا مال ہونا ہو تو پہلے سچے دل سے "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" پڑھو پھر اس خزانے کو کھولو اور زیادہ سے زیادہ اللہ کی رحمتوں کو حاصل کرو۔

سبحان اللہ! جب قرآن مقدس جیسی عظیم کتاب بغیر "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" کے نہیں کھلتی تو دوسرے جائز کام کی برکتیں بغیر "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" کے کیسے حاصل ہو سکتی ہیں۔

جائز کام کی ابتدا

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہر جائز کام سے پہلے "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" ضرور پڑھ لیا کرو۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ اگر خدا نخواستہ اس کام میں کوئی عیب یا نقص رہنے والا ہو تو "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" کی برکت سے وہ نقص یا عیب دور ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت آپ پر سایہ فگن ہوگی اور خدائے قدیر اس کام میں برکتیں عطا فرما دے گا۔

اس لئے کہ جو شخص اپنے جائز کام کی ابتدا میں اپنے رب کو نہ بھولا تو بھلا اس کی رحمت اسے کیسے چھوڑ سکتی ہے؟ حدیث شریف میں ہے کہ حضور اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو بھی اہم کام "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" سے شروع نہ کیا جائے وہ کام ناقص اور ادھورا رہتا ہے۔

لہٰذا جو بھی اپنے کام کو مکمل کرنا چاہے وہ اپنے کام کی ابتدا "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" سے ہی کرے۔

بخشش کا ذریعہ

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" بڑی عمدگی اور خوبی سے لکھا اس کی وجہ سے اس کی بخشش ہوگئی۔ (درمنثور)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہم "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" تو پڑھتے ہی ہیں لیکن عمدگی اور خوبی سے ایک بار پڑھ لیں تو بخشش کا ذریعہ بن جائے۔ لہٰذا جب بھی "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" پڑھیں تو نہایت ہی عمدگی اور خوبی سے پڑھا کریں۔ اس میں خدائے کریم کے تین اسمائے حُسنیٰ ہیں۔ ایک اسمِ ذات "اللّٰہ" اور دو اسمائے صفات "الرَّحْمٰن" اور "الرَّحِیْم" ان

اسما کو عمدگی اور خوبی سے پڑھنا درحقیقت اللہ تعالیٰ کی تعظیم ہے اور جو دل اللہ تعالیٰ کی تعظیم کرے گا اللہ تعالیٰ اسے اپنے قربِ خاص سے ضرور سرفراز فرمائے گا۔

نرالا انداز

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مدنی آقا رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ کی تعظیم کے لئے "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" عمدہ شکل میں تحریر کرے گا اللہ اسے بخش دے گا۔ (دُرِّ منثور)

سچ ہے

رحمتِ حق بہا، نمی جوید　　رحمتِ حق بہانہ می جوید

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ذرا غور تو کرو ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہم گنہ گاروں کا کتنا خیال ہے کہ کسی طرح امت کی بخشش ہو جائے۔ لیکن ہم کتنے غافل ہیں کہ اپنے آقا کے فرمان کا خیال نہیں رکھتے۔ افسوس! آج ہم اپنے بچوں کو انگریزی لکھنا، پڑھنا تو ضرور سکھاتے ہیں لیکن قرآن شریف پڑھنا اور لکھنا نہیں سکھاتے۔ اگر ہمیں یا ہماری اولاد کو عربی پڑھنا آتا تو مذکورہ حدیث پاک پر عمل پیرا ہو کر اپنی نجات تلاش کرتے اور "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" ادب کے ساتھ لکھتے تو آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق پروردگار عزوجل ہمیں بخش دیتا۔

حضرت موسیٰ کا علاج

حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک بار علیل ہو گئے اور شکم میں شدید درد ہوا آپ نے اللہ جل جلالہ کی بارگاہ میں اس کا ذکر کیا، اللہ جل شانہ نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جنگل کی ایک گھاس بتائی۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے کھایا۔ اللہ کے فضل سے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شفا مل گئی، پھر دوبارہ حضرت

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی مرض میں مبتلا ہوئے، آپ نے پھر وہی گھاس کھائی لیکن اس مرتبہ مرض بڑھ گیا، آپ نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کی اے پروردگار میں نے پہلے اسے کھایا تو فائدہ ہوا اور اب کھایا تو مرض بڑھ گیا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلی بار گھاس کیلئے تم میرے حکم سے گئے تھے لہٰذا شفا ملی اور دوسری بار تم خود گئے اس لئے مرض میں اضافہ ہو گیا، کیا تمہیں معلوم نہیں کہ پوری دنیا زہرِ قاتل ہے اور اس کا تریاق (علاج) میرا نام ہے۔ (تفسیر کبیر، ج اول، ص ۱۷۱)

ہلاکت سے حفاظت

مروی ہے کہ فرعون نے اپنی خدائی کے دعویٰ سے پہلے ایک محل بنوایا تھا اور اس کے باہر دروازہ پر "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" لکھنے کا حکم دیا تھا پھر جب اس نے خدائی کا دعویٰ کیا اور اس کے پاس حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھیجے گئے، حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو خدائے واحد پر ایمان لانے کی دعوت دی لیکن اس کی سرکشی اور شرک و کفر کو دیکھ کر بارگاہ الٰہی میں عرض کیا۔ اے پروردگار! میں بار بار اس کو تیری طرف بلاتا ہوں لیکن اس میں مجھے کوئی بھلائی نظر نہیں آتی، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے موسیٰ! تم اس کی ہلاکت چاہتے ہو۔ اے موسیٰ تم تو اس کے کفر کو دیکھ رہے ہو اور میں اپنا نام دیکھ رہا ہوں جو اس نے اپنے دروازے پر لکھ رکھا ہے۔

امام رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس میں نکتہ یہ ہے کہ جس نے کلمۂ "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" اپنے باہری دروازے پر لکھ لیا وہ ہلاکت سے بے خوف ہو گیا خواہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو تو بھلا اس مسلمان کا عالم کیا ہوگا جس نے "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" کو ساری زندگی اپنے قلب کی حیات کا ذریعہ بنائے رکھا ہو۔

(تفسیر کبیر ج، ۱: ص ۱۷۱)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج اکثر مسلمان

پریشانی کی شکایت کرتے ہیں لیکن اس کا سبب تلاش نہیں کرتے۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ آج مسلمانوں کے گھروں کے باہری دروازوں پر اپنے نام کی پلیٹ تو لگی ہوتی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کے نام کی پلیٹ نہیں لگی ہوتی۔ ہمیں چاہئے کہ خوبصورت طریقے سے ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم'' لکھوا کر اس کی تختی باہر کے دروازہ پر لگا دیں انشاء اللہ گھر کی بھی حفاظت ہوگی اور گھر والوں کی بھی حفاظت ہوگی۔

تباهی سے چھٹکارہ

شیر خدا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم تباہی میں پڑ جاؤ تو ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ'' پڑھو۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اس سے کئی طرح کی مصیبتیں دور فرماتا ہے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! سب سے بڑی تباہی مال و دولت کی قلت نہیں بلکہ انسان کا گناہوں کے دلدل میں دھنسنا سب سے بڑی تباہی ہے۔ اگر تباہی اور ذلت وخواری کے دلدل سے باہر نکلنا چاہتے ہو تو ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم'' کو اپنا وظیفہ بنالو۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم'' کے بارے میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے اور اس کے اور اللہ تعالیٰ کے اسم اکبر کے درمیان آنکھ کی سیاہی اور سفیدی جتنا فاصلہ ہے۔ (درمنثور، تفسیر ابو حاتم وغیرہ)

تاجدار مدینہ راحت قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی انگوٹھی مرحمت فرمائی اور ارشاد فرمایا اس میں ''لا

اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ'' نقش کرالاؤ۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ انگوٹھی نقاش کو دی اوراس سے فرمایا: اس میں ''لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' نقش کردو، نقاش نے اُس میں لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' نقش کردیا، حضرت ابوبکر سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں انگوٹھی لے کر حاضر ہوئے۔ تاجدار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس میں ''لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اَبُوْ بَکْرٍ صِدِّیْق'' منقش دیکھا۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر یہ ''لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ'' سے زائد عبارت کیسی ہے؟ حضرت ابوبکر صدیق نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے یہ بات پسند نہ تھی کہ میں آپ کے اسم گرامی کو اللہ تعالیٰ کے اسم گرامی سے الگ کرتا لیکن باقی حصہ ''ابو بکر صدیق'' اس کے لئے میں نے نہیں کہا تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ندامت ہوئی، اتنے میں حضرت جبرئیل امین علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابوبکر کا نام تو میں نے لکھوایا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے آپ کے نام مبارک کو اللہ تعالیٰ کے مقدس نام سے جدا کرنا پسند نہ فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے بھی ان کے نام کو آپ کے نام نامی سے جدا کرنا پسند نہیں فرمایا۔ (تفسیر کبیر ج ۱ ص: ۱۷۲)

تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص احترام اور تعظیم کے سبب زمین سے کوئی کاغذ اٹھاتا ہے جس میں ''بِسْمِ اللّٰـہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ'' لکھا ہو تو وہ اللہ کے نزدیک صدیقین میں لکھا جاتا ہے اور اس کے والدین کے عذاب میں کمی کی جاتی ہے۔ (درمنثور)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ تعالیٰ کا نام لکھا ہوا کاغذ تعظیم کے سبب زمین سے اٹھایا جائے تو صدّیقین کا درجہ حاصل ہوتا ہے، لہٰذا اخبار وغیرہ میں جو نام باری تعالیٰ لکھے ہوتے ہیں ان کی تعظیم کرنی چاہئے بلکہ جہاں کہیں بھی

ایسا پرچہ نظر آئے یا اخبار نظر آئے اس کو فوراً اٹھالیں اسے اونچی اور پاک وصاف اور بلند جگہ پر رکھ دیں یا مسجد کے صندوق میں احتیاط سے ڈال دیں۔

جہنم سے نجات

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب استاذ بچے سے کہتا ہے "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" کہو۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ استاد، بچے اور اس کے والدین کے لئے جہنم سے نجات لکھ دی جاتی ہے۔ (درمنثور)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج ہم اپنے بچوں کو دنیوی تعلیم تو دلاتے ہیں جس کا فائدہ تو صرف دنیا میں ہوسکتا ہے آخرت میں نہیں، لیکن اگر ہم اپنے بچوں کو دینی تعلیم کے لئے مدرسہ میں بھیجتے ہیں تو بچے کی زبان سے نکلے ہوئے پہلے لفظ کی برکت سے بخشش کا پروانہ مل جاتا ہے لہٰذا اپنے بچوں کو دین کی طرف مائل کرو اور آخرت سنوارو۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ الصلوۃ والسلام جب پہلی مرتبہ وحیٔ خدا لے کر حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا "اِقْرَأْ" تو آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا "مَا اَنَا بِقَارِئٍ" میں نہیں پڑھتا۔ لیکن جب مزید عرض کیا "اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ" یعنی پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا، تو آپ پڑھنے لگے۔

لیکن اے شمع رسالت کے پروانو! ہم نے اپنا معمول کچھ اور ہی بنا لیا ہے۔ ہماری فکریں بدل گئی ہیں۔ اپنے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے عظیم طریقوں کو ہم نے بھلا دیا ہے۔ جس کا خمیازہ یہ ہے کہ ہم بھی بھولی ہوئی داستان بن گئے ہیں، دنیا نے ہمیں بھلا دیا، ہم بے یار و مددگار ہو کر رہ گئے ہیں۔

کامل وضو

جب کوئی ایمان والا مرد یا عورت وضو کرنے سے قبل ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ'' پڑھ لیتا ہے تو وہ اعضائے وضو پانی سے دھل جاتے ہیں، ساتھ ہی ساتھ ان کے گناہ بھی جھڑ جاتے ہیں اور اعضائے وضو کے سوا بدن کے دوسرے حصے پر جہاں وضو کا پانی نہیں پہونچتا اللہ تعالیٰ اسے اپنے رحم وکرم کے پانی سے دھو دیتا ہے۔

اے شمع رسالت کے پروانو! دیکھا آپ نے ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ'' کی برکت؟ ہمیں اور آپ کو چاہئے کہ وضو کرنے سے قبل ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ'' نیز ہر عضو کو دھوتے وقت ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ'' ضرور ضرور پڑھ لیا کریں۔ اللہ تعالی اپنے حبیب ومحبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے اور طفیل میں ہمارے گناہوں کو معاف فرمادے گا۔

ایمان کی دولت نصیب ہوئی

سیدنا حضرت سلیمان علیہ الصلوۃ والسلام سے جب ھُدھُد نے ملکۂ صبا بلقیس کے تختِ شاہی اور فرماں روائی اور کفر والحاد کا ذکر کیا تو سیدنا حضرت سلیمان علیہ الصلوۃ والسلام نے بلقیس کو خط لکھ کر اسلام کی دعوت دی اور اطاعت گزاری کا حکم دیا۔ اس خط کی ابتدا آپ نے ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ'' سے فرمائی۔ جس کا تذکرہ بلقیس نے اپنے درباریوں میں اس طرح کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر قرآن میں فرمایا ترجمہ (بلقیس) بولی اے سردارو! بے شک میری طرف ایک عزت والا خط ڈالا گیا بے شک وہ سلیمان کی طرف سے ہے اور بے شک وہ اللہ کے نام سے ہے جو نہایت مہربان رحم والا۔ اور اس طرح بلقیس نے اللہ کے نام اور اس کے نبی کے بھیجے ہوئے خط کی تعظیم کی تو اللہ تعالیٰ نے اسے اس تعظیم کی برکت سے ایمان کی دولت نصیب فرمائی اور سیدنا سلیمان کے زوجیت میں داخل ہونے کا موقع نصیب فرما کر قربتِ نبی سے سرفراز فرمادیا۔ (تفسیر کبیر)

علاج درد سر

قیصر شاہِ روم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لکھا کہ مجھے مستقل درد ِسر رہتا ہے۔آپ میرے لئے کوئی دوا بھیجئے۔حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے پاس ایک ٹوپی بھیجی جب بھی اس ٹوپی کو وہ اپنے سر پر رکھتا اس کا دردِ سر جاتا رہتا اور جب اسے اتار دیتا پھر دردسر شروع ہو جاتا۔اس سے اس کو حیرت ہوئی اس نے ٹوپی کی تلاشی لی تو اس کے اندر ایک کاغذ ملا جس پر "بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ" لکھا ہوا تھا۔ (تفسیر کبیر ج ۱،:۱۷۳)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! بڑے بڑے طبیب جس بیماری کے علاج سے عاجز ہیں ان بیماریوں کا علاج اللہ عزوجل کے کلام میں ہے اے کاش! ہمارا لگاؤ قرآن مقدس سے ہو جاتا اور اپنی بیماریوں کا علاج دواؤں کے ساتھ ساتھ ہم اللہ کے کلام سے بھی کرتے جو یقیناً شافی ہے،لیکن افسوس ہمارا ایمان اتنا کمزور ہو گیا ہے کہ طبیبوں کی دوا پر تو بھروسہ ہوتا ہے لیکن اللہ کے کلام پر کامل بھروسہ نہیں ہوتا جس کی وجہ سے تاثیر نظر نہیں آتی۔اللہ جل شانہ ہم سب کو قرآن مقدس سے فیض حاصل کرنے اور "بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ" پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

زہر بے اثر

کسی نے حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کوئی نشانی طلب کرتے ہوئے کہا کہ آپ اسلام کی دعوت دے رہے ہیں ہمیں کوئی نشانی دکھایئے تاکہ ہم اسلام قبول کرسکیں۔حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میرے پاس زہر قاتل لاؤ۔اس کا ایک طشت لایا گیا آپ نے اس کو اپنے ہاتھ میں لیا اور "بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ" پڑھ کر سب پی گئے اور اللہ کے فضل سے سلامتی کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے۔یہ دیکھ کر مجوسیوں نے کہا کہ یہ دین حق ہے۔ (تفسیر کبیر ج۱ص:۱۷۵)

سبحان اللہ ! کیا ایمان تھا ان بزرگوں کا اور ذات باری تعالیٰ پر کتنا اعتماد تھا ؟ اللہ ان بزرگوں کے ایمان کا صدقہ ہمیں بھی نصیب فرمائے اور صحابۂ کرام کے فیوض و برکات سے مستفیض فرمائے۔

حجاب ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب بنی آدم اپنے کپڑے اتارتے ہیں اس وقت اگر وہ ''بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ'' پڑھ لیں تو یہ ان کی شرمگاہوں اور جنوں کی نگاہوں کے درمیان پردہ بن جاتا ہے۔ اس طرح شیطانی نگاہیں انسانی شرمگاہوں تک پہنچ نہیں سکتیں۔

اس میں اشارہ یہ ہے کہ دنیا کے اندر جب یہ اسم الٰہی انسان اور دشمن جنوں کے درمیان حجاب اور پردہ بن سکتا ہے تو کیا یہی اسم الٰہی آخرت میں بندۂ مومن اور عذاب کے فرشتوں کے درمیان حجاب نہ بن سکے گا۔ (درمنثور)

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مسجد سے نکلنے سے پہلے میں تمہیں ضرور ایک ایسی آیت یا سورت بتاؤں گا جو حضرت سلیمان علیہ الصلوۃ والسلام کے بعد میرے علاوہ کسی اور نبی پر نازل نہیں ہوئی۔

راوی کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چلے اور میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے ہولیا۔ حضور مسجد کے دروازے پر پہونچے اور اپنا ایک پاؤں مسجد کی دہلیز سے باہر کر چکے ابھی دوسرا پاؤں مسجد کی دہلیز کے اندر ہی تھا کہ میں عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے اشتیاق ہے (وہ بات رہ گئی) اس وقت حضور اپنے چہرۂ مبارک کے ساتھ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا نماز میں کس چیز سے قرآن شروع کرتے ہو؟ میں نے کہا ''بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ'' سے۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہی تو

وہ آیت ہے جو حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد میرے علاوہ کسی نبی پر نازل نہیں ہوئی۔ اس کے بعد حضور مسجد سے باہر تشریف لے گئے۔ (درمنثور)

حصول برکات کا ذریعہ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" نازل ہوئی، بادل مشرق کی طرف بھاگا، ہوا ٹھہر گئی، سمندر میں جوش آ گیا، چوپایوں نے توجہ کے ساتھ اپنے کان سے سنا، شیطانوں پر آسمان سے پتھر برسے اور اللہ نے اپنی عزت وجلال کی قسم کے ساتھ فرمایا جس چیز پر بھی اس کا نام لیا جائے گا وہ اس میں برکت دے گا۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ! (درمنثور)

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ میں ہر جائز کام پر "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" پڑھنے کی توفیق رفیق بخشے اور زیادہ سے زیادہ برکتیں حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وہ شخص ملعون ہے

حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ وسلم کا گزر ایک ایسی بستی سے ہوا جہاں زمین پر ایک تحریر تھی۔ سرکار نے اپنے ساتھ کے ایک شخص سے فرمایا: زمین پر گرے ہوئے اس کاغذ پر کیا لکھا ہے؟ اس نے کہا "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" سرکار نے فرمایا: جس نے یہ کیا (گرایا) وہ ملعون ہے۔ "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" کا جو مقام ہے وہی اسے دو۔ (ابوداؤد، درمنثور)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ وسلم کے پیارے دیوانو! اس سے ثابت ہوا کہ "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" کی توہین کرنے والا ملعون ہے۔ لہٰذا خدارا "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" لکھا ہوا کاغذ زمین پر نہ پھینکیں بلکہ کہیں نظر آئے تو اسے ادب اور تعظیم کے ساتھ بلند مقام پر رکھیں۔

تسمیہ لکھنے کی وصیت

ایک بزرگ نے "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" لکھا اور وصیت کی کہ یہ ان کے کفن میں رکھا جائے۔ ان سے پوچھا گیا اس میں کیا فائدہ ہے۔ انہوں نے فرمایا میں قیامت کے دن عرض کروں گا اے میرے اللہ عزوجل تو نے ایک کتاب بھیجا اس کا عنوان "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" رکھا لہٰذا تو اپنی کتاب کے عنوان کے لحاظ سے میرے ساتھ معاملہ فرما اور بخش دے۔ (درمنثور)

تین ہزار نام

تفسیر کبیر کے شروع میں "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" کے تحت ہے کہ حق تعالیٰ کے تین ہزار نام ہیں۔ جن میں سے ایک ہزار کو ملائکہ جانتے ہیں اور ایک ہزار کو صرف انبیا علیہم السلام جانتے ہیں اور ایک ہزار میں سے تین سو نام توریت شریف میں اور تین سو نام انجیل شریف میں اور تین سو نام زبور شریف میں اور ننانوے نام قرآن پاک میں ہیں اور ایک نام وہ ہے جس کو صرف حق تعالیٰ ہی جانتا ہے لیکن "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" میں حق تعالیٰ کے جو تین نام آئے ان تین میں تین ہزار کے معنی پائے جاتے ہیں لہٰذا جس نے ان تین ناموں سے حق تعالیٰ کو یاد کرلیا گویا اس نے تمام ناموں سے اس کو یاد کرلیا۔ (تفسیر نعیمی)

چار نہریں

صاحبِ تفسیر روح البیان نے "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" کے تحت ایک حدیث نقل فرمائی ہے کہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم معراج میں تشریف لے گئے اور جنتوں کی سیر فرمائی تو وہاں چار نہریں ملاحظہ فرمائیں ایک پانی کی، دوسری دودھ کی، تیسری شرابِ طہور کی اور چوتھی شہد کی۔ جبرئیل امین علیہ السلام سے دریافت کیا یہ نہریں کہاں سے آ رہی ہیں؟ حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے عرض کیا مجھے خبر

نہیں۔ دوسرے فرشتے نے کہا ان چاروں کا چشمہ میں دکھاتا ہوں۔ ایک جگہ لے گیا، وہاں ایک درخت تھا جس کے نیچے ایک عمارت بنی ہوئی تھی اور دروازہ پر قفل (تالہ) لگا ہوا تھا اور اس کے نیچے سے یہ چاروں نہریں نکل رہی تھیں۔ ارشاد فرمایا دروازہ کھولو۔ عرض کیا اس کی چابی ہمارے پاس نہیں بلکہ آپ کے پاس ہے یعنی "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" پڑھ کر قفل کو ہاتھ لگایا دروازہ کھل گیا۔ اندر جا کر ملاحظہ فرمایا کہ اس عمارت میں چار ستون ہیں اور ہر ستون پر لکھا ہوا ملاحظہ فرمایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
۱ ۲ ۳ ۴

اور بسم اللہ کی (میم) سے پانی جاری ہے اور اللہ کی (ھا) سے دودھ جاری ہے اور رحمٰن کی (میم) سے شراب طہور جاری ہے اور رحیم کی (میم) سے شہد۔ اندر سے آواز آئی اے میرے محبوب! آپ کی امت میں سے جو شخص "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" پڑھے وہ ان چاروں کا مستحق ہوگا۔ (تفسیر نعیمی ج اول، ص: ۴۱)

"بِسْمِ اللّٰہِ" کیوں؟

(۱) جس کام کی ابتدا اچھی ہو اس کی انتہا بھی اچھی ہوتی ہے۔ بچے کے پیدا ہوتے ہی اس کے کان میں اذان دی جاتی ہے تا کہ اس کی ابتدا اللہ کے نام پر ہو اور اس کی تمام زندگی بخیریت گزرے۔

(۲) دکان دار اپنی پہلی بِکْری کے وقت زیادہ بھاؤ تاؤ نہیں کرتا تا کہ سارا دن تجارت کے لئے اچھا گزرے۔ اسی طرح مسلمان کے لئے یہ ضروری ہے کہ اپنے ہر جائز کام کی ابتدا اللہ تعالیٰ کے نام سے کرے تا کہ بخیر و خوبی انجام کو پہونچے۔

(۳) حکومت کے مال پر کوئی حکومت کی علامت لگا دی جاتی ہے تا کہ کوئی چور اس کو

لیتے وقت خوف کرے اور چُرا نہ سکے کیوں کہ حکومت کے مال کی چوری ایک قسم کی بغاوت ہے۔ اسی طرح مسلمان کو چاہئے کہ اپنے ہر جائز کام کی ابتدا میں "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" پڑھ لے تا کہ وہ رب العالمین کی نشانی بن جائے اور شیطان چور اس میں اپنا دخل نہ دے سکے۔ اور حدیث پاک میں بھی آیا ہے کہ جس جائز کام کی ابتدا میں "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" نہ پڑھی جائے اس میں شیطان شریک ہو جاتا ہے۔ اور "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" کے پڑھ لینے سے وہ کام محفوظ ہو جاتا ہے۔

(۴) آدمی جس کا ذکر زیادہ کرتا ہے اس کو اسی کے ساتھ رکھا جاتا ہے۔ انسان "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" زیادہ پڑھے تو انشاء اللہ دونوں جہاں میں رحمت الٰہی اس کے ساتھ رہے گی کیونکہ انسان صبح سے لے کر رات تک بے شمار جائز اور ناجائز کام کرتا ہے اور اگر جائز کام کی ابتدا میں بسم اللہ پڑھے تو صبح سے شام تک رب کا ذکر اس کی زبان پر جاری رہے گا۔ جس کی وجہ سے رحمت الٰہی اس کے ساتھ رہے گی۔ البتہ ناجائز کام کی ابتدا میں "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" پڑھنا ناجائز اور حرام ہے۔

(۵) دنیا کے سارے کام انسان کے لئے زہر قاتل ہوتے ہیں کیوں کہ یہ رب تعالیٰ سے غافل کرنے والے ہیں اور اس کا تریاق ربعز وجل کا نام ہے تو جو انسان رب عزوجل کے نام سے اپنے کام شروع کرے گا۔ خدا چاہے تو اس کا کوئی کام ذکرِ الٰہی و خوفِ خدا سے غفلت پیدا نہ کرے گا۔

(۶) جب کوئی فقیر کسی امیر کے دروازے پر جاتا ہے تو بھیک مانگنے کی غرض سے اس کی تعریف شروع کر دیتا ہے۔ جس سے امیر یہ سمجھتا ہے کہ یہ بھکاری ہے میری تعریف کر کر کے مجھ سے مانگنا چاہتا ہے تو گویا فقیر کا یہ کہنا کہ گھر والا بڑا سخی اور داتا ہے۔ مطلب اس کا کچھ یہ ہوتا ہے کہ دلوا دے۔ اسی طرح جب کوئی انسان کام شروع کرتا ہے تو چاہتا ہے رب تعالیٰ سے اس میں مدد مانگے اور اس کے پورا کرنے اور درست کرنے کی توفیق مانگے۔ تو صاف صاف نہیں کہتا بلکہ رب تعالیٰ کی تعریفیں کرتا

ہے اور اس سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ میرے اس نام لینے کی لاج رکھتے ہوئے تو ہی اس بیڑے کو پار لگانے والا ہے۔ لہٰذا رب تعالیٰ کی رحمت جوش میں آتی ہے بندے کے سوال کو "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" کی برکت سے پورا فرما دیتا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

تفسیر عزیزی میں ہے کہ اولیاء اللہ میں سے ایک ولی نے مرتے وقت وصیت کی تھی کہ میرے کفن میں "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" لکھ کر رکھ دینا۔ لوگوں نے اس کی وجہ پوچھی تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ قیامت کے دن میری دستاویز ہوگی جس کے ذریعہ میں رحمت الٰہی کی درخواست کروں گا۔

بِسْمِ اللّٰه کے ۱۹/ حروف

تفسیر کبیر وغیرہ میں ہے کہ "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" میں ۱۹/حروف ہیں اور دوزخ پر عذاب کے فرشتے بھی انیس ہیں۔ امید ہے کہ اس کے ایک حرف کی برکت سے ایک ایک فرشتے کا عذاب دور ہو جائے گا۔ دوسری خوبی یہ ہے کہ دن رات میں چوبیس گھنٹے ہیں جن میں سے پانچ گھنٹے پانچ نمازوں نے گھیر لئے اور انیس گھنٹوں کے لئے "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" کے انیس حروف عطا فرمائے گئے جو "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" کا ورد کرتا ہے انشاء اللہ اس کا ہر گھنٹہ عبادت میں شمار ہوگا اور ہر وقت کے گناہ معاف ہوں گے۔ (تفسیر نعیمی)

ترازو کا پلہ

تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسی کوئی دعا رد نہیں ہوتی جس کے آغاز میں "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" ہو۔ آپ نے فرمایا قیامت کے دن بلا شبہ میری امت "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" کہتی ہوئی آگے بڑھے گی اور میزان میں اس کی نیکیاں وزنی ہو جائیں گی۔ اس وقت دوسری امتیں کہیں گی کہ امت محمدیہ کے ترازو میں کس قدر وزنی اعمال ہیں؟ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ان کے جواب میں

فرمائیں گے کہ امت محمدیہ کے کلام کا آغاز اللہ کے تین ایسے ناموں سے ہے کہ ان کو اگر ترازو کے ایک پلہ میں رکھ دیا جائے اور تمام مخلوق کی برائیاں (گناہ) دوسرے پلے میں رکھ دی جائیں تب بھی یقیناً نیکیاں ہی بھاری ہوں گی۔ (غنیۃ الطالبین)

کھانے اور گھر میں داخل

کھانے سے قبل اور گھر میں داخل ہونے سے پہلے "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" پڑھنے کی حدیث شریف میں بڑی تاکیدیں وارد ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کھانے پر "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" نہ پڑھی جائے شیطان کے لئے وہ کھانا حلال ہوجاتا ہے۔ (مسلم شریف)

یعنی بسم اللہ نہ پڑھنے کی صورت میں شیطان اس کھانے میں شریک ہوجاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ کھانا پیش کیا گیا ابتدا میں کھانے میں اتنی برکت ہوئی کہ ہم نے اتنی برکت کسی بھی کھانے میں نہیں دیکھی تھی۔ مگر آخر میں بڑی بے برکتی دیکھی۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسا کیوں ہوا۔ ارشاد فرمایا: ہم سب نے کھانے کے وقت "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" پڑھی تھی پھر ایک شخص بغیر "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" پڑھے کھانے کے لئے بیٹھ گیا۔ اس کے ساتھ شیطان نے کھانا کھالیا۔ (شرح سنہ)

اس حدیث پاک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک ساتھ چند آدمی کھانا کھائیں اور ان میں سے ایک نے بھی "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" نہ پڑھی تو پورے کھانے کی برکت چلی جاتی ہے اور اس ایک کے نہ پڑھنے کی وجہ سے شیطان کھانے میں شریک ہوجاتا ہے۔ لہٰذا "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" بلند آواز سے پڑھیں تاکہ ساتھ والوں کو بھی یاد آجائے۔

اسی طرح حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی شخص مکان میں آیا اور داخل ہوتے وقت اور کھانے کے وقت اس نے بسم اللہ پڑھ لی تو شیطان اپنی ذُرِیت (اولاد) سے کہتا ہے کہ اس گھر میں نہ تمہیں رہنے ملے گا، نہ کھانا اور اگر گھر میں داخل ہوتے وقت بسم اللہ نہ پڑھی تو اپنی ذُرّیت سے کہتا ہے اب تمہیں رہنے کی جگہ مل گئی اور کھانے کے وقت بسم اللہ نہ پڑھی تو کہتا ہے کہ رہنے کی بھی جگہ ملی اور کھانا بھی ملا۔ (مسلم شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! پتہ چلا کہ اگر ہم ذرا سی غفلت برتیں اور بسم اللہ نہ پڑھیں تو شیطان اپنی ذرّیت (اولاد) کے ساتھ ہمارے گھر میں بھی گھس آتا ہے اور کھانے میں بھی شریک ہو جاتا ہے جس سے کھانے کی برکت بھی چلی جاتی ہے اور پورے گھر میں بے برکتی رہتی ہے اور اگر بسم اللہ پڑھنا ہمارا معمول رہا تو ہمارے کھانے میں بھی برکتیں نازل ہوں گی، گھر بھی خیر و برکت سے معمور رہے گا اور شیطان کی ذریت سے مکان و سامان سب محفوظ ہو جائیں گے۔

لہٰذا ہمیں بسم اللہ پڑھنے کی عادت ڈالنی چاہئے تاکہ اس کی برکتیں زیادہ سے زیادہ حاصل کر سکیں اور ہرگز اس سے غفلت نہ برتیں ورنہ شیطان ہمارے کام میں شریک ہو جائے گا۔

بسم اللہ شریف کے فوائد وفضائل بہت زیادہ ہیں طوالت کے خوف سے ہم نے ان میں سے کچھ یہاں ذکر کیا اس امید پر کہ ہمارے اسلامی بھائی اور بہن اس کی افادیت واہمیت کو سمجھیں گے اور اس کے پڑھنے لکھنے کی جانب پوری توجہ دیں گے اور خیر و برکت سے مالا مال ہوں گے۔ ربِ پاک اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ میں ہماری اس کوشش کو قبول فرمائے اور ہمارے لئے اسے ذریعۂ نجات بنائے۔

بسم اللہ سے متعلق مسائل

بسم اللہ قرآن مقدس کی پوری آیت ہے مگر کسی سورت کا جز نہیں ۔ بلکہ سورتوں میں فاصلہ کرنے کے لئے اتاری گئی ہے ۔اسی لئے نماز میں اس کو آہستہ ہی پڑھتے ہیں ہاں جو حافظ تراویح میں پورا قرآن پاک ختم کرے وہ ضرور کسی نہ کسی سورت کے ساتھ بسم اللہ زور سے پڑھے۔

مسئلہ: سوا سورۂ توبہ کے باقی ہر سورت بسم اللہ سے شروع کرے لیکن اگر کوئی شخص سورۂ توبہ سے ہی تلاوت شروع کرے تو وہ تلاوت کے لئے بسم اللہ پڑھ لے۔

مسئلہ: ہر جائز کام بسم اللہ سے شروع کرنا مستحب ہے،نا جائز کام پر بسم اللہ پڑھنا منع ہے۔اگر کوئی شخص بسم اللہ کہہ کر شراب پیئے، چوری کرے،غیبت کرے،جھوٹ بولے تو کفر کا اندیشہ ہے۔شامی میں ہے کہ حقہ پیتے وقت اور بد بودار چیزیں (جیسے پیاز،لہسن وغیرہ) کھاتے وقت بسم اللہ نہ پڑھنا بہتر ہے۔

مسئلہ: ننگے ہوکر، پاخانہ میں پہنچ کر بسم اللہ پڑھنا منع ہے۔

مسئلہ: نمازی نماز میں جب کوئی سورت پڑھے،آہستہ بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے۔

مسئلہ: جو جائز کام بھی بغیر بسم اللہ کے شروع کیا جائے گا اس میں برکت نہ ہوگی۔

مسئلہ: جب مردہ کو قبر میں اتارا جائے تو اتارنے والے یہ پڑھتے جائیں ''بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ''

☆☆☆☆

تلاوت قرآن کے فضائل

اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قرآن پاک اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر چیز سے افضل ہے۔ قرآن پاک کو دیگر کلام پر اسی طرح برتری ہے جیسے خدائے تعالیٰ کو مخلوق پر۔ جو شخص قرآن پاک کی تعظیم کرتا ہے وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کی تعظیم کرتا ہے اور جو قرآن پاک کی تعظیم نہیں کرتا وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کو کوئی حیثیت نہیں دیتا اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک قرآن کی عزت وتوقیر اولاد کے لئے والد کی عزت وتوقیر کی طرح ہے۔ قرآن ایسا شفاعت کرنے والا ہے جس کی شفاعت قبول ہوگی اور ایسا مخالف ہے جس کی مخالفت سنی جائے گی۔ جو شخص قرآن کو اپنے آگے کرے گا قرآن اسے جنت میں لے جائے گا اور جو اسے پس پشت ڈالے گا اسے جہنم میں پہنچا دے گا۔ حاملینِ قرآن کو اللہ کی رحمت گھیرے ہوئے ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے نور کا لبادہ اوڑھے ہوتے ہیں اور کلام الٰہی کی تعلیم حاصل کرنے والوں سے جو عداوت ودشمنی کرتا ہے وہ بلا شبہ اللہ تعالیٰ سے عداوت رکھتا ہے اور جو ان سے دوستی کرتا ہے وہ یقیناً اللہ تعالیٰ سے دوستی رکھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اے کتابُ اللہ کو اپنے پاس رکھنے والو! اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی کتاب کی تعظیم کے لئے دعوت دے رہا ہے۔ تم اس کی دعوت پر لبیّک کہو وہ تم سے مزید محبت فرمائے گا اور تم کو اپنی مخلوق میں مقبول ومحبوب بنا دے گا۔ اللہ تعالیٰ قرآن سننے والے سے دنیا کی برائی دور فرماتا ہے اور قرآن کی تلاوت کرنے والے سے آخرت کی مصیبت رفع فرماتا ہے اور یقیناً کتابُ اللہ کی ایک آیت سننے والے کی جزا ایک پہاڑ سونے سے بھی بہتر ہے۔ اور کتاب اللہ کی ایک آیت تلاوت کرنے والے کا اجر زیر آسمان کی ہر چیز سے بہتر ہے اور بلا شبہ قرآن میں ایک سورت ہے جسے اللہ تعالیٰ کے یہاں ''عظیم'' کہا جاتا ہے۔ صاحب سورت (اس کا حافظ اور اس کی نگہداشت اور اس کے مطابق عمل کرنے والے) کو ''شریف'' کہا جاتا ہے۔ یہ سورت قیامت کے دن صاحب سورت کے لئے قبیلہٗ ربیعہ ومُضَرْ کے افراد سے زیادہ لوگوں کے حق میں شفاعت کرے گی اور یہ سورۂ یٰسٓ ہے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! قرآن مقدس کی تعظیم کرو اور اس کی تلاوت کرو انشاء اللہ دنیا وآخرت میں کامیابی نصیب ہوگی۔

تلاوت کے آداب

تلاوت کرنے والا قبلہ رو سر جھکا کر ادب اور وقار کے ساتھ استاد کے سامنے بیٹھنے کی طرح بیٹھ کر تلاوت کرے۔ مسجد میں نماز کے اندر کھڑے ہو کر قرآن پڑھنے میں سب سے زیادہ ثواب ہے۔ بستر پر لیٹ کر حفظ سے قرآن پڑھنے میں بھی ثواب ہے مگر کم، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے معلوم ہوتا ہے ''اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَاماً وَّ قُعُوْداً وَّعَلٰی جُنُوْبِھِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ''
وہ جو اللہ تعالیٰ کو کھڑے، بیٹھے اور اپنے پہلوؤں پر لیٹے یاد کرتے ہیں اور آسمان وزمین کی تخلیق پر غور کرتے ہیں۔ (آل عمران/۱۹۱، کنز الایمان)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس آیۂ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے تینوں حالتوں میں ذکر کرنے والوں کی مدح فرمائی ہے مگر کھڑے ہوکر ذکر کرنے والوں کو سب پر مقدم کیا ہے۔ پھر بیٹھ کر اور پھر سوکر ذکر کرنے والوں کا تذکرہ کیا ہے۔

☆ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا: جو شخص نماز میں کھڑے ہوکر قرآن پڑھتا ہے اس کے لئے ہر حرف پر سو نیکیاں ہیں اور جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھتا ہے اس کے لئے ہر حرف پر پچاس نیکیاں ہیں اور جو شخص نماز کے باہر باوضو پڑھتا ہے اس کے لئے پچیس نیکیاں ہیں اور جو شخص بغیر وضو پڑھتا ہے اس کے لئے دس نیکیاں ہیں۔ قرآن دیکھ کر تلاوت کرنا حفظ سے تلاوت کرنے سے افضل ہے اس لئے کہ قرآن کا اٹھانا، چھونا اور اس کا دیکھنا یہ سب عبادت ہے۔

قرآن دیکھ کر پڑھنے کے فضائل اپنے مقام پر آئیں گے۔ یہاں صرف دو روایتوں پر اکتفا کیا جارہا ہے۔

دو هزار درجه

طبرانی نے ''معجم'' میں اور بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں حضرت اوس ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''قرآن پاک حفظ سے پڑھنا ایک ہزار درجہ رکھتا ہے اور دیکھ کر پڑھنا دو ہزار کا درجہ رکھتا ہے۔'' ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ ''قرآن مجید دیکھ کر پڑھنا وہی درجہ رکھتا ہے جو فضیلت فرض کو نفل پر حاصل ہے''۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! کھڑے رہ کر بیٹھ کر بلکہ ہمیشہ اپنے رب عزوجل کے کلام کو پڑھتے رہنے کی کوشش کرو۔

تلاوت کی مقدار

تلاوت کس مقدار میں کرنا چاہئے، صحابۂ کرام اور اسلاف عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا طریقہ اس میں مختلف رہا ہے۔ بعض حضرات رات دن میں ایک ختم تلاوت کرتے، بعض دو ختم اور بعض تین ختم تک تلاوت کرتے اور بعض ایک ماہ میں ایک ختم تلاوت کرتے۔ لیکن عام لوگوں کے لئے تین دن سے کم میں ختم کرنا خلاف اولیٰ ہے۔ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے۔ ''لَمْ يَفْقَهُ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فِي اَقَلِّ مِنْ ثَلٰثٍ'' جس نے تین دن سے کم میں قرآن ختم کی اس نے اس کو سمجھا نہیں۔ (ترمذی ج۲،ص:۱۲۳)

اس حدیث کا مصداق یہی ہے کہ عام طور پر ذہن کی جو کیفیت ہوتی ہے وہ یہی ہے کہ تین دن سے کم میں پڑھنے والا قرآن سمجھ نہ سکے گا۔ اسی کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیان فرمایا گویا اس میں عام حال کی خبر دی گئی ہے۔ لیکن خاصانِ خدا، اولیاء اللہ کی شان نرالی ہے وہ حضرات قرآنِ عظیم کم سے کم وقت میں یوں ختم فرماتے ہیں کہ آیت پوری صحت کے ساتھ ادا بھی کرتے اور خوب سمجھتے اور دل میں محفوظ بھی رکھ لیتے ہیں جیسا کہ مروی ہے کہ سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر رات ایک قرآن مجید ختم فرماتے اور مسائلِ شرعیہ کا بھی ان آیتوں سے استنباط فرماتے یہ ان کی کرامت ہے۔ بعض حضرات دس دن میں ختم کرتے اور بعض سات دن میں اکثر صحابہ اور اسلاف کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا اس پر عمل رہا ہے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہم بھی اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے کم از کم قرآن مقدس کو ہفتہ میں ایک بار تو ضرور ختم کرلیا کریں۔ ان شاء اللہ قلب کو اطمینان نصیب ہوگا۔

حصوں میں تلاوت کرنا

جو ہفتہ میں ایک بار ختم کر سکے وہ قرآن مقدس سات حصوں میں تقسیم کرے کہ یہی صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سنت ہے۔

مروی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جمعہ کی شب میں ''سورۂ بقرہ'' سے شروع کر کے ''سورۂ مائدہ'' تک پڑھتے اور سنیچر کی شب میں ''سورۂ انعام'' سے ''سورۂ ھود'' تک اور اتوار کی شب میں ''سورۂ یوسف'' سے ''سورۂ مریم'' تک اور پیر کی شب میں ''سورۂ طٰہٰ'' سے ''سورۂ قصص'' تک اور منگل کی شب میں ''سورۂ عنکبوت'' سے ''سورۂ صٓ'' تک۔ اور بدھ کی شب میں ''سورۂ تنزیل'' سے ''سورۂ رحمٰن'' تک اور جمعرات کی شب میں ''سورۂ واقعہ'' سے ''سورۂ ناس'' تک اس طرح قرآن ختم کر دیتے۔

دوران تلاوت رونا

تلاوت کے ساتھ رونا مستحب ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم قرآن کی تلاوت کرو اور اس کے ساتھ رویا کرو اگر نہ رو سکو تو رونے جیسا انداز اختیار کر لیا کرو۔ (ابن ماجہ)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ یَبْکُوْنَ'' وہ اہل ایمان روتے ہوئے سجدہ ریز ہو جاتے ہیں۔ (بنی اسرائیل، ترجمہ کنز الایمان)

بخاری اور مسلم شریف کی حدیث ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں قرات کر رہے تھے اس وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آنکھیں اشکبار تھیں۔ (بخاری و مسلم)

پروردگار عزوجل اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے ہمیں تلاوت قرآن پاک میں رونے کی توفیق عطا فرمائے۔

حقوق آیات کا لحاظ رکھنا

سجدہ کی آیت آئے تو تلاوت کرنے والا سجدہ کرے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رحمت عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب ابن آدم آیت سجدہ پڑھتا ہے پھر سجدہ کرتا ہے تو شیطان روتا ہوا الگ ہو جاتا ہے اور ہائے ہلاکت کہتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ وہ کہتا ہے ہائے میری ہلاکت، ابن آدم کو سجدہ کا حکم دیا گیا وہ سجدہ ریز ہو گیا اور اس کو جنت مل گئی۔ مجھے سجدہ کا حکم دیا گیا تو میں نے انکار کیا اس لئے میرے حصے میں جہنم ہے۔ (الترغیب والترہیب ج۱ص:۵۷۷)

چودہ سجدے

(۱)سورۂ اعراف (۲) سورۂ رعد (۳) سورۂ نحل (۴) سورۂ بنی اسرائیل (۵)سورۂ مریم (۶)سورۂ حج (۷)سورۂ فرقان (۸) سورۂ الٓمّ تنزیل (۹) سورۂ صٓ (۱۰)سورۂ نمل (۱۱) سورۂ حٰمٓ السجدہ (۱۲)سورۂ نجم (۱۳) سورۂ انشقاق (۱۴) سورۂ اقرا

آیت سجدہ پڑھتے یا سنتے ہی فوراً سجدہ کرلے اگر کوئی چیز مانع ہو تو اس وقت صرف یہ آیت ''سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَکَ رَبَّنَا وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ'' پڑھ لے اور بعد میں جب بھی موقع ملے فوراً سجدہ کرلے۔

سجدہ کیسے کرے

یہ وہ سجدہ ہے جو آیتِ سجدہ پڑھنے یا سننے سے واجب ہو جاتا ہے اس کا سنت طریقہ یہ ہے کہ کھڑا ہو کر ''اللّٰہ اکبر'' کہتا ہوا سجدہ میں جائے اور کم سے کم تین مرتبہ ''سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی'' کہے پھر ''اللّٰہ اکبر'' کہتا ہوا کھڑا ہو جائے۔

سجدہ کب کرے

سجدۂ تلاوت کے لئے تکبیرِ تحریمہ کے سوا وہ تمام شرائط ہیں جو نماز کے لئے ہیں۔ مثلاً طہارت، استقبالِ قبلہ، نیت، وقت، سترِ عورت وغیرہ۔

مسئلہ: اگر آیتِ سجدہ نماز ہی میں تلاوت کی گئی تو سجدۂ تلاوت فوراً نماز ہی میں کرنا واجب ہے۔

سجدہ کب نہ کرے

طلوعِ آفتاب یعنی سورج نکلنے کے وقت، غروبِ آفتاب یعنی سورج ڈوبنے کے وقت اور نصف النہار یعنی زوال کے وقت سجدۂ تلاوت کرنا جائز نہیں۔ اس وقت اگر کسی کی تلاوت کے دوران آیتِ سجدہ آجائے تو ان اوقات کے گزرنے کے بعد سجدہ ادا کرے۔

تلاوت کی ابتدا

تلاوت کی ابتدا ''اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ'' سے کرے اور اس کے بعد ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ'' بھی مستحب ہے۔

تعوذ کب پڑھے؟

''اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ ا لرَّجِیْمِ'' ترجمہ: اللہ کی پناہ چاہتا ہوں شیطان مردود سے۔

قرآن عظیم کی تلاوت سے پہلے چونکہ استعاذہ (اعوذ باللہ الخ) کا حکم ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ''اِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ'' یعنی جب تم قرآن پڑھو تو پناہ مانگو اللہ کی شیطان مردود سے۔ اسی لئے قرآن پاک کی ابتدا سے پہلے ''اعوذ باللہ'' پڑھنے کا حکم ہے، اس کے پڑھ لینے سے اللہ تعالیٰ کا حفظ وامان حاصل ہوتا ہے اور شیطانی مکر و کید سے نجات مل جاتی ہے۔ جسے شیطانی وسوسے زیادہ آتے ہوں اسے چاہیئے کہ اس کا کثرت سے ورد کرے۔

فضائل تعوذ

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جو حضورِ قلب کے ساتھ ”اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم“ پڑھے تو رب تعالیٰ اس کے اور شیطان کے درمیان تین سو پردے حائل کر دیتا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

اور ”بستان التفاسیر“ میں ہے کہ حضور غمخوار امت شفیع روز محشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص روزانہ دس بار ”اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم“ پڑھ لیا کرے۔ حق تعالیٰ اس پر ایک فرشتہ مقرر کر دیتا ہے جو کہ اس کو شیطان سے بچاتا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

اور حدیث پاک میں ہے کہ ایک شخص پر غصہ بہت وارد تھا اور منھ سے جھاگ نکل رہے تھے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ شخص ”اَعُوْذُ بِاللّٰهِ“ پڑھ لے تو اس کی یہ حالت دور ہو جائے۔ (ایضاً)

مسائلِ تعوذ

مسئلہ: شروع تلاوت میں ”اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم“ پڑھنا واجب ہے۔ (بہار شریعت)

مسئلہ: جب کوئی شاگرد استاذ سے قرآن عظیم یا کوئی دوسری کتاب پڑھتا ہو تو اس کے لئے ”اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم“ آہستہ پڑھنا سنت نہیں۔ (شامی)

مسئلہ: نماز میں امام اور منفرد کے لئے ثناء سے فارغ ہو کر ”اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم“ آہستہ پڑھنا سنت ہے۔ (شامی)

مسئلہ: شیطان چونکہ اللہ و رسول اور اہل ایمان کا دشمن ہے اس لئے اس سے بیزاری کا اظہار کرنا اہل ایمان کا شیوہ ہے۔

مسئلہ: عزازیل کا نام لینا بھی قرآن نے گوارہ نہیں کیا بلکہ شیطان، رجیم، ملعون

وغیرہا القابِ بد سے ذکر کیا۔اس سے معلوم ہوا کہ خدا ورسول کے دشمن کی اہانت علی الاعلان جائز ودرست اور تعلیم قرآن کے مطابق ہے۔

تلاوت کیسے ختم کریں

تلاوت سے فارغ ہوتے وقت ان کلمات کوادا کرنا بہتر ہے ''صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ الْكَرِيْمُ اَللّٰهُمَّ انْفَعْنَا بِهٖ وَبَارِكْ لَنَا فِيْهِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْحَيَّ الْقَيُّوْمَ'' ترجمہ:اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایااوراس کے رسول نے ہم تک اسے پہنچایا۔اے اللہ عزوجل! ہمیں اس سے نفع دے اور ہمارے لئے اس میں برکت دے۔تمام حمد وثنا اللہ عزوجل کے لئے ، جوسارے عالم کا رب ہےاور میں اللہ عزوجل حیّ وقیوم سے مغفرت کا سوال کرتا ہوں۔

نماز میں تلاوت

اتنی آواز سے تلاوت کرنا کہ خود سن سکے واجب ہے۔سرّی نمازوں یعنی ظہرو عصر میں بھی اس طرح پڑھنا واجب ہے کہ صرف خود سن سکےاوراگراس طرح نہ پڑھے گا تو نماز صحیح نہ ہوگی اور جہری نمازوں یعنی مغرب،عشا اور فجر میں اتنی آواز میں تلاوت کرنا مستحب ہے کہ اپنے علاوہ بھی کوئی سن سکےاوراگرنماز باجماعت ادا کی جارہی ہوتو امام پران نمازوں میں اتنی آواز سے پڑھنا کہ پہلی صف کے چند مقتدی امام کی قرأت کو سن لیں یہ واجب ہے۔

خوش آوازی سے تلاوت

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور تاجدار کائنات فخر موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا''زَيِّنُوا الْقُرْاٰنَ بِاَصْوَاتِكُمْ''، تم اپنی (اچھی) آواز سے قرآن کومزین کرو۔ (الترغیب ج۱،ص:۵۸۲)

مروی ہے کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک شب حضرت عائشہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہا کا انتظار فرما رہے تھے کہ اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تاخیر سے حاضر ہوئیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت کیا کیسے تاخیر ہوئی؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ! میں قرأت سن رہی تھی، میں نے اس سے اچھی آواز نہیں سنی۔ تاجدار کائنات اٹھ کر تشریف لے گئے اور اس شخص سے بہت دیر تک سنتے رہے پھر واپس تشریف لائے اور فرمایا کہ یہ ابو حذیفہ کے مولیٰ سالم ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وستائش ہے کہ جس نے میری امت میں ایسے شخص کو بھی پیدا فرمایا ہے۔

اسی طرح رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ایک صحابی حضرت موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ تعالیٰ عنہ سے ایک بار قرأت سنی تو فرمایا کہ ان کو آلِ داؤد کی کی خوش آوازی کا ایک حصہ ملا ہے۔ (بخاری ومسلم)

جب حضرت موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے یہ تعریفی کلمات پہنچے تو انہوں نے حضور کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا اگر مجھے معلوم ہوتا کہ سرکار سن رہے ہیں تو میں اور حسین وجمیل آواز میں پڑھتا۔ (احیاء العلوم)

معمولی سمجھنے والے کو تنبیہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''مَنْ قَرَأَالْقُرْاٰنَ ثُمَّ رَاٰی اَنَّ اَحَدًا اُوْتِیَ اَفْضَلَ مِمَّا اُوْتِیَ فَقَدِ اسْتَصْغَرَ مَا اَعْظَمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی'' جس نے قرآن پڑھا پھر اس نے یہ سمجھا کہ اس کو جو ثواب ملا ہے اس سے بڑھ کر کسی کو ثواب مل سکتا ہے تو اس نے یقیناً اس کو معمولی سمجھا جس کو اللہ تعالیٰ نے عظیم کیا ہے۔ (طبرانی)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! تلاوتِ قرآن کا اتنا عظیم ثواب ہے کہ تلاوت کرنے والے نے اگر یہ سمجھا کہ اس کے جیسا ثواب کسی

اورعبادت پر ملا تو اس نے اسے معمولی سمجھا جس کو اللہ تعالیٰ نے عظیم کیا ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ تلاوت عظیم ترین عبادت ہے۔

اور اس حدیث میں سخت تنبیہ کی گئی ہے کہ تلاوت قرآن کے اجر وثواب کو ہرگز ہرگز کوئی معمولی نہ سمجھے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کا زبردست ثواب مقرر فرمایا ہے۔ پروردگار اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ وطفیل ہمیں تلاوتِ قرآن کے ثوابِ عظیم سے مالا مال فرمائے اور ہمیں قرآن مقدس کی شفاعت نصیب فرمائے۔

قرآن کا انعام

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''يَجِئُ صَاحِبُ الْقُرْاٰنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُوْلُ الْقُرْاٰنُ يَا رَبِّ حَلِّهٖ فَيُلْبَسُ تَاجُ الْكَرَامَةِ ثُمَّ يَقُوْلُ يَارَبِّ زِدْهُ فَيُلْبَسُ حُلَّةَ الْكَرَامَةِ ثُمَّ يَقُوْلُ يَارَبِّ اِرْضَ عَنْهُ فَيُقَالُ لَهٗ اِقْرَأْ وَارْقِ وَيُزَادُ بِكُلِّ اٰيَةٍ حَسَنَةٌ'' یعنی قرآنِ پاک کی تلاوت کرنے والا قیامت کے دن آئے گا قرآن کہے گا اے پروردگار اسے آراستہ فرمادے۔ چنانچہ اسے عزت وشرف کا تاج پہنایا جائے گا۔ پھر وہ کہے گا اے پروردگار اسے اورنوازدے، اس کے بعد اسے عزت وشرف کا جوڑا پہنایا جائے گا۔ پھر وہ کہے گا اے رب اس سے راضی ہوجا۔ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوجائے گا۔ پھر قرآنِ مقدس کی تلاوت کرنے والے سے کہا جائے گا تم قرآن پڑھتے جاؤ اور بلندی پر چڑھتے جاؤ یہاں تک کہ وہ ہر آیت کے ساتھ ایک درجہ بڑھتا چلا جائے گا۔ (ترمذی ج ۲،ص:۱۱۹)

روز قیامت قرآنِ پاک کی تلاوت کرنے والوں کو یہ اعزاز حاصل ہوگا کہ قرآن کی سفارش سے ان کو عزت وشرف کے تاج اور اعزاز کے لباس سے آراستہ کیا جائے گا اور انہیں حکم دیا جائے گا کہ جنت کے بلند درجوں میں چڑھتے چلے جائیں۔ دوسری روایت میں ہے کہ ہر آیت کے ساتھ ایک درجہ بلند ہوگا۔

مومن اور منافق کی تلاوت کا فرق

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رحمت عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''مَثَلُ الْمُؤمِنِ الَّذِیْ یَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ کَمَثَلِ الْاُتْرُجَّۃِ رِیْحُھَا طَیِّبٌ وَّطُعُمُھَا طَیِّبٌ وَّمَثَلُ الْمُؤمِنِ الَّذِیْ لَایَقْرَأُ الْقُرْآنَ کَمَثَلِ التَّمْرَۃِ لَارِیْحَ لَھَا وَطُعُمُھَا حُلْوٌ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِیْ یَقْرَأُ الْقُرْآنَ کَمَثَلِ الرَّیْحَانَۃِ رِیْحُھَا طَیِّبٌ وَّطُعُمُھَا مُرٌّ وَّمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِیْ لَا یَقْرَأُ الْقُرْآنَ کَمَثَلِ الْحَنْظَلَۃِ لَیْسَ لَھَا رِیْحٌ وَّطُعُمُھَا مُرٌّ''

یعنی اس مومن کی مثال جو قرآن کی تلاوت کرتا ہے اُتْرُجَّہ کی طرح ہے جس کی خوشبو پاکیزہ اور مزہ عمدہ ہوتا ہے اور اس مومن کی مثال جو قرآن کی تلاوت نہیں کرتا کھجور کی طرح ہے جس کی کوئی خوشبو نہیں ہوتی اور مزہ شیریں ہوتا ہے اور اس منافق کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے پھول کی طرح ہے جس کی خوشبو پاکیزہ اور مزہ تلخ ہوتا ہے اور اس منافق کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا حنظل (اِندرائن) کی طرح ہے جس میں خوشبو بھی نہیں ہوتی اور اس کا مزہ بھی تلخ ہوتا ہے۔ (مسلم ج۱، ص۲۶۹)

میرے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اُتْرُجَّہ ایک بہت ہی عمدہ قسم کا میوہ ہوتا ہے اس حدیث میں قرآنِ پاک کی تلاوت کرنے والے مومن کو اترجہ کی طرح بتایا گیا ہے۔ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ اس کی دلیل پیش کرتے ہیں کہ یہ تمام ممالک کے پھلوں میں سب سے بہتر اور عمدہ پھل ہے۔ اس کے بہت سے اسباب ہیں۔ یہ پسندیدہ اوصاف کا جامع ہوتا ہے، اس کی بہت سی خصوصیات ہیں۔ مثلاً یہ بڑا اور خوبصورت ہوتا ہے، چھونے میں نرم اور ملائم، رنگ باعث کشش کہ دیکھنے والے خوش ہو جائیں، کھانے سے پہلے طبیعت اس کی خواہش مند ہوتی ہے۔ کھانے والے کو کھانے کی لذت سے محظوظ کرنے کے ساتھ ساتھ عمدہ خوشبو، معدہ کی نرمی اور ہضم کی

قوت دیتا ہے بہ یک وقت یہ میوہ چار حواس دیکھنے، چکھنے، سونگھنے اور چھونے کے فائدے دیتا ہے اس کے علاوہ اس کی تاثیراتی خصوصیات اور فوائد طب کی کتابوں میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ (عمدۃ القاری)

اُمّت کو بشارت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَرَأَ طٰہٰ وَیٰسٓ قَبْلَ اَنْ یَخْلُقَ السَّمٰوٰتِ وَالاَرْضَ بِاَلْفِ عَامٍ فَلَمَّا سَمِعَتِ المَلٰئِکَۃُ القُرْاٰنَ قَالَتْ طُوْبٰی لِاُمَّۃٍ یُّنَزَّلُ ھٰذَا عَلَیْھَا وَطُوْبٰی لِاَجْوَافٍ تَحْمِلُ ھٰذَا وَطُوْبٰی لِاَلْسِنَۃٍ تَتَکَلَّمُ بِھٰذَا''

ترجمہ: بلاشبہ اللہ عزوجل نے آسمان وزمین کو پیدا کرنے سے ایک ہزار سال پہلے سورۂ ''طٰہٰ و یٰسٓ'' پڑھی۔ جب فرشتوں نے قرآن سنا تو انہوں نے کہا اس امت کو بشارت ہو جس پر قرآن نازل ہوگا اور ان سینوں کے لئے خیر وخوبی ہو جو اسے اپنے اندر محفوظ کریں گے اور ان زبانوں کے لئے خوشخبری ہو جن سے قرآنی الفاظ ادا ہوں گے۔ (مشکوۃ شریف ص:۱۸۷)

حضرت علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں اللہ تعالیٰ کے قرآن پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ اسی نے اسے ظاہر فرمایا اور اس کی تلاوت کا ثواب بیان فرمایا۔ اس حدیث سے جہاں قرآن پاک کی عظمت ثابت ہوتی ہے وہیں امتِ محمدیہ کی فضیلت بھی ثابت ہوتی ہے کہ فرشتوں نے آسمان وزمین کی تخلیق سے ایک ہزار سال پہلے اس قرآن کی حامل امت کو مبارکباد پیش کی اور حافظِ قرآن کو بشارت دی اور جن زبانوں سے قرآنی الفاظ نکلتے ہیں انہیں بھی خوشخبری دی۔

سُبْحَانَ اللّٰہ ! کتنا احسان ہے تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ ان کے صدقے میں قرآن ملا اور ان کے صدقے میں رحمٰن ملا اور فرشتے بھی سرکار کے صدقے میں اس امت پر رشک کرتے ہیں۔

نور کا تاج

حضرت بُریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو قرآن پڑھے گا، اس کی تعلیم حاصل کرے گا اور اس کے مطابق عمل کرے گا اس کے والدین کو قیامت کے دن نور کا ایک تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی آفتاب کی روشنی کی طرح ہوگی اور اس کے والدین کو دو ایسے جوڑے پہنائے جائیں گے جن کی قیمت ساری دنیا نہ ہوسکے گی تو وہ دونوں کہیں گے ہمیں کیوں پہنایا تو کہا جائے گا تمہارے بیٹے کے قرآن پڑھنے کی وجہ سے۔ (الترغیب والترتیب ج۱،ص ۵۷۶)

کتنے خوش نصیب ہیں وہ والدین جن کی اولاد قرآن مقدّس پڑھتی اور اس کے مطابق عمل کرتی ہے جس کی وجہ سے انہیں قیامت کے دن یہ عظیم الشان اعزاز ملے گا۔

چودھویں کے چاند کے مثل

طبرانی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اپنی اولاد کو قرآن کی تعلیم دے اور وہ اس میں غور وفکر کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کے اگلے پچھلے گناہ بخش دے گا۔ اور جو اپنی اولاد کو چند آیتوں کی تعلیم دیں گے اللہ تعالیٰ ان کو قیامت کے دن چودہویں کے چاند کی شکل میں اٹھائے گا اور ان کی اولاد سے کہا جائے گا پڑھو۔ چنانچہ جیسے جیسے وہ آیت پڑھے گی اللہ تعالیٰ ان کے والدین کو ہر آیت کے ساتھ ایک درجہ بلند فرمائے گا اور وہ وہاں تک پہونچیں گے جہاں تک قرآن کا حصہ ان کا ساتھ دے گا۔ (جمع الفوائد)

میرے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! جن کی اولاد قرآن کی تعلیم حاصل کرتی ہے اور اس کے مطابق عمل کرتی ہے ان کو قیامت کے دن ایسا تاج پہنایا جائے گا کہ وہ تاج اگر دنیا میں نمودار ہوجائے تو ہماری آنکھیں اس کی تاب نہ

لاسکیں اور ایسے جوڑے پہنائے جائیں گے جو قیمت میں پوری دنیا سے بڑھ کر ہوں گے اوران کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔اوروہ کل قیامت کے دن چودھویں کے چاند کی شکل میں اٹھائے جائیں گےاور ہرآیت کے ساتھ ان کے درجے بلند ہوں گے۔لیکن یہاں تصویرکا دوسرارخ بھی ہے وہ یہ ہے کہ جن لوگوں کی اولاداس عظیم سعادت سے محروم رہی وہ خودبھی اس بڑے اعزاز سے محروم ہوں گے۔(اللہ کی پناہ)وہ ماں باپ غورفرمائیں جو دنیاوی مال کے حصول کے لئے اپنی اولادکوقرآن کی تعلیم سے ہٹا کر دوسری راہوں پرلگادیتے ہیں۔وہ خودبھی اس محرومی کا شکار ہوتے ہیں اوراپنی اولادکی محرومی کے ذمہ دار بھی بنتے ہیں۔

دعوتِ فکر

بخاری شریف کی روایت میں ہے۔''کُلُّکُمْ رَاعٍ وَ کُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ'' یعنی تم میں کا ہر شخص ذمہ دار ہےاور جن کی ذمہ داری ان کے سر ہےان کے بارے میں ان سے سوال ہوگا۔لہٰذا ہر شخص پر اپنی اولاد کی تعلیم واصلاح کی ذمہ داری عائدہوتی ہے۔جن لوگوں نے اپنی اولادکوقرآن کی تعلیم اورعلوم دینیہ کی طرف متوجہ کیا قیامت کے دن ان کے سروں پرنور کا تاج بھی ہوگااوروہ اپنی ذمہ داری سے سبکدوش بھی ہوجائیں گےاور جن لوگوں نے اپنی اولادکو غلط راہوں پر لگایابظاہران کو بہت ساری دولت تو حاصل ہوگئی، دنیاوی اعزازات بھی مل گئےلیکن ان میں اگراسلامی تعلیمات کی روح باقی نہ رہی اوروہ بے راہ روی کے شکار ہوگئےتواس کاخمیازہ خوداولاد کے ساتھ ساتھ والدین کوبھی بھگتنا ہوگا۔

میرے پیارے آقاصلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! یہ حدیث پاک ہم سب کودعوتِ فکردے رہی ہے کہ ہم اپنی اولادکووقتی خوشی کی راہ پر گامزن کرتے ہیں یا دائمی سعادت کے راستہ پر چلاتے ہیں؟

قبر کا ساتھی

بزاز کی روایت ہے کہ قرآن کا پڑھنے والا جب انتقال کرجاتا ہے اوراس کے اہل خانہ تجہیز و تکفین میں مصروف ہوتے ہیں اس وقت قرآن حسین وجمیل شکل میں آتا ہے اوراس قرآن پڑھنے والے کے سر کے پاس اس وقت تک کھڑا رہتا ہے جب تک وہ کفن میں لپیٹ نہ دیا جائے پھر جب وہ کفن میں لپیٹ دیا جاتا ہے تو قرآن کفن کے قریب اس کے سینے پر ہوتا ہے پھر جب اس کو قبر کے اندر رکھ دیا جاتا ہے اور مٹی ڈال دی جاتی ہے اوراس سے اس کے خویش و اقارب رخصت ہوجاتے ہیں تو اس کے پاس منکر نکیر آتے ہیں اوراس کو قبر میں بٹھاتے ہیں اتنے میں قرآن آتا ہے اوراس میت اور ان فرشتوں کے درمیان حائل ہوجاتا ہے۔ وہ دونوں فرشتے قرآن سے کہتے ہیں ہٹو تا کہ ہم اس سے سوال کریں۔ تو قرآن کہتا ہے کہ رب کعبہ کی قسم یہ نہیں ہوسکتا۔ بلاشبہ یہ میرا ساتھی اور دوست ہے اوراس کی حمایت وحفاظت سے کسی حال میں باز نہیں آسکتا (اس کی پوری حمایت کرتا رہوں گا) اگر تمہیں کسی اور چیز کا حکم دیا گیا ہے تو تم اس حکم کی تعمیل کے لئے جاؤ اور میری جگہ چھوڑ دو کیونکہ میں جب تک اسے جنت میں داخل نہ کرلوں گا اس سے رخصت نہیں ہوسکتا۔ اس کے بعد قرآن اپنے ساتھی کی طرف دیکھے گا اور کہے گا کہ میں قرآن ہوں جسے تم آواز یا بلا آواز پڑھتے تھے۔ (مسند بزاز)

میرے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! قرآن کی جس نے کماحقہ، قدر کی، اس سے شغف رکھا، اس کا مطالعہ کیا، اس کی تلاوت کی اور اخلاص کے ساتھ عمل کیا تو انشاء اللہ قرآن یقیناً اس کا حمایتی اور سفارشی ہوگا۔ لیکن اگر قرآن پڑھنے والے میں یہ باتیں نہ رہیں تو قرآن ان کے خلاف جنگ کرے گا۔ اللہ اکبر! جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے۔ "اَلْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَکَ اَوْ عَلَیْکَ" قرآن تیرے موافق یا تیرے خلاف حجت ثابت ہوگا۔ (مرقاۃ شرحِ مشکوٰۃ)

یعنیجس نے قرآن کے حقوق ادا نہ کیئے قرآنِ پاک اللہ تعالیٰ کے سامنے اس کے خلاف جنگ کرے گا۔ العیاذ باللہ!

شفاعت قبول ہوگی

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم نور مجسم فخر آدم و بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اَلصِّیَامُ وَالقُرآنُ یَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ یَقُوْلُ الصِّیَامُ رَبِّ اِنِّی مَنَعْتُہُ الطَّعَامَ وَالشَّرَابَ بِالنَّھَارِ فَشَفِّعْنِی فِیْہِ وَیَقُوْلُ الْقُرآنُ رَبِّ مَنَعْتُہُ النَّوْمَ بِاللَّیْلِ فَشَفِّعْنِی فِیْہِ فَیَشْفَعَانِ'' یعنی روزہ اور قرآن بندے کے لئے شفاعت کریں گے روزہ کہے گا اے میرے رب! میں نے اس کو دن میں کھانے پینے سے روک رکھا تھا اس لئے اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔ اور قرآن کہے گا اے میرے پروردگار! میں نے اس کو رات میں نیند سے روک رکھا تھا اس لئے اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔ چنانچہ دونوں کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ (الترغیب والترہیب ج۱،ص:۵۷۵)

میرے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! قیامت کا دن کتنا ہولناک ہوگا۔ اس کا صحیح اندازہ نہیں کیا جاسکتا، ہر شخص نفسی نفسی پکار رہا ہوگا، ایسے نازک وقت میں دو قسم کے لوگوں کے لئے دو عبادتوں کی شفاعت قبول ہوگی (۱) روزہ کی شفاعت روزہ دار کے لئے (۲) قرآنِ پاک کی شفاعت تلاوت کرنے والے کے لئے۔

دربارِ الٰہی جس کا حال دنیاوی دربار جیسا نہ ہوگا۔ بلکہ ''اَلْمُلْکُ یَوْمَئِذٍ لِلّٰہِ'' اقتدار و بادشاہی اس دن صرف اللہ ہی کی ہوگی، کوئی بغیر اجازت دم مارنے والا نہ ہوگا۔ ایسے دربار میں روزہ دار کے لئے **روزہ** عرض کرے گا۔ اے رب! میں نے اس کے لئے دن میں کھانے پینے وغیرہ پر پابندی لگا رکھی تھی اور وہ خندہ پیشانی کے ساتھ ان کا پابند رہا اس لئے اسے بخش دے اور جنت میں ٹھکانہ مرحمت فرما دے۔ اسی طرح **قرآن**، تلاوت کرنے والے کے لئے بارگاہ الٰہی میں عرض کرے گا اے میرے رب! میں نے رات کی میٹھی نیند

سے اسے بیدار رکھا، یہ راتوں کو جاگ کر میری تلاوت میں مشغول رہتا تھا، اس لئے اس سے درگزر فرما اور جنت الفردوس میں اس کا ٹھکانہ بنا۔ تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں دونوں کی شفاعت قبول ہوگی اور وہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔

اس حدیثِ مبارکہ میں دو عظیم عبادتوں کا تذکرہ فرمایا گیا، خصوصا رات کی تنہائی میں تلاوتِ قرآن سے بندہ کے جنت کا مستحق ہونے کا مژدۂ جانفزا سنایا گیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان دونوں عبادتوں کی پابندی کر کے شفاعت کے مستحق ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

قرآن دیکھ کر پڑھنے کی فضیلت

حضرت عثمان بن عبد اللہ بن اَوس ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دادا سے روایت کی ہے کہ سرکارِ کون ومکاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''قِرَاءَۃُ الرَّجُلِ الْقُرْآنَ فِی غَیْرِ الْمُصْحَفِ اَلْفُ دَرَجَۃٍ وَّقِرَائَتُہٗ فِی الْمُصْحَفِ تَضْعُفُ عَلٰی ذٰلِکَ اِلٰی اَلْفَیْ دَرَجَۃٍ'' یعنی کسی شخص کا قرآن بغیر دیکھے پڑھنا ایک ہزار درجہ رکھتا ہے اور اس کا قرآن دیکھ کر پڑھنا اس سے بڑھ کر دو ہزار تک پہونچ جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ ص:۱۸۹)

قرآن دیکھ کر پڑھنے میں دو گنا ثواب ہے۔ علامہ طیبی علیہ رحمۃ الباری اس کی وجہ بتاتے ہیں کہ قرآن کا دیکھنا، اس کا اٹھانا، اس کا چھونا، قرآن پر غور وفکر کا موقع فراہم ہونا اور اس کے معنیٰ ومفہوم کا سمجھنا ان سب کی وجہ سے اس کا ثواب دو گنا ہو جاتا ہے۔

(مرقاۃ شرحِ مشکوٰۃ)

دلوں کا علاج

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اِنَّ ھٰذِہِ الْقُلُوْبَ تَصْدَأُ کَمَا یَصْدَأُ الْحَدِیْدُ اِذَا اَصَابَہُ الْمَاءُ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا جِلَائُھَا قَالَ کَثْرَۃُ ذِکْرِ الْمَوْتِ وَتِلَاوَۃِ الْقُرْآنِ''

بیشک دلوں کو بھی زنگ لگ جاتا ہے جس طرح لوہے کو زنگ لگ جاتا ہے جب اسے پانی لگ جائے۔ عرض کیا گیا ان کی صفائی کس طرح ہوتی ہے۔ فرمایا موت کا کثرت سے یاد کرنا اور قرآن کی تلاوت کرنا۔ (مشکوٰۃ ۱۸۹)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! جب دل خواہشات میں ڈوب جاتے ہیں اور طرح طرح کے گناہ کرنے لگتے ہیں اور وہ اللہ عزوجل کی یاد سے غافل ہوجاتے ہیں اور اپنا مقصد زندگی فراموش کرجاتے ہیں تو ان کی کیفیت یہ ہوجاتی ہے کہ ان پر تہہ بہ تہہ زنگ چڑھ جاتا ہے اور یہ زنگ پورے جسم کے فساد کا سبب بن جاتا ہے۔ جیسا کہ تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک دوسری حدیث مبارکہ میں فرمایا

''جسم میں ایک ٹکڑا ہے، اگر وہ درست ہوتا ہے تو پورا جسم درست ہوتا ہے۔ سن لو یہ ٹکڑا دل ہے'' ایک اور موقع پر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا'' بلاشبہ مومن جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نقطہ ہوجاتا ہے پھر اگر وہ توبہ واستغفار کرلیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف مائل ہوجاتا ہے تو اس کا دل قلعی کی طرح صاف ہوجاتا ہے اور اگر وہ گناہ اور زیادہ کرتا ہے تو وہ نقطہ بڑھ جاتا ہے۔ اس حد تک کہ اس کا دل اس سے ڈھک جاتا ہے۔ اسی کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ''ران'' کہا ہے۔ (ترمذی)

اسی لئے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس زنگ کا علاج اور اس کی صفائی کی دوا دریافت کی کیونکہ انہوں نے سمجھ لیا تھا کہ اگر دل زنگ آلود ہوں گے تو ان میں اللہ تعالیٰ کی تجلیات اور انوار کا عکس کیسے آسکے گا۔ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان دلوں کی صفائی کیسے ہوگی۔ سرکار نے فرمایا موت کو خوب یاد کرنے سے ہوگی۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! موت ایک

خاموش واعظ ہے۔ ہر قدم اور ہر موڑ پر رشد و اصلاح کا درس دیتی ہے، پھونک پھونک کر قدم رکھنے کی تلقین کرتی ہے، غلط روی اور خواہشات نفسانی میں گرفتار ہونے سے روکتی ہے۔

دوسری مشہور حدیث مبارکہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ''اَکْثِرُوْا ذِکْرَ ھَاذِمِ اللَّذَّاتِ'' تم لذتوں کو ختم کر دینے والی موت کو خوب یاد کرو۔ (مرقاۃ شرحِ مشکوٰۃ)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیَاتَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلاً'' وہ ذات جس نے موت و زندگی پیدا کی تا کہ تمہیں آزمائے کہ کون عمل میں بہتر ہے۔ (سورہ ملک، کنز الایمان)

اس کی ایک تفسیر یہ کی گئی ہے ''تم میں کا کون موت کو سب سے زیادہ یاد کرنے والا ہے'' جس کا مطلب یہ ہوا کہ خالق کائنات نے موت و زندگی اس لئے پیدا کی تا کہ تم سے امتحان لے کہ تم میں سے کون لوگ موت کو زیادہ یاد کرتے ہیں اور اس کی وجہ سے اچھے عمل کرتے ہیں اور برے عمل سے بچتے ہیں۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دل کی صفائی کے لئے دوسری دوا تلاوت قرآن تجویز فرمائی۔ اس میں کیا شبہ کہ قرآن بولتا ہوا واعظ ہے۔ قرآن کا ہر لفظ صحیح راستے پر چلنے اور غلط روی سے باز رہنے کا سبق دیتا ہے۔ ہر جگہ قرآن اچھائیوں کا حکم دیتا ہے اور برائیوں سے روکتا ہے۔ دوسرے موقعہ پر سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تم میں دو (مانع) منع کرنے والی چیزوں کو چھوڑا ایک بولنے والی اور ایک خاموش رہ کر منع کرنے والی۔ بولنے والی چیز قرآن ہے اور خاموشی سے آگاہی دینے والی چیز موت ہے۔ یہی دونوں ایسے واعظ ہیں کہ ایک چپ چاپ رہ کر وعظ کہتا ہے دوسرا اپنے ہر ہر لفظ سے درس و نصیحت پیش کرتا ہے اور انہیں دونوں سے دل کا زنگ دور ہوتا ہے اور پھر دل صاف و شفاف ہوتا ہے یہی دونوں انسان کے دل کو صاف و شفاف نکھرا ہوا آئینہ بنا سکتے ہیں تا کہ مومن کے دل میں انوار و تجلیات الٰہی کا عکس اتر سکے۔

سفارش قبول ہوگی

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ''اَلْقُرْآنُ شَافِعٌ مُّشَفَّعٌ وَّمَاحِلٌ مُّصَدِّقٌ مَّنْ جَعَلَهُ اِمَامَهُ قَادَهُ اِلَی الْجَنَّةِ وَمَنْ جَعَلَهُ خَلْفَ ظَهْرِهٖ سَاقَهُ اِلَی النَّارِ'' یعنی قرآن شفاعت کرنے والا ہے اس کی شفاعت قبول ہوگی۔ اور مخالفت بھی کرنے والا ہے اس کی مخالفت بھی قبول ہوگی۔ جو شخص اسے اپنا پیشوا بنائے گا اس کو وہ جنت میں لے جائے گا اور جو اسے پس پشت ڈالے گا اس کو وہ جہنم میں پہونچائے گا۔ (الترغیب والترہیب ج ا ص: ۵۷۲)

حدیث پاک کا مقصود یہ ہے کہ قرآن کی کما حقہ' جس نے قدر کی، اس کے آداب ملحوظ رکھے، عمل کے میدان میں اس نے اس کو اپنا راہبر بنایا اور اس کی تعلیمات واحکام پر پوری طور پر عمل پیرا ہوا ایسے شخص کی قرآن شفاعت کرے گا اور اسے جنت میں داخل کرے گا اور جس نے قرآن سے بے اعتنائی برتی، اسے پس پشت ڈال دیا، اس سے کوئی تعلق نہ رکھا، نہ اس کی تلاوت سے کوئی دلچسپی رکھی، نہ اس کی تعلیمات واحکام پر عمل کیا ایسے شخص کو قرآن جہنم رسید کرے گا جیسا کہ اس سے پہلے گزر چکا کہ قرآن بندے کے حق میں جنگ کرے گا یا اس کے خلاف معرکہ آرا ہوگا۔

ایک حدیث مبارک میں فرمایا گیا'' جسے اللہ تعالیٰ نے حفظ قرآن کی نعمت عطا فرمائی پھر اس نے یہ خیال کیا کہ کسی کو اس سے بہتر کوئی چیز ملی تو اس نے اللہ تعالیٰ کی سب سے بہتر نعمت کے بارے میں غلط خیال قائم کیا'' (کنزالعمال)

زمین کھا نہیں سکتی

ایک حدیث مبارکہ میں فرمایا گیا کہ جب حافظ قرآن مرجاتا ہے اللہ تعالیٰ زمین کو حکم دیتا ہے کہ تو اس کے گوشت (پوست) نہ کھانا۔ زمین عرض کرتی ہے میرے معبود! میں اس کا گوشت کیسے کھاسکتی ہوں جبکہ اس کے سینے میں تیرا کلام موجود ہے۔

(کنزالعمال)

ایک اور حدیث مبارکہ میں فرمایا گیا قرآن کے حفاظ اللہ تعالیٰ کے دوست ہیں جوان سے دشمنی کرے گا وہ گویا اللہ عزوجل سے دشمنی کرے گا۔اور جوان سے دوستی کرے گا وہ گویا اللہ تعالیٰ سے دوستی کرے گا۔ (کنزالعمال)

قرآن مشک کی طرح

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ''تَعَلَّمُوا الْقُرْآنَ فَاقْرَؤُهُ فَاِنَّ مَثَلَ الْقُرْآنِ لِمَنْ تَعَلَّمَ فَقَرَاَ وَقَامَ بِهٖ كَمَثَلِ جَرَابٍ مَحْشُوٍّ مِسْكًا تَفُوْحُ رِيْحُهٗ كُلَّ مَكَانٍ وَمَثَلُ مَنْ تَعَلَّمَهٗ فَرَقَدَ وَهُوَ فِي جَوْفِهٖ كَمَثَلِ جَرَابٍ اُوْكِيَ عَلٰى مِسْكٍ'' (مشکوۃ ۱۸۷)

یعنی اے لوگو! تم قرآن کی تعلیم حاصل کرو اور اس کو پڑھو اس لئے کہ قرآن کی مثال اس شخص کے لئے جو اس کی تعلیم حاصل کرتا ہے پھر اسے پڑھتا ہے اور اس کا اہتمام کرتا ہے اس تھیلی کی سی ہے جو مشک سے بھری ہوئی ہو جس کی خوشبو ہر طرف پھیل رہی ہو۔اور اس شخص کی مثال جو اس کی تعلیم حاصل کرتا ہے پھر اس سے غافل ہو کر سو جاتا ہے اس طرح کہ قرآن اس کے سینے میں ہوتا ہے اس تھیلی کی طرح ہے جس کی مشک (تھیلی کے منہ) کو بند کر دیا گیا ہو۔

جو شخص قرآن کا علم حاصل کرتا ہے پھر اس کی تلاوت کرتا ہے اور رات کی نماز تہجد وغیرہ میں اسے پڑھتا ہے ایسے قرآن کی مثال ایک ایسے مشک سے بھری ہوئی تھیلی کی سی ہے جس کی خوشبو ہر طرف ہوتی ہے۔اور اس شخص کی مثال جو اس کی تعلیم حاصل کرتا ہے پھر غافل ہو کر رات کو سوتا ہے اور قرآن اس کے سینے میں محفوظ ہوتا ہے مشک کی اس تھیلی کی طرح ہے جس کا منہ بند کر دیا گیا۔

اچھی آواز اور قرآن

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ''اَللّٰہُ اَشَدُّ اُذُناً لِلرَّجُلِ الحَسَنِ الصَّوْتِ بِالقُرْآنِ مِنْ صَاحِبِ القَیْنَۃِ اِلیٰ قَیْنَتِہٖ'' (ابن ماجہ ص:۹۵)

یعنی یقیناً اللہ تعالیٰ اچھی آواز سے قرآن پڑھنے والے سے جس توجہ والتفات سے سنتا ہے۔ گانے والی لونڈی سے اس کا مالک کیا اس توجہ سے (غنا) سنتا ہوگا۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! لونڈی کا مالک لونڈی سے جائز قسم کا غناء سن سکتا ہے چونکہ غناء کی آواز کی طرف میلان فطری ہوتا ہے۔ اس لئے لونڈی کا آقا پوری یکسوئی کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہوکر غناء سنتا ہے اس حدیث مبارک میں فرمایا گیا کہ لونڈی کا مالک جس طرح پوری توجہ کے ساتھ لونڈی کا غناء سنتا ہے اس سے کہیں زیادہ توجہ سے خوش آوازی کے ساتھ قرآن پڑھنے والے کی طرف اللہ تعالیٰ متوجہ ہوکر سنتا ہے۔

اچھی آواز کا معیار

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ''اِنَّ مِنْ اَحْسَنِ النَّاسِ صَوْتًا بِالقُرْآنِ الَّذِیْ اِذَا سَمِعْتُمُوْہُ یَقْرَأُ حَسِبْتُمُوْہُ یَخْشَی اللّٰہَ '' یعنی بلاشبہ لوگوں میں سب سے اچھی آواز سے قرآن پڑھنے والا وہ شخص ہے جس سے تم جب پڑھتے سنو تو تم یہ خیال کرو کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈر رہا ہے۔ (الترغیب والترہیب ج۱ ص:۵۸۳)

قاری کی قرأت سے اللہ تعالیٰ کا خوف اور اس کی خشیت ظاہر ہو یہی خوش آوازی کا صحیح معیار ہے۔

چنانچہ حضرت ابن طاؤس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا گیا سب سے اچھی آواز سے قرآن پڑھنے

والا کون ہے؟ حضور نے فرمایا ''اَلَّذِیْ اِذَا سَمِعْتُمُوْهُ رَاَيْتُمُوْهُ خَشِیَ اللّٰهَ'' وہ شخص کہ جب اس سے (قرآن) سنو تو خیال ہو کہ وہ اللہ عزوجل سے ڈرتا ہے۔

امام غزالی علیہ الرحمہ نے احیاء العلوم میں یہ حدیث روایت کی ہے ''لَا يُسْمِعُ الْقُرْآنَ اَحَدٌ اَشْهٰی مِمَّنْ يَّخْشَی اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ''، یعنی کسی سے بھی اتنا عمدہ قرآن نہیں سنا جا سکتا جتنا اس شخص سے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہو۔

قرآن پڑھنے کے وقت رونا چاہئے

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے ''اِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ نُزِّلَ بِحُزْنٍ فَاِذَا قَرَأْتُمُوْهُ فَابْكُوْا فَاِنْ لَّمْ تَبْكُوْا فَتَبَاكُوْا وَتَغَنَّوْهُ فَمَنْ لَّمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ فَلَيْسَ مِنَّا''، یعنی یقیناً یہ قرآن غم کے ساتھ نازل ہوا۔ اس لئے جب تم قرآن پڑھو تو رویا کرو اگر تم نہ رو سکو تو رونے کی کوشش ہی کرو اور تم اسے خوش آوازی سے پڑھو کیونکہ جو قرآن خوش آوازی سے نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔ (ابن ماجہ ص:۹۵)

قرآن اس طرح پڑھنا چاہئے کہ آواز سے سوز و درد اور حزن و غم ظاہر ہو اور دوران تلاوت رونا بھی چاہئے۔ اگر تلاوت کرنے والے میں اتنی رقت پیدا نہ ہو کہ وہ رو سکے تو رونے کی کوشش کرنی چاہئے۔

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا ''قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَی الْمِنْبَرِ اِقْرَأْ عَلَیَّ الْقُرْآنَ قُلْتُ أَ اَقْرَأُ عَلَيْکَ وَعَلَيْکَ اُنْزِلَ قَالَ اِنِّیْ اُحِبُّ اَنْ اَسْمَعَهٗ مِنْ غَيْرِیْ فَقَرَأْتُ سُوْرَةَ النِّسَآءِ حَتّٰی اَتَيْتُ اِلٰی هٰذِهِ الْآيَةِ ''فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّ جِئْنَا بِکَ عَلٰی هٰؤُلَاءِ شَهِيْدًا''قَالَ حَسْبُکَ الْاٰنَ فَالْتَفَتُّ اِلَيْهِ فَاِذَا عَيْنَاهُ تَذْرُفَانِ''، یعنی مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے اس وقت فرمایا جب آپ منبر پر تشریف فرماتھے مجھے قرآن سناؤ! میں نے عرض کیا، کیا میں آپ کو قرآن سناؤں جب کہ قرآن آپ ہی پر نازل ہوا ہے۔حضور علیہ السلام نے فرمایا کسی اور ہی سے سننا چاہتا ہوں۔ پھر میں نے سورۂ نساء پڑھنا شروع کیا، جب میں اس آیت تک پہونچا ’’تو کیا حال ہوگا جب ہم ہر قوم سے ایک گواہ لائیں گے اور ہم آپ کواے نبی! ان لوگوں پر گواہ بنائیں گے‘‘ حضور نے فرمایا بس اتنا ہی کافی ہے میں نے حضور کی طرف نگاہ اٹھائی تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضور کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ (بخاری شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! جب حضور نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قرآن پڑھنے کا حکم دیا تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے معذرت کی کہ حضور پر قرآن اترا ہے۔لہٰذا حضور ہی پڑھنے کا حق ادا کر سکتے ہیں کیوں کہ حکمت حکیم کی زبان پر جاری ہو تو زیادہ شیریں ہوتی ہے اور حبیب کا کلام حبیب کی زبان پر زیادہ بہتر ہوتا ہے۔اسی لئے قرآن واحادیث پڑھانے کے سلسلہ میں اسلاف کرام کا طریقہ یہی ہوتا ہے کہ وہ قرآن وحدیث خود پڑھتے اور شاگردوں سے سنتے اور وہ ان کو تیزی کے ساتھ محفوظ کرتے۔

لیکن سرکار اس وقت سننے کی خواہش میں تھے۔اس لئے فرمایا کہ میں کسی اور ہی سے سننا چاہتا ہوں۔اس کی وجہیں مختلف ہوسکتی ہیں۔جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ قرآن سننا بھی سنت رسول ہو جائے۔گویا قرآن پڑھنا بھی عبادت اور سننا بھی عبادت بن جائے۔اس لئے بعض کا کہنا ہے کہ سننا پڑھنے سے افضل ہے۔

حضرت علامہ مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ یہ اس وقت ہوگا جب سننا تعلیم دینے کے لئے کامل ترین انداز میں ہو۔اسی سے متاخرین نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ وہ قرآن وحدیث شاگردوں سے سنتے ہیں۔ (مرقاۃ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ تعمیلِ حکم کے لئے میں نے سورۂ نساء پڑھنی شروع کی جب آیت کریمہ ”فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَاۤءِ شَهِيْدًا“ میں نے پڑھی۔ یعنی اس وقت کا عالم کیا ہوگا جب ہم ہر قوم سے ایک گواہ اس قوم کے نبی کو لائیں گے۔ اور انبیاء کے لئے آپ کو گواہ بنائیں گے۔ پچھلے انبیائے کرام اپنی قوموں کے کفر و طغیان باطل عقائد اور بد اعمالی کے خلاف جب اللہ تعالیٰ کے حضور گواہی دیں گے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان انبیا کی گواہی پر مہر تصدیق ثبت کریں گے۔

آیت کریمہ کی دوسری تفسیر یہ ہے کہ روز قیامت ہر نبی اپنی اپنی قوم کے حق میں یا ان کے خلاف گواہ ہوں گے۔ جب امت محمدیہ پچھلی قوموں کے خلاف گواہی دے گی اس وقت حضور اپنی امت کے حق میں گواہی دیں گے۔ اور ان کی گواہی کی توثیق کریں گے۔ (اشعۃ اللمعات)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب میں آیت کریمہ تک پہونچا سرکار کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں اور فرمایا بس کرو، اتنا ہی کافی ہے۔ اس لئے کہ میں اس آیت پر غور و فکر کر رہا ہوں، آنکھیں بے قابو ہوتی جا رہی ہیں، قرآن سننے کا میرا حال نہیں رہ گیا۔ جب حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا تو تاجدار کائنات آبدیدہ تھے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہمیں بھی ادائے سنت کی نیت سے رونا چاہئے اور اگر رونا نہ آئے تو رونے والوں جیسی آواز کر لینی چاہئے کہ اس پر بھی اللہ رب العزت اجر عطا فرمائے گا۔

ویران گھر

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ سرور قلب و

سینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا"اِنَّ الَّذِیْ لَیْسَ فِی جَوْفِہٖ شَیْءٌ مِّنَ الْقُرْآنِ کَالْبَیْتِ الْخَرِبِ" بلاشبہ وہ شخص جس کے سینے میں قرآن کا کوئی حصہ نہیں وہ ویران گھر کی طرح ہے۔ (ترمذی ج ۲ ص:۱۱۹)

جو دل قرآن سے خالی ہے وہ ایک ویرانہ ہے۔ حضرت علامہ ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری اس کی وجہ تحریر فرماتے ہیں کہ دلوں کی آبادی ایمان اور تلاوت قرآن سے ہوتی ہے اور باطن کی زینت حق اور صحیح عقائد اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر غور وفکر کرنے سے ہوتی ہے اور جب یہ باتیں نہ ہوں گی تو دل ویرانے میں ہوں گے۔ (مرقاۃ)

جن گھروں میں انسان آباد نہیں رہتے وہ گھر جنوں اور شیطانوں کا بسیرا بن جاتے ہیں گویا حدیث شریف میں یہ لطیف اشارہ بھی ہے کہ جن دلوں میں قرآن نہیں ان پر شیطانوں کا دَور، دَورہ ہوجاتا ہے۔ جس سینے میں قرآن ہوتا ہے وہ آباد وآراستہ ہوتا ہے۔ اور جو دل قرآن سے خالی ہوتا ہے تو وہ ویران گھر کی طرح ہوجاتا ہے۔

اسی طرح ایک دوسری حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ جو گھر قرآن سے خالی ہے وہ سب سے خالی گھر ہے، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔"اِنَّ اَصْفَرَ الْبُیُوْتِ بَیْتٌ لَیْسَ فِیْہِ شَیْءٌ مِّنْ کِتَابِ اللّٰہِ" یقیناً گھروں میں سب سے خالی گھر وہ ہے جس میں اللہ عزوجل کی کتاب کا کوئی حصہ نہیں۔

جس گھر میں قرآن نہیں اور نہ ہی اس میں کسی اور طرح قرآن کی تلاوت ہوتی ہے وہ دنیا کے گھروں میں سب سے خالی گھر ہے۔ امام غزالی علیہ الرحمہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول نقل کرتے ہیں بلاشبہ وہ گھر جس میں قرآن کی تلاوت کی جاتی ہے وہ اہل خانہ کے ساتھ وسیع ہوجاتا ہے اس کی خیر وبرکت بڑھ جاتی ہے، اس میں فرشتے آتے اور شیطان نکل بھاگتے ہیں اور وہ گھر جس میں کتاب اللہ کی تلاوت نہیں ہوتی وہ اہل خانہ کے ساتھ تنگ ہوجاتا ہے، اس کی خیر وبرکت کم ہوجاتی ہے اور اس سے فرشتے

چلے جاتے ہیں اور اس میں شیطان آجاتے ہیں۔ (احیاء العلوم)

قرآن سے غفلت کا نتیجہ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”تَعَاهَدُوْا الْقُرْآنَ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَهُوَ اَشَدُّ تَفَصِّیًا مِّنَ الْاِبِلِ فِیْ عُقُلِهَا“ یعنی تم قرآن سے تعلق رکھو اس کو مستقل پڑھتے رہو۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے یقیناً قرآن پیروں میں بندھن لگے ہوئے اونٹوں سے نکل بھاگنے میں کہیں زیادہ تیز ہے۔ (مسلم شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! قرآن ذہنوں سے بہت تیز نکل جاتا ہے۔ اسی مفہوم کو ایک مؤثر مثال کے ذریعہ سمجھایا گیا ہے کہ جن اونٹوں کے پاؤں رسی سے بندھے ہوں انہیں اگر تھوڑی مہلت مل جائے تو کتنی تیزی سے کسی طرف نکل بھاگتے ہیں۔ اسی طرح قرآن بھی ذہنوں سے بہت تیزی سے نکلتا ہے۔ اس لئے تم اس سے برابر تعلق رکھو، اس کو مسلسل اور مستقل پڑھتے رہو، اس سے ہمیشہ وابستگی اور ربط باقی رکھو ورنہ جہاں تعلق ٹوٹا وہ ذہن سے نکلا۔ حافظ قرآن اس حدیث کو آسانی سے سمجھتے ہیں اس کا تو ہم آپ بھی مشاہدہ کرتے ہیں۔ لہٰذا بلا ناغہ تلاوتِ قرآن کی پابندی کرتے رہنا چاہئے تاکہ قرآنِ پاک ہمیشہ کے لئے ذہنوں میں محفوظ رہے۔

فضائل سورۂ فاتحہ

حضرت ابوسعید بن معلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحیح بخاری میں روایت ہے کہتے ہیں میں نماز پڑھ رہا تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا، میں نے جواب نہیں دیا (جب نماز سے فارغ ہوا) حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! میں نماز پڑھ رہا تھا۔ ارشاد فرمایا کہ کیا اللہ نے نہیں فرمایا ہے: اِسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا

دَعَاكُمْ'' اللہ ورسول کے پاس حاضر ہوجاؤ جب وہ تمہیں بلائیں۔ پھر فرمایا: مسجد سے باہر جانے سے پہلے قرآن میں جو سب سے بڑی سورت ہے وہ بتادوں گا اور حضور نے میرا ہاتھ پکڑلیا۔ جب نکلنے کا ارادہ ہوا میں نے عرض کی حضور نے یہ فرمایا تھا کہ مسجد کے باہر جانے سے پہلے قرآن کی سب سے بڑی سورت کی تعلیم کروں گا فرمایا کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وہی سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے جو مجھے ملا ہے۔ ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ نماز میں تم کس طرح پڑھتے ہو انہوں نے اُم القرآن یعنی سورۂ فاتحہ کو پڑھا۔ حضور نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے نہ اِس کے مثل توریت میں کوئی سورت اتاری گئی نہ انجیل میں، نہ زبور میں، نہ قرآن میں، وہ سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے جو مجھے ملا۔ (ترمذی جلد۲ص:۱۱۵)

اسی طرح صحیح مسلم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے آپ کہتے ہیں حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے اوپر سے ایک آواز آئی انہوں نے سر اٹھایا اور کہا کہ آسمان کا یہ دروازہ آج ہی کھولا گیا آج سے پہلے کبھی نہیں کھلا، ایک فرشتہ اترا جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ فرشتہ آج سے پہلے کبھی زمین پر نہیں اترا تھا اس نے سلام کیا اور یہ کہا کہ حضور کو بشارت ہو کہ دو نور حضور کو دیئے گئے اور حضور سے پہلے کسی نبی کو نہیں ملے، وہ دو نور یہ ہیں، سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کا خاتمہ، جو حروف آپ پڑھیں گے وہ دیا جائے گا۔ (مسلم ج۱،ص:۲۷۱)

فضائل سورۂ بقرہ

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے گھروں کو مقابر نہ بناؤ، شیطان اس گھر سے بھاگتا ہے جس میں سورۂ بقرہ پڑھی جاتی ہے۔ (مشکوۃ شریف ص۱۸۴)

اور حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو میں نے یہ فرماتے سنا کہ قرآن پڑھو کیونکہ وہ قیامت کے دن اپنے اصحاب کے لئے شفیع ہوکر آئے گا۔ دو چمکدار سورتیں سورۂ بقرہ اورآل عمران کو پڑھو کہ یہ دونوں قیامت کے دن اس طرح آئیں گی گویا دواَبر ہیں یا دو سائبان ہیں یا صف بستہ پرندوں کی دو جماعتیں، وہ دونوں اپنے اصحاب کی طرف سے جھگڑا کریں گی یعنی ان کی شفاعت کریں گی۔ سورۂ بقرہ کو پڑھو کہ اس کا لینا برکت ہے اور اس کا چھوڑنا حسرت ہے اور اہل باطل اس کی استطاعت نہیں رکھتے۔ (مسلم شریف ج۱،ص:۲۷۰)

فضائل آیت الکرسی

صحیح مسلم میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوالمنذ ر (یہ حضرت ابی بن کعب کی کنیت ہے) تمہارے پاس قرآن کی سب سے بڑی آیت کونسی ہے؟ میں نے کہا: اللہ عزوجل ورسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زیادہ جانتے ہیں، حضور نے فرمایا: اے ابوالمنذ ر تمہیں معلوم ہے کہ قرآن کی کونسی آیت تمہارے پاس سب سے بڑی ہے؟ میں نے عرض کی اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ (یعنی آیت الکرسی) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا: ابوالمنذ ر! تم کو علم مبارک ہو۔ (جلداول،ص:۲۷۱)

صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃِ رمضان یعنی صدقۂ فطر کی حفاظت مجھے سپرد فرمائی تھی۔ ایک آنے والا آیا اور غلہ بھرنے لگا۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور یہ کہا کہ تجھے حضور کی خدمت میں پیش کروں گا۔ کہنے لگا، میں محتاج وعیال دار ہوں، سخت حاجت مند ہوں۔ میں نے اسے چھوڑ دیا۔ جب صبح ہوئی، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ابو ہریرہ تمہارا رات کا قیدی کیا ہوا؟ میں نے عرض کی یارسول اللہ! اس نے شدید حاجت اورعیال کی

شکایت کی مجھے رحم آ گیا، چھوڑ دیا۔ ارشاد فرمایا: وہ تم سے جھوٹ بولا اور وہ پھر آئے گا۔ میں نے سمجھ لیا کہ وہ پھر آئے گا کیوں کہ حضور نے فرمادیا ہے۔ میں اس کے انتظار میں تھا وہ آیا اور غلہ بھرنے لگا میں نے اسے پکڑ لیا اور یہ کہا میں تجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس پیش کروں گا۔ اس نے کہا مجھے چھوڑ دو، میں محتاج عیال دار ہوں، اب نہیں آؤں گا۔ مجھے رحم آ گیا اسے چھوڑ دیا۔ صبح ہوئی تو حضور نے فرمایا: ابو ہریرہ تمہارا قیدی کیا ہوا۔ میں نے عرض کی اس نے حاجتِ شدیدہ اور عیال داری کی شکایت کی مجھے رحم آیا اسے چھوڑ دیا۔ حضور نے فرمایا وہ تم سے جھوٹ بولا وہ پھر آئے گا۔ میں اس کے انتظار میں تھا وہ آیا اور غلہ بھرنے لگا میں نے پکڑا اور کہا تجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پیش کروں گا تین مرتبہ ہو چکا ہے تو کہتا ہے نہیں آئے گا پھر آتا ہے اس نے کہا مجھے چھوڑ دو میں تمہیں ایسے کلمات سکھاتا ہوں جس سے اللہ تم کو نفع دے گا جب تم بچھونے پر جاؤ آیۃ الکرسی ”اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ“ آخر آیت تک پڑھ لو، صبح تک اللہ کی طرف سے تم پر نگہبان ہوگا اور شیطان تمہارے قریب نہیں آئے گا۔ میں نے اسے چھوڑ دیا۔ جب صبح ہوئی حضور نے فرمایا تمہارا قیدی کیا ہوا میں نے عرض کی اس نے کہا چند کلمات تم کو سکھاتا ہوں اللہ تعالیٰ تمہیں اس سے نفع دے گا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ بات اس نے سچ کہی اور وہ بڑا جھوٹا ہے۔ اور تمہیں معلوم ہے کہ تین راتوں سے تمہارا مخاطب کون ہے میں نے عرض کی نہیں، حضور نے فرمایا کہ وہ شیطان ہے۔ (مشکوۃ شریف ص:۱۸۵)

سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں جو شخص رات میں پڑھ لے وہ اس کے لئے کافی ہیں۔

اور سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں اللہ تعالیٰ کے اس خزانہ میں سے ہیں جو عرش

کے نیچے ہے۔ اللہ نے مجھے یہ دو آیتیں دیں انہیں سیکھو اور اپنی عورتوں کو سکھاؤ کہ وہ رحمت ہے اور اللہ سے نزدیکی اور دعا ہیں۔ (دارمی)

سورۂ کہف کے فضائل

صحیح مسلم میں حضرت ابو داؤد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: سورۂ کہف کی پہلی دس آیتیں جو شخص یاد کرے وہ دجال سے محفوظ رہے گا۔ (مسلم ص:۲۷۱)

اور جو شخص سورۂ کہف جمعہ کے دن پڑھے گا اس کے لئے دو جمعہ کے مابین نور روشن ہوگا۔

سورہ یٰسٓ کے فضائل

ہر چیز کے لئے دل ہے اور قرآن کا دل یٰسٓ ہے جس نے یٰسٓ پڑھی دس مرتبہ قرآن پڑھا اللہ تعالیٰ اس کے لئے لکھے گا۔ (ترمذی ج۲، ص۱۱۶)

اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان پیدا کرنے سے ہزار برس پہلے طٰہٰ و یٰسٓ پڑھا جب فرشتوں نے سنا یہ کہا: مبارک ہو اس امت کے لئے جس پر یہ اتارا جائے اور مبارک ہو ان جوفوں کے لئے جو اس کے حامل ہوں اور مبارک ہو ان زبانوں کے لئے جو اس کو پڑھیں۔ (مشکوۃ شریف ص۱۸۷)

جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے "یٰسٓ" پڑھے گا اس کے اگلے گناہوں کی مغفرت ہو جائے گی لہٰذا اس کو اپنے مردوں کے پاس پڑھو۔ (بیہقی)

سورۂ حٰمٓ اور سورۂ المومن

جو شخص سورۂ "حٰمٓ" اور سورۂ "المومن" کو "اِلَيۡهِ الۡمَصِيۡرُ" تک اور آیۃ الکرسی صبح کو پڑھ لے گا، شام تک محفوظ رہے گا اور جو شام کو پڑھ لے گا صبح تک محفوظ رہے گا۔

سورۂ دخان کی فضیلت

جو شخص ''حٰمٓ الدخان'' شب جمعہ میں پڑھے گا اس کی مغفرت ہو جائے گی۔

(ترمذی ج۲ص:۱۱۷)

سورۂ اخلاص کے فضائل

جو ایک دن میں دوسو مرتبہ '' قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ '' پڑھے گا اس کے پچاس برس کے گناہ مٹا دیئے جائیں گے مگر یہ کہ اس پر قرض ہو۔ (ترمذی ج۲،ص:۱۱۷)

جو شخص سوتے وقت بچھونے پر داہنی کروٹ لیٹ کر سو مرتبہ '' قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ '' پڑھے، قیامت کے دن رب تعالیٰ اس سے فرمائے گا اے میرے بندے! اپنی داہنی جانب جنت میں چلا جا۔ (ترمذی ج۲،ص:۱۱۷)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو '' قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ '' پڑھتے سنا فرمایا کہ جنت واجب ہوگئی۔ (امام مالک، ترمذی ج۲،ص:۱۱۷)

☆☆☆☆

فیضان درود وسلام

مَولَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِماً اَبَداً　　عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

مشکل جو سر پر آپڑی تیرے ہی نام سے ٹلی　　مشکل کشا تیرا ہی نام تجھ پر درود اور سلام

میرے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! سرکارِ مدینہ، رحمتِ عالم، فخر آدم و بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام بکثرت بھیجا کرو کہ یہی وہ واحد عمل ہے جو سنتِ الٰہیہ ہے کہ اللہ رب العزت جل جلالہٗ اپنے حبیب پر بکثرت درود وسلام کے پھول نچھاور فرماتا ہے اور اس کے فرشتے بھی یہی گلدستہ پیش کرتے ہیں اور اللہ عزو جل ہم سے بھی مطالبہ کرتا ہے کہ ہم بھی اس کی اطاعت وفرماں برداری کریں اور پیارے محبوب پر درود وسلام پڑھیں۔

چنانچہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے ''اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْماً'' بیشک اللہ اور اس کے تمام فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر اے ایمان والو تم بھی ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔　　(پارہ ۲۲ سورۂ احزاب، کنزالایمان)

آیتِ کریمہ کا پس منظر

میرے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اسلام کو مٹانے کے لئے کفار کے سارے حربے ناکام ہو چکے تھے۔ مکّہ کے بے بس مسلمانوں پر انہوں نے مظالم کے پہاڑ توڑے لیکن ان کے جذبۂ ایمان کو کم نہ کر سکے۔ انہوں نے اپنے وطن، گھر بار، اہل وعیال کو خوشی سے چھوڑنا گوارا کیا لیکن دامن مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کو مضبوطی سے پکڑے رہے۔ کفار نے بڑے کرّ وفر کے ساتھ مدینہ طیبہ پر بار بار یورش کی لیکن انہیں ہر بار اہل ایمان کی مختصر سی جماعت سے شکست کھا کر واپس آنا پڑا۔ اب انہوں نے حضور کی ذات اقدس واطہر پر طرح طرح کے بے جا الزامات تراشنے شروع کر دیئے تا کہ لوگ رشد وہدایت کی اس شمع سے نفرت کرنے لگیں اوراس طرح اسلام کی ترقی رک جائے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کران کی ان امیدوں کو خاک میں ملا دیا کہ یہ میرا ایسا حبیب اور ایسا پیارا رسول ہے جس کی وصف وثنا میں خود کرتا ہوں اور میرے سارے فرشتے اپنی نورانی اور پاکیزہ زبانوں سے اس کی جناب میں ہدیہ پیش کرتے ہیں تم (کافر) چند لوگ اگر میرے محبوب کی شان میں ہرزہ گوئی کرتے بھی رہو تو، سنو جس طرح تمہارے پہلے منصوبے خاک میں مل گئے اور تمہاری کوششیں ناکام ہو گئیں اسی طرح اس ناپاک مہم میں بھی تم خائب وخاسر رہو گے۔ (ملخص از تفسیر ضیاء القرآن)

اسی آیتِ کریمہ کے تحت علامہ انوار اللہ علیہ الرحمہ حیدرآبادی مصنف انوار احمدی نے چند نکات تحریر کی ہیں جن سے رب کی بارگاہ میں سرکار کی عظمت وتکریم ظاہر ہوتی ہے۔ ایک بندۂ مومن کے لئے یہ ضروری ہے کہ درود وسلام پڑھنے سے قبل سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو جانے اور قلب وجگر میں ان کی عظمت کو بٹھا لے اور پھر درود وسلام پڑھے، اللہ لطف آئے گا اور عشق بھی بڑھے گا۔ ان شاء اللہ

پہلا نکتہ

آیتِ کریمہ "اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا" یعنی بیشک اللہ اور اس کے تمام فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔ اگر آپ اس آیتِ کریمہ میں غور فرمائیں تو پتہ چلے گا کہ اللہ کے کلام کا آغاز "اِنَّ" سے ہوا ہے۔ عربی زبان میں "اِنَّ" ازالۂ شک کے لئے آتا ہے۔ اب یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون لوگ تھے جن کے شک اور تردّد کے ازالہ کو اس کلام قدیم میں ملحوظ رکھا گیا ہے اور "اِنَّ" کے ذریعہ ان کے شک اور تردد کا ازالہ کیا گیا ہے۔ یہ بات سب جانتے ہیں کہ جس زمانے میں اس آیتِ کریمہ کا نزول ہوا اس وقت تین قسم کے لوگ تھے۔

پہلا گروہ اسلام کے ماننے والے یعنی صحابۂ کرام کا تھا۔ دوسرا گروہ اسلام کا انکار کرنے والا یعنی کفار و مشرکین کا تھا اور تیسرا گروہ منافقین کا تھا جو اندر سے کافر و مرتد اور اوپر سے اسلام کے دعویٰ دار تھے۔ قرآن اور صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم پر صحابۂ کرام کا ایمان تو اتنا پختہ اور مستحکم تھا کہ وہاں شک اور تردد کی کوئی گنجائش ہی نہیں۔ اب رہ گئے کھلے کفار و مشرکین تو وہ سِرے سے اس آیتِ کریمہ میں مخاطب ہی نہیں ہیں اس لئے کہ ان کے کفر کے سبب ان کے انکار و شک کے ازالے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اب رہ گیا ایک گروہ منافقین کا کہ یہ طبقہ ایسا ہے کہ ایک طرف تو وہ قرآن پر ایمان لانے کا مدّعی بھی تھا اور دوسری طرف اپنے دلوں میں کفر اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے انکار کا عقیدہ بھی چھپا کر رکھتا تھا اور اس طبقہ کے افراد کی اب بھی کمی نہیں ہے بہر حال اس دور کے منافقین ہوں یا بعد کے آنے والے اسی خصلت کے لوگوں کو اس آیتِ کریمہ میں متنبہ کیا گیا ہے کہ جب سب کا حاکم و مالک اور اس کے تمام فرشتے ہمیشہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں تو سلطنتِ اسلامیہ کی وفادار رعایا کا

فرض کیا ہونا چاہئے اور اس کے محبوب کی عظمت ان کے دلوں میں کس قدر راسخ ہونی چاہئے اور کس درجہ درود وسلام کا انہیں اہتمام کرنا چاہئے۔ جب کہ صراحت کے ساتھ دربار سلطانی سے حکم بھی صادر ہوگیا تو اب شک کی کیا گنجائش رہ گئی؟ اتنی تاکید کے بعد بھی اگر کسی کا دل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے آگے نہ جھکے تو سمجھ لیجئے کہ اس کے انجام پر بدبختی کی مہر لگ گئی ہے۔ (اللہ کی پناہ)

دوسرا نکتہ

اگر آپ اس آیتِ کریمہ میں غور فرمائیں تو پتہ چلے گا کہ اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے درود بھیجنے والے فرشتوں کا ذکر کیا تو انہیں اپنی طرف منسوب کر کے اپنا فرشتہ کہا ہے حالانکہ دیکھا جائے تو سارے فرشتے اللہ ہی کے ہیں مگر جہاں حضرت آدم علیہ السلام کے سجدے کا ذکر کیا وہاں صرف ''فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ'' فرمایا کہ سارے فرشتوں نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا وہاں فرشتوں کا تذکرہ اپنی طرف منسوب فرما کر نہیں فرمایا۔

اس اندازِ بیان سے دربارِ خداوندی میں حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس مقام تقرّب کا پتہ چلتا ہے کہ جو فرشتے ان پر درود بھیجتے ہیں وہ بھی اپنے ہو گئے۔ یہ شان صرف محبوب ہی کی ہوسکتی ہے کہ جسے ان کی طرف کسی طرح کی نسبت حاصل ہو جائے وہ بھی محبوب ہو جائے اور خاص بات یہ ہے کہ جب لفظِ صلوٰۃ کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو اس کا معنیٰ یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کی بھری محفل میں اپنے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف وثنا کرتا ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود ارشاد فرماتے ہیں ''فَهِيَ مِنْهُ عَزَّوَجَلَّ ثَنَاءُهٗ عَلَيْهِ عِنْدَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَ تَعْظِيْمُهٗ'' (رواہ البخاری)

اور اگر لفظِ صلوٰۃ کی نسبت ملائکہ کی طرف ہو تو صلوٰۃ کا معنیٰ دعا ہے کہ ملائکہ اللہ

تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے درجات کی بلندی اور مقامات کی رفعت کے لئے دعا میں مصروف رہتے ہیں۔ سبحان اللہ، درود پڑھنے والے بندے پر اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنی برکتیں نازل فرماتا رہتا ہے اور اس کے فرشتے درود پڑھنے کی برکتوں سے پڑھنے والے کی رفعت شان کے لئے دعائیں مانگتے رہتے ہیں۔ تو اے ایمان والو! تم بھی میرے محبوب کی رفعت شان کے لئے دعا مانگا کرو کہ اے اللہ اپنے رسول کے ذکر کو بلند فرما، ان کے دین کو غلبہ دے اور ان کی شریعت کو باقی رکھ، ان کی شان کو اس دنیا میں بلند فرما اور روز محشر ان کی شفاعت قبول فرما اور ان کے درجات کو بلند فرما۔

امت کو درود کا حکم کیوں؟

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ "اَسْرَارُ التَّنْزِیْلِ" میں لکھتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کے لئے حکم فرمانے میں حکمت یہ ہے کہ روحِ انسانی اپنے جِبِلّی ضعف کی وجہ سے انوار تجلّیٔ الٰہی کے قبول کرنے کی استعداد حاصل کرلے لیکن جس وقت یہ فیضان حاصل کرنے کا تعلق اپنے اور انبیائے کرام کے ارواح کے درمیان مضبوط ہوجاتا ہے تو عالمِ غیب سے فیضان کے انوار وارد ہونا شروع ہوجاتے ہیں۔ جس طرح آفتاب کی کرنیں مکان کے روشن دان سے اندر جھانکتی ہیں تو مکان کی دیواریں اور فرش تو روشن نہیں ہوتے ہاں! اگر اس مکان کے اندر پانی کا طشت یا ایک آئینہ رکھ دیا جائے تو روشن دان سے آئی ہوئی یہ آفتاب کی کرنیں اس پر پڑنی شروع ہوجائیں تو اس کے عکس سے چھت اور در ودیوار چمک اٹھتے ہیں۔ اسی طرح انبیاء کرام علیہم السلام کی ارواح ہیں جن میں حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روحِ منور کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ وہ کائنات کی ہر شئی کا ادراک کرلیتی ہے۔ گویا اس میں کائنات کی ہر شئی کا عکس موجود ہے اور امت کے ارواح اپنی جبلت اور ضعف کی وجہ سے ظلمت آباد میں پڑے ہوتے ہیں وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آفتاب سے روشن تر روحِ انور کے ان ذرّات سے فائدہ

حاصل کر کے اپنے اندر استعداد پا لیتے ہیں۔ یہ استفادہ صرف درود پاک کے ذریعے سے ہوتا ہے اسی لئے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ''اَوْلَی النَّاسِ بِیْ فِیْ یَوْمِ الْقِیٰمَةِ اَکْثَرُهُمْ عَلَیَّ صَلٰوةً'' قیامت کے دن مجھ سے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو مجھ پر سب زیادہ درود شریف پڑھتا ہے۔ (از معارج النبوۃ جلد ۱ ص ۳۱۸)

فرشتے درود کیوں بھیجتے ھیں

فرشتوں کو درودِ پاک پڑھانے میں یہ حکمت تھی کہ انہیں حضور کی قدر ومنزلت سے آگاہ کر دیا جائے اور وہ اپنے آپ کو حضورِ اکرم نورِ مجسم کا خادم، مطیع وفرماں بردار سمجھنے لگیں۔ دوسری حکمت یہ تھی کہ انسان مصائب وتکالیف میں پھنسا ہوا تھا فرشتوں کو یہ وہم تھا اور خدشہ لگا رہتا تھا کہ ان کا حشر بھی ابلیس، ہاروت وماروت جیسا نہ ہو جائے، انہوں نے اطمینان قلب اور پناہ خداوندی حاصل کرنے کے لئے حضور پر درود پاک پڑھنا اپنا شعار بنا لیا تا کہ وہ ہمیشہ کے لئے ان خطرات سے محفوظ ہو جائیں۔

(معارج النبوۃ جلد ۱ ص ۳۱۶)

فضائل درود احادیث کی روشنی میں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ عَشْرَ صَلَوٰتٍ وَحَطَّ عَنْهُ عَشْرَ خَطِیْئَاتٍ''۔ یعنی جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود پاک پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے اور دس گناہ محو فرما دیتا ہے۔ (ترمذی شریف بحوالہ جامع الاحادیث)

میرے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک بار درود شریف کے عوض اللہ عزوجل جو دس رحمتیں نازل فرماتا ہے وہ اپنی شان کے مطابق نازل فرماتا ہے۔ دیکھئے! سخی جب کچھ دیگا تو اپنی شان کے مطابق ہی دے گا اور جب خطا معاف فرمائے گا تو وہ بھی اپنی شان کے مطابق ہی تو معاف

فرمائے گا۔ درحقیقت مولائے کریم کو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنی محبت ہے کہ اس کی رحمت اپنے محبوب کی امت کو بخشنے کے مختلف بہانے ڈھونڈتی رہتی ہے تاکہ امت کی نجات پر محبوب کی آنکھوں کو ٹھنڈک ہو، ان بہانوں میں سب سے موثر، مفید اور رب کی رحمت کو متوجہ کرنے والا عمل درود مبارکہ ہے جس پر جملہ اولیائے کاملین اور علمائے متقدمین ومتاخرین پابند رہے، لہٰذا اپنے دفتر سے اگر گناہوں کو مٹانا ہو اور اپنے نامۂ اعمال میں نیکیوں کو بڑھانا ہو تو درود شریف کی کثرت کرو۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلَاۃً وَّاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشَرَ صَلَوَاتٍ وَحُطَّتْ عَنْہُ عَشَرُ خَطِیْئَآتٍ وَرُفِعَتْ لَہٗ عَشَرُ دَرَجَاتٍ'' یعنی جس نے مجھ پر ایک بار درود پاک پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے اور اس کے دس گناہ مٹا دیتا ہے اور اس کے دس درجے بلند فرماتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف، ص:۸۶)

سُبْحَانَ اللّٰہِ! آج ہر کوئی بلندی چاہتا ہے، ہر شعبہ میں بلندی چاہتا ہے، ہر مقام پر بلندی چاہتا ہے، اے بلندی کے طلبگارو! آؤ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر صدق دل سے درود پاک پڑھنے کی عادت بنالو، انشاء اللہ دنیا ہی میں نہیں بلکہ آخرت میں بھی بلندی حاصل ہو جائے گی۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ ''مَنْ صَلّٰی عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ مَلٰئِکَتُہٗ سَبْعِیْنَ صَلَاۃً'' جو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایک بار درودِ پاک پڑھے، اس پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ستر رحمتیں نازل فرماتے ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف ص:۸۷)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! روایت کے مطابق اللہ عزوجل ایک مرتبہ درود شریف پڑھنے کے عوض ستّر رحمتیں نازل فرماتا ہے، گویا مولیٰ اپنے محبوب سے اتنا پیار فرماتا ہے کہ جو شخص اس کے محبوب پر ایک بار درود پڑھے تو ربِ قدیر اس درود پڑھنے والے بندے سے اس طرح پیار فرماتا ہے کہ اس پر ستر ۷۰ رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ پتہ چلا کہ درود شریف ایسا عمل ہے کہ جو کوئی اس کی کثرت کرے اللہ عزوجل کی رحمت اس پر برسنے کے لئے تیار رہتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

کنز العمال میں ہے کہ حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جبریلِ امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے خبر دی کہ جو امتی مجھ پر درود پڑھتا ہے اس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ دس نیکیاں لکھتا ہے اور اس کے دس گناہ مٹاتا ہے اور دس بار اس کے درجے بلند فرماتا ہے اور ایک فرشتہ درود پڑھنے والے کے حق میں وہی الفاظ کہتا ہے جو وہ آپ کے حق میں کہتا ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ وہ فرشتہ کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ حق تعالیٰ نے جب سے آپ کو پیدا کیا اسی وقت سے وہ فرشتہ اس کام پر مقرر ہے کہ آپ کا جو امتی آپ پر درود پڑھے وہ فرشتہ جواب میں کہے کہ تجھ پر بھی خدا اپنی رحمت نازل فرمائے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آپ خود دیکھیں کہ درود شریف پڑھنے کا حکم ۲ھ میں صادر ہوا لیکن درود پڑھنے کا صلہ دینے کے لئے وہ فرشتہ پہلے ہی سے موجود ہے، اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں درود شریف کی کیسی قدر و قیمت ہے اور اس کی عظمت شان کے اظہار کے لئے حق تعالیٰ نے کتنا اہتمام کیا ہے۔ (انوار احمدی)

کثرت درود کی فضیلت

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اِنَّ اَوْلٰی النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَكْثَرُهُمْ عَلَیَّ صَلٰوةً "یعنی قیامت کے دن مجھ سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو مجھ پر زیادہ درود وسلام پیش کرتا ہوگا۔ (الترغیب والترھیب ج۲،ص۶٦٦)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! دنیا کے انسانوں کا یہ مزاج ہے کہ بڑوں سے قریب اور چھوٹوں سے دور رہنے کی کوشش کرتے ہیں آپ دیکھتے ہوں گے کہ مالداروں، اقتدار کی مسند پر بیٹھنے والوں سے ہر کوئی قریب ہونے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن یاد رکھیں دنیا کے نام نہاد بڑے لوگوں سے قریب ہو کر انسان کے ہاتھ کیا آتا ہے؟ کچھ روپیہ، کچھ شہرت، اور کبھی اقتدار کی کرسی لیکن دنیا میں بڑے کہلانے والے یا سمجھے جانے والے لوگ اکثر خود ہی کنگال ہوتے ہیں لیکن اللہ عزوجل نے انسانوں میں سب سے زیادہ بڑا جسے بنایا ہے وہ ہیں ہمارے پیارے آقا جن کی شان یہ ہے۔ "وَ لَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰی" ہر لمحہ جن کا مرتبہ بلند ہوتا ہی جاتا ہے وہ رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قیامت میں مجھ سے زیادہ قریب وہ ہوگا جو مجھ پر زیادہ درود شریف پڑھتا ہوگا۔ سبحان اللہ کتنا آسان کر دیا حضور نے امتی کو خود سے قریب ہونا۔ درود شریف کی کثرت کرنے والا انشاء اللہ وہاں سب سے زیادہ قریب ہوگا جہاں پر ہر کوئی نفسی نفسی کہہ رہا ہوگا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اور حضرت حبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے "اِنَّ رَجُلاً قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَجْعَلُ ثُلُثَ صَلٰوتِیْ عَلَیْكَ قَالَ نَعَمْ اِنْ شِئْتَ قَالَ اَلثُّلُثَیْنِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَصَلَاتِیْ كُلُّهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

اِذَنْ یَّکْفِیْکَ اللّٰہُ مَا ھَمَّکَ مِنْ اَمْرِ دِیْنِکَ وَاٰخِرَتِکَ" یعنی رسول اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ! میں اپنی تہائی دعا حضور کے لئے کرتا ہوں فرمایا اگر تو چاہے۔ عرض کی دو تہائی فرمایا ہاں، عرض کی کل دعا کے عوض درود مقرر کرتا ہوں فرمایا ایسا کرے گا تو خدا تیرے دنیا و آخرت کے سب کام بنادے گا۔ (الترغیب ج۱،ص۶۶۶)

میرے پیارکے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! صحابۂ کرام علیہم الرضوان کے ذوق وشوق کا اندازہ لگائیں کہ تاجدار کائنات پر جتنا بھی وقت ہے اس میں درود شریف پڑھنے کی خواہش ظاہر کرتے ہیں اور آقائے کائنات صحابی کی تمنا اور ان کے عمل سے خوش ہوکر ارشاد فرماتے ہیں اگر مکمل وقت درود پڑھنے پر خرچ کروگے تو میرا رب دنیا و آخرت کے سب کام بنادے گا۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! دونوں جہاں میں اگر اپنے کام بنانا ہے تو اپنے قیمتی اوقات کو فضول گوئی میں نہیں بلکہ پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پڑھنے میں خرچ کرو۔ انشاء اللہ دونوں جہاں کے کام آسان ہو جائیں گے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

سونے کا قلم، چاندی کی دوات

کنز العمال میں حضرت دیلمی کے حوالے سے منقول ہے جس کے راوی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں وہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ مخصوص فرشتے ہیں جو جمعہ کی رات اور دن کے وقت آسمان سے نازل ہوتے ہیں اور ان کے ہاتھوں میں سونے کا قلم اور چاندی کی دوات اور کاغذ بھی ہوتے ہیں اور ان کا کام صرف یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر پڑھا جانے والا درود شریف لکھتے رہیں گے۔ (بحوالہ انوار احمدی، روح البیان ص۲۰۲)

میرے پیارے آقا کے پیارے دیوانو! جمعۃ المبارکہ کو درود شریف پڑھنے کی بہت سی فضیلتیں حدیث مبارکہ میں موجود ہیں جن میں سے ایک حدیث شریف آپ نے ملاحظہ کیا کہ سونے کا قلم چاندی کے دوات اور کاغذ ہوتے ہیں اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا یہ معمولی عمل نہیں بلکہ اتنا اہم ہے کہ اس کو سونے کے قلم سے اور چاندی کے دوات وکاغذ پر بھی لکھا جانا چاہئے اس سے عظمت ظاہر کرنا مقصود ہے اور اپنے پیارے محبوب کی شان ظاہر کرنا بھی مقصود ہے۔

جمعہ کو کثرت سے درود پڑھو

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اَکْثِرُوْا عَلَیَّ مِنَ الصَّلٰوۃِ فِیْ کُلِّ الْجُمُعَۃِ، فَمَنْ کَانَ اَکْثَرُھُمْ عَلَیَّ صَلٰوۃً کَانَ اَقْرَبُھُمْ مِنِّیْ مَنْزِلَۃً'' یعنی مجھ پر ہر جمعہ کے دن کثرت سے درود پاک پڑھو کہ میری امت کا درود مجھ پر پیش ہوتا ہے تو جو مجھ پر کثرت سے درود پاک پڑھے گا وہ مجھ سے زیادہ قریب رہے گا۔ (الترغیب ج۱۔ص۶۶۷)

میرے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ضرور ضرور یوم جمعہ اور شب جمعہ کو درود شریف کی کثرت کرو کہ گناہ بھی معاف ہوں گے، تنگ دستی بھی دور ہوگی اور کرم بالائے کرم خود مدنی آقا رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم درود شریف بنفس نفیس سنیں گے اور پہچانیں گے بھی۔ انشاء اللہ، آؤ آج ہی اپنے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم کو حاصل کرنے اور شبِ جمعہ نیز یوم جمعہ میں کثرت سے درود شریف پڑھنے کی نیت کریں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَ سَلِّمْ

اسی طرح ایک اور حدیث پاک میں جمعۃ المبارکہ کو درود شریف پڑھنے کی فضیلت اس طرح بیان کی گئی ہے، سنئے اور عادت بنالیجئے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جو مجھ پر ہر جمعہ کے دن اَسّی بار درود پاک پڑھتا ہے اس کے اسّی سال کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں اور جو مجھ پر روزانہ پانچ سو بار درود شریف پڑھتا ہے وہ کبھی تنگ دست نہ ہوگا۔ (روح البیان جلد ۱۱، ص ۲۰۲)

بعض علما فرماتے ہیں: شب جمعہ کی خصوصیات میں سے ہے کہ جو شخص آپ پر اس رات میں صلاۃ وسلام عرض کرتا ہے تو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم بہ نفس نفیس صلاۃ وسلام کا جواب ارشاد فرماتے ہیں۔ (جذب القلوب ص ۲۷۲)

مفاخر الاسلام میں ہے کہ "مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ فِیْ لَیْلَةِ الْجُمُعَةِ مِائَةَ صَلَوَاتٍ قُضِیَ لَهٗ سَبْعِیْنَ حَاجَةً مِنْ اُمُوْرِ الدُّنْیَا وَثَلٰثِیْنَ مِنْ اُمُوْرِ الْآخِرَةِ" یعنی جو مجھ پر شب جمعہ میں سو مرتبہ درود پڑھے۔ اس کی سو حاجتیں پوری ہوں منجملہ ان کی ستر حاجتیں دنیوی اور تیس حاجتیں آخرت کی۔ (جذب القلوب ص: ۲۷۲)

ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن ایک ہزار مرتبہ اس درود کو پڑھے جب تک اپنا ٹھکانہ بہشت میں نہ دیکھ لے گا دنیا سے خالی نہ اٹھایا جائے گا اور وہ درود یہ ہے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ اَلْفَ اَلْفَ مَرَّةٍ.

(جذب القلوب ۲۷۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہم اپنی حاجتوں کو لے کر ہر طرف جاتے ہیں اور امیدیں لگاتے ہیں کبھی ایک حاجت پوری ہوئی اور باقی ناتمام لیکن یوم جمعہ کو اگر سو مرتبہ درود شریف ہم نے پڑھا تو ستر حاجتیں دنیا کی اور تیس حاجتیں آخرت کی اللہ عزوجل پوری فرمائے گا۔

جمعہ کے روز درود پڑھنے کے سبب بخشش

حدیث شریف میں ہے کہ حضرت خالد بن کثیر کے تکیے کے نیچے سے ان کی روح نکلنے سے پہلے ایک پھٹا ہوا کاغذ ملا جس میں لکھا تھا "بَرَآءَةٌ مِّنَ النَّارِ لِخَالِدِ بْنِ

کَثِیْرٍ'' یعنی خالد ابن کثیر کی جہنم سے نجات ہوگئی، ان کے گھر والوں سے دریافت کیا گیا کہ یہ کون سا عمل کرتے تھے جو یہ کرامت حاصل ہوئی؟ تو گھر والوں نے کہا ان کا عمل یہ تھا کہ ہر جمعہ کو ہزار مرتبہ رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پڑھتے تھے۔

(جذب القلوب ص ۲۷۳)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! یقیناً درود شریف دونوں جہاں کی مصیبتوں کا علاج ہے۔ خوش نصیب ہے وہ شخص جو پورے یقین کے ساتھ تاجدارِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پڑھتا ہے۔ ابھی آپ نے پڑھا کہ یومِ جمعہ کو پابندی سے ہزار مرتبہ درود شریف پڑھنے کے عوض دنیا ہی میں جہنم سے نجات کی سند مل گئی اور کیوں نہ ہو کہ جب رسولِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرما دیا تو وہ حق ہے، کیا ہم سب کو نجات کی فکر نہیں ہے؟ اگر ہے تو ہر جمعہ کو جتنا زیادہ ہو سکے اتنا درود شریف پڑھ کر دوزخ سے رہائی حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ عزوجل ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

کثرت درود کا صلہ

حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم کعبہ کا طواف کر رہے تھے، ایک شخص کو دیکھا کہ بجائے لبیک پڑھنے کے ہر قدم پر درود شریف پڑھتا ہے، میں نے کہا یہ کیا تسبیح و تہلیل چھوڑ کر تم درود شریف پڑھتے ہو؟ تمہارے پاس اس کا کوئی شرعی ثبوت ہے؟ اس نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ کو صحت و عافیت بخشے آپ کا اسم گرامی کیا ہے؟ میں نے کہا: مجھے سفیان ثوری کہتے ہیں، اس نے کہا اگر آپ مسافر ہوتے اور مجھے یہ یقین ہوتا کہ آپ میرا راز فاش نہیں کریں گے تو آپ کو یہ حال بتا دیتا، بہر حال حقیقت یہ ہے کہ میں اور میرے والد حج کو آرہے تھے، راستہ میں میرے والد بیمار ہو کر مر گئے

اور بد قسمتی سے ان کا چہرہ سیاہ ہوگیا، آنکھیں نیلی ہوگئیں اور پیٹ پھول گیا اس پر میں خوب رویا اور ''اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ'' پڑھا افسوس کہ میرے والد کی موت سفر میں ہوئی اور ایسی بری کہ جسے بتایا نہیں جاسکتا۔ میں اپنے والد کا چہرہ چادر سے ڈھانپ کر سوگیا خواب میں دیکھا کہ ایک حسین وجمیل شخص آیا ہے جس کی شکل وصورت کبھی نہ دیکھی تھی اور نہایت خوب صورت لباس میں ملبوس تھا اور خوشبو سے معطّر میرے والد کے قریب ہو کر ان کے چہرے سے کپڑا اتار کر چہرے پر ہاتھ پھیرا تو میرے والد کا چہرہ دودھ سے زیادہ سفید ہوگیا اور ان کے پیٹ پر ہاتھ پھیرا تو وہ پہلے کی طرح ہوگئے اس کے بعد وہ حسین وجمیل ہستی واپس جانے لگی، میں نے بڑھ کر عرض کی آپ کو اس ذات کی قسم جس نے آپ کو میرے والد کیلئے رحمت بنا کر بھیجا، آپ ہیں کون؟ فرمایا میں محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہوں اگر چہ تیرا باپ بہت گنہگار تھا لیکن مجھ پر درود شریف بکثرت پڑھتا تھا جب اسے یہ مصیبت پہنچی تو اس نے مجھے پکارا میں نے اس کی حاجت پوری کی جو مجھ پر کثرت سے درود پاک پڑھتا ہے تو میں دنیا میں اس کی حاجت پوری کرتا ہوں۔ اس کے بعد میں بیدار ہوا تو دیکھا کہ میرے والد کا چہرا سفید اور پیٹ صحیح وسالم تھا۔ حضرت سفیان نے یہ واقعہ سن کر فرمایا تم صحیح کہتے ہو اور اپنے شاگردوں کو حکم دیا کہ اس واقعہ کو امتِ رسول کو سنائیں اور اپنی کتابوں میں لکھیں تاکہ لوگ حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پاک کی برکت سے دنیا اور آخرت کے عذاب سے نجات پالیں۔ (روح البیان جلد ۱۱ ص ۱۸۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ واقعہ سے یہ واضح ہوگیا کہ ہر مصیبت کا علاج رحمت عالم پر درود پڑھنا ہے۔ دنیا میں کون ہے جو کسی نہ کسی مصیبت میں گرفتار نہ ہو، یہ دنیا ہے ہی مصیبتوں کا گھر، یہاں پر ہم امتحان دینے کے لئے بھیجے گئے ہیں اور تخلیق انسانی کا مقصد اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں

واضح فرمادیا ہے ''اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلاً'' کہ موت وزندگی کی تخلیق کا مقصد تم کو آزمانا ہے کہ تم میں کون ہے جو بہترین عمل کرتا ہے۔ یقیناً ہمارے اعمال صالحہ قابلِ قدر ومنزلت ہیں لیکن جو عمل خود اللہ تعالیٰ کا ہو وہ عمل کتنا اچھا ہوگا؟ وہ عمل جو اللہ عزوجل کرتا ہے وہ درود شریف ہے لہٰذا درودِ پاک کا عادی خواہ کتنا ہی گناہگار ہو اس کی برکتوں سے اس پر اللہ عزوجل کا کرم ہو ہی جائے گا جیسا کہ مذکورہ واقعہ میں آپ نے ملاحظہ فرمایا۔

کثرت درود کی تعداد

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''کشف الغمہ'' میں بیان کیا ہے کہ بعض علمائے کرام نے فرمایا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کثرتِ درود کا مطلب ہر رات سات سو بار ہے اور دن میں سات سو بار ہے اور ایک عالم نے کہا ہے کہ کثرت درود روزانہ ساڑھے تین سو بار اور ساڑھے تین سو بار رات میں ہے۔ (افضل الصلوات ص ۶۹۔۷۰)

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک تعداد مخصوص میں ہر روز کا وظیفہ کرے تو بہتر ہے کہ ہزار سے کم نہ ہو اگر یہ نہ ہو سکے، تو پانچ سو پر اکتفا کرے، یہ بھی نہ ہو سکے تو پھر سو سے کم کبھی نہ کرے۔ بعض نے تین سو کو پسند کیا ہے مومن کثرت درود کی عادت کرتا ہے تو پھر اس پر آسان بھی ہو جاتا ہے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! درود کے متعلق تعداد کے تعین سے درحقیقت ایک عادت بنانا مقصود ہے اگر کوئی شخص کسی کام کے کرنے کی عادت بنالے تو وہ کام اس پر آسان ہو جاتا ہے۔ اور بزرگان دین کا منشا ہر ایک مسلمان کو درود کا عادی بنا کر ان کی آخرت کو سنوارنا ہوتا ہے۔ لہٰذا کوشش کریں کہ روزانہ کم از کم ۱۰۰/تا ۳۰۰ سو مرتبہ ضرور درود شریف پڑھیں۔ انشاء اللہ رفتہ رفتہ کثرت درود شریف کی عادت پڑ جائے گی۔ اللہ عزوجل ہم سب کو کثرت درود کی توفیق عطا فرمائے۔

بزرگان دین اور درود شریف کی کثرت

الشیخ محمد ابوالمواہب شاذلی رحمۃ اللہ علیہ جلیل القدر بزرگ علمائے راسخین سے ہیں۔ آپ دن میں ہزار بار، اور رات میں ہزار بار درود پاک پڑھتے، امام شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی ''طبقات'' میں کہا کہ آپ بکثرت درود پڑھا کرتے تھے۔ آپ سرکار کی بکثرت زیارت کیا کرتے تھے آپ نے بیداری کے عالم میں بھی اپنی آنکھوں سے ۸۲۵ھ میں جامع ازہر کے میدان میں سرکار کو دیکھا سرکار نے اپنا دست اقدس آپ کے دل پر رکھا یہ ساری برکتیں کثرت درود کی وجہ سے تھیں۔ (سعادۃ الدارین)

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت نورالدین شونی رحمۃ اللہ علیہ ان بزرگوں میں سے ہیں جو بیداری میں سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کیا کرتے تھے آپ جہاں جاتے مجلس ''اَلصَّلٰوۃُ عَلَی النَّبِیِّ'' قائم کرتے، مکہ، مدینہ، بیت المقدس، مصر، شام، یمن وغیرہ میں اس مجلس کے موجد آپ ہی ہیں حتی کہ ۸۹۷ھ میں جامع ازہر میں بھی آپ نے مجلس ''اَلصَّلٰوۃُ عَلَی النَّبِیِّ'' منائی۔

آپ خود فرماتے ہیں کہ میں بچپن میں ہی درود پاک کا شوقین تھا آپ فرماتے ہیں کہ میں بچوں کو جمع کرتا اور صبح کا کھانا دیتا اور کہتا اسے کھاؤ اور ہم سب مل کر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجیں۔ ہم دن کا اکثر حصہ درود پاک پڑھنے میں گذارتے۔ آپ ہر روز دس ہزار بار نہایت ادب سے درود پاک پڑھا کرتے تھے اور شیخ احمد زواری رحمۃ اللہ علیہ ہر روز چالیس ہزار بار درود پاک پڑھتے۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ خود فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے اللہ کا ذکر اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بکثرت درود پڑھا ہے میرا سینہ کھول دیا گیا پس جس نے اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر کو اپنا شغل بنایا وہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے دونوں جہاں میں کامیاب ہوا۔

آپ فرماتے ہیں کہ سلسلۂ طریقت میں کثرت سے درود پاک پڑھنا چاہیے، درود

پڑھتے پڑھتے ہی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں رسائی حاصل ہوتی جاتی ہے، درود کی کثرت سے عالمِ بیداری میں سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوتی ہے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے ہی بارے میں فرماتے ہیں کہ میں نے عالمِ بیداری میں پچھتر ۷۵ مرتبہ سرکار کی زیارت کی ہے۔ (میزانِ کبریٰ)

اور حضرت شیخ عبد الحق محدثِ دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدارج النبوۃ میں لکھتے ہیں کہ مجھے کثرتِ درود پاک کی برکت سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اس طرح حاضری نصیب ہوتی جس طرح صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حضوری ملتی تھی۔

(شفاء القلوب ص ۱۵۴/۱۵۵ آب کوثر)

دیدار کا شرف

حضرت مسعود رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو کہ مُلکِ فارس کے صلحا میں سے تھے ان کا کام یہ تھا کہ وہ موقِف (مزدوروں کے ٹھہرنے کی جگہ) میں جاتے اور جتنے مزدور مل جاتے ان کو اپنے مکان میں لے آتے، ان مزدوروں کو یہ گمان ہوتا کہ شاید کوئی تعمیر وغیرہ کا کام لیا جائے گا، لیکن حضرت موصوف ان کو بٹھا کر فرماتے ''درود پاک پڑھو'' اور خود بھی ساتھ بیٹھ کر پڑھتے اور جب عصر کے وقت چھٹی کا وقت آتا ان کو پوری مزدوری دے کر رخصت فرماتے۔ آپ کو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عشق ومحبت کی بنا پر عالم بیداری میں بھی سرکارِ کون ومکاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دیدار کا شرف حاصل ہوا تھا۔ (آب کوثر ص ۱۸۶)

فرشتہ قیامت تک دعائے مغفرت کرتا ہے

آقائے نامدار مدنی تاجدار ارواحنا فداہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے ایک فرشتہ پیدا فرمایا ہے جس کے دونوں بازوؤں کا درمیانی فاصلہ مشرق و مغرب کو گھیرے ہوئے ہے اور اس کا سر زیر عرش ہے اور دونوں پاؤں تحت الثریٰ میں

ہیں، روئے زمین پر آباد مخلوق کے برابر اس کے پیر ہیں، میری امت میں سے جب کوئی مرد یا عورت مجھ پر درود پڑھتے ہیں تو اس فرشتہ کو اذنِ الٰہی ہوتا ہے کہ وہ عرش کے نیچے بحرِ نور میں غوطہ زن ہو، وہ غوطہ لگاتا ہے اور باہر نکل کر جب وہ اپنے بازوؤں (پروں) کو جھاڑتا ہے تو اس کے پروں سے جس قدر قطرات ٹپکتے ہیں ان میں سے ہر ایک قطرہ سے اللہ تعالیٰ ایک ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے جو قیامت تک اس درود پڑھنے والے کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔

اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے مجھے وہ رتبے دیئے ہیں جو کسی نبی کو نہیں ملے ہیں اور مجھ کو سارے نبیوں پر فضیلت دی اور میری امت کے کئی اعلیٰ درجے مقرر فرمائے کہ وہ مجھ پر درود پڑھتے ہیں اور میری قبر کے پاس ''منطوش'' نامی ایک فرشتہ متعین فرمایا وہ اتنا طویل القامت اور عظیم الجثہ ہے کہ اس کا سر عرشِ الٰہی کے نیچے اور اس کا پاؤں تحت الثریٰ میں ہے اور اس کے اسّی ہزار بازو ہیں، اسّی ہزار پر ہیں اور ہر پر کے نیچے اسّی ہزار رونگٹے ہیں اور ہر رونگٹے کے نیچے ایک زبان ہے جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید کرتا ہے اور اس شخص کے حق میں دعائے مغفرت کرتا ہے جو مجھ پر درود پڑھے۔

(انوار احمدی ص ۴۷، ۵۷)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! **سبحان اللہ** کتنا عظیم فیضان ہے درود پاک کا کہ فرشتوں میں بھی جو عظیم الجثہ فرشتہ ہے وہ دعائے مغفرت کرے گا۔ اگر اس کے باوجود کوئی سستی کرے تو کتنا کم نصیب ہے۔ آیئے ہم عہد کریں کہ ان شاء اللہ زندگی کی آخری سانس تک درودِ مبارکہ پڑھنے کی پابندی کریں گے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث

پاک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص صدق دل سے رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پڑھے تو معصوم فرشتے اس کی مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔ اور فرشتے دعا کریں تو اللہ عزوجل ضرور بخش دے گا۔

آسمانوں میں تعارف

امامِ اجل سراج الملت والدین ابو احمد زید بن زید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مجھ پر ایک بار درود پاک بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس بار درود پڑھتا ہے اس کے بعد آسمانِ دنیا کے رہنے والوں کو اس شخص کے درود سے متعارف کرایا جاتا ہے اور انہیں اس درود کے پڑھنے میں شریک کیا جاتا ہے۔ پھر آسمانِ دوم والوں سے اس درود پاک پڑھنے والے کا تعارف کرایا جاتا ہے اور وہ لوگ اس درود پڑھنے والے پر ۲۲/ بار درود پڑھتے ہیں۔ پھر آسمانِ سوم کے لوگوں کو اس درود سے واقف کرایا جاتا ہے اور وہاں کے لوگ اسی طرح اس شخص پر ہزار بار درود شریف پڑھتے ہیں اور اس درود کو آسمان چہارم کے لوگوں کو سنایا جاتا ہے تو وہ دو ہزار بار درود پاک پڑھتے ہیں۔ اس درود کو جب آسمانِ پنجم کے لوگ سنتے ہیں تو وہ جواب میں پانچ ہزار بار درودِ پاک پڑھتے ہیں، جب آسمانِ ششم والے اس درود وسلام کو سنتے ہیں تو چھ ہزار بار درود وسلام پڑھتے ہیں۔ آسمانِ ہفتم کے لوگ اس درود کے جواب میں سات ہزار بار درود پڑھتے ہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان تمام درود وسلام کا ثواب میرے اس بندے کو عطا کیا جائے جس نے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا تھا۔ میں اعلان کرتا ہوں کہ اس کے تمام گناہ بخش دئے گئے۔ یہ اعزاز و برکات میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کی وجہ سے ہے۔ (معارج النبوۃ جلد۱/ص۲۹۶)

میرے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! کتنا کرم ہے اللہ عزوجل کا اور کتنا فیضان ہے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کا۔ مذکورہ

حدیث شریف پڑھ کر درود شریف پڑھنے کا جذبہ پیدا ہونا ایمان کی نشانی ہے۔ یقیناً ایک مومن کے لئے اس سے بڑھ کراور کیا سعادت ہوسکتی ہے کہ اِدھر وہ درود پڑھے اوراُدھر ساتوں آسمانوں پرفرشتے اس کے درودکوسن کراس کے لئے سلامتی کی دعا کریں اور اللہ عزوجل اپنے حبیب کے صدقہ وطفیل درود پڑھنے والے کی بخشش فرمادے۔آیئے ہم اپنے پیارے آقا پرمحبت سے ایک بار درود شریف پڑھ لیں اوردعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم کومرتے دم تک درود شریف پڑھنے کی توفیق عطا کرے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍوَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

سرکار کا تحفہ

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک دن آقائے نامدار مدنی تاجدار سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ کی امت کا تحفہ تو درود پاک ہے جوآپ کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔آپ کی طرف سے اس تحفہ کے جواب میں کیا عطا کیا جائے گا۔آپ نے فرمایا: عمر! تم نے بہت اچھا سوال کیا ہے ''اَلصَّلٰوۃُ مِنْ اُمَّتِیْ عَلَیَّ تُحْفَۃٌ لِّیْ وَتُحْفَۃُ اُمَّتِیْ مِنِّیْ غَدًافِی الْجَنَّۃِ'' میری امت کا تحفہ تو مجھ پر درود پاک ہے۔اور میں اسے کل بروزِ قیامت اپنی جانب سے جنت تحفہ دوں گا۔(معارج النبوۃ ص/۳۰۰)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث شریف میں امت کے درود پڑھنے کا بدلہ اللہ کے پیارے حبیب نے جنت کی صورت میں عطا کرنے کا وعدہ فرمایا۔رحمت عالم جووعدہ فرمادیں اس پرسارے امتیوں کو یقین ہے کہ وہ یقیناً پورا فرمائیں گے۔لہٰذا درود پڑھواورآخرت میں رحمت عالم کے صدقے میں جنت حاصل کرو۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍوَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

خاک آلود ناک

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ''رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ دَخَلَ عَلَيْهِ رَمَضَانُ ثُمَّ انْسَلَخَ قَبْلَ اَنْ يُّغْفَرَ لَهٗ وَرَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ اَدْرَكَ عِنْدَهٗ اَبَوَاهُ الْكِبَرَ اَوْ اَحَدُهُمَا فَلَمْ يُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ'' یعنی اس کی ناک خاک آلود ہو جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور مجھ پر درود نہ پڑھے، اس کی ناک گرد آلود ہو جس پر رمضان آئے پھر اس کی بخشش سے پہلے گزر جائے اور اس کی ناک خاک آلود ہو جس کے سامنے اس کے ماں باپ یا ان میں سے ایک بڑھاپا پائیں اور اسے جنت میں نہ پہونچائیں۔ (مشکوٰۃ شریف ص:۸۶)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث شریف میں رحمت عالم نے اپنی ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے۔ جس عمل سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ناراض ہوتے ہیں اس کی نشاندہی فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور مجھ پر درود نہ پڑھے اس کی ناک خاک آلود ہو۔

اللہ اکبر! پتہ چلا کہ جب بھی رحمت عالم کا ذکر کیا جائے ضرور ہم کو حضور پر درود پڑھنا چاہئے ورنہ آپ کی خوشی جس طرح ہمارے لئے جنت کی ضمانت ہے ویسے ہی آپ کی ناراضگی ہماری تباہی کا ذریعہ۔ (اللہ کی پناہ) اللہ عزوجل ہم سب کو ان تمام چیزوں سے بچائے جن سے ہمارے آقا ناراض ہوتے ہوں، مثلا ماں باپ کی خدمت میں کوتاہی اور ماہِ صیام میں روزے سے غفلت اور ذکر رسول سن کر درود شریف پڑھنے میں سستی وغیرہ۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

بڑا بخیل کون؟

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اَلْبَخِيْلُ الَّذِیْ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَیَّ'' یعنی

بڑا کنجوس وہ ہے جس کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔ (مشکوٰۃ ص:۸۷)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس مجلس میں لوگ جمع ہوں اور جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پاک نہ پڑھیں تو اس مجلس پر قیامت تک حسرت برستی رہتی ہے۔ اگر وہ اہل مجلس کسی دوسری نیکی کی وجہ سے بہشت میں داخل ہو جائیں گے تو ان کے درجات اور ثواب سے محروم رہیں گے جو درود پڑھنے والوں کو حاصل ہوں گے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہم اپنی مجلس میں دنیا بھر کی باتیں کرتے ہیں اور تھکتے نہیں لیکن درود شریف پڑھنے میں کوتاہی اور کاہلی کرتے ہیں جس کا نقصان آخرت میں پتہ چلے گا۔ مذکورہ روایت سے یہ بات سمجھ میں آئی کہ مجلس میں ضرور درود پڑھ لینا چاہئے تاکہ محشر میں افسوس نہ ہو اور اللہ عزوجل درود شریف کی وجہ سے آخرت میں درجات بلند فرمائے۔ جب درود شریف کی وجہ سے آخرت میں درجات بلند ہوں گے تو کیا دنیا میں نہیں ہوں گے؟ کاش ہم اپنی عادت بنالیں اور درود شریف کی کثرت کریں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

تاج المذکرین میں لکھا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن ایک جماعت کو حکم ہوگا کہ انہیں بہشت میں بھیجا جائے مگر وہ بہشت کا راستہ بھول جائیں گے۔ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے سن کر عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کون لوگ ہوں گے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: یہ وہ لوگ ہوں گے جن کے سامنے میرا نام لیا گیا مگر وہ درود پاک نہ پڑھ سکے، مَنْ نَسِیَ الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ فَقَدْ اَخْطَأَ

طَـرِيْـقَ الْـجَنَّةَ"۔ یعنی جو شخص مجھ پر درود پاک پڑھنا بھول گیا وہ جنت کا راستہ بھول گیا۔ (معارج النبوۃ ص ۲۹۸ ونزہۃ المجالس)

میرے پیارے آقا کے پیارے دیوانو! بہشت میں جانے کا حکم تو مل جائے گا لیکن راہ جنت پر چل نہ سکیں گے اور بہشت کا راستہ بھول جائیں گے وہ لوگ جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر سن کر درود شریف نہیں پڑھتے۔ آپ غور کریں کہ اچھی محفل میں بیٹھے بھی ہیں اور اچھی باتیں سن بھی رہے ہیں لیکن جب تاجدار کائنات کا ذکر کیا جائے اور درود نہ پڑھا جائے تو اِتنا بڑا خسارہ ہوگا کہ بہشت کا راستہ نہ ملے گا۔ لہٰذا جب بھی کسی محفل میں یا کسی شخص سے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک سنو تو کم از کم "صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" ضرور کہہ لیا کرو تاکہ بروز حشر اس نقصان سے بچ سکو۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍوَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

سرکار کے دیدار سے محروم

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "لَا يَـرَىٰ وَجْهِـيَ ثَلَاثَةُ اَقْـوَامٍ اَحَـدُهَـا الْـعَـاقُّ لِـوَالِدَيْهِ وَالثَّانِيْ تَارِكُ سُنَّتِيْ وَالثَّالِثُ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ"، تین گروہ قیامت کے دن میرے دیدار سے محروم ہوں گے۔

(۱) والدین کا نافرمان۔

(۲) میری سنت کا تارک۔

(۳) جو میرا نام سنے اور مجھ پر درود نہ پڑھے۔ (روح البیان ج ۱۱، ص ۱۸۸)

مذکورہ حدیث شریف میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تین کم نصیبوں کا ذکر فرمایا ہے جو اپنی بے عملی کی وجہ سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دیدار سے محروم ہوں گے۔ ایک غلام کے لئے اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دیدار سے بڑھ کر دولت کیا ہوگی؟ ہم کو چاہیے کہ ہم ان اعمال سے پرہیز کریں جو دیدار رسول سے محروم کردیں یعنی

والدین کی نافرمانی۔ سنت کا ترک کرنا، اور تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام سن کر درود نہ پڑھنا۔ اللہ عزوجل ہم سب کو مذکورہ تینوں گناہوں سے بچائے اور والدین کی فرمانبرداری، سنت کی ادائیگی اور درود شریف کی تلاوت کی توفیق عطا فرمائے۔

چار چیزیں ظلم ہیں

حدیث شریف میں ہے "اَرْبَعٌ مِّنَ الْجَفَاءِ اَنْ یَّبُوْلَ الرَّجُلُ وَ ھُوَ قَائِمٌ وَاَنْ یَّمْسَحَ جَبْهَتَهٗ قَبْلَ اَنْ یَّفْرُغَ وَاَنْ یَّسْمَعَ النِّدَآءَ فَلَا یَشْهَدُ مِثْلَ یَشْهَدُ الْمُؤَذِّنُ وَاَنْ اُذْكَرَ عِنْدَهٗ فَلَا یُصَلِّیْ عَلَیَّ." یعنی چار اُمور ظلم میں شامل ہیں۔

(۱) کھڑے ہوکر پیشاب کرنا۔
(۲) نماز کی فراغت سے پہلے ماتھے سے مٹی جھاڑنا۔
(۳) اذان سننا اور نماز کے لئے حاضر نہ ہونا۔
(۴) میرا نام سننا اور مجھ پر درود نہ پڑھنا۔ (روح البیان ج ۱۱، ص ۱۸۸)

شفیع امت رسول رحمت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو قوم بھی کسی مجلس میں بیٹھتی ہے پھر وہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پڑھے بغیر منتشر ہو جاتے ہیں وہ مردار کی بدترین بدبو پر کھڑے ہوتے ہیں۔ (شفاء شریف ص ۱/۴۵ قدیم نسخہ)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث شریف سے پتہ چلا کہ درود شریف خوشبو ہے۔ لہٰذا کسی بھی مجلس کو درود شریف کے بغیر ختم نہ کرو۔ بلکہ درود شریف پڑھ کر معطر کرو، ان شاء اللہ درود شریف کی برکت سے محفل بھی معطر ہوگی اور قبر بھی معطر ہوگی۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کے پاس میرا ذکر کیا گیا اور اس نے مجھ پر درود نہ بھیجا تو وہ آگ میں داخل ہوا۔

وہ بد بخت ہے

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے سامنے میرا ذکر کیا گیا اور اس نے مجھ پر درود نہ بھیجا وہ بد بخت ہوا۔

اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں

رسولِ رحمت نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے سامنے میرا ذکر کیا گیا اور مجھ پر درود وسلام نہ پڑھا اس کا مجھ سے اور میرا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! جو میرے ساتھ ہوا اس کے ساتھ ہو اور جو مجھ سے منقطع ہوا تو اس سے منقطع ہو۔ (افضل الصلوات علی سید السادات ص ۵۷)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ذکرِ آقا سن کر اگر کوئی درود نہیں پڑھتا تو حضور کو کتنی تکلیف پہونچتی ہے اس کا اندازہ مذکورہ حدیث شریف سے لگائیں کہ تاجدار کائنات اللہ عزوجل کے حضور اس غافل شخص کے متعلق ناراضگی کا اظہار اس طرح سے فرماتے ہیں کہ میرا اس سے کوئی تعلق نہیں اور اے اللہ جو مجھ سے منقطع ہوا تو اس سے منقطع ہو جا، اللہ اکبر! حضور کی کوئی دعا اللہ تعالیٰ رد نہیں فرماتا۔ لہٰذا اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے پیارے آقا سے ہمارے تعلقات منقطع نہ ہوں تو ضرور بالضرور ذکرآقا سن کر درود شریف پڑھ لیا کریں۔ اور آپ کی ناراضگی سے بچنے کا سامان کریں۔

درود نہ بھیجنے والے سے حضور کا اعراض

ایک شخص حضور علیہ الصلوۃ والسلام پر درود شریف نہیں بھیجتا تھا۔ ایک رات اس نے خواب میں حضور کو دیکھا، آپ نے اس کی طرف توجہ نہ فرمائی۔ اس آدمی نے عرض کیا کہ کیا حضور مجھ سے ناراض ہیں اس لئے توجہ نہیں فرمائی؟ آپ نے جواب دیا نہیں، میں تمہیں پہچانتا ہی نہیں ہوں۔ عرض کی گئی حضور مجھے کیسے نہیں پہچانتے حالانکہ

علما کہتے ہیں کہ آپ اپنے امتیوں کو ان کی ماں سے بھی زیادہ پہچانتے ہیں۔

آپ نے فرمایا: علمانے سچ کہا ہے، تو نے مجھ پر درود بھیج کر میری یاد نہیں دلائی، میرا کوئی امتی مجھ پر درود بھیجتا ہے میں اسے اتنا ہی پہچانتا ہوں۔ اس شخص کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی اور اس نے روزانہ ایک سو مرتبہ درود بھیجنا شروع کر دیا کچھ مدت بعد حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے دیدار سے پھر خواب میں مشرف ہوا۔ آپ نے فرمایا: اب میں تجھے پہچانتا ہوں اور تیری شفاعت کروں گا کہ وہ رسول خدا کا محبّ بن گیا تھا۔ (معارج النبوۃ جلد ۱/ص ۳۲۸)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

زبان گونگی ہوگئی

ایک شخص جب کبھی نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر پاک سنتا تو درود پاک پڑھنے میں بخل کرتا تو اس کی زبان گونگی ہوگئی اور آنکھوں سے اندھا ہوگیا پھر وہ حمام کی نالی میں گر گیا اور پیاسا مر گیا۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَآتِ اَعْمَالِنَا

(سعادۃ الدارین ص ۱۴۴)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہم نے بہت سے نام نہاد مسلمانوں کو دیکھا ہے جو درود شریف کے حوالے سے کچھ نہ کچھ بکواس کرتے رہتے ہیں مثلاً اتنے درود کیوں پڑھاتے ہو؟ اور اذان سے پہلے کیوں پڑھتے ہو فلاں وقت کیوں پڑھتے ہو، وغیرہ۔ ان کو مذکورہ واقعہ سے سبق حاصل کرنا چاہئے اور بخل سے بچنا چاہئے۔ تاکہ خاتمہ اچھا ہو اور بری موت سے اللہ عزوجل بچالے یاد رکھو درود شریف کی کثرت کرنے والے کا خاتمہ انشاء اللہ بہتر ہی ہوگا، اور بخیل کا خاتمہ برا ہوگا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اللّٰہ تعالیٰ کا قُرب

کتاب مصباح الظلام میں حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ اے موسیٰ اگر دنیا میں تیری تعریف کرنے والے نہ رہیں تو ایک قطرہ بارش کا آسمان سے نہ بھیجوں گا اور ایک دانہ سبزی کا زمین سے نہ اگاؤں گا اسی طرح بہت سی چیزیں ذکر کیں۔ یہاں تک کہ فرمایا اے موسیٰ کیا تم چاہتے ہو کہ میں تم سے قریب تر ہو جاؤں جیسا کہ تمہارا کلام تمہاری زبان سے قریب ہے یا جس طرح کہ وسوسہ تمہارے قلب کا تمہارے دل سے تمہاری روح تمہارے بدن اور تمہاری روشنیٔ چشم تمہاری آنکھ سے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے میرے رب میں یہی چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کثرت سے درود پڑھا کرو تب تمہیں یہی نسبت حاصل ہو جائے گی۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ اے موسیٰ کیا تم چاہتے ہو کہ قیامت کے دن تشنگی سے تم کو تکلیف نہ پہونچے، موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے اللہ! ایسا ہی چاہتا ہوں حکم باری ہوا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کثرت سے درود پڑھا کرو۔ حافظ ابو نعیم نے حلیہ میں اس کو روایت کیا ہے۔ (جذب القلوب)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ عزوجل سے قریب ہونے کی آرزو کس کو نہیں ہے یقیناً ہر صاحب ایمان کی آرزو ہے۔ لیکن اس کا قرب کیسے حاصل ہو؟ تو مذکورہ حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ اللہ عزوجل حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ارشاد فرما رہا ہے کہ آنکھ سے جتنی قریب روشنی اور دل سے وسوسہ جتنا قریب ہے اس سے بھی اگر قریب تر ہونا ہو تو تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود وسلام پڑھنا وظیفہ بنالو قرب کی دولت نصیب ہو جائے گی۔

چار سو حج کے برابر ثواب

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص فریضۂ حج ادا کرے اس کے بعد جہاد کرے تو یہ چار سو حج کے برابر ہے۔ اب وہ لوگ جو حج کی استطاعت اور جہاد کی قوت نہیں رکھتے تھے شکستہ دل ہوئے، حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر وحی بھیجی کہ جو شخص آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجے اس کا ثواب چار سو حج کے برابر ہے۔ اس کو ابو حفص بن عبد المجید سایشی نے ''مجالس المکیہ'' میں روایت کیا ہے۔ (نزہۃ المجالس ۲/۳۱۴)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہم غریبوں پر اللہ عزوجل کا کتنا احسان ہے کہ غربت اور کمزوری کی وجہ سے اگر کوئی حج اور جہاد جیسے اہم فریضہ کو ادا نہیں کرسکتا اور چار سو حج کا ثواب حاصل نہیں کرسکتا تو اس کو بھی اللہ عزوجل نے محروم نہیں رکھا بلکہ فرمادیا کہ اے ثواب کے طلبگارو! آؤ میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پڑھ لو اور اپنے دامن میں چار سو حج کا ثواب جمع کرلو۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

ہر بال دعائے مغفرت کرتا ہے

حضرت مقاتل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

عرش کے نیچے ایک فرشتہ ہے اور اس کا سر عرش سے متصل ہے اور اس کے سر کی چوٹی طول وعرض میں عرش کی کشادگی تک پھیلی ہوئی ہے اس پر جتنے بال ہیں ان پر مرقوم ہے ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' جب کوئی انسان نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پیش کرتا ہے تو اس فرشتے کا ایک ایک بال اس درود شریف کے پڑھنے والے کے لئے دعائے مغفرت کرتا رہتا ہے۔ (نزہۃ المجالس جلد ۲/ص ۴۰۹)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! کتنا احسان و

کرم ہے رب العزت کا کہ درود شریف پڑھنے والوں کے لئے معصوم فرشتوں سے دعا کراتا ہے تا کہ درود شریف پڑھنے والا بخش دیا جائے۔ کاش! ہم اپنی زبان کو درود شریف کے ورد سے تر رکھتے اور مغفرت کے حقدار بن جاتے۔ اللہ عزوجل ہم سب کو درود شریف کی کثرت کی توفیق عطا کرے۔

موت کی تلخی سے نجات

کسی صالح نے خواب میں ایک نیک بخت کو دیکھا اور دریافت کیا تو نے موت کی تلخی کو کیسی پایا؟ اس نے کہا مجھے تو کسی قسم کی تلخی وغیرہ کا پتہ نہیں چلا کیونکہ علمائے کرام سے میں نے سن رکھا تھا کہ نبیِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس پر بکثرت درود شریف پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ موت کی سختی سے امن میں رکھے گا اور صلوۃ وسلام تو میرا معمول رہا اسی وجہ سے بوقت نزع تلخی محسوس تک نہ ہوئی۔ (نزہۃ المجالس جلد ۲ ص ۲۰۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پیارے دیوانو! قرآن مقدس اور احادیث مبارکہ میں موت کی تلخی اور نزع کے وقت کی تکلیفوں کا جو ذکر ہے اسے پڑھ کر بدن کے رونگٹے رونگٹے کانپ اٹھتے ہیں لیکن میرے کریم نے اس ڈر اور خوف کو دور کرنے اور سکرات کی آسانی کے لئے طریقہ بتایا کہ میرے پیارے محبوب پر خوب درود پڑھو، خوب سلام پڑھتے رہا کرو۔ درود شریف کی برکت سے میں ہر تکلیف دور کردوں گا اور راحت عطا فرمادوں گا۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

جاں کنی میں آسانی

امیر المومنین سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانے میں ایک مالدار آدمی تھا جس کا کردار اچھا نہیں تھا لیکن اسے درود پاک پڑھنے کا بہت شوق تھا کسی وقت وہ درود پاک سے غافل نہیں رہتا تھا۔ جب اس کا آخری وقت آیا اور جاں

کنی طاری ہوئی تو اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا اور بہت زیادہ تنگی لاحق ہوئی حتی کہ جو دیکھتا ڈر جاتا تو اس نے جاں کنی کی حالت میں ندا دی۔ اے اللہ تعالیٰ کے محبوب! میں آپ سے محبت رکھتا ہوں اور درود پاک کی کثرت کرتا ہوں۔

ابھی اس نے یہ ندا پوری نہیں کی تھی کہ اچانک ایک پرندہ آسمان سے آیا اور اس نے اپنا پر اس کے آدھے چہرے پر پھیر دیا۔ فوراً اس کا چہرہ چمک گیا اور کستوری کی سی خوشبو مہک گئی اور وہ کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے دنیا سے رخصت ہو گیا اور جب اس کی تجہیز و تکفین کر کے قبر کی طرف لے گئے اور اسے لحد میں رکھا تو ہاتف (غیب کی آواز دینے والا) سے آواز سنی۔ ہم نے اس بندے کو قبر میں رکھنے سے پہلے ہی کفایت کی اور اس درود پاک نے جو میرے حبیب پر پڑھتا تھا اسے قبر سے اٹھا کر جنت پہنچا دیا ہے۔

یہ سُن کر لوگ بہت متعجب ہوئے اور پھر جب رات ہوگئی تو کسی نے دیکھا کہ وہ زمین و آسمان کے درمیان چل رہا ہے اور پڑھ رہا ہے "اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (درۃ الناصحین ص ۱۷۲)

؎ آپ کا نام نامی اے صل علیٰ   ہر جگہ ہر مصیبت میں کام آ گیا

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پیارے دیوانو! دیکھا آپ نے پیارے آقا پر درود شریف پڑھنے کا فائدہ کہ جاں کنی کے وقت درود مبارک کہ کتنا کام آ گیا۔ لہٰذا آؤ ہم اللہ تعالی کی بارگاہ میں دعا کریں کہ مولیٰ ہم سب کو جاں کنی کے وقت کلمہ نصیب فرمائے اور ہمیں درود پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍوَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

قبر کے سوال کے جواب میں آسانی

شیخ احمد بن ابی بکر رواد صوفی محدث حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے اپنی کتاب میں بیان کرتے ہیں کہ میرے پڑوس میں ایک شخص انتقال کر گیا تھا میں نے اس کو

خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ خداوند تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ کہنے لگا کیا پوچھتے ہو، بڑے بڑے خوفناک منظر میرے سامنے آئے، منکر نکیر کے سوال کے جواب کا وقت تو مجھ پر نہایت ہی دشوار ہوا، میں نے دل میں کہا کہ شاید میرا خاتمہ ایمان پر نہیں ہوا ہے۔ آواز آئی، دنیا میں تو نے زبان کو بیکار رکھا یہ سختی اسی وجہ سے ہے، جب عذاب کے فرشتے نے میری طرف آنے کا قصد کیا تو ایک حسین وجمیل شخص خوشبو میں معطر میرے اور فرشتوں کے درمیان حائل ہوا، مجھ کو ایمان کی محبت یاد دلائی، میں نے کہا اللہ تجھ پر رحم کرے تو کون ہے؟ اس نے کہا، میں وہ شخص ہوں جو تو نے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کثرت سے درود پڑھا ہے میں اسی سے پیدا کیا گیا ہوں اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ ہر سختی اور بے چینی میں میں تیرا مددگار رہوں۔ (جذب القلوب ص/۲۲۶، نزہۃ المجالس جلد/۲ص/۴۱۹)

اهل قبرستان کی بخشش

حضرت حافظ سخاوی علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا۔ یا شیخ! میری بیٹی فوت ہوگئی ہے میں اسے خواب میں دیکھنا چاہتی ہوں۔ تو حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا چار رکعت نفل پڑھ اور یہ عمل عشا کی نماز کے بعد ہو پھر لیٹ جا اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پڑھتی رہ یہاں تک کہ تو سو جائے۔ اس نے ایسا ہی کیا اس نے اسے خواب میں دیکھا اس حال میں کہ وہ عذاب وعقوبت میں تھی اور اس پر تارکول کا لباس تھا اور دونوں ہاتھ بندھے ہوئے تھے اور دونوں پاؤں آگ کی زنجیر سے جکڑے ہوئے تھے۔ جب وہ بیدار ہوئی تو حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور تمام قصہ ان کو بتایا انہوں نے بتایا کہ کوئی خیرات کر، ممکن ہے اللہ اسے بخش دے اور حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ اس رات سوئے تو انہوں نے دیکھا کہ ایک تخت پر ایک خوبصورت لڑکی بیٹھی ہوئی ہے اور اس کے سر پر نور کا تاج ہے۔ اس نے کہا اے حسن! کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں

انہوں نے کہا نہیں اس نے کہا میں اس عورت کی لڑکی ہوں جسے آپ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کو کہا تھا۔ حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے کہا کہ تیری والدہ نے تیرا حال اس سے مختلف بیان کیا تھا۔ اس نے کہا وہ ایسا ہی تھا جیسا کہ اس نے بیان کیا ہم ستر ہزار نفوس عذاب میں تھے جیسا کہ میری والدہ نے بیان کیا ایک نیک آدمی کا ہمارے قبرستان سے گزر ہوا اور اس نے ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجا اور اس کا ثواب ہمیں بخش دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے قبول فرمالیا اور ہم سب کو اس عذاب اور عقوبت سے اس نیک مرد کی برکت سے آزاد کر دیا اور مجھے یہ حصہ ملا جو آپ نے دیکھا اور مشاہدہ کیا ہے۔ امام قرطبی نے اپنے تذکرے میں اسے دوسرے الفاظ سے بیان کیا ہے۔ (افضل الصلوٰۃ علی سید السادات ص/۷۱)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ایک درویش، کسی اجنبی قبرستان سے گزریں اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھیں تو سارے قبرستان والوں سے عذاب اٹھا لیا جائے تو وہ خدا کا بندہ جو اپنی زندگی کے پچاس یا ساٹھ سال صدق وصفا کے ساتھ دن رات آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پڑھے اگر اسے عذاب آخرت سے آزادی اور بشارت شفاعت رسول میسر آئے تو اس میں کون سی تعجب کی بات ہے۔

پل صراط پر نور عطا ہوگا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''لِلْمُصَلِّیْ عَلَیَّ نُوْرٌ عَلَی الصِّرَاطِ وَمَنْ کَانَ عَلَی الصِّرَاطِ مِنْ اَهْلِ النُّوْرِ لَمْ یَکُنْ مِنْ اَهْلِ النَّارِ'' مجھ پر درود پڑھنے والے کو پل صراط پر عظیم الشان نور عطا ہوگا اور جس کو پل صراط پر نور عطا ہوگا وہ اہل دوزخ سے نہ ہوگا۔ (دلائل الخیرات ص/۹۰، بحوالہ آب کوثر ص/۲۵)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! پل صراط دوزخ پر بنا ہے اور دوزخ کی آگ سرخ نہیں بلکہ سخت سیاہ ہے جس کی وجہ سے پل صراط پر گھٹاٹوپ تاریکی ہوگی۔ اب غور کریں کہ اس مصیبت کے موقع پر درود شریف پڑھنے والے پر اللہ عزجل کتنا کرم فرمائے گا کہ اسے ایسا نور عطا فرمادے گا جس کی وجہ سے پل صراط پار کرنا آسان ہوجائے گا۔ لہٰذا زمین پر درود شریف پڑھو اور پل صراط پر نور حاصل کرو۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

''نوادرالاصول'' میں حضرت امام علی حکیم ترمذی قدس سرہ العزیز نے حضرت عبدالرحمٰن سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کی ہے کہ ایک دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام گھر سے باہر آئے، فرمانے لگے کل رات مجھے ایک عجیب وغریب خواب دکھائی دیا ہے میں نے اپنی امت کا ایک آدمی پل صراط سے گزرتے دیکھا جو کانپ رہا تھا، افتاں وخیزاں جارہا تھا، اتنے میں درود پاک کا وہ تحفہ جو اس نے اپنی زندگی میں مجھ پر بھیجا تھا آپہنچا، اس کا ہاتھ پکڑا اور پل صراط پار کرادیا۔ (مطالع المسرات ص۱۲۴)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! پل صراط سے بڑھ کر تکلیف دہ راستہ اور کون سا ہوسکتا ہے لیکن رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر پڑھا جانے والا درود اس مصیبت کے موقع پر راحت کا سبب بن جائے گا۔ خدارا! درود شریف کی عادت بناؤ، جب درود شریف آخرت میں راحت کا سبب بن سکتا ہے تو کیا دنیا میں نہیں بن سکتا؟ یقیناً بن سکتا ہے، اللہ عزوجل ہم سب کو کثرت درود شریف کی توفیق عطا کرے اور درود کو دنیا و آخرت کی راحت کا سبب بنائے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

''زہرۃ الریاض'' میں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ

نے ایک فرشتہ پیدا فرمایا ہے، اس کا نام عزرائیل ہے، قیامت کے دن یہ فرشتہ اپنے پر پھیلائے گا اور پل صراط پر بچھائے گا اور اعلان کرے گا جس شخص نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پڑھا تھا میرے پروں پر سے گزرتا جائے۔ (معارج النبوۃ جلد ۱ص ۳۰۷)

سبحان اللہ! مذکورہ حدیث شریف سے یہ بات سمجھ میں آئی کہ درود شریف کی برکت سے درود شریف پڑھنے والے کے لئے اللہ عزوجل معصوم فرشتے کو پیدا فرما کر اس کی خدمت کے لئے مقرر فرمادے گا۔ کتنا فیض ہے درود مبارکہ کا۔ اللہ عزوجل ہم پر کرم فرمائے اور ہم اپنی پوری زندگی درود شریف پڑھنے میں گزار دیں اور دم آخر بھی درود شریف زباں پر ہو۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍوَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

درود پاک ذریعۂ نجات

حضرتِ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن میری امت کے ایک شخص کو آتش دوزخ میں ڈالنے کا حکم ہوگا وہ روتے ہوئے کہے گا: یَا مَلٰئِکَةَ الرَّحْمٰنِ! مجھے کہاں پھینکنے کا حکم دیا گیا ہے وہ کہیں گے کہ جہنم میں، وہ کہے گا کہ چند لمحات مجھے مہلت دو تا کہ میں اپنے حالات پر روسکوں۔ فرشتے کہیں گے اے شخص، یہ گریۂ ندامت تو تجھے اپنی زندگی میں کرنی چاہئے تھا تا کہ تجھے کوئی فائدہ ہوتا آج رونے سے کیا حاصل ہوگا۔ وہ شخص کہے گا میں حضرت آدم کی اولاد میں سے ہوں آتشِ دوزخ کو برداشت کرنے کی قوت نہیں رکھتا۔ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت میں سے ہوں مجھے اپنے اللہ سے یہ گمان بھی نہیں تھا، فرشتے پوچھیں گے اے اللہ کے بندے تمہیں اپنے اللہ سے کیا گمان تھا؟ وہ کہے گا مجھے اپنے اللہ سے یہ امید تھی کہ مجھے یہود ونصاریٰ کے ساتھ جہنم میں نہیں رکھے گا ،فرشتے کہیں گے وہ دیکھو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بارگاہ الٰہی میں کھڑے ہیں انہیں

پکارتا کہ وہ تیری شفاعت کرسکیں ورنہ تجھے ''ھَاوِیَۃ'' (دوزخ) میں پھینک دیا جائے گا ، بندہ نہایت بےخودی میں چلا جائے گا اور میدان حشر میں حضور تک فریاد پہونچائے گا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی دردناک آواز سن کر اس کی طرف متوجہ ہوں گے اسے فرشتوں کے قبضہ میں پائیں گے اور عذاب کے ملائکہ نے اسے جکڑا ہوگا، حضور فرمائیں گے اسے میرے حوالہ کردیا جائے تاکہ اس کے اعمال کو دوبارہ تولا جاسکے اس کے حالات کی چھان بین کروں، فرشتے کہیں گے یارسول اللہ! ہم اللہ کے فرمانبردار بندے ہیں یہ جو کچھ ہم کررہے ہیں اس کے حکم کے ماتحت ہورہا ہے جب تک اللہ کا فرمان نہ ہو ہم اسے آزاد نہیں کرسکتے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس وقت سجدے میں گرجائیں گے اور عرض کریں گے یا اللہ! آج تیرے فرشتے میرے اور تیرے ایک بندے کے درمیان حائل ہورہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوگا: اے فرشتو! میرے بندے کو میرے پیغمبر کے حوالے کردو حضور اس گنہ گار اُمتی کو لے کر میزان کے پاس تشریف لائیں گے، صحیفۂ بیضہ نکالیں گے، اس میں نور کے قلم سے لکھا ہوگا، نیکیوں کی چھٹی میزان میں رکھیں گے جس سے برائیاں دب کر رہ جائیں گی، فرمانِ الٰہی آئیگا، اسے بہشت میں لے جاؤ۔ جب اس بندے کو بہشت کی طرف لے جایا جائے گا تو سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہشت کے دروازے پر کھڑے نظر آئیں گے، آپ مسکرا کر فرمائیں گے مجھے پہچانتے ہو؟ وہ کہے گا، یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں ''وَمَا اَحْسَنَ وَجْھَکَ وَمَا اَطْیَبَ رِیْحُکَ'' فرمائیں گے میں ہی تمہارا پیغمبر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوں ، وہ صحیفہ جس میں نیکیوں کا دفتر تھا جو تمہاری ساری برائیوں پر چھاگئیں وہ درود پاک تھا جو تم دنیاوی زندگی میں میرے لئے پڑھا کرتے تھے۔ وہ شخص اسی وقت حضور کی بارگاہ میں گرجائے گا قدم بوسی کا شرف حاصل کرے گا اور کہے گا ''لَوْلَا اَنْتَ وَصَلَوَاتِیْ

عَلَیْکَ طُوِیَتُ فِی النَّارِ مَعَ مَنْ هَوٰی" اگر آج آپ نہ ہوتے آپ کی شفاعت میری دستگیری نہ کرتی میرا درود آپ کی ذات پر نہ ہوتا تو میں دوسرے دوزخیوں کی طرح آتش جہنم میں ہوتا اور صدیوں اس درد بلا میں رہتا۔ (تفسیر ضیاء القرآن ص/۹۲۶)

میرے پیارے آقا کے پیارے دیوانو! مذکورہ واقعہ سے آپ نے اندازہ لگا لیا ہوگا کہ درود شریف اور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کس طرح محشر میں دستگیری فرمائیں گے۔ وہ لوگ جو گانا اور غزلیں گاتے ہیں اور بے ہودہ اشعار کی Cassets خرید کر سنتے اور گنگناتے ہیں۔ کاش! ان کو یہ بات سمجھ میں آجاتی کہ گانے اور غزلوں سے تباہی کے علاوہ کچھ ہاتھ نہیں آتا جب کہ درود شریف اور تلاوت قرآن مقدس میں دونوں جہاں کی کامیابی ہے۔ خدارا! گانے اور غزلوں سے زبان کی حفاظت کرتے ہوئے زبان کو درود شریف سے تر رکھنے کی کوشش کرو۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍوَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

غلام آزاد کرنے سے بہتر

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پڑھنا گناہوں کو اس سے زیادہ مٹاتا ہے کہ ٹھنڈا پانی آگ کو بجھائے آپ پر سلام بھیجنا غلاموں کو آزاد کرنے سے افضل ہے۔ (شفاء شریف ص/۴۴۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! گناہوں کی سزا آگ میں جلنا ہی تو ہے، کیا ہم گنہگار نہیں؟ کیا ہمارے دامن پر گناہوں کے داغ اور دھبّے نہیں؟ میرے عزیزو! صغیرہ وکبیرہ گناہوں سے ہمارا پورا دفتر سیاہ ہے ایسے میں اللہ عزوجل اگر گرفت فرمائے تو انجام کتنا بھیانک ہوگا؟ لہٰذا آؤ اور اس کے فضل ورحمت کی برسات سے گناہوں کی آگ کو ٹھنڈا کر لو یعنی درود شریف پڑھو اور غلام آزاد کرنے کا ثواب حاصل کرو۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍوَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

فرشتہ کی بخشش

ایک دن حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے۔ یا رسول اللہ! میں نے آج ایک عجیب وغریب واقعہ دیکھا ہے۔ آپ نے دریافت فرمایا۔ وہ کیا واقعہ ہے؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بتایا یا رسول اللہ علیک السلام! مجھے کوہ کاف جانے کا اتفاق ہوا، مجھے وہاں آہ وفغاں اور رونے چلانے کی آوازیں سنائی دیں، میں اس آواز کی طرف ہولیا، تو مجھے وہاں ایک فرشتہ دکھائی دیا کہ اس سے پہلے میں نے اسے آسمان پر نہایت اعزاز واکرام سے دیکھا تھا وہ ایک نورانی تخت پر بیٹھا ہوتا تھا۔ ستر ہزار فرشتے اس کے گرداگرد رہتے اور اس کی خدمت میں صف بستہ ہوتے اس فرشتہ سے سانس نکلتا تو اللہ تعالیٰ اس سانس کے بدلے ایک فرشتہ تخلیق فرماتا تھا آج جب میں نے اسے وادئ کوہ قاف میں سرگرداں خستہ حال شکستہ بال روتے ہوئے دیکھا تو اس کا حال پوچھا، کہنے لگا کہ شب معراج میں اپنے تخت پر بیٹھا تھا کہ حضور کا میرے پاس سے گزر ہوا تو میں نے حضور کی تعظیم وتکریم کی پرواہ نہ کی، اللہ تعالیٰ کو میرا یہ تکبر پسند نہ آیا تو مجھے اس ذلت ونامرادی میں پھینک دیا گیا، اوج افلاک سے خاک کی پستی میں گرادیا گیا، جبرئیل! خدا کے لئے تم میرے لئے شفاعت کرو، بارگاہ الٰہی سے میرے گناہ کی معافی حاصل کروتا کہ میں اسی مقام پر مامور ہوجاؤں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ وسلم میں نے بارگاہ الٰہی میں اس فرشتے کی معافی کی درخواست کی نہایت آہ وزاری سے شفاعت کی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے جبرئیل! اس فرشتہ کو بتادو کہ اگر وہ کسی قسم کی رعایت چاہتا ہے تو میرے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پڑھے، تاکہ اسے پہلی سعادت وفضیلت حاصل ہوجائے، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اس نے یہ سنتے ہی آپ کی ذات بابرکت پر درود لامحدود بھیجنا شروع کیا تھا کہ میرے دیکھتے دیکھتے اس کے بال و پر نمودار ہوئے، سطح خاک سے اڑ کر آسمان کی بلندیوں پر

جا پہنچا، اور اپنی مسند اعزاز واکرام سے نوازا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ حضور کی ذات پر درود پاک ہی ذریعۂ نجات اور باعث اعزاز واکرام ہے۔ (معارج النبوۃ جلد ۱ ص ۷/ ۳۱)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! سبحان اللہ! فرشتہ اگر تعظیم رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں کوتاہی کرے تو وہ بھی سزا کا حقدار ہو جائے۔ آج تعظیم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شرک وبدعت کا نام دے کر گستاخ بنانے کی مہم چل رہی ہے۔ اس لئے کہ ایمان مسلمان کی سب سے بڑی قوت ہے اور ایمان محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام ہے۔ اگر کسی نے گستاخی کی تو گویا وہ اپنا ایمان گنوا بیٹھا اب وہ سوائے ذلیل ورسوا ہونے کے کچھ نہیں ہو سکتا۔ فرشتے نے تعظیم نہیں کی اس لئے سزا پائی لیکن اسے اپنی غلطی پر پشیمانی ہوئی اور توبہ وگریہ وزاری کرتا رہا تو مولیٰ نے اس کے لئے بخشش کا سامان بشکلِ درود شریف عطا فرمایا۔ جس کی وجہ سے وہ پہلے والے مقام پر بحال ہو گیا۔ اے غلامانِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آج ہم سب کچھ اپنا گنوا بیٹھے ہیں۔ پھر سے عظمت رفتہ کو حاصل کرنا چاہتے ہو تو درود شریف کی کثرت کرو، مولیٰ کرم فرما کر اس مقام پر بحال فرما دے گا۔

قرض ادا ہو گیا

حضور اکرم نور مجسم فداہ ابی وامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت کے ایک زاہد پر پانچ سو درہم قرض تھا، مگر اس کے حالات ایسے تھے کہ قرض ادا نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو اپنی پریشانی کا اظہار کیا۔ آپ نے فرمایا: تم ابوالحسن کیسائی کے پاس جاؤ اور میری طرف سے کہو کہ وہ تمہیں پانچ سو روپے دے وہ نیشاپور میں ایک سخی مرد ہے، ہر سال دس ہزار غربا کو کپڑے پہناتا ہے اگر وہ کوئی نشانی طلب کرے تو کہنا کہ تم ہر روز حضور کی بارگاہ میں سو بار درود کا تحفہ بھیجتے ہو مگر کل تم نے یہ تحفہ نہیں بھیجا اور درود نہیں پڑھا۔ اس درویش نے ابوالحسن کیسائی کے پاس جا کر اپنا

حال زار بیان کیا اور حضور کا پیغام بھی دیا۔ مگر ابوالحسن نے اس کی طرف کوئی خاص توجہ نہ دی۔ پھر اس نے پوچھا تمہارے پاس اس واقعہ کی نشانی ہے؟ درویش نے بتایا ہاں! مجھے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تمہاری طرف بھیجا ہے اور یہ نشانی دی ہے۔ ابوالحسن یہ سنتے ہی تخت سے زمین پر گر پڑا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدۂ شکر ادا کیا اور کہا: اے درویش یہ میرے اور خدا کے درمیان ایک راز تھا کوئی دوسرا اس سے واقف نہ تھا واقعی کل رات میں درود پاک کی دولت سے محروم رہا۔

ابوالحسن نے حکم دیا کہ اس درویش کو دو ہزار پانچ سو درہم دئے جائیں۔ پھر عرض کی کہ ہزار درہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے پیغام و بشارت لانے کا شکرانہ ہے، ہزار درہم یہاں قدم رنجہ فرمانے کا شکرانہ ہے اور پانچ سو درہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل ہے اس نے مزید کہا کہ جب بھی آپ کو کوئی مشکل درپیش ہو میرے پاس چلے آؤ۔ (معارج النبوۃ جلد ۱ ص ۲۲۹)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! قرض خواہ کو قرض کی ادائیگی میں تاخیر ہو جائے تو آپ جانتے ہیں کہ عزت چلی جاتی ہے۔ لیکن میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسے کرم فرما ہیں کہ سچے دل سے درود شریف پڑھنے والے کی آبرو بچا لیتے ہیں اور عزت سے مالا مال بھی کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ مذکورہ واقعہ سے آپ نے اندازہ لگایا ہوگا۔ آیئے ہم اپنا معمول بنائیں اور روزانہ بلا ناغہ درود پڑھیں۔ پڑھئے درود شریف۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍوَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

درود پڑھنے والی مچھلیاں

زہرۃ الریاض میں ایک حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جبرئیل سے یہ سنا ہے کہ کوہ کاف کے اس پار ایک دریا ہے جس میں بے عدد

بے حساب مچھلیاں ہیں وہ صرف رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پڑھتی رہتی ہیں۔ جو شخص اس مچھلی کو پکڑتا ہے اس کے ہاتھ شل ہو جاتے ہیں اور مچھلی بھی اس کے ہاتھ میں آ کر پتھر بن جاتی ہے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! غور کرو کہ ایک مچھلی جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پڑھتی ہے تو صیاد کے ہاتھ سے آزاد رہتی ہے۔ تو ایک مومن دن ورات وجود مسعود پر درود پڑھے اور دوزخ کے فرشتوں سے نجات پا جائے تو اس میں کیا تعجب ہے۔ (معارج النبوۃ جلد ۱/ص ۳۰۴)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

دوزخ سے نجات

امام طبرانی نے ''اوسط'' میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک حدیث نقل فرمائی ہے جس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مجھ پر درود پڑھتا ہے اس کی پیشانی پر لکھ دیا جاتا ہے کہ یہ شخص آج سے نفاق سے پاک کر دیا گیا ہے اسے دوزخ کی آگ سے نجات مل گئی ہے اور یہ میدان محشر میں شہدا کے مجمع میں اٹھایا جائے گا۔ (شفاء القلوب)

لہٰذا اے اسلام کے مقدس شہزادو! آپ بھی درود شریف پڑھو تا کہ کرم مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شہدا کی جماعت میں اٹھو۔

برے عمل سے نجات کا ذریعہ

ایک آدمی نے جنگل میں ایک صورتِ بد کو دیکھ کر پوچھا تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا، تیرا برا عمل ہوں۔ اس نے پوچھا تجھ سے نجات کی بھی کوئی صورت ہے؟ اس نے کہا: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پاک پڑھنا۔ (مکاشفۃ القلوب ۸۰)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! پتہ چلا کہ

برے عمل سے نجات کا ذریعہ درود شریف ہے۔لہٰذا تھوڑا سا وقت قربان کیجئے اور برے عمل سے نجات حاصل کیجئے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

حشر میں شدید پیاس سے نجات

اللہ تعالیٰ نے ایک بار حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ میں چاہتا ہوں کہ حشر میں شدید پیاس سے محفوظ رہنے کا ایک نسخہ بتادوں۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا یا الٰہی! میں ضرور ایسا نسخہ چاہتا ہوں، فرمایا: میرے حبیب پر کثرت سے درود پاک پڑھا کرو۔ (مسند امام احمد بحوالہ شفاء القلوب ۱۹۰)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! دنیا کی دھوپ میں آدمی پیاس سے کتنا پریشان ہوتا ہے۔تو آخرت کی گرمی اللہ اکبر! لیکن وہاں پر نبی ہو یا ولی ہر ایک کو میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حاجت ہوگی اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ قیامت کی شدید پیاس سے محفوظ رہنا ہو تو میرے محبوب پر درود پڑھو۔حضور صرف ہمارے ہی نبی نہیں بلکہ نبیوں کے بھی نبی ہیں لہٰذا درود شریف سب کے کام آئے گا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

بلند آواز سے درود پڑھا کرو

نبیِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ''مَنْ صَلّٰی صَلٰوۃً وَّجَھَرَ بِھَا شَھِدَ لَہٗ کُلُّ حَجَرٍ مَّدَرٍ وَّرَطْبٍ وَّیَابِسٍ'' یعنی جو بلند آواز سے صلوٰۃ وسلام پیش کرتے ہیں ان کے لئے زمین کی ہر چیز پتھر، مٹی، خشک وتر گواہ بن جاتے ہیں۔

(نزہۃ المجالس ج ۲ /ص ۲۰۳)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! محفل میں

جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی آئے، تو بلند آواز سے درود شریف پڑھیں۔ بلند آواز سے مقصود یہ ہو کہ دوسرا سنے تو اسے بھی پڑھنے کا شوق پیدا ہو، اور جنگل و بیابان سے گزرو تو درود شریف بلند آواز سے پڑھو تا کہ وہ گواہ ہو جائیں، لہٰذا پڑھ لیجئے ایک بار بلند آواز سے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍوَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

سرکار کانام سن کر درود پڑھا کرو

''روضۃ العلماء'' میں آیا ہے کہ امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ابوعصمہ بن نوح بن مریم کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا اور دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا؟ اس نے کہا: اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا۔ پوچھا کس نیکی پر؟ اس نے بتایا کہ جب کبھی بھی کوئی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کوئی حدیث بیان کرتا تھا تو میں آپ کی ذات اقدس پر درود پڑھ لیا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کی برکت سے بخش دیا۔ (معارج النبوۃ)

حدیث شریف میں ہے کہ درود شریف پڑھتے وقت آواز بلند کرو اس لئے کہ بلند آواز سے درود شریف پڑھنا صیقل ہے یعنی اس سے منافقت کا زنگ اور مخالفت کی غبار اڑتی ہے اور قلوب کو جلا نصیب ہوتی ہے۔ (روح البیان جلد ۱۱ص ۲۰۶)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ عزوجل نے ہم بندوں کو زبان اپنے اور اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر ہی کے لئے عطا فرمائی ہے۔ لہٰذا درود شریف بلند آواز سے پڑھنے کے لئے کہا جائے یا پھر آیت درود آئے تو بلند آواز سے درود شریف پڑھ کر دل کو جلا بخشیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍوَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

بخشش ہوگئی

ایک شخص جو کہ آزاد طبع نفسانی خواہشات کا پیروکار تھا وہ فوت ہوگیا۔ بعد وفات کسی صوفی بزرگ نے خواب میں دیکھا، پوچھا کیا حال ہے؟ اس نے کہا مجھے اللہ تعالیٰ نے بخش دیا ہے۔ پوچھا کس سبب سے بخشش ہوئی؟ اس نے کہا میں نے ایک محدث کے یہاں ایک حدیث باسند پڑھی۔ حضرت شیخ محدث نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بلند آواز سے درود پاک پڑھا اور جب اہل مجلس نے سنا تو انہوں نے بھی درود پاک پڑھا، تو اللہ تعالیٰ نے درود پاک کی برکت سے ہم سب کو بخش دیا۔

(القول البدیع بحوالہ آب کوثر ص ۲۲۲)

امام عبدالرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق وہ محدث حدیث شریف بیان فرمارہے تھے کہ جو شخص نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بلند آواز سے درود پاک پڑھے گا اس کے لئے جنت واجب ہوجاتی ہے یہ سن کر اس نے بلند آواز سے درود پڑھا۔

نیز آپ نے ''المورد العذ اب'' کے حوالے سے ایک حدیث نقل کی ہے کہ جو شخص بخوشی بلند آواز سے مجھ پر درود وسلام پیش کرتا ہے، بلند و بالا آسمانوں میں فرشتے مسکرا مسکرا کر بلند آواز سے سلام پیش کرتے ہیں۔ نیز امام نووی علیہ الرحمہ نے کتاب الاذکار میں بلند آواز سے درود وسلام پڑھنے کو مستحب لکھا ہے۔ حضرت خطیب بغدادی وغیرہ نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔ (نزہۃ المجالس جلد ۲ ص ۴۱۹)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! درود پاک بلند آواز سے پڑھنا چاہیئے مگر یاد رہے معتدل اور متوسط بلند آواز ہو۔ آواز دلکش، نرم وملائم، اور خوش گلو ہونا چاہیئے، بلند آواز کا یہ مطلب نہیں کہ اذان کی طرح پڑھا جائے۔ (شفاء القلوب ص ۳۵۳)

درود لکھنے کا اجر

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث ہے ”مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ فِیْ کِتَابٍ لَمْ تَزَلْ صَلَا تُہٗ جَارِیَۃً لَہٗ مَادَامَ اِسْمِی فِیْ ذَالِکَ الْکِتَابِ“ یعنی جو مجھ پر درود شریف پڑھ کر کتاب میں لکھے تو جب تک وہ درود اس کتاب میں لکھا رہے گا اسے ثواب ملتا رہے گا۔ (روح البیان جلد ۱۱/ص ۱۹۳)

حضرت عبداللہ بن الحکم روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا۔ میں نے انہیں کہا کہ خدا نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ فرمایا: اللہ نے مجھ پر رحم فرمایا اور بخش دیا اور جنت میرے لئے اس طرح آراستہ کی جیسے دلہن کو آراستہ کیا جاتا ہے اور مجھ پر موتی نچھاور کئے جس طرح دلہن پر کئے جاتے ہیں۔ میں نے پوچھا میں کس وجہ سے اس کمال کو پہونچا ہوں۔ مجھے قائل نے کہا تیرے کتاب الرسالہ میں اسی درود کی وجہ سے ”وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَاذَکَرَہُ الذَّاکِرُوْنَ وَغَفِلَ عَنْ ذِکْرِہِ الْغَافِلُوْنَ“ جب صبح ہوئی میں نے رسالے کو دیکھا تو معاملہ اسی طرح تھا جیسے میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ (افضل الصلوات علی سید السادات ص ۹۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس سے پتہ چلا کہ درود شریف پڑھنا اور لکھنا دونوں باعث نجات اور حصول ثواب کا سبب ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو درود پڑھنے اور لکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اور حضرت عبداللہ بن صالح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک محدث کو خواب میں دیکھا اور ان سے پوچھا۔ خدا نے آپ کے ساتھ کیا سلوک فرمایا؟ انہوں نے جواب دیا، خدائے تعالیٰ نے میری مغفرت فرمادی ہے، میں نے پوچھا کس بات کے صدقہ میں؟ انہوں نے فرمایا: میں ہمیشہ اپنی تحریروں میں حضور کے اسم مبارک کے

ساتھ ''صلی اللہ علیہ وسلم '' لکھا کرتا تھا اس کے صدقہ میں اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت فرمادی ہے۔ (شرح الصدور)

پورا درود لکھاجائے

حضرت حمزہ کنانی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں حدیث شریف لکھا کرتا تھا۔ اور حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام مبارک کے ساتھ صرف ''صلی اللہ علیہ'' لکھا کرتا تھا، ایک رات خواب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرمارہے تھے کہ ''مَالَکَ لَاتُتِمُّ الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ '' یعنی کیا بات ہے کہ تم مجھ پر پورا درود نہیں لکھتے ؟ جب میں خواب سے بیدار ہوا تو میں نے ہمیشہ کے لئے نام اقدس کے ساتھ ''صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ سَلَّمَ'' لکھنے کا التزام کرلیا۔ (معارف اسم محمد ص/۳۸۳)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج دعوتِ دین کے نام پر قائم ہونے والی بہت سی تنظیمیں اور نام نہاد مولوی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر پورا درود لکھنے کے بجائے صرف ''ص'' یا ''صلعم'' یا ''ؐ'' پر اکتفا کرتے ہیں۔ انہیں اس حکایت سے درس عبرت حاصل کرکے اپنی اصلاح کرنی چاہئے۔

کاتب کی بخشش

کوفہ میں ایک ایسا شخص تھا جو کتابت کیا کرتا تھا، مگر اس کا ایک طریقہ یہ تھا کہ اگر کسی کی کتاب لکھتا اور اس میں کہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک آجاتا تو اپنی طرف سے ''صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ سَلَّمَ'' کا اضافہ کردیتا تھا اور زبان پر درود پاک لاتا اس کی موت کے بعد لوگوں نے اس کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ تو اس نے کہا کہ مجھے بخش دیا گیا اور بخشش کا سبب صرف یہ تھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسم مبارک کے ساتھ درود پاک لکھ دیا کرتا تھا اور اس میں میں نے کبھی کوتاہی نہ کی تھی۔ (معارج النبوۃ جلد/۱ص/۳۲۱)

ہاتھ سڑ گیا

بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص بخل کی وجہ سے صلوٰۃ کا لفظ حضور سید کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام پاک کے ساتھ نہیں لکھتا تھا اس کے ہاتھ میں مرض آکلہ ہوگیا۔ یعنی ہاتھ سڑنا شروع ہوگیا۔

زبان کٹ گئی

شفاء الاسقام میں ہے کہ ایک کاتب تھا کتابت کرتے وقت جہاں نبیٔ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام نامی اسمِ گرامی کے ساتھ 'صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم' لکھا ہوتا وہ اس کی جگہ صرف ''صلعم'' لکھتا تو اس کے مرنے سے پہلے ہاتھ کٹ گیا۔

(سعادۃ الدارین ص/۱۳۱)

ایک شخص حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسم گرامی کے ساتھ صرف ''صلعم'' لکھتا تھا۔ اس کی موت سے پہلے زبان کٹ گئی۔ (آب کوثر ص/۲۴۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! درود شریف پڑھنے اور لکھنے میں کتنا وقت لگتا ہے اگر تھوڑی سی حرکت سے اتنی برکت ملتی ہو تو کس قدر خوش نصیبی کی بات ہے؟ اس لئے ہمیشہ درود وسلام پڑھنے لکھنے کی عادت بنائیں۔ ان شاء اللہ کرم ہی کرم ہوگا اور سستی اور کوتاہی کا انجام آپ نے سن لیا۔ اللہ عزوجل ہم سب کو درود پڑھنے اور لکھنے کی توفیق دے اور بخل سے بچائے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

یہ ناپسند ہے

روح البیان میں ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کیلئے رمز و اشارہ مکروہ ہے مثلاً ایک دو حرف پر اکتفاء کیا جائے یا لکھا جائے جیسے ''عم'' یا بعض لوگ لکھتے ہیں ''صلعم'' اور اس سے حضور کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔

مسئلہ: صلوٰۃ وسلام میں کسی ایک کو حذف کر کے ایک پر اکتفا کرنا بھی مکروہ ہے۔

(روح البیان جلد ۱۱ص ۱۹۳)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! خبردار اپنے پیارے آقا کے نام پاک کے ساتھ درود وسلام لکھنے میں کوتاہی قطعی طور پر نہ کریں بلکہ خوشی خوشی لکھیں اور خوشی خوشی پڑھیں اور دل میں سرور بھی محسوس کریں۔ یقین جانئے کہ اللہ تعالیٰ درود مبارکہ کی برکتوں سے ضرور دونوں جہاں میں سرور کی دولت عطا فرمائے گا۔ (انشاء اللہ)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اور حافظ ابن صلاح نے کہا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم گرامی لکھتے وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ صلوٰۃ وسلام لکھنے پر اصرار کرے اور اس کے بار بار آنے سے آزردہ نہ ہو کیونکہ یہ سب سے بڑا فائدہ ہے اور عوام اور کاہل لوگوں کے طریقے سے بچو کہ وہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بجائے ''صلعم'' لکھتے ہیں اور اس شخص کیلئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کافی ہے کہ جس شخص نے کتاب میں مجھ پر درود شریف لکھا جب تک کتاب میں میرا نام لکھا ہے اس کے لئے ملائکہ استغفار کرتے رہیں گے۔ (افضل الصلوات علی سید السادات ص ۵۴)

ابن محمود نے اپنا واقعہ خود بیان کیا ہے کہ میں احادیث لکھا کرتا تھا، جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام آتا تھا تو میں ''صلعم'' کا لفظ لکھا کرتا تھا۔ مجھے ایک رات حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، آپ نے فرمایا: ہمارے درود کے بغیر تمہارا لکھنا فضول ہے میں اس کے بعد پورا درود لکھنے لگا۔ (شفاء القلوب ص ۳۲۶)

محدثِ جلیل حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ بالا واقعہ کے تحت فرماتے ہیں کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو چالیس نیکیوں سے کس واسطے اپنے آپ کو محروم رکھتا ہے یعنی لفظ ''وسلم'' میں چار حروف ہیں اور ہر حرف کے

عوض میں دس نیکیاں ہیں تو اِس حساب سے اس لفظ کے ثواب میں چالیس نیکیاں ہوئیں اوراسی قبیل میں یہ بھی داخل ہے کہ بعض لوگ رمز واشارہ پر اکتفا کرتے ہیں جیسے بعض لکھنے والے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی علامت ''ص وم یا صلعم'' بنا دیتے ہیں اور علیہ السلام کی طرف اشارہ ''عین ومیم'' سے کرتے ہیں۔ وعلیٰ ہٰذا القیاس۔ (جذب القلوب ص/۲۷۶)

درود کے بغیر دعا معلق رہتی ہے

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ''اِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوْفٌ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَا یَصْعَدُ مِنْھَا شَیْئٌ حَتّٰی تُصَلِّیَ عَلٰی نَبِیِّکَ'' یعنی دعا زمین وآسمان کے درمیان ٹھہری رہتی ہے اس سے کوئی چیز نہیں چڑھتی حتّٰی کہ تم اپنے نبی پر درود بھیجو۔ (مرأت المناجیح جلد/۲ ص/۱۰۸، مشکوٰۃ شریف)

امام بیہقی شعب الایمان میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ''میرے ساتھ سوار کے پیالے والا معاملہ نہ کرو، سوار اپنا پیالہ بھر کر رکھ دیتا ہے اور اپنا سامان اٹھا لیتا ہے، اب اگر اسے پانی پینے کی حاجت ہو تو پی لیتا ہے یا وضو کی حاجت ہو تو وضو کر لیتا ہے ورنہ اسے انڈیل دیتا ہے تم دعا کی ابتدا، وسط اور آخر میں میرا ذکر کرو، یعنی مجھ پر درود شریف بھیجو۔ (مطالع المسرات ص/۱۰۲)

اور حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ''کُنْتُ اُصَلِّیْ وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ مَعَہٗ فَلَمَّا جَلَسْتُ بَدَأْتُ بِالثَّنَاءِ عَلَی اللّٰہِ تَعَالٰی ثُمَّ صَلٰوۃً عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ دَعَوْتُ لِنَفْسِیْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَلْ تُعْطٰی سَلْ تُعْطٰی'' یعنی میں نماز پڑھ رہا تھا اور نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپ کے ساتھ تھے۔ جب میں بیٹھا تو حمد سے ابتدا کی پھر نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھا پھر میں نے اپنے لئے دعا کی تو نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

فرمایا: مانگ دیا جائے گا مانگ دیا جائے گا۔ (ترمذی شریف)

روایت ہے حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما تھے کہ ایک آدمی آیا اس نے نماز پڑھی پھر کہا الٰہی! مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم کر۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے نمازی! تو نے جلدی کی جب تو نماز پڑھ کر بیٹھے تو اللہ کی حمد کر جس کے وہ لائق ہے اور مجھ پر درود بھیج پھر دعا کر۔ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد دوسرے شخص نے نماز پڑھی پھر اللہ کی حمد کی اور نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجا تو نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے نمازی مانگ قبول ہوگی۔ (مشکوٰۃ شریف ص:٨٦)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کوئی دعا بغیر حمد وصلوٰۃ کے قبول نہیں ہوتی ہے یہ دونوں قبولیتِ دعا کی شرطیں ہیں۔

سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ دعائیں آسمان کی طرف پرواز کرتی ہیں جن دعاؤں کے ساتھ درود کے پر ہوں گے وہ بارگاہ الٰہی میں پہونچیں گی۔ (معارج النبوۃ جلد اص ر٣٣٣)

ورنہ دعا واپس

دعا کے وقت ضروری ہے کہ حمد کے بعد نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آل نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پڑھیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ ''مَامِنْ دُعَآءٍ اِلَّا بَیْنَہٗ وَبَیْنَ اللّٰہِ حِجَابٌ حَتّٰی یُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ فَاِذَا فَعَلَ ذٰلِکَ اِنْفَرَقَ الْحِجَابُ وَدَخَلَ الدُّعَاءُ وَاِذَا لَمْ یَفْعَلْ ذٰلِکَ رَجَعَ الدُّعَاءُ'' یعنی جب تک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر درود شریف نہ پڑھا جائے اس وقت تک بندے کی دعا اور اللہ تعالیٰ کے درمیان حجاب رہتا ہے۔ جب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کی آل پر درود شریف

پڑھا جاتا ہے تو وہ حجاب پھٹ جاتا ہے اور قبولیت حق میں دعا داخل ہو جاتی ہے ورنہ دعا واپس آجاتی ہے۔ (روح البیان جلد ۱۱/ص ۱۹۹)

حضرت ابوسلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جس دعا کے اول و آخر درود ہوتا ہے وہ جناب الٰہی میں مقبول ہوتی ہے۔ دنیا میں دوسرے نیک اعمال جو مقبول بارگاہ الٰہی ہوں یا نہ ہوں مگر درود پاک ایسی چیز ہے جو ہر حال میں مقبول بارگاہ ہوتی ہے۔ حضرت قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے ''کتاب الشفاء'' میں لکھا ہے ''اَلدُّعَاءُ بَیْنَ الصَّلٰوتَیْنِ لاَ یُرَدُّ'' یعنی دو درودوں کے درمیان کی دعا کبھی رد نہیں ہوتی۔ (شفاء القلوب ص ۱۱۶)

درود کیسے پڑھیں؟

سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ''اِذَا صَلَّیْتُمْ عَلَیَّ فَاَحْسِنُوْا عَلَیَّ الصَّلٰوۃَ فَاِنَّکُمْ تُعْرَضُوْنَ عَلَیَّ بِاَسْمَآئِکُمْ وَاَسْمَاءِ اٰبَائِکُمْ وَعَشَائِرِکُمْ وَاَعْمَالِکُمْ'' یعنی جب تم مجھ پر درود شریف پڑھو تو حسین و جمیل صورت میں پڑھو اس لئے کہ تم میرے سامنے اپنے اسما اور اپنے آبا کے اسما اور قبائل و اعمال کے اسما کے ساتھ پیش کئے جاتے ہو۔

فائدہ: حسین و جمیل کا معنیٰ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت میں دل کی گہرائیوں سے درود پڑھا جائے۔ (روح البیان جلد ۱۱/ص ۱۸۱)

درود پڑھنے سے قبل حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت و عظمت دل میں پیدا کریں کیونکہ جو دل محبت و عظمت سے خالی ہے اس کے درود پڑھنے کا وزن مچھر کے برابر نہیں ہے۔ بعض روایات میں آتا ہے ''ثَلاَثَۃُ اَشْیَاءٍ لَّا تَزِنُ عِنْدَ اللّٰہِ جَنَاحَ بَعُوْضَۃٍ اَحَدُھَا الصَّلٰوۃُ بِغَیْرِ خُضُوْعٍ وَّخُشُوْعٍ وَالثَّانِی الذِّکْرُ بِالْغَفْلَۃِ لِاَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لاَ یَسْتَجِیْبُ دُعَاءَ قَلْبٍ غَافِلٍ وَالثَّالِثُ الصَّلٰوۃُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ غَیْرِ حُرْمَۃٍ وَّنِیَّۃٍ'' یعنی تین

چیزوں کی خدا کے نزدیک کوئی حیثیت نہیں۔

اول: خشوع اور خضوع کے بغیر نماز پڑھنا۔ یعنی بغیر توجہ کے۔

دوم: غفلت کے ساتھ ذکر۔ یعنی خدائے تعالیٰ کی یاد محض زبان سے کرنا۔

سوم: عظمت و خلوص کے بغیر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پڑھنا۔

(درۃ الناصحین ص/۶۸)

ادب سے قلب کو حاضر کر کے درود شریف پڑھنا چاہئے اس دوران غفلت اور سستی کو قریب نہ آنے دیں بلکہ یہ تصور کریں کہ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجلس میں حاضر ہیں اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت کو سامنے رکھیں حتی کہ نماز میں درود کے وقت یہی کیفیت ہو۔

اور حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اس مقام پر یوں دادِ تحقیق دیتے ہیں کہ جس وقت تو التحیات کے بعد یہ عرض کرے "اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ" اس وقت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے دل میں حاضر کر اور حضور کی ذاتِ اقدس کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ عرض کر اے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں اس ناچیز کی طرف سے یہ سلامِ عقیدت پیش ہے۔ زبان سے یہ کہے اور دل میں یہ یقینِ کامل رکھے کہ تیرا یہ سلام حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے اور وہ اپنی شایانِ شان تمہیں اس سلام کا جواب ارشاد فرمائیں گے۔ (سیرت ضیاء النبی جلد ۵/۹۲۴)

بعض مشائخ نے فرمایا ہے کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود وسلام طاعت و قربت و وسیلہ و استجابت ہے جب بندہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تقرب و وسیلہ کی نیت سے پڑھتا ہے تو اسے سرکار کی قربت نصیب ہوتی ہے جیسے چاند کے قرب سے سورج کا قرب حاصل ہوتا ہے کیونکہ چاند سورج کا آئینہ ہے اور سورج کے انوار چاند پر چمکتے ہیں۔

نیاز مندانہ طریقہ

حضرت واسطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود نہایت نیاز مندانہ طریقہ سے پڑھا جائے اس میں گنتی کو دخل نہ دیا جائے اس لئے کہ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ حساب کیسا؟ (مگر اس نیت سے گنتی کہ متعینہ عدد سے کم نہ ہو کوئی مضائقہ نہیں) اور ساتھ میں یہ یاد رہے کہ دل میں کبھی یہ تصور بھی نہ لائے کہ اس طرح میں اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حق ادا کر رہا ہوں بلکہ تصور کرے کہ اس کے صدقے میں رحمت سے مالا مال ہو جاؤں گا۔ (ملخص از روح البیان، ج۱۱، ص:۱۸۰)

حضورِ قلب کے ساتھ درود پڑھنے کا اجر

درود شریف ایسی عبادت ہے جو بغیر حضورِ قلب سے پڑھے تب بھی مقبول ہے جیسا کہ حضرت ابوالمواہب شاذلی رحمۃ اللہ علیہ نے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ اس شخص پر دس بار صلوۃ بھیجتا ہے جو آپ پر ایک بار درود بھیجے کیا یہ اس شخص کے لئے ہے جو حضور قلب سے بھیجے؟ فرمایا، نہیں یہ ہر اس شخص کے لئے ہے جو صلوۃ بھیجے خواہ غفلت کے ساتھ ہو اور اللہ تعالیٰ پہاڑوں کی مانند ملائکہ عطا کرتا ہے جو اس کے لئے دعا مانگتے اور استغفار کرتے ہیں لیکن جب وہ حضور قلب سے درود بھیجے تو اس کے اجر کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

(افضل الصلوات علیٰ سید السادات ص،۱۵۰)

سیدنا کا اضافہ

امام شمس الدین الرملی نے فرمایا کہ لفظ سید کے ساتھ درود پڑھنا افضل ہے اس میں حکم کی تعمیل اور ادب ہے، امام احمد بن حجر علیہ الرحمہ نے ''جواہر المنظم'' میں کہا ہے کہ لفظ محمد سے پہلے سیدنا کے بڑھانے سے کوئی حرج نہیں بلکہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ادب ہے اگر چہ فرض نماز میں ہو۔ (افضل الصلوات ۷۳)

ردالمختار میں علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کو جائز قرار دیا، حضرت شیخ عیاشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نماز میں حضور کے نام نامی کے ساتھ لفظ سیدنا بڑھا دینا رحمت خداوندی کو اپنی طرف متوجہ کرنا ہے۔ (شفاء القلوب ص/۱۰۰)

اور درمختار میں ہے کہ سیدنا کے لفظ کا اضافہ کرنا مستحب ہے اس کی دلیل بخاری اور مسلم کی حدیث ہے کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اَنَا سَیِّدُ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ'' قیامت کے دن میں تمام انسانوں کا سردار ہوں ''اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ آدَمَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَلَا فَخْرَ'' یعنی قیامت کے دن میں آدم علیہ السلام کی تمام اولاد کا سردار ہوں میں یہ فخریہ نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ اظہار حقیقت کر رہا ہوں۔ (سیرت ضیاء النبی ص/۹۲۵ جلد/۵)

تمام عبادات سے افضل

درود شریف تمام نفلی عبادتوں سے افضل ہے۔ (جذب القلوب)

اور حضرت عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود قطعی طور پر قبول ہے اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ نبیٔ پاک پر درود تمام اعمال سے افضل ہے جو جنت کے اطراف رہتے ہیں۔ (افضل الصلوات ص/۱۴)

حضرت ابو اللیث سمرقندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر تم معلوم کرنا چاہو کہ درود شریف باقی عبادات سے افضل ہے تو اس آیت پر غور کرو کہ باقی عبادات کا اللہ تعالیٰ نے بندوں کو حکم دیا لیکن درود شریف پہلے خود بھیجا پھر فرشتے کو حکم دیا پھر تمام ایمان داروں کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجنے کا حکم دیا۔ (مطالع المسرات ص/۷۸)

حضرت علامہ حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام فاکہانی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ اگر عاقل سے کہا جائے کہ تجھے کون سی چیز زیادہ پسند ہے تمام مخلوقات کی نیکیاں تیرے نامۂ اعمال میں ہوں یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے تجھ پر صلوٰۃ (رحمت) تو وہ اللہ تعالیٰ سے صلوٰۃ کے علاوہ کسی چیز کو پسند نہ کرے گا۔ (افضل الصلوات ص/۳۲)

ذکر الٰہی سے افضل

''ریاض الحسن'' میں ہے کہ درود شریف ذکر الٰہی سے بھی اعلیٰ ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ ذکر خداوندی کے بارے میں فرمایا گیا ''فَاذْكُرُونِي اَذْكُرْكُمْ''، تم مجھے یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا مگر درود پاک کے معاملہ میں فرمایا گیا تم ایک بار درود پاک پڑھو میں دس بار درود پاک پڑھوں گا یعنی اگر تم میری حمد وثنا کرو گے تو میں بھی تمہاری ایک بار حمد کروں گا لیکن اگر تم میرے حبیب کی حمد وثنا کرو گے تو میں تمہاری دس بار حمد وثنا کروں گا کیونکہ محبوب کا نام مبارک محبّ کے پاس لینا اور اس کے اوصاف بیان کرنا، نعت وثنا پڑھنا، درود بھیجنا، مراتب میں کہیں زیادہ ہیں اس بات سے کہ خود اس کی ذات کی تعریف کی جائے کیونکہ محبوب کی تعریف محبّ کی بہ نسبت زیادہ پسندیدہ ہوا کرتی ہے۔ (معارج النبوۃ، ج۱، ص/۳۲۶)

شیخ سنوسی رحمۃ اللہ علیہ صغراوی میں فرماتے ہیں میں نے بعض ایسے صوفیہ دیکھے جنہیں مرشد کامل نہ مل سکا مگر ایسے صوفیہ نے کثرت درود سے وہ مقام حاصل کرلیا جو مرشد کامل کی رہنمائی میں حاصل ہوتے ہیں۔ (شفاء القلوب، ص/۲۰۰)

قرب خدا کی دولت

حضرت علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

بارگاہ خداوندی میں پہونچنے کا قریب ترین راستہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجنا ہے جس شخص نے خصوصیت کے ساتھ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود نہیں بھیجا اور اس کے باوجود بارگاہ خداوندی میں داخل ہونا چاہتا ہے تو درود نہ پڑھنے کی وجہ سے بارگاہِ خداوندی کا حجاب اس بندے کو داخل نہیں ہونے دیتا۔ (افضل الصلوات ص/۴۱)

جھولیاں بھرتے ہیں

اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ ایک بزرگ نے بیان کیا کہ ''اللّٰھم'' سے لے کر ''وَ آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ'' تک درود پاک ایک ایسا سمندر ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں ہے، جس میں اہل محبت غوطہ زنی کر کے لعل و جواہرات سے جھولیاں بھرتے رہتے ہیں اس دریائے رحمت میں جس قدر زیادہ گہرائی میں جائے گا اتنی ہی دولتِ روحانیت حاصل ہوگی۔ (شفاء القلوب، ص ۳۵۷)

حضرت عارف صاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ درود پاک انسان کو بغیر مرشد کے اللہ تعالیٰ تک پہنچا دیتا ہے کیوں کہ باقی اذکار (وظائف) میں شیطان دخل اندازی کر لیتا ہے اس لئے مرشد کے بغیر چارہ نہیں لیکن درود پاک میں مرشد خود سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں لہٰذا شیطان دخل اندازی نہیں کر سکتا۔ (آب کوثر ص ۲۸)

رحمت کے ستر دروازے

امام سخاوی علیہ الرحمہ شیخ مجد الدین فیروز آبادی سے صحیح سند سے نقل کرتے ہیں۔ امام سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت خضر اور حضرت الیاس علیٰ نبینا علیہما السلام سے سنا کہ فرماتے تھے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا کہ جو مومن ''صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مَحَمَّدٍ'' کہے گا لوگ اسے دوست رکھیں گے اگرچہ وہ اس سے بغض رکھتے ہوں اور اللہ کی قسم لوگ اسے دوست نہیں رکھیں گے جب تک اللہ تعالیٰ اسے دوست نہ رکھے اور ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو منبر پر یہ کہتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے ''صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ'' کہا اس نے اپنے نفس پر رحمت کے ستر دروازے کھولے۔ (افضل الصلوٰت ص ۸۰)

درود غیبت سے بچاتا ہے

اور اسی سند سے ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی مجلس میں بیٹھے اور کہے'' بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ'' تو حق تعالیٰ ایک فرشتہ کو اس بات پر مؤکل کرتا ہے کہ وہ تم کو غیبت سے باز رکھے اور وہ شخص جب مجلس سے اٹھے تو کہے'' بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ'' تو حق تعالیٰ لوگوں کو اس کی غیبت سے منع کر دیتا ہے۔

سرکار کے دیدار سے مشرف ہوگا

حضرت خضر والیاس علیہما السلام نے فرمایا کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ملک شام سے آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میرا باپ بہت بوڑھا ہے اور ضعیف ہو کر نابینا بھی ہو گیا ہے چلنے کی قوت نہیں جو یہاں آئے اور اس کی دلی خواہش ہے کہ وہ آپ کے دیدار سے مشرف ہو۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے کہہ دینا شب کو ایک ہفتہ تک صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ کہا کرے، ہمیں خواب میں دیکھ لے گا اور کہنا کہ مجھ سے اس حدیث کو روایت کرے۔ اس نے ایسا ہی کیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ (جذب القلوب ص/۲۶۸)

طوفان سے بچاتا ہے

شفاء الاسقام میں ہے کہ حضرت فاکہانی اپنی کتاب فجر منیر میں شیخ ابوموسیٰ ضریر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کر کے لکھتے ہیں کہ ہم ایک جماعت کے ساتھ کشتی میں بیٹھے تھے، اچانک بادِ مخالف جو نہایت تیز اور سخت آندھی کی شکل میں تھی چلی، جس نے کشتی کو تہہ وبالا کر دیا، ملاحوں نے اعلان کر دیا کہ بچنے کی صورت مشکل ہے، کشتی والوں سے آہ وفغاں کا شور اٹھا اور سب نے موت کے منہ میں جانے کی تیاری شروع کر دی، مجھے اسی اثنا میں نیند آ گئی خواب میں سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف ملا اور مجھے

فرمایا کہ اے ابوموسیٰ کشتی والوں سے کہئے کہ درود مذکورہ کو ہزار بار پڑھیں نجات مل جائے گی۔ میں نے بیدار ہوکر کشتی والوں سے کہا، تو سب نے پڑھنا شروع کردیا۔ ابھی تین سو بار ہی پڑھا تھا کہ ہوا ٹھہر گئی اور کشتی بہ سلامت کنارے لگی، وہ درود یہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّسَلِّمْ صَلٰوۃً تُنَجِّیْنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ الْاَ ھْوَالِ وَالآفَاتِ وتَقْضِیُ لَنَا بِھَا جَمِیْعَ الْحَاجَاتِ وَتُطَھِّرُنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ السَّیِّئآتِ وَتَرْفَعُنَا بِھَا عِنْدَکَ اَعْلٰی الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِھَا اَقْصٰی الْغَایَاتِ مِنْ جَمِیْعِ الْخَیْرَاتِ فِیْ الْحَیَاتِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ۔ (روح البیان، ج۱۱،ص ر۲۱۳)

ایک رقت انگیز واقعہ

امام طبرانی نے ایک نہایت رقت انگیز واقعہ نقل کیا ہے جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مشہور صحابی حضرت زید ابن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے۔

وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن صبح کے وقت ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ گھر سے نکلے، جب مدینے کے ایک چوراہے پر پہونچے تو دیکھا کہ ایک دیہاتی اپنے اونٹ کی مہار تھامے ہوئے سامنے سے چلا آرہا ہے، جب وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قریب پہونچا تو اس طرح سلام عرض کیا ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَااَیُّھَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ'' حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے سلام کا جواب مرحمت فرمایا۔ اسی درمیان ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہوکر عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! یہ دیہاتی میرا اونٹ چُرا کر لئے جارہا ہے۔ اس پر اونٹ نے اپنے منھ سے ایک آواز نکالی جسے سنتے ہی آپ نے ارشاد فرمایا کہ تو میرے سامنے سے دفع ہوجا، اونٹ خود گواہی دے رہا ہے کہ تو جھوٹا ہے۔ جب وہ چلا گیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس دیہاتی سے فرمایا

کہ جس وقت تو میری طرف آ رہا تھا اس وقت تو کیا پڑھ رہا تھا۔ اس نے عرض کیا۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اس وقت میں یہ درود شریف پڑھ رہا تھا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَا تَبْقٰی مِنَ الصَّلٰوۃِ شَیْءٌ
اَللّٰھُمَّ سَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَا یَبْقٰی مِنَ السَّلَامِ شَیْءٌ
اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَا تَبْقٰی مِنَ الْبَرَکَۃِ شَیْءٌ
اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَا تَبْقٰی مِنَ الرَّحْمَۃِ شَیْءٌ

یہ سن کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ تیرے منھ سے نکلے ہوئے درود کے الفاظ وصول کرنے کے لئے آسمانوں سے اتنے فرشتے نازل ہوئے کہ مدینہ کے آسمان کا سارا اُفق فرشتوں سے بھر گیا۔ (انوار احمدی ص ر ۶۸)

حاجت روائی کے لئے

امام مستغفری حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے مجھ پر ہر دن، رات میں سو مرتبہ درود شریف بھیجا اس کی سو حاجتیں پوری کی جائیں گی، تیس دنیا کی اور باقی آخرت کی۔

(مطالع المسرات ص ر ۱۴۰)

کھڑے ہونے سے پہلے بخشش

شروح دلائل میں ہے کہ استاذ ابو بکر محمد جبر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے ”اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَسَلِّمْ“ کہا اور وہ کھڑا تھا تو بیٹھنے سے پہلے اور بیٹھا تھا تو کھڑے ہونے سے پہلے اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ (بحوالہ فضائل درود، ص: ۸۱)

بے حساب ثواب

ایک دن حضرت رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے اصحاب کرام اور احباب عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ارد گرد حلقہ بنائے بیٹھے تھے کہ ایک اعرابی آیا اور آتے ہی سلام کہا ''اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا اَهْلَ الْقُرىٰ الْمَشَائِخُ وَالْكِرَامُ السَّاذِجُ''

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس آنے والے کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر ترجیح دیتے ہوئے اپنے پاس بٹھایا، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ! مجھے یہ یقین ہے کہ آپ تمام روئے زمین پر مجھے سب سے عزیز رکھتے ہیں مگر آج آپ نے اس شخص کو اپنے قریب بٹھالیا ہے اس تقدیم وترجیح کی کیا وجہ ہے؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بتایا کہ اے ابوبکر ! ابھی حضرت جبرئیل علیہ السلام نے خبر دی ہے کہ یہ اعرابی مجھ پر درود وسلام بھیجتا رہتا ہے اور ان الفاظ میں درود پڑھتا ہے کہ آج تک کسی دوسرے نے نہیں استعمال کئے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ! وہ کون سا درود پاک ہے؟ آپ نے فرمایا ''اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ فِي الْاَوَّلِيْنَ وَالْآخِرِيْنَ وَ فِي الْمَلٰئِكَةِ الْاَعْلٰى اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ! مجھے اس درود پاک کے ثواب کے بارے میں ارشاد فرمائیں۔ آپ نے فرمایا اگر دنیا بھر کے تمام سمندر سیاہی بن جائیں، دنیا کے تمام درخت قلم بن جائیں، تمام ملائکہ کاتب بن جائیں، سمندر خالی ہو جائیں گے، قلم ٹوٹ جائیں گے مگر اس درود پاک کا ثواب لکھا نہ جا سکے گا۔

(معارج النبوۃ جلد ۱ ص ۳۰۵ ص ۳۰۶)

ساٹھ ہزار درود کا ثواب

حضرت سلطان محمود غزنوی قدس سرہ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں عرصۂ دراز سے حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کا اشتیاق رکھتا تھا اور خواہش تھی کہ کبھی خواب میں زیارت ہو اور دل کے تمام درد سناؤں، تمام رات میں نے آنکھیں بند رکھیں اس امید پر کہ ممکن ہے دیدار ہو، قضائے الٰہی سے مجھے سعادت ملی کہ گزشتہ شب دیدارِ حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشرف ہوا ہوں۔اس رخسار جہاں آرا کو دیکھا جو چودھویں کی رات اور لیلۃ القدر کی روح کی مانند تھا حضور کو مسرور پا کر میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں ہزاروں درہم کا مقروض ہوں اس کی ادائیگی سے عاجز ہوں ڈرتا ہوں اگر موت آجائے تو وہ قرض میری گردن پر ہوگا۔حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: محمود سبکتگین کے پاس جاؤ وہ تمہارا قرض اتار دے گا۔ میں نے عرض کی وہ کب اعتماد کرتے ہیں ان کے لئے کوئی نشانی دیجئے۔آپ نے فرمایا: اسے جا کر کہو اے محمود! تم رات کے اول حصہ میں تیس ہزار بار درود پڑھتے ہو اور پھر بیدار ہو کر رات کے آخری حصہ میں تیس ہزار بار پڑھتے ہو۔اس نشانی کے بتانے سے وہ تمہارا قرض اتار دے گا۔

محمود غزنوی نے جب یہ پیغام سنا تو رونے لگا اور تصدیق کرتے ہوئے اس کا قرض اتار دیا اور ہزار درہم اور پیش کیا۔ارکانِ دولت متعجب ہوئے کہ اس شخص نے ایک محال امر سنایا ہے لیکن آپ نے اس کی تصدیق کردی حالانکہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں آپ نے کبھی اتنی مقدار میں درود شریف نہیں پڑھا اور نہ ہی کوئی رات میں اتنی بار درود شریف پڑھ سکتا ہے۔سلطان محمود نے فرمایا تم سچ کہتے ہو لیکن میں نے علما سے سنا ہے کہ جو شخص درج ذیل درود شریف ایک بار پڑھتا ہے تو گویا وہ ہزار بار درود شریف پڑھتا ہے۔ میں اول شب میں اس درود شریف کو تین بار پڑھ لیتا ہوں اور آخرِ شب میں بھی تین

بار پڑھ لیتا ہوں۔اس طرح سے میرا گمان تھا کہ گویا میں نے رات کو ساٹھ ہزار بار درود شریف پڑھا جب اس شخص نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پیغام پہنچایا ہے مجھے اس درود کی تصدیق ہوگئی اور علما کا فرمان بھی صحیح ثابت ہوا۔وہ درودِ پاک یہ ہے۔

''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ مَّااخْتَلَفَ الْمَلْوَانِ وَتَعَاقَبَ الْعَصْرَانِ وَکَرَّ الْجَدِیْدَانِ وَاسْتَقْبَلَ الْفُرْقَدَانِ وَبَلِّغ رُوْحَہٗ وَاَرْوَاحَ اَھْلِ بَیْتِہٖ مِنَّا التَّحِیَّۃُ وَالسَّلَامُ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ عَلَیْہِ کَثِیْراً'' (روح البیان جلد ۱۱/ص ۲۱۲/۲۱۱)

کب درود بھیجنا مستحب ہے

بعض مواقع ایسے ہیں جن میں درود پاک مستحب ہونے کے بارے میں نص وارد ہے۔ان میں سے چند یہ ہیں۔ جمعہ کا دن اور جمعہ کی رات،بعض نے ہفتہ،اتوار اور جمعرات کا اضافہ کیا کہ ان تینوں کے بارے میں نص وارد ہے۔صبح اور شام کے وقت مسجد میں داخل اور خارج ہوتے وقت، روضۂ مبارکہ کی زیارت کے وقت صفا اور مروہ پر، پہلے التحیات میں کیونکہ اس میں نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر ہے۔لہٰذا درود شریف مستحب ہے یا واجب۔حضرات شافعیہ نے اس کی تصریح کی ہے۔اور مالکیہ کے نزدیک آخری التحیات میں دعا سے پہلے خطبۂ جمعہ اور دوسرے خطبوں میں مؤذن کی اجابت (موذن کے ساتھ وہی کلمات کہنے) کے بعد اقامت کے وقت دعا کی ابتدا، درمیان اور آخر میں، شافعیہ کے نزدیک دعائے قنوت کے بعد اور تکبیرات عیدین کے درمیان، نماز جنازہ میں، تلبیہ سے فارغ ہوکر، ملاقات کے وقت، رخصت ہوتے وقت، وضو کے وقت، جب کوئی چیز بھول جائے۔ایک قول کے مطابق چھینک آنے پر، وعظ اور تبلیغ علم کے وقت، حدیث شریف پڑھنے سے پہلے اور بعد میں، استفتا اور اس کا جواب لکھتے وقت، ہر مصنف، مدرس، درس دینے والے، خطیب، پیغام نکاح دینے والے، شادی کرنے والے اور نکاح پڑھانے والے کے لئے، رسائل

میں، بسم اللہ شریف کے بعد، بعض حضرات کتاب کو ختم بھی درود شریف ہی پر کرتے ہیں، تمام اہم امور سے پہلے، نبی کریم کا ذکر کرنے یا ذکر شریف سننے کے وقت یا لکھنے کے وقت، ان حضرات کے نزدیک جو اس وقت واجب قرار نہیں دیتے، حضرت امام حسن بصری، امام شعبی اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک نفلی نماز میں آپ کا ذکر شریف ہو تو درود شریف مستحب ہے، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر شریف کے وقت درود شریف پڑھنے کے بارے میں بہت حدیثیں وارد ہیں امام بخاری نے کہا اظہر یہ ہے، کواشی نے فرمایا کہ ادب اور احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ جب بھی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر کیا جائے تو درود پاک پڑھا جائے۔ (بحوالہ مطالع المسرت ص ۸۳؍۸۴)

کونسا درود افضل

درود شریف کے وہ الفاظ جو احادیث میں آئے ہیں۔ کوئی شک نہیں ہے کہ ان کا پڑھنا اس اعتبار سے کہ وہ الفاظ نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے نکلے ہوئے ہیں افضل ہے۔ بعض علما نے کہا کہ تمام درودوں میں افضل وہ درود ہے جو التحیات کے بعد نماز میں پڑھا جاتا ہے اور وہ درود صحیح حدیثوں میں مخصوص کیفیتوں کے ساتھ آیا ہے۔ ہر مقصد کے حصول کے لئے کافی ہے۔ سب سے مشہور یہ درود شریف ہے۔

''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ'' اور یہی درود شریف جو مختلف الفاظ کے ساتھ مختلف روایتوں میں آیا ہے ان کو حضرتِ امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک جگہ جمع فرمایا ہے جن کی تعلیم سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دی ہے لہٰذا ان تمام درودوں کو بھی ضرور پڑھنا چاہئے کیونکہ یہ سرکار کی زبان اقدس سے نکلے ہوئے الفاظ ہیں۔

☆ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ عَلیٰ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِہٖ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَذُرِّیَّتِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلیٰ اِبْرَاھِیْمَ وَعَلیٰ اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ فِی الْعَالَمِیْنَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌO

☆ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلیٰ مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ عَلیٰ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِہٖ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَذُرِّیَّتِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلیٰ اِبْرَاھِیْمَ وَعَلیٰ اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ فِی الْعَالَمِیْنَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ وَّکَمَا یَلِیْقُ بِعَظْمَتِہٖ وَ شَرَفِہٖ وَکَمَا لِہٖ وَرِضَاکَ عَنْہُ وَکَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی لَہٗ عَدَدَ مَعْلُوْمَاتِکَ وَمِدَادَ کَلِمَاتِکَ وَرِضٰی نَفْسَاتِ وَزِنَۃَ عَرْشِکَ اَفْضَلَ صَلٰوۃً وَّاَکْمَلَھَا وَ اَتَمَّھَا کُلَّمَا ذَکَرَکَ الذَّاکِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِکْرِکَ الْغَافِلُوْنَ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا کَذَالِکَ وَعَلَیْنَامَعَھُمْO (جذب القلوب ص/٢٧٧)

ضروری ھدایت

بہتر یہ ہے کہ جب درود شریف پڑھے لفظ ''صلوٰۃ'' کے ساتھ لفظ ''سلام'' بھی ضرور پڑھے خصوصاً اس آیت کی تلاوت کے بعد کہ جس میں درود وسلام پڑھنے کا حکم ہے حضرت ابراہیم نسفی کہتے ہیں کہ میں نے نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی تو میں نے حضور نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کچھ اپنے سے ناراض پایا، میں نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست مبارک کو بوسہ دیا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں تو حدیث کے خدمت گاروں میں سے ہوں، اہلسنت سے ہوں، مسافر ہوں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ جب تو مجھ پر درود بھیجتا ہے تو سلام کیوں نہیں بھیجتا۔ حضرت ابراہیم نسفی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد سے میرا معمول ہوگیا کہ میں درود شریف میں ''صلوٰۃ'' کے ساتھ ''سلام'' بھی لکھنے لگا یعنی ''صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ''

کچھ اور الفاظ درود مع فضائل

درودِ رضویہ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃً وَّسَلَاماً عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ

فضائل وفوائد درود رضویہ

اس کے چالیس فائدے ہیں جو صحیح اور معتبر حدیثوں سے ثابت ہیں۔ یہاں مشتے نمونہ چند ذکر کئے جاتے ہیں۔

☆ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت رکھے گا، جو ان کی عظمت تمام جہان سے زیادہ دل میں رکھے گا، جو ان کی شان گھٹانے والوں سے، ان کے ذکر پاک مٹانے والوں سے دور رہے گا دل سے بیزار ہوگا۔ ایسا کوئی مسلمان اس درود شریف کو پڑھے گا اللہ تعالیٰ تین ہزار نعمتیں اس پر اتارتا رہے گا۔

☆ اس پر دو ہزار بار اپنا سلام بھیجے گا۔

☆ پانچ ہزار نیکیاں اس کے نامۂ اعمال میں لکھ دے گا۔

☆ اس کے پانچ ہزار گناہ معاف فرمائے گا۔

☆ قیامت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس سے مصافحہ کریں گے۔

☆ اس کے ماتھے پر یہ لکھ دے گا کہ یہ منافق نہیں۔

☆ اس کے ماتھے پر تحریر فرمادے گا کہ یہ دوزخ سے آزاد ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن شہیدوں کے ساتھ رکھے گا۔

☆ اس کے مال میں ترقی دے گا۔

☆ اس کی اولاد اور اولاد کی اولاد میں برکت دے گا۔

☆ دشمنوں پر غلبہ دے گا۔

☆ دلوں میں اس کی محبت رکھے گا۔
☆ کسی دن خواب میں برکت زیارت اقدس سے مشرف ہوگا۔
☆ ایمان پر خاتمہ ہوگا۔
☆ قیامت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اس کے لئے واجب ہوگی۔
☆ اللہ عزوجل اس سے ایسا راضی ہوگا کہ کبھی اس سے ناراض نہ ہوگا۔

اس درود شریف کی تمام سنیوں کے لئے اجازت فرمائی ہے۔ بشرطیکہ بدمذہبوں سے بچیں۔

درود رضویہ پڑھنے کا طریقہ

اس درود مقبول کو اکثر حضرات درود جمعہ بھی کہتے ہیں۔ بعد نماز جمعہ مدینہ منورہ کی جانب منہ کر کے دست بستہ کھڑے ہوکر سو بار پڑھے۔ بہتر ہے دو چار دس بیس حضرات مل کر پڑھیں، یہ ایک درود دس کے برابر ہے اور ہر درود کا ثواب دس گنا ہے گویا جو اس درود کو ایک بار پڑھے۔ سو درود کا ثواب پائے اسی طرح دس افراد مل کر ایک ایک بار پڑھیں تو ہر ایک فرد ایک ہزار کا ثواب پائے ایک ہزار گناہ مٹیں، ایک ہزار نیکیاں ملیں، ایک ہزار بار اس پر رحمت ہو۔ یہ تو صرف ایک بار پڑھنے کا ثمرہ ہے اسی طرح ہر ایک نے سو سو بار پڑھا تو کتنا اجر ملے گا۔

جن حضرات تک یہ چیز پہنچے انہیں چاہئے کہ اپنے دوست واحباب رشتہ داروں اور نماز جمعہ پڑھنے والے ہمراہیوں کو بھی اس طرف توجہ دلائیں تاکہ درود پڑھنے والوں کی بھی جماعت کثیر ہو جایا کرے کیونکہ جتنے زیادہ افراد شامل ہوں گے ان کا دس گنا ثواب ہر ایک کو ملے گا۔ اور جو توجہ دلائے گا اس کو ان سب کا دس گنا ہو کر اس تنہا کو ثواب ملے گا اور پڑھنے والوں کے ثواب سے کچھ کم نہ ہوگا۔

اس کو یوں سمجھئے کہ دس افراد نے شامل ہوکر ایک ایک بار پڑھا تو ہر ایک کو ایک

ہزار کا ثواب ملا اور جس نے دوسروں کو توجہ دلائی اس کو ان سب کا دس گنا ہو کر دس ہزار کا ثواب ملے گا۔ مولیٰ تعالیٰ توفیق بخشے۔ آمین

جب درود ختم کرے تو دعا کے لئے جس طرح ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں اٹھا کر دعائے شجرہ منظوم، امام یا کوئی ایک فرد پڑھے اور سب آمین کہیں۔ اس کے بعد فاتحہ پڑھ کر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم وصحابۂ کرام ودیگر بزرگان دین کی روح کو ثواب بخشیں اس کے بعد مناجات منظوم پڑھیں اور اپنے لئے دعا کریں۔ ساتھ میں تمام سنی مسلمانوں کے لئے بھی ایمان پر خاتمہ اور بخشش کی دعا کریں۔

مدینہ منورہ کا رخ یہاں سے مغرب اور شمال کے درمیان پڑتا ہے۔ اس لئے قبلہ سے داہنے ہاتھ ترچھے ہو کر کھڑے ہوں تو آپ کا رُخ مدینہ منورہ کی جانب ہو جائے گا۔

درود شفا شریف

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ طِبِّ الْقُلُوْبِ وَدَوَآئِھَا وَعَافِیَةِ الْاَبْدَانِ وَشِفَآئِھَا وَنُوْرِ الْاَبْصَارِ وَ ضِیَآئِھَا وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ"

ترجمہ: یا اللہ درود بھیج ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو دلوں کے طبیب اور ان کی دوا ہیں اور جسم کی عافیت اور ان کی شفا ہیں اور آنکھوں کا نور اور ان کی چمک ہیں اور آپ کی آل واصحاب پر درود وسلام بھیج۔" (جواہر البحار رج، ۳ رص، ۴۰)

فضیلت: مذکورہ درود پڑھنے سے جسمانی وروحانی بیماریوں سے شفا حاصل ہوتی ہے۔

صلوٰۃ حلِّ المُشکلات

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ قَدْ ضَاقَتْ حِیْلَتِیْ اَدْرِکْنِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ"، ترجمہ: یا اللہ عزوجل ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام اور برکتیں بھیج، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دستگیری کیجئے میرا حیلہ اور کوشش تنگ آچکے ہیں۔

فضیلت

مفتیٔ دمشق حامد آفندی رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ سخت مشکلات میں گرفتار ہوگئے، وہاں کا وزیران کا سخت دشمن ہوگیا، وہ رات کونہایت درجہ کرب وبلا میں تھے کہ آنکھ لگ گئی، نبیٔ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے، تسلی دی اور یہ درود شریف سکھایا کہ جب تو اس کو پڑھے گا، اللہ کریم تیری مشکل حل فرمادے گا، آنکھ کھل گئی، یہ درود شریف پڑھا تو مشکل حل ہوگئی۔ (افضل الصلوت رص ۱۵۴)

پڑھنے کا طریقہ

اس کے پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ عشا کی نماز کے بعد تازہ وضو کر کے دو رکعت نماز نفل پڑھے، پہلی رکعت میں الحمد شریف کے بعد سورۂ قل یاَیھا الکافرون اور دوسری رکعت میں بعد ''الحمد'' اور سورۂ اخلاص پڑھے، فارغ ہوکر قبلہ رُوا یسی جگہ بیٹھے جہاں سوجانا ہواور صدق دل سے توبہ کرتے ہوئے ایک ہزار بار اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰہَ الۡعَظِیۡمُ پڑھے، اس کے بعد دوزانو مؤدبانہ بیٹھ کر یہ تصور باندھ لے کہ رسول کریم کے حضور میں حاضر ہوں اور عرض کررہا ہوں، سوبار، دوسوبار، تین سوبار غرضیکہ پڑھتا جائے جب نیند کا غلبہ ہوتو اسی جگہ دائیں کروٹ پر قبلہ کی طرف منھ کر کے سوجائے۔ جب پچھلی رات جاگے تو پھر اسی جگہ مؤدبانہ بیٹھ کر صبح کی نماز تک درود شریف پڑھتا رہے، پڑھتے وقت اپنی حاجت یا حل مشکلات کا تصور رکھے، ان شاءاللہ تعالیٰ ایک رات میں یا تین راتوں میں مراد برآئے گی، آخری رات جمعہ کی ہوتو بہتر ہے۔

صلٰوۃِ کمالیہ

''اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الکَامِلِ وَعَلٰی اٰلِہٖ کَمَا لَانِھَایَةَ لِکَمَالِكَ وَعَدَدَ کَمَالِہٖ'' (افضل الصلوات ر۱۹۱)

فضائل

☆ ایک بار پڑھنے سے ستر ہزار مرتبہ درود شریف پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔

☆ اگر کسی کو نسیان کی بیماری ہو تو نماز مغرب اور عشا کے درمیان بلا تعداد اس درود شریف کو پڑھا کرے ان شاء اللہ یہ بیماری دور ہو جائے گی اور حافظہ بڑھ جائے گا۔

صلٰوۃ السعادۃ

''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ
عَدَدَ مَافِیْ عِلْمِ اللّٰہِ صَلٰوۃً
دَآئِمَۃً م بِدَوَامِ مُلْکِ اللّٰہِ''

''یا اللہ! درود بھیج ہمارے سردار محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اس تعداد کے مطابق جو اللہ کے علم میں ہے، ایسا درود جو اللہ تعالیٰ کے دائمی ملک کے ساتھ دوامی ہو۔''

فضیلت

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اس درود شریف کو ایک بار پڑھا جائے تو چھ لاکھ بار درود شریف پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔ (افضل الصلوات/۱۴۹)

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

امر بالمعروف و نہی عن المنکر

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ٥

اور تم میں ایک ایسا گروہ ہونا چاہئے کہ بھلائی کی طرف بلائے اور اچھی بات کا حکم دے اور بری بات سے منع کرے اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ (پ۴ رکوع ۲/۱۰۴)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! یہ دینِ اسلام جس نے عالمِ بشریت کی تقدیر بدل دی اس کی تبلیغ و اشاعت ایک اہم ترین فریضہ ہے اگر اس ملت میں ایسے افراد نہ ہوں جو اس پیغامِ رحمت کو دنیا کے گوشے تک پہنچانے کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیں تو یہ عالمگیر پیغامِ ہدایت چند ملکوں میں محدود ہو کر رہ جائے گا اور یہ پیغام سے بھی ناانصافی ہوگی اور ان قوموں پر بھی ظلم ہوگا جو گھپ اندھیروں میں بھٹک رہی ہے جن کی زندگی کی تاریک راتیں کسی روشن چراغ کے لئے ترس رہی ہیں۔ نیز وہ قوم اور ملک جس نے اس دین کو قبول کر لیا ہے اس کے آئینہ دل پر بھی غفلت کی گرد پڑ سکتی ہے ان کی گرمیٔ عمل بھی سستی کا شکار ہو سکتی ہے اس کے لئے جس بڑی سے بڑی مالی

قربانی، ایمانی فراست، قلبی بصیرت، روحانی تربیت کی ضرورت ہے وہ پوری ہونی چاہیئے اگر ملت اپنے اس اہم ترین فریضہ کو ادا نہ کرے گی وہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں اپنی اس کوتاہی کے لئے جوابدہ ہوگی۔

تاریخ شاہد ہے جب تک ایسے افراد تیار ہوتے رہے گلشنِ اسلام میں فصل بہار رہی، جب تک مدارس اسلامیہ غزالی، رازی، سعدی اور بیضاوی اور خانقاہیں رومی ہجویری، اجمیری، زکریا ملتانی، شیخ سرہندی **رضی اللہ عنہم وعن مشائخھم و خلفائھم وا مثالھم** ایسی فخر روزگار ہستیاں تیار کرتی رہیں کفر کے ظلمت کدے اسلام کے نور سے روشن ہوتے رہے، حق باطل کے قلعوں کو مسخر کرتا رہا، لیکن اب موجودہ حال اتنا درد انگیز ہے کہ نہ مجھ میں بیان کرنے کی ہمت اور نہ آپ میں سننے کی تاب اور اے اللہ! ہم پر رحم فرما، اے گنبد خضرا کے مکین! چارہ سازی فرمایئے۔ (ضیاء القرآن ج۱ ملخصا)

امت کی ذمہ داری

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۝

ترجمہ۔ تم بہتر ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔ (پارہ۴ ررکوع ۳ آیت)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ آیت کریمہ کی روشنی میں یہ بات سمجھ میں آئی کہ اُمت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوۃ والسلام کو کسی خاص مقصد کے لئے بھیجا گیا، وہ خاص مقصد بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا ہے، آج اس مقصد کی تکمیل یہ امت کرتی نظر نہیں آتی بلکہ بھلائی سے نفرت اور برائی سے محبت اس امت میں نظر آتی ہے ایسے میں ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اپنے اس مقصد کو سمجھیں اور بھلائی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کی کوشش کریں، ورنہ جو قوم اپنے

مقصد کو بھول جاتی ہے وہ قوم بھلا دی جاتی ہے آج ہمارا جو حال ہے اس میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے غفلت کا بھرپور دخل ہے، لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ہم بھلائی کا حکم دیتے رہیں اور برائی سے روکتے رہیں۔ پروردگار جل جلالہ ہم پر ضرور کرم کی نظر فرمائے گا اور دونوں جہاں میں سرخروئی عطا فرمائے گا۔ اللہ عزوجل ہم سب کو دعوت اِلیٰ الخیر کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرتِ لقمان کی نصیحت

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ''یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْہَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَاصْبِرْ عَلٰی مَآ اَصَابَکَ اِنَّ ذٰلِکَ مِنْ عَزْمِ الْاُ مُوْرِ'' (لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا) اے میرے بیٹے نماز قائم رکھ اور اچھی بات کا حکم دے اور بری بات سے منع کر اور جو اُفتاد تجھ پر پڑے اس پر صبر کر بے شک یہ ہمت کے کام ہیں۔ (پ۲۱ رکوع۱۱، کنز الایمان)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ آیت کریمہ میں حضرت لقمان علیہ السلام کے بارے میں مذکور ہے کہ آپ نے اپنے بیٹے سے ارشاد فرمایا: نماز قائم رکھ اور اچھی بات کا حکم دے اور بری بات سے منع کر۔ پتہ چلا کہ بحیثیت باپ اپنی اولاد کو حق کاموں کے لئے آمادہ اور پابند کرنا چاہئے جس میں نماز قائم کرنا اور بھلائی کا حکم دینا وغیرہ شامل ہے۔

لیکن افسوس صد افسوس ! آج اگر بیٹا دین کے راستہ پر چلتا ہے تو ماں باپ کو اچھا نہیں لگتا، دین کی دعوت لوگوں کو پیش کرنے لگ جائے تو بھی اچھا نہیں لگتا، آج حالات اتنے خراب ہو گئے ہیں کہ اللہ رحم و کرم فرمائے۔ کچھ ماں باپ قرآن مقدس کی تلاوت تو کرتے ہیں لیکن اپنی اولاد کو اس کا پابند بنانے کی کوشش بھی نہیں کرتے جس سے بچہ اپنی من مانی کرنے لگتا ہے اور آخر کار والدین کو شرمندگی اٹھانی پڑتی ہے۔ اللہ

عز وجل ہم سب کو اپنی اولاد کی تربیت قرآن وحدیث کے فرمودات کی روشنی میں کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

خود کو بھولتے ہو؟

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ''اَتَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَکُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْکِتَابَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ'' ترجمہ: اورلوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہواور اپنی جانوں کو بھولتے ہو حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو تو کیا تمہیں عقل نہیں۔
(پ ا ر رکوع ۵، کنز الایمان)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ آیت کریمہ سے ہم کو یہ سبق ملا کہ ہم حق باتوں کا لوگوں کو حکم دیں اوراس کے مطابق خود بھی عمل کریں، عوام کو نصیحت کرنے سے پہلے خود کو نصیحت کریں، عوام کی آخرت کا فائدہ سوچنے کے ساتھ اپنے انجام پر بھی غور کرنا چاہئے۔ عام طور پر ہمارا حال یہ ہے کہ ہم لوگوں کو نصیحت کرتے وقت خود کو بھول جاتے ہیں۔

آیت کریمہ سے اشارۃً معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص بہت کم عقل ہے جو دنیا کے گوشہ گوشہ میں لوگوں کو دعوت دین دیتا پھرے لیکن خود اپنی اصلاح کی جانب توجہ نہ دے۔

اللہ تعالیٰ ہم کو حضور کے صدقہ وطفیل قرآن مقدس کے احکامات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مسلمان مرد و عورت کی ذمہ داری

فرمان باری تعالیٰ ہے ''وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ مـيَّأمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَوَ یُطِیْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ط اُولٰئِکَ سَیَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ط اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ'' اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں بھلائی کا

حکم دیں اور برائی سے منع کریں اور نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں اور اللہ و رسول کا حکم مانیں یہی ہیں جن پر عنقریب اللہ رحم فرمائے گا۔ (پ۱۰/ع۱۵)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ایک مسلمان کی دوسرے مسلمان سے دوستی صرف زبانی جمع خرچ کا معاملہ نہیں ہونا چاہئے بلکہ مومنین و مومنات عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مظاہرہ اپنے عمل سے کرتے ہیں کہ وہ انسانوں کو اچھائی کی طرف بلانا اپنا فرض منصبی سمجھتے ہیں اور معاشرے سے برائی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنا اپنا مقصد زیست مانتے ہیں اور ہر ایک کو بھلائی کا پیکر دیکھنا چاہتے ہیں خواہ اس کے لئے لوگوں کی طرف سے ہزارہا مصیبتوں کو جھیلنا پڑے کیونکہ تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تمنا یہی تھی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت کرنے والا اپنے آقا کی خوشی کو اپنی کل کائنات سمجھتا ہے اور اس کو حاصل کرنے کے لئے جان تک قربان کر دیتا ہے۔ کیا امام حسین رضی اللہ عنہ نے برائی کے خاتمہ کیلئے اپنا گھر بار قربان نہیں کیا اور جان دے کر دنیا والوں کے سامنے حق و باطل کو اجاگر نہیں کیا؟ کاش! ہم بھی ان کے نقش قدم پر چلتے اور ہماری زندگی اچھائیوں کا حکم دینے اور برائیوں سے روکنے میں گزرتی۔

برے کام سے نہ روکنے کا انجام

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ''كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ'' ترجمہ۔ جو بری بات کرتے آپس میں ایک دوسرے کو نہ روکتے ضرور بہت ہی برے کام کرتے تھے۔ (پ۶/رکوع۱۴، ترجمہ از کنز الایمان)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج مرد ہوں یا عورت الّا ماشاء اللہ جہاں جمع ہوئے، غلط باتیں، گندی باتیں، خلاف شریعت باتیں کرتے تھکتے نہیں۔ اب ایسے میں ایک مومن کی ذمہ داری یہ ہے کہ بری بات کرنے والوں کو روکے انہیں سمجھائے۔ ان کو اللہ عزوجل کا خوف دلائے تاکہ وہ بری باتوں سے

باز آئیں اگر روکنے کے بجائے خود اس میں شامل ہو گیا تو وہ بھی بری بات کرنے والے کی طرح ہو جائے گا۔ اللہ عزوجل ہم سب کو قرآن مقدس کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

کمزور ترین ایمان

داعیٔ اعظم نبیٔ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے جو کوئی برائی دیکھے اسے چاہئے کہ قوت بازو سے مٹا دے اور اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے روکے اور اگر یہ بھی نہ کر سکے تو اسے دل سے برا سمجھے اور یہ کمزور ترین ایمان ہے۔ (مسلم شریف ج ۱، ص: ۵۱)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کا منشا یہ ہے کہ معاشرہ پر امن رہے، معاشرہ میں جتنی بھی برائیاں، جھگڑے اور فساد پیدا ہوتے ہیں وہ سب کے سب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرنے سبب ہوتے ہیں۔ اس لئے فرمایا جا رہا ہے کہ جس طرح ممکن ہو اگر قوت بازو سے مٹا سکتے ہو تو اس سے مٹاؤ، اس لئے کہ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی عالم کی نصیحت سے کوئی برائی نہیں چھوڑتا لیکن اگر کوئی طاقتور، سرمائے دار، کہہ دے تو بات مان لیتا ہے، اور اپنے دامن کو برائی سے بچا لیتا ہے۔ بہر حال بازوؤں کی قوت ہو یا زبان کی چاشنی، جس طرح سے ممکن ہو برائی سے روکنا ہر مومن کی ذمہ داری ہے بلکہ یہ کہوں تو بے جا نہ ہوگا کہ اسی میں ایمان کی بقا اور تحفظ ہے۔ اگر قوتِ بازو اور زبان سے کوئی برائی نہیں روک سکتا تو فرمایا گیا کہ اتنا تو کر سکتے ہو کہ دل سے برا جانو اس لئے کہ ایک کمزور انسان مذکورہ دونوں طریقوں سے جب برائی نہ روک سکے گا یا اس کی طاقت نہیں تو ڈر ہے کہ کہیں وہ خود بھی برائی میں ملوث نہ ہو جائے اس لئے فرمایا گیا کہ کم سے کم تم خود اس کو برا جانو کہ یہ ایمان کا سب سے کمزور ترین درجہ ہے۔

آج ہم معاشرہ کا جائزہ لیں تو کمزور ایمان والوں کی تعداد بھی برائے نام نظر آتی ہے، کیا یہ سچ نہیں ہے کہ لوگ برائی کو دل سے برا بھی نہیں جانتے، بلکہ یہ کہتے نظر آتے ہیں کہ سب چلتا ہے۔ معاذ اللہ! یا کہہ دیتے ہیں کہ اللہ معاف فرما دے گا۔ خدارا اپنے حالِ زار پر رحم کرو اور اپنے ایمان کے تحفظ کے لئے برائیوں کو دل سے برا جانو۔

گناہ نہیں لکھے جائیں گے

حضرت سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خدائے ذوالجلال کی بارگاہ میں کون سے شہید کی عزت زیادہ ہے؟ پیارے آقا نے ارشاد فرمایا: وہ جوان جو ظالم حاکم کے سامنے گیا اور اسے نیکی کا حکم دیا اور برائی سے روکا اور اسی پاداش میں اسے قتل کر دیا گیا اور اگر اسے نہیں قتل کیا گیا تو وہ جب تک زندہ رہے گا اس کے گناہ نہیں لکھے جائیں گے۔ (مکاشفۃ القلوب ص:۱۲۰)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ظالم حکمراں اپنی طاقت کے نشے میں ڈوب کر جو چاہے کرتا ہے، غریبوں پر ظلم نیز حرام وحلال کا امتیاز ختم کر دیتا ہے بلکہ ایک قسم کا غرور اس کے دل میں ہوتا ہے کہ میں تو حاکم ہوں اپنی مرضی چلاؤں گا اور خواہشاتِ نفس پوری کروں گا۔ اس کے غلط کام اور طاقت واقتدار کی وجہ سے کوئی اسے برائی پر، ظلم پر روکتا نہیں کہ کہیں وہ قتل نہ کر ڈالے، سخت تر سزاؤں میں گرفتار نہ کر دے یا کہیں ملازمت سے برطرف نہ کر دے اور رعایتیں چھین نہ لے، لہٰذا ہر کوئی خوف زدہ رہتا ہے لیکن حاکم کے بہک جانے کا نقصان یہ ہوتا ہے کہ رعایا کے بھی بہکنے کے امکانات ہوتے ہیں اور پورا معاشرہ تباہ و برباد ہوسکتا ہے کہ ''اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِهِمْ'' لوگ اپنے بادشاہ کے دین پر ہوں گے اگر بادشاہ میں برائی ہوگی تو رعایا میں بھی برائی ہوگی ایسے میں اگر کوئی بندۂ مومن ظالم حاکم کے ظلم کی پرواہ کئے بغیر اس کے

سامنے حق بات کہہ دے اور نیکی کا حکم دے اور برائیوں سے رکنے کے لئے کہے تو قطع نظر اس سے کہ انجام کیا ہوگا تو فرمایا گیا کہ نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کے بدلے اسے قتل کیا جائے یا قتل نہ کیا جائے جب تک وہ زندہ رہے گا اس کے گناہ نہیں لکھے جائیں گے۔ یعنی اگر گناہ نادانستہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اسے معاف فرمادے گا۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ایک بار ظالم و جابر حاکم کو نصیحت کر کے پوری زندگی گناہ میں گزارو بلکہ ناصح کو بھی اپنے آپ کو گناہ سے بچانا ہوگا۔

بے رحم حاکم

صحابیٔ رسول حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا نیکی کا حکم دیتے رہنا اور برائی سے روکتے رہنا نہیں تو اللہ تعالیٰ تم پر ایسا حاکم مقرر کر دیگا جو تمہارے بزرگوں کا احترام نہیں کریگا، تمہارے بچوں پر رحم نہیں کرے گا، تمہارے بڑے بلائیں گے لیکن ان کی بات نہیں مانی جائے گی وہ مددگار طلب کریں گے لیکن ان کی مدد نہیں کی جائے گی وہ بخشش طلب کریں مگر انہیں بخشا نہیں جائے گا۔ (مکاشفۃ القلوب ص:۱۱۸)

آج دنیا بھر کے مسلمان مصائب و آلام کے بھنور میں پھنسے ہوئے ہیں، کہیں جائداد واملاک تباہ ہو رہی ہے تو کہیں مال و اولاد غرضیکہ دنیا بھر کے مسلمانوں کو کہیں بھی اطمینان کی دولت حاصل نہیں ہو رہی ہے اس کی واحد وجہ یہ ہے کہ ہمیں یہ یاد ہی نہ رہا کہ ہمارا مقصدِ زیست کیا ہے اور ہم یہ فراموش کر چکے ہیں کہ ہمیں کیوں پیدا کیا گیا؟ آج بھی اگر ہم بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا شروع کر دیں تو پروردگار ہم کو ہمارا کھویا ہوا وقار دوبارہ عطا فرمادے گا اور پھر سے ہم اطمینان و سکون کی زندگی گزارنے لگیں گے۔ اللہ عزوجل ہم سب کو بھلائی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کی توفیق عطا فرمائے۔

سب سے افضل شہید

حضرت سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں سب سے افضل شہید وہ شخص ہے جو ظالم حاکم کے سامنے گیا اسے نیکی کا حکم دیا اور برائی سے روکا اور اسی وجہ سے شہید کر دیا گیا تو ایسے شہید کا ٹھکانہ جنت میں حضرت سیدنا حمزہ اور اور حضرت سیدنا امام جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان ہوگا۔ (مکاشفۃ القلوب ص:١٢٠)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ظالم و جابر حکمراں کے سامنے کلمۂ حق کہہ دینا یہ کوئی معمولی کام نہیں ہے اور نہ ہی ہر کس و ناکس کے بس کی بات ہے اسی وجہ سے اس کا صلہ بھی بہت عظیم رکھا گیا ہے۔ اللہ کے نیک بندے کسی کی پرواہ نہیں کرتے اور حق بات کہنے میں خوف محسوس نہیں کرتے جیسا کہ ہمارے اسلاف کی زندگی اس بات پر گواہ ہے۔

مومن پر فرض ہے

پیارے آقا مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو بھی رسول دنیا میں تشریف لائے ان کے حواری یعنی اصحاب ہوتے تھے جو اس رسول کے بعد اللہ عزوجل کی کتاب اور اس کے رسول علیہ السلام کی سنت کے مطابق کام کرتے تھے یہاں تک کہ ان اصحاب کے بعد ایسے لوگ آئے جو منبروں پر بیٹھ کر نیک اور اچھی بات تو کرتے تھے لیکن خود برے معاملات کیا کرتے تھے تو اس وقت ہر مومن پر فرض ہے اور اس پر حق ہے کہ ایسے لوگوں کے ساتھ ہاتھوں سے جہاد کرے اور اگر ہاتھوں سے جہاد نہ کر سکے تو زبان سے کرے اور اگر زبان سے بھی نہ کر سکے تو وہ کمزور ایمان والا ہے۔ (کیمیائے سعادت)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مذکورہ فرمان کی روشنی میں یہ بات سمجھ میں آئی کہ نیکیوں کی

دعوت دینے والا اور برائی سے روکنے والا اگر خود اپنے دامن کو نیکیوں سے نہیں بچاتا ہے اور برائیوں سے آلودہ کرتا ہے تو ہم پر فرض ہے کہ ہم سے جس طرح ممکن ہو اس کی اصلاح کریں۔ اگر ہاتھ سے ممکن ہو تو ہاتھ سے اور زبان سے ممکن ہو تو زبان سے کیونکہ اگر داعی خود بے عملی کا شکار ہوگا تو لوگ بھی اس کے نقش قدم پر چل پڑیں گے اور آخر کار معاشرہ برائی کے دلدل میں پھنس جائے گا اگر دونوں طریقوں سے یعنی ہاتھ اور زبان سے نہیں روک سکتے تو کم از کم اس کے غلط کاموں کو دل سے برا جانیں کہ یہ ایمان کا سب سے ادنیٰ درجہ ہے۔ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مولیٰ تبارک وتعالیٰ ہم پر کرم کی نظر فرمائے اور نیکیوں کے فروغ اور برائیوں کے سدِ باب کی توفیق عطا فرمائے۔

سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب میری امت دنیا کو بڑی چیز سمجھے گی تو اسلام کی ہیبت ان کے دلوں سے نکل جائے گی اور جب امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو چھوڑ دے گی تو وحی کی برکات سے محروم ہو جائے گی اور جب آپس میں گالی گلوچ کرے گی تو اللہ جل شانہ کی نگاہ سے گر جائے گی۔ (ترمذی شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج مسلمانوں میں مذکورہ تینوں خامیاں نظر آتی ہیں دنیا سے اتنی محبت پیدا ہوگئی ہے کہ اس سے بڑھ کر کسی چیز کو سمجھتے نہیں بلکہ ایسا لگتا ہے کہ دنیا میں ہمیشہ رہنا ہے اور دنیا سے جانا ہی نہیں ہے۔ ساری قوت وتوانائی طلب دنیا کے پیچھے خرچ کرتے ہیں اور آخرت فراموشی کا حال تو یہ ہے کہ مرنے کا تصور اور مر کر جواب دینے کا تصور تک دل سے نکل چکا ہے۔ آپ روزمرہ کی زندگی میں نمایاں طور پر یہ چیز دیکھ رہے ہوں گے۔ اسی طرح کسی کو برائی کرتے دیکھ کر نہ روکنا اور کسی کو بھلائی کی طرف نہ بلانا اور نہ بھلائی کا حکم دینا یہ بھی ہماری قوم کی عادت بن چکی ہے اور آپس میں گالی گلوچ بھی ہماری پہچان ہے، بلکہ ہمارے بچے بچے اور عورتیں بھی

گالی گلوچ کی عادی ہیں۔ الا ماشاء اللہ. جس کی وجہ سے اللہ عزوجل نے اپنی نظروں سے گرادیا اور جب اللہ عزوجل کسی کو اپنی نظروں سے گرادے تو پھر کوئی اٹھا نہیں سکتا۔

آج دنیا کو بڑی چیز سمجھنے کی وجہ سے اسلام کی ہیبت ہمارے دل سے نکل گئی اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر سے کوتاہی کی وجہ سے ہم قرآن مقدس کی برکتوں سے محروم ہوگئے اور گالی گلوچ عام ہونے کی وجہ سے اللہ عزوجل کی نظروں سے گر گئے۔ خدارا! مذکورہ تینوں کوتاہیوں کو دور کرو اور اپنے مستقبل کو بہتر بنانے کی کوشش کرو۔

دعا قبول نہ ہوگی

اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک مرتبہ دولت کدہ پر تشریف لائے تو میں نے چہرۂ انور پر ایک خاص اثر دیکھ کر محسوس کیا کہ کوئی اہم معاملہ پیش آیا ہے۔ حضور رحمۃ للعالمین سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی سے گفتگو نہ فرمائی اور وضو فرما کر مسجد میں تشریف لے گئے، میں حجرے کی دیوار سے سننے کے لئے کھڑی ہوگئی کہ کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ آقائے دوجہاں محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے اور حمد وثنا کے بعد ارشاد فرمایا: اے لوگو! رب ذوالجلال کا ارشاد ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو مبادا وہ وقت آجائے کہ تم دعا مانگو اور قبول نہ ہو تم سوال کرو اور سوال پورا نہ کیا جائے، تم اپنے دشمنوں کے خلاف مدد چاہو اور تمہاری مدد نہ کی جائے، حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ کلمات مبارکہ ارشاد فرمانے کے بعد منبر سے نیچے تشریف لے آئے۔ (الترغیب ج ۲ ص: ۲۱۴)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج ہم جن مصیبتوں میں بھی گھرے ہوئے ہیں وہ ہم سب پر عیاں ہے ہم رو رو کر دعائیں کر رہے ہیں لیکن ہماری دعا باب اجابت سے ٹکراتی نہیں۔ ہم نصرت الٰہی کا سوال کرتے ہیں لیکن اللہ عزوجل کی طرف سے مدد نہیں ہوتی، آخر ایسا کیوں؟ اس حدیث شریف میں

تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی وجہ بیان فرمادی ہے کہ ہم حق باتوں کا حکم اور بری باتوں سے روکنے کی ذمہ داری پوری نہیں کررہے ہیں تو اللہ عزوجل ہماری دعا قبول نہیں فرماتا۔

کاش! قوم مسلم کا ہر فرد اس ذمہ داری کو نبھانے لگ جائے تو مولیٰ کی رحمت کو پیار آجائے گا، اللہ عزوجل ہم سب کی دعائیں قبول بھی فرمائے گا اور غیب سے ہماری مدد بھی فرمائے گا۔

نیکیوں کا حکم دیتے رہو

مشہور صحابیٔ رسول حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ یا حبیب اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! کیا ہمیں نیکی کا اس وقت حکم کرنا چاہئے جب ہم مکمل طور پر نیکیوں پر عمل کریں اور برائیوں سے اس وقت روکنا چاہئے جب ہم مکمل طور پر برائیوں سے کنارہ کش ہوجائیں؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم نیکیوں کا حکم دیتے رہو اگر چہ مکمل طور پر عمل نہ کرسکو اور برائیوں سے روکتے رہو اگر چہ تم مکمل طور پر گناہوں سے کنارہ کش نہ ہوسکے ہو۔ (مکاشفۃ القلوب ص:۱۲۰)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث شریف سے یہ بات سمجھ میں آئی کہ نیکی کا حکم دیتے رہنا چاہئے اور برائی سے روکتے رہنا چاہئے اس لئے کہ جب نیکی کا حکم دیتے رہیں گے تو ایک نہ ایک دن ضرور نیکی کا خیال بھی پیدا ہوگا اور برائی سے روکتے رہیں گے تو دل ضرور برائی سے رکنے کو کہے گا۔ لہٰذا ہمیں ہر حال میں اپنے دامن کو برائی سے روکنا چاہئے اور قوم کو برائی سے رکنے کی دعوت دینا چاہئے اور نیکی کا حکم دینا چاہئے اللہ عزوجل ہم سب کو نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کی توفیق عطا فرمائے۔

داعی دین صبر لازم کرلے

ایک نیک شخص نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ جب تم میں سے کوئی نیکیوں کا حکم

دینا چاہے تو اسے چاہئے کہ اپنے نفس کو صبر کا عادی بنائے اور اللہ عزوجل سے ثواب کی امید رکھے کیونکہ جو شخص اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرتا ہے وہ کبھی تکلیفوں میں مبتلا نہیں ہوتا۔

(مکاشفۃ القلوب: ۱۲۰)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! نیکی کا حکم دیتے وقت کسی بھی قسم کی فکر نہ کریں کہ لوگ کیا سوچیں گے، کیا بولیں گے؟ اے مذہبِ اسلام کے پاسبانو! راہِ دعوت و تبلیغ میں آپ کو بے شمار پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑے گا، کبھی اندازِ دعوت کا تمسخر اڑایا جائے گا تو کبھی دعوت کے مطابق عمل میں کمی وغیرہ سے طعنہ سننے کی نوبت بھی آئے گی لہٰذا ہر چیز کو برداشت کرنے کا جذبہ اپنے اندر پیدا کرو، صبر کا دامن تھامے رکھو، ہر مصیبت سے اللہ محفوظ رکھے گا نیز دونوں جہاں کی برکتوں سے نوازے گا، لیکن خبردار! لوگوں کے طعنے سن کر دعوت کا کام بند نہیں کرنا بلکہ ہر تکلیف کو برداشت کرکے کام کرتے رہنا ہے۔ دونوں جہاں کی سرخروئی اللہ عزوجل عطا کرے گا۔ اللہ عزوجل ہم سب کو ہمت اور صبر عطا فرمائے۔

جنت سنواری جاتی ہے

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سلطان کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ! مشرکین سے لڑنے کے علاوہ بھی کوئی جہاد ہے؟ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابوبکر! اللہ تعالیٰ کی زمین پر ایسے مجاہدین رہتے ہیں جو شہداء سے افضل ہیں، زمین پر چلتے پھرتے ہیں، رزق پاتے ہیں اللہ تعالیٰ ملائکہ میں ان پر فخر کرتا ہے۔ ان کے لئے جنت سنواری جاتی ہے جیسے اُمِّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے سنوارا گیا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ

عنہ نے پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہ کون لوگ ہیں؟ شہنشاہ کونین نے فرمایا وہ نیکی کا حکم کرنے والے، برائیوں سے روکنے والے اللہ تعالیٰ کے لئے دشمنی اور اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرنے والے ہیں۔ (مکاشفۃ القلوب ص:۱۱۸)

دریا اور قطرہ

یار غار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قوم ایسی نہیں ہے جس میں گناہ نہ ہوتا ہو اور وہ اس بات کا انکار کریں کہ اللہ تعالیٰ ان پر ایسا عذاب نازل کرنے والا ہے جو سب لوگوں کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ تمام نیک کام جہاد کے مقابلہ میں ایسے ہیں جیسے بڑے دریا کے سامنے ایک قطرہ اور امر بالمعروف (اچھی باتوں کا حکم دینے) کے مقابلے میں ایسا ہے جیسے دریائے عظیم کے مقابلہ میں ایک قطرہ۔ (کیمیائے سعادت)

خلیفۃ اللہ عزوجل

حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو اچھی باتوں کا حکم دے، برائیوں سے روکے وہ اللہ تعالیٰ کا بھی خلیفہ ہے اور اس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بھی اور اس کی کتاب کا بھی خلیفہ ہے اگر مسلمانوں نے تبلیغ چھوڑ دی تو ان پر ظالم بادشاہ مسلط ہوں گے اور ان کی دعائیں قبول نہ ہوں گی۔ (تفسیر نعیمی)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج پوری دنیا میں ظالم حکمرانوں کا دور دورہ ہے اور مسلمانوں پر مسلط ہونے والے بھی ظالم حکمراں ہیں، ظالم حکمراں کی وجہ سے دنیا بھر میں مسلمانوں پر ظلم و زیادتی کا طوفان آیا ہوا ہے اور بے چارگی کا شکار مسلمان مصیبتوں کا مقابلہ اپنی طاقت و بساط کے مطابق

کرتا بھی ہے اور کہیں لاچار و بے بس ہو کر ظلم برداشت کرتا نظر آتا ہے، ظالم حکمرانوں کے مسلط ہونے کی وجہ میرے آقا نے جو بتائی ہے وہ یہ ہے کہ اچھی باتوں کے حکم دینے اور بری باتوں سے روکنے کی ذمہ داری سے جب مسلمان کوتاہی کریں گے تب ایسا ہوگا، آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے کوتاہی کی وجہ سے ہم ظالموں کے ہاتھوں کے کھلونا بن گئے ہیں، ہمیں چاہئے کہ ہم امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے فریضہ کو صحیح طور پر ادا کرنے کی کوشش کریں، انشاء اللہ ظالم حکمرانوں سے رہائی مل جائے گی۔

بہترین جہاد

سیدنا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اے لوگو! بھلائی کا حکم دو برائی سے منع کرو تمہاری زندگی بخیر گزرے گی۔

سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ تبلیغ بہترین جہاد ہے۔ (تفسیر کبیر)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! بہترین زندگی گزارنے کے لئے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو نسخۂ کیمیا عطا فرمایا وہ بھلائی کا حکم دینا ہے اور برائی سے روکنا ہے، یقیناً ایسے انسان کی زندگی بخیر گزرتی ہے کیونکہ لوگوں کا بھلا چاہنا ان کو اچھی باتوں کی تعلیم دینا اور ان کے اندر سے برائیوں کی محبت کو نکالنا، اس کے لئے کوشش کرنا، سمجھانا، ان کاموں کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں اس بندے کے لئے محبت پیدا ہوتی ہے اور ہر کوئی اس سے دلی لگاؤ رکھتا ہے، اس کے ہر کام کو آسان کرنے کی کوشش کرتا ہے، آپ نے دیکھا ہوگا کہ معاشرے میں ایسے لوگوں کی بے پناہ عزت ہوتی ہے اور ہر کوئی ان کی خدمت کرنے کو سعادت مندی سمجھتا ہے، بشرطیکہ اخلاص سے سارا کام کرتا ہو۔ اللہ عزوجل ہم سب کو دعوت کی ذمہ داری بحسن وخوبی انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔

تین سو حوروں سے شادی

آقائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے ایسا شخص (یعنی نیکی کا حکم کرنے اور برائی سے روکنے والا) جنت میں تمام بالا خانوں سے اوپر یہاں تک کہ شہدا کے بالا خانوں سے بھی اوپر ایک بالا خانے میں ہوگا جس کے اوپر سبز زمرد کے تین سو دروازے ہوں گے اور ہر دروازہ نور سے معمور ہوگا اور وہاں پر تین سو پاک دامن حوروں سے اس کی شادی کی جائے گی جب وہ کسی ایک حور کی جانب متوجہ ہوگا وہ کہے گی آپ کو وہ دن یاد ہے جب آپ نے نیکی کا حکم دیا تھا اور برائی سے روکا تھا۔ دوسری کہے گی آپ کو وہ جگہ یاد ہے جہاں آپ نے نہی عن المنکر اور امر بالمعروف کیا تھا۔ (مکاشفۃ القلوب ص:۱۱۹)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پیارے دیوانو! نیکی کا حکم دینے والے کے لئے اللہ عز وجل نے کتنا بلند مقام رکھا ہے، شہدا کے بالا خانوں سے بھی اوپر اس کے لئے بالا خانہ ہوگا۔ سبحان اللہ! رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان حق ہے۔ دعوت الی الخیر کے بدلے میں انشاء اللہ جنت بھی ملے گی اور وہ بھی بلند مقامات کے ساتھ، جو بھی وعدہ میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلمنے فرمایا ہے سب کچھ ملے گا، آخرت میں جب یہ صلہ ملے گا تو دنیا میں بھی نیکی کی دعوت کا صلہ اللہ عز وجل ضرور عطا فرمائے گا، نیکی کی دعوت اور نیکیوں پر عمل اور برائی سے نفرت اور برائی سے روکنے کا کام کر کے دیکھو انشاء اللہ دارین کی عزت ضرور حاصل ہوگی، اللہ عز وجل ہم سب کو توفیق عطا کرے۔ آمین

بھلائی کی کنجیاں

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ خیر کے خزانے ہیں اور ان خزانوں کی کنجیاں انسان ہیں اس

بندے کو خوش خبری ہو جس کو اللہ تعالیٰ نے خیر خواہی کو کھولنے کی اور برائی کو بند کرنے کی کنجی بنایا ہے اور اس بندے کیلئے ہلاکت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے برائی کو کھولنے اور بھلائی کو بند کرنے کی کنجی بنایا ہے۔ (ابن ماجہ)

مذکورہ حدیث شریف سے یہ بات سمجھ میں آئی کہ اگر کوئی بندہ بھلائی کا حکم دیتا ہے تو گویا وہ خیر کے خزانہ کو کھولتا ہے اور برائی سے روکتا ہے تو گویا اس بندہ کو اللہ عزوجل نے برائی بند کرنے کی کنجی بنا دیا ہے، پروردگار جل جلالہ نے جب ہم کو بھلائی کے خزانے کی کنجی بنا ہی دیا ہے تو آؤ ہم بھلائی کے خزانہ کو کھولیں اور برائی کو بند کردیں، اللہ عزوجل ہم سب کو توفیق عطا کرے۔

ہر کلمہ کے عوض ایک سال کی عبادت

حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا اے رب اس شخص کا بدلہ کیا ہوگا جس نے اپنے بھائی کو بلایا اسے نیکی کا حکم دیا اور برائی سے روکا؟ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا کہ اس کے ہر کلمہ کے بدلہ ایک سال کی عبادت لکھ دی جاتی ہے اور میری رحمت کو اسے جہنم میں جلاتے ہوئے شرم آتی ہے۔ (مکاشفۃ القلوب)

اللہ عزوجل کا کتنا کرم اور احسان ہے کہ ایک کلمہ کے عوض میں ایک سال کی عبادت کا ثواب اور کرم بالائے کرم ایسے بندے کو جو بھلائی کا حکم دے اور بری باتوں سے روکے مولیٰ کی رحمت کو اسے جہنم میں جلانے پر شرم آتی ہے۔ کیا اب بھی ثواب حاصل کرنے اور جہنم سے بچنے کے لئے بھلائی کا حکم نہیں دو گے اور برائیوں سے نہیں روکو گے؟ آؤ نیت کریں کہ انشاء اللہ ضرور آج ہی سے اس کی کوشش کریں گے، اللہ عزوجل ہم سب کو توفیق عطا کرے۔

پورا ثواب

سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرور کائنات صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہدایت کی طرف بلانے والے کے لئے اس کی پیروی کرنے والوں کے برابر ثواب ملتا ہے جب کہ اس کے ثواب میں کچھ کمی نہیں ہوتی اور برائی کی طرف بلانے والے کو اتنا ہی گناہ ہے جتنا اس کی پیروی کرنے والوں کو ہوتا ہے جب کہ اس کے گناہوں میں کچھ بھی کمی نہیں ہوتی۔ (ترمذی ج۲۔ص:۹)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پیارے دیوانو! نیکی کی دعوت کا فائدہ آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ اللہ اکبر! آپ کی نصیحت پر اگر کوئی عمل کرتا رہا، دوسروں تک آپ سے سنا ہوا پیغام پہنچاتا رہا اور جو جو اس پر عمل کرتے رہیں گے ان سب کا ثواب اللہ تعالیٰ آپ کو بھی عطا فرمائے گا، ایسے ہی برائی کے حوالے سے فرمایا گیا کہ اگر کوئی آپ کے کہنے پر برا عمل کرتا رہا اور جو بھی اس پر عمل کرتے رہیں گے آپ کو ان سب کا گناہ ہوگا، اللہ عزوجل ہم سب کو صرف نیکی کرنے اور نیکی کا حکم دینے کی توفیق عطا فرمائے اور برائی سے بچنے اور دوسروں کو بچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

پچاس مسلمانوں کے اعمال کے برابر اجر

اچھی بات کا حکم کرو اور بری بات سے منع کرو یہاں تک کہ جب تم یہ دیکھو کہ بخل کی اطاعت کی جاتی ہے اور خواہش نفسانی کی پیروی کی جاتی ہے اور دنیا کو دین پر ترجیح دی جاتی ہے اور ہر شخص اپنی رائے پر گھمنڈ کرتا ہے اور ایسا امر دیکھو کہ تمہیں اس سے چارہ نہ ہو تو اپنے نفس کو لازم کرلو یعنی خود کو بری چیزوں سے بچاؤ اور عوام کے معاملے کو چھوڑو (یعنی ایسے وقت میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر ضروری نہیں) تمہارے آگے صبر کے دن آئیں گے جن میں صبر کرنا ایسا ہے جیسے مٹھی میں انگار لینا۔ عمل کرنے والے کیلئے اس زمانہ میں عمل کرنے والے پچاس اشخاص کے برابر اجر ہے۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ! مسلمان میں سے پچاس کا اجر اس ایک کو ملے گا؟ فرمایا مگر تم میں سے پچاس کے برابر اجر ملے گا۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

افضل الجہاد

حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ عَدْلٍ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَابِرٍ" یعنی جابر حاکم کے سامنے کلمۂ حق بہترین جہاد ہے (ترمذی شریف ج ۲۔ص:۴۰)

راستے کا حق

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلمنے ارشاد فرمایا: راستوں میں بیٹھنے سے بچو۔ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارے لئے مجلس قائم کرنا (بعض اوقات) ضروری ہوتا ہے جس میں ہم آپس میں گفتگو کرتے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر مجلس قائم کرنا ضروری ہی ہے تو راستے کا حق ادا کرو۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے نے عرض کیا اے اللہ کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم راستے کا حق کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: نگاہ نیچی رکھنا، لوگوں کو تکلیف دینے سے باز رہنا، سلام کا جواب دینا اور نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا۔ (مسلم شریف ج ۲، ص:۲۱۳)

آج جہاں دیکھو وہاں نوجوانوں کا ٹولہ نظر آتا ہے، چوراہے سے لے کر اسکول، کالج وغیرہ کی سیڑھیوں تک اور راہ گیر کو جملے کسنا نیز عورتوں کو چھیڑنا، آوارگی کرنا یہ سب برائیاں پائی جاتی ہیں، میرے آقا نے جو راستہ پر بیٹھتے ہیں انہیں یہ ذمہ داری بتائی کہ اگر بیٹھنا ہو تو نگاہیں نیچی رکھیں، لوگوں کو تکلیف نہ دیں، سلام کا جواب دیں، نیکی کا حکم دیں، اور برائی سے روکیں، یہ راستہ کا حق ہے۔

مسلمان دوسرے مسلمان کا آئینہ ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے ہر شخص اپنے مسلمان بھائی کا آئینہ ہے اگر اس میں کوئی برائی دیکھے

تو اس کو دور کر دے۔ (ترمذی شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مسلمان کو دیکھ کر اسلام کی تعلیم کا اندازہ لگتا ہے، اگر ایک مسلمان اچھی طرح زندگی گزارے اور قانونِ الٰہی کا خیال رکھے اور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق عمل کرے تو اسے دیکھ کر دوسرے مسلمان کو بھی سنورنے اور اسلام کے اصول و احکام کی پابندی کرنے کا جذبہ پیدا ہوگا اسی لئے فرمایا گیا کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا آئینہ ہے جس طرح آئینہ پر داغ لگا ہو تو ہم اس کو فوراً صاف کر دیتے ہیں تا کہ ہمارا چہرہ صاف نظر آئے یوں ہی مسلمان میں اگر کوئی کمی دیکھیں تو اس کو دور کرنے کی کوشش کریں، اللہ عزوجل ہم سب کو توفیق عطا کرے۔

سب کو عذاب

چند مخصوص لوگوں کے عمل کی وجہ سے اللہ جل شانہ سب لوگوں کو عذاب نہیں کرے گا مگر جب کہ وہاں بری بات کی جائے اور وہ لوگ منع کرنے پر قادر ہوں اور منع نہ کریں تو اب عام وخاص سب کو عذاب ہوگا۔ (مشکوۃ ص:۴۳۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج بہت ساری جگہوں پر ہم برائی روکنے پر قادر ہونے کے باوجود روکتے نہیں محض اس وجہ سے کہ ہمارے اور ان کے تعلقات خراب نہ ہوں، خبردار! تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کی روشنی میں عذابِ الٰہی کا جب نزول ہوگا تو اس کی زد میں صرف گنہگار ہی نہیں بلکہ وہ نیکوکار بھی ہوں گے جو طاقت رکھنے کے باوجود برائی سے روکنے کی کوشش نہیں کرتے تھے، لہٰذا عذابِ الٰہی سے بچنا ہو تو اپنی استطاعت کے مطابق ضرور برائی سے روکنے کی جدوجہد کرو۔

ملعون ہونے کا سبب

بنی اسرائیل نے جب گناہ کیے ان کے علمانے منع کیا مگر وہ باز نہ آئے پھر علماء ان کی مجلسوں میں بیٹھنے لگے اور ان کے ساتھ کھانے پینے لگے علما کے دل بھی انہی کے جیسے کردئے اور حضرت سیدنا داؤد و حضرت سیدنا عیسیٰ علیہما السلام کی زبان سے ان سب پر لعنت کی اس وجہ سے کہ انہوں نے نافرمانی کی اور حد سے تجاوز کرتے تھے اس کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: خدا کی قسم تم یا تو اچھی بات کا حکم کرو گے اور بری باتوں سے روکو گے اور ظالم کے ہاتھ پکڑ لو گے اور ان کو حق پر روکو گے اور حق پر ٹھہراؤ گے یا اللہ تعالیٰ تم سب کے دل ایک طرح کے کردے گا پھر تم سب پر لعنت کردے گا جس طرح ان سب پر لعنت کی۔ (ابوداؤد)

شہر کو زیروزبر کردیا گیا

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ علیہ الصلوۃ و السلام نے فرمایا ''اَوْحَی اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ اِلیٰ جِبْرَئِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنْ اَقْلِبْ مَدِیْنَۃَ کَذَاوَ کَذَا بِاَھْلِھَا، فَقَالَ یَارَبِّیْ اِنَّ فِیْھِمْ عَبْدَکَ فُلَانًا لَمْ یَعْصِکَ طَرْفَۃَ عَیْنٍ قَالَ فَقَالَ اَقْلِبْھَا عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ فَاِنَّ وَجْھَہٗ لَمْ یَتَمَعَّرْ فِیْ سَاعَۃٍ قَطُّ'' اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ فلاں بستی کو اس کے باشندوں پر الٹ دو، عرض گزار ہوئے کہ اے رب اس میں تو تیرا فلاں بندہ بھی ہے جس نے آنکھ جھپکنے کی دیر بھی تیری نافرمانی نہیں کی فرمایا کہ اس پر اور دوسرے سب پر الٹا دو کیوں کہ میری خاطر اس کا چہرہ ایک ساعت بھی متغیر نہیں ہوا تھا۔ (مشکوۃ شریف، ص:۴۳۹)

میرے پیارے آقا علیہ الصلوۃ والسلام کے پیارے دیوانو! اگر ہم خود تو نیکیوں کے عادی ہیں اور لوگوں کو برائی کرتے دیکھ کر ان برائیوں سے گھن نہ کریں اور انہیں روکنے

کی جدو جہد اپنی استطاعت کے مطابق نہ کریں تو اللہ عزوجل جو حشر برے لوگوں کا فرمائے گا وہی نیک بندوں کا بھی فرمائے گا۔ لہٰذا ہماری ذمہ داری یہ ہے کہ صرف خود ہی نیک نہ رہیں بلکہ اپنے ساتھ ساتھ پورے معاشرے کو نیکی کے ماحول سے آراستہ کرنے کی کوشش کریں، جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے "یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا قُوْا اَنْفُسَکُمْ وَ اَھْلِیْکُمْ نَاراً" یعنی اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے اہل وعیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔

داعیان دین کے اوصاف

میرے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! جو خوش بخت وخوش نصیب اور صاحبِ عقل اپنی زندگی کا مقصد سمجھ لیتے ہیں اور دعوتِ دین کا فریضہ انجام دینے کے لئے کمر بستہ ہو جاتے ہیں ایسے خوش نصیب لوگوں کے لئے ان کی پہلی کوشش اپنی اصلاح کے لئے ہو اس لئے کہ جب تک خود ان کے اندر خاص خوبیاں اور سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کا جذبہ پیدا نہ ہوگا اس وقت تک ان سے اس بات کی امید نہیں کی جا سکتی کہ وہ دوسروں کے دل اور دوسروں کی زندگی بدلنے میں کامیاب ہو سکیں گے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ اپنے آپ کی اصلاح پر توجہ دی جائے۔

ایک کامیاب مبلغ بننے کے لئے ضروری ہے کہ جہاں ایک طرف وہ ذاتی طور پر سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پابند، باکردار اور نیک ہو وہیں دوسری طرف اس کے اندر وہ صفات بھی موجود ہوں جو اسے اس قابل بنائیں کہ وہ دوسروں کے ساتھ رہ کر ان نیک صفات کو اپنے کردار کے ذریعہ دوسروں میں منتقل کر سکے۔ دعوت کے راستے میں یہ بہت اہم ضرورت ہے اس لئے کہ وہ شخص دعوت وتبلیغ کے میدان میں صحیح معنوں میں

قدم نہیں رکھ سکتا اور نہ ہی کامیابی سے ہمکنار ہو سکتا ہے جو خود اپنے کردار میں اچھا نہ ہو۔
آیئے معلوم کریں کہ وہ کون کون سی صفات اور خوبیاں ہیں جو داعیٔ اسلام کی زندگی اور اس کے کردار میں ایسی جاذبیت اور نکھار پیدا کردیں کہ عوام انہیں دیکھ کر، ان کے ساتھ رہ کر محبت رسول اور اطاعتِ رسول میں دیوانے ہو جائیں، داعی کی صفات میں ایک بڑی صفت اخلاص ہے۔

اخلاص

اخلاص سے مراد یہ ہے کہ ہمارا اٹھنے والا ہر قدم محض اللہ عزوجل اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کے لئے ہو۔ شہرت کی خواہش، عزت کی تمنّا، اقتدار کی لالچ اور کسی خطاب کے خیال سے دل پاک ہو۔ ارشاد ربّانی ہے۔'' وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُه اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ '' اور اللہ و رسول کا حق زائد تھا کہ اسے راضی کرتے۔

(پارہ ۱۰/رکوع ۱۴/آیت ۶۲، کنز الایمان)

میرے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! دنیا تعریف کرے یا گالی دے اس سے بے نیاز ہو کر یہ تصور دل میں جمالیں کہ ہمارا مرنا، جینا سب کچھ رب کعبہ کے لئے ہے اور دینِ اسلام کے غلبے کے لئے ہے۔ اگر اللہ عزوجل اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل میں کامیابی سے ہمکنار فرمائے اور گم گشتگانِ راہِ ہدایت صحیح راہ پر چل پڑیں اور پچھلے گناہوں سے تائب ہو جائیں تو اسے اپنی خوبی نہ سمجھیں بلکہ یہ عقیدہ دل میں رہے کہ دلوں کا پھیرنے والا تو خدائے عزیز و قدیر ہی ہے یہ تو اس کا کرم ہے کہ اس نے ہمیں پیغام پہونچانے کا ذریعہ بنایا۔ ساری خوبیاں تو اللہ عزوجل ہی کے لائق ہیں۔

یاد رکھیں کہ کامیابی اور ناکامی مِنْ جانبِ اللہ ہے، کامیابی پر اللہ عزوجل کا شکر ادا کریں ناکامی پر مزید محنت اور کوشش کریں اور ناکامی کے اسباب بھی تلاش کریں

اخلاص میں کمی، عمل میں کوتاہی، مقصد فراموشی، عبادت میں سستی، ناکامی سے ہمکنار کرنے والی چیزیں ہیں ورنہ اللہ عزَّ وجل تو کسی کی کوشش کو رائیگاں نہیں فرماتا۔ چنانچہ اسی کا فرمان ہے۔ "وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَاسَعٰی" اور یہ کہ آدمی نہ پائے گا مگر اپنی کوشش۔ (کنزالایمان، سورۂ والنجم۔ رکوع ۷/آیت ۳۸)

ناکامی پر بددل یا مایوس ہونا مومن کا شیوہ نہیں، ان شاء اللہ خالق کائنات ضرور جلد یا دیر کامیابی سے ہمکنار فرمائے گا۔ اس کا وعدہ حق ہے۔ "وَاَنْتُمُ الاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُؤْمِنِیْنَ" تمہیں غالب آؤ گے اگر ایمان رکھتے ہو۔

(کنزالایمان، پارہ ۴/سورۂ آل عمران رکوع ۵/آیت ۱۳۸)

ہم خالص اللہ ورسول جلّ جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم کی رضا وخوشنودی کے لئے سنّی دعوتِ اسلامی کے لئے سرگرم رہیں اور سعئ پیہم وجہد مسلسل سے اسے عام و فائز المرام کریں۔ اللہ عزوجل کی رضا کے علاوہ اور کچھ ہمارا مطلوب ومقصود نہ ہو۔ قرآن مقدس میں اطاعت شعاری ہی کے بارے میں فرمایا گیا ہے۔ "مُخلِصِیْنَ لَہ الدین"

(سورہ بینہ آیت ۴/رکوع ۳۰/)

معلوم ہوا کہ ہمارا ہر عمل خالص اپنے معبود برحق کے لئے ہو ظاہری یا باطنی طور پر کسی بھی چیز کا دخل نہ ہو "اِلّا ابْتِغَآءَ وَجْہِ رَبِّہِ الا عْلیٰ" یعنی خدائے برتر کی ذات کی خوشنودی کے سوا کوئی غرض نہ ہو۔

انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اپنی دعوت اور تبلیغ کے سلسلہ میں ہمیشہ یہی اعلان فرمایا ہے کہ ہم جو کچھ کر رہے ہیں اس سے ہم کو کوئی دنیوی غرض اور ذاتی معاوضہ مطلوب نہیں "وَمَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ" اور میں اس پر تم سے کوئی اجر نہیں چاہتا میرا اجر تو اس پر ہے جو ساری دنیا کا پروردگار ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے بھی یہی اعلان فرمایا۔ "وَیٰقَوْمِ لَااَسْئَلُکُمْ

عَلَیْہِ مَالًااِنْ اَجْرِیَ اِلَّاعَلَی اللّٰہِ" اور اے میری قوم میں تم سے اس پر دولت کا خواہاں نہیں میری جزا تو خدا ہی پر ہے۔ (پارہ ۱۲ر سورۂ ھود آیت ۲۸ر رکوع ۳)

ہمارے حضورتاجدارِ کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جن کے صدقہ وطفیل ہمیں داعئ دین ہونے کی عزت عطا کی گئی، ان کی قلبی کیفیت کو بیان کرنے کا حکم اللہ عزوجل نے خود انھیں عطا فرمایا "قُلْ مَا سَاَلْتُکُمْ مِنْ اَجْرٍ فَھُوَلَکُمْ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّاعَلَی اللّٰہِ وَھُوَعَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَھِیْدٌ" تم فرماؤ میں نے تم سے اس پر کچھ اجر مانگا ہو تو وہ تمھیں کو میرا اجر تو اللہ ہی پر ہے اور وہ ہر چیز پر گواہ ہے۔ (کنزالایمان، پارہ ۲۲ر سبا، ۶ر آیت ۴۷)

یعنی وہ احکم الحاکمین جو عالم الغیب والشہادۃ ہے وہ میری نیتوں کو بھی جانتا ہے کہ میری کوشش بے غرض اور صرف اللہ عزوجل کے لئے ہے۔

اسی طرح ایک اور مقام پر محسن اعظم کو لوگوں کو دعوت الی اللہ کے مقصد کی وجہ بتا دینے کا حکم دیا گیا "قُلْ مَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ یَّتَّخِذَ اِلٰی رَبِّہٖ سَبِیْلًا"، یعنی تم فرماؤ اس پر میں تم سے کچھ اُجرت نہیں مانگتا مگر جو چاہے کہ اپنے رب کی طرف راہ لے۔ (کنزالایمان، پارہ ۱۹ر آیت ۵۷ر فرقان)

یعنی میری اس کاوش، جدوجہد کی وجہ اگر تم جاننا چاہتے ہو تو جان لو کہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ تم لوگ حق کو قبول کرلو۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ آیتوں کی روشنی میں یہ بات اچھی طرح ذہن میں بیٹھ گئی ہوگی کہ دعوت کے کام میں اخلاص سب سے زیادہ ضروری ہے۔ دنیا میں بھی اخلاص ہی کامیابی کی بنیاد ہے۔ کوئی بظاہر کتنا ہی بڑا نیکی کا کام کرلے، لیکن اگر اس کی نیّت کے متعلق یہ معلوم ہو جائے کہ اس کا مقصد ذاتی منفعت یا شہرت یا نمائش تھا تو اس کام کی قدر و قیمت فوراً نگاہوں سے گر جائے گی۔ ہمیں سرکار اعلیٰ حضرت امام عشق ومحبت امام احمد رضا خان فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ

علیہ کا یہ شعر ہمیشہ دل و دماغ میں بسائے رکھنا چاہئے۔

کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کرے ٹھیک ہو نامِ رضا تم پہ کروڑوں درود

فکر اسلامی

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مبلغ کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ لوگوں کو دین کی باتیں سمجھاتے ہوئے یہ بات بتائے کہ دین محض چند رسومات کا نام نہیں ہے بلکہ مبلغ کو چاہئے کہ وہ اپنی گفتگو میں اسلام کا ایسا تعارف پیش کرے کہ سامعین کے دلوں میں اسلام کا تصور پورے نظامِ زندگی کی حیثیت سے بیٹھ جائے، ہماری فکر خالص اسلامی فکر ہو، ہماری فکر و سوچ میں کہیں سے غیر اسلامی فکر داخل نہ ہونے پائے۔ ہمیں ہر وقت اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ اسلام ایک مکمّل نظامِ حیات ہے۔ زندگی کا کوئی گوشہ اس کے دائرے سے خارج نہیں۔ وہ اخلاق سنوارنے کا پیغام بھی دیتا ہے اور عدل و انصاف کا قانون بھی فراہم کرتا ہے۔ وہ رزق حلال حاصل کرنے کے طریقے بھی بتاتا ہے اور اس کے اصول بھی مہیّا کرتا ہے۔ اسلام انسانی زندگی کے ہر گوشے کو سیراب کرتا ہے۔ کسی گوشے کو تشنہ نہیں چھوڑتا۔

احکام اسلامی کی معلومات فراہم کرنے کے لئے قرآن حکیم اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تعلق کو مضبوط کرنا ہوگا ہمارا مذہب وہم و گمان کا مذہب نہیں۔ اگر اللہ عزّ وجل نے فہم و بصیرت عطا فرمائی ہے کہ اپنے مسائل خود قرآن و حدیث سے حل کر سکیں تو الحمد للہ، ورنہ اللہ عزوجل نے جن خوش نصیبوں کو معرفت قرآن و حدیث کی دولت عطا فرمائی ہے ان سے استفادہ کریں۔

فکر اسلامی تجارت کی منڈی سے لے کر گھریلو زندگی تک چھائی ہوئی رہنی چاہئے اور اس پر صد فی صد اطمینان ہونا چاہئے۔ اور اسلامی فکر کو ہر جانب مسلط کرنے کی تگ و دو کرنی چاہئے۔ فکر اسلامی کو عملی جامہ پہنانے کے لئے علمائے ربّانیّین سے

ملاقات، زاہدین کی ہم نشینی نیز ان حضرات کا احترام اوران کی خوبیوں کی تعریف نہایت ہی کار آمد ثابت ہوگی۔ اولیاء اللہ کے آستانوں پر حاضری اور ان کے حالات زندگی کا مطالعہ کامیابی کا زینہ ثابت ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

دنیا کے کسی بھی خطے میں مسلمان اور اسلام کی سربلندی کے لئے کیا ہونا چاہئے یا وہاں پر مسلم سرگرمیاں کیا ہیں؟ اور اسلام کے لئے کیا ہو رہا ہے؟ اس کی معلومات فراہم کرنے کی کوشش کریں۔ نیز تحریک کے افکار و نظریات کو لوگوں تک پہونچانے کی فکر ہمیشہ دامن گیر رہنا چاہئے۔ اس لئے کہ ہم جس تحریک سے وابستہ ہیں اس کے ذریعے اس وقت عالمی سطح پر احیائے سنت اور اتباع رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعوت و تبلیغ کا کام شروع ہو چکا ہے، دنیا کے مختلف ممالک آج بھی بے تابی سے داعیانِ دین کا انتظار کر رہے ہیں۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ.

یاد رکھیں! اگر ہم نے اپنے سے قریب ہونے والے مسلمان بھائیوں کے اذہان وقلوب کو اسلامی فکر سے مزیّن نہیں کیا تو عند اللہ ضرور ہم سے مواخذہ ہوگا۔ لہٰذا ہم ہر آنے والے کو سنوارنے کی کوشش کریں نیز اسے اچھی طرح تحریک کو سمجھنے کا موقع دیں۔ پہلی ملاقات میں نہ آپ اسے مکمّل سمجھ سکتے ہیں اور نہ وہ آپ کو۔ وہ جتنا آپ سے قریب ہوگا اس کے دل میں اسلام کی محبت پختہ ہوتی چلی جائے گی اور معاصی و مناہی سے نفرت پیدا ہوتی چلی جائے گی۔

اس طرح ساتھیوں میں اضافہ ہوگا اور پھر تشنگانِ دین کو محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جام سے سیراب بھی کیا جا سکے گا اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب ہم خود اپنی دعوت کا عملی نمونہ بن جائیں۔

''سب سے اچھا انسان وہ ہے جس کی نظر اپنے عیبوں پر ہو اور انھیں دور کرنے کی کوشش کرے''

ہم ایک طبیب کے فرائض انجام دیں کہ طبیب مریض سے نہیں مرض سے نفرت کرتا ہے اگر معاشرے میں کوئی مسلمان برائیوں میں زندگی گزار رہا ہے اس کی دنیا اور آخرت سنوارنے کے لئے کوشاں ہو جائیں وہ کیسا بھی ہے پیارے آقا کا اُمّتی تو ہے۔

اگر آپ کی نصیحت سے اس کی اصلاح ہو جائے تو جب تک وہ دیوانگئ عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں جئے گا آپ کے لئے بخشش کی دعائیں کرتا رہے گا۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اسلام اپنے ماننے والوں کو یہی سبق دیتا ہے کہ تم اپنے بھائی کے لئے وہی پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو۔ ہم سوچتے ہیں کہ جنّت کے حقدار بن جائیں تو اپنے ان اسلامی بھائیوں کو بھی عشق کی راہ پر گامزن کرنے کی کوشش کریں جو برائیوں میں مبتلا ہیں۔ اور اگر اللہ عزَّ وجل نے کچھ عبادت کی توفیق دی ہے تو اس پر نازاں نہ ہوں بلکہ خدا کا شکر ادا کریں۔

ایثار

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! کیا صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ایثار وقربانی کے واقعات آپ کی نگاہوں کے سامنے نہیں ہیں؟ کیا ان پاکباز لوگوں نے اپنی جان، مال اور اولاد کو ضرورت پڑنے پر راہِ خدا میں قربان نہیں کر دیا؟ غور فرمایئے خلیفۂ اول حضرتِ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایثار وقربانی کے جذبۂ صادق پر کہ ایک مرتبہ اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ سے مال کی قربانی طلب فرمائی تو یارِ غار حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر کی ساری جائداد لے کر حاضر ہو گئے، سرکار نے پوچھا، ابو بکر کیا چھوڑ کر آئے ہو؟ صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جواب پر قربان جاؤ، عرض کرتے ہیں گھر میں اللہ اور رسول کو چھوڑ آیا ہوں۔ گویا آپ یوں فرما رہے تھے ؎

پروانے کو چراغ تو بلبل کو پھول بس　　صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس

لہٰذا ایک مبلغ کی باوقار زندگی کے لئے ضروری ہے کہ بوقتِ ضرورت ایثار و قربانی پیش کرنے میں سستی نہ کرے۔اس سے معلوم ہوا کہ مبلغ کی بہت سی صفتوں میں ایک اہم صفت ایثار وقربانی بھی ہے۔

یادرکھیں! دنیا میں کوئی بھی نظام بغیر ایثار وقربانی کے قائم نہ ہوسکا اگر ہم عیش کدوں میں بیٹھ کر نظام اسلام قائم کرنا چاہتے ہیں تو ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔دین کی راہ میں جان، مال اور وقت کی قربانی دینا دین پر کوئی احسان نہیں بلکہ اس قربانی کو قبول کرنا ربِّ عزوجل کا ہم بندوں پر احسان ہے، اس لئے کہ خدا کی ذات بے عیب ہے اور ہم اس کی بارگاہ میں اپنی جانب سے عیب دار نذرانہ پیش کرتے ہیں کیوں کہ ہم تو سراسر خطا کار ہیں پھر بھی اس کا عظیم احسان ہے کہ اپنے دین کے کام کے لئے اس نے ہمیں توفیق مرحمت فرمائی اگر اس راہ میں آنے والی مصیبتوں کا ہم نے خندہ پیشانی سے استقبال کیا اور صبر وشکر کی راہ پر گامزن رہے یہاں تک کہ وقت آنے پر ہم نے اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر دی تو یہ ہماری زندگی کی معراج ہوگی۔اس لئے کہ جو بستر پر مرتے ہیں وہ مر ہی جاتے ہیں اور جو اس کی راہ میں جان دیتے ہیں وہ جان دے کر بھی زندہ رہتے ہیں اور دائمی اجر کے حقدار ہوتے ہیں۔اور یہ بات ذہن میں رہے کہ راہ خدا میں دی گئی قربانی کے ضائع ہونے کا تو سوال ہی نہیں ہوتا، یہاں تو اجر ہی اجر ہے۔

بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ ہماری جان اور ہمارا مال سب کچھ تو احکم الحاکمین کی امانت ہے جیسا کہ رب تبارک وتعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔''اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِأَنَّ لَھُمُ الْجَنَّةَ'' یعنی بیشک اللہ نے مسلمانوں سے ان کے مال اور جان خرید لئے اس بدلے پر کہ ان کیلئے جنت ہے۔(سورۂ توبہ)

ہم تو درحقیقت ان دونوں چیزوں (جان و مال) کی نگرانی کے لئے ہیں جہاں جہاں کے لئے ہمیں ان کے استعمال کا حکم ملا ہے وہاں وہاں ان کو استعمال کریں تاکہ یومِ حساب

شرمندگی نہ ہو، رسوائی نہ ہو۔ اگر ہم امانت الٰہی کی ذمّہ داری کو بحسن وخوبی انجام دے چکے تو خالقِ جنّت کے وعدے کے مطابق جنّت کے حقدار بن جائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

علم

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مبلغ دعوتِ دین کے عظیم جذبے کو لے کر اپنی اور اپنے اسلامی بھائیوں کے اصلاح کا عظیم کام انجام دینے میں ہر طرح کی قربانیاں دے رہا ہو اور داعی کی بہت سی صفات اس میں موجود بھی ہوں تو اس کے باوجود مبلغ کو دعوت کے نظام کو آگے بڑھانے کے لئے ایک اہم ضرورت علم بھی ہے۔

رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق علم دین ہمارا بہترین ساتھی ہے، ارشاد رسالت ہے "عَلَيْكُمْ بِالْعِلْم فَإنَّ الْعِلْم خَلِيْلُ الْمُومِنْ" علم کو اپنے اوپر لازم کرلو کہ علم بہترین دوست ہے۔

علم ایسا دوست ہے جو قبر کی تاریک وادی میں فرشتوں کے جواب کے لئے بھی کام آتا ہے۔ داعی سے مخاطب کی کافی امّیدیں وابستہ ہوتی ہیں سامعین اپنی مختلف پریشانیوں کا حل دین کے دائرے میں چاہتے ہیں۔ اگر ان کی پریشانیوں کا علاج قرآن وحدیث کی روشنی میں نہ کیا گیا تو وہ تشنہ چلے جائیں گے اس طرح اجر سے محرومی ہوگی لٰہذا مبلّغ کو ہمیشہ تحصیلِ علم میں سرگرداں رہنا چاہئے کبھی اپنے آپ کو مکمّل نہ سمجھے کہ ہمارے اور آپ کے آقا ومولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے "اُطْلُبُوْا الْعِلْمَ مِنَ الْمَهْدِ اِلَى اللَّحْدِ" ماں کی گود سے لے کر قبر کی گود تک علم حاصل کرتے رہو۔

ہمارا دفتر ہو یا مکان اس کی زینت دینی کتابوں سے ہو نہ کہ قیمتی شوپیس سے اور یہ کتابیں برائے زینت نہ ہوں بلکہ برائے مطالعہ ہوں اور مطالعہ برائے مطالعہ نہ ہو بلکہ برائے عمل ہو یہی تقاضائے دینِ متین ومنشائے شرعِ مبین ہے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! روزمرّہ کے معمولات میں سے کچھ وقت مخصوص کرلو جو تحصیلِ علم یا مطالعہ کے لئے ہو اور علمِ نافع کے لئے دعا کرو۔ اور تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت سمجھ کر علم میں اضافہ کی دُعا کرتے رہو "رَبِّ زِدْنِیْ عِلْماً" اور عرض کرو کہ اے میرے رب مجھے علم زیادہ دے" انشاء اللہ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا صدقہ مل جائے گا، فرائض کی ادائیگی کے بعد عبادات میں سب سے بہترین عبادت علم حاصل کرنا ہے۔

حضور حافظ ملّت علامہ الشاہ عبدالعزیز محدث مرادآبادی علیہ الرحمۃ والرضوان (بانی الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور) ارشاد فرماتے ہیں کہ داعیان دین کے لئے بہترین وظیفہ کتابوں کا مطالعہ ہے۔ اور حضور سیّد العلماء سید آلِ مصطفےٰ مارہروی علیہ الرحمۃ والرضوان ارشاد فرماتے ہیں کہ داعیان دین کو روزانہ کم از کم دینی کتابوں کے دوسو صفحات کا مطالعہ کرنا چاہئے۔

یاد رہے قرآن وسنت کی روشنی میں علم کے بغیر دعوت کا کام بھٹکنا اور بھٹکانا ہے۔ قرآن حکیم کا ترجمہ کنز الایمان، کتب احادیث وتفسیر، تاریخ اسلام، سیرت تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، علمائے اہل سنت بالخصوص اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضلِ بریلوی علیہ الرحمہ کی تصنیف کردہ کتابوں کا مطالعہ ضرور کریں۔ بزرگوں کی سیرت اور ان کے واقعات نیز ان کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔ یاد رہے قرآن مقدس کی روشنی میں بزرگ تر وہی ہے جو صاحب تقویٰ ہو چنانچہ رب عزوجل کا فرمان ہے "اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰہِ اَتْقٰکُمْ" یعنی بیشک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزّت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے"۔ (کنز الایمان، پارہ ۲۶ رکوع ۱۴ آیت ۱۲)

اور تقویٰ بغیر علم کے حاصل نہیں ہوسکتا چاہے وہ درسگاہ سے ملے یا من جانب اللہ ملے یا بزرگوں کی نظر سے ملے۔ اپنی زندگی اس راہ میں لگا دو تاکہ علم کی روشنی کے

ذریعے دنیا کو اُجالے میں لاسکو۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! حصولِ علم کے لئے آپ کی سہولت کے پیشِ نظر ہم ذیل میں کتابوں کی فہرست پیش کر رہے ہیں جن کے مطالعہ سے نہ صرف علم بڑھے گا بلکہ عقیدہ اور ایمان بھی مضبوط ہوتا چلا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل ہمارے دلوں میں مطالعہ کا شوق پیدا فرمائے اور ہمیں علمِ نافع عطا فرمائے۔

برائے مطالعہ

☆ کنز الایمان وخزائن العرفان .... ضروری

☆ بہار شریعت حصہ اول.................. ضروری

☆ تمہید ایمان .... ضروری

☆ قانون شریعت........................ ضروری

☆ تجلی الیقین .... ضروری

☆ سرور القلوب .... ضروری

☆ جذب القلوب......................... ضروری

☆ بہار شریعت حصہ ۱۶ .... ضروری

☆ اخبار الاخیار مترجم.................. ضروری

☆ تکمیل الایمان مترجم .... ضروری

☆ تحقیقات اول ودوم .... ضروری

☆ فتاوی افریقہ....................... ضروری

☆ سیرت رسول (عربی)

☆ سیرۃ المصطفٰے

☆ مبارک راتیں

☆ مکاشفۃ القلوب

☆ کیمیائے سعادت

☆ نفحات الانس بزم اولیا

☆ عظمت والدین

☆ جنتی زیور (برائے خواتین)

....

عمل

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! داعیٔ دین کے اوصاف میں بہت نمایاں وصف اس کا اپنا ذاتی عمل ہے اور یہی وصف دعوت کی راہ میں معاون ہوتا ہے، مبلغ کا عمل خود ایک دعوت ہے اس لئے کہ علم بغیر عمل کے ایسے ہی ہے جیسے درخت بغیر پھل کے ۔ یہ کتنی بڑی منافقت ہوگی کہ ہم کہیں کچھ ،اور کریں کچھ۔ خالقِ کائنات جل جلالہ نے ارشاد فرمایا''اَتَأمُرُوْنَ النَّاسَ بِالبِرِّوَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَکُمْ''، یعنی کیا لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور اپنی جانوں کو بھولتے ہو۔

(سورۃ البقرہ، رکوع ۵/آیت ۴۴)

ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم جو دعوت لوگوں کو دیں اس دعوت کا اوّلیں مخاطب اپنی ذات کو بنائیں اپنے وجود کو مکمّل اسلامی وجود میں رنگ ڈالیں ہمارا ایک ایک عمل اسلام کے دائرے میں ہو۔ اگر ہم نے اپنی ذات کو دعوت سے محروم رکھا اور ساری کائنات میں دین کی دعوت پہنچانے میں سرگرداں رہے تو یہ اپنی دعوت کا مذاق اڑانا نہیں تو اور کیا ہے ؟اور کھلی ہوئی منافقت نہیں تو اور کیا ہے؟ اور ایسا کرنے میں دارین میں رُسوائی کے علاوہ اور کیا ہاتھ آئے گا؟۔

داعی کا کردار قوم کے لئے نمونۂ عمل ہوتا ہے۔ داعی کی بے عملی اور سستی کو دلیل بنا کر اگر کوئی جاہل بے عملی کا شکار ہو گیا تو انجام کتنا خطرناک ہوگا اس کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے اللہ عزّ وجل ہم سب کو اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل میں دارین کی رُسوائی سے بچائے۔

اچھی صحبت

اللہ عزوجل قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔ ''یٰاَیُّھَاالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡااتَّقُوۡااللّٰہَ وَکُوۡنُوۡامَعَ الصّٰدِقِیۡنَ'' اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

(کنزالایمان، پارہ ۱۱ ر سورۃ التوبہ آیت ۱۱۸ ر رکوع ۴)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! داعی کی زندگی میں یہ وصف جس کو ہم اچھی صحبت کہتے ہیں بے پناہ ضروری ہے کیوں کہ داعی کو دیکھنے والے لوگ اس کے ماحول کو، قرب وجوار کو یعنی داعی کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے والوں پر گہری نگاہ رکھتے ہیں، اگر ان کی نگاہوں کو داعی کی صحبت میں رہنے والے نیک، پارسا، باکردار، افراد ہیں تو خود بخود عوام پر ایسے داعی کی دعوت کا اثر نمایاں ہونے لگتا ہے۔ اور یہی دین کا مقصود بھی ہے۔ علم پر عمل کی طرف ابھارنے والی چیز صالحین کی صحبت ہے اچھی صحبت کی بنیاد پر اچھا جذبہ پیدا ہوتا ہے تحریک کے کامیاب اور زیادہ باعمل ساتھیوں کی طرف نظر ہونی چاہئے اور ان کی صحبت سے استفادہ کرنا چاہئے۔ تاکہ کج روی، کوتاہی اور نفس کی شرارتوں سے بچنے کا ہنر پیدا ہو سکے۔ حق بات اور اچھائی کو قبول کرنے میں تامل نہیں کرنا چاہئے کہ یہ سعادت مندوں کی نشانی ہے، بے جا ضد، ہٹ دھرمی تباہی کا پیش خیمہ ہے۔

چند ساعت صحبتے با اولیا بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

علمائے باعمل کی صحبت سے ضرور استفادہ کرنا چاہئے اور ان کے درس میں

شرکت کے لئے وقت نکالنا چاہئے تا کہ قرآن وحدیث کے رموز واسرار سے واقفیت حاصل ہواس لئے کہ حکمت ودانائی کی ایک بات کبھی عرصۂ دراز کے لگے ہوئے زنگ کو دور کرنے کا سبب بن جاتی ہے۔ایسی محفلوں سے اجتناب کریں جہاں ضمیر کو جگانے کے بجائے سلایا جاتا ہوتا کہ تضیع اوقات کرنے والوں میں شمار نہ ہواور دل مردہ نہ ہو۔

یادرکھیں! درس اور محفل سے مراد علمائے حق اور علمائے اہل سنت کی محفل اور درس ہے ورنہ وہ لوگ جن کے دل کا دِیا بجھ چکا ہوایسوں کی زبان سے قیل وقال بے مقصد ہوگا اس لئے کہ اندھیرے کا مسافر اجالا نہیں دے سکتا۔

استقامت

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! دعوت دین کی راہ میں استقامت بھی ایک اہم وصف ہے، داعی کی زندگی میں کامیاب دعوت کی بنیاد مبلغ کے کام میں دل چسپی کے ساتھ ساتھ استقامت ہی منزلِ مقصود تک پہنچانے میں مددگار ہوتی ہے۔اس راہ میں ہزار تکلیف ہو پھر بھی دعوت کا کام کسی صورت سے نہ رکے نہ سست ہو، کیوں کہ دین کی راہ میں آزمائش وابتلا سے بھی گزرنا پڑتا ہے۔کبھی آلام ومصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑتے ہیں اور کبھی اپنے پرائے کی طعنہ زنی قلب وجگر میں لرزہ پیدا کردیتی ہے کبھی داعیان دین کو خریدنے کی کوشش کی جاتی ہے کبھی مکرو فریب کے جالے اس طرح بُن دیئے جاتے ہیں کہ آدمی اس کو سمجھ تک نہیں سکتا۔کبھی مسلسل تگ ودو کے باوجود خاطر خواہ کامیابی نہ ملنے پر طبیعت میں انتشار پیدا ہو جاتا ہے غرض کہ مختلف طریقوں سے داعی دین آزمایا جاتا ہے لیکن کامیاب وہی داعیٔ دین ہوسکتا ہے جس کے پائے ثبات میں لغزش نہ آئے بلکہ طوفان اپنا رُخ موڑ دے، طعنہ دینے والے سوچنے پر مجبور ہو جائیں کہ اسے دعوت سے کسی صورت سے نہیں روکا جا سکتا۔استقامت کا مظاہرہ کرنے والے کو انشاء اللہ تعالیٰ احکم الحاکمین کی مدد ملے گی۔

اللہ عزوجل کا وعدہ ہے ”وَكَانَ حَقاً عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ“ یعنی ہمارے ذمۂ کرم پر ہے مسلمانوں کی مدد فرمانا۔ (کنزالایمان، پارہ ۲۱ سورۃ الروم آیت ۴۷ رکوع ۸)

جب آپ استقامت کا کوہِ گراں بن جائیں گے تو آپ دیکھیں گے کہ جو مخالفت کے پہاڑ توڑ رہے تھے وہی دست و بازو بن کر دین کو فروغ دینے میں معاون ثابت ہوں گے۔ کوئی بھی تحریک بغیر استقامت کے کامیابی سے ہمکنار نہیں ہوسکتی۔

محبتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! یہ وصف کمالِ ایمان کی علامت ہے، عام مومن کی زندگی میں یہ وصف پایا جانا زندہ روح کی علامت ہے کیوں کہ اس وصف کا تعلق ایمان سے ہے تو اگر عام مومن کی زندگی میں اس وصف کا ہونا ضروری ہے تو داعی کی زندگی میں یہ وصف بدرجۂ اتم ہونا لازم ہے کہ یہ وصف جتنا زیادہ پایا جائے گا دعوت میں اتنا ہی درد، نکھار اور تاثیر پیدا ہوتی جائے گی اور اصل بات تو یہ ہے کہ اسلام کا بنیادی مقصد بھی یہی ہے کہ مومن کا دل محبتِ رسول کا خزانہ بنا رہے، چنانچہ ذات رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت کس حد تک ہونی چاہئے۔ خود پیغمبر اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان فیض ترجمان سے سنئے، ارشاد فرماتے ہیں۔ ”لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ“ تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے ماں باپ اس کی اولاد اور بقیہ تمام انسانوں کے مقابلے میں اس کے نزدیک زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ (مسلم شریف ج ۱، ص ۴۹)

صحابۂ کرام اور اولیائے کرام علیہم الرضوان میں اطاعت الٰہی عزّ وجلّ و اطاعت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جو عظیم جذبہ تھا اس کی وجہ کیا تھی؟ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ وہ اپنے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بے پناہ محبت

کرتے تھے اور انھیں ہمیشہ یہ خوف دامن گیر رہتا کہ محبت رُسوا نہ ہونے پائے، کوئی یہ نہ کہے کہ عاشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسا کر رہا ہے۔ لہٰذا رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کو خوب خوب اپنے دل میں جاگزیں کرلو اور یہ محبت ذکر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پیدا ہوتی ہے۔ محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اضافہ کے لئے معجزات وکمالات حضور اکرم کا مطالعہ کریں اور ان کا ذکر کریں۔ نیز خالق کائنات جلّ و عُلا نے جس طرح قرآن مجید میں اپنے پیارے محبوب کی شان بیان کی ہے اور جو آداب بارگاہ رسول اکرم کے بیان فرمائے ہیں انھیں اچھی طرح سے پڑھیں۔ اعلیٰ حضرت کا رسالہ تجلی الیقین اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ کی کتاب جذب القلوب کا مطالعہ بھی اس کے لئے بہت مفید ہے۔

اسی طرح عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں مزید اضافہ وپختگی کے لئے نعت پاک بہترین ذریعہ ہے۔ محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے دل میں کس قدر ہے اس کو جانچنے کا بہترین آلہ یہ ہے کہ جب کوئی کام احکام رسول سے ٹکراتا ہو یا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ناراضگی کا سبب بنتا ہو اگر چہ اس میں مال کی فراوانی، ظاہری عزت وشہرت اور بلندی حاصل ہوتی ہو اس کی طرف قدم بڑھنے سے رُک جائیں تو سجدۂ شکر بجالائیں کہ اللہ عزوجل نے اپنے محبوب کی محبت سے آپ کے سینے کو منوّر کر دیا ہے اور اگر قدم پھسل جائیں تو ڈرنا چاہئے کہ جس محبت کا تقاضا ہم سے اللہ عزو جل اور اس کے حبیب نے کیا ہے وہ محبت تکمیل تک نہیں پہنچی۔

آیئے چند صحابۂ کرام علیہم الرضوان کی کیفیت محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پڑھیں تا کہ دعوت کی راہ میں ہمارے حوصلے بلند ہوں اور حصول محبتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آسان ہو جائے۔

☆ حضرت زید بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ ''اگر مجھے اپنی امت کے مشقت میں پڑنے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں لوگوں کو ہر نماز کے وقت مسواک کا حکم دیتا اور عشا کی نماز کو تہائی رات تک موخر کر دیتا'' اس کے بعد حضرت زید بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معمول ہو گیا کہ جب نماز کے لئے مسجد میں آتے تو ان کے کان پر مسواک ہوتی جس طرح کہ لکھنے والا قلم کو کان پر رکھ لیتا ہے۔ جب نماز کا ارادہ فرماتے تو مسواک دانتوں میں گھما لیتے اور پھر اسے اپنی جگہ پر رکھ لیتے۔ (ترمذی، ابوداود)

حضرت زید بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسواک کا حکم نہیں دیا تھا بلکہ اپنی پسند کا اظہار فرمایا تھا تو حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پسند کو زندگی بھر کے لئے محبوب بنائے رکھا تا کہ رضائے محبوب حاصل ہو جائے۔ یہ کیفیت حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کی نہیں بلکہ ہر صحابئ رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہی حال تھا۔ اللہ عزوجل ہمیں بھی ان عشاقانِ رسول کا صدقہ عطا فرمائے۔

☆ حضرت ابن حنظلہ روایت کرتے ہیں کہ ایک موقع پر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خزیم اسدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا خوب ہی آدمی ہیں سوائے دو باتوں کے کہ ان کے گیسو بہت لمبے ہیں اور تہبند گھسٹتا ہے۔

حضرت خزیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو انھوں نے استرہ لیا اور گیسو کاٹ کر کان کے برابر کر لئے اور تہبند پنڈلی تک چڑھا لی۔ (ابوداؤد)

محبت رسول کا جو ثبوت صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پیش کیا ہے کوئی پیروکار کسی مقتدا کے لئے پیش نہیں کرسکتا۔ اور یہی وجہ تھی کہ اہلِ باطل صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی دیوانگئ عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آگے سر خمیدہ نظر آتے یا میدان چھوڑ کر بھاگ جاتے۔

لہٰذا ہر داعیٔ دین کے لئے ضروری ہے کہ محبتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے دل میں خوب خوب جاگزیں کر لے اور جیسا کہ پہلے بیان ہوا کہ محبت رسول ذکر رسول ونعت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پیدا ہوتی ہے اور پھر بات بھی صحیح ہے جو جس سے زیادہ محبت کرتا ہے اسی کا ذکر زیادہ کرتا ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دعویٔ محبت کرتے ہیں تو ہمیں بھی آپ ہی کا ذکر کثرت سے کرنا ہوگا۔

وارفتگی اور شیفتگی کی ضرورت ہے، محبت رسول میں مرمٹنے کی ضرورت ہے ہاں ذکر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فکر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف قدم بڑھائیے فکر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنّتِ رسول کی طرف قدم بڑھائیے سنتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عظمت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف قدم بڑھائیے قدم بڑھاتے رہئے اور پھر سارے عالم پر چھا جائیے۔

کیا ایسا ہوسکتا ہے؟

ہاں ہوسکتا ہے اور ہُوا بھی ہے۔ جاگنے کی ضرورت ہے، بیدار ہونے کی ضرورت ہے۔ سلانے والوں کے ہاتھ جھٹکنے کی ضرورت ہے۔ سب طوق گلے سے نکال کر رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غلامی کا طوق ڈالنے کی ضرورت ہے۔ پھر دیکھئے ٹاٹ پر بیٹھ کر بھی شاہی کی جاسکتی ہے بس آقائے کون ومکاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بن جائیے سارا جہاں آپ کا بن جائیے گا۔

بد مذہبوں سے دوری

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج کل کئی ایک بد مذہب فرقے پائے جاتے ہیں جیسے دیو بندی، وہابی، صلح کلی، غیر مقلد، جماعت اسلامی، تبلیغی جماعت رافضی، قادیانی، منکرین حدیث ان سے گھن کریں اور ان کو اپنے سے دور رکھیں، حدیث پاک میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

" اِيَّاكُمْ وَاِيَّاهُمْ لَا يُضِلُّوْنَكُمْ وَلَا يَفْتِنُوْنَكُمْ" ان سے دور رہو اور انھیں اپنے سے دور رکھو کہیں یہ تمھیں گمراہ نہ کردیں اور کہیں یہ تمہیں فتنے میں نہ ڈال دیں۔ (مسلم ج ۱، ص: ۱۰)

ایک دوسری حدیث پاک میں ہے کہ نہ ان کے ساتھ کھاؤ، نہ پیئو، نہ بیٹھو، نہ شادی بیاہ کرو، نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو، نہ ان کے جنازے کی نماز پڑھو۔

(کنز العمال ج ۱۱، ص ۳۲۴)

ان کی صحبت ایمان و عقیدہ کے لئے زہر قاتل ہے۔ لہٰذا ان سے دور رہنا ضروری ہے۔ یونہی جھوٹ، چغلی، غیبت، حسد، بغض، کینہ، حرص و طمع، لڑائی جھگڑا وغیرہ سے لازمی طور پر اجتناب کریں۔ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں برائیوں کے ساتھ ساتھ بد مذہبوں کی صحبت سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

باھمی اُخُوَّت

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! یوں تو جملہ مومنین آپس میں بھائی بھائی ہیں لیکن چوں کہ آپ کی ذمہ داری مومن بھائی سے بڑھ کر ہے اور چوں کہ آپ اس تحریک سے وابستہ ہیں جس کی دعوت کا مقصد باہمی اخوت ہے اس لئے ایک ہی تحریک کے ساتھ ہونے کی وجہ سے یہ بھائی چارگی کا رشتہ اور زیادہ قوی ہے تحریک کے ساتھیوں میں بھائی چارگی کے نظام کو قائم کریں۔ ایک دوسرے کی خوشی اور ایک دوسرے کے غم میں شریک ہوں۔ اپنے ساتھیوں کی خوبی بیان کریں اور کمی کو دور کریں ایک دوسرے کی عیب جوئی کے بجائے عیب پوشی کریں۔ رشتۂ اخّوت کو توڑنے کی ہزار کوششیں کی جائیں لیکن سیسہ پلائی دیوار کی طرح کھڑے ہو جائیں۔ اگر کسی ساتھی سے دل آزاری ہوئی ہو تو عفو و درگذر کی عادت اختیار کریں۔ اپنے کامیاب ساتھیوں کے لئے دل میں محبت پیدا کریں اور ان کی خوبیوں کو اپنا کر خود بھی کامیابی کی راہ کے مسافر بنیں۔ یہ نہ ہو کہ شیطانی وساوس کے شکار ہو کر دل میں کینہ

رکھیں۔اپنے ہر بھائی کی تکلیف و راحت کا خیال رکھیں۔تحریکی مفاد پر اپنی ذاتی مفاد کو قربان کریں اور ہزار کامیابی کی منزلوں کو چھو لینے کے باوجود اپنے رویّہ میں کہیں سے کوئی بھی تکبر یا اپنے دیگر ساتھیوں کو حقیر سمجھنے کا جذبہ پیدا نہ ہونے دیں۔

اور یہ بات ہمیشہ دل و دماغ میں رہے کہ کوئی بھی شخص اگر محبت و اعتماد کرتا ہے تو دین کی وجہ سے کرتا ہے ورنہ ہم میں اور عام انسان میں کوئی فرق نہیں۔لہٰذا خاتمہ بالخیر سے پہلے اپنے آپ کو کامیاب تصوّر کرنا یہ سراسر بیوقوفی ہے۔اللہ عزوجل ہم سب کو شیطانی شرارتوں سے محفوظ رکھے۔اور اخلاص و بھائی چارگی کے ساتھ دین متین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔

باہمی اخوت کو پارہ پارہ کرنے والی چیز تمسخر ہے جس کی مذمّت قرآن وحدیث میں صراحت کے ساتھ موجود ہے لہٰذا اس سے پرہیز کریں۔

خوش طبعی

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ایک صاف ستھرے معاشرے کے لئے خوش مزاجی وخوش طبعی ضروری ہے لہٰذا کبھی کبھی اچھا مزاح کرلیا کریں۔اس سے ساتھیوں میں محبت و اخوت پیدا ہوگی۔خوش مزاج بنیں سب سے اچھی طرح پیش آئیں۔ایک داعی کے لئے اس کی بھی ضرورت ہے۔مگر یاد رہے مزاح کی گنجائش کہیں ہمیں بے ادب نہ بنادے، لہٰذا اس کے سلسلے میں بھی سنتِ رسول کو مدِ نظر رکھنا داعی کے لئے ضروری ہے۔حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مزاح وملاعبت کے آثار و برکات حدوشمار سے باہر ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی صاحبزادی جو کہ حضور کی ربیبہ تھیں وہ حضور کے پاس آئیں آپ غسل فرما کر تشریف لائے ہی تھے آپ نے مزاحاً ان کے چہرے پر پانی کی چھینٹیں ماریں اس کی برکت سے آپ کے چہرے پر وہ حسن و

جمال رُونما ہوا جو کبھی نہ ڈھلا، شباب کا عالم ہمیشہ برقرار رہا۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مزاحی واقعات میں سے ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ دیہاتوں میں ایک شخص ''زاہر'' نام کا تھا کبھی کبھی وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں دیہات کی ایسی ترکاریاں ہدیہ میں لایا کرتا جو حضور کو پسند تھیں۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی واپسی پر شہر کی چیزیں مثلاً کپڑا وغیرہ عنایت فرمایا کرتے تھے اور حضور اس کو دوست رکھتے تھے۔ فرماتے تھے کہ ''زاہر'' سے ہمارا دوستانہ ہے ہم اس کے شہری دوست ہیں۔ ایک روز حضور بازار تشریف لے گئے تو زاہر کو کھڑا دیکھا۔ حضور نے اس کی پشت سے اپنا دست مبارک اس کی آنکھوں پر رکھ کر اسے اپنی جانب کھینچا اور لپٹا لیا اور اپنا سینہ مبارک اس کی پشت سے ملا دیا۔ وہ حضور کو نہیں دیکھ سکا تھا کہنے لگا یہ کون ہے؟ اور جب پہچان لیا کہ حضور ہیں تو اپنی پُشت کو حضور کے سینۂ مبارک سے اور ملا دیا اور نہیں چاہا کہ جدا ہو۔ پھر حضور نے فرمایا کہ کوئی ہے جو اس غلام کو خریدے۔ زاہر نے کہا، یا رسول اللہ آپ نے مجھے کھوٹا اور کم قیمت مال تصور کیا ہے۔ فرمایا: تم خدا کے نزدیک تو کھوٹے نہیں ہو بلکہ گراں بہا ہو۔ (مدارج النبوۃ حصہ اول ص۸۹/۹۰)

فکر آخرت

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اخلاص و للّٰہیت کے ساتھ ملت اسلامیہ کو دین کی قدروں سے آشنا کرنے کے ساتھ ساتھ فکر آخرت کا جذبہ بھی دلوں میں پیدا کرنا چاہیئے اس لئے کہ جب داعی کے دل ودماغ پر آخرت کی فکر چھائی ہوئی ہوگی تو وہ اپنے ہر عمل کی جزا وسزا کیا ملے گی اس کا خیال رکھے گا بلکہ اعلیٰ درجہ کے مخلص داعی کے دل ودماغ پر اجر کا تصور نہیں رہتا بلکہ ہمیشہ مولیٰ کی رضا اور اپنے گناہوں پر نظر رہتی ہے۔

اجلۂ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم فکر آخرت میں لرزاں و ترساں رہتے۔

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں اگر احکم الحاکمین قیامت میں یہ ارشاد فرمائے کہ میں نے سب کو بخش دیا سوائے ایک کے تو میں سوچوں گا کہ وہ ایک میں ہی ہوں اور اگر قیامت میں رب ارشاد فرمائے کہ سب کو جہنم میں ڈال دو سوائے ایک کے تو میں سوچوں گا کہ وہ ایک میں ہی ہوں۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آپ اندازہ لگا سکتے ہیں بعد از انبیا سب سے افضل واعلیٰ ذات کی فکر آخرت کا؟ اگر ہمیں اپنے مقصد میں کامیاب ہونا ہے تو کامیاب داعیوں کی راہوں اور طریقوں پر ہی چلنا ہوگا اچھوں کے صدقے میں اللہ عزوجل ہمیں اچھا اور کامیاب بنا دے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

اطاعت امیر

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اطاعتِ امیر یہ وصف بھی داعی کی کامیابی کی علامت ہے، تحریک کے ہر ساتھی کو اپنے امیر پر کامل اعتماد ہو، اس کی صلاحیتوں پر بھی بھروسہ ہو اور اخلاص و دل سوزی کی طرف سے بھی اطمینان ہو، اس کی عزت واحترام کے جذبے سے سینہ سرشار ہو۔

یاد رہے کہ امیر پر اعتماد کے بغیر تحریک کا کارواں منزل کی طرف رواں دواں ہونے کے بجائے تھک کر راستے ہی میں بکھر جاتا ہے۔ ماضی کی سیکڑوں تحریکیں اس بات کی شاہد ہیں جو عدم اعتماد کی وجہ سے کامیابی سے ناکامی میں تبدیل ہو گئیں، دین اور شریعت کے معاملے میں امیر کی اطاعت لازمی ہے۔

امیر کی طرف سے صادر ہونے والے احکام کو فیصلہ کن جانے۔ ان میں بحث ومباحثہ یا نکتہ چینی کی ذرا بھی گنجائش نہ سمجھے۔ اور خیر خواہی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرے اگر کوئی فیصلہ نظر ثانی کے لائق ہو تو مشورہ ضرور دے اور اپنی رائے سے ضرور مطلع کرے لیکن ادب اور اخلاص کا دامن ہاتھوں سے نہ چھوٹنے پائے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! یاد رکھیں امیر اور دعوت کے سپاہیوں کے درمیان اعتماد اور اطمینان کی جتنی عمدہ اور خوشگوار فضا قائم ہوگی تحریک کا نظام اتنا ہی مضبوط ہوگا۔ اس لئے کہ محسن اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اِنْ اُمِرَ عَلَیْکُمْ عَبْدٌ مُجدَعٌ یَقُوْدُکُمْ بِکِتَابِ اللّٰہِ فاسْمَعُوا لَهٗ وَ اَطِیْعُوْا" اگر کوئی نکٹا غلام بھی امیر بنا دیا جائے جو تمہیں کتاب اللہ کے مطابق لے چلے تو تم اس کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو۔ (مسلم شریف)

ایک اور مقام پر رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اِسْمَعُوا وَ اَطِیْعُوا وَاِنْ تُعْمِّلَ عَلَیْکُمْ عبدٌ حَبْشِیٌّ کَانَ رَأْسُهٗ زَبِیْبَةً" سنو اور اطاعت کرو اگرچہ ایک حبشی غلام بھی تمہارا ذمّہ دار بنا دیا جائے جس کا سر کشمش کی مانند چھوٹا اور بدنما ہو۔

مذکورہ بالا احادیث کی روشنی میں پتہ چلا کہ اگر انسانوں کی سربراہی کی ذمہ داری کسی ایسے شخص کے سپرد ہو جو کسی وجہ سے جچتا نہ ہو۔ بہت سے لوگ اسے اپنے سے کمتر اور حقیر سمجھتے ہیں اس کے باوجود امت کی اجتماعیت اور اس کے وسیع تر مفاد کے پیش نظر ایسا شخص بھی امیر مقرر کیا گیا ہو تو اس کی اطاعت کو لازم قرار دیا گیا۔ یہی نہیں بلکہ اگر امیر کی طرف سے کسی ایسے رویے کا اظہار ہو اور وہ کوئی ایسا طرز عمل اختیار کرے جو آدمی کو ناپسند ہو ایسی حالت میں بھی امیر کی اطاعت سے ہاتھ کھینچنا روا نہیں ہے۔ اِلّا یہ کہ وہ رویّہ خلاف شرع ہو تو اس پر تنبیہ کا ہر مسلمان کو حق ہے۔

جو شخص امیر کا مطیع وفرمانبردار نہ رہا اور مر گیا تو ایسے شخص کی موت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جہالت کی موت فرمایا ہے۔ ارشاد رسالت ہے جو کوئی اپنے امیر کی طرف سے کوئی ایسی چیز دیکھے جو اسے ناپسند ہو تو چاہئے کہ صبر کرے اس لئے کہ جو کوئی جماعت سے ایک بالشت دوری بھی اختیار کرتا ہے اور اس کو اسی حالت میں موت آجاتی ہے تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہوتی ہے۔

یہ چند اوصاف جن کا اب تک ذکر ہوا ہر داعیٔ دین کی زندگی میں، کردار میں، عمل میں بے پناہ ضروری ہیں ان اوصاف کے علاوہ بھی کچھ اور اوصاف ہیں جو تفصیل طلب ہیں ہم نے انہی پر اکتفا کیا ہے۔ رب قدیر ہمارے ظاہر و باطن کو ایک فرما دے اور داعی کی زندگی میں صحابۂ کرام کی زندگی کا صدقہ عطا فرمائے۔

بزرگوں کی نصیحتیں

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! بزرگانِ دین کے اقوال، افعال ہمارے لئے نمونۂ عمل ہوتے ہیں اور انہیں کی روشنی میں ہم منزلِ مقصود تک پہنچ سکتے ہیں اسی لئے ہم چند بزرگانِ دین کے اقوالِ زریں پیش کرتے ہیں ملاحظہ ہوں۔

باب مدینۃ العلم حضرت علی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے اقوال زرّیں

☆ کسی حریص کو اپنا مشیر نہ بناؤ کیونکہ وہ تم سے وسعت قلب اور استغنا (بے نیازی) چھین لے گا۔

☆ کسی جاہ پسند کو اپنا مشیر نہ بناؤ کیونکہ وہ تمہارے اندر حرص و ہوس پیدا کر کے تمہیں ظالم و آمر بنا دے گا۔

☆ تنگ دلی، بزدلی، اور حرص انسان سے اس کا ایمان سلب کر لیتی ہے۔

☆ ایسے مشیر بہتر ہیں جنہیں خدا نے ذہانت و بصیرت دی۔ جن کے دامن داغِ گناہ اور کسی ظلم کی اعانت سے پاک ہوں۔

☆ کارخانۂ قدرت میں فکر کرنا بھی عبادت ہے۔

☆ زمانے کے لمحے لمحے میں آفات پوشیدہ ہیں، موت ایک بے خبر ساتھی ہے۔

☆ ندامت گناہوں کو مٹا دیتی ہے اور غرور نیکیوں کو۔
☆ جلد معاف کرنا انتہائی شرافت، اور انتقام میں جلدی انتہائی رذالت ہے۔
☆ برا آدمی کسی کے ساتھ نیک گمان نہیں کرتا کہ وہ ہر ایک کو اپنی طرح سمجھتا ہے۔
☆ میزانِ اعمال کو خیرات کے وزن سے بھاری کرو۔
☆ جو لوگ مردار دنیا کے سبب بھائی بند بنے ایسی بھائی بندی دنیا کی حرص میں ایک دوسرے پر حملہ کرنے سے مانع نہیں ہوتی۔
☆ جو شخص اپنے اقوال میں حیادار ہے وہ اپنے افعال میں بھی حیادار ہوگا۔
☆ جس کے خیالات خراب ہوتے ہیں وہ دوسروں کے حق میں زیادہ بدظن ہوتا ہے۔
☆ دنیاداروں کی دوستی معمولی اور ادنیٰ بات پر ٹوٹ جاتی ہے۔
☆ نیک کام میں کسی کے پیچھے ہونا، بُرے کام کی پیشوائی سے بہتر ہے۔
☆ قدر ملے یا نہ ملے تو اپنی نیکی بند نہ کر۔

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی انمول نصیحتیں

جن پر داعئ دین اگر عمل کرے تو دارین میں سرخروئی حاصل ہوسکتی ہے۔
☆ تم بادشاہ سے ایسا عمل رکھو جیسے آگ سے رکھتے ہو، کہ اس سے دور رہتے ہوئے فائدہ اٹھاؤ، بہت قریب نہ جاؤ۔
☆ عوام کے سامنے صرف اسی بارے میں بات کرو جس کے بارے میں تم سے سوال کیا جائے، ان کے سامنے نہ ہنسو، نہ مسکراؤ۔
☆ بازاروں میں زیادہ نہ جاؤ اور دوسروں کی دکانوں میں نہ بیٹھو اور نہ راستوں میں ٹھہرو۔
☆ گھر کے علاوہ کسی جگہ بیٹھنا چاہو تو مسجد میں جا بیٹھو۔
☆ سسرال میں بیوی کے ساتھ رہائش اختیار نہ کرنا اور دو بیویوں کو ایک گھر میں جمع نہ کرنا۔

☆ حق گوئی میں کسی کا پرواہ نہ کرنا خواہ بادشاہِ وقت کیوں نہ ہو۔

☆ خود کو عوام اور اپنے گردوپیش والوں سے زیادہ عبادت گزار بناؤ۔

☆ اہل علم کے شہر میں جاؤ تو عامی بن کر جاؤ تا کہ وہاں کے اہل علم تم کو اپنا حق مارنے والا نہ سمجھ لیں اور نہ ان کی موجودگی میں مسئلہ بتاؤ نہ ان کے اساتذہ پر طعن کرو۔

☆ زیادہ ہنسنے اور عورتوں کے ساتھ زیادہ باتیں کرنے سے دل مردہ ہوتا ہے۔

☆ راستہ چلنے میں وقار وطمانیت اختیار کرو۔ کاموں میں جلدی نہ کرو، اور جو شخص تمہیں پیچھے سے پکارے اس پر توجہ نہ دو۔

☆ گفتگو میں زیادہ چیخ پکار نہ کرو، لوگوں کے درمیان اللہ عزوجل کا ذکر کرو تا کہ لوگ سیکھیں۔

☆ نمازوں کے بعد اپنے لئے کچھ ورد مقرر کرلو، ہر ماہ چند دن روزے کے لئے خاص کرلو اور اپنے نفس کی نگرانی کرو۔

☆ جب تمہیں کسی کی برائی کا علم ہو تو اس کا تذکرہ نہ کرو، اس کی کوئی اچھائی تلاش کرو اور اسی سے اس کا ذکر کرو۔

☆ قرآن مقدس کی تلاوت، قبورِ مشائخ، مبارک مقامات کی زیارت کثرت سے کرو۔

☆ بخل سے گریز کرنا کیونکہ بخل انسان کو رُسوا کرتا ہے اور نہ لالچی اور جھوٹا بننا، بلکہ اپنی مروت ہر معاملے میں محفوظ رکھنا۔

☆ بڑوں کے ہوتے ہوئے اس وقت تک نشست میں برتری اختیار نہ کرو جب تک وہ تمہیں خود پیش کش نہ کریں۔

مذکورہ نصیحتیں ان سو نصیحتوں میں سے ہیں جو امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ارشاد فرمائی تھیں۔

سیدنا غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ

کے اقوال زرّیں

(۱) محبت دنیا کے علاوہ اگر ہمارا اور کوئی گناہ نہ بھی ہو پھر بھی ہم دوزخ کے حقدار ہیں۔

(۲) دنیا دار دنیا کے پیچھے دوڑ رہے ہیں اور دنیا اہل اللہ کے پیچھے۔

(۳) رہنے کے لئے مکان، پہننے کے لئے لباس اور پیٹ بھرنے کے لئے روٹی اور بیوی دنیا داری نہیں، دنیا داری یہ ہے کہ دنیا ہی کی طرف منھ ہو اور اللہ کی طرف پیٹھ۔

(۴) مخلوق تین طرح کی ہیں فرشتہ، شیطان اور انسان۔ فرشتہ خیر ہی خیر ہے اور شیطان شر ہی شر ہے انسان مخلوط ہے جس میں خیر و شر دونوں ہیں، جس پر خیر کا غلبہ ہوتا ہے وہ فرشتوں میں مل جاتا ہے اور جس پر شر کا غلبہ ہو وہ شیطان سے۔

(۵) مومن اپنے اہل و عیال کو اللہ پر چھوڑتا ہے اور منافق زر و مال پر۔

(۶) اپنی مصیبت کو چھپاؤ اللہ تعالی کی قربت نصیب ہوگی۔

(۷) ذکر جب قلب میں جگہ بنالیتا ہے تو بندہ اللہ تعالیٰ کی یاد میں دائمی مشغول ہو جاتا ہے۔ چاہے اس کی زبان خاموش ہو۔

(۸) تنہائی میں خاموش رہنا بہادری نہیں، مجلس میں خاموش رہنے کی کوشش کرو۔

(۹) بہترین عمل، لوگوں کو دینا ہے لوگوں سے لینا نہیں۔

(۱۰) لوگوں کے سامنے معزز بنے رہو اگر اپنا افلاس ظاہر کرو گے تو لوگوں کی نگاہوں سے گر جاؤ گے۔

(۱۱) میانہ روی نصف رزق ہے اور اچھے اخلاق نصف دین۔

(۱۲) وہ انسان کتنا کم نصیب ہے جس کے دل میں جانداروں پر رحم کی عادت نہیں۔
(۱۳) تیرے سب سے بڑے دشمن تیرے برے ہم نشین ہیں۔
(۱۴) تمام اچھائیوں کا مجموعہ علم سیکھنا، عمل کرنا، اور دوسروں کو سکھانا ہے۔
(۱۵) جو اللہ تعالیٰ سے آشنا ہوا اس نے خلقِ خدا کے ساتھ تواضع کا برتاؤ کیا۔
(۱۶) جب عمل میں تجھے حلاوت نہ ملے یوں سمجھ تو نے اسے کیا ہی نہیں۔
(۱۷) جب تک تیرا اِترانا اور غصہ کرنا باقی ہے خود کو اہلِ علم میں شمار نہ کر۔
(۱۸) ظالم اپنے ظلم سے مظلوم کی دنیا خراب کرتا ہے اور اپنی آخرت۔
(۱۹) عقل مند پہلے قلب سے مشورہ کرتا ہے پھر زبان سے بولتا ہے۔
(۲۰) اس بات کی کوشش کر کہ گفتگو کا آغاز تیری جانب سے نہ ہو تو صرف جواب دینے والا رہے۔
(۲۱) جسے کوئی ایذا نہ پہونچے اس میں کوئی خوبی نہیں ہے۔
(۲۲) بے ادب خالق ومخلوق دونوں کا معتوب ومغضوب ہے۔
(۲۳) مستحق سائل اللہ تعالیٰ کا ہدیہ ہے جو بندے کی طرف بھیجا جاتا ہے۔
(۲۴) تو نفس کی تمنا پوری کرنے میں لگا ہے اور نفس تجھے برباد کرنے میں۔
(۲۵) جو نفس کو درست کرنا چاہے وہ اسے سکوت اور حسنِ ادب کی لگام دے۔
(۲۶) میں ایسے مشائخ کی صحبت میں رہا ہوں کہ ان میں سے کسی ایک کے دانت کی سفیدی بھی نہیں دیکھی۔
(۲۷) بدگمانی تمام فائدوں کے راستے کو بند کر دیتی ہے۔
(۲۸) علم کا تقاضہ عمل ہے اگر تم علم پر عمل کرتے تو دنیا سے بھاگتے۔ کیونکہ علم میں کوئی چیز نہیں جو حبِّ دنیا پر دلالت کرے۔
(۲۹) اہل اللہ کے نزدیک مخلوق کی حیثیت اولاد جیسی ہے۔

چند اور گزارشات

(۱) فرائض وسنن کی پابندی ان کے وقتوں پر کرو۔

(۲) روزآنہ تلاوت قرآن مقدس کے لئے کچھ حصہ متعین کرلو کوشش کرو کہ ختم قرآن مقدس تین ماہ سے زیادہ اور تین دن سے کم میں نہ ہو۔

(۳) قرآن کی کچھ آیتوں کا ترجمہ کنزالایمان سے ضرور روزانہ پڑھیں ساتھ ہی اس کا تفسیری حاشیہ بھی پڑھیں۔

(۴) زبان سے سچ کے علاوہ کوئی بات نہ نکلے کبھی بھول سے بھی جھوٹ نہ بولو۔

(۵) وعدے کے پکے بنو حالات کیسے ہی کیوں نہ ہوں وعدہ خلافی سے پرہیز کرو۔

(٦) باوقار بنو سنجیدگی کا دامن ہاتھوں سے کبھی چھوٹنے نہ پائے۔ہاں دل آویز تبسّم اور سنجیدہ تفریح پروقار متانت کے خلاف نہیں۔البتہ کثرت مزاح وقار وعزت کو گرادیتا ہے نیز ساتھیوں میں بُعد پیدا کرتا ہے۔

(۷) حساس بنو اچھائی اور بُرائی کا اثر لو (اچھائی سے خوشی اور برائی سے رنج ہو) تواضع اور انکساری کا دامن ہاتھوں سے نہ چھوٹے البتہ چاپلوسی اور بے غیرتی سے پرہیز کریں۔

(۸) غصہ میں بھی صحیح فیصلے کی عادت اختیار کرو کسی کی اچھائیوں کو عداوت کی نگاہ سے نہ دیکھو چاہے اسکی ذات سے تمہیں کتنی ہی اذیّت پہونچی ہو۔اور نہ محبت میں کسی کی برائیوں کو اچھائیوں کے ترازو میں رکھو۔

(۹) حق گو بنو چاہے اس کی زد تمہاری ذات یا تم سے متعلق تمہارے عزیز پر ہی کیوں نہ پڑ رہی ہو۔

(۱۰) مخلوق خدا کی خدمت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لو،خدمت کے موقع کو غنیمت

جانو۔ اس پر اللہ عز وجل کا شکر ادا کرو، مریض کی عیادت کرو، پریشاں حال کے ساتھ ہمدردی کرو۔ اور یاد رکھو کئے گئے احسان کا تذکرہ کبھی نہ کرو کہ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کا مفہوم ہے کہ احسان جتانے والے پر خداوندقدوس قیامت کے دن رحمت کی نظر نہ فرمائے گا۔

(۱۱) عفوو درگذر کی عادت اختیار کرو انسان اور حیوان سب کے ساتھ شفقت کرو۔

(۱۲) اسلام کے اجتماعی آداب کا ہمیشہ خیال رکھو چھوٹوں پر شفقت اور بڑوں کی تعظیم کرو۔ عیب جُوئی سے پرہیز کرو۔ غیبت سے زبان کی حفاظت کرو۔ سب سے بہتر انسان وہ ہے جو اپنے عیب تلاش کرے۔

(۱۳) بہتر سے بہتر لکھنے پڑھنے کی کوشش کرو روزانہ اخبار کا مطالعہ نیز عالمی حالات کا خبروں کے ذریعہ تجزیہ کرو۔

(۱۴) مستقل طور پر معاشی جِد وجُہد جاری رکھو۔ اگر چہ تم بے احتیاج ہوتا کہ تمہاری ذات سے لوگوں کو فائدہ پہونچے اور تم بے سہاروں کا سہارا بن سکو۔

(۱۵) تمہارے اندر یہ جذبہ ضرور ہو کہ اپنی ڈیوٹی نہایت خوش اسلوبی سے انجام دے سکو کوتاہی اور خلاف ورزی سے پرہیز کرو۔

(۱۶) حلال و جائز پیشے کے علاوہ کوئی ناجائز و حرام پیشے کا تصور بھی دل ودماغ میں نہ آنے پائے خواہ اس کے پیچھے کتنا ہی پاکیزہ مقصد پوشیدہ ہو۔

(۱۷) حقوق العباد کی ادائیگی میں حد درجہ احتیاط رکھو۔ والدین اہل وعیال اور رشتہ داروں کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی دارین میں شرمندگی کا سبب بن جاتی ہے۔

(۱۸) کاروبار ہو یا ملازمت اپنے مال کا کچھ حصہ تحریک کے فروغ کے لئے خاص کرو اور غربا ومساکین کے لئے بھی متعین کرو۔ خواہ تمھاری آمدنی تھوڑی ہی کیوں نہ ہو۔

(۱۹) اسلامی اخلاق کے اِحیاء کے لئے بھر پور محنت کرو ہمارا اخلاق باطل مذہب والوں سے ہمیں ممتاز کردے اور اسلام کی محبت اور سچائی کا یقین لوگوں کے دلوں میں جاگزیں ہو جائے ۔ انداز سلام و کلام سے لے کر طعام و منام تک اسلامی رنگ نمایاں ہو۔

(۲۰) آخرت کی تیاری اور سزا و جزا کے تصور کو ہمیشہ اپنے ذہن میں رکھو۔ یاد رکھو دل میں چھپی ہوئی ہر بات کو احکم الحاکمین جانتا ہے۔کوئی عمل اس سے پوشیدہ نہیں چاہے گھر کی تاریک کوٹھری میں کیا ہو یا دن کے اجالے میں۔

(۲۱) صحت کا بھر پور خیال رکھو۔ کسل و لاغری سے بچنے کے لئے طبی معائنہ کراؤ، ہمیشہ چاق و چوبند رہنے کی کوشش کرو اس کے لئے وقت پر آرام و طعام اچھے معاون ثابت ہوں گے۔اور تیز مشروبات سے پرہیز بھی معاون ثابت ہوں گے۔ تمباکو نوشی، گٹکھا، تمباکو والے پان، بکثرت چائے صحت کے لئے ضرر رساں ہیں ان سب سے بچنا ضروری ہے۔

(۲۲) تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احسانات کو ہمیشہ یاد رکھو اور محبتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں جینے اور مرنے کا عزم رکھو۔

(۲۳) ادائیگی صلاۃ میں ذوق وشوق و اطمینان کا خیال رکھو اور امت کا بھر پور خیال رکھو۔ جماعت کی پابندی کا بھی خیال رکھو۔ جہاد کا جذبہ ضرور رکھو تاکہ وقت جہاد راہ خدا میں نذرانۂ جاں پیش کرکے کامیاب ہوسکو۔

(۲۴) بکثرت توبہ واستغفار و درود شریف کا ورد کیا کرو۔ کبائر گناہ تو بہت دور رہے صغائر سے بھی اجتناب کرو۔سونے سے پہلے احتساب ضرور کرلیا کرو تاکہ دن بھر کی اچھائیاں اور برائیاں سامنے آجائیں۔

(۲۵) وقت کی قدر کرو اس لئے کہ گیا وقت پھر ہاتھ نہیں آتا، چند لمحات بھی رائیگاں

نہ جائیں اس کا خیال رکھو۔

(۲۶) زیادہ تر باوضو رہنے کی عادت بناؤ کہ اس سے گناہوں سے بچنے اور نیکیوں کو کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

(۲۷) برے دوستوں اور معصیت کی جگہوں کے قریب تک نہ جاؤ۔

(۲۸) زمین کے ایک ایک گوشے میں تحریک کے کام کے لئے کوشاں رہو، قیادت کی رہنمائی میں ہی قدم آگے بڑھاؤ۔ اپنے جملہ حالات کی اطلاع تحریک کے قائد کو دیتے رہو ان کی اجازت کے بغیر کوئی ایسا قدم نہ اٹھاؤ جو بنیادی طور پر تمہارے حالات کے ساتھ ساتھ تمہارے لئے بھی نقصان دہ ہو۔ تمہاری حیثیت ایک فوجی سی ہو جو بے تابی سے اپنے کمانڈر کے حکم کا انتظار کر رہا ہو۔ حکم عدولی اور قیادت پر شبہ و تردد تحریک کو بے جان کر دے گی اور شیرازہ منتشر ہو جائے گا۔

الحمدللہ! یہ چند گزارشات مکہ مکرمہ میں بیٹھ کر اپنے مخلص ساتھیوں کے لئے صرف رضائے الٰہی و رضائے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ترتیب دی گئیں ہیں تاکہ توشۂ آخرت بھی بن جائے اور اسلام کی عظمت سے دنیا آشنا ہو سکے۔

فضائل علم وعلما

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! علم خدا کی ایک ایسی عظیم نعمت ہے کہ جس نعمت کے سبب بندہ نقطۂ عروج کو پہنچتا ہے اور یہی وہ علم ہے جو آوارہ پیشانی کو معبودِ حقیقی کی بارگاہ میں بندگی کا انداز سکھاتا ہے اور پھر علم کی بنیاد پر انسان اپنے رب کی ایسی معرفت اور خشیت حاصل کرتا ہے کہ جس کا ذکر خود رب ذوالجلال فرماتا ہے ''اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا'' اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔ (ترجمہ از کنز الایمان)

رب کے فضل اور پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عطا نے بندے کو علم کے سبب وہ مقام عطا فرمایا کہ بندہ اسی علم کی دولت آنے والی نسلوں تک پہنچانے کا علم بردار بنا دیا گیا اور اس ذمہ داری کو نبھانے والے کو تقرّبِ الٰہی اور نیابتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عظیم منصب سے نوازا گیا۔ علم کے حوالے سے قرآن پاک میں بہت سی آیتیں موجود ہیں جو ہماری زندگی کو ہدایت کے نور سے روشن کر رہی ہیں۔ ہم چند آیتوں کا ذکر مناسب سمجھ رہے ہیں۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! دنیا میں انسانوں کی رشد وہدایت کے لئے خالقِ کائنات نے محسنِ انسانیت، سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنا نائبِ مطلق بنا کر مبعوث فرمایا تاکہ بھٹکی ہوئی قوم کو علم وعرفان کے ذریعہ راہِ ہدایت مل سکے۔ چنانچہ قرآنِ پاک خود ارشاد فرماتا ہے "رَبَّنَا وَ ابۡعَثۡ فِیۡهِمۡ رَسُوۡلاً مِّنۡهُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتِکَ وَ یُعَلِّمُهُمُ الۡکِتٰبَ وَ الۡحِکۡمَةَ وَ یُزَکِّیۡهِمۡ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ" اے رب ہمارے اور بھیج ان میں ایک رسول انہیں میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے۔ اور انہیں خوب ستھرا فرمادے بیشک تو ہی ہے غالب حکمت والا۔ (سورۂ بقرہ آیت ۱۲۹)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس آیۂ کریمہ میں اس بات کی وضاحت کردی گئی ہے کہ نبیٔ آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت کے تین مقاصد ہیں۔ (۱) کلام اللہ کی تلاوت فرما کر توحید و رسالت کی تبلیغ فرمانا۔ (۲) علم وحکمت کی تعلیم فرمانا۔ (۳) نفوس انسانیہ کو گناہوں اور برائیوں سے پاک فرمانا۔ معلوم ہوا کہ علم دین بھی وہ عظیم مقصد ہے جس کی تکمیل کے لئے خالقِ کائنات نے اپنے محبوب مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دنیا میں مبعوث فرمایا لیکن افسوس صد افسوس ہم علم دین سے کس قدر دور ہوتے جارہے ہیں کہ ہم اپنے بچوں کو دنیوی علوم سے آراستہ کرنے کی فکر تو کرتے ہیں لیکن نہیں سوچتے کہ انہیں علومِ دینیہ سے کیسے آراستہ کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو علمِ دین حاصل کرنے اور بچوں کو دینی علوم سے آراستہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

علم ایک عظیم دولت

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! خالقِ کائنات عزوجل صاحبِ علم ہی کو زمین پر حکمرانی کے لئے منتخب فرماتا ہے، علم کے ذریعے انسان کو بے شمار کمالات ومناصب حاصل ہوتے ہیں، تاکہ وہ زمین پر پیش آنے والے مسائل کو بخوبی حل

کر سکے۔ چنانچہ بنی اسرائیل کے ایک حکمراں حضرت طالوت کا تذکرہ فرماتے ہوئے رب قدیر نے یوں ذکر فرمایا " وَ قَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا. قَالُوْا اَنّٰى يَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَ نَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَ لَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ. قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰهُ عَلَيْكُمْ وَ زَادَهٗ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَ الْجِسْمِ.وَ اللّٰهُ يُؤْتِي مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَاءُ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ. اوران سے ان کے نبی نے فرمایا: بیشک اللہ نے طالوت کو تمہارا بادشاہ بنا کر بھیجا ہے۔ بولے اسے ہم پر بادشاہی کیوں کر ہوگی اور ہم اس سے زیادہ سلطنت کے مستحق ہیں اور اسے مال میں بھی وسعت نہیں دی گئی۔ فرمایا اسے اللہ نے تم پر چن لیا اور اسے علم اور جسم میں کشادگی زیادہ دی اور اللہ اپنا ملک جسے چاہے دے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔ (سورۂ بقرہ، آیت ۲۴۷، پارہ ۲، کنز الایمان)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آپ غور کریں حضرتِ طالوت جو کہ معمولی کاروبار کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں بنی اسرائیل کا بادشاہ بنا دیا انہیں یہ اعزاز کیوں عطا کیا گیا؟ کیا ان کے پاس مال کی فراوانی تھی؟ کیا وہ بہت ہی اعلیٰ حسب ونسب والے تھے؟ ہرگز نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں سلطنت کے لئے منتخب فرمایا تو اس کی وجہ یہی ہے کہ ان کے پاس علم کی عظیم دولت موجود تھی وہ تجرِ علمی سے فیضیاب تھے جیسا کہ مذکورہ آیتِ کریمہ سے واضح ہے۔ یہیں سے یہ درس مل جاتا ہے کہ دنیا کی عظیم نعمت بھی علم کے صدقے میں عطا کر دی جاتی ہے۔ علم وہ عظیم سرمایہ ہے کہ جس کے سبب بادشاہتیں عطا کی جاتی ہیں۔ آپ سوچیں جو خالقِ کائنات علم کی بنیاد پر سلطنت عطا کر سکتا ہے کیا وہ علمِ دین حاصل کرنے والوں کو روزگار سے محروم رکھے گا؟ ہرگز نہیں، جو لوگ یہ سوچ رکھتے ہیں انہیں اپنی فکر پر نظرِ ثانی کر لینی چاہئے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا کی خاطر علمِ دین کے حصول میں کوشش کرنی چاہئے اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے میں ہمیں تمام عمر علمِ دین کے حصول میں کوشش کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فضلِ عظیم

اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے ''وَ اَنزَلَ اللّٰہُ عَلَیْکَ الکِتٰبَ وَ الحِکْمَۃَ وَ عَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ وَ کَانَ فَضْلُ اللّٰہُ عَلَیْکَ عَظِیْماً'' ترجمہ: اور اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت اتاری اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔ (سورۃ النساء، آیت ۱۱۳، پارہ ۵، کنز الایمان)

حضرت علامہ ابن رازی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے'' تو اللہ نے علم کو عظیم فضل فرمایا۔ (آیہ کریمہ ''وَ مَنْ یُؤْتَ الحِکْمَۃَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْراً کَثِیْراً'' پ۳، ع۵، میں) حکمت کو خیر کثیر فرمایا اور حکمت علم ہی ہے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا۔ (پ۲۷، ع۱۱)

تو خدائے تعالیٰ نے اس نعمت کو ساری نعمتوں پر مقدم فرمایا جس سے ثابت ہوا کہ علم سب سے افضل ہے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ عزوجل نے اپنے محبوب مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام علوم عطا فرمایا اور اس عطا کو فضل عظیم سے تعبیر فرمایا۔ غور کرنے کا مقام ہے کہ دنیا جس کی وسعتوں کا کوئی انسان احاطہ نہیں کرسکتا، جس کی نعمتوں کا کوئی اندازہ نہیں کرسکتا اس کے تعلق سے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''مَتَاعُ الدُّنیَا قَلِیْلٌ'' کہ دنیا کی دولت قلیل ہے لیکن جب عطائے علم کی بات آئی تو اس نے اسے فضلِ عظیم اور خیر کثیر فرمایا۔ اب جب ہم اللہ کی قلیل (دنیاوی) نعمتوں کو شمار نہیں کر سکتے تو پھر اللہ کی عظیم نعمت (علم) کا کیسے اندازہ لگا سکتے ہیں؟ پتہ چلا کہ کوئی انسان علم کی برکتوں اور وسعتوں کو اپنے ادراک و تصور میں نہیں لا سکتا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے میں ہمیں علم کی برکتیں عطا فرمائے۔

خوفِ خدااور عُلَما

اللہ تعالیٰ نے کلام مجید میں ارشاد فرمایا ''اِنَّمَا یَخۡشَی اللّٰہَ مِنۡ عِبَادِہِ الۡعُلَمٰٓؤُا اِنَّ اللّٰہَ عَزِیۡزٌ غَفُوۡرٌ'' اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں بے شک اللہ بخشنے والا، عزت والا ہے۔ (سورۂ فاطر، آیت ۲۸، پارہ ۲۲)

حضرت امام رازی علیہ الرحمہ اس آیت یعنی ''اِنَّمَا یَخۡشَی اللّٰہَ مِنۡ عِبَادِہِ الۡعُلَمٰٓؤُا'' کے تحت فرماتے ہیں کہ اس آیتِ مبارکہ میں اس بات پر دلالت ہے کہ علما جنتی ہیں۔ (تفسیر کبیر جلد اول، ص ۲۷۹)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! یہ آیتِ مبارکہ بھی علم وعلما کی فضیلت پر واضح طور پر دلالت کرتی ہے، آپ دیکھیں کہ خوفِ الٰہی جو تمام نیکیوں کی اصل اور گناہوں سے بچنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے جو کسی کے دل میں جگہ بنالے تو ساری دنیا اس سے خائف ہو جائے اسی کے تعلق سے رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کے بندوں میں سے اگر صحیح معنوں میں کسی کو یہ عظیم دولت حاصل ہے تو وہ اہلِ علم ہیں جو حقیقۃً خشیتِ الٰہی کے پیکر ہوتے ہیں یہی تو وجہ ہے کہ جب کبھی امت صراطِ مستقیم سے ہٹ کر دوسری راہ پر چلنے کی کوشش کرتی ہے تو وہ علما ہی تو ہوتے ہیں جو خود بھی خوف کرتے ہیں اور ساری قوم کے دلوں میں خوفِ الٰہی پیدا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے میں علمِ دین کا ایک عظیم حصہ عطا فرما کر ہمیں خاشعین وخائفین میں سے بنائے۔

علم زیادہ عطا فرما

ایک مقام پر اور ارشاد ہوا ''فَتَعٰلَی اللّٰہُ الۡمَلِکُ الۡحَقُّ وَ لَا تَعۡجَلۡ بِالۡقُرۡاٰنِ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ یُّقۡضٰۤی اِلَیۡکَ وَحۡیُہٗ وَ قُلۡ رَّبِّ زِدۡنِیۡ عِلۡمًا'' ترجمہ: تو سب سے بلند ہے اللہ سچا بادشاہ اور قرآن میں جلدی نہ کرو جب تک اس کی وحی تمہیں پوری نہ ہولے۔

اور عرض کرو کہ اے میرے رب مجھے علم زیادہ دے۔ (سورۂ طٰہٰ، آیت ۱۱۴، پارہ ۱۶)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حضور تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ حکم فرمایا کہ اے محبوب آپ باوجود عالمِ علوم کثیرہ ہونے کے یہ دعا کرتے رہیں کہ اے میرے رب مجھے مزید علم عطا فرما، یہاں سے یہ درس دیا جارہا ہے کہ کوئی چاہے کتنا بڑا عالم کیوں نہ ہوجائے اس پر یہ ضروری ہے کہ اپنے خالق ومالک سے یہ دعا کرتا رہے کہ اے اللہ! میرے علم میں برکتیں عطا فرما۔ میرے علم میں زیادتی عطا فرما کیوں کہ علم بحرِ ناپیدا کنار ہے۔ علم چاہے کوئی کتنا ہی حاصل کرلے وہ ختم ہونے والا نہیں۔

چنانچہ اس آیتِ کریمہ کے نزول کے بعد حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اکثر یہ دعا مانگا کرتے تھے۔ ’’اَللّٰھُمَّ انْفَعْنِیْ بِمَا عَلَّمْتَنِیْ وَ عَلِّمْنِیْ مَا یَنْفَعُنِیْ وَ زِدْنِیْ عِلْمًا‘‘ اے اللہ تو نے مجھے جو علم عطا فرمایا ہے اس سے مجھے نفع پہونچا اور مجھے اس چیز کا علم دے جو مجھے نفع دے اور میرے علم میں اضافہ فرما۔

اہلِ علم کے درجات

’’یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اِذَا قِیْلَ لَکُمْ تَفَسَّحُوْا فِی الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوْا یَفْسَحِ اللّٰہُ لَکُمْ وَاِذَا قِیْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا یَرْفَعِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ آمَنُوْا مِنْکُمْ وَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ. وَّ اللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ‘‘ یعنی اے ایمان والو! جب تم سے کہا جائے مجلس میں جگہ دو تو اٹھ کھڑے ہو اللہ تمہارے ایمان والے کے اور ان کے جن کو علم دیا گیا درجے بلند فرمائے گا اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔ (سورۃ المجادلہ، آیت ۱۱، پارہ ۲۸، کنز الایمان)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس آیۂ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کی وضاحت فرمادی ہے کہ اہلِ علم حضرات کو اس نے دیگر تمام لوگوں پر

فوقیت عطا فرمائی ہے بلکہ اہل علم کو کئی درجوں بلند کیا۔ کتنا بلند کیا؟ کتنے مراتب عطا کئے؟ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔ آج دنیا والے مال داروں کو دیگر لوگوں کی بہ نسبت زیادہ اہمیت دیتے ہیں لیکن قربان جاؤ اہلِ علم حضرات پر کہ انہیں دیگر لوگوں پر عظمت عطا کرنے والا کوئی اور نہیں بلکہ خالقِ کائنات ہے۔ جو لوگ اہلِ علم کو حقیر سمجھتے ہیں انہیں اس آیتِ کریمہ سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔ اسی طرح ایک دوسری آیتِ کریمہ سے بھی یہی مفہوم سمجھ میں آتا ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے۔ ”هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِيْنَ لاَ يَعْلَمُوْنَ“ علم والے اور بے علم کیسے برابر ہو سکتے ہیں؟ اس میں یہی بتایا جارہا ہے کہ علم والے اور بے علم کبھی برابر نہیں ہو سکتے ان کا مقام و مرتبہ ان سے کئی درجے افضل ہے۔ آپ خود سوچیں علم وہ عظیم دولت ہے کہ جس میں بقا ہے، جس کے لئے زوال نہیں ہے۔ تو پھر وہ شخص جس کے پاس یہ عظیم سرمایہ نہیں ہے وہ اس شخص کے برابر کیسے ہوسکتا ہے جس کے قلب میں اس باقی اور لازوال نعمت کا چراغ جگمگا رہا ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمارے قلوب کو نورِ علم سے منور فرمائے اور ظلمت جہالت سے محفوظ رکھے۔

آمین بجاه النبی الکریم علیه افضل الصلوٰة و التسلیم.

علم اور قرآن

فرمانِ باری تعالیٰ ہے: اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ ○ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ○ اِقْرَأْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ ○ الَّذِىْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ○ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ يَعْلَمْ ○ پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا، آدمی کو خون کی پھٹک سے بنایا، پڑھو اور تمہارا رب ہی سب سے بڑا کریم، جس نے قلم سے لکھنا سکھایا۔ آدمی کو سکھایا جو نہ جانتا تھا۔ (سورۂ علق، آیت ۵،۱، پارہ ۳۰، کنز الایمان)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! یہ سب کو معلوم ہے کہ سورۂ اقرأ کی جو آیتیں سب سے پہلے نازل ہوئیں انہیں میں ”عَلَّمَ الْاِنْسَانَ

مَالَمْ یَعْلَمْ'' بھی ہے قرآن کی سب سے پہلے نازل ہونے والی ان آیات میں علم کا ذکر کر کے رب کائنات نے یہ واضح فرما دیا کہ اسلام تعلیم و تعلم کا مذہب ہے، اسلام تعلیم و تربیت کا دین ہے اور جو لوگ مسلمان ہو کر بھی علم سے دور ہیں وہ اسلامی مقاصد کے خلاف زندگی گزار رہے ہیں۔ حالاں کہ تعلیم و تعلم کے سب سے زیادہ حقدار ہم ہی ہیں لہٰذا مسلمانوں کو چاہئے کہ جہالت کی تاریکیوں کو چھوڑ کر اب علم کے اجالے میں آجائیں۔ اللہ عزوجل تمام مسلمانوں کو علم کی دولت سے مالا مال فرمائے۔

اللّٰہ کا انعام

معلم انسانیت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ''مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْراً یُّفَقِّھْہُ فِی الدِّیْنِ'' یعنی اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے۔ (بخاری، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! یاد رکھیں جس کے پاس علم نہیں وہ یقیناً خسارے میں ہے اور جس کو اللہ عزوجل نے علم کی دولت عطا فرما دی مبارک ہو کہ اللہ عزوجل نے اس سے بھلائی کا ارادہ فرمایا۔

اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جسے خدا نے علم سے نوازا گویا کہ اللہ نے اسے جنت عطا فرما دی۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! جسے جنتی کو دیکھنا ہو وہ عالم دین کو دیکھے۔ اس لئے کہ عالم باعمل کو دیکھنا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھنا ہے۔ اور عالم دین کو دیکھنا بھی عبادت ہے۔ ظاہر سی بات ہے کہ جسے دیکھنے پر مولیٰ عبادت کا ثواب عطا فرمائے وہ جنتی نہیں ہوگا تو کون ہوگا؟ اللہ عزوجل ہم سب کو ان علمائے ربانیین کا دیدار عطا فرمائے اور عالم دین بننے کی توفیق عطا فرمائے۔

اسلام کی زندگی

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ''اَلْعِلْمُ حَیٰوۃُ الِاسْلَامِ وَ عِمَادُ الدِّیْنِ'' کہ علم اسلام کی زندگی ہے اور دین کا ستون ہے۔ (کنزالعمال ص ۷۶)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مذکورہ فرمان عالیشان سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اسلام کو زندہ رکھنا ہوتو علم حاصل کرنا ضروری ہے۔ ہم نماز روزہ وغیرہ سے خود کو عابد تو بنا سکتے ہیں لیکن اسلام کو غالب نہیں کر سکتے۔ غلبۂ اسلام علم سے ہوگا۔ آج باطل قومیں بھوک، پیاس برداشت کر کے بھی علم حاصل کر رہی ہیں۔ لیکن قومِ مسلم جہالت کی وادیوں میں بھٹک رہی ہے۔ دنیا آج قوانینِ اسلام اور آیاتِ قرآنیہ پر اعتراضات کے انبار لگا رہی ہے اور ہم نے اس کے جواب میں کوئی مؤثر قدم نہیں اٹھایا کہ جس کے ذریعہ ہم تحفظِ اسلام کی ذمہ داری پوری کریں۔ آؤ ملّت کے نوجوانو اٹھو اور شمع علم کو اپنے اپنے علاقوں میں روشن کرو تا کہ ہمارا معاشرہ اسلام کے مکمل ضابطے سے روشناس ہو سکے۔

علم عبادت سے بہتر

حضرت عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ علم عبادت سے بہتر ہے۔

اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بہترین عبادت علم کا حاصل کرنا ہے۔ (کنزالعمال، جلد اول ص ۹۰)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! عبادت سے عابد کو فائدہ پہنچتا ہے اور علم سے بندگانِ خدا کو فائدہ پہونچتا ہے۔ ''علم عبادت سے بہتر ہے'' سے مراد نفل کاموں میں مصروف رہنے سے بہتر ہے کہ علم حاصل کرنے میں لگا رہے۔ اس لئے کہ علم کے سبب سے انسان کو اللہ کا خوف، حلال وحرام کی تمیز پیدا ہوتی ہے جو عبادت کی حفاظت کا سبب ہے۔

اور اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا علم کی زیادتی عبادت کی زیادتی سے بہتر ہے اور دین کی اصل پرہیزگاری ہے۔ (مشکوٰۃ ص:۳۶)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! فرائض کے بعد جتنا وقت ملے کوشش کریں کہ وہ ضائع نہ ہو بلکہ علم حاصل کرنے میں گزاریں۔ کیوں کہ علم کے سبب سے پرہیزگاری بھی پیدا ہوتی ہے اور عزت بھی میسر ہوتی ہے۔ آج کے دور میں وہی کامیاب ہے جس کے پاس سرمایۂ علم ہے اور جو حصولِ علم میں مصروف ہے۔ جاہلوں کی نہ کل کوئی عزت تھی اور نہ آج۔ اپنے وقت کی قدر کرو اور حصولِ علم میں مصروف ہو جاؤ۔ ان کتابوں کا مطالعہ کرو جن کتابوں کو پڑھنے سے دل و دماغ روشن ہوں۔ اور ان کتابوں کے پڑھنے سے گریز کرو جن کی وجہ سے دل و دماغ تاریک ہو جائیں۔

انبیا کی وراثت

حضرت اُمِّ ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اَلْعِلْمُ مِیْرَاثِی وَ مِیْرَاثُ الاَنْبِیَاءِ قَبْلِیْ'' علم میری میراث ہے اور مجھ سے پہلے جو انبیا گزرے ہیں ان کی بھی میراث ہے۔ (کنز العمال ص ۷۷)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ سے قبل جتنے بھی انبیا تشریف لائے سب نے اس دارِ فانی سے ظاہری طور پر پردہ فرمانے سے قبل علم کو اپنے پیچھے چھوڑا نہ کہ مال کو، لہٰذا جو علم حاصل کرتا ہے وہ گویا انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی وراثت کو پالیتا ہے۔

علم اور جہالت میں فرق

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھوڑا عمل علم کے ساتھ فائدہ دیتا ہے اور زیادہ عمل جہالت کے ساتھ

فائدہ نہیں دیتا۔ (کنز العمال،ص ۸۸)

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کا علم بہترین عمل ہے۔علم کے ساتھ عمل تجھے تھوڑا بھی ہو تو زیادہ فائدہ دے گا اور جہالت کے ساتھ نہ تھوڑا عمل فائدہ دے گا اور نہ زیادہ۔ (کنز العمال ص ۸۶)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ عزوجل کی ذات وصفات کا علم بہت ضروری ہے۔اس لئے کہ اس کی وجہ سے شرک وشبہ شرک وغیرہ سے بندے کا دامن بچ جاتا ہے جو سب سے بہترین عمل ہے۔آج اللہ عزوجل کے لئے کم علمی کی وجہ سے مسلمان ایسی ایسی باتیں اپنی زبان سے نکالتے ہیں جو اس کی شان کے لائق نہیں ہوتے۔اس طرح گنہ گار ہوتے ہیں اور بعض اوقات کافر بھی ہوجاتے ہیں۔

علم اور سلطنت

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت سلیمان علیہ السلام مال،سلطنت اور علم کے درمیان اختیار دئے گئے تو انہوں نے علم کو پسند فرمایا۔تو علم اختیار کرنے کے سبب سلطنت اور مال سے بھی سرفراز کئے گئے۔ (کنز العمال ص ۸۷)

مومن کا دوست

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سرورِ کون ومکاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "عَلَيْكُمْ بِالعِلْمِ فَاِنَّ العِلْمَ خَلِيْلُ الْمُؤْمِنِ"،علم کو لازم پکڑو اس لئے کہ علم مومن کا گہرا دوست ہے۔ (کنز العمال ص ۸۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آپ نے دیکھا ہوگا کہ مصیبت کے وقت اچھے اچھے دوست ساتھ چھوڑ دیتے ہیں۔یہاں تک کہ جس مال کو حاصل کرنے میں ہم رات و دن ایک کر دیتے ہیں وہ بھی ساتھ چھوڑ دیتا

ہے۔لیکن میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ علم مومن کا گہرا دوست ہے یہ کبھی ساتھ نہیں چھوڑتا، زمین کے اوپر بھی ساتھ دیتا ہے اور قبر میں بھی ساتھ دے گا۔ لہٰذا آج ہی سے علم کو دوست بناؤ تا کہ اس کی دوستی قبر وحشر ہر جگہ ہمیں کام آئے۔اللہ عز وجل ہم سب کو علم حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

علم یا عبادت کی زیادتی

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا''فَضْلُ العِلْمِ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ فَضْلِ العِبَادَاتِ'' علم کی زیادتی مجھے عبادت کی زیادتی سے بہت محبوب ہے۔ (کنز العمال ص ۸۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے قول کو غور سے پڑھو اور سنو کہ علم کی زیادتی مجھے عبادت کی زیادتی سے بہت محبوب ہے۔آج اگر کوئی کتابوں کا مطالعہ کر رہا ہو، درس وتدریس میں مصروف ہو، کتاب لکھنے، پڑھنے میں لگا ہو تو جاہل عبادت گزاران لکھنے پڑھنے والوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔انہیں یہ معلوم نہیں کہ جسے وہ حقیر جانتے ہیں وہی صحابیٔ رسول کے نزدیک عزت والا ہے۔عزت والا بننا ہے تو علم کی جانب قدم بڑھاؤ۔اللہ عزوجل ایسے لوگوں کو عقل سلیم عطا فرمائے۔

جنت کا راستہ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے''لِکُلِّ شَیْئٍ طَرِیْقٌ وَّ طَرِیْقُ الجَنَّةِ العِلْمُ''، ہر چیز کا ایک راستہ ہے اور جنت کا راستہ علم ہے۔ (کنز العمال ص ۸۹)

حضرت مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ حدیث شریف ''مَنْ سَلَکَ طَرِیْقاً یَطْلُبُ فِیْهِ عِلْماً سَلَکَ اللّٰهُ بِهٖ طَرِیْقاً مِّنْ طُرُقِ الْجَنَّةِ وَ اِنَّ الْمَلٰئِکَةَ لَتَضَعُ اَجْنِحَتَهَا رِضاً لِطَالِبِ الْعِلْمِ'' یعنی جو شخص علم کی تلاش میں راستہ چلتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو جنت کی راہ چلاتا ہے۔اور طالب علم کی رضا حاصل کرنے کے

لئے فرشتے اپنے پر کو بچھا دیتے ہیں) میں اس بات کی جانب اشارہ ہے کہ جنت کے راستے علم کے راستوں میں محدود ہیں اس لئے کہ نیک عمل بغیر علم کے متصور نہیں۔
(مرقاۃ، جلد اول، ص ۲۲۹)

سبحان اللہ، مجھے بتاؤ کون جنت میں جانا نہیں چاہتا؟ ہر کوئی جنت میں جانا چاہتا ہے۔ لیکن کیا وہ جنت کے راستے پر چلتا بھی ہے؟ مجھے بتاؤ جنت کے راستے پر چلو گے نہیں تو جنت میں جاؤ گے کیسے؟ لہٰذا آؤ دعا کریں کہ مولیٰ ہم سب کو جنت کے راستے پر دن رات چلنے یعنی علم حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

علم والا مرتا نہیں

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں "مَنْ صَارَ بِالْعِلْمِ حَيًّا لَمْ يَمُتْ اَبَداً"، جو علم سے زندہ ہوگا وہ کبھی نہیں مرے گا۔ (حاشیہ ہدایہ جلد اول ص ۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج لاکھوں علماء اور دانشورانِ قوم اس دنیا سے چلے گئے، صدیاں گزر گئیں لیکن ان کی کتابیں آج بھی موجود ہیں جن سے ایک عالَم فیض حاصل کرتا ہے اور اپنی پیاس کو بجھا کر خراجِ عقیدت پیش کرتا ہے۔ جس طرح ان کی کتابیں باقی ہیں ویسے ہی ان کا نام بھی باقی ہے۔ یقیناً صادق الوعد الامین رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سچ فرمایا کہ جو علم سے زندہ ہوگا وہ کبھی نہیں مرے گا۔

علم وہنر سے پاتی ہے انسانیت فروغ　　　انسان زندہ لاش ہے تعلیم کے بغیر

اللہ ہم سب کو زندگی کی آخری سانس تک علم سے وابستہ رکھے اور خاتمہ بالخیر نصیب فرمائے۔

ذلت کا سبب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ علم وادب کو بندے پر روک کر اسے ذلیل کرتا ہے۔ (کنز العمال ص ۸۹)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ عزوجل اگر کسی بندے کو ذلیل کرنا چاہے تو وہ اس پر علم اور ادب کو روک دیتا ہے۔ آپ دنیا میں دیکھیں کہ بے ادب اور بے علم کو کبھی وہ عزت نہیں ملتی جو باادب اور صاحبِ علم کو ملتی ہے۔

شب بیداری سے بہتر

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''تَدَارُسُ الْعِلْمِ سَاعَةً مِّنَ اللَّيْلِ خَيْرٌ مِّنْ اِحْيَائِهَا'' ایک گھڑی علم حاصل کرنا پوری رات جاگنے سے بہتر ہے۔ (مشکوٰۃ ص:۳۶)

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ اس حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ ایک ساعت آپس میں علم کی تکرار کرنا، استاد سے پڑھنا، شاگرد کو پڑھانا، کتاب تصنیف کرنا، یا ان کا مطالعہ کرنا رات بھر کی عبادت سے بہتر ہے۔
(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، جلد اول، ص ۲۵۱)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج گھنٹوں T.V کے سامنے بیٹھ کر وقت ضائع کیا جاتا ہے یا پھر چوراہے پر کھڑے رہ کر گپ شپ میں وقت گزارا جاتا ہے، ہفتے کی رات کو خاص طور پر لہو ولعب اور گناہوں میں گزارنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اگر کہا جائے کہ ہفتہ واری اجتماع میں آؤ تو بہانے بناتے ہیں۔ کاش کہ ایسے لوگ رسولِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مذکورہ حدیث شریف پر عمل کرنے کی جد وجہد کرتے تو مولیٰ پوری شب عبادت کرنے کا ثواب عطا فرما دیتا۔ آؤ ارادہ کرو کہ انشاء اللہ آج سے ہفتہ واری اجتماع میں شریک ہو کر علمِ دین حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔

سب سے بڑی دولت

حضرت مصعب بن زبیر ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: علم حاصل کرو اگر تمہارے لئے مال بھی ہوگا تو علم تمہارے لئے خوبصورت ہوگا اور اگر تمہارے لئے مال نہیں ہوگا تو علم ہی تمہارے لئے مال ہوگا۔ (تفسیر کبیر، جلد ۱، ص ۲۷۵)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! علم سب سے بہترین سرمایہ ہے ہم نے دنیا میں صاحبِ علم کو سب سے زیادہ عزت والا پایا، اس لئے صاحبِ علم کا ہر کوئی محتاج ہے اگر علم کے ساتھ مال بھی ہو تو بہتر ہے ورنہ علم ہی سب سے قیمتی مال ہے۔ اللہ علم نافع کی دولت اور رزق حلال میں وسعت عطا فرمائے۔

جنت صاحبِ علم کی تلاش میں

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جو شخص علم کی تلاش میں ہوگا جنت اس کی تلاش میں ہوگی اور جو شخص گناہ کی کھوج میں ہوگا جہنم اس کی کھوج میں ہوگی۔

(کنز العمال ج ۱ ص ۹۲)

طالبِ علم کی فضیلت

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات میں انسان کو جو فضیلت بخشی اس کی بہت بڑی وجہ علم ہے، فرشتوں کے مقابلے میں حضرتِ آدم علیہ السلام کی جنت میں جو فضیلت ثابت ہوئی اس کا سبب بھی علم ہے اور علم کی راہ میں چلنے والے، اس کے حاصل کرنے والے پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے رحمت کا سایہ کئے ہوئے رہتے ہیں، عام انسان کامیابی ڈھونڈتا ہے لیکن علم حاصل کرنے والے کو کامیابی ڈھونڈتی ہے۔ علم حاصل کرنے والے کی فضیلت میں میرے آقا رحمتِ عالم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بے شمار احادیث موجود ہیں جن میں سے چند احادیث مضمون کی مناسبت سے پیش کی جا رہی ہیں، ملاحظہ ہو۔

اللہ کے راستے میں

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو علم کی تلاش میں نکلا تو واپسی تک اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہے۔ (مشکوٰۃ، ص ۳۴)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! کیا اللہ کے راستے

سے بہتر بھی کوئی راستہ ہے؟ کتنے تعجب کی بات ہے کہ آج کا مسلمان صبح وشام شیطان کے راستے پر چلنا چاہتا ہے۔ کاش علم حاصل کرنے کے لئے گھر سے نکلتا اور چلتا تو مولیٰ کے راستے پر چلنے کا شرف حاصل ہوتا۔ اللہ عزوجل ہمیں اپنے راستے کا مسافر بنائے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص علم کی تلاش میں راستہ چلتا ہے تو اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس پر جنت کے راستے کو آسان کر دیتا ہے اور جب کوئی قوم اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں (یعنی مسجد، مدرسہ، خانقاہ وغیرہ میں) جمع ہوتی ہے اور قرآن مجید کو پڑھتی اور پڑھاتی ہے تو ان پر خدا سکینہ نازل فرماتا ہے، خدا کی رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے، فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا ذکر ان فرشتوں میں کرتا ہے جو اس کے پاس رہتے ہیں۔ (مسلم شریف، مشکوٰۃ ص ۳۲)

انکارِ حدیث کا عبرت ناک انجام

حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ احمد بن شعیب سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ ہم نے شہرِ بصریٰ میں اس حدیث شریف یعنی ''جو شخص علم کی تلاش میں راستہ چلتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو جنت کی راہ چلاتا ہے اور طالب علم کی رضا حاصل کرنے کے لئے فرشتے اپنے پر کو بچھا دیتے ہیں'' کو ایک محدث سے بیان کیا جب کہ اس مجلس میں ایک بد مذہب معتزلی بھی بیٹھا ہوا تھا جو علم حاصل کرنے کے لئے آیا تھا اس نے اس حدیث شریف کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا کل ہم جوتا پہن کر چلیں گے اور اس سے فرشتوں کے پروں کو روندیں گے جب اپنے کہنے کے مطابق دوسرے دن وہ جوتا پہن کر چلا تو دھڑام سے گر گیا اور اس کے پیروں میں مرض آکلہ پیدا ہو گیا۔ جس سے اس کے دونوں پیر سڑ گئے۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد اول ص ۲۲۹)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! جو کچھ رسول

اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمادیا وہ حق ہے۔ اللہ عزوجل بدعقیدوں کی بدعقیدگی سے ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ خدارا! نہ ان سے علم حاصل کرواور نہ ان کو علم سکھاؤ۔ نہ ان کے ساتھ تعلق رکھواور نہ ان سے دوستی کرو۔ اللہ عزوجل گستاخوں کے مکروفریب سے ہم سب کو بچائے، میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! بدمذہب معتزلی نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان پر شک کرکے مذاق اڑانا چاہا تو انجام آپ نے سن لیا۔ لہٰذا جو بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان پڑھیں یا سنیں اس کے حوالے سے اپنے دل میں کوئی شک وتردد پیدا نہ کریں ورنہ انجام بہت ہی بھیانک ہوگا۔ مولیٰ ہم سب پر کرم فرمائے۔ اور آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قربان ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

طبرانی نے کہا کہ میں نے ابن یحیٰ ساجی سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ ہم ایک محدّث کے یہاں جانے کے لئے بصریٰ شہر کی گلیوں میں گزر رہے تھے تو ہمارے ساتھ ایک مسخرہ آدمی تھا جو اپنے دین میں متہم تھا (جس پر تہمت لگی ہو) اس نے کہا ''اِرْفَعُوْا اَرْجُلَکُمْ عَنْ اَجْنِحَۃِ الْمَلٰئِکَۃِ وَ لاَ تُکَسِّرُوْھَا'' اپنے پیروں کو فرشتوں کے پروں سے اٹھالو انہیں نہ توڑو یعنی اس حدیث شریف کا مذاق اڑایا تو اسی جگہ پر اس کے پیروں نے اس کو پچھاڑ دیا اور وہ دھڑام سے زمین پر گر گیا۔ (مرقاۃ جلد اول ص ۲۲۹)

سبحان اللہ! میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ عزوجل ایسے گستاخوں کو ایسی ہی سزا عطا کرے بلکہ اس سے بھی سخت۔ میرے سرکار کا ہر فرمان حق ہے۔ اس لئے کہ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی مرضی سے کچھ فرماتے ہی نہیں بلکہ جو مولیٰ وحی فرماتا ہے وہی فرماتے ہیں۔ نادان کم عقل اور گستاخ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کا مذاق اڑاتے ہیں، وہ بھول جاتے ہیں کہ رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مقام اللہ عزوجل کے نزدیک کتنا ارفع واعلیٰ ہے۔ سرکار کے غلامو!

خدارا کبھی بھی حضور کے کسی فرمان کو ہلکا نہ سمجھنا۔ جتنا آقا کے فرمان کا احترام کروگے اتنا ہی محترم اور عزت والے ہوجاؤگے۔ رب اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سچے عاشقوں کے صدقے ہم سب کو سچا اور پکا عاشقِ رسول بنائے۔ (آمین)

گناہوں کا کفارہ

حضرت سنجرہ ازدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے علم حاصل کیا تو یہ حاصل کرنا اس کے پچھلے گناہوں کا کفارہ ہو گیا۔ (ترمذی، دارمی)

سبحان اللہ! میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہم سب گناہ گار ہیں، آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گناہوں سے نجات کا آسان طریقہ عطا فرمادیا۔ کیا اب بھی ہم علم حاصل نہ کریں گے؟ آؤ دیوانو! آج سے روزانہ کچھ وقت علم حاصل کرنے کے لئے نکالو، انشاء اللہ گناہوں کا کفارہ بھی ہوجائے گا اور اس کی خوشی بھی حاصل ہوگی، رب قدیر ہم سب پر کرم کی نظر فرمائے۔

علم کا بھوکا سیر نہیں ہوتا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دو بھوکے سیر نہیں ہوتے ہیں، ایک علم کا بھوکا علم سے سیر نہیں ہوتا، دوسرا دنیا کا بھوکا دنیا سے سیر نہیں ہوتا۔ (بیہقی، مشکوٰۃ، ص ۳۷)

اور حضرت عون رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دو بھوکے کبھی سیر نہیں ہوتے علم والا اور دنیا دار، مگر دونوں برابر نہیں کہ علم والا خدائے تعالیٰ کی خوشنودی بڑھاتا ہے اور دنیا دار سرکشی میں بڑھ جاتا ہے۔ پھر حضرت عبد اللہ نے یہ آیت پڑھی ”كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰى اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى“ یعنی خبردار ہو، بے شک انسان سرکشی کرتا ہے جب اپنے آپ کو بے نیاز سمجھتا ہے۔

راوی نے کہا کہ حضرت عبد اللہ نے دوسرے کے لئے یہ آیت کریمہ پڑھی ''اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا'' یعنی اللہ سے اس کے بندوں میں علما ہی ڈرتے ہیں۔ (پ۲۲، رکوع ۱۶، مشکوٰۃ ص ۳۷)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خیر یعنی علم کی باتیں سننے سے مومن کبھی سیر نہیں ہوگا یہاں تک کہ جنت میں پہونچ جائے گا۔ (ترمذی، مشکوٰۃ ص ۳۴)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ طالبِ علم لوگوں میں سب سے زیادہ بھوکا ہے اوران میں جس کا پیٹ بھرا ہے وہ علم کو تلاش نہیں کرتا۔ (کنز العمال)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! نبیٔ صادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ہے کہ علم اور دنیا کا طالب کبھی سیر نہیں ہوتے، لیکن آج زیادہ تر طالب دنیا ہی نظر آتے ہیں۔ نسلوں کی نسلیں اطمینان سے جی سکیں، اتنا ہونے کے باوجود بھی پیٹ نہیں بھرتا۔ اسی طرح علم کا بے پناہ حصہ اللہ جسے عطا فرمائے اس کا بھی یہی حال ہوتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو تشنہ محسوس کرتا ہے۔ اور مزید کے طلب میں اپنی زندگی کھپاتا ہے۔ اللہ عزو جل ہم سب کو علم کا پیاسا بنائے اوراس کے طلب کی تڑپ عطا فرمائے۔

علمِ دین کی تلاش

حضرت واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے علم دین تلاش کیا اور اسے پالیا تو اس کے لئے ثواب کا دہرا حصہ ہے اور جس نے اس کو نہیں پایا تو اس کے لئے ایک حصہ ہے۔ (مشکوٰۃ شریف، ص ۳۶)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہم کسی عالم دین سے کوئی مسئلہ پوچھنے کی غرض سے گئے مگر وہ عالم دین نہ ملے اور ہم یوں ہی آ گئے تو ایک نیکی، لیکن وہ مل گئے اور مسئلہ کا حل بھی مل گیا تو اللہ عزوجل دوہرا ثواب عطا فرماتا ہے۔ کتنا

کرم ہے طالب علم پر! اللہ عزوجل ہم سب کو طلب علم کا جذبۂ صادق عطا فرمائے۔

شہادت کی موت

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے جب کسی طالبِ علم کو موت آجائے اور وہ طلب علم کی حالت پر مرے تو وہ شہید ہے۔

(کنز العمال، جلد اول ص ۷۹)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! سبحان اللہ، شہادت کا وہ عظیم رتبہ جس کو حاصل کرنے کے لئے زندگی قربان کرنا ضروری ہے مگر علمِ دین کے طلب کرنے میں موت آنے پر طالبِ علم کو شہادت کا درجہ عطا کیا جا رہا ہے۔ آپ اندازہ لگائیں کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے علم حاصل کرنے والے کی کتنی فضیلت بیان فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ علم طلب کرنے والا اور اس پر عمل کرنے والا بنائے رکھے۔

روزی اللہ کے ذمۂ کرم پر

حضرت زیاد بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ”مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ تَكَفَّلَ اللّٰهُ لَهٗ بِرِزْقِهٖ“ یعنی جس نے علم دین حاصل کیا اللہ تعالیٰ نے اس کی روزی کو اپنے ذمۂ کرم پر لے لیا۔ (کنز العمال، جلد اول ص ۷۹)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ عزوجل علم حاصل کرنے والوں پر کس قدر کرم کی نظر فرماتا ہے کہ اس کی روزی اور کفالت کو اپنے ذمۂ کرم پر لے لیتا ہے۔ ویسے تو اللہ ہی سب کو روزی عطا فرماتا ہے، لیکن جس نے علم حاصل کیا اس سے رب اتنا خوش ہوتا ہے کہ اسے تسلی دی جا رہی ہے کہ تو فکر نہ کر تیرا مولیٰ تیری کفالت اپنے ذمۂ کرم پر لے لیا ہے۔ لہٰذا تو صرف علم حاصل کرنے پر توجہ دے اور فکر نہ کر۔ اللہ ہم سب کی اولاد کو بھی علم حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

زندہ مردوں کے بیچ

حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ علم کا حاصل کرنے والا جاہلوں کے درمیان ایسا ہے جیسے زندہ مردوں کے درمیان۔ (کنز العمال، جلد اول، ص۸۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ طالب علم اللہ تعالیٰ کے نزدیک مجاہد فی سبیل اللہ سے افضل ہے۔ (کنز العمال، جلد اول، ص۸۱)

کسی بھی عمر میں علم حاصل کرو

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے بچپن میں علم نہیں حاصل کیا اور بڑی عمر کا ہو کر اس کو حاصل کیا پھر مر گیا تو وہ شہید مرا۔ (کنز العمال جلد اول ص۹۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! حصول علم کے لئے عمر کی کوئی قید نہیں۔ بچپن میں اگر کسی وجہ سے علم حاصل نہ کر سکے تو اب حاصل کرو۔ اگر اسی عالم میں موت واقع ہوگی تو شہادت کا مرتبہ مولیٰ عطا فرمائے گا۔ لہٰذا عمر کی پرواہ کئے بغیر علم حاصل کرنے کی طرف قدم بڑھاؤ۔

انبیا کے ساتھ

حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دینی مسئلہ کہ مسلمان اس کو سیکھے، ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کے غلام کو آزاد کرنے سے بہتر ہے اور بے شک طالبِ علم اور وہ عورت جو اپنے شوہر کی فرماں بردار ہے اور وہ لڑکا جو اپنے ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرتا ہے یہ سب انبیائے کرام کے ساتھ بے حساب جنت میں داخل ہوں گے۔ (کنز العمال، جلد اول ص۹۱)

جنت میں شہر

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص جہنم سے اللہ کے آزاد کئے ہوئے لوگوں کو دیکھنا

پسند کرے تو وہ طالب علموں کو دیکھے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، کوئی طالب علم جب کسی عالم کے دروازے پر آتا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر قدم کے بدلے جنت میں ایک شہر تیار کرتا ہے اور وہ زمین پر اس حال میں چلتا ہے کہ زمین اس کے لئے مغفرت طلب کرتی ہے اور صبح وشام اس حال میں کرتا ہے کہ بخشا ہوا ہوتا ہے اور ملائکہ طالب علموں کے لئے گواہی دیتے ہیں کہ وہ جہنم سے اللہ کے آزاد کئے ہوئے ہیں۔ (تفسیر کبیر، جلد اول، ص ۲۷۵)

جہنم حرام

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص کے قدم علم کی طلب میں گردآلود ہوں اللہ تعالیٰ اس کے جسم کو جہنم پر حرام فرمائے گا اور خدائے تعالیٰ کے فرشتے اس کے لئے مغفرت طلب کریں گے۔ اور اگر علم کی طلب میں مرگیا تو شہید ہوا اور اس کی قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہوگی اور اس کی قبر تا حد نگاہ کشادہ کردی جائے گی۔ اور اس کے پڑوسیوں پر روشن کردی جائے گی۔ چالیس قبریں اس کے داہنے، چالیس اس کے بائیں، چالیس اس کے پیچھے اور چالیس قبریں اس کے آگے۔ (تفسیر کبیر، ج۱، ص۲۸۱)

علمائے کرام کے فضائل

علمائے کرام کے فضائل اور ان کی خوبیاں ہم بیان کرسکیں یہ ممکن نہیں کیونکہ ان نائبینِ رسول کی عظمت وفضیلت سرورکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہے۔ اسی سلسلے کی چند احادیث ہم پیش کررہے ہیں۔ ملاحظہ کریں اور اپنے دلوں میں علمائے کرام کی عقیدت ومحبت پیدا کریں۔

فرشتے کا اعلان

حضور نبیِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حضرت انس رضی اللہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے عرش کے نیچے ایک نہایت خوبصورت شہر تخلیق فرمایا ہے

جس کے دروازے پر فرشتہ اعلان کرتا رہتا ہے کہ لوگو! سن لو جس نے عالم کی زیارت کی اس نے انبیا کی زیارت کی۔ جس نے نبی کی زیارت کی گویا کہ اس نے خالق کی زیارت پائی، اور جس نے رب کی زیارت کی وہ جنت کا مستحق ہے۔ (نزہۃ المجالس، ص۲۹۹، ۲۹۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج مغربی طاقتیں علمائے کرام کا احترام دل سے نکال کر اسلام کی عظمت دل سے نکالنا چاہتی ہیں اور کسی حد تک اہل مغرب کامیاب بھی ہو چکے ہیں اور جاہل عوام چوراہے پر کھڑے ہو کر علما کی ہجو اور برائیوں میں سرگرم نظر آتی ہے اور خود کو چند عبادات کا پابند بنا کر ان کو حقیر سمجھتی ہے۔ خدارا مذکور حدیث شریف سے علما کی عزت سمجھو اور علما کی قدر کرو۔ ساتھ ہی ساتھ صاحبِ علم کو بھی لازم ہے کہ وہ اپنے علم کی قدر کرتے ہوئے نیابتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حق ادا کرنے کی کوشش کریں، اللہ عزوجل ہم سب کی اصلاح فرمائے۔

حضور سے ملاقات

ساقی حوض کوثر نبی برحق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے عالم کی زیارت کی گویا اس نے میری زیارت کی، جو عالم کی محفل میں بیٹھا گویا کہ وہ میرے پاس بیٹھا اور جس نے میری ہم نشینی کا اعزاز حاصل کیا وہ جنت میں بھی میرا ہم نشین ہوگا۔ (نزہۃ المجالس، ص۲۹۹)

حضرت بہز بن حکیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے عالموں کا استقبال کیا تحقیق اس نے میرا استقبال کیا اور جو عالموں کی ملاقات کے لئے گیا تو یقیناً وہ میری ملاقات کے لئے آیا اور جو عالموں کے ساتھ بیٹھا وہ تحقیق میرے ساتھ بیٹھا۔ اور جو میرے ساتھ بیٹھا وہ یقیناً میرے رب کی بارگاہ میں بیٹھا۔ (کنز العمال، ج۱، ص۹۷)

سبحان اللہ! ہم میں کون ہوگا جو رسولِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہم نشیں بننا نہ چاہتا ہو؟ جب ہم سب کی یہ خواہش ہے تو بس علمائے باعمل کی صحبت کو لازم پکڑیں،

اللہ عزوجل رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہم نشینی کا شرف عطا فرمائے گا۔ اللہ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔

عالم اور عابد میں فرق

حضور سید عالم فخر آدم و بنی آدم علیہ افضل الصلوات والتسلیم نے فرمایا: معمولی علم رکھنے والا بھی بکثرت عبادت کرنے والے عابد سے اچھا ہے۔

قُلُوْبُ الْعَالِمِیْنَ عَلَی الْمَعَالِیْ　　وَ اَیَّامُ الْوَرٰی شِبْهُ اللَّیَالِیْ

یعنی اہل علم کے دل بلندیوں پر ہیں اور مخلوق کے دن شب تاریک بن گئے۔

(نزہۃ المجالس، ص۳۰۱)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیثِ پاک سے یہ معلوم ہوا کہ علم عبادت سے افضل ہے۔ لہذا ہم لوگوں کو چاہئے کہ جس کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بہتر فرمایا ہم اس کو اختیار کرنے کی کوشش میں لگے رہیں مگر جو فرائض ہم پر اللہ نے رکھے ہیں ان کی ادائیگی میں کوتاہی بھی نہ کریں۔ اللہ عز وجل ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔

ورنہ تو ہلاک

نبیِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تو عالم بن یا طالب علم بن، یا علم کی مجلس میں شامل ہو یا علما یا طلبا سے محبت کرنے والا بن، ورنہ تو ہلاک ہو جائے گا۔

(نزہۃ المجالس، ص۳۰۲)

آج مسلمان کیوں ہلاک ہو رہے ہیں اس کی وجہ مذکورہ حدیث شریف سے واضح ہو گئی۔ بے شمار مسلمان علم، علما ان کے درس اور ان کی محبت سے دامن بچائے ہوئے ہیں ، آج ضرورت اس بات کی ہے کہ اگر اپنے آپ کو ہلاکت سے بچانا چاہتے ہو تو علم حاصل کرو، علم کی مجلس میں شامل ہو، علما اور طلبا سے محبت کرو۔ انشاء اللہ ہلاکت سے بچ جاؤ گے۔

غلام آزاد کرنے کا اجر

حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کسی کے سہارے سے عالم چلے گا اللہ تعالیٰ اسے ایک ایک قدم پر غلام آزاد کرنے کا ثواب عطا فرمائے گا۔ اور جو تعظیم وتکریم کے پیشِ نظر عالم کے سر کا بوسہ لیتا ہے اس کے ایک ایک بال کے بدلے نیکی لکھی جاتی ہے۔ (نزہۃ المجالس، ص۳۰۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث شریف سے علما کا مقام واضح ہوا اب ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم ان کی قدر کریں اور ان کے احترام میں کوتاہی ہرگز نہ کریں البتہ علمائے کرام کو اپنے دل میں یہ خواہش نہ رکھنی چاہئے کہ لوگ ان کا احترام کریں اس لئے کہ اگر وہ صاحبِ علم وعمل ہیں تو ان کی محبت اللہ عزوجل لوگوں کے دلوں میں پیدا فرما دے گا۔

۹۹۹ رحمتیں

نبیٔ کریم اروا حنا فداہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: شب وروز نوسو ننانوے رحمتیں اللہ تعالیٰ علما اور طلبا پر نازل فرماتا ہے اور باقی لوگوں پر ایک رحمت، علوم دینیہ کے حصول میں جسے موت نے آلیا اس کے اور انبیا کے درمیان درجۂ نبوت کے علاوہ کوئی چیز حائل نہیں ہوگی۔ (نزہۃ المجالس، ص۳۰۲)

سبحان اللہ! میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! طالبانِ علومِ دینیہ اور علما پر اللہ عزوجل کی کرم نوازی کی بارشیں تو دیکھو کہ سب پر ایک رحمت اور طالب علم اور علما پر ۹۹۹ ر رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ لہٰذا طلبا اور علما کی صحبت اختیار کرو انشاء اللہ ان کے طفیل کچھ رحمتیں ہم پر بھی برس جائیں گی۔ پروردگار ہم سب کو علمائے باعمل کی صحبت سے استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔

علما امت کے چراغ

نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے علما کی شان دریافت کی تو انہوں نے کہا: علمائے کرام آپ کی امت کے دنیا وآخرت میں چراغ ہیں اور وہ خوش نصیب ہے جو ان کی قدر و منزلت کو پہچانتا ہے اور ان سے محبت رکھتا ہے۔ اور وہ بڑا بدنصیب ہے جو ان سے مخاصمت رکھتا ہے۔ (نزہۃ المجالس، ص۳۰۲، ۳۰۳)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جبرئیل امین علیہ السلام سے سوال کر کے علما کے بارے میں ان کی کیا رائے ہے وہ ہم تک پہونچائی اب اگر اس کے باوجود ہم علمائے اہلِ سنت کی قدر نہ کریں تو ہم سے بڑھ کر کم نصیب کون ہوگا۔ یاد رکھیں! علما سے مراد علمائے اہلِ سنت ہیں لہٰذا گستاخ علما کا احترام نہیں کرنا چاہیے بلکہ ان سے دور رہ کر اپنے ایمان کی حفاظت کرنی چاہیے۔ اللہ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔

خلفا کی عزت

مخبر صادق نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے خلفا کی عزت کیا کرنا، عرض کیا گیا وہ کون ہیں؟ فرمایا: جو میری احادیث کا درس دیں گے اور میری امت تک میری باتیں پہچائیں گے اور جو جمعۃ المبارکہ کے دن میری احادیث میں غور وخوض کر کے اس سے عمدہ مسائل کا استنباط کرے گا اسے ستر ہزار غلاموں کے آزاد کرنے کے برابر ثواب عطا ہوگا۔ نیز اسے اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل ہوگی اور اس کی مغفرت یقینی ہے۔ (نزہۃ المجالس، ص۳۰۶)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ فرمانِ رسول سے ان علما کا مقام واضح ہوا جن کو رب قدیر نے فن حدیث میں مہارت عطا فرمائی ہے۔ اللہ عزوجل ان محدثین کے صدقہ و طفیل میں ہم سب کو علم حدیث کی دولت عطا فرمائے اور ان کے صدقہ و طفیل ہم سب کی بخشش فرمائے۔

امت کے سورج

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے صاحب علم کی شان دریافت فرمائی تو انہوں نے کہا: عالم آپ کی امت کے سورج ہیں، جو عالم کی قدر و منزلت کو پہچانتا ہے اور عزت بجالاتا ہے اس کے لئے جنت کی بشارت ہے اور جو ان کی معرفت اور شناسائی سے اعراض کرتا ہے اور دشمنی رکھتا ہے اس کے لئے تباہی و بربادی ہے۔
(نزہۃ المجالس، ص ۳۰۷)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیثِ مبارک سے پتہ چلا کہ عالم سے دل میں بغض نہیں رکھنا چاہئے ورنہ بربادی کا سامنا کرنا پڑے گا، ان کا احترام اور ان کی عزت کر کے جنت کا حقدار بنو نہ کہ توہین کر کے بربادی کو دعوت دو۔ اللہ عزوجل ہم سب کو علمائے اسلام کی عزت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

منزلِ شرافت

پیغمبر اسلام ارواحنا فداہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو علوم شرعیہ حاصل کرے اور میری امت کو سکھائے، عاجزی و انکساری اختیار کرے وہ جنت میں اتنا ثواب پائے گا کہ کوئی اس سے افضل نظر نہیں آئے گا۔ جنت میں اس کی منزل کا نام منزلِ شرافت ہوگا اور جنت میں ہر مقام سے حظِّ وافر پائے گا۔ (نزہۃ المجالس ص ۳۰۷)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! تشنگانِ علوم نبویہ کی پیاس بجھانا کتنی بڑی نیکی ہے اور اس کا اجر کتنا بلند ہے مذکورہ حدیثِ مبارکہ میں آپ نے ملاحظہ کیا، ساتھ ہی ساتھ اگر صاحب علم معلم انسانیت، باعث تخلیقِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظیم سنت عاجزی، انکساری اختیار کرے تو اس کو منزل شرافت سے نوازا جائے گا۔ کاش! ہم ان چیزوں کو سمجھتے اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کرتے۔

مرتبۂ نبوت سے قریب

نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سب لوگوں سے افضل مومن عالم ہے کہ جب اس کی طرف رجوع کیا جائے تو نفع دے اور جب اس سے بے نیازی برتی جائے تو وہ بھی بے نیاز ہو جائے۔ نیز ارشاد فرمایا کہ مرتبۂ نبوت سے سب سے زیادہ قریب عالم اور مجاہد ہیں۔ علما اس لئے کہ انہوں نے رسولوں کے پیغامات لوگوں تک پہنچائے، اور مجاہد اس لئے کہ انہوں نے انبیائے کرام کے احکامات کو بزورِ شمشیر پورا کیا اور ان کے احکامات کی پیروی کی۔ مزید ارشاد ہے کہ پورے قبیلے کی موت ایک عالم کی موت سے آسان ہے۔ اور فرمایا کہ قیامت کے دن علما کی سیاہی کی دواتیں شہدا کے خون کے برابر تولی جائیں گی۔ (مکاشفۃ القلوب، ص ۵۸۶)

اس حدیث شریف میں یہ بتایا گیا ہے کہ قبیلے کی موت سے بھی زیادہ ایک عالم کی موت باعثِ تکلیف ہے۔ ایک عالم کی حیات عالَم کی حیات کا سبب ہے اور ایک عالِم کی موت عالَم کی موت کا سبب ہے۔ آج علما اٹھتے جارہے ہیں علمائے باعمل اب اس دارِ فانی سے کوچ کررہے ہیں۔ آؤ ان سے استفادہ کریں اور اپنے دامن کو علم سے بھر لیں اور آخرت میں سرخروئی حاصل کرنے کا سامان مہیا کریں۔

دو چیزوں میں ہلاکت

حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ عالم علم سے کبھی سیر نہیں ہوتا یہاں تک کہ جنت میں پہنچ جاتا ہے۔ مزید فرمایا کہ میری امت کی ہلاکت دو چیزوں میں ہے علم کا چھوڑ دینا، اور مال کا جمع کرنا۔ (مکاشفۃ القلوب، ص ۵۸۶)

اللہ اکبر! میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہم آج اپنی ہلاکت کے اسباب پر غور کرتے ہیں اور وجہ تلاش کرتے ہیں لیکن آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بہت پہلے وجہ بیان فرما دیا تھا۔ یقیناً آج مسلمان جہالت کے

اندھیرے میں بھٹک رہا ہے اور مال کی لالچ میں اندھا ہو چکا ہے جس نے ہمیں تباہ و برباد کر دیا۔ اللہ عزوجل ہم سب کو علم کے حصول کی توفیق عطا فرمائے۔

چہرہ دیکھنا عبادت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پانچ چیزیں عبادت سے ہیں کم کھانا، مسجد میں بیٹھنا، کعبہ دیکھنا، مصحف کو دیکھنا اور عالم کا چہرہ دیکھنا۔ (فتاویٰ رضویہ،۴/۶۱۶، جامع الاحادیث ص۱۷۲)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پانچ چیزیں عبادت سے ہیں۔ مصحف کو دیکھنا، کعبہ کو دیکھنا، ماں باپ کو دیکھنا، زمزم کے اندر نظر کرنا اور اس سے گناہ اترتے ہیں، اور عالم کا چہرہ دیکھنا۔
(فتاویٰ رضویہ،۴/۶۱۶)

شیطان پر بھاری

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **فَقِیۡہٌ وَاحِدٌ اَشَدُّ عَلٰی الشَّیۡطٰنِ مِنۡ اَلۡفِ عَابِدٍ**" دین کی سمجھ رکھنے والا ایک شخص (عالم) شیطان پر ایک ہزار عابدوں کے مقابلہ میں زیادہ بھاری ہے۔ (ابن ماجہ،ص:۲۰)

علما انبیا کے وارث

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: علما وارثِ انبیا ہیں، انبیا نے درہم و دینار ترکہ میں نہ چھوڑے، علم اپنا ورثہ چھوڑا ہے۔ جس نے علم پایا اس نے بڑا حصہ پایا۔ (جامع الاحادیث،ص۱۷۳)

غلطی ایک گناہ دو

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عالم کا گناہ ایک گناہ اور جاہل کا گناہ دو۔ کسی نے عرض

کیا: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کس لئے؟ فرمایا: عالم پر وبال اسی کا ہے کہ گناہ کیوں کیا اور جاہل پر ایک عذاب گناہ کا اور دوسرا نہ سیکھنے کا۔ (فتاویٰ رضویہ، ۱/۴۷)

قبر میں بھی نیکیاں جاری

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب انسان مرجاتا ہے تو اس سے اس کا عمل کٹ جاتا ہے۔ مگر تین چیزوں کا ثواب برابر جاری رہتا ہے، صدقۂ جاریہ اور علم جس سے نفع حاصل کیا جائے، یا نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرے۔ (مسلم، مشکوٰۃ، ص۳۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج ہم دولت جمع کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کرتے جب کہ یہ سب زمین پر ہی رہ جائیں گے لیکن ہم نے اگر علم کے فروغ کے لئے کچھ کام کیا یا خود ہم نے کچھ شاگردوں کو تیار کر دیا تو انشاء اللہ مرنے کے بعد بھی سب کا ثواب ہم کو ملتا رہے گا۔

کیا حسد جائز ہے؟

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دو چیزوں کے سوا کسی میں حسد جائز نہیں۔ ایک وہ شخص جسے اللہ نے مال دیا اور وہ اسے راہِ حق میں خرچ کرے۔ اور دوسرا وہ شخص جس کو اللہ نے دین کا علم عطا فرمایا تو وہ اس کے مطابق فیصلہ کرتا ہے اور اس کی تعلیم دیتا ہے۔

(بخاری شریف، جلد اول ص ۱۷)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! حسد بندے کی فطرت میں شامل ہے۔ بندہ کسی کو مال و جاہ، شہرت و بلندی پر دیکھ کر اس کے زوال کی تمنا دل میں پیدا کرتا ہے اور دل ہی دل میں یہ چاہتا ہے کہ یہ نعمت اس سے زائل ہو کر مجھے حاصل ہو اور اسی کا نام حسد ہے، بندے کو چاہیئے کہ ایسی تمنا کبھی بھی اپنے دل میں

نہ لائے کہ اس قسم کی خواہش سے اس کی ساری نیکیاں تباہ ہو جاتی ہیں۔ ہاں یہ تمنا ضرور کر سکتا ہے کہ اے اللہ! جو نعمت تو نے اسے عطا فرمائی ہے وہ نعمت اپنے فضل سے مجھے بھی عطا فرما یہ حسد نہیں بلکہ رشک ہے۔

فرماں بردار رہو

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں اگر عالم متقی اور پرہیزگار ہو اور علمائے سلف کا متبع اور فرماں بردار ہو اور ایسے علوم پڑھاتا ہو جس میں دنیا کے غرور اور فریب سے ڈرنے کا بیان ہو تو ایسے عالم سے پڑھنا کیسا اس کی صحبت باعث منفعت ہے بلکہ اس کی زیارت بھی موجبِ سعادت، آدمی اگر وہ علم سیکھے جو مفید ہوتا ہے تو سبحان اللہ یہ سب کاموں سے بہتر ہے۔ اور مفید وہ علوم ہیں جن سے دنیا کی حقارت اور عقبیٰ کی عظمت کے حالات معلوم ہوں اور جن سے آدمی آخرت کے منکروں اور دنیا داروں کی نادانی اور حماقت کو جانتا ہے۔　　　(کیمیائے سعادت، ص۱۳۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! علمائے ربانیین کی کمی نہیں جو متبعِ سنت بھی ہیں دنیا کو حقیر بھی سمجھتے ہیں۔ البتہ ان کی تلاش مشکل ہے۔ آج بھی ایسے علما ہیں جو دنیا اور دنیا داروں کی طرف کی للچائی ہوئی نگاہ نہیں ڈالتے بلکہ ان کی نظر ہمیشہ رضائے الٰہی و رضائے رسول ہی پر رہتی ہے۔ ایسے باعمل علما کی صحبت میں بیٹھنے سے دل بھی زندہ ہوتا ہے اور آخرت کی تیاری کا جذبہ وشوق بیدار ہوتا ہے لہٰذا ایسے علما کی صحبت میں ضرور بیٹھیں۔ اللہ عزوجل علمائے ربانیین کی صحبت سے استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔

عذاب اٹھا لیا جاتا ہے

حضرت امام تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ شرح عقائد میں بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کسی عالم یا متعلم کا کسی شہر یا بستی سے گزر ہوتا ہے تو

چالیس دن تک وہاں کے قبرستان سے عذاب اٹھالیا جاتا ہے۔ (نزہۃ المجالس، ص ۳۰۰)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! جب عالم یا متعلم کے کسی شہر یا بستی سے گزرنے پر قبرستان والوں پر اتنا کرم ہوجاتا ہے تو جہاں ان کا قیام ہو، جن سے ان کی محبت اور دوستی ہو اور جو ان کی خدمت میں لگے ہوں ان پر مولیٰ کا کتنا کرم ہوگا؟ لہٰذا عالم اور متعلم کی خدمت کرتے رہو انشاءاللہ دونوں جہاں میں اس کا فائدہ حاصل ہوگا۔

زمین وآسمان کو سنوارا گیا

ربیع الابرار میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان کو تین چیزوں سے مزین فرمایا آفتاب ومہتاب اور تاروں سے اور زمین کو بھی تین چیزوں سے زینت عطا فرمائی، علما سے، بارش سے اور عدل وانصاف کے پیکر بادشاہ سے۔ (نزہۃ المجالس، ص ۳۰۰)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آسمان کی زینت آفتاب و ماہتاب اور تاروں سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ بغیر آفتاب و ماہتاب اور تاروں سے آسمان کیوں کر خوبصورت نظر آسکتا ہے؟ بالکل اسی طرح اگر زمین پر بارش نہ ہوتو زمین کے خزانے باہر نہیں آسکتے۔ اسی طرح اگر روئے زمین پر علمائے کرام کی مقدس جماعت نہ ہوتو معاشرہ تباہ وبرباد ہوجائے گا کیوں کہ علمائے کرام امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہتے ہیں جس کی وجہ سے زمین پر فسادات، خوں ریزیاں، حقوق کی پامالی وغیرہ برے کام نہیں ہوتے اس لئے یہ علما زمین کی زینت ہیں۔ لہٰذا علما کی قدر کرو اور ان سے فائدہ حاصل کرو۔

حوضِ کوثر کا پانی

حضرت نقی علی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: عبادت گزار حوض کوثر سے خود پانی حاصل کریں گے مگر علمائے کرام کو یہ سعادت نصیب ہوگی کہ صاحبِ حوضِ کوثر نبی مکرم محبوب اعظم

اپنے دستِ مبارک سے بھر بھر کر پیالے پلائیں گے۔ (نزہۃ المجالس، ص۳۰۰)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ فرمان سے آپ اچھی طرح جان گئے ہوں کہ علمائے ذوی الاحترام کا مرتبہ رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نزدیک کیا ہے کہ رسولِ گرامی وقار اپنے مقدس ہاتھوں سے انہیں سیراب فرمائیں گے۔

دو دشمن

بلبل شیراز حضرت علامہ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دو انسان ملک اور دین کے دشمن ہیں ایک وہ بادشاہ جو بردباری سے خالی ہو اور دوسرا وہ عابد جو علم سے خالی ہے۔ (گلستانِ سعدی، ص ۲۴۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج جاہل عابدوں کا زور دن بہ دن بڑھتا جارہا ہے۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ معاشرے میں صاحبِ علم کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی لیکن اگر چند معمولات کا پابند کوئی عابد ہو بھلے اس کا قرآن شریف پڑھنا بھی درست نہ ہو اور مسائل شرعیہ سے بالکل واقفیت نہ رکھتا ہو ایسے شخص کو لوگ عالم دین سے زیادہ فوقیت دیتے ہیں جبکہ دیکھا جائے تو ایسا شخص دین کا دشمن ہے۔ اور ایسا بادشاہ جو حلم سے خالی ہو وہ ملک کا دشمن ہے اس سے ملک تباہ ہوتا ہے اور وہ عابد جو علم سے خالی ہو وہ دین کا دشمن ہے۔ لہٰذا ہم دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو علم وحلم کی دولت سے مالا مال فرمائے۔

اہمیت علم

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ علما کے علم حاصل کر لینے کے بعد کون سی چیز ان کے دلوں سے علم نکال لیتی ہے؟ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: لالچ، حرص اور لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانا۔

کسی شخص نے حضرت فضیل علیہ الرحمہ سے اس قول کی تشریح چاہی تو انہوں نے جواب دیا کہ انسان لالچ میں جب کسی چیز کو اپنا مطلب ومقصود بنالیتا ہے تو اس کا دین رخصت ہوجاتا ہے۔حرص یہ ہے کہ انسان کبھی اس چیز کی اور کبھی اس چیز کی طلب میں رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ سب کچھ حاصل کرنا چاہتا ہے۔اور کبھی اس مقصد کے حصول کے لئے تیرا سابقہ مختلف لوگوں سے پڑے گا جب وہ تیری ضرورتیں پوری کریں گے تو تیری ناک میں نکیل ڈال کر جہاں چاہیں گے لے جائیں گے۔وہ تجھ سے اپنی عزت چاہیں گے اور تو رسوا ہوجائے گا۔اور اسی محبتِ دنیا کے باعث جب بھی تو ان کے سامنے سے گزرے گا انہیں سلام کرے گا۔اور جب وہ بیمار ہوں گے تو عیادت کو جائے گا۔اور یہ تیرے تمام افعال خدا کی رضا کے لئے نہیں ہوں گے۔تیرے لئے بہت اچھا ہوتا اگر تو ان کا محتاج نہ ہوتا۔ (مکاشفۃ القلوب،ص۲۶۰،۲۵۹)

تعظیمِ علما

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: علما کے حق کو ہلکا نہ جانے گا مگر منافق۔(جامع الاحادیث)

میری امت سے نہیں

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو ہمارے عالم کا حق نہ پہچانا وہ میری امت سے نہیں۔

(جامع الاحادیث)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! عالمِ دین کا مقام اور ان کے رتبے جب تک ہم نہیں سمجھیں گے اس وقت تک ان کا حق ادا نہیں کر سکیں گے۔یادرکھیں عالمِ دین کا حق یہ ہے کہ ان کا احترام کریں، ادب بجالائیں، ان کی ضروریات کا خیال رکھیں اور ان کی غیبت نہ کریں، ان کے احکام جو قرآن وسنت

کے مطابق ہوں بجالائیں، ان کی خدمت میں کوتاہی نہ کریں۔ اگر عالم کا حق ادا نہ کیا گیا تو رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ناراض ہو سکتے ہیں، لہٰذا ہم پر لازم ہے کہ ہم ان کے حقوق ہمیشہ ادا کرتے رہیں تاکہ اللہ ورسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحمت کے مستحق بنیں۔ اللہ عزوجل ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کہیں تشریف فرما ہوئے، صاحبِ خانہ نے حضرت کے لئے مسند حاضر کی، آپ اس پر رونق افروز ہوئے اور فرمایا کوئی گدھا ہی عزت کی بات قبول نہ کرے گا۔

(جامع الاحادیث، مسند الفردوس، جلد۵، ص۱۲۱)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! جب کوئی عزت دے تو اس کے قبول کرنے سے انکار نہیں کرنا چاہئے۔ ہاں اگر علما موجود ہوں اور کوئی دوسرا مسند پیش کرے تو چاہئے کہ اس کو قبول کر کے علمائے کرام کی خدمت میں پیش کر دیا جائے کہ یہ ان کا زیادہ حق ہے کہ اس طرح اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور یہ نائبِ رسول بھی اس سے راضی ہو جائیں گے اور ان شاء اللہ اس خدمت کا صلہ دونوں جہاں میں ملے گا۔

وہ منافق ہے

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین شخص ہیں جن کے حق کو ہلکا نہ جانے گا مگر منافق، کھلا منافق۔ ازآں جملہ، ایک بوڑھا مسلمان، دوسرا مسلمان بادشاہِ عادل، تیسرا عالم کہ مسلمانوں کو نیک بات بتائے۔　(المعجم الکبیر للطبرانی جلد۸، صفحہ۲۰۲)

عارف باللہ عاشق رسول سیدی وسندی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں۔

اگر عالم کو اس لئے برا کہتا ہے کہ وہ عالم ہے جب تو صریح کافر ہے، اور اگر

بوجہِ علم اس کی تعظیم فرض جانتا ہے مگر اپنی کسی دنیوی خصومت کے باعث برا کہتا ہے، گالی دیتا ہے، تحقیر کرتا ہے تو سخت فاسق و فاجر ہے اور اگر بے سبب رنج رکھتا ہے، مریض القلب، خبیث الباطن ہے اور اس کے کفر کا اندیشہ ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد۹، صفحہ ۹۷۳)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! یوں تو عام مومن بندے کے سلسلے میں دل کو صاف رکھنے کا حکم فرمایا گیا لیکن خصوصاً علما کی عزت اور ان کے لئے اپنے دل کو صاف رکھنا اور ان سے محبت کرنا یہ ایسے اعمال ہیں کہ انشاء اللہ ان سے ہمارا خاتمہ بالخیر ہوگا۔

عالم اور جاھل

سیدی وسندی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ جل وعلا علما و جہلا کو برابر نہ رکھا تو مسلمانوں پر بھی ان کا امتیاز لازم ہے۔ اسی باب سے ہے علمائے دین کو مجالس میں صدر مقام ومسند اکرام پر جگہ دینا کہ سلفاً وخلفاً شائع وذائع اور شرعاً وعرفاً مندوب ومطلوب، ہاں علما وسادات کو یہ ناجائز وممنوع ہے کہ آپ اپنے لئے سب سے امتیاز چاہے اور اپنے نفس کو مسلمانوں سے بڑا جانیں کہ یہ تکبر ہے اور تکبر مَلِک جبار جَلَّتْ عَظَمَتُهٗ کے سوا کسی کو لائق نہیں۔ بندہ کے حق میں گناہ اکبر ہے۔ ''اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ'' کیا جہنم میں نہیں ہے ٹھکانہ تکبر والوں کا۔ جب سب علما کے آقا، سب سادات کے باپ، حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انتہائی درجہ کے تواضع فرماتے اور مقام ومجلس خورش وروش کی امر میں اپنے بندگان بارگاہ پر امتیاز نہ چاہتے تو دوسرے کی کیا حقیقت ہے، مگر مسلمانوں کو یہی حکم ہے کہ سب سے زائد علما وسادات کا اعزاز وامتیاز کریں، یہ ایسا ہے کہ کسی شخص کو لوگوں سے اپنے لئے طالب قیام ہونا مگر وہ اور لوگوں کا معظم دینی کے لئے قیام مندوب، پھر جب اہل اسلام ان کے ساتھ امتیاز خاص کا برتاؤ کریں تو اس کا قبول انہیں ممنوع نہیں۔ (جامع الاحادیث، فتاویٰ رضویہ، جلد۱۰، ص۱۴۰)

قیامت میں رُسوائی

نور مجسم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے عالم کی توہین کی تحقیق اس نے علم دین کی توہین کی اور جس نے علمِ دین کی توہین کی تحقیق اس نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کی اور جس نے نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کی یقیناً اس نے جبریل علیہ السلام کی توہین کی، اور جس نے جبریل علیہ السلام کی توہین کی تحقیق اس نے اللہ کی توہین کی، اور جس نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی توہین کی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل ورسوا کرے گا۔ (تفسیر کبیر، جلد ا، ص ۲۸۱)

عالم کی عیب جوئی سبب ہلاکت

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عالم زمین میں اللہ تعالیٰ کی دلیل وحجت ہیں تو جس نے عالم میں عیب نکالا وہ ہلاک ہوگیا۔ (کنز العمال، جلد ۱۰، ص ۷۷)

حضرت علامہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: جس نے عالم کو حقیر سمجھا اس نے اپنے دین کو ہلکا کیا۔ (تفسیر کبیر، جلد ۱۰، ص ۲۸۲)

عالم کو ''مولویا'' کہنا

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ مجمع الانہار میں ہے جو شخص کسی عالم کو ''مولویا'' اس کی تحقیر کے لئے کہے وہ کافر ہے۔ عالم کی خطا گیری اور اس پر اعتراض حرام ہے اور اس کے سبب رہنمائے دین سے کنارہ کش ہونا اور استفادہ ومسائل چھوڑ دینا اس کے حق میں زہر ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۰، ص ۳۹۵)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! سوچو، عالم کے لئے تحقیر کا لفظ یعنی ''مولویا'' استعمال کرنا ایمان کو برباد کرتا ہے، کیا آج مسلمان عالمِ دین کو اس قسم کے الفاظ سے برا بھلا نہیں کہتے؟ ایسے لوگ اللہ سے ڈریں اور نائبینِ رسول کی توہین سے اپنی زبان کی حفاظت کریں۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! عالم سے اپنا تعلق ہر حال میں جوڑے رکھنا چاہئے اس لئے کہ عالمِ دین سے تعلق، ان کے پاس آمد ورفت سے آپ کے علم میں اضافہ ہوگا نیز ان کی حکمت بھری باتیں سن کر دلوں میں نور پیدا ہوگا اور غفلت دور ہوگی۔

حضرت علامہ صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ علم دین اور علما کی توہین بے سبب یعنی محض اس وجہ سے کہ عالمِ علم دین ہے، کفر ہے۔ (بہارِ شریعت نہم ص ۱۳۱)

علما کے پاس بیٹھنا عبادت

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے ''مُجَالَسَةُ الْعُلَمَاءِ عِبَادَةٌ'' یعنی عالموں کے ساتھ بیٹھنا عبادت ہے۔ (کنز العمال، جلد دہم ص ۸۴)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج صحبتِ علما سے استفادہ کا جذبہ بالکل ختم ہو چلا ہے بلکہ تھوڑے سے عمل پر آج کا مسلمان اپنے آپ کو سب کچھ سمجھ بیٹھتا ہے، خدارا اپنی اصلاح کریں اور عالمِ دین کی صحبت اختیار کریں۔

علما کی مجلس جنت کا باغ

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جب تم جنت کے باغوں سے گزرو تو چرلیا کرو، عرض کیا گیا جنت کے باغ کیا ہیں؟ فرمایا: عالموں کی مجلس۔

(کنز العمال)

سال بھر کی عبادت سے بہتر

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شریعت کی ایک بات کا سننا سال بھر کی عبادت سے بہتر ہے۔ اور علم دین کی گفتگو کرنے والوں کے پاس ایک گھڑی بیٹھنا غلام آزاد کرنے سے بہتر ہے۔ (کنز العمال جلد اول، ص ۱۰۱)

سب سے بڑی مجلس علما کی

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ عالموں کی مجلسوں سے الگ نہ رہو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے روئے زمین پر عالموں کی مجلسوں سے بڑھ کر کسی مٹی کو نہیں پیدا فرمایا۔ (تفسیر کبیر، جلد اول ص ۲۸۳)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! جب روئے زمین پر علما کی محفل سے بڑھ کر کوئی محفل نہیں تو ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم ان محفلوں میں ضرور حاضری دیں تاکہ ان عظیم محفلوں میں شرکت کی وجہ سے ہم بھی عظیم بن جائیں۔

کس عالم کی صحبت میں بیٹھیں

غوث صمدانی، قطبِ ربانی، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایسے عالم کی صحبت میں بیٹھو جو پانچ چیزوں کو چھڑا کر پانچ چیزوں کی ترغیب دے، دنیا کی رغبت نکال کر زہد کی ترغیب دے، ریا سے نکال کر اخلاص کی تعلیم دے، غرور چھڑا کر تواضع کی ترغیب دے، کاہلی سے بچا کر وعظ و نصیحت کرنے کی ترغیب دے اور جہالت سے نکال کر علم کی ترغیب دے۔ (غنیۃ الطالبین، مترجم، ص ۴۵۱)

اور حضرت فقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو شخص عالم کے پاس بیٹھے اور علم کی بات یاد نہ رکھ سکے اس کے لئے بھی سات خوبیاں ہیں۔

اول علم حاصل کرنے والوں کا ثواب پائے گا۔

دوم جب تک عالم کے پاس بیٹھا رہے گا گناہ سے بچے گا۔

سوم جب علم حاصل کرنے کے لئے اپنے گھر سے نکلے گا اس پر رحمت نازل ہوگی۔

چہارم جب علم کے حلقہ میں بیٹھے گا اور ان پر رحمت نازل ہوگی تو اس کا بھی اس میں حصہ ہوگا۔

پنجم جب تک دین کی باتیں سنے گا اس کے لئے فرماں برداری لکھی جائے گی۔

ششم جب کہ وہ سنے گا اور نہیں سمجھے گا تو ادراک علم سے محرومی کے سبب اس کا دل تنگ ہوگا۔تو وہ غم اس کے لئے خدائے تعالیٰ کی بارگاہ کا وسیلہ بن جائے گا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''اَنَا عِنْدَ الْمُنْكَسِرَةِ قُلُوْبُهُمْ لِاَجْلِیْ'' یعنی میں ان لوگوں کے پاس ہوں جن کے دل میرے لئے ٹوٹنے والے ہیں۔(حدیثِ قدسی)

ہفتم وہ مسلمانوں سے عالموں کی تعظیم اور فاسقوں کی توہین دیکھے گا تو اس کا دل فسق سے نفرت کرے گا اور علم دین کی طرف مائل ہوگا۔ اسی لئے نیک لوگوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیٹھنے کا حکم فرمایا ہے۔(تفسیرِ کبیر، ج ۱،ص ۲۷۷)

آٹھ قسم کے آدمی

حضرت فقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو شخص آٹھ قسم کے آدمیوں کے پاس بیٹھے گا اللہ تعالیٰ اس میں آٹھ چیزیں بڑھا دے گا۔

0 جو مالداروں کے پاس بیٹھے گا اس کے دل میں دنیا کی محبت ورغبت زیادہ ہوگی۔

0 جو درویشوں کے ساتھ بیٹھے گا اس کو اللہ تعالیٰ کی تقسیم نعمت پر شکر ورضا کی توفیق ہوگی۔

0 جو بادشاہ کے پاس بیٹھے گا اس میں سختی وتکبر زیادہ ہوگا۔

0 جو عورتوں کے ساتھ بیٹھے گا اس میں شہوت وجہالت بڑھے گی۔

0 جو بچوں کے پاس بیٹھے گا اس میں ہنسی مذاق زیادہ ہوگا۔

0 جو فاسقوں کے پاس بیٹھے گا اس میں گناہوں پر جرأت بڑھے گی۔

0 جو نیکوں کے پاس بیٹھے گا اس میں فرماں برداری کی رغبت زیادہ ہوگی۔

0 جو عالموں کے پاس بیٹھے گا اس کا علم اور تقویٰ بڑھ جائے گا۔(تفسیرِ کبیر)

زبان کی رکاوٹ دور

حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ارشاد ہے کہ جو شخص علما کی محفل میں اکثر حاضر ہوتا ہے اس کی زبان کی رکاوٹ دور ہو جاتی ہے، ذہن کی الجھنیں کھل جاتی ہیں اور جو کچھ حاصل کرتا ہے اس کے لئے باعث مسرت ہوتا ہے۔ اس کا علم اس کے لئے ایک ولایت ہے اور فائدہ مند ہوتا ہے۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۵۸۷)

تلاوت قرآن سے بھتر

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجلس علمی میں حاضر ہونا ہزار رکعت پڑھنے اور ہزار بیماروں کی عیادت کرنے اور ہزار جنازوں میں شریک ہونے سے بہتر ہے۔ کسی نے عرض کیا: تلاوت قرآن سے بھی؟ آپ نے ارشاد فرمایا: قرآن بغیر علم کے کب مفید ہے؟ (احیاء العلوم ج ۱، ص ۵۳)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آپ اپنے اوقات کا کچھ حصہ فہم قرآن کے لئے خاص کرلیں جس کے لئے ترجمۂ قرآن کنزالایمان کا پابندی کے ساتھ مطالعہ کرنا بہت سودمند ثابت ہوگا اور علمائے کرام کی مجالس میں حاضری کو بھی لازم کرلو انشاء اللہ اس کا فائدہ آپ کو دونوں جہاں میں نظر آئے گا۔

حضور کو مجلس علم پسند

ایک دن حضور اکرم رحمت دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باہر تشریف لائے، آپ نے مجلسیں دیکھیں تو ایک تو اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے اور اس کی طرف راغب تھے، دوسری مجلس والے لوگوں کو علم سکھاتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ مجلس اول کے لوگ تو اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں اگر وہ چاہے تو ان کو دے اور چاہے تو نہ دے، مگر دوسری مجلس والے، لوگوں کو تعلیم کرتے ہیں اور مجھ کو بھی اللہ تعالیٰ نے تعلیم کرنے والا ہی بھیجا ہے پھر آپ دوسری مجلس والوں کے پاس تشریف لے جاکر ان کے پاس بیٹھ گئے اور فرمایا اس کی مثال

جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا ہے یعنی ہدایت اور علم کی مثال بارش جیسی ہے جو زمین پر برستی ہے زمین کا ایک قطعہ ایسا ہو کہ پانی جذب کرے اور گھاس وغیرہ بہت اگائے اور ایک ٹکڑا ایسا ہو کہ پانی روک رکھے لوگوں کو اللہ تعالیٰ اس سے نفع دے کہ جو پئیں اور کھیتی کو سیراب کریں اور ایک ٹکڑا ایسا ہو کہ پانی روک رکھے لیکن اس کے لئے گھاس وغیرہ نہ اُگے۔ (احیاء العلوم، جلداول، ص ۵۶)

میرے پیارے آقا کے پیارے دیوانو! علم کی محفل میں تشریف لے جا کر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ واضح فرمادیا کہ یہ محفل مجھے دوسری تمام محفلوں سے زیادہ پسند ہے، لہٰذا ہم کو بھی چاہئے کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پسندیدہ محفل یعنی تعلیم وتعلم کی محفل میں حاضر ہوتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت لقمان کی وصیت

حضرت لقمان حکیم رحمۃ اللہ علیہ اپنے صاحب زادہ کو وصیت کی کہ اے بیٹے علماء کے پاس بیٹھ اور اپنا زانوں ان کے زانوں سے ملا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نورِ حکمت سے دلوں کو ایسا زندہ کرتا ہے جیسے زمین کو بارش سے سرسبز کرتا ہے۔ (احیاء العلوم جلداول ص ۵۲)

سَتّر مجلسوں کا کفارہ

حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ ایک مجلس علم کی گفتگو ستر مجلسوں کا کفارہ ہوتی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ہزار شب بیدار روزہ دار عابدوں کا مرجانا ایسے عالم کی موت سے کم ہے جو اللہ تعالیٰ کے حلال وحرام میں ماہر ہو۔

(احیاء العلوم جلداول، ص ۵۳)

علم کی اہمیت اسلاف کی نظر میں

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے مروی ہے۔ علم خزانے ہیں اور ان کی کنجی سوال کرنا ہے، سوال کرو اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے گا۔ (کنزالعمال ص ۷۶)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! قرآن مقدس میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ نہ جاننے والے جاننے والوں سے پوچھ لیں۔آج ہم کوئی مسئلہ نہیں جانتے تو پوچھنے میں شرم محسوس کرتے ہیں۔سوال پوچھنے پر عزت نہیں جائے گی بلکہ اللہ رحم فرمائے گا۔آج ہر کوئی چاہتا ہے کہ اللہ اس پر رحم کرے تو اس کا آسان سا طریقہ یہ ہے کہ علمائے اہلِ سنت کے پاس جا کر دینی ودنیوی مسائل کا حل پوچھو اور اپنی معلومات میں اضافہ کرو، نیز ان کے بتائے ہوئے راستے پر چل کر رحمت الٰہی کے حقدار بنو۔

یتیم کون

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا۔

لَیْسَ الْجَمَالُ بِاَثْوَابٍ تُزَیِّنُنَا اِنَّ الْجَمَالَ جَمَالُ الْعِلْمِ وَ الْاَدَبِ
لَیْسَ الْیَتِیْمُ الَّذِیْ قَدْ مَاتَ وَالِدُہٗ بَلِ الْیَتِیْمُ یَتِیْمُ الْعِلْمِ وَ الْحَسَبِ

یعنی جو کپڑے ہمیں زینت دیتے ہیں ان سے حقیقی خوبصورتی نہیں ہے بلکہ خوبصورتی علم اور ادب سے ہے، جس بچے کے والد کا انتقال ہو جائے وہ حقیقی یتیم نہیں ہے بلکہ علم اور حسب سے جو خالی ہے وہ حقیقی یتیم ہے۔
میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج لباس کے ذریعے آدمی اپنے کو خوبصورت ظاہر کرنا چاہتا ہے جبکہ انسان کی خوبصورتی علم اور ادب سے ہے۔آدمی اس کو یتیم سمجھتا ہے جس کے والد کا انتقال ہو جاتا ہے۔لیکن مولائے کائنات رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یتیم وہ ہے جس کے پاس علم وحسب نہیں۔کاش! ہم حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذکورہ ارشاد کو سامنے رکھتے اور طالب علم کی ہر ممکن کوشش کر کے اپنے آپ کو سنوارتے۔

مال فانی، علم باقی

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کا فرمان عالیشان ہے۔

رَضِیْنَا قِسْمَةَ الْجَبَّارِ فِیْنَا لَنَا عِلْمٌ وَّ لِلْجُهَّالِ مَالٌ
فَاِنَّ الْمَالَ یَفْنِیْ عَنْ قَرِیْبٍ وَاِنَّ الْعِلْمَ بَاقٍ لَّا یَزَالُ

ہم خدائے تعالیٰ کے فیصلے پر راضی ہیں کہ ہم کو علم دیا اور گنواروں کو مال دیا
کیوں کہ مال عنقریب فنا ہو جائے گا اور علم باقی رہے گا ختم نہیں ہو گا۔

پتہ چلا کہ مالداروں کو عیش وعشرت کی زندگی گزارتے دیکھ کر افسردہ ہونا سچے عالم دین کا شیوہ نہیں بلکہ مولائے کائنات رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان کی روشنی میں جسے علم کی دولت اللہ عزوجل سے مل جائے اسے خوش ہو جانا چاہئے کہ اللہ عزوجل نے فنا ہو جانے والی چیز کی بجائے باقی رہنے والی چیز اور دونوں جہاں میں فائدہ پہونچانے والی چیز عطا فرمادی۔

اچھی خصلت

ایک اور مقام پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ''اَلْعِلْمُ خَلِیْلُ الْمُؤْمِنِ وَ الحِلْمُ وَزِیْرُهٗ وَ العَقْلُ دَلِیْلُهٗ وَ العَمَلُ قَائِدُهٗ وَ الرِّفْقُ وَالِدُهٗ وَ الصَّبْرُ اَمِیْرُ جُنُوْدِهٖ فَنَاهِیْکَ بِخَصْلَةٍ تَتَأَمَّرُ عَلیٰ هٰذِهِ الخَصْلَةِ الشَّرِیْفَةِ'' علم، مومن کا گہرا دوست ہے، بردباری اس کا وزیر ہے، عقل اس کی دلیل ہے، عمل اس کا پیشوا ہے، نرمی اس کا باپ ہے، صبر اس کے لشکر کا کمانڈر رہے، تو اپنے آپ کو اس خصلت سے روکو جو کہ اس شریف خصلت پر غلبہ کرے۔

افضل دولت

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا مال سے علم سات وجہوں سے افضل ہے۔

۱) علم انبیاء علیہم السلام کی میراث ہے اور مال فرعون کی میراث ہے۔

۲) علم خرچ کرنے سے نہیں گھٹتا اور مال گھٹتا ہے۔

۳) مال حفاظت کا محتاج ہوتا ہے اور علم عالم کی حفاظت کرتا ہے۔

۴) جب آدمی مرجاتا ہے اس کا مال دنیا میں باقی رہتا ہے۔اور علم اس کے ساتھ قبر میں جاتا ہے۔

۵) مال،مومن اور کافر دونوں کو حاصل ہوتا ہے اور علم دین صرف مومن کو حاصل ہوتا ہے۔

۶) سب لوگ اپنے دینی معاملے میں عالم کے محتاج ہیں۔اور مالدار کے محتاج نہیں۔

۷) علم سے پل صراط پر گزرنے میں قوت حاصل ہوگی اور مال اس میں رکاوٹ پیدا کرے گا۔ (تفسیر کبیر ص ۲۷۷)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مولائے کائنات رضی اللہ عنہ نے علم کی فضیلت نہایت ہی عمدہ اور آسان مثالوں کے ذریعہ بتا دی۔کیا اب اس کے بعد بھی کوئی علم حاصل کرنے میں سستی کرسکتا ہے؟ آج ہم اپنی عقل سے عزت کو حاصل کرنے نکل پڑے ہیں۔اور پھر سمجھتے ہیں کہ ہم سے زیادہ کوئی عقلمند نہیں۔کیا آج لوگ نہیں کہتے کہ جس کے پاس مال نہیں تو کچھ نہیں۔میں کہتا ہوں مال ضروری ہے۔لیکن وہ علم سے بہتر نہیں اور کیوں بہتر نہیں وہ آپ ملاحظہ کر چکے۔ مولائے کائنات رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہتر فائدہ مند چیز کے بارے میں کون بتا سکتا ہے۔لہٰذا اپنی عقل کو درست کرلیں اور علم کو فوقیت دینے کی کوشش کریں۔اللہ عزوجل ہم

سب کو مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کے صدقہ و طفیل علم نافع کی دولت عطا کرے۔

علم اور مال

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ علم اور مال ہر عیب کو چھپاتے ہیں۔اور جہالت وغریبی ہر عیب کو کھولتے ہیں۔ (کنزالعمال،ص۷۷)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہمارے بزرگانِ دین ظاہری ٹھاٹھ کے ساتھ نہیں رہتے، بلکہ نہایت ہی سادگی میں رہتے، لیکن ان کی زبانِ اقدس سے علم وحکمت کی باتیں نکلتیں تو وقت کے بڑے سے بڑے تاجدار اور مالدار بھی خراجِ عقیدت پیش کرتے۔علم کی وجہ سے انسان میں موجود بے شمار عیوب چھپ جاتے ہیں اور مال اگر حلال ہے اور اچھے کاموں میں آدمی خرچ کرتا ہے تو اس میں موجود بہت ساری کوتاہیوں پر پردہ پڑ جاتا ہے۔لہٰذا علم اور مال دونوں کو نیک مقصد کے لئے حاصل کرنے کی کوشش کرو۔

علم کی مثال

حضرت علامہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے قول ”اَنۡزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مَاءً فَسَالَتۡ اَوۡدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا فَاحۡتَمَلَ السَّيۡلُ زَبَدًا رَّابِيًا“ خدائے عزوجل نے آسمان سے پانی اتارا تو نالے اپنے اپنے لائق بہہ نکلے تو پانی کی رَو اُس پر اُبھرے ہوئے جھاگ اٹھالائی۔(پ۱۳،رکوع۸)

اس کے بارے میں بعض مفسرین نے فرمایا کہ ”السَّيۡلُ“ سے مراد یہاں علم ہے۔پانچ وجہ ہے کہ علم کو پانی سے تشبیہ دی۔

۱) جیسے بارش آسمان سے اترتی ہے ویسے ہی علم بھی آسمان سے اترتا ہے۔

۲) زمین کی درستگی بارش سے ہے تو مخلوق کی درستگی علم سے ہے۔

۳) جیسے کھیتی اور ہریالی بغیر بارش کے نہیں پیدا ہوتی ویسے ہی اعمال وطاعات کا

وجود بغیر علم کے نہیں ہوتا۔

۴) جیسے کہ بارش، گرج اور بجلی کی فرع ہے ویسے ہی علم بھی وعدہ اور وعید کی فرع ہے۔

۵) جیسے بارش، نفع ونقصان دونوں پہنچاتی ہے ویسے ہی علم سے نفع ونقصان دونوں پہنچتا ہے جو علم پر عمل کرے اس کے لئے وہ فائدہ مند ہے اور جو اس پر عمل نہ کرے اس کے لئے نقصان دہ ہے۔ (تفسیر کبیر)

مردہ دل کی زندگی

حضرت علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں ''اَلْقَلْبُ مَیِّتٌ وَّ حَیَاتُہٗ بِالْعِلْمِ'' دل مردہ ہے اور اس کی زندگی علم سے ہے۔

اور حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ جیسے بارش مردہ شہر میں زندگی پیدا کر دیتی ہے ایسے ہی دین کے علوم مردہ دل میں زندگی ڈالتے ہیں۔ (فتح الباری)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! دل بھی شہر کی طرح ہے۔ فرق اتنا ہے کہ شہر میں انسان اور فنا ہونے والی چیزوں کا بسیرا ہے اور دل، رب قدیر کی جلوہ گاہ ہے۔ لہٰذا اس کو زندہ رکھنا ہو تو دین کے علوم ہی سے زندہ رکھا جا سکتا ہے۔ جس طرح بارش سے شہر میں تر و تازگی پیدا ہو جاتی ہے ویسے ہی دین کے علوم سے قلب زندہ ہو جاتا ہے۔

ان پڑھ کو پڑھانے کا اجر

نزہۃ المجالس میں لکھا ہے کہ علم کا طلب کرنا از خود عبادت ہے۔ علمی مُذاکرے تسبیح وتقدیس کی مانند ہیں۔ علمی بحث جہاد کی طرح ہے۔ اور ان پڑھ کو پڑھانا صدقہ ہے۔ اور اہل پر صرف کرنا اللہ تعالیٰ کی قربت کا باعث ہے۔ علم سے حلال اور حرام کا پتہ چلتا ہے۔

کون سی مجلس بہتر

سرکارِ کون ومکاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ صحابہ کے جھُرمٹ میں بیٹھے ہوئے ارشاد فرمایا: علمی مجالس میں شامل ہونا ہزار رکعت نوافل، ہزار مریض کی عیادت اور ہزار جنازوں میں شامل ہونے سے افضل ہے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! کیا قرآن کریم پڑھنے سے بھی افضل؟ آپ نے فرمایا قرآن پڑھنا بلاعلم ہوگا؟ قرآن کی تعلیم از خود علم ہے۔ (نزہۃ المجالس)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! غمخوارِ امت شفیع رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے علم حاصل کرنے کا کتنا عظیم ثواب بیان فرمایا ہے، آپ بتاؤ کہ کیا کوئی شخص ہزار رکعت، اور ہزار مریض کی عیادت آج کے دور میں کر پاتا ہے تو آپ کہو گے کہ نہیں۔ اب اگر اتنا ثواب حاصل کرنا ہو تو آج سے علم حاصل کرنے کے لئے کمر کس لو اور نامۂ اعمال کو نیکیوں سے بھر لو۔ اللہ عزوجل ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔

حضرت امام شافعی کے

اقوالِ زریں

☆ جس نے قرآن کا علم سیکھا اس کی قیمت بڑھ گئی۔

☆ جس نے علم فقہ سیکھا اس کی قدر بڑھ گئی۔

☆ جس نے حدیث سیکھا اس کی دلیل قوی ہوئی۔

☆ جس نے حساب سیکھا اس کی عقل پختہ ہوئی۔

☆ جس نے نادر باتیں سیکھیں اس کی طبیعت نرم ہوئی۔

☆ جس نے اپنی عزت نہیں کی اسے علم نے کوئی فائدہ نہ دیا۔ (مکاشفۃ القلوب ص: ۵۸۷)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کے قول میں کتنی جامعیت ہے اور مختصر جملوں میں حضرت امام علیہ الرحمہ

نے علم قرآن، علمِ فقہ، علمِ حدیث، علمِ ریاضی وغیرہ کے فائدے بتا دئے لیکن کم نصیبی یہ ہے کہ آج جن کے پاس علم قرآن موجود ہے ان کو دنیا حقارت کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور جن کے پاس دنیوی علوم ہے ان کو عزت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ دنیوی علم سے دامن بچایا جائے بلکہ ہم یہ کہنا چاہیں گے کہ دینی و دنیوی دونوں علوم حاصل کرو۔ لیکن جب عزت و وقار کی بات آئے تو دونوں میں عالمِ قرآن کو زیادہ عزت دی جائے تاکہ صاحبِ قرآن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی خوش ہو جائیں اور دنیوی علوم کے ماہرین کو بھی عزت واحترام سے نوازا جائے۔

مومن کی چھ خوبیاں

حضرت علامہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ مومن چھ خوبیوں کے سبب علم حاصل کرتا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ نے مجھے فرائض کی ادائیگی کا حکم فرمایا ہے اور میں علم کے بغیر ان کی ادائیگی پر قادر نہیں ہو سکتا۔

☆ خدائے تعالیٰ نے مجھے گناہوں سے دور رہنے کا حکم دیا ہے اور میں علم کے بغیر اس سے بچ نہیں سکتا۔

☆ اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کا شکر مجھ پر لازم فرمایا ہے اور میں علم کے بغیر ان کا شکر نہیں کر سکتا۔

☆ خدائے تعالیٰ نے مجھے مخلوق کے ساتھ انصاف کرنے کا حکم دیا ہے اور میں علم کے بغیر انصاف نہیں کر سکتا۔

☆ اللہ تعالیٰ نے مجھے بلا پر صبر کرنے کا حکم دیا ہے اور میں علم کے بغیر اس پر صبر نہیں کر سکتا۔

☆ خدائے تعالیٰ نے مجھے شیطان سے دشمنی کرنے کا حکم دیا ہے اور میں علم کے بغیر اس سے دشمنی نہیں کر سکتا۔　　(تفسیر کبیر، ج۱، ص۲۷۸)

نا اہل کو تعلیم دینا کیسا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد (وعورت) پر فرض ہے اور نا اہل کو علم سکھانے والا ایسا ہے جیسے خنزیر کے گلے میں جواہرات، موتی اور سونے کا ہار پہنا دیا ہو۔

(ابنِ ماجہ، مشکوٰۃ)

علم حاصل کرو جہاں بھی ہو

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ''اُطْلُبُوْا الْعِلْمَ وَ لَوْ کَانَ بِالصِّیْنِ''، یعنی علم دین حاصل کرو اگر چہ ملک چین میں ہو۔ (کنز العمال، ج ا، ص ۷۹)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس حدیث پاک سے علم دین کی بے انتہا اہمیت ثابت ہوتی ہے کہ اس زمانے میں جب کہ ہوائی جہاز، ریل اور موٹر نہیں تھے، لوگ پیدل یا اونٹ اور گھوڑوں پر سفر کرتے تھے، قدم قدم پر مصائب و آلام کا سامنا کرنا پڑتا تھا، ایسے حالات میں عرب سے ملک چین پہنچنا کتنا مشکل کام تھا۔ مگر رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرما رہے ہیں اگر چہ تم کو عرب سے ملک چین جانا پڑے لیکن علم دین ضرور حاصل کرو۔ اور اس سے غفلت ہرگز نہ برتو۔

طلبہ کے ساتھ نرمی کا برتاؤ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا علم حاصل کرو اور علم کے لئے ہیبت اور وقار سیکھو اور جو لوگ کہ تم سے علم حاصل کریں ان کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ۔ (طبرانی، کنز العمال، ج ا، ص ۸۰)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! صاحبِ علم کے

لئے ضروری ہے کہ وہ اللہ کی عظیم نعمت کی قدر کرے۔ اس لئے کہ علم کے ساتھ وقار اور متانت نہ ہوتو صاحبِ علم کے پاس آنے والے لوگوں کو فائدہ نہ پہنچے گا۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ طالب علموں پر شفقت کا بھر پور مظاہرہ کریں تاکہ وہ تعلیم کے لئے مستعد رہیں، طلبا پر جتنی زیادہ شفقت ہوگی اتنا ہی زیادہ طلبا کا ذوق وشوق بڑھے گا۔

حصولِ علم نفل نماز سے بهتر

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کہ تو علم کا ایک حصہ سیکھے یہ تیرے لئے اس بات سے بہتر ہے کہ ہزار رکعت نفل نماز پڑھے جو مقبول ہوں۔ (کنزالعمال، ج۱،ص۹۳)

جانکنی کے وقت علم حاصل کرنے کی تلقین

حضرت علامہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک صحابی سے گفتگو فرمارہے تھے، تو اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی کہ یہ شخص جو آپ سے بات کررہا ہے اس کی عمر صرف ایک ساعت اور باقی رہ گئی ہے اور وہ عصر کا وقت تھا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس صحابی کو اس بات سے آگاہ فرمایا تو وہ بے قرار ہوگئے اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جو اس وقت میرے لئے زیادہ مناسب ہو۔ حضور نے فرمایا "اِشْتَغِلْ بِالتَّعْلِيمِ" علم حاصل کرنے میں مشغول ہوجاؤ۔ تو وہ علم حاصل کرنے میں مشغول ہوگئے اور مغرب سے پہلے انتقال کرگئے۔ راوی نے کہا کہ اگر علم سے افضل کوئی اور چیز ہوتی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس وقت میں اس کے کرنے کا حکم فرماتے۔ (تفسیر کبیر، جلد۱،ص۲۸۲)

فرامین محدّثِ دھلوی

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں علم سے مراد وہ علم ہے جس کی مسلمانوں کو وقت پر ضرورت پڑے مثلاً

☆ جب اسلام میں داخل ہوا تو اس پر خدائے تعالیٰ کی ذات وصفات کو پہچاننا اور سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی نبوت کو جاننا واجب ہو گیا۔ اور ہر اس چیز کا علم ضروری ہو گیا جس کے بغیر ایمان صحیح نہیں۔

☆ جب نماز کا وقت آ گیا تو اس پر نماز کے احکام جاننا واجب ہو گیا اور جب ماہِ رمضان آ گیا تو روزے کے احکام کا سیکھنا ضروری ہو گیا۔

☆ جب مالک نصاب ہو گیا تو زکوٰۃ کے مسائل کا جاننا واجب ہو گیا اور اگر مالک نصاب ہونے سے پہلے مر گیا اور زکوٰۃ کے مسائل کو نہ سیکھا تو گناہ گار نہ ہوا۔

☆ جب عورت سے نکاح کیا تو حیض ونفاس وغیرہ جتنے مسائل کا میاں بیوی سے تعلق ہے، مسلمان پر جاننا واجب ہو جاتا ہے۔ وغیرہ (اشعۃ اللمعات اول، ص ۱۶۱)

تاجر کو دُرّے مارتے

حضرت علامہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دُکان داروں کو دُرّے مار کر علم سیکھنے بھیجتے تھے اور فرماتے تھے کہ جو شخص خرید وفروخت کے احکام نہ جانے وہ تجارت نہ کرے کہ لاعلمی میں سود کھائے گا اور اسے خبر نہ ہو گی۔ اسی طرح ہر پیشہ کا ایک علم ہے یہاں تک کہ اگر حجام ہے تو اس کو یہ جاننا ضروری ہے کہ آدمی کے بدن سے کیا چیز کاٹنے کے لائق ہے اور کیا چیز کاٹنے کے لائق نہیں۔ اور یہ علوم ہر شخص کے حال کے موافق ہوتے ہیں۔ لہٰذا بزّاز (کپڑا بیچنے والا) پر حجامت سیکھنا فرض نہیں۔ (کیمیائے سعادت، ص ۱۲۹)

فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''علم اور علما'' میں

فرماتے ہیں کہ قرآن وحدیث سے عالموں کی جو بہت سی فضیلتیں ثابت ہیں ان سے وہ لوگ مراد ہیں جو حقیقت میں علم والے ہیں۔ چاہے وہ سند یافتہ ہوں یا نہ ہوں کہ سند کوئی چیز نہیں۔ خصوصاً اس زمانے میں جب کہ جاہلوں کو عالم وفاضل کی سند دی جا رہی ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضلِ بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ سند کوئی چیز نہیں کہ بہتیرے سند یافتہ محض بے بہرہ ہوتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد دہم، ص ۲۳۱)

اور تحریر فرماتے ہیں کہ سند حاصل کرنا تو کچھ ضروری نہیں ہاں باقاعدہ تعلیم پانا ضرور ہے۔ مدرسہ میں ہو یا کسی عالم کے مکان پر اور نیم ملا خطرۂ ایمان ہوگا۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد دہم، ص ۵۷۲)

علم سے مراد کیا ہے؟

قرآنِ پاک، احادیث کریمہ اور بزرگانِ دین کے اقوال جو فضیلتِ علم سے متعلق ہیں ان سے مراد علم دین ہے۔ جیسا کہ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ شارحین حدیث نے فرمایا: علم سے مراد وہ علمِ مذہب ہے جس کا حاصل کرنا بندے کے لئے ضروری ہے۔ جیسے خدائے تعالیٰ کو پہچاننا، اس کی وحدانیت، اس کے رسول کی نبوت کی شناخت، اور ضروری مسائل کے ساتھ نماز پڑھنے کے طریقے جاننا۔ مسلمان کے لئے ان چیزوں کا علم فرض عین ہے۔ اور فتویٰ، اجتہاد کے مرتبہ کو پہنچنا فرض کفایہ ہے۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد اول، ص ۲۳۳)

☆☆☆

فضائلِ توبہ

خالق کائنات عزوجل کا فرمان ہے ''یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَّصُوْحاً ۝ اے ایمان والو! اللہ کی طرف ایسی توبہ کرو جو آگے کو نصیحت ہو جائے۔
(سورۂ تحریم آیت، ۷، کنزالایمان)

توبۂ نصوح کیا ہے؟

حضرتِ ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرتِ اُبَی رضی اللہ عنہ سے پوچھا توبۂ نصوح کیا ہے؟ فرمایا: میں نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے یہی سوال کیا تھا تو آپ نے فرمایا: قصور و گناہ ہو گیا پھر اس پر نادم ہونا اللہ تعالیٰ سے معافی چاہنا اور پھر گناہ کی طرف مائل نہ ہونا۔ (تفسیرِ ابنِ کثیر، جلد پنجم، ص: ۱۰۰)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہم کو اپنی توبہ کا جائزہ لینا چاہیئے کہ ہم کیسی توبہ کرتے ہیں اگر ہماری توبہ توبۂ نصوح ہو تو اس کے لئے ہم کو سابقہ گناہوں سے اجتناب کی ضرورت ہے بلکہ کبھی بھی ان گناہوں کی طرف نہ پلٹیں تا کہ مولیٰ کے فرمان پر صحیح طور پر عمل ہو سکے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ توبۂ نصوح یہ ہے کہ بندہ اپنے گزشتہ عمل پر نادم وشرمندہ ہو اور اس کی طرف دوبارہ نہ لوٹنے کا پختہ ارادہ اور عزم رکھتا ہو۔

حضرت جلی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ توبۂ نصوح یہ ہے کہ بندہ زبان سے استغفار کرے اور دل میں نادم ہو اور اپنے اعضا کو آئندہ گناہ سے روکے رکھے۔

حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ توبۂ نصوح یہ ہے کہ بندے میں یہ تینوں باتیں پائی جائیں

۱) بندہ گناہ کو ترک کردے۔
۲) جو گناہ کر چکا اس پر دل میں نادم اور شرمندہ ہو۔
۳) پختہ عزم کرے کہ پھر گناہ کبھی نہیں کرے گا۔

توبہ کی چھ شرطیں

مولائے کائنات، سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے ایک اعرابی کو یہ کہتے ہوئے سنا "اَللّٰھُمَّ اَسْتَغْفِرُکَ وَ اَتُوْبُ اِلَیْکَ" اے اللہ! میں تجھ سے استغفار اور توبہ چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ایسے زبان سے توبہ واستغفار چاہنا جھوٹوں کا کام ہے، اس نے عرض کی کہ پھر حقیقی توبہ کس طرح ہوگی؟ آپ نے ارشاد فرمایا: حقیقی توبہ کی چھ شرطیں ہیں۔

(۱) گزشتہ گناہوں پر ندامت۔
(۲) فرائض اگر قضا ہوں تو ان کا اعادہ۔
(۳) پختہ ارادہ کرنا کہ پھر وہ گناہ ہرگز نہیں کروں گا۔
(۴) مظالم کا رد، یعنی لوٹی اور غصب کی ہوئی چیزوں کا لوٹانا۔
(۵) حقوق العباد کی ادائیگی یعنی جس کے حق میں غلطی ہوئی ہے اس کو راضی کرنا۔
(٦) اپنے نفس کو طاعتِ الٰہی پر ڈال دینا کہ لمحہ بھر بھی مہلت نہ ہو جیسے کہ اس غلطی پر اسے سزا دی جائے اور اسے طاعت کا مزہ چکھانا جیسے اس نے معصیت کے مزے لوٹے ہیں۔ (تفسیرِ روح البیان، جلد ۱۴، صفحہ ۵۸۲)

توبہ کا معنیٰ

حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

توبہ تین چیزوں کا نام ہے۔ پہلی چیز علم، دوسری چیز حال، تیسری چیز فعل ان میں سے پہلا دوسرے کا سبب ہے اور دوسرا تیسرے کا اور یہ اللہ تعالیٰ کے اپنے نظام کی وجہ سے ہے کہ اس نے اجسام وارواح کو جاری رکھا ہوا ہے۔ ان تینوں کی تفصیل یوں ہے۔

☆ علم سے مقصد یہ ہے کہ بندہ معلوم کرے کہ گناہوں کا عذاب اور نقصان بہت بڑا ہے وہ یہ کہ گنہگار اور محبوب حقیقی کے مابین گناہ کی وجہ سے کئی حجابات درمیان میں ہو جاتے ہیں۔ جب کسی کو اس کا یقین ہو جائے گا کہ گناہ سے ایسے حجابات آڑے آتے ہیں تو اسے مفارقت محبوب حقیقی کا دل پر صدمہ ہوگا۔ جس فعل وعمل سے سمجھے گا کہ یہی میری اور میرے محبوب حقیقی کی جدائیگی کا سبب ہے تو اس کے ارتکاب پر نادم ہوگا۔ اسی ندامت کا نام توبہ ہے۔

جب دل پر اس ندامت کا غلبہ ہوگا تو دل کی حالت میں تبدیلی آئے گی، اسی تبدیلی کا نام قصد وارادہ ہے اور اس قصد وارادہ کا تعلق تینوں زمانوں سے ہے۔

۱) زمانۂ حال سے تو یوں کہ دل سے یقین کرے کہ آئندہ یہ گناہ نہیں کروں گا۔

۲) زمانۂ مستقبل سے یوں کہ جب اس نے یقین کرلیا کہ اسی گناہ کی شامت سے تو محبوب حقیقی سے دوری ہوئی اسی لئے اب عزم بالجزم کرے کہ زندگی بھر اس گناہ کے قریب بھی نہ بھٹکوں گا۔

۳) زمانۂ ماضی سے یوں کہ اگر کوئی شئے قابل قضا وتلافی فوت ہوئی تو اس کا نقصان پورا کرے بہر حال ان جملہ امور کا منشاء علم ہے۔ یعنی ایمان ویقین اس تصدیق کی پختگی کا نام ہے کہ دل پر یہ یقین اتنا غلبہ پا جائے کہ شک کی گنجائش تک نہ ہو۔

اس کیفیت کے بعد نور ایمان دل پر چھا جاتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ دل

میں ندامت کی آگ بھڑک اٹھتی ہے اور دل پر صدمہ گزرتا ہے۔اس لئے نورایمان کی وجہ سے سالک کو سمجھ میں آتا ہے کہ واقعی میں محبوب حقیقی سے محبوب ہوگیا۔

توبہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں رجوع کا نام ہے۔یہی سالکوں کے راستہ کی ابتدا اورواصلین کی گراں مایہ متاع ہے۔سالکین سب سے پہلے اسی پر قدم رکھتے ہیں۔توبہ راہ سے روگردانوں کے لئے مفتاح استقامت ہے۔مُتَرَبّین کے لئے مطلع برگزیدگی ہے۔انبیا علیہم السلام بالخصوص ہمارے جدامجد سیدنا آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے سرچشمۂ پسندیدگی۔

آدم زادہ سے گناہ کا صدور ہوتو یہ بعید از قیاس نہیں۔کیوں کہ یہ انسان ہے۔انسان سے خطا ہونا ممکن ہے۔آدم علیہ السلام سے از روئے حکمت لغزش صادر ہوئی تو انہوں نے جبر نقصان کیا یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع فرمایا،آدم زادہ تو اس کا زیادہ مستحق ہے کہ وہ بھی رجوع الی اللہ کرے۔

حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے لغزش صادر ہوئی اس میں حکمت تھی لیکن اس کے باوجود انہوں نے ندامت کا اظہار فرمایا۔بلکہ مدت تک اشک بار رہےاس سے واضح ہوتا ہے کہ جس سے خطا سرزد ہوااور وہ آدم زادگی کا مدعی بھی ہو پھر توبہ کا دروازہ نہ کھٹکھٹائے تو وہ خطا کار ہے بلکہ خلف نابکار ہے۔

نکتہ:صرف خیر کا ہوکر رہنا تو ملائکہ کرام کا خاصہ ہےاور صرف شر میں منہمک ہونا شیطان سے مخصوص ہے۔ہاں شر سے خیر کی طرف رجوع کرنا انسان کا کام ہے۔اسی لئے انسان کی سرشت میں دونوں خصلتوں کی آمیزش ہے۔خیر محض کرنے والا فرشتہ کہلاتا ہے۔صرف شر کا مرتکب شیطان ہے۔ہاں شر کی تلافی کرنے کے لئے رجوع الی الخیر کرنے والا انسان ہی ہے۔

دائمی خیر میں رہ کر اپنا رشتہ فرشتہ سے جوڑنا ممکن نہیں،اسی لئے ہم نے اس کی

بات نہیں کی انسان کے خمیر شر و خیر دونوں میں شر کا خیر سے جدا ہونا دو طرح سے ممکن ہے:
(١) ندامت (توبہ) سے۔ (٢) آتش جہنم سے۔ بہر حال جوہر انسانی میں خباثت شیطانی کی ملاوٹ ہو جائے تو اسے دو طرح سے جدا کیا جا سکتا ہے۔ توبہ کرے یا پھر جہنم میں جانا ہوگا۔ اب انسان خود ہی سوچے کہ اسے دو آتشوں (توبہ کی آگ، جہنم کی آگ) میں سے کون سی آگ کی برداشت ہے۔ ظاہر ہے کہ توبہ کو ہی اختیار کرے کیوں کہ یہ ایک آسان کام ہے۔ لیکن موت سے پہلے ہی توبہ ہو سکتی ہے۔ (احیاء العلوم)

مبلغِ اسلام حضرت علامہ سید سعادت علی قادری فرماتے ہیں: توبہ کے معنیٰ ہیں رجوع الی اللہ، اللہ کی طرف لوٹنا، بغاوت و نافرمانی کی زندگی، بدکاریوں اور اور بد عملی سے نادم و شرمندہ ہو کر اللہ کی طرف رجوع کرنا، اظہار ندامت کرنا اور آئندہ گناہوں کی زندگی سے بچے رہنے کا وعدہ کرنا توبہ کہلاتا ہے۔ اللہ تواب ہے، وہ پسند فرماتا ہے کہ اہل ایمان اس سے توبہ کرتے رہیں۔ "وَ تُوۡبُوۡۤا اِلَی اللّٰہِ جَمِیۡعًا اَیُّہَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ لَعَلَّکُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ" اور اللہ کی طرف توبہ کرتے رہو اے مسلمانو! سب کے سب اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ۔ (پ:١٨، سورۂ نور، آیت: ٣٠، ترجمہ از کنز الایمان)

"اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیۡنَ" بے شک اللہ توبہ کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے۔

(آیت: ٢٢٢، سورۂ بقرہ، ترجمہ از کنز الایمان)

گویا توبہ صرف گناہگاروں کے لئے نہیں بلکہ ہر مومن کے لئے ہے۔ عوام کے لئے بھی، خواص کے لئے بھی، اولیا و صالحین کے لئے بھی اور انبیا و مرسلین کے لئے بھی۔ ہر ایک کو اس کے مقام کے مطابق توبہ کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ ہم توبہ کریں تو گناہ دھلتے ہیں، اولیا و صلحا توبہ کریں تو مراتب قرب میں اضافہ ہوتا ہے، انبیا و مرسلین توبہ کریں تو امت کے گناہ گاروں کی بخشش ہوتی ہے۔ بہر حال توبہ اللہ کو پسند ہے۔ اور وہ توبہ کرنے والوں کو ان کی حیثیت اور ان کے مرتبہ کے مطابق توبہ کا اجر عطا فرماتا

ہے۔ حتیٰ کہ جن کے صدقہ میں سب کی توبہ قبول ہوتی ہے تائب اور حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ بھی انہیں کے صدقہ میں قبول ہوئی تھی۔ انہیں بھی حکم ملا: ”وَ اسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ“ اور استغفار کرتے رہیئے، یہ حکم اس پیارے کے لئے ہے جو معصوم ہے۔ جس سے گناہ کے ارتکاب کا امکان تک نہیں۔ پس یہ حکم ان کے منصب کے مطابق اس حکمت پر مبنی ہے کہ محبوب کا استغفار ان کے رب کو بے حد پسند ہے۔ نیز آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا استغفار غلاموں کی توبہ قبول ہونے کا وسیلہ ہوگا۔ اور ہر غلام کے لئے استغفار آقا کی سنت بن جائے گا۔ پس معصوم نبی نے اپنے رب کے حکم کی تعمیل کی اور خوب تعمیل کی۔ جیسا کہ خود آقا نے بتایا: روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ”اِنِّیْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَ اَتُوْبُ اِلَیْهِ فِی الْیَوْمِ اَکْثَرَ مِنْ مِائَةِ مَرَّةً“ میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دن میں سو بار سے زیادہ استغفار کرتا ہوں۔ (بخاری شریف)

شارح صحیح مسلم حضرت علامہ غلام رسول سعیدی حضرت ملا علی قاری کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ توبہ کا معنیٰ یہ ہے کہ معصیت سے طاعت کی طرف، غفلت سے ذکر کی طرف، اور غیاب سے حضور کی طرف رجوع کرے اور اللہ کے توبہ کرنے کا معنیٰ یہ ہے کہ دنیا میں بندے کے گناہ پر ستر کرے بایں طور کہ کوئی شخص اس کے گناہ پر مطلع نہ ہو اور آخرت میں اس کو سزا نہ دے۔ علامہ طیبی نے کہا کہ توبہ کا شرعی معنیٰ یہ ہے کہ گناہ کو برا جان کر علی الفور ترک کر دے۔ اس سے جو تقصیر ہوئی ہے اس پر نادم ہو، اور آئندہ اس گناہ کو نہ کرنے کا عزم مصمم کرے اور جو گناہ اس سے ہو گیا ہے اس کا تدارک اور تلافی کرے۔

علامہ نووی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اگر اس گناہ کا تعلق حقوق العباد سے ہو تو پھر توبہ کے قبول ہونے کی یہ زائد شرط ہے کہ وہ صاحب حق کو اس کا حق واپس کرے۔ یا اس سے معاف کرائے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ نے کہا اور اگر اس کے ذمہ حقوق اللہ ہیں تو وہ نوافل اور فروض کفایہ میں مشغول ہونے کی بجائے ان فوت شدہ

فرائض کو ادا کرے کیوں کہ جس شخص کی نمازیں اور روزے قضا ہوں اور وہ نوافل میں مشغول ہو تو ادا کرنے کی حالت میں بھی وہ فسق سے خارج نہیں ہوگا۔

توبہ کب تک مقبول ہے

توبہ قبول ہونے کی چند شرائط ہیں۔(۱) جب تک سورج مغرب سے طلوع نہ ہو اس وقت تک توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے جیسا کہ حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "مَنْ تَابَ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَّغْرِبِهَا تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ" جس نے آفتاب کے مغرب سے طلوع ہونے سے پہلے توبہ کر لی اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔ (صحیح مسلم، جلد۲، ص:۳۴۶)

حضرتِ علامہ نووی لکھتے ہیں کہ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا توبہ قبول ہونے کی حد ہے اور حدیثِ صحیح میں ہے کہ توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور جب تک توبہ کا دووازہ بند نہ ہو توبہ قبول ہوتی رہے گی اور جب سورج مغرب سے طلوع ہوگا تو یہ دروازہ بند ہو جائے گا اور جس نے اس سے پہلے توبہ نہ کی ہو اس کی توبہ قبول نہیں ہوگی۔

(۲) غرغرۂ موت اور وقتِ نزع سے پہلے توبہ کرے کیوں کہ وقت نزع میں توبہ قبول نہیں ہوتی اور نہ وصیت نافذ ہوتی ہے۔ (شرح صحیح مسلم)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ویسے تو بہت سارے لوگ توبہ کرتے رہتے ہیں بلکہ گال پر دو تھپڑ لگا لینے کو ہی توبہ سمجھا جاتا ہے اور توبہ کے حقیقی مفہوم سے بہت کم لوگ آشنا ہوتے ہیں، رب قدیر جل وعلا نے ارشاد فرمایا "اے ایمان والو! ایسی توبہ کرو جس سے تمہیں آگے نصیحت حاصل ہو جائے" اس آیت نے ہم پر توبہ کے حقیقی مفہوم کو واضح کر دیا کہ حقیقی توبہ وہ ہے جس کے بعد بندہ اس گناہ کے تصور سے بھی کانپ جائے جس کا ارتکاب کر چکا ہے مگر آج ہمارا حال یہ ہے کہ ہم گناہ پہ گناہ کئے جا رہے ہیں مگر کبھی اللہ کی بارگاہ میں رجوع کرنے اور اپنے گناہوں

سے توبہ کرنے کا خیال بھی ہمارے دل میں نہیں آتا اور اگر کوئی توبہ کرتا بھی ہے تو محض چند دنوں تک اپنے توبہ پر قائم رہ پاتا ہے اور پھر وہی رفتارِ بے ڈھنگی اختیار کر بیٹھتا ہے (الا ماشاء اللہ) مسلمانو! اس آیت کو سمجھو اور سچی توبہ کرو ورنہ چند لمحوں کی لذت اور مزہ آخرت کو برباد کر دے گا۔

جو لوگ توبہ کرنے کے بعد بھی گناہوں سے پرہیز نہیں کرتے ان کے بارے تفسیرِ روح البیان میں یہ روایت مذکور ہے کہ جو شخص توبہ کرنے کے بعد پھر اسی گناہ پر مصر رہتا ہے تو اس کا توبہ کے بعد کا ایک گناہ قبل توبہ کے ستر گناہوں پر بھاری ہے۔ اللہ اکبر! مسلمانو ذرا سوچو کہ آج ہم میں سے کتنے لوگ توبہ کرنے کے بعد گناہ سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں؟ یاد رکھو اس دور میں نیکیاں کرنا اتنا مشکل کام نہیں ہے جتنا گناہوں سے بچنا مشکل ہے۔ مگر قربان جایئے مولا کے کرم پر کہ اگر کوئی سچے دل سے توبہ کرتا ہے تو وہ معاف بھی فرماتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ اس کے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل بھی کر دیتا ہے۔ آج ہی مولا کی بارگاہ میں سچے دل سے توبہ کرلیں اور آئندہ گناہوں سے بچنے کا پکا ارادہ کرلیں اور اللہ کی بارگاہ میں دعا کریں کہ مولا ہمیں گناہوں سے بچنے اور توبۂ نصوح کی توفیق عطا فرمائے۔

تائب پر رحمت

ارشادِ ربانی ہے۔ ’’اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا‘‘ ترجمہ: وہ توبہ جس کا قبول کرنا اللہ نے اپنے فضل سے لازم کرلیا ہے وہ انہیں کی ہے جو نادانی سے برائی کر بیٹھیں پھر تھوڑی دیر میں توبہ کرلیں ایسوں پر اللہ اپنی رحمت سے رجوع کرتا ہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔ (پارہ ۴، آیت: ۱۷، سورۃ النساء)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ عزوجل کا

بے پناہ کرم ہے کہ اس نے از خود بندے کی توبہ قبول کرنا اپنے اوپر لازم کرلیا ہے اگر چہ اس پر کوئی چیز کسی بندے کی طرف سے واجب نہیں یہ ان لوگوں پر اللہ عزوجل کا خاص کرم ہے جو برا عمل کر بیٹھتے ہیں خواہ گناہ صغیرہ ہوں یا کبیرہ، اگر گناہ کرنے والا جہالت کی وجہ سے گناہ کا مرتکب ہوتا ہے پھر موت یا سکرات کے طاری ہونے سے پہلے جلدی سے توبہ کرلیتا ہے اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر اپنی رحمت سے رجوع فرماتا ہے اور اس کی توبہ قبول کرکے اس پر کرم کی بارش نازل فرماتا ہے۔

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے ”وَ لَیْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ حَتّٰۤى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّیْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَ لَا الَّذِیْنَ یَمُوْتُوْنَ وَ هُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓىٕكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا“ ترجمہ: اور وہ توبہ ان کی نہیں جو گناہوں میں لگے رہتے ہیں یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آئے تو کہے اب میں نے توبہ کی اور نہ ان کی جو کافر مریں۔ ان کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (سورۂ نساء، آیت ۱۸ر کنز الایمان)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! یہ آیتِ کریمہ سے ان گنہگاروں کو سبق حاصل کرنا چاہئے جو گناہ کرکے بے باکی سے زندگی گزارتے ہیں اور توبہ کی طرف مائل نہیں ہوتے، انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ موت کے آثار نمودار ہونے سے پہلے توبہ کرلینی چاہئے ورنہ نزع کے عالم میں ہزار مرتبہ بھی کہیں کہ میں اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں تو اس وقت کی توبہ قبول نہیں ہوگی اس لئے کہ یہ توبہ اضطراری ہے اختیاری نہیں، لہٰذا گناہوں پہ مصر رہنے کی بجائے توبہ پر عجلت کریں، ہمارا مولا کریم ہے وہ ضرور توبہ قبول فرمائے گا۔

سابقہ امتوں کے توبہ کی نوعیت

”وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ یٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْۤا اِلٰى بَارِىٕكُمْ فَاقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِىٕكُمْؕ فَتَابَ

عَلَيْكُمْ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ○ اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم تم نے بچھڑا بنا کر اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے۔ تو اپنے پیدا کرنے والے کی طرف رجوع لاؤ تو آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرو۔ یہ تمہارے پیدا کرنے والے کے نزدیک تمہارے لئے بہتر ہے۔ تو اس نے تمہاری توبہ قبول کی بے شک وہی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان۔ (پارہ:۱، سورۂ بقرہ، آیت:۵۴)

مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کو ان کے قتل کا حکم فرمایا تو وہ جنگل میں نہایت ہی عاجزی وانکساری کے ساتھ بیٹھ گئے اور انہیں کہا کہ جو بھی اپنے قاتل کی طرف ہاتھ بڑھائے گا یا اسے دیکھے گا یا اپنے ہاتھ یا پاؤں سے اسے ہٹانا چاہے گا وہ ملعون اور مردود التوبہ ہوگا۔ پھر وہ اپنی گردنوں کو اوپر اٹھاتے تا کہ آسانی سے مارنے والے گردن اڑائیں لیکن مارنے والے کے سامنے کسی کا بیٹا ہوتا، کسی کا باپ، کسی کا بھائی، کسی کا دوست تو مارنے سے ہاتھ رک جاتے اور موسیٰ علیہ السلام سے ان لوگوں نے عرض کی اب کیا کیا جائے اس پر اللہ تعالیٰ نے سیاہ بادل بھیجا تا کہ ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکیں چنانچہ شام تک اسی طرح قتل کرتے رہے، جب کشت وخون بہ کثرت ہوئی تو موسیٰ اور ہارون علیہما السلام نے رب سے دعا مانگی اور گریہ وزاری کرتے ہوئے عرض کرنے لگے، یا اللہ! بنی اسرائیل بہت مارے گئے اب انہیں کچھ تو باقی رکھ، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بادل ہٹالیا اور توبہ قبول فرمائی اور قتل کرنے سے انہیں روک دیا گیا، اس وقت ستر ہزار افراد قتل ہو چکے تھے جو مر گئے وہ شہید کے حکم میں اور جو بچ گئے ان کے گناہ معاف کر دئے گئے اور وحی بھیجی کہ قاتل ومقتول دونوں بہشت میں داخل کئے جائیں گے۔

☆ اپنی جانوں کو قتل کرنا یہ ایک نہایت ہی سخت امر ہے انہیں اس پر عمل کرنا لازم تھا اسے اِغلال سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

☆ جس عضو سے خطا ہو جاتی اسے کاٹنا ضروری تھا۔

☆ نماز ادا کرنا سوائے مسجد کے کسی جگہ جائز نہ تھی۔

☆ پانی کے بغیر ان کی طہارت نہیں ہوسکتی تھی۔

☆ روزے دار کو شام کے افطار کے بعد اگر نیند آجائے تو پھر کھانا اس کے لئے حرام ہوجاتا۔

☆ گناہوں کی وجہ سے بہت سی پاک چیزیں ان پر حرام ہوگئیں اسی وجہ سے من وسلویٰ کی بندش بھی ہوئی۔

☆ زکوٰۃ تمام مال سے چوتھائی حصہ دینا لازم تھی۔

☆ جو گناہ ان سے رات کے وقت سرزد ہوتا تو صبح کے وقت ان کے دروازوں پر لکھ دیا جاتا۔

☆ مروی ہے کہ بنی اسرائیل جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اون کا موٹا لباس پہنتے اور اپنے ہاتھوں کو گردنوں سے باندھ لیتے۔

☆ یوں بھی ہوتا کہ کھوپڑی میں سوراخ نکال کر لوہے کی زنجیر اس پر رکھ کر ستون سے باندھ دیتے اور اس حالت میں عبادت کرتے تھے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! لیکن یہ اللہ تعالیٰ کا بے انتہا فضل واحسان ہے کہ اس نے حضور نبیٔ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے یہ تمام امور وقیود ہم سے اٹھا لئے، توبہ بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے جو خداوند قدوس نے صرف امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمائی ورنہ اگلی امتیں اس طرح کی توبہ سے محروم رہیں۔

توبہ کے چار مراتب

☆ پہلے مرتبہ کا نام توبہ ہے اور سالک کی یہی پہلی منزل ہے اور یہ نفس امارہ کے لئے مقرر کی گئی ہے اور یہ عوام کے لئے ہی ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ تمام برائیوں سے

پرہیز کر کے احکاماتِ الٰہیہ بجا لانے پر مستعد ہو جائے اور فوت شدہ نماز وغیرہ کو ادا کرے اور جن کے حقوق دینے ہیں انہیں واپس لوٹا دے، جن لوگوں کو ناراض کیا ہے انہیں راضی کر لے اور گزشتہ برے اعمال پر افسوس وندامت کرے اور پختہ ارادہ کرے کہ آئندہ کسی برائی کے نزدیک نہ جائے گا۔

☆ توبہ کے دوسرے مرتبہ کا نام اِنابہٗ ہے یعنی اللہ کی بارگاہ میں رجوع کرنا۔ یہ نفسِ لوامہ کے لئے ہے اور ہے بھی خواص مومنین اولیاء اللہ کے لئے اس کا طریقہ یہ ہے کہ مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہو اور دنیا سے روگردانی اور اس کے اسباب سے بالکل دوری اور عادات سنجیدہ کا اختیار اور نفس کو بری عادت سے باز رکھ کر اس کا تزکیہ اور اس کی خواہشات کی مخالفت اور اس کے ساتھ جہاد کرنے پر مداومت کرنا کیوں کہ نفس جب رجوع الی اللہ کا خوگر ہو جاتا ہے تو قلب کے حکم میں اور اس کے اوصاف سے موصوف ہو جاتا ہے کیوں کہ رجوع الی اللہ قلب کی صفت ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "وَجَاءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ مُّنِيْبٍ"

☆ تیسرے مرتبہ کا نام رَوبہ ہے یعنی اللہ کی جانب رغبت کرنا اور یہ مرتبہ خواص اولیا کا ہے اور رغبت الی اللہ شوقِ لقائے الٰہی کی علامات سے ہے جب نفس رغبت الی اللہ سے تکمیل پاتا ہے تو وہ روح کا مقام حاصل کر لیتا ہے اور راغب الی اللہ مشتاقِ لقائے الٰہی کی علامات سے ایک علامت یہ ہے کہ وہ اپنی طبعی عادت کو تنہائی کا عادی کرے اور بظاہر نشست و برخاست دوستوں سے رکھے مخلوق سے دور رہے اور حق سے انس پیدا کرے اور نفس سے کونین کے تعلقات قطع کرنے کے لئے سخت جہاد کرے۔

☆ چوتھا مرتبہ یہ نفسِ مطمئنہ کا نصیب ہوتا ہے اور یہ مقام بھی سادات حضرات انبیائے کرام علیہم السلام اور اخص الخواص اولیا کا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْۤ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً"

یہ ایک جذبۂ عنایتِ ربانی ہے جو انبیا علیہم السلام اور اخص الخواص اولیا کے نفوسِ قدسیہ کو انانیت سے کھینچ کر اللہ کے خوف کی جانب پہنچاتی ہے یعنی ان کے نفوس طاعتِ الٰہی میں لقائے ربانی کے لئے مطیع رہتے ہیں۔

جنہوں نے توبہ کی

''اِلَّاالَّـذِیۡـنَ تَابُوۡا وَ اَصۡلَحُوۡا وَ اعۡتَصَمُوۡا بِا للّٰہِ وَ اَخۡلَصُوۡا دِیۡنَہُمۡ لِلّٰہِ فَاُوۡلٰٓئِکَ مَعَ الۡمُوۡمِنِیۡنَ وَ سَوۡفَ یُؤۡتِ اللّٰہُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَجۡرًا عَظِیۡمًا.

ترجمہ: مگر وہ جنہوں نے توبہ کی اور سنورے اور اللہ کی رسی مضبوطی سے تھامی اور اپنا دین خالص اللہ کے لئے کرلیا تو یہ مسلمانوں کے ساتھ ہیں اور عنقریب اللہ مسلمانوں کو بڑا ثواب دے گا۔ (سورۂ نساء، آیت: ۱۴۶ کنزالایمان)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ آیتِ کریمہ میں ان خوش نصیبوں کو بشارت دی گئی جو منافقت سے توبہ کریں اور منافقت کی جتنی باتیں پائی جاتی ہیں تمام کو ترک کر کے ظاہرا و باطنا شریعت کی نیک باتوں پر عمل کرنے لگ جائیں اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اور اس کے دین اور توحید کو مضبوط پکڑیں، ایسے لوگوں کے لئے اللہ عزوجل جنت میں بہت اجر عطا فرمائے گا۔

اللہ کی قسم

قرآن پاک میں ایک جگہ ہے'' یَحۡلِفُوۡنَ بِاللّٰہِ مَاقَالُوۡا وَلَقَدۡ قَالُوۡا کَلِمَۃَ الۡکُفۡرِ وَ کَفَرُوۡا بَعۡدَ اِسۡلَامِہِمۡ وَ ہَمُّوۡا بِمَا لَمۡ یَنَالُوۡا وَ مَا نَقَمُوۡا اِلَّا اَنۡ اَغۡنٰہُمُ اللّٰہُ وَ رَسُوۡلُہٗ مِنۡ فَضۡلِہٖ فَاِنۡ یَّتُوۡبُوۡا یَکُ خَیۡراً لَّہُمۡ وَ اِنۡ یَّتَوَلَّوۡا یُعَذِّبۡہُمُ اللّٰہُ عَذَاباً اَلِیۡماً فِیۡ الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃِ وَمَا لَہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ مِنۡ وَّلِیٍّ وَّ لاَ نَصِیۡرٍ o اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے نہ کہا اور بے شک ضرور انہوں نے کفر کی بات کہی اور اسلام میں آ کر کافر ہو گئے جو انہیں نہ ملا اور انہیں کیا برا لگا یہی نہ کہ اللہ و

رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔ تو اگر توبہ کریں تو ان کا بھلا ہے۔ اور اگر منہ پھیریں تو اللہ انہیں سخت عذاب کرے گا۔ دنیا اور آخرت میں۔ اور زمین میں کوئی نہ ان کا حمایتی ہوگا نہ مددگار۔ (سورۂ توبہ آیت: ۷۴، کنزالایمان)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس آیۂ کریمہ میں کئی عظیم باتوں کی طرف اشارہ ہے اول تو یہ کہ اس میں ان منافقین کی بری خصلتوں کو بیان کیا گیا ہے جو سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دل میں بغض و عناد رکھتے ہیں مگر جب آپ کی بارگاہ میں آتے ہیں تو اللہ کی قسمیں کھانے لگتے ہیں یہاں تک کہ ان بدبخت اور حرماں نصیبوں نے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شہید کرنے کا بھی ناپاک منصوبہ بنالیا مگر جب یہ راز فاش ہوگیا اور ان سے اس بری سازش کے بارے میں استفسار کیا گیا تو وہ قسم کھا کر کہنے لگے کہ ہم نے تو ایسا نہیں کیا مگر اس ذاتِ باری تعالیٰ سے یہ سب کیسے مخفی رہ سکتا ہے جسے ایک پل کے لئے بھی نہ نیند آتی ہے نہ اونگھ، از یں سبب اللہ نے تہدیداً اور وارننگ دیتے ہوئے ان سے ارشاد فرمایا کہ جان لو اگر تم ان سب کاموں سے توبہ کرلو تو تم فائدے میں رہو گے اور مولا تمہیں معاف بھی کرے گا لیکن اگر اسی پر اڑے رہے توبہ نہ کیا تو پھر زمین میں کوئی بھی تمہارا یار و مددگار نہ رہے گا، لہٰذا اللہ کی طرف رجوع لاؤ۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہم سب کو ہمیشہ ان تمام بری عادتوں سے باز رہنا چاہئے اور ہمیشہ توبہ کرتے رہنا چاہئے اسی لئے میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کتنا پیارا فرمان ہے کہ جب تک کسی قوم میں استغفار کرنے اور توبہ کرنے والے موجود رہیں گے وہاں اللہ کا عذاب نہیں آسکتا، مولیٰ ہم سب کو توبہ و استغفار کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ ہی توبہ قبول کرتا ہے

"اَلَمۡ یَعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰہَ ہُوَ یَقۡبَلُ التَّوۡبَۃَ عَنۡ عِبَادِہٖ وَ یَاۡخُذُ الصَّدَقٰتِ وَ اَنَّ اللّٰہَ ہُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیۡمُ o کیا انہیں خبر نہیں کہ اللہ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا اور صدقے خود اپنے دست قدرت میں لیتا ہے۔ اور یہ کہ اللہ ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ (سورۂ توبہ، آیت: ۱۰۴ کنز الایمان)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ آیۂ کریمہ میں پروردگار عالم ان توبہ کرنے والوں کا یقین دلا رہا ہے کہ اللہ ہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے چونکہ ایک بندہ جب گناہ پہ گناہ کرتا چلا جاتا ہے اور خوب عیاشی و بے باکی میں اپنی زندگی کے لمحات بسر کرتا رہتا ہے مگر جب پوری دنیا اسے ٹھوکر مار دیتی ہے اور ہر جگہ وہ ذلیل و رسوا ہوتا ہے تو اب اسے ہر طرف سے مایوسی اور ناامیدی ہی نظر آتی ہے تو جب کوئی ساتھ دینے کو تیار نہیں ہوتا ہے ایسے حالات میں بھی پروردگار کی رحمت پکار کر کہتی ہے بندے! مایوس ہونے کی ضرورت نہیں، توبہ قبول کرنا تو ہماری ہی صفت خاصہ ہے تم توبہ کرو اور صدقات دو تو ہم اس کو قبول فرما کر اعلیٰ علیین میں مقام عطا فرمائیں گے۔

حضرت کعب بن مالک کی توبہ

غزوۂ تبوک میں پیچھے رہ جانے والوں میں کچھ لوگ ایسے بھی تھے جنہوں نے جہاد میں شامل نہ ہونے کی بنا پر نہ کوئی بہانہ بنایا اور نہ اپنے آپ کو ستون سے باندھا بلکہ جو اصل واقعہ تھا صاف صاف بیان کر دیا، ان کے بارے میں حکم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے کا انتظار کرو، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی اس جماعت سے قطع تعلق فرمالیا، ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "وَ اٰخَرُوۡنَ مُرۡجَوۡنَ لِاَمۡرِ اللّٰہِ اِمَّا یُعَذِّبُہُمۡ وَ اِمَّا یَتُوۡبُ عَلَیۡہِمۡ وَ اللّٰہُ عَلِیۡمٌ حَکِیۡمٌ" یعنی اور کچھ موقوف رکھے گئے اللہ کے حکم پر یا ان پر

عذاب کرے یا ان کی توبہ قبول کرے اور اللہ علم وحکمت والا ہے۔(پ ۱۱، آیت ۱۰۵)

ان لوگوں میں حضرت کعب بن مالک، ہلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیع شامل تھے، یہ سب انصاری تھے، حضرت کعب بن مالک بے فکر تھے کہ ہر طرح کا سامان موجود ہے، جلد ہی جہاد میں شامل ہو جاؤں گا، حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تیس ہزار مجاہدین کے ہمراہ مدینہ سے روانہ ہو گئے، آپ نے تبوک پہونچ کر دریافت فرمایا کہ کعب بن مالک کو کیا ہوا؟ ایک شخص نے جواب دیا کہ اس کی عیش پسندی اور غرور نے اسے نکلنے نہیں دیا، دوسرے شخص نے جواب دیا، تو نے بہت بری بات کہی، خدا کی قسم! ہم نے اس میں بھلائی کے سوا کچھ نہیں دیکھا۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تبوک سے واپس تشریف لائے تو حسبِ معمول آپ نے پہلے مسجد آکر دو رکعت نماز پڑھی، پھر لوگوں سے ملاقات کے لئے بیٹھے، اس مجلس میں منافقین نے آ آ کر اپنا اپنے عذر لمبی چوڑی قسموں کے ساتھ پیش کرنا شروع کئے، یہ اسّی سے زائد افراد تھے، حضور نے ایک ایک کی بناوٹی باتیں سنیں، اور ان کے ظاہر کو قبول فرمالیا اور ان کے باطن کو خدا پر چھوڑ کر فرمایا ''خدا تمھیں معاف فرمائے''۔

حضرت کعب کہتے ہیں کہ پھر میری باری آئی، میں نے آگے بڑھ کر سلام عرض کیا، آپ میری طرف دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا، تشریف لایئے، آپ کو کس چیز نے روک دیا تھا؟ میں نے عرض کیا، خدا کی قسم! اگر میں اہل دنیا میں سے کسی اور کے پاس ہوتا تو ضرور کوئی نہ کوئی بات بنا کر اس کو راضی کر لیتا، کیونکہ مجھے قوتِ مباحثہ دی گئی ہے، مگر میں آپ کے متعلق یقین رکھتا ہوں کہ اگر اس وقت کوئی جھوٹا عذر پیش کر کے آپ کو راضی کرنے کی کوشش کی تو اللہ آپ کو باخبر کر دے گا، لہٰذا سچ کہتا ہوں، چاہے آپ ناراض ہی کیوں نہ ہوں۔

حقیقت یہ ہے کہ میرے پاس کوئی عذر نہیں ہے جسے پیش کرسکوں، میں جانے پر پوری طرح قادر تھا، اس پر حضور نے فرمایا: یہ شخص ہے جس نے سچ بات کہی، اچھا اُٹھ جاؤ، اور انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ تمہارے معاملے میں کوئی حکم نازل فرمائے، میں اٹھا اور اپنے قبیلے کے لوگوں میں جا بیٹھا، یہاں سب کے سب میرے پیچھے پڑ گئے اور مجھے خوب ملامت کی کہ تو نے کیوں نہ کوئی عذر پیش کردیا؟ یہ باتیں سن کر میرا دل آمادہ ہونے لگا کہ واپس جا کر کوئی بات بنادوں مگر جب مجھے معلوم ہوا کہ دو اور صالح آدمیوں (مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ نے بھی وہی سچی بات کہی ہے جو میں نے کہی تھی) تو مجھے تسکین ہوگئی اور میں اپنی سچائی پر جمارہا۔

اس کے بعد نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے حکم دے دیا کہ ہم تینوں سے کوئی بات نہ کرے، وہ دونوں تو گھر میں بیٹھ گئے مگر میں نکلتا تھا، جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا تھا، بازاروں میں چلتا پھرتا تھا اور کوئی مجھ سے بات نہ کرتا تھا، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ سرزمین بالکل بدل گئی ہے، میں یہاں اجنبی ہوں اور اس بستی میں میرا کوئی بھی واقفِ کار نہیں ہے، مسجد میں نماز کے لئے جاتا تو حسب معمول نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سلام کرتا تھا مگر بس انتظار ہی کرتا رہ جاتا کہ جواب کے لئے آپ کے ہونٹ جنبش کریں، نماز میں نظریں چرا کر حضور کو دیکھتا تھا کہ آپ کی نگاہیں مجھ پر کیسی پڑتی ہیں۔

ایک روز میں گھبرا کر اپنے چچازاد بھائی اور بچپن کے یار ابوقتادہ کے پاس گیا اور ان کے باغ کی دیوار پر چڑھ کر انہیں سلام کیا، مگر اُس اللہ کے بندے نے سلام کا جواب تک نہ دیا، میں نے کہا، ابوقتادہ! میں تمہیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا میں خدا اور اس کے رسول سے محبت نہیں رکھتا؟ وہ خاموش رہے، میں نے پھر پوچھا، وہ پھر خاموش رہے، تیسری مرتبہ جب میں نے قسم دے کر یہی سوال کیا تو انہوں نے بس اتنا کہا کہ اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔

یہ سن کر میری آنکھوں سے آنسو نکل آئے اور میں دیوار سے اتر آیا، انہی دنوں میں ایک دفعہ میں بازار سے گزر رہا تھا کہ شام کے نبطیوں میں سے ایک شخص مجھ سے ملا اور اس نے شاہِ غسّان کا خط مجھے دیا، میں نے کھول کر پڑھا، اس میں لکھا ہوا تھا کہ ''ہم نے سنا ہے کہ تمھارے صاحب نے تم پر ظلم وستم توڑ رکھا ہے، تم کوئی ذلیل آدمی نہیں ہو نہ اس لائق ہو کہ تمہیں ضائع کیا جائے، ہمارے پاس آجاؤ، ہم تمھاری قدر کریں گے'' میں نے کہا یہ اور ایک مصیبت ہے، اور اسی وقت اس خط کو چولھے میں جھونک دیا۔

چالس دن اس حالت پر گزر گئے تھے کہ ایک دن نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کا ایک آدمی حکم لے کر آیا کہ اپنی بیوی سے علیٰحدہ ہو جاؤ، میں نے پوچھا، کیا طلاق دے دوں؟ جواب ملا، نہیں بس الگ رہو۔ چنانچہ میں نے اپنی بیوی سے کہہ دیا کہ تم اپنے میکے چلی جاؤ اور انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اس معاملے کا فیصلہ کر دے۔

پچاسویں دن صبح کی نماز کے بعد میں اپنے مکان کی چھت پر بیٹھا ہوا تھا اور اپنی جان سے بیزار ہو رہا تھا کہ یکا یک کسی شخص نے پکار کر کہا ''مبارک ہو کعب بن مالک!'' یہ سنتے ہی میں سجدے میں گر گیا اور میں نے جان لیا کہ میری معافی کا حکم ہو گیا ہے، پھر تو فوج درفوج لوگ بھاگے آرہے تھے اور ہر ایک مجھے مبارکباد دے رہا تھا کہ تیری توبہ قبول ہو چکی ہے، میں اٹھا اور سیدھے مسجد نبوی کی طرف چل پڑا، میں نے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چہرہ خوشی سے دمک رہا ہے، میں نے سلام کیا تو فرمایا ''تجھے مبارک ہو یہ دن جو تیری زندگی کا سب سے بہتر دن ہے'' میں نے کہا یہ معافی حضور کی طرف سے ہے یا خدا کی طرف سے؟ فرمایا: خدا کی طرف سے اور یہ آیات پڑھیں۔

''وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا حَتّٰى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَ ضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَ ظَنُّوْا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّا اِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ'' ۝ ترجمہ: اور ان تین پر جو

موقوف رکھے گئے تھے یہاں تک کہ جب زمین اتنی وسیع ہوکران پر تنگ ہوگئی اور اپنی جان سے تنگ آئے اور انہیں یقین ہوا کہ اللہ سے پناہ نہیں مگر اس کے پاس پھر ان کی توبہ قبول کی تا کہ تائب رہیں بے شک اللہ ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ (پارہ:۱۱/آیت:۱۱۷)

حضرت کعب بن مالک کہتے ہیں، میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم! میری توبہ میں یہ بھی شامل ہے کہ میں اپنا سارا مال اللہ کی راہ میں صدقہ کردوں۔ فرمایا، کچھ رہنے دو کہ یہ تمہارے لئے بہتر ہے، میں نے حضور کے فرمان کے مطابق اپنا خیبر کا حصہ رکھ لیا، باقی سارا مال صدقہ کردیا۔ پھر میں نے خدا کی بارگاہ میں عہد کیا کہ جس راست بازی وسچائی کے طفیل اللہ تعالیٰ نے مجھے معافی عطا فرمائی ہے اس پر تمام عمر قائم رہوں گا، چنانچہ آج تک میں نے کوئی بات جان بوجھ کر خلافِ واقعہ نہیں کی اور خدا سے امید رکھتا ہوں کہ آئندہ بھی مجھے اس سے بچائے گا۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ توبہ بھی اللہ کی ایک عظیم نوازش ہے اور اگر ہم توبہ کرتے ہیں تو یقین جانئے کہ مولیٰ نے ہم پر بڑا کرم واحسان کیا ہے لیکن افسوس صد افسوس ہے ان لوگوں کے تعلق سے جو دن رات خدا کی نافرمانیاں کرتے رہتے ہیں اور کبھی اللہ کی رضا کا کوئی کام نہیں کرتے، خدانخواستہ اگر ان کی اسی حالت پر موت آجائے تو پھر بتاؤ کہ اس رب قدیر کے قہر وعذاب سے انہیں کون بچا سکتا ہے۔ لہٰذا خدائے کریم نے اگر توفیقِ توبہ عنایت کی ہے تو فوراً توبہ کر لینا چاہئے۔ اللہ ہم سب کو گناہوں کی زندگی سے بچا کر نیکیوں میں سبقت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت ابو لبابہ کی توبہ

”وَ آخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلاً صٰلِحًا وَّ آخَرَ سَيِّئًا عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ“ اور کچھ اور ہیں جو گناہوں

کے قریب ہوئے اور ملا ایک کام اچھا اور دوسرا برا، قریب ہے کہ اللہ ان کی توبہ قبول کرے بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (پارہ:۱۱، آیت:۱۰۱، کنزالایمان)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! تاریخ اسلام میں حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توبہ کا واقعہ بڑا مشہور ہے کیوں کہ مسجد نبوی میں ایک ستون انہی کے واقعۂ توبہ کی نسبت سے ستونِ توبہ کے نام سے مشہور و معروف ہوا۔

حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر ان لوگوں میں سے تھے جو بیعت عقبہ کے موقع پر ہجرت سے پہلے مسلمان ہوئے، پھر جنگ بدر اور جنگ اُحد اور دوسرے غزوات میں برابر کے شریک رہے لیکن غزوۂ تبوک کے موقع پر بغیر کسی عذر شرعی کے غزوہ میں شامل نہ ہوئے، جب رسول اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لائے تو انہیں پیچھے رہ جانے والوں کے بارے میں اللہ عزوجل کا حکم معلوم ہوا تو اس پر انہیں سخت ندامت ہوئی، قبل اس کے کہ کوئی باز پرس ہوتی انہوں نے خود ہی مسجد نبوی میں اپنے آپ کو ایک ستون سے باندھ لیا اور دل میں ارادہ کیا کہ جب تک رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود ان کی خطا کو اللہ سے معاف کروا کے اپنے مقدس ہاتھوں سے نہ کھولیں گے اس وقت تک بندھے رہیں گے، اس پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب تک اللہ تعالیٰ مجھے حکم نہ فرمائے میں ان کا عذر قبول نہ کروں گا اور نہ ہی ان کھولوں گا۔ چنانچہ بارہ دنوں بعد ان کی توبہ قبول ہوئی اور انہیں کھولا گیا، اس موقع پر مذکورہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی، اس آیت کے نازل ہونے میں حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توبہ قبول ہونے کی طرف اشارہ تھا تو اس پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں معاف کر دیا ،معافی کا پروانہ ملنے پر انھوں نے اپنے گھر کا مال و متاع جس کو انہوں نے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے روکا تھا، اللہ کی راہ میں دے دیا۔

مومن کی نَو صفات

”اَلتَّائِبُوْنَ العٰبِدُوْنَ الحٰمِدُوْنَ السَّائِحُوْنَ الرَّاکِعُوْنَ السَّاجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ النَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَ الحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ o توبہ والے، عبادت والے، سراہنے والے، روزے والے، رکوع والے، سجدہ والے، بھلائی کے بتانے والے اور برائی سے روکنے والے اور اللہ کی حدیں نگاہ رکھنے والے اور خوشی سناؤ مسلمانوں کو۔ (پارہ:۱۱، سورۂ توبہ، آیت:۱۱۱)

اس آیتِ کریمہ میں خداوندِ قدوس نے جن لوگوں کو عظیم بشارت سے سرفراز فرمایا ہے وہ بارگاہِ خداوندی کے مقبول ترین بندے ہیں مگر ان تمام صفات میں سب سے پہلے توبہ کرنے والوں کا ذکر کیا جا رہا ہے جس سے توبہ کی عظمت وشان کا اندازہ ہوتا یہاں پر ہم توبہ کے قبول ہونے کی چار علامات ذکر کرتے ہیں ملاحظہ ہو۔

☆ اول یہ کہ جب وہ توبہ کر لے تو وہ فاسقین سے کٹ کر صالحین کے ساتھ لگ جائے اور نیک مجلسوں میں دلچسپی سے شریک ہوتا رہے۔

☆ دوسری علامت یہ ہے کہ وہ ہر نیک کام میں عملی طور پر شامل ہوتا ہو اور خلوص و للّٰہیت کے ساتھ تمام طاعات الٰہی میں لگ جائے۔

☆ تیسری علامت توبہ کے قبول ہونے کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن امور کو اپنے ذمۂ کرم پر واجب فرمایا ہے ان کی اسے ذرہ بھر بھی فکر نہ ہو جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہر ایک کو رزق دینا میرے ذمۂ کرم پر ہے پھر اس کے لئے فکر کیوں کرے بلکہ ان تمام اسباب سے بے فکر ہو کر کے وہ مشغول عبادت ہو جائے۔

☆ چوتھی علامت یہ ہے کہ توبہ کے بعد وہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جائے اس لئے کہ جو اللہ کی یاد میں لگ جائے اسے اللہ کے سوا کسی اور شئی سے خوشی حاصل نہیں ہوتی جیسا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر وقت یادِ الٰہی میں

مغموم ومحزون رہتے تھے۔

جب توبہ کرنے والے میں مذکورہ چار علامتیں پائی جائیں تو یہ سمجھ لینا چاہئے کہ ربِ قدیر نے اپنے کرم سے اس کی توبہ کو قبول فرمالیا ہے۔لہٰذا عوام الناس پر بھی یہ لازم ہے کہ اس پر بدگمانی کے بجائے اس کے ساتھ محبت کریں اوراس کی ثابت قدمی کے لئے پروردگارِ عالم سے دعا بھی کریں اسے سابقہ گناہوں کو یاددلا کر شرمندہ نہ کریں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ایسے بندوں کو پسند کرتا ہے اورانہیں اجرِ عظیم عطا فرماتا ہے۔اللہ تعالیٰ ہم تمام کے اندر مذکورہ چاروں صفات پیدا فرمائے اور ہمیں سچی توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

توبہ نہ کرنا منافق کی علامت

’’اَوَلَا یَرَوْنَ اَنَّھُمْ یُفْتَنُوْنَ فِیْ کُلِّ عَامٍ مَّرَّۃً اَوْ مَرَّتَیْنِ ثُمَّ لَا یَتُوْبُوْنَ وَ لَا ھُمْ یَذَّکَّرُوْنَ‘‘ ٥ ترجمہ: کیاانہیں نہیں سوجھتا کہ ہر سال ایک دوبار آزمائے جاتے ہیں پھر نہ توبہ کرتے ہیں نہ نصیحت مانتے ہیں۔(سورۂ توبہ ۱۱، آیت:۱۲۶ کنزالایمان)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ آیتِ کریمہ میں بھی توبہ کا لفظ ہے اوران منافقین کے بارے میں بتایا جارہا ہے کہ جن پر ہر سال کوئی نہ کوئی مصیبت درپیش ہوجاتی اورانہیں پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا، بلائیں مکمل گھیر لیتیں اس کے باوجود وہ نہ توبہ کرتے اور نہ ہی اس سے کچھ نصیحت حاصل کرتے۔ اس سے یہ پتہ چلا کہ جو بھی مصیبت و پریشانی آتی ہے یا تنگدستی گھیر لیتی ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ تم ان مصیبتوں کو دیکھ کر کے نصیحت حاصل کرلو، جب دنیا کی معمولی تکلیف تمہیں اس قدر گزند پہونچاتی ہے تو پھر آخرت کی سزاؤں کا تم کیسے مقابلہ کرسکتے ہو؟ لہٰذا تم توبہ کرلو اس لئے کہ ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہے اوراس رب کریم کی رحمت کس قدر وسیع ہے کہ فرمایا گیا اگر بندہ دن میں سو مرتبہ بھی گناہ کرلے اور ہر مرتبہ توبہ کرے تو مولیٰ اس کی توبہ کو

قبول کرتا جائے گا مگر اتنی سہولت ہونے کے باوجود جو توبہ نہیں کرتے اور گناہوں سے اپنے دامن داغ دار کرتے رہتے ہیں پھر وہ کتنے بدترین بندے ہوئے۔ اللہ عزوجل ہم کو ان سب برے بندوں سے کوسوں دور رکھے اور دنیا کی تکالیف سے ہمیں سبق حاصل کرنے اور آخرت کے لئے سامان تیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

توبہ فلاح کا ضامن

”وَ تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ جَمِیْعاً اَیُّھَا الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ“

ترجمہ: اور اللہ کی طرف توبہ کرواے مسلمانوں سب کے سب اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ۔

(سورۂ نور، پ:۱۸، آیت:۳۰، کنزالایمان)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج کے اس دور میں کون ایسا شخص ہوگا جو کامیابی کے بلند مقام پر نہیں پہنچنا چاہتا ہو ہر کوئی ظفرمندی اور ارجمندی کا طلبگار ہے مگر یہ سب کیسے حاصل ہوسکتا ہے جب کہ ہمارا دامن گناہوں سے بالکل آلودہ ہے لہٰذا ہمیں سب سے پہلے اپنے گناہوں سے تائب ہونا پڑے گا پھر دیکھو خداوند قدوس ہمیں کیسے انعام واکرام سے نوازتا ہے۔

تاریخ میں بے شمار ایسے واقعات ہیں کہ ایک انسان گناہوں میں ملوث اپنی زندگی کے ایام گزارتا رہتا ہے مگر جب پوری دنیا اس کے سیاہ کرتوت کی بنا پر اسے کنارہ کش کردیتی ہے پھر اب اسے احساس ہونے لگتا ہے اور جب خدا کی بارگاہ میں آنسو کے دھارے بہانا شروع کردیتا ہے تو مولا کی رحمت کس طرح بڑھ کر اسے اپنے آغوش میں لے لیتی ہے۔

موتی سمجھ کے شانِ کریمی نے چن لئے　　قطرات جو گرے تھے عرقِ انفعال کے

اس کے ندامت کے آنسوؤں کی رب قدیر کی بارگاہ میں موتیوں سے زیادہ قدر و قیمت ہوتی ہے اسی لئے مولیٰ تعالیٰ تمام بندوں کو بار ہا توبہ کی تلقین فرمارہا ہے کہ

باز آ جاؤ تمام گناہوں سے قبل اس کے کہ اللہ کا عذاب آ جائے پھر جب عذاب آ جائے گا تو تمہیں کوئی بچا نہیں سکتا ہے۔

گناہ نیکیوں میں تبدیل

''اِلَّا مَنْ تَابَ وَ آمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحاً فَاُولٰئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّئَاتِہِمْ حَسَنٰتٍ وَّ کَانَ اللّٰہُ غَفُوْراً رَّحِیْماً o ترجمہ: مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (فرقان، پ:۱۹، آیت:۵۹، کنز الایمان)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! کتنا کریم ہے میرا مولا کہ بندہ اس کی نافرمانی کرتا ہے پھر اگر اس کی بارگاہ میں عاجزی کے ساتھ آنسوؤں کے چند قطرات نذر کر کے اپنے کئے پر شرمندگی کا اظہار کرتا ہے تو وہ کریم نہ یہ کہ بخش دیتا ہے بلکہ نامۂ اعمال کو نیکیوں کے ذریعہ منور اور تاباں کر دیتا ہے۔

آج دنیا کی عدالت اور کچہری کا آپ جائزہ لیں جہاں پر ایک مجرم کو پیش کیا جاتا ہے پھر اس کا جرم ثابت ہو جائے اب اگر وہ منصف سے رو رو کر معافی مانگنا شروع کر دے، آنسو بہائے اور کہے کہ میں آئندہ ایسی غلطی نہیں کروں گا تو دنیا اسے بے وقوف کہے گی کہ جرم سے پہلے ہی تمہیں انجام سمجھ لینا چاہئے تھا، اب تو کچھ نہیں ہو سکتا ہے۔ پھر اسے اس کے جرم کے مطابق سزا دی جاتی ہے۔ مگر قربان جاؤ خداوندِ قدوس کے کرم پر کہ مجرم اگر چہ ہزاروں جرم کیوں نہ کیا ہو اگر سچے دل سے اس کی بارگاہ میں توبہ کر لے تو اس کے سارے گناہ دھل دئے جاتے ہیں۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ اپنے گناہوں سے توبہ کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنی طاعت میں زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور جو گناہ ہم سے ہو گئے ہیں انہیں معاف فرمائے اور ہمیں موت سے پہلے توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔

فضائل توبہ احادیث اور واقعات کی روشنی میں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں اور جہاں وہ ذکر کرتا ہے میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں اور بخدا اللہ کو اپنے بندے کی توبہ پر اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے کہ جب تم میں سے کسی شخص کی جنگل میں گم شدہ سواری مل جائے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص بقدر ایک بالشت میرا قرب حاصل کرتا ہے میں بقدر ایک ہاتھ قریب ہوتا ہوں اور جو بقدر ایک ہاتھ میرے قریب ہوتا ہے میں بقدر چار ہاتھ اس کے قریب ہوتا ہوں۔ اور جو شخص میرے پاس چل کر آتا ہے میں اس کے پاس دوڑتا ہوا آتا ہوں۔ (مسلم شریف ج۲، ص:۳۵۴)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث شریف سے یہ بات اچھی طرح سمجھ میں آتی ہے کہ اللہ عزوجل اپنے بندوں کو معاف کر دینا اور بخش دینا چاہتا ہے رب اپنی رحمت و کرم نوازی کا ذکر فرما کر کبھی قرب کی دولت کبھی خوشی کا ذکر فرما کر اپنے بندوں کو گناہوں سے نجات حاصل کرنے کی نصیحت فرماتا ہے لہٰذا ہم جلد توبہ کر کے اس کے قرب کی دولت حاصل کرنے اور اس کو خوش کرنے کی کوشش کریں۔ وہ خوش ہو گیا تو پھر ساری رحمتیں وہ ہم پر نچھاور فرما دے گا۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: تم میں سے کسی ایک شخص کے توبہ کرنے پر اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ خوش ہوتا ہے کہ تم میں سے کسی شخص کو اس کی گم شدہ سواری مل جائے۔ (ابنِ ماجہ، ص:۳۱۳)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! کوئی چیز گم ہو جائے تو انسان کو کتنی تکلیف ہوتی ہے، آدمی بے چین و بے قرار ہو جاتا ہے، بالکل اسی طرح جب کوئی اللہ عزوجل کا بندہ اس کے فرمان کے خلاف عمل کر کے شیطان سے قریب

ہو جاتا ہے تو اللہ عزوجل ناراض ہو جاتا ہے لیکن جب احساس ندامت ہوتا ہے اور وہ توبہ کرتا ہے تو اللہ عزوجل کو خوشی حاصل ہوتی ہے لہٰذا آؤ سچے دل سے توبہ کریں اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا ارادہ کریں۔ اللہ عزوجل ہم سب کو سچی توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اور حضرتِ حارث بن سوید کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیمار تھے، میں ان کی عیادت کے لئے گیا، انہوں نے مجھ کو دو حدیثیں بیان کیں، ایک اپنی طرف سے اور ایک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے۔ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندۂ مومن کی توبہ پر اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے کہ ایک شخص کسی ہلاکت خیز سنسان جنگل میں اپنی سواری پر جائے جس پر اس کے کھانے پینے کی چیزیں ہوں، وہ سو جائے اور جب وہ بیدار ہو تو سواری کہیں جا چکی ہو، وہ اس سواری کی تلاش کرتا رہے، حتیٰ کہ اس کو سخت پیاس لگ جائے پھر وہ کہے میں واپس اسی جگہ جاتا ہوں جہاں پر میں پہلے تھا میں وہاں سو جاؤں گا۔ حتیٰ کہ مر جاؤں گا۔ وہ کلائی پر اپنا سر رکھ کر لیٹ جاتا ہے تا کہ مر جائے پھر وہ بیدار ہوتا ہے تو اس کے پاس اس کی سواری ہوتی ہے اور اس پر اس کی خوراک اور کھانے اور پینے کی چیزیں رکھی ہوتی ہیں تو اللہ کو بندہ مومن کے توبہ کرنے پر اس شخص کی سواری اور زادراہ (کے ملنے) سے زیادہ خوشی ہوتی ہے۔ (مسلم شریف، کتاب التوبہ، ص:۳۵۴)

صحابیِ رسول حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "لَوْ لَا اَنْ تُذْنِبُوْا لَخَلَقَ اللّٰہُ خَلْقاً یُذْنِبُوْنَ یَغْفِرُ لَھُمْ" اگر مغفرت کرنے کے لئے تمہارے گناہ نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ ایک ایسی قوم کو پیدا کرتا جس کے گناہ ہوتے اور اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کرتا۔ (صحیح مسلم، ص:۲۵۵)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعاً اِنَّہٗ ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ" بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے۔ بے شک وہی ہے بخشنے والا مہربان۔
(کنزالایمان، پارہ:۲۴، آیت:۵۳)

یہی وہ آیۂ مبارکہ ہے جسے نبیٔ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بے حد پسند فرمایا، اوراس کے متعلق ارشادفرمایا ''مَا اُحِبُّ اَنَّ لِیَ الدُّنْیَا وَ مَا فِیْهَا بِهٰذِهِ الْآیَةِ'' اس آیۂ مبارکہ کے عوض مجھے دنیا اور مافیہا کی دولت بھی دے دی جائے تب بھی میں اس سودے کو پسند نہ کروں گا۔

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں چند مشرک حاضر ہوئے جنہوں نے سابقہ زندگی میں بکثرت قتل کئے تھے اور بکثرت زنا کا ارتکاب کیا تھا، یہ لوگ عرض گزار ہوئے کہ آپ جوفرماتے ہیں اور جس چیز کی دعوت دیتے ہیں وہ ہمیں بہت پسند ہے۔ لیکن ہم تو اتنے گناہ کر چکے ہیں جن کی بخشش کی ہمیں کوئی امید نظر نہیں آتی۔ کیا آپ ہمیں بتا سکتے ہیں کہ ان گناہوں کا کوئی کفارہ ہوسکتا ہے؟ یعنی ہمارے گناہ معاف ہونے کی صورت ہو تب تو ہم اسلام قبول کریں اور اگر اسلام قبول کرنے کے بعد بھی ہمیں ایسے گناہوں کی سزا بھگتنے کے لئے جہنم میں جانا پڑے تو اپنے آبا واجداد کا دین چھوڑنے کی ہمیں کیا ضرورت ہے پس آیۂ مبارکہ نازل ہوئی اور قیامت تک کے لئے گناہوں میں ملوث اور اپنی جانوں پر ظلم وستم کرنے والوں کو مژدۂ بخشش سنادیا گیا۔ (تفسیرِ خزائن العرفان)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! غور فرمایئے کہ جب مشرکین کے لئے اسلام قبول کر لینے کے بعد مژدۂ مغفرت ہے تو ہم جو آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غلام ہیں اس خوشخبری کے تو زیادہ حقدار ہیں۔ پس گناہ کتنے ہی ہوں مایوس نہ ہونا چاہئے کہ رحمت الٰہی سے مایوسی بھی کفر ہے۔ اور مایوسی اہل ایمان کا شیوہ نہیں۔ دیکھئے حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اپنے بیٹوں کو حضرت یوسف علیہ السلام کا سراغ لگانے کی ہدایت کرتے ہوئے یہی بتایا تھا کہ ''لَا تَیْئَسُ مِنْ رَّوْحِ

اللّٰہِ" مایوس نہ ہو جاؤ اللہ کی رحمت سے ناامیدی تمہیں زیب نہیں دیتی۔ تم مومن ہو نبی کی اولاد ہو۔ "اِنَّہٗ لاَ یَیْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰہِ اِلاَّ الْقَوْمُ الْکٰفِرُوْنَ" رحمت الٰہی سے مایوس صرف کافر ہی ہوا کرتے ہیں، پس اہل ایمان کا کام صرف توبہ کرتے رہنا ہے۔ اور جو توبہ کرتے ہیں ان کے لئے آقائے رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مژدہ ہے۔ راوی ہیں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما "اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَہٗ" گناہ سے توبہ کر لینے والا ایسا پاک وصاف ہو جاتا ہے جیسے اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہ تھا۔ (ابنِ ماجہ)

اسی لئے تو شرعی حکم ہے کہ جو اپنے گناہوں سے علی الاعلان توبہ کر چکا اب اسے گناہ کا طعنہ دینا جائز نہیں یعنی شرابی یا چور کو توبہ کے بعد شرابی یا چور کہنا جائز نہیں۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ آیتِ کریمہ اور شانِ نزول پڑھ اور سن کر آپ نے اندازہ لگا لیا ہوگا کہ رب قدیر اپنے بندوں کے گناہوں کو اس کے توبہ کرنے کی وجہ سے کس طرح معاف فرماتا ہے اور بخشش کی چادر اس پر ڈالتا ہے۔ لہٰذا آؤ سچے دل سے توبہ کر لیں اور آئندہ گناہ سے بچنے کی نیت کر لیں۔

دل پر سیاہ نقطہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "اِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا اَذْنَبَ کَانَتْ نُکْتَۃٌ سَوْدَاءُ فِیْ قَلْبِہٖ فَاِنْ تَابَ وَ اسْتَغْفَرَ صَقَلَ قَلْبُہٗ وَ اِنْ زَادَ زَادَتْ فَذٰلِکَ الرَّانُ الَّذِیْ ذَکَرَ اللّٰہُ تَعَالٰی کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِہِمْ مَّا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ" مومن جب گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نکتہ پڑ جاتا ہے۔ پھر جب توبہ و استغفار کرتا ہے تو اس کے دل کو صاف کر دیا جاتا ہے۔ اور اگر وہ گناہ کرتا ہی رہتا ہے تو وہ نکتہ بڑھتا رہتا ہے فرمایا پس یہی ہے وہ زنگ جس کا اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ان کے دلوں پر ان کے گناہوں کا زنگ لگ گیا ہے۔ (ابن ماجہ، باب ذکر الذنوب، ص:۳۱۳)

جیسے زنگ لوہے کو کھا کر مٹی بنا دیتا ہے اور اس کی ساری سختی وقوت کو ختم کر دیتا ہے ایسے ہی گناہ مومن کے دل کی قوت وطاقت کا خاتمہ کر دیتا ہے۔ اور وہ بے حس، بے غیرت اور ذلیل وخوار ہو کر زندگی کے دن گزارتا ہے۔ اللہ محفوظ رکھے لیکن بات وہی ہے کہ اگر اس حال میں بھی بندہ مایوس وناامید نہ ہو اور اسے توفیقِ توبہ نصیب ہو جائے تو وہ بڑا ہی مقدر والا ہے کہ رب بڑا ہی مہربان ہے۔ اس کے لئے گناہوں کی سیاہی دور کر دینا اور نیکیوں کے نور سے دلوں کو منور وروشن کر دینا ہرگز دشوار نہیں۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آدمی دل کی تسکین ہی کے لئے سارے کام کرتا ہے جب کہ دل کا سکون گناہوں سے غارت ہو جاتا ہے اس لئے کہ جب بندہ گناہ کرتا ہے تو دل پر سیاہ نکتہ کر دیا جاتا ہے اب اس سیاہ نکتہ کا علاج دنیا کا کوئی ماہر طبیب بھی نہیں کر سکتا بلکہ اس کا علاج صرف توبہ میں موجود ہے کہ بندہ جب مغفرت کا طالب ہوتا ہے اور توبہ کرتا ہے تو اللہ عزوجل اس کے اس سیاہ نکتے کو مٹا کر روشنی میں تبدیل فرما دیتا ہے بلکہ سچی توبہ کی وجہ سے اللہ گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل فرما دیتا ہے، جیسا کہ حدیث پاک میں ہے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ''یُؤتٰی بِالرَّجُلِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ'' قیامت کے دن اللہ کے دربار میں ایک شخص کو پیش کیا جائے گا۔ ''فَیُقَالُ اعْرِضُوْا صَغَائِرَ ذُنُوْبِہٖ'' تو کہا جائے گا کہ اس کے صغیرہ گناہ پیش کرو۔ ''فَتُعْرَضُ عَلَیْہِ صَغَائِرُھَا'' تو اس کے سامنے اس کے چھوٹے گناہ پیش کئے جائیں گے۔ ''وَ تُخْفٰی کَبَائِرُھَا'' اور کبیرہ گناہوں کو مخفی رکھا جائے گا۔ ''فَیُقَالُ اَعَمِلْتَ کَذَا وَ کَذَا'' پھر اس سے پوچھا جائے گا تو نے ایسا ایسا کیا تھا؟ ''وَ ھُوَ یُقِرُّ وَ لَا یُنْکِرُ وَ ھُوَ مُشْفِقٌ مِّنَ الْکَبَائِرِ'' اور وہ اقرار کرتا ہی رہے گا اور کسی گناہ کا انکار نہ کرے گا جب کہ وہ خوفزدہ ہوگا اپنے بڑے گناہوں سے۔

"فَیُقَالُ اَعْطُوْہُ مَکَانَ کُلِّ سَیِّئَةٍ حَسَنَةً" توحکم دیا جائے گا کہ اس کی ہر برائی کے بدلے نیکی کا اجر دے دو۔ "فَیَقُوْلُ اِنَّ لِیْ ذُنُوْباً لَّا اَرَاھَا ھٰھُنَا" تو وہ کہے گا میرے تو اور بھی بہت گناہ تھے جنہیں میں یہاں نہیں دیکھ رہا ہوں۔ (تاکہ مجھے ان کے بدلے میں بھی نیکیاں ملیں) راوی نے بتایا کہ اس ارشاد کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسکرائے یہاں تک کہ آپ کے دندان مبارک ظاہر ہوگئے۔ یہ ہے: "یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّئَاتِهِمْ حَسَنٰتٍ" کی تفسیر کہ توبہ کرنے والوں کی برائیوں کو قیامت کے دن اس طرح نیکیوں میں بدل دیا جائے گا۔

تمام گناہ معاف

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بندہ جب اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرتا ہے اور اپنے گناہ پر ندامت محسوس کرتا ہے تو اس کے نادم ہونے سے پہلے پہلے اس کے تمام گناہ معاف فرمادئے جاتے ہیں۔ (نزہۃ المجالس، ص: ۲۲۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! گناہ پر توبہ کے ساتھ ندامت ضروری ہے بلکہ توبہ نام ہی ندامت کا ہے لہٰذا اپنے گناہوں پر نادم ہوں انشاءاللہ ضرور مولا کرم کی نظر فرمائے گا۔ بلکہ آپ نے سنا کہ دل میں ندامت سے پہلے ہی اللہ عزوجل گناہوں کو معاف فرماتا ہے، اللہ عزوجل اپنے فضل سے رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل ہم سب کو سچی توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔

حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں گناہگار جو گناہ کرتا ہے اسی گناہ کی وجہ سے جنت حاصل کر لیتا ہے۔ عرض کیا گیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہ کیسے؟ فرمایا: جب اسی گناہ پر نادم ہوکر تائب ہوتا ہے تو اسے نہ صرف معاف فرمادیا جاتا ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ اسے جنت میں جانے کا حکم فرمادیتا ہے۔ (نزہۃ المجالس ص: ۲۲۸،۲۲۹)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! کتنا کرم ہے

اللہ رب العزت کا خطا کاروں کو بھی جنت عطا فرماتا ہے اور وہ بھی سچے دل سے صرف توبہ کر لینے کے عوض جب کریم اس حد تک کرم فرمانے پر آمادہ ہے تو بندوں کو چاہئے کہ اپنے کریم کی بارگاہ میں صدق دل سے توبہ کر کے جنت کو حاصل کریں۔ سچ ہے۔

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں راہ دکھلائیں کسے رہ روِ منزل ہی نہیں

فرمانِ نبوی ہے، اللہ تعالیٰ کا دست رحمت رات کے گنہ گاروں کے لئے صبح تک اور دن کے گنہ گاروں کے لئے رات تک دراز رہتا ہے۔ اس وقت تک کہ جب مغرب سے سورج طلوع ہوگا اور توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ (یعنی قیامت تک اللہ تعالیٰ بندوں کی توبہ قبول فرمائے گا) (مکاشفۃ القلوب، ص: ۱۳۹)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ عزوجل کس کس طرح سے اپنے بندوں کو توبہ کی طرف آمادہ کرتا ہے اللہ عزوجل چاہتا ہے کہ کسی بھی طرح بندہ گناہوں سے پاک ہو جائے اس لئے ضرور بالضرور توبہ کے دروازے کو دستک دو اور قبل از موت توبہ کر کے گناہوں سے معافی حاصل کر لو تاکہ محشر کی رسوائی سے بچ جاؤ۔

آسمان کے برابر گناہ

رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ اگر تم نے آسمان کے برابر گناہ کر لئے اور پھر شرمندہ ہو کر توبہ کر لی تو اللہ تعالیٰ تمہاری توبہ قبول فرمائے گا۔

(مکاشفۃ القلوب، ص: ۱۳۹)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! کثرتِ گناہ کے باوجود اگر بندہ سچے دل سے توبہ کر لے تو پروردگار جل جلالہ اپنے کرم سے اس کے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔ اس کی رحمت کی کوئی حد نہیں، بس بندہ نے خواہ کتنے بڑے بڑے گناہ کئے ہوں اس کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔

حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ آیت ''اِنَّـــهٗ كَـــانَ

لِلْاَوَّابِیْنَ غَفُوْرًا'' اس شخص کے بارے میں نازل ہوئی جو گناہ کرتا پھر توبہ کر لیتا، پھر گناہ کرتا اور پھر توبہ کر لیتا تھا۔ (مکاشفۃ القلوب ص:۱۴۰)

ایک حبشی کی توبہ

حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک حبشی حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں خطائیں کرتا ہوں کیا میری توبہ قبول ہوگی؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، ہاں، وہ کچھ دور جا کر واپس لوٹ آیا اور دریافت کیا کہ جب میں گناہ کرتا ہوں تو اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: ہاں، حبشی نے اتنا سنتے ہی ایک چیخ ماری اور اس کی روح پرواز کر گئی۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۱۴۰)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہمارا خالق و مالک ہمارے ظاہر و باطن، افعال واقوال، دل کے رازوں کو دیکھ رہا ہے، اگر یہ خیال دلوں میں راسخ ہو جائے تو ہم بے شمار گناہوں سے بچ جائیں گے، اے کاش! ہم گنہ گاروں کو بھی ایسی توبہ کی توفیق مل جائے۔

ابلیس کو مہلت

روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو ملعون قرار دیا تو اس نے قیامت تک کے لئے مہلت مانگی، اللہ نے اسے مہلت دے دی تو وہ کہنے لگا مجھے تیری عزت و جلال کی قسم جب تک انسان کی زندگی کا رشتہ قائم رہے گا میں اسے گناہوں پر اکساتا رہوں گا۔ رب العزت نے فرمایا: مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم میں ان کی زندگی کی آخری سانسوں تک ان کے گناہوں پر توبہ کا پردہ ڈالتا رہوں گا۔ (مکاشفۃ القلوب ص:۱۴۰)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! سبحان اللہ، کتنا کرم ہے اللہ رب العزت کا کہ وہ اپنے بندوں کو ذلیل و رسوا ہوتے نہیں دیکھ سکتا اسی لئے شیطان کو اس نے فرمایا کہ زندگی کی آخری سانس تک ان کے گناہوں پر توبہ کا پردہ

ڈالتا رہوں گا یعنی بندے کی توبہ کو قبول فرماتا رہوں گا تاکہ قیامت کے دن شیطان کو ذلت اور بندے کو عزت نصیب ہو۔

چار ہزار سال پہلے

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مخلوق کی پیدائش سے چار ہزار برس قبل عرش کے چاروں طرف لکھ دیا گیا تھا کہ ''اِنِّیۡ لَغَفَّارٌ لِّمَنۡ تَابَ وَ آمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلاً صٰلِحاً ثُمَّ اھۡتَدیٰ'' جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک عمل کئے میں اسے بخشنے والا ہوں۔ (مکاشفۃ القلوب ص:۱۴۲)

توبہ کا دروازہ کھلا رہتا ہے

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک شخص نے دریافت کیا میں گناہ کر کے انتہائی شرمندہ ہوں، کیا میرے لئے توبہ ہے؟ آپ نے منہ پھیر لیا جب دوبارہ اس شخص کی طرف دیکھا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ فرمایا: جنت کے آٹھ دروازے ہیں، کھولے بھی جاتے ہیں اور بند بھی کئے جاتے ہیں سوائے باب التوبہ کے وہ کبھی بند نہیں ہوتا، عمل کرتا رہ اور رب کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ (مکاشفۃ القلوب ص:۱۴۱)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ رب العزت نے توبہ کے دروازے کو کھلا رکھا ہے لیکن چوں کہ ہمیں اپنی موت کا علم نہیں کہ کب موت آجائے اس لئے قبل اس کے کہ موت کا فرشتہ کوچ کا نقارہ بجائے ہم اللہ کی بارگاہ میں سچی توبہ کرلیں تاکہ اللہ عزوجل ہم سب کو جنت کا مستحق بنائے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب بندہ توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔ محافظ فرشتے اس کے ماضی کے گناہوں کو بھول جاتے ہیں۔ اس کے اعضائے جسمانی اس کی خطاؤں کو بھول جاتے ہیں۔ زمین کا ٹکڑا جس پر اس نے گناہ کیا ہے اور آسمان کا وہ حصہ

جس کے نیچے وہ گناہ کیا ہے اسکے گناہوں کو بھول جاتے ہیں۔ جب وہ قیامت کے دن آئے گا تو اس کے گناہوں پر گواہی دینے والا کوئی نہ ہوگا۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۱۴۱،۱۴۲)

توبہ قبول نہیں

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ قیامت کے دن بہت سے لوگ ایسے ہوں گے جو خود کو تائب سمجھ کر آئیں گے مگر ان کی توبہ قبول نہیں ہوئی ہوگی۔ اس لئے کہ انہوں نے توبہ کے دروازے کو شرمندگی سے مستحکم نہیں کیا ہوگا۔ توبہ کے بعد گناہ کا عزم نہیں کیا ہوگا، مظالم کو اپنی طاقت سے دفع نہیں کیا ہوگا اور آسان امور کے جواز کے سلسلے میں جو کام انہوں نے کئے ہیں اور ان سے طلب مغفرت میں انہوں نے کوئی اہتمام نہیں کیا۔ اور ان کے لئے یہ بات آسان ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جائے گناہوں کو بھول جانا بہت خطرناک بات ہے ہر عقلمند کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے نفس کا محاسبہ کرتا رہے اور اپنے گناہوں کو نہ بھولے۔

اَیُّھَا الْمُذْنِبُ الْمُحْصِیْ اِثْمَہٗ لاَ تَنْسَ ذَنْبَکَ وَ اذْکُرْ مِنْہُ سَلَفَا
وَ تُبْ اِلَی اللّٰہِ قَبْلَ الْمَوْتِ وَ انْزَجِرَا یَا عَاصِیًا وَاعْتَرِفْ اِنْ کُنْتَ مُعْتَرِفاً

یعنی اے گناہوں کو شمار کرنے والے مجرم، اپنے گناہوں کو مت بھول اور گزشتہ غلطیوں کو یاد کرتا رہ، موت سے پہلے اللہ کی طرف رجوع کر لے۔ گناہوں سے رک جا اور غلطیوں کا اعتراف کر لے۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۱۴۲،۱۴۳)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہمیں اپنے گناہوں کو کبھی نہیں بھولنا چاہئے کہ ہمارا وجود گناہوں میں ڈوبا ہوا ہے بلکہ ہمیشہ اسے یاد رکھتے ہوئے گریہ وزاری کرتے رہنا چاہئے اس امید پر کہ اللہ تعالیٰ کو ہماری ندامت پسند آجائے اور اپنے کرم سے بخش دے، عقلمند وہ ہے جو اپنے گناہوں پر شرمندہ بھی ہو اور یاد کر کے گریہ وزاری بھی کرتا ہو۔

ایک نوجوان کی عبرت آموز توبہ

فقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں روتے ہوئے حاضر ہوئے، آپ نے دریافت فرمایا اے عمر کیوں روتے ہو؟ عرض کی حضور دروازے پر کھڑے ہوئے جوان کی گریہ وزاری نے میرا جگر ہلا دیا ہے۔ آپ نے فرمایا: اسے اندر لاؤ۔ جب جوان حاضر خدمت ہوا تو آپ نے پوچھا اے جوان! تم کس لئے رو رہے ہو؟ عرض کیا حضور! میں اپنے گناہوں کی کثرت اور رب ذوالجلال کی ناراضگی کے خوف سے رو رہا ہوں۔ آپ نے پوچھا کیا تو نے شرک کیا ہے؟ کہا نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! کیا تو نے کسی کو ناحق قتل کیا ہے؟ عرض کیا، نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ نے ارشاد فرمایا: اگر تیرے گناہ ساتوں آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں کے برابر ہوں تب بھی اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے بخش دے گا۔

جوان بولا: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میرا گناہ ان سے بھی بڑا ہے۔ آپ نے فرمایا: تیرا گناہ بڑا ہے یا کرسی؟ عرض کی میرا گناہ۔ آپ نے فرمایا: تیرا گناہ بڑا ہے یا عرش الٰہی؟ عرض کی میرا گناہ۔ آپ نے فرمایا تیرا گناہ بڑا ہے یا رب ذوالجلال؟ عرض کی رب ذوالجلال بہت عظیم ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بلا شبہ جرم عظیم کو رب عظیم ہی معاف فرماتا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا: پھر تم مجھے اپنا گناہ تو بتاؤ۔ عرض کی حضور مجھے آپ کے سامنے عرض کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔ آپ نے کہا کوئی بات نہیں تم بتاؤ۔ عرض کی حضور میں سات سال سے کفن چوری کر رہا ہوں انصار کی ایک لڑکی فوت ہوگئی میں اس کا کفن چرانے جا پہنچا، میں نے قبر کھود کر کفن لے لیا اور چل پڑا، کچھ ہی دور گیا تھا کہ مجھے پر شیطان غالب آگیا اور میں الٹے قدم واپس پہونچا اور لڑکی سے بدکاری کی، میں گناہ کر کے چند ہی قدم چلا تھا کہ لڑکی کھڑی ہوگئی اور کہنے لگی

اے جوان خدا تجھے غارت کرے تجھے اس نگہبان کا خوف نہیں آیا جو ہر مظلوم کو ظالم سے اس کا حق دلاتا ہے۔ تو نے مجھے مُردوں کی جماعت سے برہنہ کر دیا اور دربار خداوندی میں ناپاک کر دیا ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب یہ سنا تو فرمایا: دور ہو جا اے بد بخت تو نارِ جہنم کا مستحق ہے۔

جوان وہاں سے روتا ہوا اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوا نکل گیا، جب اسے اسی حالت میں چالیس دن گزر گئے تو اس نے آسمان کی طرف نگاہ کی اور کہا اے محمد و ابراہیم (علیہما السلام) کے رب! اگر تو نے میرے گناہ کو بخش دیا ہے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کو مطلع فرما و گرنہ آسمان سے آگ بھیج کر مجھے جلا دے اور جہنم کے عذاب سے بچا لے۔ اسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا آپ کا رب آپ کو سلام کہتا ہے اور پوچھتا ہے کہ مخلوق کو تم نے پیدا کیا ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ بلکہ مجھے اور تمام مخلوق کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اور اسی نے رزق دیا ہے۔ تب جبرائیل علیہ السلام نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے جوان کی توبہ قبول کر لی ہے۔ پس حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جوان کو بلا کر اسے توبہ کی قبولیت کا مژدہ سنایا۔ (مکاشفۃ القلوب، ص: ۱۴۳، ۱۴۴)

بنی اسرائیل کے ایک نوجوان کی توبہ

روایت ہے کہ بنی اسرائیل میں سے ایک جوان شخص نے بیس سال متواتر اللہ تعالیٰ کی عبادت کی پھر بیس سال گناہوں میں بسر کئے۔ ایک مرتبہ آئینہ دیکھا تو اسے داڑھی میں بوڑھاپے کے آثار نظر آئے وہ بہت غمگین ہوا اور بارگاہ رب العزت میں گزارش کی اے رب ذوالجلال! میں نے بیس سال تیری عبادت کی پھر بیس سال گناہوں میں بسر کئے اب اگر میں تیری طرف لوٹ آؤں تو مجھے قبول کرے گا؟ اس نے ہاتف غیبی کی آواز سنی وہ کہہ رہا تھا تو نے ہم سے محبت کی تو ہم نے تجھے محبوب بنایا۔

تو نے ہمیں چھوڑ دیا تو ہم نے تمہیں چھوڑ دیا۔ تو نے گناہ کیئے ہم نے مہلت دے دی، اب اگر تو ہماری بارگاہ میں لوٹے گا تو ہم تجھے شرف قبولیت بخشیں گے۔ (مکاشفۃ القلوب ۱۴۱)

سو آدمیوں کا قاتل

رسول کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص نے ننانوے آدمیوں کا قتل کیا، آخر وہ اپنے گناہوں پر نادم ہوکر توبہ کی غرض سے نکلا اور ایک زاہد و عابد کے پاس حاضر ہوا، اپنا واقعہ بتا کر توبہ کی قبولیت کا راستہ پوچھا، تو اس نے کہا کہ تیری توبہ قبول نہیں ہوسکتی، اس نے اس عابد کو بھی قتل کردیا اور پھر کسی اللہ والے کی تلاش شروع کردی، چنانچہ ایک شخص نے اسے کہا کہ تو فلاں گاؤں چلا جا کہ وہاں ایک بزرگ عالم ہیں جو تمھیں توبہ کا طریقہ بتائیں گے، وہ شخص اس گاؤں کی طرف روانہ ہوا، جب آدھی مسافت طے کرلی تو اس کی موت آگئی اور اس نے اپنا سینہ اس گاؤں کی طرف جھکا دیا۔

اس وقت رحمت اور موت کے فرشتے اس کے پاس جمع ہوگئے اور عذاب کے فرشتوں نے اسے قاتل اور مجرم ٹھہرایا لیکن رحمت کے فرشتوں نے اسے تائب بتایا کیونکہ وہ توبہ کے لئے اس گاؤں کی طرف جارہا تھا، چنانچہ اس کی بستی اور جس بستی کو جارہا تھا دونوں کا فاصلہ ناپنے کا حکم ہوا اور ساتھ ہی اللہ نے اس عالم کی بستی کو قریب ہونے کا حکم دیا، چنانچہ وہ اس بستی کے بالشت بھر قریب نکلا اس طرح اللہ عزوجل نے اس کی بخشش کے سامان پیدا کردئے اور اس کی روح رحمت کے فرشتے لے گئے۔ (مشکوٰۃ ص ۲۰۳)

میرے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! بیشک اللہ سے بخشش طلب کی جائے تو وہ اپنے گنہ گاروں بندوں کو معاف فرما دیتا ہے، خواہ اس کے گناہ سے زمین و آسمان کے درمیان کی فضا کیوں نہ بھری ہوئی ہو، اللہ رب العزت کو اپنے بندوں کو بخشنے میں کوئی عار نہیں اور وہ بخشنے پر آجائے تو خطاؤں کے سمندر بھرے ہوں تو بخش دیتا

ہے اور تائب کو پاک کردیتا ہے، بشرطیکہ توبہ سچے دل سے کی جائے اور محبت الٰہی میں دل موجزن ہو، اللہ عزوجل کی بڑائی اور عظمت کا دل میں خیال رہے۔

حضرت فضیل بن عیاض کا توبہ

حضرت فضیل بن عیاض بڑے زبردست اور یگانۂ روزگار ولی گزرے ہیں، ابتدا میں ڈاکہ زنی کرتے تھے، اللہ نے توبہ کی توفیق عطا فرمائی، توبہ کرتے ہی چودہ طبق روشن ہوگئے، آپ کا حال یہ تھا کہ ایک گھنے جنگل میں نگاہوں سے دور خیمہ زن رہتے، اُون کی ٹوپی، ٹاٹ کے کپڑے، گلے میں تسبیح اور نماز کے اتنے پابند کہ کبھی بلا جماعت نماز نہ پڑھتے اور ساتھیوں میں سے جو نماز نہ پڑھتا اسے اپنے سے علیحدہ کردیتے، جتنے خدام تھے وہ بھی نمازی تھے۔

آپ کی توبہ کا واقعہ اس طرح ہے کہ ایک روز ایک بڑا قافلہ اُدھر سے گزرا، ڈاکو اس پر حملہ آور ہوئے ایک شخص قافلہ سے الگ ہوکر اپنی نقدی کسی محفوظ جگہ جنگل میں دفن کرنے نکل گیا، اُس نے دیکھا کہ خیمہ میں ایک شخص تسبیح و مصلیٰ سمیت بیٹھا ہے تو اس نے اسے بزرگ سمجھ کر روپیہ اس کے سپرد کرکے قافلے میں آگیا، قافلہ کے لٹ جانے کے بعد جب وہ خیمہ کی طرف روپیہ لینے آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ ڈاکو وہاں بیٹھے لوٹ کا مال تقسیم کررہے ہیں۔

وہ شخص بہت پریشان ہوا کہ میں نے اپنی نقدی اپنے ہاتھوں ڈاکوؤں کے حوالے کردی، وہ خوف سے پیچھے ہی پھر گیا، حضرت فضیل نے دیکھ کر آواز دی، وہ شخص ڈرتا ڈرتا گیا، پوچھا کیوں آیا ہے؟ آہستہ سے رک رک کر کہا: اپنی امانت لینے آیا تھا، آپ نے اس کی امانت اس کے سپرد کردی، ڈاکوؤں کے استفسار پر آپ نے وجہ یہ بیان فرمائی کہ اس نے میرے متعلق نیک گمان کیا تھا اور میں بھی اللہ پر نیک گمان کرتا ہوں، میں نے اس کا گمان سچ کردیا تاکہ اللہ میرے گمان کو سچ کردے۔

اس کے بعد دوسرا قافلہ گزرا اور وہ بھی لوٹ لیا گیا، قافلہ ہی کے ایک شخص نے پوچھا تمھارا سردار کہاں ہے؟ جواب ملا کہ دریا کے کنارے نماز پڑھ رہا ہے، کہا نماز کا وقت تو نہیں ہے، بولا نفلی نماز پڑھ رہا ہے، پوچھا وہ تمہارے ساتھ کھانے میں شامل نہیں؟ جواب ملا روزے سے ہے۔ کہا ماہ رمضان تو نہیں ہے، کہا نفلی روزہ رکھے ہوئے ہے، یہ شخص متعجب ہوکر آپ کے پاس آیا اور پوچھا نماز اور روزہ کی یہ دھوم دھام اور اس پر چوری اور ڈاکہ زنی؟ فرمایا: کیا تو نے قرآن کی وہ آیت نہیں پڑھی جس کا مفہوم یہ ہے'' جنہوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا اور نیک و برے دونوں قسم کے اعمال کئے اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ انہیں بخش دے۔

ایک دفعہ شب کے وقت ایک قافلہ اُدھر سے گزرا، ایک شخص اونٹ پر بیٹھا ہوا قرآن شریف کی تلاوت کررہا تھا دورانِ تلاوت یہ آیت آپ کے کانوں سے ٹکرائی'' اَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِيْنَ آمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ '' یعنی کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ایمان والوں کے دل اللہ کے خوف سے لرزنے لگیں۔

ایک برق تھی جو کوندگئی، ایک تیر تھا جو قلب وجگر میں پیوست ہوگیا، ایک چنگاری تھی جس نے آگ لگادی۔ آگیا، آگیا، کہتے ہوئے بے تابانہ نکل کھڑے ہوئے، زاروقطار روتے تھے اور جنگل میں ادھر ادھر دوڑتے پھرتے تھے، گزشتہ تمام گناہوں سے توبہ کی اور جس جس کا مال لوٹا تھا اور اسے آپ جانتے تھے فرداً فرداً آپ اس کے پاس پہونچتے اور قصور معاف کرواتے، انہی میں ایک شقی القلب یہودی بھی تھا وہ کسی طرح معاف کرنے پر راضی نہ ہوتا تھا، پہلے اس نے ریت کے ایک بڑے ٹیلے کو اٹھا کر پھینک دینے کی شرط لگائی جو ایک ہوائے غیبی سے راتوں رات فنا ہوگیا، پھر بولا میں قسم کھا چکا ہوں کہ جب تک تو میرا مال نہ دے گا معاف نہ کروں گا، میرے سرہانے روپیوں کی تھیلی رکھی ہوئی ہے وہ زمین سے نکال کر مجھے دے دے۔

آپ نے اسی وقت اسے نکال کر دے دی، یہودی یہ دیکھ کر فوراً مسلمان ہو گیا اور بولا میں نے تورات میں دیکھا ہے کہ جو شخص توبہ کرتا ہے وہ اگر مٹی پر بھی ہاتھ رکھ دے تو مٹی سونا ہو جاتی ہے۔ (محفل اولیا ص: ۴۷ تا ۴۹، بتغییر)

حضرت حبیب عجمی کا توبہ

حضرت حبیب عجمی کا شمار بڑے بڑے اولیا میں ہوتا ہے، ابتدا میں نہایت بدنام اور سخت دل تھے، اللہ نے بہت کچھ دے رکھا تھا مگر جتنی دولت بڑھتی جاتی تھی بخل وقساوت میں اضافہ ہوتا جاتا تھا، سُود پر روپیہ دیتے تھے اور بڑی قساوت و سختی سے وصول کرتے تھے، ہر روز صبح اٹھتے اور قرض داروں کے پاس تقاضے اور سود کی وصولی کے لئے پہونچ جاتے اور بغیر لئے واپس نہ ہوتے۔

ایک دفعہ ایک شخص کے یہاں گئے، سود کا تقاضا کیا، گھر والی نے کہا میرا شوہر تو باہر گیا ہے میرے پاس کچھ موجود نہیں ہے، ایک بکری ذبح کی تھی اب بچوں کے کھانے کے لئے ایک سری رکھی ہوئی ہے اور کچھ نہیں ہے، بولے میں نہیں جانتا، سری مجھے دے دو، سری لاکر بیوی کو دی اور کہا یہ سود میں ایک جگہ ملی ہے آج اسے پکا، سری پک رہی تھی ایک فقیر نے دروازے پر صدا لگائی، بولے جا! ہمارے یہاں تیرے لئے کچھ نہیں ہے جو ہم تجھ کو دیں، اس سے تو کچھ مالدار نہ ہوگا مگر ہم غریب ہو جائیں گے، فقیر مایوس ہو کر چلا گیا، بیوی نے دیگچی کھول کر دیکھی تو سری کے بجائے زندہ خون اس میں بھرا ہوا تھا، اس نے شوہر سے ذکر کیا۔ یہ دیکھ کر آپ بہت متاثر ہوئے، دل میں ایک دھواں اٹھا، قسمت بیدار ہو چکی تھی، بیوی سے بولے ''آج میں نہ صرف سود لینے، سود کھانے بلکہ تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں''۔

دوسرا دن جمعہ کا تھا، گھر سے اپنا روپیہ واپس لینے کے لئے نکلے، بچے کھیل رہے تھے دیکھتے ہی بولے، ہٹو ایک طرف ہو جاؤ حبیب سود خور آرہا ہے ایسا نہ ہو کہ اس کے پاؤں

کی گرد ہم پر پڑے اور ہم کسی مصیبت میں مبتلا ہو جائیں، یہ سُن کر دل میں اور شعلے بھڑک اٹھے، لوگوں کے پاس جانے کے بجائے سیدھا حضرت خواجہ حسن بصری کے پاس پہونچے، ان کی چند باتوں نے دل کی دنیا ہی بدل کر رکھ دی، انہی کے ہاتھ پر صدق دل سے توبہ کی، اب حبیب وہ حبیب نہ تھے بلکہ کچھ سے کچھ ہو چکے تھے، دل میں روشنی پیدا ہوگئی تھی اور جان وروح میں ایک نئی آگ لگی ہوئی تھی۔

واپسی میں ایک قرضدار نے آپ کو دیکھا اور دیکھتے ہی بھا رہی مگر آپ نے اس کے چہرے پر نظر نہیں ڈالی، ایک بار آپ نے اس سے کہا اے گ اٹھا، آپ نے پکار کر کہا بھاگنے کا وقت ختم ہو چکا، اتفاق سے پھر راستے میں کھیلتے ہوئے بچے ملے، دیکھتے ہی بولے، دور ہٹ جاؤ حبیب آرہے ہیں کہ ہماری گرد اُن پر نہ پڑے کہ یہ توبہ کر کے پاک ہو چکے ہیں، آپ پر اُسی وقت رقت طاری ہوئی، بولے بارالٰہا! تیری شانِ بندہ نوازی پر قربان! تجھ سے صلح کئے ایک ہی دن گزرا ہے کہ تو نے اس کی خبر اپنے دوستوں اور بچوں تک پہونچا دی اور میرا نام نیکی کے ساتھ مشہور کر دیا، جھومتے تھے اور روتے تھے۔

سچے دل سے توبہ کر لینے کے بعد اللہ نے انہیں ولایت کے عظیم منصب سے نوازا، پرہیزگاری کا یہ عالم تھا کہ آپ کے گھر میں ایک کنیز تیس سال تک عورت! ذرا میری کنیز کو بلا دے تو بولی حضور! کنیز میں ہی ہوں، فرمایا: اس مدت میں حق تعالیٰ کے ساتھ اتنا مصروف رہا کہ تیرا چہرہ دیکھنے کا خیال تک نہ آیا۔ (محفل اولیاص: ۳۵،۵۴،۵۷)

توبہ نہ کرنا شیطانی فعل ہے

بعض کہتے ہیں کہ شیطان اس لئے لعین ہوا کہ اس نے توبہ کو واجب نہیں سمجھا۔ اور نہ ہی اپنی غلطی کا معترف ہوا بلکہ تکبر اختیار کیا اور کافر ہو گیا جب کہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو یہ سعادت نصیب ہوئی کہ انہوں نے لغزش کا اعتراف کیا، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرنے لگے اور تواضع کی، رحمت سے ناامید نہ ہوئے۔ اور پھر اپنے مقاصد

میں یہاں تک کامیاب ہوئے کہ خود خالقِ کائنات نے توبہ کی قبولیت کا اعلان فرما دیا۔
(نزہۃ المجالس، ص: ۲۲۸)

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں توبہ کرنا فوری طور پر لازم ہے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو لوگ جلد بازی کے باعث گناہ کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں اور پھر جلد ہی توبہ کی طرف آجاتے ہیں تو ان کے گناہ مٹا دئے جاتے ہیں۔ جیسے کہ نجاست کو خشک ہونے سے پہلے ہی صاف کرلیا جاتا ہے۔ اسی طرح توبہ بھی جلد کرنے سے گناہ کی نجاست بھی جلد دھل جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ بے شک نیکی برائی کو مٹا دیتی ہے۔ لہٰذا نیکی کے نور کے سامنے گناہ کی ظلمت کو ٹھہرنے کی طاقت نہیں۔ گناہ تاریکی ہے۔ اس کا چراغ نیکی ہے اور وہ نیکی توبہ کرنا ہے۔ (نزہۃ المجالس، ص: ۲۲۹)

رسول کریم علیہ افضل الصلوات والتسلیم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کو توبہ کرنے والے کی آواز سے زیادہ کوئی آواز محبوب نہیں ہے۔ جب وہ اللہ کو بلاتا ہے تو رب تعالیٰ فرماتا ہے، میں موجود ہوں جو چاہے مانگ، میری بارگاہ میں تیرا رتبہ میرے بعض فرشتوں کے برابر ہے، میں تیرے دائیں بائیں اوپر ہوں اور تیری دلی دھڑکن سے زیادہ قریب ہوں۔ اے فرشتو! تم گواہ ہو جاؤ کہ میں نے اسے بخش دیا ہے۔ (مکاشفۃ القلوب، ص: ۱۴۵)

فضائل وآدابِ مسجد

عبادات میں نماز ایک اہم عبادت ہے پہلی امتوں میں نماز ایک مخصوص مقام پر ہی ادا کی جاسکتی تھی ہر جگہ اس کی اجازت نہ تھی لیکن سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت کو دیگر امتوں کے مقابلے میں جہاں دیگر اعزاز حاصل ہیں وہاں یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لئے تمام زمین کو مسجد بنایا، لہٰذا حضور علیہ السلام کا امتی جہاں کہیں نماز ادا کرے جائز ہے۔

اسلام دینِ فطرت ہے اور فطرت معاشرت اور اجتماع کی متقاضی ہے اس لئے اسلام نے اجتماعیت کو ہر جگہ مقدم رکھا، باہمی تعلق کی تعریف کی گئی اور انتشار و افتراق کو ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا گیا یہی وجہ ہے کہ نماز کے لئے مسجد کا اہتمام کیا گیا جہاں مسلمان دن میں پانچ مرتبہ جمع ہوکر نہ صرف بارگاہِ خداوندی میں اجتماعی حاضری دیتے ہیں اور اپنی معروضات مل کر پیش کرتے ہیں بلکہ ایک دوسرے کے دکھ سکھ سے آگہی حاصل کر کے مسائل کے حل کے لئے مشترکہ جد وجہد کرسکتے ہیں۔ یہی وہ اسباب ہیں کہ جن کی بناء پر حضور شاہِ خوباں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے ارشادات میں مسجد کی فضیلت کو واضح طور پر بیان فرمادیا ہے۔

بڑا ظالم کون

فرمانِ خداوندی ہے ”وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰہِ اَنْ یُذْکَرَ فِیْھَا اسْمُہٗ وَ سَعٰی فِی خَرَابِھَا اُولٰئِکَ مَا کَانَ لَھُمْ اَنْ یَدْخُلُوْھَا اِلَّا خَائِفِیْنَ لَھُمْ فِی الدُّنْیَا خِزْیٌ وَ لَھُمْ فِی الآخِرَۃِ عَذَابٌ اَلِیْمٌ“ ترجمہ: اوراس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ کی مسجدوں کو روکے ان میں نامِ خدا لئے جانے سے اور ان کی ویرانی میں کوشش کرے۔ ان کو نہ پہنچتا تھا کہ مسجدوں میں جائیں مگر ڈرتے ہوئے ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہے۔ اوران کے لئے آخرت میں بڑا عذاب ہے۔ (سورۂ بقرہ، آیت ۱۱۴۔ کنزالایمان)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس آیتِ کریمہ میں ان لوگوں کو سب سے بڑا ظالم کہا گیا ہے جو مسجدوں کو ویران کرتے ہیں۔ ویسے تو یہ آیت کریمہ ان نصرانیوں کے تعلق سے نازل ہوئی جنھوں نے بیت المقدس کی سخت بے حرمتی کی تھی، توریت کو جلایا، ناپاک جانور کو ذبح کیا گیا تو خدائے قہار و جبار نے اپنے غضب کا اظہار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کیا اس سے بھی بڑا ظالم کوئی ہوسکتا ہے جو اللہ کے گھروں کی اس طرح بے حرمتی کرے۔ مگر ساتھ ہی ان تمام لوگوں کے لئے بھی اس میں سخت وعید ہے جو مسجد میں نہ خود جاتے ہیں نہ دوسروں کو جانے دیتے ہیں۔ اسی لئے سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے جب تم دیکھو کہ شراب خانوں کے دروازے کھلے ہیں اور مساجد کے دروازے بند ہیں تو سمجھ لو کہ قیامت قریب آچکی ہے۔

مسجد ایمان پر گواہ

”وَ لَا تُبَاشِرُوْھُنَّ وَ اَنْتُمْ عٰکِفُوْنَ فِی الْمَسَاجِدِ تِلْکَ حُدُوْدُ اللّٰہِ فَلَا تَقْرَبُوْھَا کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ آیٰتِہٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّھُمْ یَتَّقُوْنَ“ اور عورتوں کو ہاتھ نہ لگاؤ جب تم مسجدوں میں اعتکاف سے ہو اور یہ اللہ کی حدیں ہیں ان کے پاس نہ جاؤ اللہ

یوں ہی بیان کرتا ہے اپنی آیتیں کہ کہیں انہیں پرہیزگاری ملے۔ (پارہ:۲، آیت ۱۸۷)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ان مسلمانوں کو آگاہ فرمایا ہے جو مسجد میں اعتکاف کی نیت سے بیٹھتے ہیں کہ وہ اب نہ اپنی عورتوں سے جماع کریں نہ دیگر شہوات والے کام اور اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ مسجد میں اگر کوئی اعتکاف کرے تو اسے اللہ کے تقرب کی دولت نصیب ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے مردوں کو اپنے گھر میں اعتکاف کرنے سے منع کیا گیا ہے کیوں کہ مسجد میں کوئی صرف خاموش بیٹھ رہے تو بھی مولیٰ تبارک وتعالیٰ اسے نیکیاں عطا فرماتا ہے بلکہ سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جس شخص کو تم دیکھو کہ اسے مسجد کی حاضری کی عادت ہے تو اس کے ایمان کی گواہی دے دو۔

مسجد میں آنے کی بڑی فضیلتیں اور بڑی سعادتیں ہیں مگر افسوس کہ آج کتنے ایسے مسلم نوجوان ہیں جن کے شب و روز گناہوں کے اڈوں پر گزر رہے ہیں چوراہے پر کھڑے ہو کر گھنٹوں گپیاں مارنا ان کی روز کی عادت ہے مگر ایک دن مسجد میں بلاؤ تو طرح طرح کے حیلے بہانے بنانے لگتے ہیں۔

مسجد کے لئے زینت

''یٰبَنِیْ آدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ وَّ کُلُوْا وَ اشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ'' یعنی اے آدم کی اولاد اپنی زینت لو جب مسجد جاؤ، اور کھاؤ اور پیو اور حد سے نہ بڑھو بے شک حد سے بڑھنے والے اسے پسند نہیں۔

(پارہ۸، آیت ۳۱ کنز الایمان)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس آیتِ کریمہ میں مساجد میں جانے کے آداب سے آگاہ کیا جا رہا ہے کہ اے لوگو! تم مسجد میں جاؤ تو اچھے کپڑے پہن لو یا یہ کہ جب بھی نماز کے لئے کھڑے ہو تو لباسِ فاخرہ پہن کر

مزین ہو جاؤ۔اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اچھے، پاک اور صاف لباس کے ساتھ نماز پڑھنا بہت زیادہ پسند ہے جیسا کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تعلق سے یہ روایت ملتی ہے کہ آپ نے نماز کے لئے ایک مخصوص لباس تیار کرایا تھا یعنی ایک قمیص، عمامہ شریف، چادر اور شلوار اس زمانہ میں ان کی مجموعی قیمت ڈیڑھ ہزار درہم تھے اور وہ اسے دن رات نماز کے وقت پہنا کرتے اور فرماتے کہ اللہ تعالیٰ کو عمدہ لباس کے ساتھ ملنا لوگوں کے ملنے سے اولیٰ اور بہتر ہے جب کہ آج کل کچھ لوگ مسجدوں میں جاتے ہی اپنے کرتے کے بٹن کھول دیتے ہیں، آستین اور نیچے سے پائجامہ چڑھا لیتے ہیں جیسے کہ وہ کسی سے لڑائی کا ارادہ رکھتے ہوں اللہ تعالیٰ کو اس حالت میں مسجد میں آنا سخت ناپسند ہے۔اس لئے کہ جب لوگوں کو وہ ناپسند تو اللہ تعالیٰ کو کیسے پسند ہو سکتا ہے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پیارے دیوانو! مسجد تعمیر کرنے کی بڑی فضیلت آئی ہے، سرکارِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ انسان کی موت کے بعد اس کے تمام اعمال منقطع ہو جاتے ہیں ہاں جس نے دنیا میں مسجد تعمیر کی ہو تو اس کو قبر میں بھی نیکیاں دی جاتی رہیں گی۔ پھر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ کی رضا کے لئے مسجد بنواتا ہے یا اس میں حصہ لیتا ہے تو مسجد کی ہر انگلی یا ہر ہاتھ کی مقدار کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اس کے لئے بہشت میں چالیس لاکھ شہر تیار فرمائے گا۔ ہر شہر میں ایک ایک لاکھ گھر ہوں گے اور ہر گھر میں ایک لاکھ پلنگ بچھے ہوں گے اور ہر پلنگ پر اس کے لئے حوریں بٹھائی جائیں گی اور ان تمام گھروں میں سے ایک گھر میں چالیس ہزار دستر خوان چنے جائیں گے اور ہر دستر خوان پر چالیس ہزار پیالے ہوں گے جن میں مختلف رنگ اور ذائقہ کے طعام ہوں گے اور اس بندے کی ہر قوت جیسے جماع اور خورد و نوش میں اضافہ کیا جائے گا کہ وہ ان کھانوں کو کھا کر ہضم کر سکے گا۔ (روح البیان ج ۵، ص ۱۲۰)

مسجد کو ڈھا دو

اللہ تعالیٰ کا فرمانِ عالی شان ہے ''وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِداً ضِرَاراً وَّ کُفْراً وَّ تَفْرِیْقاً بَیْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ اِرْصَاداً لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ وَ لَیَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَا اِلَّا الْحُسْنٰیؕ وَ اللّٰهُ یَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ'' ترجمہ: اور جنہوں نے مسجد بنائی نقصان پہنچانے کو اور کفر کے سبب اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کو اور اس کے انتظار میں جو پہلے سے اللہ اور اس کے رسول کا مخالف ہے اور وہ ضرور قسمیں کھائیں گے ہم نے تو بھلائی چاہی اور اللہ گواہ ہے کہ وہ بے شک جھوٹے ہیں۔

(سورۂ توبہ، پارہ:۱۱، آیت ۱۰۷)

اس آیت میں مسجد ضرار کے تعلق سے فرمایا گیا ہے، اس کی قدرے تفصیل یہ ہے کہ جب سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسجد قبا میں کچھ دن قیام فرمایا اور اس میں نمازیں پڑھیں تو اس کی فضیلت بڑھ گئی اب اس کی بہت ہی تعظیم وتکریم کی جانے لگی تو اس وقت جو منافقین تھے انہیں یہ دیکھ کر رہا نہ گیا اور حسد کے مارے انہوں نے کہا کہ ہم ایک دوسری مسجد تعمیر کریں گے اور اس میں ہم نمازیں پڑھیں گے۔ لہٰذا انہوں نے جلدی جلدی مسجد کی تعمیر شروع کی اور اس میں نماز بھی قائم کر لی۔ مگر یہ سب انہوں نے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر ہی کیا تھا۔ اور دن بھر اس مسجد میں ان کا کام یہی تھا کہ سرکار کے خلاف منصوبہ آرائی کرتے تھے پھر سرکار کی گستاخی میں دن کاٹتے رہتے تھے۔ لہٰذا جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حکم ہوا اور یہ آیت نازل ہوئی تو سرکار نے حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک جماعت کے ساتھ بھیجا کہ جاکر اس مسجد کو منہدم کر دو لہٰذا وہاں پہونچ کر انہوں نے اس مسجد کو آگ لگا دی اور اس کی دیواریں منہدم کر کے میدان بنا دیا یہاں تک کہ سرکار نے دن میں یہ حکم دیا کہ اس جگہ پر گندگی اور غلاظت ڈالا کریں۔

اس سے یہ ثابت ہوا کہ جو مسجد میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گستاخی و

دشمنی کی بنا پر بنائی گئی ہو اس مسجد کو منہدم کر دیا جائے اس لئے کہ وہ مسجد نہیں۔ لہٰذا ہم تمام خوش عقیدہ مسلمانوں کو ان گھناؤنے عقائد والوں کی مساجد میں جانے سے پرہیز کرنا چاہئے جو ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے برابر سمجھتے ہیں اور مردہ تصور کرتے ہیں۔ (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ ان کے ایسے گمراہ کن عقیدوں سے تمام مسلمانوں کی حفاظت فرمائے اور ان کے تسلط میں جو مساجد ہیں ان میں مسلمانوں کو غلبہ عطا فرمائے۔

مساجد بنانے کا مقصد

رب قدیر نے قرآن پاک میں فرمایا ''وَ اَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَداً''، ترجمہ: اور یہ کہ مسجدیں اللہ ہی کی ہیں تو اللہ کے ساتھ کسی کی بندگی نہ کرو۔

(پارہ ۲۹ ر آیت ۱۸، کنز الایمان)

مذکورہ آیتِ کریمہ میں رب قدیر مساجد کی حقیقی حیثیت کو واضح فرما رہا ہے کہ مسجدیں تو صرف اللہ ہی کی ہیں لہٰذا اس میں اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کی عبادت نہ کرو۔ لہٰذا مساجد میں غیر دینی کام بھی بالکل جائز نہیں ہیں جیسے آج کل کچھ لوگ سیاست کی بنیاد پر یہود و نصاریٰ کو بھی مساجد میں بلاتے ہیں تاکہ وہ ان سے خوش ہو جائیں ایسے لوگ سخت گنہ گار ہوں گے اور یہی لوگ مسجدوں کو ویران کرنے والے ہیں۔ اور اسی آیت کے تحت علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا کہ مسجدیں اللہ ہی کی ہیں لہٰذا اگر مسجد کسی غیر اللہ کے نام پر رکھی جائے اس کے بنانے یا اس کی مدد کرنے کی وجہ سے تو یہ شرک نہیں ہوگا۔ جیسے کہ مسجد نبوی، مسجدِ قبا، مسجد اقصیٰ۔ درحقیقت مسجدیں اللہ ہی کی ہیں مگر مجازاً کسی کا نام رکھ دیا جاتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی سنی، غوثِ اعظم کا بکرا یا غریب نواز کا بکرا کہے تو اسے مشرک نہیں کہنا چاہئے اس لئے کہ حقیقت میں اللہ کے نام پر ہی ذبح کیا جائے گا صرف انتساب ان کے نام سے کیا جاتا ہے۔

فضائلِ مسجد احادیث کی روشنی میں

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ وحدہٗ لا شریک جس کی ذات ہر عیب سے پاک ہے اس نے بندوں کے عبادت کرنے کی جگہ کو مسجد فرمایا، کرم بالائے کرم یہ کہ بندوں کو رفعت و بلندی کا مقام عطا فرمانے کے لئے پھر ان مسجدوں کو اپنا گھر قرار دیا تاکہ بندہ اللہ کے گھر میں حاضر ہو تو گویا وہ اپنے خالق سے ملاقات کر رہا ہے یہی وجہ ہے کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زمین پر سب سے اچھی جگہ مسجد کو قرار دیا۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''خَیْرُ البِقَاعِ المَسَاجِدُ وَ شَرُّ البِقَاعِ الاَسْوَاقُ'' سب سے بہتر جگہ مسجدیں ہیں اور سب سے بدتر جگہ بازار۔ (فتاویٰ رضویہ ۳/۴۳۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! تاجدارِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سب سے بہتر جگہ مسجد کو فرمایا اور بدتر جگہ بازار کو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہماری تخلیق کا مقصد اللہ تعالیٰ نے واضح لفظوں میں بیان فرما دیا ہے کہ ہم نے انسان اور جنات کو اپنی طاعت وفرمانبرداری کے لئے پیدا کیا ہے اس لئے جو جگہیں اس مقصد کو زیادہ پورا کرتی ہیں وہ اللہ عزوجل کے نزدیک محبوب ترین ہیں اور جن جگہوں میں ذکرُ اللہ اور اطاعت وفرمانبرداری کے بجائے معصیت ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بدترین جگہ ہیں۔

آج ہمیں اپنا احتساب کرنا ہے کہ ہم کس جگہ زیادہ وقت گزارتے ہیں بہتر جگہ پر یا بدتر جگہ پر؟ اے اسلام کے مقدس شہزادو! سکون واطمینان مسجد میں ہی رکھا ہے بازاروں میں نہیں، اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ تجارت کے لئے بازار نہ جائیں اور

وہاں لوگوں سے میل جول نہ رکھیں بلکہ مقصود یہ ہے کہ اپنا قیمتی وقت بازار میں گزارنے کے بجائے مسجد یا گھر والوں میں گزارنے کی کوشش کریں۔ایک مسلمان وہ تھے جن کی حالت یہ تھی کہ اگر ایک لوہار ہتھوڑا اوپر اٹھائے ہوئے کسی لوہے پر مارنا چاہتا مگر درمیان میں اذان کی آواز کان میں پڑ گئی تو فوراً ہتھوڑے کو ہاتھ سے رکھ کر خانۂ خدا کی طرف چل پڑتے۔انھیں خوش نصیبوں کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔"رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ" کہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کو تجارت اور خرید وفروخت اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی۔

اللہ عزوجل ان نفوس قدسیہ کے نقوش قدم پر ہمیں بھی چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

دوسری جگہ رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا"مَنْ بَنٰى لِلّٰهِ مَسْجِداً بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتاً فِي الجَنَّةِ" جس نے اللہ کے لئے مسجد بنائی اللہ عزوجل اس کے لئے جنت میں گھر بناتا ہے۔ (مسلم شریف،ص:۲۰۲)

اور حضرت ابوقرصافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسجدیں بناؤ اوران سے کوڑا کرکٹ صاف کرو کیوں کہ جس نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے گھر بنایا اللہ اس کے لئے جنت میں گھر بناتا ہے۔(شمائم العنبر ۲۱)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مسجد بنانا اور مسجد سے کوڑا کرکٹ صاف کرنا یہ بہت بڑی نیکی ہے اس لئے کہ جب بندہ اللہ عزوجل کے گھر کی صفائی اس کی رضا اور بندوں کی راحت کے لئے کرتا ہے تو رب تعالیٰ بھی اپنی شان کے مطابق اس کو اجر عطا کرتا ہے۔

مسجد میں حاضری کا اجر

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: زمین میں مسجدیں اللہ تبارک وتعالیٰ کا گھر ہیں اور بے

شک اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمۂ کرم پر لے لیا ہے کہ اس کو بزرگی عطا فرمائے جو اس کی بارگاہ میں حاضری کے لئے مسجد میں آئے۔ (شمائم العنبر ۲۰)

سبحان اللہ! میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ عز وجل پر کسی کا کوئی حق نہیں لیکن اللہ عز وجل کا سب پر حق ہے، وہ سب سے برتر و بالا ہے۔ بادشاہ ہو یا گدا ہر کوئی اس کا محتاج ہے۔ باوجود اس کے اس نے اپنے ذمۂ کرم پر لے لیا ہے کہ جو کوئی اس کے گھر آئے گا وہ ضرور اس کو بزرگی عطا کرے گا۔ کہیں ہماری بے عزتی کی وجہ اس کے گھر سے دوری تو نہیں۔ اے عزت کے طلب گارو! اس کے وعدے پر بھروسہ کرتے ہوئے اس کے گھر آجاؤ۔ ان شاء اللہ ضرور عزت و سربلندی حاصل ہوگی۔

مسجد نہ آنے پر وعید

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اگر تم لوگ گھر میں نماز پڑھتے جیسے یہ ناخلف اپنے گھر میں پڑھ رہا ہے تو تم اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کے تارک ہوتے اور اگر تم سنت موکدہ کے ترک کو اپنا آشکار بنا لیتے تو گمراہ ہو جاتے۔

(فتاویٰ رضویہ ۶/۳۸۱)

اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب اذان ہو تو ان پانچوں نمازوں کی حفاظت کرو یہ نمازیں ہدایت کی راہیں ہیں بے شک اللہ عز وجل نے اپنے محبوب حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے راہیں متعین فرمائی، ہم تو یہ جانتے تھے کہ ان نمازوں سے غفلت کھلا منافق ہی کرے گا ایک وقت وہ تھا جو ہم نے اپنی نگاہوں سے بعض لوگوں کو دوسروں کے سہارے نماز کے لئے لایا جاتا اور صف میں کھڑا کیا جاتا دیکھا اور آج تم نے عام طور پر اپنے گھر کو مسجد بنا لیا سنو اگر تم اپنے گھروں میں ہی نماز پڑھتے رہے اور مسجد کو ترک کر دیا تو تم اپنے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کے تارک ہو گے اور اگر ایسا ہوا تو تم بڑے ناشکرے کہلاؤ گے۔ (فتاویٰ رضویہ ۶/۳۸۱)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیثِ پاک نے ہماری حالت ہم پر واضح کردی کہ ہم کیا ہیں۔ خدا کے بندو! حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دورِ پاک میں منافق مسجد کی بجائے گھر میں نماز پڑھتا، لیکن آج اللہ رحم وکرم فرمائے کہ بیشتر مسلمان یا تو نماز ہی سے غافل ہیں یا پھر گھر ہی میں نماز پڑھ لیتے ہیں۔ پروردگار ہم سب کے حال پر رحم فرمائے اور اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل نماز مسجد میں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور منافقین کی عادت سے بچائے۔ آمین

نورِ کامل کی بشارت

حضرت بُریدہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا " بَشِّرِ الْمَشَّائِیْنَ فِی الظُّلَمِ اِلیٰ الْمَسَاجِدِ بِالنُّوْرِ التَّآمِّ یَوْمَ الْقِیَامَةِ" تاریکیوں میں مسجدوں تک کثرت سے پیادہ جانے والوں کو روزِ قیامت نورِ کامل کی بشارت دے دو۔ (ترمذی ص:۵۳)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مغرب، عشا اور فجر کی نمازیں تاریکیوں میں ادا کی جاتی ہیں، ایسے میں بندۂ مومن تاریکی کا بہانہ بنا کر بیٹھ نہیں جاتا بلکہ مسجدوں میں کثرت سے آتا جاتا ہے تو میرا پروردگار بھی اس پر کرم کی نظر فرماتا ہے اور اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذریعہ نورِ کامل کی بشارت دلواتا ہے۔ یقیناً قیامت کا ہولناک دن اور وہاں کا خوف سب سے زیادہ خطرناک ہے، لہذا آج ہی عہد کرو کہ ہم مسجد جا کر نماز باجماعت پڑھیں گے۔

جنت کی کیاریاں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِیَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوْا" یعنی جب تم جنت کی

کیاریوں پر گزر وتو ان میں چرو، حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنت کی کیاریاں کیا ہیں؟ فرمایا: مسجدیں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پھر عرض کیا، وہ چرنا کیا ہے؟ فرمایا: ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ الحَمْدُ لِلّٰهِ وَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ'' پڑھا کرو۔ (مشکوۃ شریف ص:۷۰)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! رسولِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جنت کی کیاریاں کس جگہ کو قرار دیا، مسجد کو۔ اور وہاں کا چرنا کیا ہے۔ فرمایا: ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ الحَمْدُ لِلّٰهِ وَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ'' کہنا۔ اس حدیث پاک کا واضح مطلب اور مفہوم یہ ہے کہ جو شخص خانۂ خدا میں جا کر اس کی تسبیح وتہلیل اور اوراد وظائف میں مشغول رہتا ہے اور یہ تسبیح پڑھتا ہے ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ'' وہ مرنے کے بعد جنت میں انواع و اقسام کی نعمتوں سے بہرہ ور ہوگا۔

مقصودِ تعمیرِ مساجد

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اِنَّمَا بُنِيَ المَسْجِدُ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَ الصَّلٰوةِ'' یہ مسجدیں فقط اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نماز کے لئے بنائی گئی ہیں۔ (شمائم العنبر ۲۱)

اور حضرت ابوضمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ امیر المومنین سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مسجدیں ذکر الٰہی کے لئے بنائی گئی ہیں۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسجد میں ہر طرح کی گفتگو فضول ہے مگر قرآن کی تلاوت اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اچھی بات پوچھنا یا اس کا جواب دینا۔ (شمائم العنبر ۲۱)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث

شریف نے واضح کر دیا کہ مسجد میں اللہ کے ذکر اور نماز کے علاوہ اُمورِ دنیا سے پرہیز کرنا چاہئے۔ ذکر کے لفظ میں بڑی وسعت ہے، اگر بندۂ مومن دین اسلام یا پیغمبرِ اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر پاک کو مسجد میں کرے تو یہ سب بھی اللہ کا ذکر ہی شمار ہوگا۔ البتہ دنیا کی باتوں سے بچنا ضروری ہے کہ مسجد کا تقدس پامال ہوتا ہے اور سخت گناہ بھی ہے۔ لہٰذا مسجد میں صرف اور صرف دینی باتیں ہی ہوں اور نماز، تلاوت، درود و سلام و بیان ہی ہو۔

مسجد میں ممنوع ہے

حضرت سالم بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی کے کنارے ایک کشادہ جگہ بنائی اور اس کا نام بطیحا رکھا پھر فرمایا جو بات کرنے کا ارادہ کرے یا شعر کہنا چاہے یا بلند آواز سے بولنا چاہے تو اس کشادہ جگہ میں آئے۔ (شمائم العنبر ۱۹)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مسجدِ نبوی کے کنارے اس جگہ کے بنانے کی وجہ یہ تھی کہ اس دور میں رعایا کے مسائل اور فیصلے سب کچھ مسجد ہی میں ہوتے تھے۔ وفود کا آنا اور دیگر ضروری احکام وغیرہ مسجد ہی میں جاری ہوتے، مسلمانوں کی تعداد دن بدن بڑھتی گئی، اور مسائل بھی بڑھتے چلے گئے، لہٰذا ایک خاص جگہ بات کرنے کے لئے مخصوص کی گئی تاکہ دوسروں کی عبادتوں میں خلل واقع نہ ہو بلکہ بات چیت کے لئے اس خاص مقام پر چلے جائیں تاکہ مسجد کا تقدس باقی رہے۔

ساری زمین مسجد ہے

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے پانچ چیزیں عطا کی گئیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہ دی گئیں۔

☆ میری مدد اس طرح فرمائی گئی کہ ایک ماہ کی مسافت سے کفار کے قلوب میں

میرے لشکر کا رعب ڈال دیا گیا۔

☆ میرے لئے تمام زمین جائے سجدہ اور پاک بنادی گئی لہٰذا میرا اُمتی جس جگہ نماز کا وقت پائے اسی جگہ نماز پڑھ لے۔

☆ میرے لئے مال غنیمت حلال کردیا گیا۔

☆ دوسرے انبیا کسی خاص قوم کی طرف مبعوث ہوئے تھے لیکن مجھے تمام انسانوں کا رسول بنا کر بھیجا گیا۔

☆ منصب شفاعت سے مجھے سرفراز اگیا۔ (جامع الاحادیث ص:۵۱۹، ۵۱۸)

سبحان اللہ! رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پانچ اعزازات بیان فرمائے، جن میں ایک بڑا اعزاز یہ ہے کہ ہمارے لئے ساری روئے زمین مسجد بنادی گئی لہٰذا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا امتی جب جہاں وقت ہو وہاں نماز ادا کرلے یعنی مسجد وغیرہ قریب نہیں ہے اور نماز کا وقت ہوا تو راستے کے کنارے پر بھی نماز ادا کرلے اس کی نماز ہوجائے گی۔ لہٰذا مسلمانو! نماز پڑھنے میں ٹال مٹول اور بہانہ بازی سے باز آجاؤ۔ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا صدقہ ہے کہ تمام زمین کو مسجد بنادی گئی۔

مسجدِ نبوی میں نماز کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **صَلٰوۃٌ فِیْ مَسْجِدِیْ ھٰذَا خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ صَلٰوۃٍ فِیْمَا سِوَاہُ اِلَّا الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ.** میری اس مسجد میں ایک نماز اس کے علاوہ دوسری مسجدوں کے مقابلے میں ایک ہزار نمازوں سے بہتر ہے مگر مسجد حرام کے مقابلے میں نہیں۔ (مشکوۃ ص:۶۷)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اختیار تو ملاحظہ کرو کہ اپنی مسجد کے ثواب کو دوسری مسجدوں کے ثواب کے مقابلہ میں کئی گنا بڑھا دیا۔ رب نے اپنے فضل سے حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو

اختیار دیا ہے کہ جتنا چاہیں ثواب بڑھا دیں۔ سبحان اللہ! اللہ عزوجل ہم سب کو مسجد نبوی شریف اور مسجدِ حرام اور بیت المقدس میں نماز کی ادائیگی کی توفیق اور موقع عنایت فرمائے۔

بیت المقدس میں نماز کی فضیلت

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب حضرت سلیمان علیہ السلام بیت المقدس کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ سے تین دعائیں کی، پہلی دعا یہ فرمائی کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے کی ایسی قوت عطا ہو جو اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق ہو، دوسری دعا یہ کہ ایسی حکومت ہو جو بعد میں کسی کو نہ ملے، تیسری دعا یہ فرمائی کہ جو اس مسجد بیت المقدس میں فقط نماز کا ارادہ کر کے آئے تو وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جائے جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لیکن دو چیزیں عطا فرمادی گئیں اور مجھے کامل امید ہے کہ تیسری بھی عطا فرمادی گئی۔ (جد الممتار ۲/۲۶۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! دو چیزیں جو بظاہر عطا ہوئیں وہ واضح تھیں۔ حکومت اور فیصلے کی قوت اور تیسری چیز کے تعلق سے غیب داں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امید ظاہر کی کہ وہ بھی عطا فرمادی گئی ہوگی اور وہ ہے بیت المقدس میں نماز ادا کرنے کے ارادے سے آنے والے کا گناہوں سے پاک ہو جانا۔ اللہ ہم سب کو بھی بیت المقدس میں نماز ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مسجد روشن کرنے کی اہمیت

حضرت اسماعیل بن زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ماہ رمضان المبارک میں مسجدوں کے پاس سے گزرے تو ان میں چراغ روشن تھے یہ دیکھ کر آپ نے یہ دعائیہ کلمات کہے، اے اللہ تعالیٰ امیر المومنین سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی قبر کو اسی طرح روشن فرمادے جس طرح

انہوں نے ہماری مسجدوں کو روشن کیا۔ (فتاویٰ رضویہ ۳/۵۹۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث سے یہ بات واضح ہوئی کہ مسجدوں میں روشنی کرنا صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو کتنا پسند تھا اور کیوں نہ ہو اللہ عزوجل کا گھر جب منور ہوگا تو لوگ بہ اطمینان وسکون اور حضوریٔ قلب کے ساتھ اس میں عبادت کریں گے، نماز کی ادائیگی کے ساتھ تلاوت قرآنِ مقدس بھی کریں گے، تاریکی کی وحشت اور خوف بھی دل میں نہ ہوگا۔لہٰذا اللہ عزوجل توفیق دے تو ضرور بالضرور مسجدوں میں روشنی کا اہتمام کرو۔ انشاء اللہ مولائے کائنات حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا کا کچھ حصہ ضرور مل جائے گا۔

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے: جو شخص مسجد میں چراغ جلائے جب تک اس چراغ کی روشنی سے مسجد منور ہوتی ہے حاملین عرش تمام فرشتے اس کے لئے مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔ (مکاشفۃ القلوب)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مسلمان آج کے دور میں بلب، جھومر، ٹیوب لائٹ وغیرہ کے ذریعہ مسجد کو روشن کرے تو یقیناً وہ بھی مذکورہ دعا میں حصہ دار ہوسکتا ہے اور دعا بھی معمولی مخلوق کی نہیں بلکہ اللہ عزوجل کے تمام معصوم فرشتے ایسے شخص کے لئے مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔

مساجد کے درجات

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کی نماز گھر میں ایک نماز ہے اور اس کی نماز اس مسجد میں جس میں جمعہ ہوتا ہے پانچ سو نماز کے برابر ہے اور اس کی نماز مسجد اقصیٰ میں پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے اور اس کی نماز میری مسجد میں پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے اور اس کی نماز مسجد حرام میں ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔

لیکن محلّہ والوں کے لئے محلّہ کی مسجد میں نماز پڑھنا بہ نسبت جامع مسجد کے افضل واعلیٰ ہے، سلف صالحین صحابہ وتابعین کا عمل اس پر شاہد ہے کہ سب پنجگانہ نمازیں اپنے اپنے محلّہ کی مسجد میں پڑھتے تھے، ان کو چھوڑ کر جامع مسجد میں نہ جاتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ عام لوگوں کے لئے یہ فضیلت صرف نمازِ جمعہ کے ساتھ مخصوص ہے، البتہ اہلِ محلّہ کے لئے پنجگانہ نمازوں میں بھی پانچ سو نماز کا ثواب ہوگا۔ اسی لئے الاشباہ والنظائر میں ہے کہ محلّہ کی مسجد (اہلِ محلّہ کے لئے) جامع مسجد ہے مگر جب کہ جامع مسجد کا امام سُنی عالم ہو تو پھر جامع مسجد ہی افضل ہے۔ (الاشباہ، ص: ۱۹۵)

مسجد کی صفائی

مشہور صحابیٔ رسول حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم نبیٔ محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "عُرِضَتْ عَلَيَّ أُجُوْرُ أُمَّتِيْ حَتّٰى الْقَذَاةُ يُخْرِجُهَا الرَّجُلُ مِنَ الْمَسْجِدِ وَ عُرِضَتْ عَلَيَّ ذُنُوْبُ أُمَّتِيْ فَلَمْ أَرَ ذَنْباً أَعْظَمَ مِنْ سُوْرَةٍ مِّنَ الْقُرْآنِ أَوْ آيَةٍ أُوْتِيَهَا رَجُلٌ ثُمَّ نَسِيَهَا" میرے سامنے میری امت کے اعمال خیر پیش کئے گئے یہاں تک کہ اس کے بارے میں جو کہ کوڑا یا مٹی مسجد سے کوئی نکالتا ہے اور میرے سامنے میرے امتیوں کے گناہ پیش کئے گئے لیکن اس سے بڑا گناہ میں نہیں دیکھا کہ کسی شخص نے ایک سورت یا آیت کو یاد کر کے اس کو بھلا دیا ہو۔ (الترغیب ج ۱، ص: ۱۳۹)

اللہ اکبر! میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مسجد سے کوڑا کرکٹ یا مٹی نکالنا یہ عمل بھی بارگاہِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں پیش کیا جاتا ہے۔ ذرا سوچو کہ رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس عمل کو اعمالِ خیر میں شمار فرمایا۔ لٰہذا اگر مسجد میں کبھی کوڑا کرکٹ یا مٹی دیکھو تو اسے اٹھا کر باہر پھینک دو یہ نہ سوچو کہ یہ تو صرف مسجد کے خادم کا کام ہے بلکہ اللہ عزوجل کی رضا کے لئے اس کے گھر کو صاف کرو۔ انشاء اللہ اجرِ عظیم کے حقدار بن جاؤ گے۔

آدابِ مسجد

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اِذَا دَخَلَ اَحَدُکُمُ الْمَسْجِدَ فَلْیَرْکَعْ رَکْعَتَیْنِ قَبْلَ اَنْ یَجْلِسَ" کہ جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو مسجد میں بیٹھنے سے پہلے دو رکعت (تحیۃ المسجد) ادا کر لے۔ (بخاری شریف، مشکوۃ ص:۶۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث شریف سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مسجد میں داخل ہوتے ہی اگر وقت مکروہ نہ ہو تو ضرور دو رکعت تحیۃ المسجد ادا کر لیں کہ اس کے بے شمار فائدے اور فضائل موجود ہیں۔ خود رسولِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام علیہم الرضوان اس کا خاص اہتمام فرماتے تھے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ زمین کا ہر وہ ٹکڑا جس پر نماز ادا کی جاتی ہے یا ذکر خدا کیا جاتا ہے وہ ارد گرد کے تمام قطعات پر فخر کرتا ہے اور اوپر سے نیچے ساتویں زمین تک وہ مسرت و شادمانی محسوس کرتا ہے اور جب بندہ کسی زمین پر نماز پڑھتا ہے وہ زمین اس پر فخر کرتی ہے۔ (مکاشفۃ القلوب ص ۵۳۴)

جنت میں لے جانے والا عمل

حضور نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے مسجد میں جھاڑو دینا مسجد کو پاک صاف رکھنا مسجد کا کوڑا کرکٹ باہر پھینکنا مسجد میں خوشبو سلگانا بالخصوص جمعہ کے دن مسجد کو خوشبو میں بسانا جنت میں لے جانے والے کام ہیں۔ (ابن ماجہ)

سبحان اللہ! میرے پیارے آقا کے پیارے دیوانو! ہمیں ضرور ضرور مذکورہ کام کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ خاص طور پر جمعہ کے روز مسجد کو عطر اور مصلیوں کو بھی معطر کرنے کی کوشش کریں اور وقت نکال کر مسجد کی صفائی بھی کریں۔ پیارے آقا صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وعدہ حق ہے۔ان شاء اللہ جنت کے حقدار بن جاؤ گے۔

اور نبی کریم علیہ التحیۃ والثنا نے یہ بھی فرمایا ہے کہ مسجد کا کوڑا کرکٹ صاف کرنا حسین آنکھوں والی حور کا مہر ہے۔ (طبرانی)

اور ایک روایت میں ہے کہ جو مسجد سے اذیت کی چیزیں نکالے اللہ عزوجل اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔ (ابن ماجہ)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں مسجد نبوی شریف پکی اینٹوں سے بنی ہوئی تھی اور اس کی چھت کھجور کی شاخوں کی اور ستون کھجور کے تنے کے تھے۔ پھر سیدنا امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس میں کچھ اضافہ نہیں فرمایا لیکن امیر المومنین سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے زمانۂ خلافت میں اس کی تعمیر اس طرح کرائی کہ دیواریں پکی اینٹوں کی، چھت کھجور کی شاخوں کی اور ستون کھجور کے تنوں کے تھے۔ یعنی یہ تعمیر بھی حسب سابق تھی پھر امیر المومنین سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ آیا تو آپ نے اس میں کافی تبدیلی کی، دیواریں منقش پتھر اور ان پر گچکاری اور ستون منقش پتھروں کے اور چھت شاخوں کی بنوائی۔ (جامع الاحادیث ص ۵۲۱)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث شریف سے پتہ چلا کہ ضرورت کے مطابق مسجد کی توسیع اور استطاعت کے مطابق نقش و نگار جائز ہے کہ خلفائے راشدین نے یہ کام انجام دئے۔ ربِ قدیر ہمیں بھی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ کو محبوب

ہم سب کے آقا و مولیٰ کا فرمان ہے: جب تم میں سے کوئی مسجد سے محبت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے محبت رکھتا ہے۔ (مکاشفۃ القلوب)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اگر ہم اور آپ

چاہتے ہیں کہ بارگاہِ خداوندی کے محبوب ومقرب ہوجائیں تو آج ہی سے مساجد سے محبت کرنے لگ جائیں۔ اللہ عزوجل اپنے قرب کی دولت سے نواز دے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

مغفرت کی دعا

حضور تاجدار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ تم میں سے کوئی فرد جب تک جائے نماز پر رہتا ہے فرشتے اس کے لئے مغفرت وبخشش کی دعائیں کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں اے اللہ! اس پر سلامتی نازل فرما۔ اے اللہ! اس پر رحم فرما اور اے اللہ اسے بخش دے، یہ دعائیں اس وقت تک جاری رہتی ہیں جب تک کہ وہ کسی سے بات نہ کرے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! سبحان اللہ، کتنی بڑی سعادت کی بات ہے کہ اگر آپ مسجد میں داخل ہوکر اعتکاف کی نیت کرکے باوضو بیٹھ رہیں تو چاہے آپ نماز اور دیگر عبادتیں کریں یا نہ کریں مولیٰ تعالیٰ ہر لمحہ ثواب عطا فرماتا رہے گا۔

اللہ کے زائر

مکی مدنی سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد بعض الہامی کتابوں میں موجود ہے کہ زمین پر مسجدیں میرا گھر ہیں اور ان کی تعمیر وآبادی میں حصہ لینے والے میرے زائر ہیں۔ بس خوش خبری میرے اس بندے کے لئے جو اپنے گھر میں طہارت حاصل کرکے میرے گھر میں میری زیارت کو آتا ہے۔ لہٰذا مجھ پر حق ہے کہ میں آنے والے زائر کو عزت ووقار عطا کروں۔ (مکاشفۃ القلوب)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: جس نے گھر میں اچھی طرح وضو کیا پھر مسجد کو آیا وہ اللہ کا زائر ہے اور جس کی زیارت کی جائے اس پر حق ہے کہ

زائر کا اکرام کرے۔ (طبرانی)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ دونوں حدیثوں سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ مسجد اللہ عزوجل کے دیدار کی جگہ ہے۔گھر سے اللہ عزوجل کے دیدار کی نیت سے جو شخص مسجد جاتا ہے اللہ عزوجل پر حق ہے کہ وہ اس کو عزت ووقار عطا فرمائے۔اور آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان ''اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ'' سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ بندۂ مومن نماز میں اللہ عزوجل سے ہم کلام ہوتا ہے اور نگاہ والے بسا اوقات دیدار تجلیاتِ الٰہی سے شادکام بھی ہوئے ہیں۔اللہ رب العزت ہماری آنکھوں میں بھی وہ وصف پیدا فرمادے۔

مسجد میں آنے کی فضیلت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو صبح کو اول دن میں یا آخر دن میں مسجد کو گیا اللہ تعالیٰ اس کی مہمانی جنت میں کرے گا (صبح کے وقت یا آخر دن میں جس وقت بھی وہ مسجد میں گیا ہو)۔

(بخاری شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! عام طور پر یہ دونوں وقت آرام کے ہوتے ہیں ایسے میں بندہ اپنی پیاری نیند قربان کر کے اپنے گھر کے بجائے مولیٰ عزوجل کے گھر کو ترجیح دیتا ہے تو وہ کریم بھی اپنی شان کے مطابق اجر عطا فرماتا ہے۔یعنی جنت میں مہمانی کا وعدہ فرماتا ہے۔سبحان اللہ! میرا کریم جب مہمانی فرمائے گا تو کیا شان ہوگی۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب تم کسی ایسے آدمی کو دیکھو جو مسجد میں آنے کا عادی ہو تو اس کے ایمان کی گواہی دو۔ (مشکوۃ:ص،۶۹)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آؤ آج سے نیت کریں کہ ان شاء اللہ مسجد میں جانے میں کوتاہی نہیں کریں گے اور خود بھی مسجد جانے کے پابند بنیں گے اور اپنی اولاد کو دوست واحباب کو بھی مسجد جانے کا پابند بنائیں گے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: مرد کی نماز مسجد میں جماعت کے ساتھ گھر میں اور بازار میں پڑھنے سے پچیس درجہ زائد ہے اور یہ یوں ہی ہے کہ جب اچھی طرح وضو کر کے مسجد کے لئے نکلا تو جو قدم چلتا ہے اس سے درجہ بلند ہوتا ہے اور گناہ مٹتا ہے اور جب نماز پڑھتا ہے تو ملائکہ برابر اس پر درود بھیجتے رہتے ہیں جب تک کہ اپنے مصلیٰ پر ہے اور ہمیشہ نماز میں ہے اور جب تک نماز کا انتظار کر رہا ہے۔ (رواہ البخاری ومسلم)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو اچھی طرح وضو کر کے فرض نماز کو گیا اور مسجد میں نماز پڑھی اس کی مغفرت ہو جائے گی۔ (رواہ النسائی)

ھر قدم پر دس نیکیاں

ایک روایت میں ہے کہ ہر قدم کے بدلے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جب سے گھر سے نکلتا ہے واپسی تک نماز پڑھنے والوں میں لکھا جاتا ہے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مسجد میں نماز کے انتظار میں بیٹھنا گھر سے وضو کر کے پیدل نکلنا اللہ عزوجل کی بارگاہ سے بے حساب نیکیوں کو حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ یقیناً یہ نیکیاں کل بروزِ قیامت خوب کام آئیں گی۔ لٰہذا ضرور تھوڑی سی قربانی دے کر نیکیوں کا ذخیرہ جمع کرنے کی کوشش کریں۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں مسجد نبوی کے گرد کچھ زمینیں خالی ہوئیں، بنوسلمہ نے چاہا کہ مسجد کے قریب آجائیں یہ خبر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پہنچی، فرمایا: مجھے خبر پہونچی ہے کہ تم مسجد کے قریب اٹھ آنا چاہتے ہو؟ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ہاں ارادہ تو ہے۔ فرمایا: اے بنوسلمہ اپنے گھروں ہی میں رہو تمہارے قدم لکھے

جائیں گے۔ دوبارہ اس کو فرمایا، بنی سلمہ کہتے ہیں لہٰذا ہم کو گھر بدلنا پسند نہ آیا۔ (رواہ مسلم وغیرہ)

مذکورہ حدیث شریف سے یہ بات سمجھ میں آئی کہ مسجد کی طرف جتنے قدم چلیں گے اتنا ہی زیادہ ثواب ملے گا اور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی یہ پسند ہے کہ ہم مسجد کی طرف پیدل چلیں۔

ھر قدم پر ثواب

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں انصار کے گھر مسجد سے دور تھے انہوں نے قریب آنا چاہا اس پر یہ آیت نازل ہوئی "وَ نَکْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَ آثَارَهُمْ" جو انہوں نے نیک کام آگے بھیجے وہ اور ان کے نشانِ قدم ہم لکھتے ہیں۔ (رواہ ابن ماجہ)

حضور تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: سب سے بڑھ کر نماز میں اس کا ثواب ہے جو زیادہ دور سے چل کر آئے۔ (رواہ البخاری ومسلم)

حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک انصاری کا گھر مسجد سے سب سے زیادہ دور تھا اور کوئی نماز ان کی خطا نہ ہوتی، ان سے کہا گیا کاش تم کوئی سواری خرید لو کہ اندھیرے اور گرمی میں اس پر سوار ہو کر آؤ۔ تو انہوں نے جواب دیا میں چاہتا ہوں کہ میرا مسجد کو جانا اور پھر گھر کو واپس آنا لکھا جائے اس پر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ نے تجھے یہ سب جمع کر کے دے دیا۔ (رواہ مسلم وغیرہ)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! صحابۂ کرام علیہم الرضوان کو ثواب کی کتنی حرص تھی کہ ہر راحت کو قربان کر دیتے اور تکلیف اٹھا کر ثواب جمع کرنے کی فکر کرتے۔ لیکن آج ہمارا حال خوب ظاہر ہے۔ اے کاش! ہم چند قدم کے فاصلے پر موجود مسجد میں پیدل جا کر صحابۂ کرام علیہم الرضوان کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کرتے۔

گناہ مٹانے کا نسخہ

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ تکلیف میں پورا وضو کرنا اور مسجد کی طرف چلنا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا گناہوں کو اچھی طرح دھو دیتا ہے۔ (رواہ البزار و ابویعلیٰ)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! کوشش کریں کہ مسجد کی طرف نماز کے لئے گھر سے وضو کر کے اور جماعت سے پہلے جا کر جماعت کا انتظار بھی کریں۔ جماعت کا انتظار بھی ثواب اور نماز کا انتظار بھی ثواب اور ساتھ ہی ساتھ گناہوں سے نجات کا بھی ذریعہ ہے۔

اللہ کی ضمانت میں

حضور رحمتِ عالم، نورِ مجسم، فخرِ آدم و بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: تین اشخاص اللہ عزوجل کی ضمان میں ہیں اگر زندہ رہیں تو کفایت کرے، مرجائیں تو جنت میں داخل کرے۔ جو شخص گھر میں داخل ہو اور گھر والوں پر سلام کرے وہ اللہ کی ضمان میں ہے اور جو مسجد کو جائے اللہ کی ضمان میں ہے اور جو اللہ کی راہ میں نکلا وہ اللہ کی ضمان میں ہے۔ (رواہ ابوداؤد)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ تینوں عمل کے عادی بنو اور اللہ عزوجل کی ضمانت حاصل کرو۔ یاد رکھو کہ اللہ کے ذمۂ کرم سے بہتر کسی کا ذمہ نہیں ہوسکتا۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کے اندر اللہ کی ضمان حاصل کرنے کا جذبہ ہے۔

ستر ہزار فرشتے مغفرت کی دعا کرتے ہیں

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جو گھر سے نماز کو جائے اور یہ دعا پڑھے ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِحَقِّ السَّائِلِیْنَ عَلَیْکَ وَ بِحَقِّ مَمْشَایَ ھٰذَا

فَاِنِّیْ لَمْ اَخْرُجْ اَشِرًا وَّ لَا بَطَرًا وَّ لَا رِیَاءً وَّ لَا سُمْعَةً وَّ خَرَجْتُ اِتِّقَاءَ سَخَطِکَ وَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِکَ فَاَسْأَلُکَ اَنْ تُعِیْذَنِیْ مِنَ النَّارِ وَ اَنْ تَغْفِرَ لِیْ ذُنُوْبِیْ اِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْت'' یعنی اے اللہ! میں تجھ سے تیرے سائلین اور میرے اس چلنے کے صدقے میں سوال کرتا ہوں۔ نہ میں تکبر کے ساتھ نکلا ہوں نہ ہی بے کار اور نہ ہی دکھاوے کے لئے اور نہ ہی شہرت کے لئے۔ میں تو تیرے غضب سے نجات حاصل کرنے اور تیری رضا جوئی کے لئے نکلا ہوں۔ لہٰذا میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے جہنم سے نجات عطا فرما اور میرے گناہوں کو معاف فرما، بے شک تو ہی گناہوں کو بخشتا ہے۔ آقائے نامدار مدنی تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور ستر ہزار فرشتے اس کے لئے استغفار کرتے ہیں۔ (رواہ ابن ماجہ)

مسجد میں آنے، جانے کی دعا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید المرسلین شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی مسجد میں جائے تو کہے ''اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ'' اے اللہ! میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے، جب نکلے تو کہے ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ'' اے اللہ میں تجھ سے تیرا فضل چاہتا ہوں۔ (رواہ مسلم)

سات قسم کے لوگ سایۂ خداوندی میں

باعث وجہِ تخلیق، صاحبِ قابَ قوسین حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سات شخص ایسے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ اس دن سایہ فرمائے گا جس دن اس کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔

(۱) امام عادل۔

(۲) اور وہ جس کی نشو ونما اللہ عزوجل کی عبادت میں ہوئی۔

(۳) وہ شخص جس کا دل مسجد کو لگا ہوا ہے۔

(۴) وہ دو شخص جو باہم اللہ عزوجل کے لئے دوستی رکھتے ہیں اس پر جمع ہوئے اسی پر متفرق ہوگئے۔

(۵) وہ شخص جسے کسی صاحبِ حسن و جمال عورت نے بلایا، اس نے کہہ دیا میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔

(۶) وہ شخص جس نے کچھ صدقہ کیا اور اس کو اتنا چھپایا کہ بائیں کو خبر نہ ہوئی کہ داہنے نے کیا خرچ کیا۔

(۷) وہ شخص جس نے تنہائی میں اللہ عزوجل کو یاد کیا اور آنسو بہائے۔ (مشکوۃ ص:۶۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث مبارکہ میں جن سات خوش نصیبوں کا ذکر ہے ان میں مسجد سے دل لگانے والے کا بھی ذکر ہے۔ لہٰذا ہم کو چاہئے کہ ہم مسجد سے اپنا دل لگائے رکھیں اور ایک وقت کی نماز ادا کر لینے کے بعد دوسری نماز کی نیت کر کے مذکورہ خوبیوں کو بھی اپنے اندر پیدا کریں قیامت کے ہولناک دن اللہ ہم سب کو اپنے عرش کے سائے میں جگہ عطا فرمائے گا۔

گھروں میں مسجد

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گھروں میں نماز کی مخصوص جگہ بنانے کا حکم فرمایا اور اس جگہ کو پاک صاف رکھنے کا بھی حکم دیا۔ (مشکوۃ ص:۶۹)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! سنت ہے کہ اپنے گھر میں کوئی جگہ نماز کے لئے مخصوص کر لی جائے اور اس کو پاک و صاف رکھا جائے اور اس میں خوشبو وغیرہ لگائی جائے۔ عورتیں اگر اعتکاف کرنا چاہیں تو اسی گھر کی مسجد میں کر سکتی ہیں۔ تاجدارِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مذکورہ فرمان سے یہ بھی واضح

ہوتا ہے کہ سنت و نفل نماز اور عورتوں کے لئے نماز کی مخصوص جگہ کا اہتمام کرنا چاہئے اور اس کی صفائی کا بھی بھرپور اہتمام رکھنا چاہئے۔تاکہ اس جگہ کی برکتوں سے نیز وہاں کی جانے والی عبادتوں سے اللہ عزوجل کی رحمت کا حصول ممکن ہو۔اللہ عزوجل اگر کشادہ مکان عطا فرمائے تو ضرور نماز کے لئے مخصوص جگہ کا اہتمام کر کے رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان پر عمل کریں۔اور اگر کشادہ مکان نہ بھی ہو تب بھی نماز کے لئے کسی جگہ کو مخصوص رکھیں کہ جب نماز کا وقت ہو اسی جگہ پر نماز ادا کریں۔

مجاھد فی سبیل اللہ

حضور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا"مَنْ غَدَا اِلَی الْمَسْجِدِ لِیَذْکُرَ اللّٰہَ تَعَالیٰ اَوْیُذَکِّرَ بِہٖ کَانَ کَالْمُجَاھِدِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ" جو شخص مسجد میں اللہ کا ذکر کرنے کیلئے یا اس کی نصیحت کرنے کے لئے جائے تو وہ شخص مجاہد فی سبیل اللہ ہے۔(احیاء العلوم)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ صبح وشام مسجد کو جانا از قسم جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ (رواہ الطبرانی)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! جہاد فی سبیل اللہ کتنا بڑا کام ہے کہ مجاہد گھر، رشتہ دار، کاروبار اور اپنی جان تک کو اللہ کے لئے قربان کرنے کا جذبۂ صادق لئے میدانِ کارزار میں قدم رکھتا ہے اور دشمنوں کے نرغے میں جا کر کبھی اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کر دیتا ہے تو اسے مجاہد وشہید ہونے کا شرف حاصل ہوتا ہے لیکن معبودِ حقیقی کے نبیٔ برحق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صبح وشام مسجد کو آنا جہاد فی سبیل اللہ کی قسم میں شامل فرمایا۔لہٰذا چاہئے کہ صبح وشام مسجد میں آتے جاتے رہیں تاکہ جہاد فی سبیل اللہ کے مثل ثواب کے حقدار ہو سکیں۔

سجدہ کی جگہ گواہی دے گی

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ نمازی کی موت پر چالیس دن تک زمین روتی رہتی ہے، حضرت عطا الخراسانی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ بندہ جب زمین کے کسی ٹکڑے پر سجدہ کرتا ہے تو وہ ٹکڑا قیامت میں اس کے عمل کی گواہی دیگا اور اس کی موت کے دن وہ ٹکڑا روتا ہے۔ (مکاشفۃ القلوب ص ۵۳۴)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! زمین کو اس سجدہ گزار کی جدائی اور اس کے عمل سے ملنے والے سکون سے محرومی پر افسوس ہوتا ہے لہٰذا اس سجدہ گزار کے فراق میں گریہ وزاری کرتی ہے۔ لہٰذا ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ زمین کے چپہ چپہ پر ہم سجدوں کے نشان چھوڑیں۔ یہ نشان کل بروزِ قیامت اللہ عزوجل کی رضا کے حصول کا ذریعہ ثابت ہوں گے۔

انعام پائے گا

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص مسجد میں بکثرت آتا جاتا ہے اللہ تعالیٰ سات انعامات میں سے ایک انعام سے ضرور نوازتا ہے۔

☆ اسے کوئی ایسا بھائی ملتا ہے جس سے اللہ تبارک وتعالیٰ کے بارے میں استفادہ ہو۔
☆ رحمت حق نازل ہوتی ہے۔
☆ علمِ عجیب میسر آتا ہے۔
☆ راہ راست بتانے والا کلمہ ملتا ہے۔
☆ اس سے اللہ تعالیٰ کوئی نکمی بات چھڑا دیتا ہے۔
☆ اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے گناہوں کا چھوڑنا نصیب ہوتا ہے۔
☆ شرم کی وجہ سے گناہوں کا چھوڑنا نصیب ہوتا ہے۔ (احیاء العلوم: ج ۴، ص ۶۸۸)

احکام مسجد

گمشدہ چیز کی تلاش

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا'' مَنْ سَمِعَ رَجُلاً یَّنْشُدُ ضَآلَّةً فِی الْمَسْجِدِ فَلْیَقُلْ لَا رَدَّهَا اللّٰهُ عَلَیْکَ فَاِنَّ الْمَسَاجِدَ لَمْ تُبْنَ لِهٰذَا'' جو کسی شخص کو مسجد میں گمشدہ چیز تلاش کرتے سنے تو کہے اللہ تجھے تیری چیز واپس نہ دلائے کہ مسجدیں اس لئے نہیں بنائی گئیں۔ (مشکوۃ ص:٦٨)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث شریف مسجد کے ادب سے متعلق ہے۔ مسجد میں داخل ہوتے وقت دل کو بانٹنے والی چیزوں کو باہر ہی محفوظ مقام پر رکھ دینی چاہئے تاکہ مسجد میں صرف اللہ عزوجل کی عبادت ہی میں دل لگا رہے۔

خرید و فروخت کرنا کیسا؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم مسجد میں کسی شخص کو خرید و فروخت کرتے دیکھو تو کہو اللہ تعالیٰ تیری تجارت میں نفع نہ دے۔ (مشکوۃ، ص:٧٠)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ایک نشانی ہے کہ لوگ تجارت کی باتیں اللہ کے گھر میں کریں گے اور آج یہ بات بالکل common (عام) ہوگئی ہے لوگ اس کو معیوب بھی نہیں سمجھتے۔ خدارا اللہ کے گھر کے آداب کو ملحوظ رکھو اور خرید و فروخت کی باتیں مسجد میں کرنے سے پرہیز کرو۔

پیاز اور لہسن کھا کر آنے کا حکم

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اس گندے پیڑ یعنی کچی پیاز یا کچے لہسن سے کچھ کھایا تو وہ مسجد میں ہمارے پاس نہ آئے۔ (فتاویٰ رضویہ، ۶/۳۸۱)

چوں کہ کچی پیاز اور لہسن کھانے سے منہ سے بدبو آتی ہے اور رسولِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس کی بو بالکل پسند نہ تھی اور نمازیوں کو بھی ناپسندیدہ ہے لہٰذا کچی پیاز اور لہسن نیز سگریٹ بیڑی وغیرہ کے استعمال کے فوراً بعد مسجد میں نہ جائیں، اگر جانا ہو تو مسواک کرلیں یا کم از کم اچھی طرح کلی کرلیں تاکہ بو باقی نہ رہے۔

اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے کچی پیاز، لہسن یا گندنا (ایک سبزی جو لہسن کے مشابہ ہوتی ہے) کھایا وہ ہماری مسجد میں نہ آئے کہ ملائک علیہم السلام بھی اس سے ایذا پاتے ہیں جس سے انسان تکلیف پاتے ہیں۔ (جامع الاحادیث ص/۵۰۸)

اور حضرت معاویہ بن قرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ان دوسبزیوں کے کھانے سے منع فرمایا یعنی پیاز اور لہسن سے اور فرمایا کہ انہیں کھا کر کوئی شخص ہماری مسجدوں کے قریب ہرگز نہ آئے اور فرمایا کہ اگر کھانا ہی چاہے تو پکا کر ان کی بُو دور کرلیا کرو۔ (ابوداؤد شریف)

ان احادیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ منہ کی بو سے فرشتوں کو بھی اذیت پہونچتی ہے اور ظاہر سی بات ہے کہ مسجد میں لوگ نماز کے لئے آتے ہیں تو ان کو بھی اذیت پہونچتی ہے اور عبادت سے دل ہٹ جاتا ہے۔ لہٰذا ایسی چیز کے استعمال سے پرہیز کرو جن سے فرشتوں اور انسانوں کو تکلیف ہو۔

کچا گوشت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسجد میں کچا گوشت لے کر کوئی نہ گزرے۔ (جامع الاحادیث ص/۵۰۸)

دنیا کی باتیں کرنا کیسا؟

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آخر زمانے میں کچھ لوگ ہوں گے کہ مسجد میں دنیا کی باتیں کریں گے اللہ عزوجل کو ان لوگوں سے کچھ کام نہیں۔ (جامع الاحادیث ص:۵۰۹،۵۰۸)

اور حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنی مسجدوں کو بچاؤ اپنے ناسمجھ بچوں اور مجنونوں کے جانے اور خرید وفروخت اور جھگڑوں اور آواز بلند کرنے سے۔ (فتاوی رضویہ ۶/۴۰۴)

اور حضرت عبید اللہ بن حفص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اللہ عزوجل کے داعی کی آواز پر لبیک کہا اور اللہ تعالیٰ کی مسجدیں اچھے طور پر تعمیر کیں تو اس کے عوض اللہ تعالیٰ کے یہاں جنت ہے۔ عرض کیا گیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! مسجدوں کی اچھی طرح تعمیر کیا ہے؟ فرمایا: اس میں آواز بلند نہ کرنا اور کوئی بیہودہ بات زبان سے نہ نکالنا۔ (شمائم العنبر ۱۹)

بلند آواز سے باتیں کرنا کیسا؟

حضرت سعید بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کی بلند آواز مسجد میں سُنی تو ارشاد فرمایا تو جانتا ہے کہ کہاں ہے؟ تو جانتا ہے کہ کہاں ہے؟ یعنی بلند آواز کو ناپسند فرمایا۔ (شمائم العنبر ۱۹)

حضرت سائب بن یزید سے روایت ہے کہ میں مسجد میں سویا ہوا تھا مجھے ایک

شخص نے کنکری ماری میں نے دیکھا کہ وہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے کہا جاؤ ان دو شخصوں کو میرے پاس لاؤ میں ان دونوں کو لایا پس کہا تم کن لوگوں میں سے ہو یا فرمایا تم دونوں کہاں کے ہو؟ ان دونوں نے کہا ہم طائف کے رہنے والے ہیں۔ فرمایا اگر تم مدینہ کے رہنے والے ہوتے تو میں تم کو سزا دیتا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مسجد میں آواز بلند کرتے ہو۔　　(بخاری شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث شریف سے یہ بات سمجھ میں آئی کہ مسجد میں دنیوی باتیں اور وہ بھی بلند آواز سے کرنا آدابِ مسجد کے خلاف ہے۔ اللہ عزوجل ہم سب کو جملہ مساجد کے احترام کی توفیق عطا فرمائے۔

علامتِ منافق

خلیفۃ المسلمین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کو مسجد ہی میں اذان ہوگئی اور وہ بغیر ضرورت مسجد سے نکلا یا مسجد آنے کا ارادہ نہیں تو وہ منافق ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ۳/۴۷۷)

اور حضرت ابو الشعثاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص مسجد نبوی سے اس وقت نکلا جب عصر کی اذان ہو چکی تھی تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس نے حضور ابو القاسم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص: ۴۷۷)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدّثِ بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ مسجد کو بو سے بچانا واجب ہے، لہٰذا مسجد میں مٹی کا تیل جلانا حرام، مسجد میں دیا سلائی جلانا حرام، مسجد میں کچا گوشت لے جانا جائز نہیں، حالانکہ کچے گوشت کی بو بہت خفیف ہوتی ہے تو جہاں سے مسجد میں پہنچے وہاں تک ممانعت کی جائے گی، مسجد عام جماعت کے لئے بنائی جاتی ہے پھر یہ خیال نہ کرو کہ اگر مسجد خالی ہے تو اس میں کسی بو کا داخل کرنا اس وقت جائز ہو کہ کوئی آدمی نہیں جو اس سے ایذا پائے گا۔ ایسا نہیں بلکہ ملائکہ بھی اس چیز سے ایذا پاتے ہیں جس سے

انسان اِیذا پاتا ہے۔ مسجد کو نجاست سے بچانا فرض ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ۶/۳۸۱)

سرکار اعلیٰ حضرت امام عشق ومحبت امام احمد رضا خان فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک اور تحقیق ملاحظہ فرمائیں تاکہ احترامِ مسجد کے جذبہ میں اور اضافہ ہوجائے۔

مسجد میں دنیا کی مباح باتیں کرنے کو بیٹھنا نیکیوں کو کھاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو۔ فتح القدیر میں ہے: "اَلْکَلَامُ الْمُبَاحُ فِیْہِ مَکْرُوْہٌ یَاکُلُ الْحَسَنَاتِ" اشباہ میں ہے: "اِنَّہٗ یَاکُلُ الْحَسَنَاتِ کَمَا تَاکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ" مدارک میں حدیث نقل کی "اَلْحَدِیْثُ فِی الْمَسْجِدِ یَاکُلُ الْحَسَنَاتِ کَمَا تَاکُلُ الْبَہِیْمَۃُ الْحَشِیْشَ" مسجد میں دنیا کی بات نیکیوں کو اس طرح کھاتی ہے جیسے چوپایہ گھاس کو۔ غمز العیون میں خزانۃ الفقہ سے ہے: مَنْ تَکَلَّمَ فِی الْمَسَاجِدِ بِکَلَامِ الدُّنْیَا اَحْبَطَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَمَلَ اَرْبَعِیْنَ سَنَۃً جو مسجد میں دنیا کی بات کرے اللہ تعالیٰ اس کے چالیس برس کے عمل اکارت فرمادے۔

حدیقہ ندیہ میں ہے کہ دنیا کی بات جب کہ فی نفسہٖ مباح اور سچی ہو بلا ضرورت کرنی مکروہِ تحریمی ہے۔ ضرورت ایسی جیسے معتکف اپنی حوائج ضروریہ کے لئے بات کرے پھر حدیث مذکور ذکر کرکے فرمایا: معنیٰ حدیث یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ بھلائی کا ارادہ نہ کرے گا اور وہ نامراد ومحروم ہیں۔

سبحان اللہ! جب مباح وجائز بات بلاضرورت شرعیہ کرنے کو مسجد میں بیٹھنے پر یہ آفتیں ہیں۔ تو حرام وناجائز کام کرنے کا کیا حال ہوگا۔ مسجد میں کسی چیز کا مول لینا، بیچنا، خرید وفروخت کی گفتگو کرنا ناجائز ہے۔ مگر معتکف کو اپنی ضرورت کی چیز مول لینی وہ بھی جب کہ مبیع (فروخت کی جانے والی چیز) مسجد سے باہر ہی رہے مگر ایسی خفیف و نظیف وقلیل شے جس کے سبب نہ مسجد میں جگہ رکے نہ اس کے ادب کے خلاف ہو اور اسی وقت اسے اپنے افطار وسحری کے لئے درکار ہو تجارت کے لئے بیع وشرا کی معتکف کو بھی اجازت ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ۶/۴۰۳)

مسجد میں تھوکنے کی ممانعت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کا کفارہ دفن کردینا ہے۔ (بخاری شریف)

اور آپ کی دوسری روایت میں یوں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسجد کی دیوارِ قبلہ پر رینٹھ دیکھی تو یہ بات آپ کو ناگوار معلوم ہوئی جس کا اثر چہرۂ مبارک سے ظاہر ہوا، آپ اٹھے اور اس کو اپنے دست مبارک سے صاف کرکے فرمایا: جس وقت تم میں سے کوئی نماز کے لئے کھڑا ہوتو وہ اس حال سے خالی نہیں کہ اپنے رب سے مناجات کرتا ہے اور بلاشک اس کا رب اس کے اور سمت قبلہ کے درمیان ہوتا ہے لہٰذا تم میں سے کوئی سمت قبلہ کو نہ تھوکے اور یہ عمل صرف بائیں جانب یا پیروں کے نیچے کرے اس کے بعد آپ نے اپنی چادر میں تھوکا اور اس کو مل کر فرمایا یا اس طرح کرے۔ (بخاری شریف)

آداب مسجد ایک نظر میں

مسئلہ: فرمان نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہوتو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز ادا کرے۔ (مشکوۃ،ص:۶۸)

مسئلہ: قبلہ کی طرف قصداً پاؤں پھیلانا مکروہ ہے۔ سوتے میں ہو یا بیداری کی حالت میں۔

مسئلہ: مسجد کی چھت پر وطی و بول و براز حرام ہے۔ یوں ہی جنب اور حیض ونفاس والی عورت کو اس پر جانا حرام ہے کہ وہ بھی مسجد کے حکم میں ہے۔ مسجد کی چھت پر بلاضرورت چڑھنا مکروہ ہے۔ (درالمختار، ردالمختار)

مسئلہ: مسجد کو راستہ بنانا یعنی اس میں سے ہوکر گزرنا ناجائز ہے۔ اگر اس کی عادت کر لے تو فاسق ہے۔

مسئلہ: بچے اور پاگل کو جن سے نجاست کا گمان ہو مسجد میں لے جانا حرام ہے ورنہ مکروہ۔ جو لوگ جوتیاں مسجد کے اندر لے جاتے ہیں ان کو اس کا خیال کرنا چاہئے کہ اگر نجاست لگی ہو

تو صاف کرلیں۔اور جوتا پہنے مسجد میں چلے جانا سوئے ادب ہے۔(ردالمحتار)
مسئلہ: مسجد کو ہر گھن کی چیز سے بچانا ضروری ہے آج کل اکثر دیکھا جاتا ہے کہ وضو کے بعد منھ اور ہاتھ سے پانی پونچھ کر مسجد میں جھاڑتے ہیں یہ ناجائز ہے۔
مسئلہ: کیچڑ ے پاؤں سنا ہوا ہے اس کو مسجد کی دیوار یا ستون سے پوچھنا ممنوع ہے۔ یوں ہی پھیلے ہوئے غبار سے پونچھنا بھی ناجائز ہے۔اور کوڑا جمع ہے تو اس سے پونچھ سکتے ہیں۔ یوں ہی مسجد میں کوئی لکڑی پڑی ہوئی ہے کہ عمارت مسجد میں داخل نہیں اس سے بھی پونچھ سکتے ہیں۔ چٹائی کے بے کار ٹکڑے سے جس پر نماز نہ پڑھتے ہو پوچھ سکتے ہیں۔مگر بچنا افضل ہے۔ (عالمگیری،صغیری)
مسئلہ: مسجد کا کوڑا جھاڑ کر کسی ایسی جگہ نہ ڈالے جہاں بے ادبی ہو۔(درالمختار)
مسئلہ: بلاضرورت مسجد کی چھت پر چڑھنا مکروہ ہے۔
مسئلہ: مسجد میں انگلیاں چٹخانا منع ہے۔
مسئلہ: مسجد محلّہ میں نماز پڑھنا گر چہ جماعت قلیل ہو مسجد جامع سے افضل ہے۔ اگر چہ وہاں بڑی جماعت ہو بلکہ اگر مسجد محلّہ میں جماعت نہ ہوئی ہو تو تنہا جائے۔اور اذان واقامت کہے۔نماز پڑھے وہ مسجد جامع کی جماعت سے افضل ہے۔
مسئلہ: اذان کے بعد مسجد سے نکلنے کی اجازت نہیں۔ حدیث میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اذان کے بعد مسجد سے نہیں نکلتا مگر منافق لیکن وہ شخص کہ کسی کام کے لئے گیا اور واپسی کا ارادہ رکھتا ہے۔یعنی قبل قیام جماعت یوں ہی جو شخص دوسری مسجد کی جماعت کا منتظم ہو تو اسے چلا جانا چاہئے۔ (عامۂ کتب فقہ،بہار شریعت جلد اول)

اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا ہے کہ جو کچھ ہم نے آدابِ مسجد کے متعلق پڑھا اور سنا اس پر ہم سب کو عمل کی توفیق نصیب ہو اور مسجد سے برکتیں حاصل کرنے کا جذبہ بھی ہمارے دل میں پیدا ہو۔ (آمین)

(حصہ سوم)

مؤلف

حافظ وقاری **مولانا محمد شاکر علی** نوری صاحب

(امیر سنی دعوتِ اسلامی)

اخلاص نیت کا بیان

اِخلاص اسلامی عبادتوں اور اطاعتوں کی بنیاد ہے کیوں کہ اس کے بغیر ایمان و عمل کا وہ اجر نہیں ملتا جو حقیقی معنوں میں ملنا چاہئے۔ اِخلاص کے بارے میں ارشادِ خداوندی ہے ”وَ مَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ “اور ان لوگوں کو تو یہی حکم ہوا کہ اللہ کی بندگی کریں نرے (خالص) اسی پر عقیدہ لاتے۔ (پ/۳۰، سورۂ بیّنہ، آیت/۵)

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے ”وَادْعُوْہُ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ“ اور اس کی عبادت کرو نرے (خاص) اس کے بندے ہو کر۔ (پ/۸، سورۂ اعراف، آیت: ۲۹)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ عزوجل کی عبادت اور اس کو پکارنا بھی ہو تو اخلاص کے ساتھ یہ عمل کرنا چاہئے کہ ہماری پوری توجہ اسی کی طرف ہو، ریا کاری مقصود نہ ہو تو اس کے اچھے ثمرات بھی ظاہر ہوں گے اور رضائے الٰہی کا حصول بھی ممکن ہوگا۔

اخلاص کی حقیقت

نیت کسی عمل کے مُحرِّک اور متقاضِی کو کہتے ہیں، یہ باعث اور مُحرّک اگر ایک

ہے تو اس نیت کو خالص کہتے ہیں اور جب دو یا دو سے زیادہ چیزیں اس عمل کا محرک یا باعث ہوں تو چوں کہ شرکت ہوئی اس لئے وہ خالص نہ رہی۔

اس کو اس طرح سے سمجھیں کہ ایک شخص نے خدا کے واسطے روزہ رکھا لیکن اس کے ساتھ ہی اس کا مقصد یہ بھی ہے کہ کھانا ترک کرنے سے تندرستی حاصل ہو، ساتھ ہی اخراجات میں کمی واقع ہو یا کھانا پکانے کی محنت سے نجات حاصل ہو یا کہ حج کے لئے گیا تا کہ سفر اور راستہ کی ہوا سے قوت وتندرستی حاصل ہو اور دوسرے ملکوں کی سیر وتفریح ہو جائے اور وہاں کا لطف اٹھائے یا وضو اس لئے کیا تا کہ تازگی اور فرحت حاصل ہو۔ ایسے تمام خیالات اخلاص کو باطل کرنے والے ہیں۔ خواہ وہ تھوڑا ہو یا زیادہ۔ بلکہ عملِ خالص وہ ہے جس میں بظاہر اپنا کچھ فائدہ نہ ہو بلکہ وہ محض اللہ تعالیٰ کے لئے ہو۔ (کیمیائے سعادت)

خُدا کا محبوب

حضرت ابوبکر دقاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ہر مخلص کو اپنا اخلاص دیکھنے کی وجہ سے نقصان پہنچتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جب کسی کے اخلاص کو پسند فرمالیتا ہے تو پھر اس کے اخلاص کو عمل کرنے والے کی نظر سے گرا دیتا ہے۔

یعنی مخلص اپنے اخلاص پر نظر نہیں رکھتا، حتیٰ کہ وہ مخلص اپنے اخلاص کو اخلاص ہی نہیں سمجھتا، اس طرح وہ خدا کی نظر میں محبوب ہو جاتا ہے۔ (غنیۃ الطالبین، ص: ۴۴۸)

حضرت سعید بن جُبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اخلاص یہ ہے کہ بندہ اپنی طاعت اور عمل کو خالص اللہ تعالیٰ کے لئے کرے اور طاعت میں کسی کو شریک نہ بنائے اور بندے کے کسی عمل میں ریا کاری نہ ہو۔ (ایضاً)

صوفیا کا حج

حُجَّۃُ الاسلام حضرت سیدنا امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس بات پر اجماع ہے کہ اگر کوئی شخص حج کے راستے میں تجارت کا قصد بھی کرے تو اس

کا حج ضائع نہ ہوگا اگرچہ ثواب اُتنا نہ ملے گا جتنا کہ فقط حج کے طالب کو ملتا ہے کیوں کہ اس کا اصل ارادہ حج ہے اور تجارت اس کے تابع ہے۔ (کیمیائے سعادت ص: ۸۳۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ عزوجل نے سفر حج میں جانے والوں کے لئے تجارت کو ممنوع نہیں قرار دیا بلکہ اس کو جائز ٹھہرایا البتہ صوفیائے کرام علیہم الرضوان چوں کہ اللہ رب العزت کی رضا اور اسی کی محبت کو سب چیزوں پر مقدم جانتے ہیں اور دل کو کسی اور جانب متوجہ کرنا پسند نہیں کرتے بلکہ ان کی تمنا صرف یہ ہوتی ہے کہ ہر نیکی و عبادت خالص اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہو اور عملاً بھی ان کی زندگی میں اس کے جلوے نظر آتے ہیں لہٰذا حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ نے سفر حج میں تجارت کی نیت یا تجارت کو ناجائز نہیں ٹھہرایا بلکہ ان برکتوں اور ثواب سے محرومی کا سبب بتایا جو خالص اللہ عزوجل کی رضا میں جانے والوں کو ملتا ہے۔ اللہ عزوجل ہم سب کو ان عشاق اور تقوی شعار بندوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم سب کو اپنی نیتیں درست رکھنے نیز مخلص ہوکر زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمِیْنَ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَ التَّسْلِیْم

اعمال کی روح

نیت اعمال کی روح ہے، اسی پر عذاب وثواب کا دارومدار ہوتا ہے اور خداوندِ قدوس ہر عمل میں نیت ہی کو دیکھتا ہے، چنانچہ رسول خدا محبوب کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی اَجْسَادِکُمْ وَ لَا اِلٰی صُوَرِکُمْ وَ لٰکِنْ یَّنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ“ اللہ تعالیٰ نہ تمہارے جسموں کو دیکھتا ہے نہ تمہاری صورتوں کو بلکہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے۔ (الترغیب والترہیب جلد اول ص ۳۳)

چوں کہ طاعت کا تعلق جسم یا تن سے ہے اور نیت کا تعلق دل سے ہے اس لئے حدیث شریف میں دل کا ذکر کیا گیا۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہم دنیا کو دکھانے کے لئے تصنع، ریاکاری، بناوٹی پرہیزگاری اختیار کر سکتے ہیں اور دنیا کو دھوکہ دے سکتے ہیں لیکن یہ یاد رکھیں کہ ہمارا ظاہری تقدس اگر اخلاص سے خالی ہے اور دنیا کے لئے ہے تو دونوں جہاں میں سوائے رسوائی و ذلت کے اور کچھ ہاتھ نہیں آئے گا اور اگر عبادتیں کم ہوں مگر اخلاص وللّٰہیت کے جذبے سے سرشار ہو کر کی گئی ہوں تو ان شاء اللہ تعالیٰ دونوں جہاں میں عزت و سربلندی حاصل ہوگی۔

جنت کیسے ملے؟

علمائے کرام فرماتے ہیں کہ پہلے عمل کی نیت سیکھو پھر عمل کرو، امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص نیت کو ہی نہیں سمجھے گا تو اس میں اخلاص اور صدق کا کس طرح خیال رکھے گا، حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انسان کو دائمی جنت چند روز کے عمل سے حاصل نہ ہوگی بلکہ اچھی نیت سے حاصل ہوگی جس کی کوئی انتہا نہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں کو قیامت کے دن ان کی نیتوں پر اٹھایا جائے گا۔ (کیمیائے سعادت، ۸۱۹)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! نیت کی اہمیت اسی سے سمجھی جا سکتی ہے کہ اکثر محدثین کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اپنی کتب حدیث میں سب سے پہلے جس حدیث کو نقل فرمایا وہ نیت ہی سے متعلق ہے۔ سچ فرمایا ہے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ پہلے نیت کو سمجھو تا کہ عمل قابل قبول ہو۔ یاد رکھیں نیت کی عدم درستگی پر ساری محنتیں رائیگاں ہو جائیں گی۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ محنت بھی کریں، مال بھی خرچ کریں اور وقت بھی صرف کریں لیکن نیت میں خرابی ہونے کی وجہ سے سب کچھ ضائع و برباد ہو جائے، لہٰذا اللہ تعالیٰ کی رضا اور

اخلاص کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں کیوں کہ جب وہ راضی ہو جائے گا تو دارین کی سعادتیں میسر ہوں گی۔

عمل کئے بغیر ثواب

مدنی سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص نیکی کا ارادہ کرے اور اس پر عمل نہ کیا ہو تو اس کے لئے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے اور جو نیکی کا ارادہ کرے اور اس پر عمل بھی کرے تو اس کے لئے دس نیکیاں بلکہ سات سو گنا تک لکھ دی جاتی ہیں اور جو شخص کسی برائی کا ارادہ کرے اور اس پر عمل نہ کرے تو وہ بُرائی نہیں لکھی جاتی جب تک کہ اسے نہ کر لے۔ (ترغیب جلد اول ص ۳۴)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! کتنا عظیم احسان ہے اللہ رب العزت کا کہ وہ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل محض نیکی کے ارادے پر ہی ثواب سے مالا مال فرما دیتا ہے یہ سب اللہ رب العزت کا سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت کی وجہ سے اس امت پر کرم ہے کہ ہم گنہ گار سہی لیکن ہیں تو محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اُمت میں۔ کاش ہم اپنی حقیقت سے واقف ہو جاتے اور نیک ارادے کرتے نیز اپنے آپ کو نیک اعمال کرنے میں مصروف رکھتے تا کہ بے حساب ثواب سے مالا مال ہو سکیں۔

مومن کی بھلائی

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِّنْ عَمَلِهٖ'' مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔ (رواہ البیہقی و الطبرانی فی الکبیر)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس فرمانِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے معلوم ہوا کہ وہ عمل جو دنیا کے لئے یا رِیا کی غرض سے کیا جائے اس سے بہتر ہے کہ مومن اپنی نیت ہی اچھی کر لے کہ صرف نیت پر بھی اللہ عزوجل اَجر عطا

فرمائے گا لیکن اگر نیک عمل تو کیا اور نیک نیتی نہیں تھی اور نہ اللہ عزوجل کی رضا مقصود تھی تو ایسا عمل منہ پر مار دیا جائے گا، اور نیت میں کھوٹ کی وجہ سے اللہ عزوجل کی بارگاہ سے سزا کا مستحق ہوگا لہٰذا ہمیشہ اچھی نیت کرلیا کریں اور دنیا کے دکھاوے سے پرہیز کریں۔

ہر قدم پر چالیس نیکیاں

امام عشق ومحبت سیدنا امام احمد رضا خان فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بے شک جو شخص نیت کی خوبیوں کو جانتا ہے وہ ایک ایک فعل سے اپنے لئے کئی کئی نیکیاں کرسکتا ہے۔ مثلاً جب نماز کے لئے مسجد کو جائے اور صرف یہی مقصود ہے کہ نماز پڑھوں گا تو بے شک یہ چلنا محمود، ہر ہر قدم پر ایک ایک نیکی لکھی جائے گی اور ہر ہر قدم پر ایک ایک گناہ مِٹا دیا جائے گا مگر جو عالِم نیت ہو یعنی نیت کرنے کی خوبیوں سے کئی کئی فائدہ اٹھانا چاہے تو اِس فعل میں کئی نیتیں کرسکتا ہے۔ (اور بے شمار نیکیاں اکٹھا کرسکتا ہے) مثلاً کوئی نمازی مسجد کی طرف مندرجہ ذیل ارادہ کر کے چلا تو یقیناً اسے وہی ملے گا جو اس نے ارادہ کیا۔

(۱) اصل مقصود یعنی نماز کو جاتا ہوں۔

(۲) خانۂ خدا کی زیارت کروں گا۔

(۳) شعارِ اسلام ظاہر کرتا ہوں۔

(۴) تَحِيَّةُ الْمَسْجِد پڑھنے جاتا ہوں۔

(۵) دَاعِیِ اِلَی اللّٰہ کی اجابت کرتا ہوں یعنی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف بُلانے والے (مؤذن) کی دعوت قبول کرتا ہوں۔

(۶) مسجد سے خس وخاشاک (کوڑا کرکٹ) دور کروں گا۔

(۷) مسجد میں اعتکاف کرنے کے لئے جاتا ہوں۔ (ایک لمحہ ہی کیوں نہ ہو)

(۸) امرِ الٰہی ”خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ“ (اپنی زینت لو جب مسجد میں

جاؤ) کے مطابق خوب سنوروں گا۔یعنی صاف ستھرے لباس کا اہتمام کروں گا۔

(۹) وہاں جو علم والا ملے گا اس سے مسائل پوچھوں گا، دین کی باتیں سیکھوں گا۔

(۱۰) جاہلوں (لاعلموں) کو مسئلہ بتاؤں گا۔یعنی علمی مسائل بتاؤں گا۔

(۱۱) جو علم میں میرے برابر ہوگا اس سے علم کی تکرار کروں گا۔

(۱۲) علما کی زیارت کروں گا۔

(۱۳) نیک مسلمان کا دیدار کروں گا۔

(۱۴) مسلمانوں سے میل (ملاقات) کروں گا۔

(۱۵) جو رشتہ دار ملے اس سے کشادہ پیشانی سے مل کر صلہ رحمی کا برتاؤ کروں گا۔

(۱۶) اہلِ اسلام (مسلمان) کو سلام کروں گا۔

(۱۷) مسلمانوں سے مصافحہ کروں گا۔

(۱۸) ان کے سلام کا جواب دوں گا۔

(۱۹) نمازِ با جماعت میں مسلمانوں (اسلام) کی برکتیں حاصل کروں گا۔

(۲۰) مسجد میں دخول (داخل ہونے) کے وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سلام عرض کروں گا۔

(۲۱) مسجد سے خروج (نکلنے) کے وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سلام عرض کروں گا۔

(۲۲) مسجد میں دخول (داخل ہونے) کے وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وازواجِ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (حضور کی بیویوں) پر درود بھیجوں گا۔

(۲۳) مسجد سے خروج (نکلنے) کے وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وازواجِ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (حضور کی بیویوں) پر درود بھیجوں گا۔

(۲۴) بیمار کی مزاج پُرسی کروں گا۔

(۲۵) جس مسلمان کو چھینک آئے اور اس نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ (سب خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لئے) کہا اسے یَرْحَمُکَ اللّٰہُ (اللہ تم پر رحم فرمائے) کہوں گا۔

(۲۶) اگر کوئی غمزدہ ملے تو تعزیت کروں گا۔

(۲۷) اَمْر بِالْمَعْرُوْفِ کروں گا یعنی نیکیوں کی دعوت دیتا رہوں گا۔

(۲۸) نَهِی عَنِ الْمُنْکَر کروں گا یعنی برائیوں سے روکتا رہوں گا۔

(۲۹) نمازیوں کو وضو کے لئے پانی دوں گا۔

(۳۰) اگر موقع ملے تو مسجد میں اذان دوں گا۔

(۳۱) اگر موقع ملے تو اقامت بھی کہوں گا۔

(۳۲) کوئی راستہ بھولا ہو گا تو اسے راستہ بتاؤں گا۔

(۳۳) اندھے کی دستگیری کروں گا۔

(۳۴) جنازہ ملا تو نمازِ جنازہ پڑھوں گا۔

(۳۵) موقع پایا تو میت کو دفن کرنے کے لئے قبرستان جاؤں گا۔

(۳۶) دو مسلمانوں میں نزاع (جھگڑا) ہو جائے تو حتی الوُسع (جہاں تک ہو سکے) صُلح کراؤں گا۔

(۳۷) مسجد میں داخل ہوتے وقت کی دعا "اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ" پڑھوں گا۔

ترجمہ: یا رسول اللہ! آپ پر درود و سلام ہو، اے اللہ! میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

(۳۸) مسجد سے باہر نکلتے کی دعا "اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ وَ رَحْمَتِکَ" پڑھوں گا۔

ترجمہ: یا رسول اللہ! آپ پر درود و سلام ہو، اے اللہ! میں تجھ سے تیرا فضل اور

رحمت مانگتا ہوں۔

(۳۹) مسجد میں جاتے وقت پہلے داہنا پاؤں داخل کروں گا اور مسجد سے باہر نکلتے وقت پہلے بایاں پیر باہر نکالنے کی سُنت پر عمل کروں گا۔

(۴۰) راہ میں پایا ہوا کاغذ (جس پر عربی وغیرہ کچھ لکھا ہوا سے) اٹھا کر ادب سے رکھ دوں گا۔

اب (کوئی) چالیس حسنات کے لئے جاتا ہے تو گویا چالیس (نیکیوں والے اعمال کی) طرف چلتا ہے، (لہٰذا) ہر قدم پر چالیس نیکیاں، پہلے ہر قدم پر ایک نیکی تھی اب چالیس نیکیاں ہوں گی۔ (اذانِ قبر)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آپ نے اندازہ لگا لیا ہوگا کہ اچھی نیتوں پر اللہ تبارک وتعالیٰ کس قدر ثواب عطا فرماتا ہے۔ لہٰذا ہم کو چاہئے کہ اپنے دنیوی اور دینی تمام اُمور میں نیک نیتی کے ذریعہ اپنی آخرت کو سنواریں اور زیادہ سے زیادہ حصول ثواب کی کوشش کریں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو ہر کام میں نیک نیتی کی توفیق عطا فرمائے۔

اسی طریقہ پر روزمرہ کی زندگی کے تمام مُباح (جائز) کاموں کو بھی اخلاصِ نیت (نیک نیتی) کی بنا پر عبادت میں شمار کیا جاسکتا ہے۔ مثال کے طور پر:۔

☆ تجارت یا ملازمت اس غرض سے کرے کہ اللہ تعالیٰ نے گھر والوں کے جو حقوق مجھ پر عائد کئے ہیں حلال کمائی سے ان کے حقوق ادا کرتا رہوں گا۔

☆ میڈیکل سائنس (Medical Science) یا انجینیئرنگ (Engineering) یا دیگر عمدہ کورسیس (Courses) کے حاصل کرنے میں خدمتِ خلق کی نیت کرے۔

☆ عمدہ لباس پہننے میں یہ نیت ہو کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کا چرچا کر رہا ہوں۔

☆ بچوں سے پیار کرنے میں یہ نیت کرے کہ بچوں پر شفقت کرنا ہم سب کے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیاری سُنت ہے۔

☆ گھر کا کام کرے اور یہ نیت کرے کہ محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے گھریلو کام اپنے مقدس ہاتھوں انجام دیا کرتے۔

☆ اہل وعیال کی خوش طبعی، مہمانوں کی خاطر و مدارات کرنے میں یہ نیت کرے کہ یہ بھی پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیاری سنت ہے۔

☆ جائز تفریحات مثلاً اولیاء اللہ کے مزارات پر حاضر ہوؤں گا، اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی وسیع وعریض روئے زمین اور پہاڑوں کو دیکھ کر اس کی عظمت وشوکت یاد کروں گا۔

☆ ہاتھ میں گھڑی پہنے تو اس نیت سے کہ نماز کے اوقات کا علم ہوگا اور درس وتدریس کے فرائض بحسن وخوبی وقت پر انجام دوں گا۔

☆ موبائل (Mobile) رکھے تو اس میں بھی یہ نیت رکھے کہ اس کے ذریعہ دینی مسائل بتاؤں گا، دور دراز کے بسنے والوں تک ایس ایم ایس (SMS) کے ذریعہ ہفتہ واری اجتماع نیز سالانہ سُنی اجتماع و دینی محافل وغیرہ کے بارے میں دعوت دیتا رہوں گا۔

☆ جیب میں قلم (Pen) اس لئے رکھے کہ اپنی تحریر کے ذریعہ اسلام کی اشاعت کروں گا بسم اللہ شریف، درود شریف وغیرہ لکھوں گا۔

☆ جیب میں روپیہ (Money) اس لئے رکھے کہ غریبوں، یتیموں، حاجتمندوں کی حاجت روائی کروں گا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کروں گا وغیرہ۔

☆ کمپیوٹر (Computer) اس لئے استعمال کرے کہ اس پر دینی کتابوں کی کمپوزنگ کروں گا، ذکر خدا عزوجل، نعت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سنتا

رہوں گا، کمپیوٹر کے ذریعہ اسلامی باتیں دوسروں تک پہونچاؤں گا اور دعوت وتبلیغ کے فرائض کی ادائیگی میں کمپیوٹر سے مدد لوں گا وغیرہ۔

☆ عطر لگانا اس نیت سے کہ محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خوشبو پسند فرمائی ہے اور ہمارے آقا بھی خوشبو لگایا کرتے۔ خانۂ خدا کی تعظیم وتکریم، پاس بیٹھنے والوں کو خوشبو سے راحت پہونچانا وغیرہ۔

☆ اپنی بیوی سے مجامعت کرنے میں اولاد ہونے کی نیت کرے تاکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت میں اضافہ ہو یا عورت کو راحت پہونچانا اور اس کو اور اپنے آپ کو گناہ سے بچانے کی نیت کرے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہم کو اپنی نیت یعنی دل کے ارادے کو درست کرنا ہے۔ اس لئے کہ انسان تو صرف عمل کو دیکھتا ہے جب کہ اللہ دل کے ارادے اور ظاہری عمل دونوں کو دیکھتا ہے۔ لہٰذا ہم کو چاہئے کہ ہم نیت کو بھی درست کریں اور عمل کو بھی۔ اللہ عزوجل ہم سب پر کرم کی نظر فرمائے۔

نامۂ اعمال میں لکھو

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بندہ بہت سے نیک کام کرتا ہے فرشتے اس کو آسمان پر لے جاتے ہیں تو خداوند تعالیٰ فرماتا ہے ان اعمال کو اس کے نامۂ اعمال سے مٹادو کیوں کہ اس نے یہ کام میرے لئے نہیں کئے اور فلاں فلاں اعمال اس کے نامۂ اعمال میں تحریر کردو۔ فرشتے عرض کریں گے اس بندے نے تو یہ کام کئے نہیں تب حق تعالیٰ ارشاد فرمائے گا اس نے دل میں ان کاموں کی نیت کی تھی۔ (کیمیائے سعادت ص:٨١٩)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! پتہ چلا کہ اللہ وحدہ لاشریک کے یہاں انہیں کاموں کی اہمیت ہے جن میں اخلاص ہو اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نیک کام کی نیت پر بھی اجر وثواب عطا فرماتا ہے وہ نیک کام پورا ہو یا نہ ہو۔

صدقہ قبول فرمایا

بنی اسرائیل میں ایک مرتبہ زبردست قحط پڑا، ایک شخص ریت کے ایک تودے کے قریب سے گزرا اور کہنے لگا اس تودے کے برابر میرے پاس گیہوں ہوتے تو میں فقراو مساکین میں تقسیم کردیتا۔اس زمانے کے رسول پر وحی آئی اور حکم ہوا کہ اے نبی اس شخص سے کہہ دو کہ تیرا صدقہ اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا ہے اور جس قدر گیہوں ہوتے اتنا ثواب تجھے عطا کیا گیا ہے اور اگر تو نے اتنا صدقہ دیا ہوتا تو اتنا ہی ثواب تجھے ملتا۔ (کیمیائے سعادت ص:۸۱۶)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! کتنا کریم ہے ہمارا پروردگار کہ ایک غریب بندے کی اخلاص سے بھر پور نیت کی بنیاد پر اس کو گیہوں کے دانوں کی تعداد کے برابر ثواب عطا فرما دیا۔ پتہ چلا کہ مال ہو یا نہ ہو نیت صاف ستھری اور کامل ہونی چاہئے۔اللہ کریم اپنے بندے کی کمزوری اور غربت کو دیکھ کر اس کی نیت کی لاج رکھ لیتا ہے اور نیت پر بھی اس کو بے حساب ثواب عطا فرما دیتا ہے۔

ع یہ کرم نہیں تو کیا ہے

سبحان اللہ! میرے کریم تیرے کرمِ بے حساب کا کیا کہنا اللہ عزوجل ہم سب پر کرم کی یہ برسات تادیر قائم رکھے۔

محبوبِ کبریا سرکار مدینہ راحتِ قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو کوئی نکاح کرے اور مَہر نہ دینے کی نیت رکھے وہ زانی ہے اور جو شخص قرض لے اور نیت یہ کرے کہ واپس نہیں کرے گا تو وہ چور ہے۔ (کیمیائے سعادت)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! واقعی آج بہت سارے دولہے مہر دینے کی نیت نہیں رکھتے یا پھر معاف کرانے کی نیت پہلے سے ہی کر لیتے ہیں انہیں مذکورہ حدیث شریف سے سبق حاصل کرنا چاہئے اور ساتھ ہی ساتھ

آج نہ جانے کتنے تاجر قرض لیتے ہیں اور واپس کرنے میں ٹال مٹول کرتے ہیں یا پھر وہ قرض دینا ہی ضروری نہیں سمجھتے ان کو مذکورہ حدیث شریف سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔اس لئے دونوں کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زانی اور چور قرار دیا اور جسے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زانی یا چور فرمائیں اس کو اپنی عاقبت کے بارے میں غور کرنا چاہئے۔لہٰذا خبردار! اپنی نیتوں میں کھوٹ پیدا نہ ہونے دیں اور بری نیت سے پرہیز کریں کہ کہیں انجام بہت ہی بُرا اور بھیانک نہ ہو جائے۔

نیت کی خرابی کا انجام

حضرت سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمہ جو ایک مشہور بادشاہ گزرے ہیں، ایک مرتبہ سیر کرتے ہوئے ایک ایسے دیہات جا پہنچے جہاں گنے کثرت سے بوئے جاتے تھے۔آپ نے کبھی گنا دیکھا نہیں تھا۔ایک شخص نے گنّا پیش کیا، جب آپ نے گنّا چوسا تو آپ کو بہت پسند آیا۔آپ نے اپنے دل میں سوچا کہ گنے کی پیداوار پر لگان (ٹیکس) مقرر کروں گا تا کہ شاہی خزانہ میں ایک نئی آمدنی کا اضافہ ہو۔اب جو بادشاہ نے گنا چوسا تو اس میں رس ہی نہیں تھا۔آپ نے حیرانی کے عالم میں کسانوں سے پوچھا کہ یہ اچانک گنے کا رس ختم کیوں ہو گیا؟ آپ کی بات سُن کر ایک بوڑھا کسان سامنے آیا اور کہنے لگا ایسا لگتا ہے کہ اس ملک کے بادشاہ کی نیت بگڑ گئی ہے۔اس نے اپنی سلطنت میں کوئی ایسا نیا قانون جاری کرنا چاہا ہے جس سے رعایا کو تکلیف ہو، بس یہی وجہ ہے کہ گنے کا رس ختم ہو گیا۔

بادشاہ چوں کہ آپ ہی تھے اور آپ ہی نے لگان مقرر کرنے کا ارادہ کیا تھا بس آپ سمجھ گئے کہ یہ میری نیت کی خرابی کا پھل ہے۔آپ نے فوراً دل میں توبہ کی اور ٹھان لی کہ ہرگز لگان مقرر نہیں کروں گا۔اس کے بعد جو گنا چوسا تو رس بھرا ہوا ملا۔(تفسیر روح البیان)

باغ منٹوں میں برباد

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کے بعد کا واقعہ ہے کہ یمن

کے صنعاء شہر سے دو کوس کی دوری پر ایک باغ تھا جس کا نام صَرُوان تھا، اس باغ کا مالک بہت نیک نفس، سخی تھا۔ اس کا دستور تھا کہ پھلوں کو توڑتے وقت فقیروں، مسکینوں کو بلاتا اور اعلان کرتا کہ جو پھل ہَوا سے گر پڑے یا ہماری جھولی سے الگ جا گرے وہ سب تم لے لیا کرو۔ اس طرح باغ کا بہت سارا پھل فقرا و مساکین کو مل جایا کرتا تھا۔ باغ کا مالک انتقال کر گیا۔ چوں کہ اس کے تینوں بیٹے جو اس باغ کے مالک بنے، کنجوس تھے، انہیں یہ گوارا نہ تھا کہ بہت سارا پھل فقرا و مساکین لے جائیں لہٰذا ان لوگوں نے یہ منصوبہ بنایا کہ سورج نکلنے سے قبل ہی ہم لوگ باغ کا پھل توڑ لیں تاکہ فقرا و مساکین کو خبر نہ ہو۔ چنانچہ ان لوگوں کی بدنیتی نے یہ اثر دکھایا کہ ناگہاں رات ہی میں اللہ تعالیٰ نے باغ میں ایک آگ بھیج دی جس نے پورے باغ کو جلا کر سیاہ کر ڈالا اور ان لوگوں کو خبر تک نہ ہوئی، یہ لوگ اپنے منصوبہ کے تحت جب شب کے آخری حصہ میں پہونچے تو جلے ہوئے باغ کو دیکھ کر حیران رہ گئے، چنانچہ ایک بول پڑا کہ ہم لوگ راستہ بھول کر دوسری جگہ آ گئے ہیں لیکن ان میں سے ایک کچھ نیک نفس تھا اس نے کہا نہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا قہر ہے جس نے ہم لوگوں کو پھل سے محروم کر دیا ہے۔ لہٰذا توبہ کرو اور تسبیح پڑھو۔ تینوں بھائیوں نے توبہ کی اور ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ کو قبول کر لی اور بدلے میں انہیں ایک دوسرا باغ عنایت فرمایا جس میں کثرت سے بڑے بڑے پھل آنے لگے۔ (تفسیر صاوی / عجائب القرآن)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! انسان ہی سے غلطی ہوتی ہے لیکن رب ذوالجلال اپنے بندوں سے بے انتہا محبت فرماتا ہے اگر کوئی غلطی پر نادم و شرمندہ ہو جائے تو اللہ عزوجل اس کی توبہ کو قبول بھی فرما لیتا ہے اور جو مال چھین لیتا ہے اس سے بہتر عطا فرما دیتا ہے۔ اللہ ہمیں نیت درست رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مردار سے زیادہ بدبودار

حدیث شریف میں ہے کہ جس کسی نے بھی غیر اللہ کے لئے خوشبو لگائی قیامت کے دن اس کی خوشبو مردار سے زیادہ بدبودار ہوگی اور جس نے خدا کے لئے لگائی قیامت کے دن مشک سے زیادہ خوشبودار ہوگی۔ (احیاء العلوم)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہر چیز میں اللہ عزوجل وحضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوشنودی کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔ خواہ ہم خوشبو کا استعمال ہی کیوں نہ کریں، جیسا کہ مذکورہ حدیث پاک سے ہمیں معلوم ہوا۔

قرض ادا ہو گیا

رسولِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو کسی سے دَین (قرض لین دین) کا معاملہ کرے اور اس کو ادا کرنے کی نیت رکھتا ہو (اور ادا کرنے سے پہلے مرگیا) تو اللہ عزوجل اس کی طرف سے روزِ قیامت ادا فرمائے گا۔ (ابن ماجہ)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! قرض کی ضرورت انسان کو اپنی زندگی میں پڑتی ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان اتنا مقروض ہوتا ہے کہ کوشش کے باوجود وہ اپنا قرض ادا نہیں کر پاتا تو مولیٰ کریم اس بندے کے قلب کو دیکھتا ہے کہ اس کی نیت کیا ہے؟ کیا وہ قرض ادا کرنے کا ارادہ بھی رکھتا ہے یا نہیں؟ اگر اس کی نیت میں قرض ادا کرنا ہے تو میرا کریم اپنے کرم سے قیامت کے دن جو حساب وکتاب کا دن ہوگا اس کا قرض ادا فرمائے گا اور وہ مؤاخذہ سے بچ جائے گا۔

لٰہذا ہر وہ شخص جو مقروض ہو اسے ادائیگی کی کوشش کرنی چاہئے اور قرض ادا کرنے کی فکر میں لگا رہنا چاہئے۔ پروردگارِ عالم (بندے کی) مجبوری سے قرض ادا نہ کر پانے کی صورت میں قیامت کے دن اس بندے کے قرض کو ادا فرمادے گا۔

تیس۳۰ سال سے محاسبہ

حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق منقول ہے کہ آپ نے دوا کھائی، آپ کی بیوی نے عرض کی کہ آپ گھر میں چند قدم ٹہل لیں (تاکہ آپ کی صحت بہتر ہو جائے) فرمایا میرے پاس اس طرح چلنے پھرنے کی کوئی وجہ نہیں، تیس سال سے میں اپنا محاسبہ کر رہا ہوں کہ جو کچھ کروں صرف دین کی خاطر کروں، کسی اور نیت سے کچھ نہ کروں۔ پس اس مقرب قوم کا دستور ہے کہ جب تک دینی نیت ملحوظ نہ ہو، کچھ حرکت نہیں کرتے۔ (کیمیائے سعادت، ۳۰۷)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ واقعہ سے یہ بات سمجھ میں آئی کہ اللہ والے اپنے قدموں کو حرکت دیتے وقت بھی اپنی نیتوں کو جانچتے اور بغیر اچھی نیت کئے قدموں کو جنبش تک نہ دیتے یہاں تک کہ دوا پی لینے کے بعد بھی اگر چند قدم چلنا بھی ہو تو نیت کا خیال فرماتے۔ اے کاش کہ ہم بھی اپنا محاسبہ اسی طرح کرنے لگ جائیں تو ان شاء اللہ آخرت میں بے حساب اجر و ثواب کے حق دار بن سکتے ہیں۔ اللہ عزوجل ہم سب پر کرم کی نظر فرمائے اور نیک نیتی اور احتساب کی توفیق نصیب فرمائے۔

گھر کی کھڑکی

مثنوی شریف میں مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے مکان تعمیر کیا تو مسجد کی طرف اس نے ایک کھڑکی رکھی، کسی نے پوچھا یہ کھڑکی کیوں رکھی ہے؟ اس نے کہا ہوا کے لئے۔ اس شخص نے کہا اگر تم اس کھڑکی کو لگاتے وقت یہ نیت کر لیتے کہ مسجد کی اذان کی آواز سُنائی دے گی تو اس طرح تمہاری آخرت بن جاتی اور اس نیت سے تم کو ثواب ملتا اور ہوا کو تو بہر حال آنا ہی تھا۔ اب تمہارے لئے یہ صرف ہَوا دے گی اور آخرت میں کچھ نہ ملے گا۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! دیکھا آپ نے جو آدمی اچھی نیتوں کا عادی بن جائے اور ہر کام میں اچھی نیت کرتا رہے تو اُس نیت کی وجہ سے دنیوی فوائد تو ملتے ہی ہیں آخرت میں بھی اجر کا حقدار بن جاتا ہے۔ کاش ہم مذکورہ واقعہ سے سبق حاصل کریں اور اچھی نیتوں کے عادی بن جائیں۔

اچھی نیتوں کے فائدے

میرے پارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آپ نے بری نیتوں کے انجام کے سلسلہ میں قرآنی آیات، احادیث نیز اقوالِ زریں و واقعات ملاحظہ فرمایا۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ اچھی نیتوں کے فوائد وثمرات کیا کیا ہیں؟

پہلے زمانے میں ایک بوڑھے اور ایک جوان نے مل کر ایک زمین خریدی اور اس میں گندم (گیہوں) بویا، کھیتی جب پک کر تیار ہوئی اور کٹائی ہو چکی اور دونوں اپنا حصہ تقسیم کرنے لگے، بوڑھا شخص اپنا حصہ لیتا اور چپکے سے جوان کی طرف سرکا دیتا اور دل ہی دل میں کہتا شاید اس کی عمر میں برکت ہو اور اسے زیادہ گندم کی حاجت ہو، میں تو بوڑھا ہو چکا ہوں مجھے زیادہ گندم کی کیا ضرورت؟ اور نوجوان بھی اپنا حصہ لیتا اور بوڑھے کی طرف سرکا دیتا اور یہ کہتا کہ بوڑھا چوں کہ عیالدار (بال بچے والا) ہے، اسے زیادہ گندم کی ضرورت پڑے گی، جوں جوں یہ معاملہ آپس میں کرتے رہے، گندم میں برکت ہوتی گئی یہاں تک کہ ختم ہی نہ ہوا۔ جب یہ دونوں تقسیم کرتے کرتے تھک گئے تو دونوں نے اپنی اپنی نیت بیان کی تو پتہ چلا کہ یہ نیک نیتی کی برکت ہے۔

سبحان اللہ!

بادشاہِ وقت کو جب ان دونوں کا معاملہ پتہ چلا تو اس نے ان کے گندم کے ڈھیر سے ایک دانہ منگوا کر اپنے خزانہ میں رکھا، اس کی برکت سے اس کے خزانہ میں بھی برکت ہوگئی۔ (نزہۃ المجالس، جلد اول)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ اچھی نیتوں میں اللہ عزوجل نے برکت رکھی ہے اور اچھی نیت والوں کے سبب اللہ عزوجل دوسروں کے مال میں بھی برکت پیدا فرما دیتا ہے لہٰذا مخلص لوگوں کے ساتھ اپنا تعلق رکھو اور ان کی صحبتوں سے استفادہ کرو۔

قاتل و مقتول

سرکارِ دو عالم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب دو مسلمان آپس میں تلواریں لئے ایک دوسرے پر حملہ آور ہوتے ہیں تو قاتل و مقتول دونوں جہنمی ہیں۔ (راوی فرماتے ہیں) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! قاتل تو واقعی جہنم کا مستحق ہے، مقتول کا کیا قصور ہے؟ آپ نے فرمایا وہ بھی تو مقابل کو قتل کرنا چاہتا تھا۔ (مسلم شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! بظاہر مقتول (جو قتل ہو چکا) مظلوم نظر آتا ہے چونکہ اس کی نیت بھی قتل کرنے ہی کی تھی مگر اسے کوئی موقع ہاتھ نہ آیا اس لئے وہ اُسے قتل نہ کر سکا لیکن اس کی نیت میں فتور تھا اس لئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دونوں کو جہنمی قرار دیا۔

ایمان کیا ہے؟

اخلاص ہی سے ایمان میں پختگی پیدا ہوتی ہے۔ ایک مرتبہ ایک صحابی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عرض کیا "یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا الْاِیْمَانُ قَالَ الْاِخْلَاصُ" یا رسول اللہ! ایمان کیا ہے؟ فرمایا اخلاص۔ (بیہقی)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! حضور صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے ایمان ہی کو اخلاص فرمایا لہٰذا اچھی طرح ہم کو ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ اللہ عزوجل کی رضا اور اس کے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا ہی کو مقدم رکھنے میں بھلائی ہے۔ کاش کہ ہم اسی پر عمل پیرا ہوں اور نیت درست کرنے کی کوشش کریں تا کہ اچھی نیتوں کی وجہ سے حشر بھی اچھا ہو۔

تھوڑا عمل کافی ہے

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے یمن کا گورنر بنا کر بھیجنے لگے تو میں نے عرض کیا ''یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اُوْصِ قَالَ الْاِخْلَاصُ فِیْ دِیْنِکَ یَکْفِیْکَ الْعَمَلَ الْقَلِیْلَ'' اے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے کچھ وصیت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا اپنے دین میں اخلاص رکھو تھوڑا عمل بھی تم کو کافی ہوگا۔ (ترغیب)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! پتہ چلا کہ دین کے معاملہ میں اخلاص بے حد ضروری ہے معمولی نیکی جو اخلاص کے ساتھ کی جائے تو وہ ان بڑی بڑی نیکیوں پر بھاری ہے جو ریاکاری کی غرض سے کی گئی ہوں۔

اخلاص کی برکتیں

مخلصین پر اللہ تعالیٰ کی کیا نوازشیں اور انعامات ہیں ملاحظہ فرمائیں:

اِلَّا عِبَادَ اللّٰہِ الْمُخْلَصِیْنَ o اُولٰٓئِکَ لَھُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ o فَوَاکِہُ ج وَھُمْ مُّکْرَمُوْنَ o فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ o عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ o یُطَافُ عَلَیْھِمْ بِکَاْسٍ مِّنْ مَّعِیْنٍ o بَیْضَآءَ لَذَّۃٍ لِّلشّٰرِبِیْنَ o لَا فِیْھَا غَوْلٌ وَّ لَا ھُمْ عَنْھَا یُنْزَفُوْنَ o وَعِنْدَھُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِیْنٌ o کَاَنَّھُنَّ بَیْضٌ مَّکْنُوْنٌ o فَاَقْبَلَ بَعْضُھُمْ عَلٰی بَعْضٍ یَّتَسَآءَلُوْنَ o قَالَ قَآئِلٌ مِّنْھُمْ اِنِّیْ کَانَ لِیْ قَرِیْنٌ o یَّقُوْلُ اَئِنَّکَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِیْنَ o ءَ اِذَا مِتْنَا وَ کُنَّا تُرَابًا وَّ عِظَامًا ءَ اِنَّا لَمَدِیْنُوْنَ o قَالَ ھَلْ

اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ o فَاطَّلَعَ فَرَاٰہُ فِیْ سَوَآءِ الْجَحِیْمِ o قَالَ تَاللّٰہِ اِنْ کِدْتَّ لَتُرْدِیْنِo وَ لَوْ لَانِعْمَةُ رَبِّیْ لَکُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِیْنَo اَ فَمَا نَحْنُ بِمَیِّتِیْنَ o اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰی وَمَانَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ o اِنَّ ھٰذَا لَھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُo لِمِثْلِ ھٰذَا فَلْیَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ o مگر جواللہ کے چنے ہوئے بندے ہیں، ان کے لئے وہ روزی ہے جو ہمارے علم میں ہے، میوے اوران کی عزت ہوگی چین کے باغوں میں، تختوں پر ہوں گے آمنے سامنے، ان پر دورہ ہوگا نگاہ کے سامنے بہتی شراب کے جام کا سفید رنگ پینے والوں کے لئے لذت ، نہ اس میں خمار ہے اور نہ اس سے ان کا سر پھرے، اوران کے پاس ہیں جو شوہروں کے سوا دوسری طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھے گی ، بڑی آنکھوں والیاں گویا وہ انڈے ہیں پوشیدہ رکھے ہوئے ، تو ان میں ایک نے دوسرے کی طرف منہ کیا پوچھتے ہوئے ان میں سے کہنے والا بولا میرا ایک ہم نشین تھا مجھ سے کہا کرتا کیا تم اسے سچ مانتے ہو، کیا جب ہم مر کر مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا ہمیں جزا سزا دی جائے گی ، کہا کیا تم جھانک کر دیکھو گے پھر جھانکا تو اسے بیچ بھڑکتی آگ میں دیکھا ، کہا خدا کی قسم قریب تھا کہ تو مجھے ہلاک کر دے اور میرا رب فضل نہ کرے تو ضرور میں بھی پکڑ کر حاضر کیا جاتا تو کیا ہمیں مرنا نہیں مگر ہماری پہلی موت اور ہم پر عذاب نہ ہوگا ، بے شک یہی بڑی کامیابی ہے۔

رحمتِ عالم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''اِنَّمَا یَنْصُرُ اللّٰہُ ھٰذِہِ الْاُمَّةَ بِضَعِیْفِھَا وَ بِدَعْوَتِھِمْ وَ صَلٰوتِھِمْ وَ اِخْلَاصِھِمْ'' اللہ تعالیٰ اس امت کی ان کے ضعیفوں کی دعاؤں اوران کی نمازوں اوران کے اخلاص کی برکت سے امداد فرماتا ہے۔ (نسائی شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! امت کے ضعفا کی دعائیں اورنماز اِخلاص سے بھرپور ہوتی ہے اس لئے کہ ان کو یہ یقین ہوتا ہے کہ اب

جوانی پلٹنے والی نہیں اور نیکیوں کے علاوہ کوئی چیز قبر وحشر میں کام آنے والی نہیں لہٰذا وہ جو بھی عبادت کرتے ہیں اخلاص سے کرتے ہیں۔اس لئے ان کی دعاؤں کی برکت سے اللہ کی طرف سے نصرت ومدد نازل ہوتی ہے اور امت کی تقدیر سنور جاتی ہے۔کاش! ہم آج کے اُس ماحول سے دور رہتے جس میں بزرگوں کی توہین اور ان کو بوجھ سمجھا جاتا ہے۔

انار کا ایک دانہ

ایک بزرگ کو کسی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ حق تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ بزرگ نے جواب دیا جو کچھ میں نے خالص راہِ خدا میں کیا تھا اسے نیکیوں کے پلڑے میں پایا، چنانچہ انار کا ایک دانہ جو میں نے ایک مرتبہ راہ میں پڑا دیکھا تو اٹھا لیا تھا، نیکیوں کے پلڑے میں تھا اور ایک بلّی جو میرے گھر میں مرگئی تھی وہ بھی اسی پلڑے میں تھی۔ایک ریشمی دھاگہ جو میں نے اپنی ٹوپی میں ٹانک لیا تھا گناہوں کے پلڑے میں پایا۔لیکن مجھے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ گدھا جس کی قیمت سو دینار تھی اور وہ بھی (بلی کی طرح) گھر میں ہی مرا تھا مجھے نیکیوں کے پلڑے میں نہ ملا، آخر میں نے خدائے تعالیٰ سے پوچھ لیا کہ اے اللہ عزوجل! بلّی تو نیکیوں کے پلڑے میں مگر گدھا کیوں نہیں؟ ارشاد ہوا جہاں تو نے بھیجا تھا وہیں پہنچ گیا۔ یاد ہے کہ تو نے گدھے کے مرتے وقت کہا تھا ’’اِلٰی لَعْنَۃِ اللّٰہِ‘‘ اگر تو اس کی جگہ ’’فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ‘‘ کہہ دیتا تو آج اسے بھی نیکیوں کے پلڑے میں دیکھتا۔اسی طرح میں نے ایک مرتبہ خدا کی راہ میں صدقہ دیا تھا وہ بھی نیکیوں کے پلڑے میں نہ تھا کیوں کہ جب میں صدقہ دے رہا تھا تو لوگ دیکھ رہے تھے، اور ان کا دیکھنا مجھے اچھا لگ رہا تھا۔

یہ باتیں جب حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے سُنا تو فرمایا یہ انمول دولت ہے جو اس کے ہاتھ آئی یعنی اسے نقصان زیادہ نہ پہونچا۔(کیمیائے سعادت)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ واقعہ سے معلوم ہوا کہ ہم کو اپنی نیت اخلاص سے بھرپور رکھنی چاہئے ورنہ کل بروز قیامت

سوائے رسوائی کے اور کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔

مخلص کی نجات

حضرت ابوسلیمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ شخص سعید ہے جس نے اپنی تمام عمر میں ایک قدم بھی اخلاص کے ساتھ اٹھایا ہو۔ (کیمیائے سعادت)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! زندگی بھر کے عمل پر اخلاص کے ساتھ اٹھایا جانے والا ایک قدم بھاری ہے اور یہی مخلص کی نجات اور نیک بختی کا ذریعہ بنے گا۔ اللہ عزوجل ہم سب کو اخلاص کے ساتھ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

دونوں برابر

روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا چار قسم کے لوگوں کے لئے ہے۔

☆ ایک وہ بندہ جس کو اللہ تعالیٰ نے مال اور علم دیا ہو، وہ اس میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہو اور صلہ رحمی کرتا ہو اور جانتا ہو کہ اس مال اور علم میں اللہ تعالیٰ کا حق ہے تو یہ اَفْضَلُ الْمَنَازِل (بڑے مرتبے والے لوگوں) میں سے ہے۔

☆ دوسرا وہ جس کو اللہ تعالیٰ نے علم تو دیا لیکن وہ مال سے محروم ہے مگر اس کی نیت خالص ہو اور وہ کہتا ہو کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں بھی اس طرح اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتا جس طرح فلاں شخص کیا کرتا ہے تو یہ اپنی خالص نیک نیتی کی وجہ سے اور پہلا شخص خرچ کرنے والا خرچ کرنے کی وجہ سے دونوں ثواب میں برابر کے شریک ہیں۔

☆ تیسرا وہ شخص ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو اور علم نہیں دیا تو وہ اپنا مال بے قاعدگی کے ساتھ بے سمجھے بوجھے خرچ کرتا ہو، نہ وہ خدائے تعالیٰ سے ڈرتا ہو

اور نہ ہی حق والوں کے حقوق ادا کرتا ہو نہ اس میں اللہ تعالیٰ ہی کو جانتا ہو بلکہ نڈر ہو کر شراب و کباب، کھیل تماشہ اور ناچ گانوں میں اپنا مال اُڑاتا ہو تو یہ سب سے بُرے مرتبے والا ہے۔ (اللہ کی پناہ)

☆ چوتھا وہ شخص ہے جس کو خدائے تعالیٰ نے نہ تو مال دیا ہو، نہ ہی علم دیا ہو، وہ کہتا ہے اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں فلاں شخص (قسم سوم) کی طرح خرچ کرتا، تو وہ اپنی بُری نیت کی وجہ سے خود اور اس سے پہلا شخص دونوں گناہ میں برابر ہیں۔ (ترمذی شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آپ نے رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان سے جان لیا کہ بندہ اچھی نیت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نزدیک کتنا بڑا مرتبہ پالیتا ہے۔ یعنی مال خرچ کرنے والا علم والے کے برابر ہو جاتا ہے۔ اللہ عزوجل ہم سب کو نیک نیتی کے ساتھ عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔

سب سے اچھا عمل

ایک دفعہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا تم نے کبھی میرے لئے بھی عمل کیا ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا یا الٰہی! میں نے تیرے لئے نمازیں پڑھی، روزے رکھے، صدقات دئے، تیرے لئے سجدے کئے، تیری حمد بجالایا، تیری کتاب کو پڑھا اور تیرا ذکر کرتا رہا۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے موسیٰ! نمازیں تیری دلیل، روزے تیرے لئے ڈھال، صدقہ تیرے لئے سایہ، تسبیح تیرے لئے جنت میں درخت، کتاب کا پڑھنا تیرے لئے جنت میں حور وقصور (محلات) کا باعث اور میرا ذکر تیرا نور، بتا تو نے میرے لئے کیا عمل کیا؟ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے رب ذوالجلال! مجھے بتا وہ

کون سا عمل ہے جو تیرے لئے کروں؟ رب نے فرمایا: کبھی میری وجہ سے کسی سے محبت کی؟ اور میری وجہ سے کسی سے دشمنی کی؟ تب موسیٰ علیہ السلام سمجھ گئے کہ سب سے اچھا عمل اخلاص ہے، یعنی اللہ تعالیٰ ہی کے لئے کسی سے دوستی اور اللہ تعالیٰ ہی کے لئے کسی سے دشمنی رکھنا۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اگر آج ہم مذکورہ واقعہ کی روشنی میں اپنا جائزہ لیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے نامۂ اعمال میں کوئی نیکی بھی اخلاص سے بھر پور نظر نہیں آئے گی۔ آیئے اپنے معبود برحق کی بارگاہ میں سچی توبہ کریں کہ ہم نے ماضی میں جو کچھ بھی اخلاص سے خالی عمل کئے ہوں اللہ عزوجل ہماری اُن کوتاہیوں کو معاف فرمائے اور ہر نیکی محض اپنی رضا وخوشنودی کے لئے کرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمِیۡنَ بِجَاہِ النَّبِیّ الۡکَرِیۡمِ عَلَیۡہِ اَفۡضَلُ الصَّلٰوۃِ وَ التَّسۡلِیۡمِ

رِیا وسمعہ پر وعیدیں

ریا کے معنی ہے دکھاوا۔ احادیث کریمہ میں اس کے ساتھ سمعہ کا لفظ بھی استعمال ہوتا ہے یعنی نام ونمود۔ ریا یعنی کوئی کام دکھاوے کے لئے کرنا۔ جیسے نماز اس نیت سے پڑھنا کہ لوگ متقی یا نمازی کہیں، یا صدقہ دینا تا کہ لوگ دولت مند اور سخی سمجھیں یا کوئی کام کرنا مثلاً قرأت وخوش الحانی سے قرآن کریم کی تلاوت کرنا تا کہ لوگ قاری کہیں یا بیان ونعت سے سامعین کو متاثر کرنے کی کوشش کرنا تا کہ لوگ بڑا عالم ونعت خواں سمجھیں جب کہ مسلمان کا ہر کام صرف اللہ عزوجل کے لئے ہونا چاہئے لہٰذا جس مسلمان کے اعمال ریا اور سُمعہ کے لئے کئے جائیں وہ ضائع اور بیکار ہوں گے اور ان پر انہیں کوئی اجر وثواب نہ ملے گا۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! وہ اعمال جن کو رِیا (دکھاوا) یا سُمعَہ (نام ونمود) کے لئے کیا جائے بظاہر وہ اعمال ادا تو ہو جاتے ہیں لیکن عمل کا مقصد صرف اس کا ادا ہو جانا ہی نہیں ہے بلکہ عمل کا مقصد تو یہ ہے کہ اس سے دنیوی واُخروی فوائد وبرکات کا حصول ہو اور ریا وسُمعَہ کے لئے عمل کرنے والا نہ صرف

اُس سے محروم رہتا ہے بلکہ وہ تباہی اور عذابِ خداوندی کا شکار بھی ہوجاتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کے لئے جہنم کا وہ ٹھکانہ متعین فرمایا کہ جس ٹھکانے سے خود جہنم پناہ مانگتا ہے چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ”فَوَیلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ o الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلاَتِهِمْ سَاهُوْنَ o الَّذِیْنَ هُمْ یُرَآءُوْنَ o وَیَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ o تو ان نمازیوں کی خرابی ہے جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں، وہ جو دکھاوا کرتے ہیں اور برتنے کی چیز مانگے نہیں دیتے۔ (پ۳۰، سورۂ ماعون، آیت ۴-۷)

شرک اصغر کیا ہے ؟

حضرت محمود بن لبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلَیْکُمُ الشِّرْکُ الْاَصْغَرُ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ مَا الشِّرْکُ الْاَصْغَرُ قَالَ الرِّیَاءُ“ تمہارے بارے میں جس چیز سے میں ڈرتا ہوں وہ شرکِ اصغر ہے، صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! شرکِ اصغر کیا چیز ہے، فرمایا ریا (یعنی دکھاوے کے لئے کوئی کام کرنا)۔ (رواہ: احمد)

ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روتے ہوئے دیکھا تو گریہ کا سبب پوچھا، انہوں نے کہا کہ مجھے ایک حدیث رلاتی ہے جو میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ نے فرمایا ”اِنَّ اَدْنٰی الرِّیَاءِ شِرْکٌ“ ریا کا ادنیٰ درجہ شرک ہے۔ (احیاء العلوم، ۴۹۹)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! غور کیجئے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ریا کو شرک اصغر قرار دیا، شرک کتنا عظیم گناہ ہے کہ قرآن نے اسے ظلم عظیم فرمایا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ شرک کو معاف نہیں فرمائے گا۔ پروردگارِ عالم ہم سب کو ریا جیسے گناہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ذلیل و رُسوا

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص لوگوں میں اپنے عمل کا چرچہ کرے گا تو خدائے تعالیٰ اس کی ریا کاری لوگوں میں مشہور کرے گا اور اس کو ذلیل و رسوا کر دے گا۔ (بیہقی)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج اگر ہم معاشرے میں ذلت و رسوائی سے بچنا چاہتے ہیں تو ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے ہر عمل اور اپنی عبادت میں خلوص پیدا کریں تاکہ ہم مذکورہ بالا حدیث میں بیان کئے گئے عذاب اور وعید سے بچ سکیں۔

ریا کی حقیقت

حُجّۃُ الْاِسْلام حضرت سیدنا امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں لغت میں ریا ''رُوِیَۃٌ'' سے ہے، جس کا معنی دیکھنا ہے۔ اسی طرح سُمعہ ''سِمَاع'' سے ہے، جس کا معنیٰ شہرت ہے اور ریاء کا شرعی معنیٰ ہے ''لوگوں کو اچھی خصلتیں دکھلا کر ان کے دلوں میں اپنی قدر و منزلت پیدا کرنا''

لیکن چوں کہ جاہ و منزلت کا دلوں میں پیدا ہونا سوائے عبادات کے اور اعمال سے بھی ہوسکتا ہے اور عبادات سے بھی، ریا کی تعریف کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ کی عبادت سے بندوں کو خوش کرنا اور اپنی تعریف کروانا۔ اس لئے ایسے اعمال سے بچنا لازم ہے۔

کون سا بندہ سچا؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ''**اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا صَلّٰی فِی الْعَلَانِیَۃِ فَاَحْسَنَ وَ صَلّٰی فِی السِّرِّ فَاَحْسَنَ قَالَ اللّٰہُ ھٰذَا عَبْدِیْ حَقًّا**'' بندہ جب علانیہ نماز پڑھے تو خوبی کے ساتھ پڑھے اور جب پوشیدہ طور پر پڑھے تو بھی خوبی کے ساتھ پڑھے تو خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا یہ بندہ سچا ہے۔ یعنی ریا کاری نہیں کرتا ہے۔ (ابنِ ماجہ)

شرک کیا ہے ؟

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے دکھاوے کے لئے نماز پڑھی اس نے شرک کیا اور جس نے دکھاوے کے لئے روزہ رکھا تو اس نے بھی شرک کیا اور جس نے دکھاوے کے لئے صدقہ دیا تو اس نے شرک کیا۔ (احمد، مشکوٰۃ)

رِیا کا عذاب

شیرِ خُدا مشکل کُشا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: وادیٔ حُزن یعنی حُزن کی گھاٹی سے پناہ مانگو، عرض کیا گیا حضور! وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا وہ جہنم کی ایک وادی ہے جس سے ہر روز جہنم بھی ستر مرتبہ پناہ مانگتا ہے، یہ وادی اللہ تعالیٰ نے ریا کاروں کے لئے تیار کر رکھا ہے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ملاحظہ فرمائیں کہ یہ حدیث پاک باب العلم حضرتِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرما رہے ہیں جس میں بڑے واضح انداز میں ارشاد فرمایا گیا کہ جہنم میں ایک ایسا مقام ہے کہ جس سے خود جہنم ستر مرتبہ پناہ مانگتا ہے اور اُسی مقام میں اُس بندے کو عذاب کے لئے ڈال دیا جائے گا جو بندہ کوئی بھی عمل دکھاوے کے لئے کرتا ہوگا۔ اللہ عزوجل ہم سب کو اپنے اعمال میں دکھاوا کرنے سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

نجات کس میں؟

حضور اکرم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کسی نے سوال کیا یا رسول اللہ! نجات کس چیز میں ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا ”اَنْ لاَّ یَعْمَلَ الْعَبْدُ بِطَاعَةِ اللّٰهِ یُرِیْدُ بِهَا النَّاسَ“ انسان اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا کوئی عمل کرتے وقت لوگوں کا خیال دل میں نہ لائے۔ (احیاء العلوم، ص: ۴۹۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس حدیث شریف میں امت کو یہ درس دیا جارہا ہے کہ جب بندہ اپنے رب کے حضور اطاعت و بندگی کے لئے حاضر ہو تو عبادت میں خلوص وللّٰہیت پیدا کرے کہ اسی میں بندے کی نجات ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں خلوصِ دل کے ساتھ عبادت و بندگی کی توفیق عطا فرمائے۔

پردہ لٹکا دے

حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں کہ جب کوئی روزہ رکھے تو سر اور داڑھی میں تیل ڈالے اور ہونٹوں پر بھی ہاتھ پھیر دے تاکہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ یہ روزہ دار ہے اور جب کوئی داہنے ہاتھ سے کسی کو کچھ دے تو بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہو اور جب نماز پڑھے تو اپنے دروازے پر پردہ لٹکا دے کیوں کہ اللہ تعالیٰ ثواب بھی اسی طرح تقسیم کرتا ہے جس طرح روزی بانٹتا ہے۔ (احیاء العلوم، ۴۹۹)

اسی مضمون کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ جس دن اللہ تبارک وتعالیٰ کے عرش کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا، عرش کے سایہ میں ایک ایسا شخص ہوگا جس نے کسی کو داہنے ہاتھ سے دیا اور اپنے بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہونے دی یعنی خیرات چُھپا چُھپا کر دی۔ (احیاء العلوم، ۵۰۰)

اچھے اعمال کے باوجود جهنم میں

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن ایک شخص کو لایا جائے گا اور اس سے پوچھا جائے گا کہ تو نے کیا اطاعت کی؟ وہ جواب دے گا کہ میں نے خدا کی راہ میں اپنی جان قربان کی اور جہاد کیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو نے جھوٹ کہا۔ جہاد تو اس واسطے تو نے کیا تاکہ لوگ کہیں کہ فلاں شخص بڑا بہادر ہے۔ پس حکم ہوگا کہ اس کو دوزخ میں لے جاؤ۔ اس کے بعد دوسرے شخص کو لایا جائے

گا، اس سے دریافت کیا جائے گا تو نے کیا اطاعت کی؟ وہ کہے گا جو کچھ مال میرے پاس تھا وہ میں نے تیری راہ میں خیرات کر دیا۔ حق تعالیٰ فرمائے گا، تو جھوٹ بولتا ہے۔ تو نے اس واسطے یہ داد و دہش کی تھی تا کہ لوگ کہیں کہ یہ بہت سخی ہے۔ حکم ہوگا، اس کو دوزخ میں لے جاؤ۔ پھر ایک شخص کو لایا جائے گا، اس سے دریافت کیا جائے گا کہ تو نے کیا اطاعت کی؟ جواب دے گا میں نے علم حاصل کیا، علمِ قرآن سیکھا اور اس کے حصول میں بہت محنت کی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹ کہتا ہے، تو نے علم اس لئے حاصل کیا تا کہ لوگ تجھے عالم کہیں۔ اس کو بھی دوزخ میں لے جاؤ۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنی امت کے معاملے میں کسی چیز سے اتنا نہیں ڈرتا جتنا چھوٹے شرک سے۔ لوگوں نے دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا وہ ریا ہے اور قیامت کے دن اللہ تبارک وتعالیٰ فرمائے گا اے ریا کارو! تم ان لوگوں کے پاس جاؤ جن کو دِکھانے کیلئے میری عبادت کیا کرتے تھے اور اپنے عمل کی جزا انھیں سے مانگو۔ (مشکوٰۃ شریف)

جھنم عُلما کے لئے!

حضورا کرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "جُبُّ الْحُزْن" کے گڑھے سے خدا کی پناہ مانگو۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ "جُبُّ الْحُزْن" کیا ہے؟ آپ نے فرمایا وہ جہنم کا ایک غار ہے جو رِیا کار عالموں کیلئے بنایا گیا ہے۔ (کیمیائے سعادت، ۶۱۹)

اللہ اکبر! ذرا غور فرمائیے ایک طرف نائبِ رسول ہونے کا رتبہ اور دوسری طرف جہنم کا وہ غار جس کا نام "جُبُّ الْحُزْن" ہے۔ پتہ چلا اگر انسان کے عمل میں دکھاوا آجائے تو علم بھی اس کی دنیا و آخرت برباد ہونے سے بچا نہیں سکے گا۔ آیئے ہم عہد کریں کہ انشاء اللہ آئندہ اپنے ظاہری و باطنی اعمال میں ریا کاری ہرگز نہیں کریں گے۔ اللہ ہم سب کو اس عہد پر قائم رہنے اور خلوصِ نیت کی دعوت کو عام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

عبادت نامقبول

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے جس نے عبادت کی اور دوسرے کو میرے ساتھ شریک کیا جب کہ میں شریک سے بے نیاز ہوں اسی واسطے میں نے تمام بندوں کو ایک دوسرے کا شریک بنا دیا ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اس عمل کو جس میں ذرہ برابر بھی ریا شامل ہوگی، خدائے قدیر و جبار قبول نہیں فرمائے گا۔ (کیمیائے سعادت، ۶۱۹)

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ریا کار کو قیامت کے دن پکارا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا اے ریا کار! اے مکار! تیرا عمل ضائع ہوا، تیرا اجر باطل ہوا۔ جا اور اپنا اجر اور اپنی مزدوری اسی سے مانگ جس کے لئے تو نے عمل کیا تھا۔

حضور رونے لگے

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک بار میں نے اشکبار پایا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کس وجہ سے رو رہے ہیں؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے خوف ہے کہ میری امت کے لوگ شرک میں مبتلا ہو جائیں گے وہ بت پرستی یا ستارہ پرستی تو نہیں کریں گے بلکہ عبادت ریا کے ساتھ کریں گے۔ (کیمیائے سعادت، ۶۲۰)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیثِ پاک سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ آج سے چودہ سو سال پہلے رحمتِ عالم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی نگاہِ نبوت سے ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ ہم آج کے مسلمان شرک یعنی بُت پرستی میں مبتلا تو ہرگز نہ ہوں گے مگر اپنے اعمال میں رِیا کاری کے ذریعہ ضرور شرک جیسی لعنت کے شکار ہوں گے جس پر رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چشمانِ کرم

سے آنسو جاری ہو گئے۔ لہٰذا آج ہم عاشقانِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے نہایت ضروری ہے کہ ریا کاری کی لعنت سے بچیں اور اپنے اہل وعیال، دوست و احباب کو بچتے رہنے کی تاکید کریں۔

سب سے طاقتور کون؟

جب حق سبحانہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا فرمایا تو زمین کانپنے لگی، اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو پیدا فرما کر ان کی مینخیں زمین پر ٹھونک دی جس سے زمین کی کپکپی بند ہو گئی، ملائکہ نے کہا کہ حق تعالیٰ نے ان پہاڑوں سے زیادہ قوی اور کوئی چیز پیدا نہیں فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے لوہا پیدا فرمایا، اس نے پہاڑوں میں شگاف پیدا کر دئے تو ملائکہ نے کہا کہ لوہا پہاڑوں سے قوی تر ہے تو اللہ تعالیٰ نے آگ کو پیدا فرمایا، آگ نے لوہے کو گلا دیا پھر پانی کو پیدا فرمایا اور پانی نے آگ کو بجھا دیا پھر ہوا کو پیدا فرمایا اور ہوا نے پانی کو ساکن کر دیا، اس پر ملائکہ آپس میں جھگڑنے لگے کہ قوی ترین چیز کون سی چیز ہے؟

ملائکہ نے کہا خدائے تعالیٰ سے دریافت کرنا چاہئے کہ اس کی مخلوق میں قوی ترین کون ہے؟ باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ وہ آدمی تمام مخلوق سے زیادہ قوی ہے جو اپنے داہنے ہاتھ سے خیرات دے اور بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہو، میں نے اس سے زیادہ کسی مخلوق کو قوی نہیں بنایا۔ (کیمیائے سعادت، ۶۲۰)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! سبحان اللہ! غور فرمائیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ میں چھپا کر خرچ کرنا دنیا کی تمام طاقتور چیزوں سے زیادہ مضبوط اور اللہ کی بارگاہ میں پسندیدہ عمل ہے۔ اگر آج ہم دنیا والوں کی نظر میں اپنا کھویا ہوا وقار، اپنا منصب دوبارہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ہم پر لازم ہے کہ ہم خالص اللہ

کے لئے، اس کی رضا وخوشنودی کے لئے اپنی صبح وشام گزاریں اور ہر وقت اپنے فکر و خیال میں اسی کا تصور جمائے رہیں۔ اللہ عزوجل اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے وطفیل ہم سب کو اپنی رضا میں گزرنے والی زندگی عطا فرمائے۔

نماز بھی قضا کر لیجئے

بلبل شیراز حضرت شیخ مصلح الدین سعدیؔ علیہ الرحمہ ایک حکایت نقل فرماتے ہیں کہ ایک زاہد صاحب ایک بادشاہ کے مہمان ہوئے، جب کھانے کیلئے بیٹھے تو زاہد صاحب نے کھانا اپنی خوراک سے بالکل کم کھایا اور جب نماز کیلئے کھڑے ہوئے تو روزمرہ کی عادت کے خلاف کہیں زیادہ عبادت کرتے رہے تاکہ بادشاہ کا حسنِ عقیدت ان کے حق میں خوب زیادہ ہو جائے۔

جب زاہد صاحب بادشاہ کے دربار سے اپنے گھر واپس آئے تو کھانے کے لئے دسترخوان طلب کیا، زاہد صاحب کا ایک عقل مند لڑکا تھا، اس نے کہا اے ابا جان! بادشاہ کے یہاں دعوت میں گئے تھے، کھانا نہیں کھائے؟ زاہد صاحب نے جواب دیا کہ ان کے سامنے کچھ بھی نہیں کھایا تاکہ لوگ مجھے کم کھانے والا اور زیادہ عبادت گزار سمجھیں۔ لڑکے نے جواب دیا اے ابا جان! نماز کی بھی قضا پڑھ لیجئے کہ آپ نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جو کام آئے۔

ٹیڑھی گردن

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اپنا سر نیچے کئے ہوئے ہے یعنی یہ ظاہر کر رہا ہے کہ میں پارسا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے فرمایا اے ٹیڑھی گردن کرنے والے! گردن سیدھی کر، تواضع اور خاکساری کا تعلق دل سے ہے گردن سے نہیں۔

مسجد سے اچھا گھر

حضرت ابو اُمامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ مسجد میں زمین پر سر رکھے ہوئے رو رہا ہے۔ حضرت امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے کہا کہ اے شخص یہ کام جو تو مسجد میں کر رہا ہے اگر اپنے گھر میں کرتا تو کوئی تجھ جیسا نہ ہوتا، تو بے مثال شخص ہوتا۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! بے شک اللہ عزوجل کی بارگاہ میں گریہ وزاری کرنا ایک نیک عمل اور اللہ عزوجل کی رضا جوئی کی بہترین راہ ہے مگر بھیڑ بھاڑ میں یہ عمل کرنے سے بہتر یہ ہے کہ اپنے گھر یا کسی ایسی جگہ پر کیا جائے جہاں تنہائی ہو اور لوگوں کی آمد و رفت کا سلسلہ نہ ہو، مذکورہ واقعہ سے ظاہر ہے کہ گریہ وزاری کرنا اچھا عمل تو ہے لیکن وہی عمل اگر تنہائی میں ہوتا تو بے مثال ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرائض کو مسجد میں باجماعت ادا کرنے اور سنن و نوافل کو اپنے گھر پر ادا کرنے کو مستحسن قرار دیا ہے۔ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں خلوص دل سے عبادت کرنے اور رِیا سے بچتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

رِیا کار کی پہچان

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ریا کار (دکھاوا کرنے والے) کی تین علامتیں ہیں، جن کے ذریعہ وہ پہچانا جاسکتا ہے۔

اول: یہ کہ خلوت (تنہائی) میں تو کاہل رہتا ہے، عمل نہیں کرتا اور لوگوں کے سامنے چست و چالاک ہو جاتا ہے۔

دوم: یہ کہ جب اس کی تعریف کی جاتی ہے تو بڑھ چڑھ کر عبادت کرتا ہے۔

سوم: یہ کہ جب اس کی ملامت اور سرزنش کی جائے تو اپنے عمل کو کم کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ناراضگی

کسی شخص نے حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ اگر کوئی شخص ثواب کی خاطر اور لوگوں سے تعریف کے لئے اپنا مال کسی کو دے تو اس کا کیا حکم ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ کیا اس کا ارادہ یہ ہے کہ خداوندِ تعالیٰ کی خفگی (ناراضگی) میں گرفتار ہو؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا تو جب وہ یہ کام کرتا ہے تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے کرنا چاہئے۔

مجھ سے بدلہ لے!

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو دُرّے مارے پھر فرمایا اے شخص! مجھ سے بدلا لے اور مجھے مار۔ اس نے کہا میں نے آپ کی خاطر اور خدا کے واسطے آپ کو معاف کیا، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ بات تجھے فائدہ نہ دے گی یا تو صرف میرے واسطے بخش دے تا کہ میں اس کا حق پہچانوں یا بغیر شرکت، خدا کے واسطے بخش دے۔ اس نے کہا کہ میں محض خدا کے لئے بخش دیتا ہوں۔

حضرت شیخ فضیل علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ پچھلے زمانے کے لوگ تو اپنے عمل میں ریا کرتے تھے اور اس زمانہ کے لوگ اُن کاموں میں ریا کرتے ہیں جو کام وہ کرتے ہی نہیں۔ (ریا بے عمل)

گستاخ بندہ

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ بندہ جب رِیا (دِکھاوا) کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دیکھو میرا بندہ مجھ سے کس طرح استہزا کر رہا ہے۔

اللہ اکبر! اس حدیثِ پاک پر غور کرنے پر زندہ دل انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں گے۔ کیا کوئی بندہ بندہ ہو کر معاذ اللہ خُدا کے ساتھ بھی استہزا (مذاق) کر سکتا

ہے؟ مگر ہاں! اللہ کے محبوب بندے حضرتِ قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو بارگاہِ رسالت کے تربیت یافتہ ہیں، بندے کی رِیا کاری کے عمل کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ استہزاء کرنے کے برابر شمار فرما رہے ہیں۔ اللہ عزوجل ہمیں اس ہلاک کر دینے والے عمل سے بچتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

شرک کی دو قسمیں

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ جو کام دکھاوے کے لئے کرے شرک ہے۔ خلاصہ یہ کہ شرک کی دو قسمیں ہیں۔ جلی اور خفی۔ بت پرستی کرنا کھلم کھلا شرک ہے (یہ شرکِ جلی ہے) اور ریا کار جو کہ غیرِ خدا کے لئے عمل کرتا ہے وہ بھی پوشیدہ طور پر بُت پرستی کرتا ہے (یہ شرکِ خفی ہے) جیسا کہ کہا گیا ہے کہ ہر وہ چیز جو تجھے خدائے تعالیٰ سے روکے وہ تیرا بُت ہے۔

(اشعۃ اللمعات، جلد چہارم، ص: ۲۵۰)

کپڑے پاک، دل ناپاک

ریا کار کے کپڑے پاک ستھرے اور دل نجس ہوتا ہے۔ وہ مباح چیزوں میں رغبت کرتا ہے اور کمانے میں کاہلی کرتا ہے اور دین کے بدلہ میں کھانا کھاتا ہے، پرہیزگاری ذرا بھی نہیں کرتا، کھلا ہوا حرام کھاتا ہے اور اس کا معاملہ عام لوگوں پر مخفی رہتا ہے اور خواص بندگانِ الٰہی پر مخفی نہیں رہتا۔ کُل زہد و طاعت اس کی ظاہر داری کی ہے، اس کا ظاہر آباد ہے اور باطن ویران۔ (الفتح الربانی، ۱۳۹)

جنت سے محرومی!

حضرت سیدنا امام غزالی علیہ الرحمہ نے فرمایا ریا سے آنے والی دو مصیبتوں میں سے ایک مصیبت جنت سے محرومی ہے کیوں کہ حضورنبیِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ "اِنَّ الْجَنَّةَ تَكَلَّمَتْ وَ قَالَتْ اَنَا حَرَامٌ عَلٰى كُلِّ بَخِيْلٍ وَّ

مُرَاءٍ"، جنت نے گفتگو کی اور کہا میں بخیل اور ریا کار پر حرام ہوں۔ (منہاج العابدین)

کسی نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا اگر میں تلوار سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑوں اور نیت رضائے الٰہی ہو لیکن لوگوں کی تعریف بھی ہو تو ثواب ملے گا؟ آپ نے فرمایا کہ کوئی ثواب نہ ملے گا۔ اس نے تین بار پوچھا آپ نے یہی جواب دیا۔ بالآخر آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں شرک سے تمام غنیوں کا غنی ہوں، یعنی بے پرواہوں۔

ایک شخص نے حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ بعض لوگ نیکی کر کے چاہتے ہیں کہ لوگ بھی تعریف کریں اور ثواب بھی ملے، آپ نے فرمایا کہ کیا تم چاہتے ہو کہ تم پر اللہ کا غضب ہو؟ اس نے کہا کہ نہیں۔ آپ نے فرمایا تو جب اللہ تعالیٰ کے لئے عمل کرو تو اسے اخلاص سے کرو۔

حضرت ضحاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ نہ کہنا چاہئے کہ یہ عمل رضائے الٰہی اور تمہاری رضا کیلئے ہے یا رضائے اہلِ قرابت کے لئے ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا شریک نہیں ہے۔

بُرے نام

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایسے لوگوں کے ساتھ رہا ہوں کہ ان کے دل میں حکمت کی ایسی باتیں گزرتی تھیں کہ اگر ان کو زبان پر لاتے تو ان کو اور ان کے ساتھیوں کو مفید ہوتیں مگر شہرت کے خطرہ سے نہیں کہتے تھے اور جب راستہ میں کوئی موذی دیکھتے تو اس کے مشہور ہو جانے کے خوف سے اسے علیٰحدہ نہ کرتے اور سنا ہے کہ ریا کار قیامت میں چار ناموں سے پکارا جائے گا۔

۱۔ اے رِیا کار

۲۔ اے زِیاں کار

۳۔ اے مَکّار

۴۔ اے بَدکار

جا جس کے لئے عمل کیا ہے اس سے اپنی اجرت لے۔ ہمارے پاس تیرے لئے کوئی اجرت نہیں۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! یقیناً اللہ والوں کی زندگی سے ایمان والوں کو ہمیشہ ہدایت و رہنمائی ملتی رہی ہے۔ حضرتِ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذکورہ بالا فرمان سے دل میں یہ احساس ہونا ہر مومن کے لئے ضروری ہے ورنہ اپنے اعمال میں بھی اگر رِیا کاری (معاذ اللہ) شامل ہوگئی تو کہیں ہمارا بھی اُن بُرے نام والوں میں شمار نہ ہو جائے۔ اس لئے آج ہی فکر کریں اور اُن تمام حرکتوں اور اعمال سے بچنے کی کوشش کریں جن سے ہمارا دنیا و آخرت کا نقصان ہوتا ہو۔ اللہ عزوجل ہم سب کو اپنی دنیا وآخرت سنوارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

رِیا و سُمعَہ کے متعلق مَسائل

مسئلہ: روزہ دار سے پوچھا کیا تمہارا روزہ ہے، اُسے کہہ دینا چاہئے کہ ہاں ہے کہ روزہ میں رِیا کو دخل نہیں۔ یہ نہ کہے کہ دیکھتا ہوں کیا ہوتا ہے۔ یعنی ایسے الفاظ نہ کہے جن سے معلوم ہوتا ہو کہ یہ اپنے روزہ کو چھُپاتا ہے کہ یہ بے وقوفی کی بات ہے کہ چھپاتا ہے مگر اس طرح جس سے اظہار ہو جاتا ہے یا یہ منافقین کا طریقہ ہے کہ لوگوں کے سامنے وہ بتانا چاہتا ہے کہ اپنے عمل کو چھپاتا ہے۔

(درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ: عبادت کوئی بھی ہو اس میں اخلاص نہایت ضروری چیز ہے یعنی محض رضائے الٰہی کے لئے عمل کرنا ضروری ہے، دکھاوے کے طور پر عمل کرنا بِالاِجْمَاع حرام ہے بلکہ حدیث میں ریا کو شرکِ اصغر فرمایا۔ اخلاص ہی وہ چیز ہے کہ اس

پر ثواب مرتب ہوتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ عمل صحیح نہ ہو مگر جب اِخلاص کے ساتھ کیا گیا ہو تو اس پر ثواب مرتب ہو۔ مثلاً لاعلمی میں کسی نے نجس پانی سے وضو کیا اور نماز پڑھ لی اگر چہ یہ نماز صحیح نہ ہوئی کہ صحت کی شرط طہارت تھی وہ نہیں پائی گئی مگر اس نے صدق نیت اور اخلاص کے ساتھ پڑھی ہے تو ثواب کا ترتب ہے یعنی اس نماز پر ثواب پائے گا۔ مگر جب کہ بعد میں معلوم ہو گیا کہ ناپاک پانی سے وضو کیا تھا تو اس کو ادا کرنا ہوگا اور کبھی (نماز کے) شرائطِ صحت پائے جائیں گے مگر ثواب نہ ملے گا مثلاً نماز پڑھی، تمام ارکان ادا کئے اور شرائط بھی پائے گئے مگر رِیا کے ساتھ پڑھی تو اگر چہ اس نماز کی صحت کا حکم دیا جائے گا مگر چوں کہ اخلاص نہیں ہے، ثواب نہیں۔

مسئلہ: کسی عبادت کو اخلاص کے ساتھ شروع کیا مگر اثنائے عمل میں ریا کی مداخلت ہوگئی تو یہ نہیں کہا جائے گا کہ ریا سے عبادت کی بلکہ یہ عبادت اخلاص سے ہوئی، ہاں! اس کے بعد جو کچھ عبادت میں حسن وخوبی پیدا ہوگئی وہ ریا سے ہوگی اور یہ ریا کی قسم دوم میں شمار ہوگی۔ (ردالمحتار)

مسئلہ: روزہ کے متعلق بعض علما کا یہ قول ہے کہ اس میں ریا نہیں ہوتا، اس کا غالباً مطلب یہ ہوگا کہ روزہ چند چیزوں سے باز رہنے کا نام ہے، اس میں کوئی کام نہیں کرنا ہوتا جس کی نسبت کہا جائے کہ ریا سے کیا ورنہ یہ ہوسکتا ہے کہ لوگوں کو جتانے کے لئے یہ کہتا پھرتا ہے کہ میں روزہ سے ہوں یا لوگوں کے سامنے منہ بنائے رہتا ہے تا کہ لوگ سمجھیں کہ اس کا بھی روزہ ہے۔ اس طور پر روزہ میں بھی ریا کی مداخلت ہوسکتی ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ: ریا کی طرح اجرت لے کر قرآن مجید کی تلاوت بھی ہے کہ کسی میت کے لئے بغرضِ ایصالِ ثواب کچھ لے کر تلاوت کرتا ہے کہ یہاں اخلاص کہاں بلکہ

تلاوت سے مقصود وہ پیسے ہیں کہ وہ نہیں ملتے تو پڑھتا بھی نہیں۔ اس پڑھنے میں کوئی ثواب نہیں۔ پھر میت کے لئے ایصالِ ثواب کا نام لینا غلط ہے کہ جب ثواب ہی نہ ملا تو پہنچائے گا کیا؟ اس صورت میں پڑھنے والے کو ثواب نہ میت کو بلکہ اجرت دینے والا اور لینے والا دونوں گنہگار۔ (ردالمحتار)

ہاں! اگر اخلاص کے ساتھ کسی نے تلاوت کی تو اس پر ثواب بھی ہے اور اس کا ایصال بھی ہوسکتا ہے اور میت کو اس سے نفع بھی پہنچے گا۔ بعض مرتبہ پڑھنے والوں کو پیسے نہیں دیئے جاتے مگر ختم کے بعد مٹھائی تقسیم ہوتی ہے اگر اس مٹھائی کی خاطر تلاوت کی ہے تو یہ بھی ایک قسم کی اجرت ہی ہے کہ جب ایک چیز مشہور ہو جاتی ہے تو اسے بھی مشروط ہی کا حکم دیا جاتا ہے۔ اس کا بھی وہی حکم ہے جو مذکور ہو چکا۔ ہاں! جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ مٹھائی نہیں ملتی جب بھی میں پڑھتا، وہ اس حکم سے مستثنیٰ ہے اور اس بات کا خود وہ اپنے ہی دل سے فیصلہ کرسکتا ہے کہ میرا پڑھنا مٹھائی کے لئے ہے یا اللہ عزوجل کے لئے۔

پنج آیت پڑھنے والا اپنا دوہرا حصہ لیتا ہے یعنی ایک حصہ خاص پنج آیت پڑھنے کا ہوتا ہے اور نہ ملے تو جھگڑتا ہے گویا یہ زائد حصہ پنج آیت کا معاوضہ ہے۔ اس سے بھی یہی نکلتا ہے کہ جس طرح اجیر کو اجرت نہ ملے تو جھگڑا کر لیتا ہے، اسی طرح یہ بھی لیتا ہے۔ لہٰذا بظاہر اخلاص نظر نہیں آتا۔

میلاد خوان اور واعظ بھی دو حصے لیتے ہیں جب کہ وعظ میں مٹھائی تقسیم ہوتی ہے، جس سے ظاہر یہی ہوتا ہے کہ ایک حصہ اپنے پڑھنے اور تقریر کرنے کا لیتے ہیں اگر وہی حصہ یہ بھی لیتے جو عام طور پر تقسیم ہوتا ہے تو بہت خوب ہوتا کہ ذرا سی مٹھائی کے بدلے اجرِ عظیم کے ضائع ہونے کا شبہہ نہ ہوتا۔ بعض جگہ خصوصیت کے ساتھ ان کی دعوتیں بھی ہوتی ہیں کہ ان کو اسی حیثیت سے کھانا کھلایا جاتا ہے کہ یہ پڑھیں گے، بیان کریں گے۔ یہ مخصوص دعوت بھی اسی اُجرت ہی کی حد میں آتی ہے، ہاں! اگر اور لوگوں

کی دعوت بھی ہو تو یہ نہیں کہا جائے گا کہ وعظ و تقریر کا معاوضہ ہے۔ اسی قسم کی بہت سی صورتیں ہیں جن کی تفصیل کی چنداں ضرورت نہیں۔ یہ مختصر بیان دین دار، مُتّبعِ شریعت کے لئے کافی ووافی ہے وہ خود اپنے دل میں انصاف کرسکتا ہے کہ کہاں عمل خیر اجرت ہے اور کہاں نہیں۔

مسئلہ: جو شخص حج کو گیا اور ساتھ میں اموالِ تجارت بھی لے گیا اگر تجارت کا خیال غالب ہے یعنی تجارت کرنا مقصود ہے اور وہاں پہنچ جاؤں گا حج بھی کرلوں گا یا دونوں پہلو برابر ہیں یعنی سفر ہی دونوں مقصد سے کیا تو ان دونوں صورتوں میں ثواب نہیں، یعنی جانے کا ثواب نہیں اور مقصود حج کرنا ہے اور یہ کہ موقع مل جائے گا تو مال بھی بیچ لوں گا تو حج کا ثواب ہے۔ اسی طرح اگر جمعہ پڑھنے گیا اور بازار میں دوسرے کام کرنے کا بھی خیال ہے اگر اصلی مقصود جمعہ ہی کو جانا ہے تو اس جانے کا ثواب ہے اور اگر کام کا خیال غالب ہے یا دونوں برابر تو جانے کا ثواب نہیں۔ (ردالمحتار)

کسبِ حلال کی اہمیت

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ طلبِ روزی اور کسبِ معاش انسانی زندگی کی وہ اہم ترین ضرورت ہے، جس کے بغیر انسان نہ صرف یہ کہ اپنا کاروانِ حیات آگے نہیں بڑھا سکتا بلکہ اگر وہ روزی کی جستجو نہ کرے تو بھوکوں مرجائے۔ اسی لئے خود خالقِ انس و جان اللہ عزّ وجلّ نے "وَ ابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ" فرما کر یہ واضح فرمادیا کہ تمہیں اپنی حیات و بقا کے لئے خود رزق کی جستجو کرنی ہوگی، تمہیں خود روزی تلاش کرنی ہوگی۔

لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ جس طرح چاہو رزق کی جستجو کرو، جہاں سے چاہو روزی حاصل کرو بلکہ اس کے حصول وطلب کے جو ذرائع ہوں وہ ظاہری و باطنی گندگی سے پاک ہوں، جو روزی ان ذرائع سے حاصل ہو وہ ظاہری طور پر صاف ستھری ہونے کے ساتھ باطنی طور پر جائز وحلال بھی ہو۔ لیکن افسوس صد افسوس! ہمارے معاشرے کے اکثر افراد اس کا خیال ہی نہیں کرتے، دین سے دور ہونے کی بنیاد پر ہمارے نوجوانوں کا مقصود تو صرف یہی بن چکا ہے کہ ان کی جیبیں روپئے، پیسوں سے بھر جانی چاہئیں، ان کے اکاؤنٹس فُل ہوجائیں۔ چاہے روپئے پیسے جھوٹ بول کر حاصل کئے جائیں یا دھوکہ

دے کرنا جائز طریقہ سے حاصل ہوں، یا کسی کا حق مار کر اکٹھا کیا ہو۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذہب اسلام نہ کسی انسان کو بے کار بیٹھے رہنے کی اجازت دیتا ہے اور نہ ہی بے لگام ہوکر کمانے کی۔ بلکہ اس نے اپنے روشن ارشادات کے ذریعہ ہمیں کمائی و کاروبار کے رہنما اصول و قوانین عطا کئے ہیں اور جو ان اصولوں پابند ہوکر زندگی گزارتے ہیں انہیں ثواب عظیم و اجر عظیم کی بشارتیں دے کر ان کی حوصلہ افزائی بھی فرمائی ہے اور جو قوانینِ اسلام سے منحرف ہوکر روزی حاصل کرتے ہیں شدید وعیدیں نازل فرما کر ان کی سخت مذمت کی ہے۔ نیز جو بے کار رہتے ہیں اور کمائی نہیں کرتے اُن پر ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے مستقبل کی تباہی سے انہیں باخبر کیا ہے۔ چنانچہ خالقِ کائنات کا ارشاد ہے ''یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا ۖ٘ وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۝'' اے لوگو! کھاؤ جو کچھ زمین میں حلال، پاکیزہ ہے اور شیطان کے قدم پر قدم نہ رکھو، بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ (پ ۲، سورۂ بقرہ ، آیت: ۱۶۸)

اس آیتِ کریمہ میں اللہ عزوجل نے عامۂ مسلمین کو یہ حکم فرمایا کہ حلال وطیب کماؤ کیوں کہ حلال کھانا بغیر حلال کمائی کے نہیں ہوسکتا تو حلال کھانے کا حکم دراصل حلال کمانے کا حکم ہے اور حرام کمانا، حرام کھانا شیطان کی پیروی کرنا ہے، جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے اور کوئی مسلمان یہ نہیں چاہتا کہ اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوجائے تو پھر اُسے چاہئے کہ حرام مال اور حرام روزی کمانے سے پرہیز کرے۔

حلال کیا ہے؟

تفسیر روح البیان میں ہے کہ حلال وہ ہے جسے شریعت اچھا سمجھے اور طیب وہ ہے جسے طبیعت اچھا جانے۔ یہاں سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ ظاہری طور پر صاف

ستھری غذا جو دیکھنے میں بڑی اچھی معلوم ہو، کھانے میں لذیذ ہو وہ دنیا والوں کے نزدیک تو کھانے کے قابل ہے لیکن وہ اسلام کی نگاہ میں اس وقت تک کھانے کے لائق نہیں جب تک کہ وہ حلال کمائی سے حاصل نہ ہوئی ہو اور اس میں ملے ہوئے جمیع اجزا حلال نہ ہوں۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ بالا مضمون کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے ہمارے لئے ضروری ہے کہ آج کل کی دعوتوں میں خصوصاً دنیادار، سیاست دانوں اور امیروں کی دعوتوں میں اس بات کا لحاظ رکھا جائے کیوں کہ طیب کا تو وہ خیال خوب رکھتے ہیں لیکن حلال کی انہیں ذرا بھی فکر نہیں ہوتی۔ اللہ عزوجل ہمیں رزقِ حلال کھانے اور رزقِ حرام سے پرہیز کرنے کی توفیقِ رفیق عطا فرمائے۔

رزقِ حلال کے فائدے

رئیس المفسرین حضرت علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمہ نے رزقِ حلال کے چند فائدے قلمبند فرمائے ہیں، ملاحظہ ہو۔

۱۔ اصل مال پر زیادتی جب کہ اس مال کو تجارت وزراعت اور باغات بونے میں خرچ کرے پھر اس میں صدقات ہی صدقات نصیب ہوتے ہیں۔

۲۔ لغویات اور بیہودہ باتوں سے حفاظت ہوتی ہے۔ جب کہ کمانے والا اپنے کام میں مشغول ہوتا ہے۔

۳۔ کسرِ نفسی یعنی عاجزی پیدا ہوتی ہے اور نفس بہت سی غلطیوں کے ارتکاب سے بچ جاتا ہے۔

۴۔ کسبِ حلال محتاج ہونے سے بچنے کا ذریعہ ہے، وہ محتاجی جو کہ دونوں جہاں میں ذلیل ہونے کا سبب ہے۔

۵۔ جب بھی کوئی مزدور اچھی مزدوری کے لئے چلتا ہے تو دونگراں فرشتے کہتے

ہیں ''اللہ تعالیٰ تیرے جانے آنے اور کاروبار میں برکت دے اور تیرے ان معاملات کو تیرے لئے بہشت میں ذخیرہ بنائے''، نگراں ملائکہ اور آسمان و زمین کے فرشتے آمین کہتے ہیں۔ (سُبْحَانَ اللّٰہِ)

کھاؤ اور شکر کرو

ارشادِ ربانی ہے ''یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰکُمْ وَ اشْکُرُوْا لِلّٰہِ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ o'' اے ایمان والو! کھاؤ ہماری دی ہوئی ستھری چیزیں اور اللہ کا احسان مانو اگر تم اسی کو پوجتے ہو۔ (پ۲، سورۂ بقرہ، آیت:۱۷۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس آیۂ کریمہ میں فرمایا جا رہا ہے کہ مختلف انواع و اقسام کے کھانے، لذیذ اور مزے دار میوہ جات سے نفع اٹھاؤ اور ہر اس چیز کو کھاؤ جو اللہ کے نزدیک طَیِّب ہو اور طَیِّب وہ ہے جو شرعاً مباح بھی ہو، وضعاً پاک بھی ہو اور طبعاً لذیذ بھی ہو، نیز ان طیبات سے لطف اندوز ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کو بھول مت جانا کیوں کہ اگر اس نے ان طیبات کو حلال کیا ہے تو یہ اس کا احسان ہے۔ لہٰذا اگر اس کو اپنا معبود سمجھتے ہو تو اس کا شکر ادا کرتے رہو کیوں کہ یہی بندگی کا تقاضہ ہے کہ جب اسے مستحق عبادت مان چکے ہو تو پھر شکر بجالا کر اظہارِ بندگی کرو۔

اسی لئے ہر مسلمان کو چاہیئے کہ جب کبھی اللہ تعالیٰ کی کسی نعمت سے فائدہ حاصل کرے تو اس کے شکر میں لگ جائے اور ناقدری نہ کرے۔

روزی تلاش کرنے کی ترغیب

ارشادِ باری تعالیٰ ہے ''وَ جَعَلْنَاۤ اٰیَةَ النَّھَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّکُمْ'' اور ہم نے رکھی دن کی نشانی دکھانے والی کہ اپنے رب کا فضل تلاش کرو۔

(پ۱۵، سورۂ بنی اسرائیل، آیت۱۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ بیان فرمایا کہ ہم نے دن کو روشن اور اجالے والا اس لئے بنایا کہ تم بآسانی میرا فضل یعنی رزق تلاش کرسکو، اس آیت سے دو چیزوں کا پتہ چلتا ہے۔

۱۔ یہ کہ رزق کے حصول کے لئے کوشش ضروری ہے، گھر بیٹھے رزق نہیں دیا جائے گا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "لِتَبْتَغُوْا" تاکہ تم فضلِ مولیٰ تلاش کرو۔

۲ یہ کہ رزق فضلِ الٰہی ہے، اللہ تعالیٰ پر واجب نہیں ہے۔ لہٰذا جو رزق سے مستفید ہوا اسے چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے۔

یاد کرو، فلاح پاؤ

فرمانِ خداوندی ہے "وَ ابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ" اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو بہت یاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ۔ (پ ۲۸، سورۂ جمعہ، آیت ۱۰)

اس آیت میں بھی یہی فرمایا جارہا ہے کہ رزق کی تلاش وجستجو کرو، کیوں کہ ایک کامیاب زندگی بسر کرنے کے لئے کمانا اور کسبِ حلال کرنا بہت ہی ضروری ہے۔ چنانچہ ایسا ہی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد بھی ہے، فرماتے ہیں: یہ ہرگز مناسب نہیں ہے کہ کوئی شخص طلبِ رزق کے لئے ہاتھ پیر چلائے بغیر یہ دعا کرتا رہے کہ اے اللہ مجھے رزق عطا فرما۔ اسے معلوم ہونا چاہئے کہ آسمان سے سونا چاندی نہیں برستا۔ (احیاء العلوم)

اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ کمائی کی کوشش کئے بغیر ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ اللہ روزی دینے والا ہے وہ قرآن کی روشنی میں اور صحابہ کی نظر میں خطا پر ہیں، یقیناً یہ بات سچ ہے کہ اللہ تعالیٰ انسانوں کو بلا کسی محنت ومشقّت کے روزی دینے پر قادر ہے لیکن یہ اس کی عادت نہیں ہے۔ سُنت الٰہیہ یہی ہے کہ لوگ

کسبِ حلال کے لئے محنت ومزدوری کریں تو وہ انہیں رزق سے نوازے۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ قومِ مسلم کو خصوصاً نوجوانوں کو محنت ومشقّت کر کے حلال روزی کمانے کی توفیق عطا فرمائے۔

ناحق نہ کھاؤ

ارشادِ خداوندی ہے "وَلَا تَأْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ" اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ۔ (پ۲، سورۂ بقرہ، آیت/۱۸۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس آیۂ مبارکہ میں یہ بتایا جا رہا ہے کہ حصولِ مال کے ہر اس طریقہ سے بچو جس کی اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی اور کسی بھی ایسے ذریعہ سے مال نہ حاصل کرو جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک باطل ہو، وہ ذریعہ چاہے چوری وغصب کا ہو یا رشوت وسود کا، خیانت کے طور پر حاصل کیا جائے یا جھوٹ بول کر، غرض کہ ہر وہ کاروبار جو حرام ہو یا حرام کام اس میں شامل ہو سب اس میں داخل ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان پر ضروری ہے کہ حلال وحرام روزی میں تمیز رکھے اور یہ کوشش کرے کہ اس کے اہل خانہ کے پیٹ میں صرف وہی غذا جائے جو حلال وطیب ہو اور ہر حرام وباطل سے بچنا اپنا شعار بنالے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

دو باتیں

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ تمام آیاتِ قرآنیہ سے مجموعی طور پر دو باتیں معلوم ہوتی ہیں:

پہلی بات: یہ کہ اسلام کسی کو بھی بے کار رہنے کی اجازت نہیں دیتا بلکہ بار بار کسبِ حلال واکل حلال کی تاکید کرتا ہے، وجہ یہ ہے کہ بے کار رہنے سے انسان فقیر و مفلس ہو جاتا ہے اور کئی برائیاں جنم لیتی ہیں چنانچہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو

نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ اے بیٹے حلال کمائی کے ذریعہ افلاس سے نجات حاصل کرنا، جو شخص گرفتارِ فقر ہو اس میں تین باتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔

☆ دین میں نرمی آ جاتی ہے۔

☆ عقل میں فتور آ جاتا ہے۔

☆ مروت اور لحاظ ختم ہو جاتا ہے۔

سب سے بڑھ کر یہ ہے کہ لوگ اسے حقیر سمجھنے لگتے ہیں۔ (اللہ کی پناہ)

دوسری بات: یہ کہ دین اسلام نے کمانے اور کھانے کے سلسلے میں مسلمانوں کو بے لگام نہیں چھوڑا ہے بلکہ یہ پابندی عائد کر دی ہے کہ ہر کمانے والا اپنی کمائی میں حلال کا اور ہر کھانے والا اپنے کھانے میں حلال وطیّب کا ضرور لحاظ رکھے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہمارے وہ بھائی جو ذراسی تکلیف پر نکمّے و ناکارہ بنے گھر میں بیٹھ جاتے ہیں یا بھیک مانگنے کے لئے مساجد کے دروازوں پر حاضر ہو جاتے ہیں انہیں چاہئے کہ اپنے ہاتھ پیر کو حرکت میں لائیں اور کسبِ حلال کی جستجو کریں اور کچھ لوگ کمائی تو کرتے ہیں لیکن حلال و حرام میں تمیز نہیں کرتے انہیں یہ سمجھ لینا چاہئے کہ ایسا کر کے وہ شیطان کے نقشِ قدم پر چلتے ہیں اور اللہ کو ناراض کرتے ہیں اور ایسا کر کے وہ دنیا میں تو بظاہر چند دن آسودہ و خوشحال رہ سکتے ہیں لیکن آخرت کی خوشحالی تو اسی میں مضمر ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا میں ہم سے راضی رہیں اور اکلِ حلال و کسبِ حلال کے بغیر اللہ و رسول (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی رضامندی ناممکن ہے۔ لہٰذا چاہئے کہ کمائی کے ہر روپئے میں اور کھانے کے ہر لقمے میں حلال و جائز کا بھرپور لحاظ رکھیں۔

کسبِ حلال احادیث کی روشنی میں

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ کے رسول

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس طرح ہمیں زندگی کے مختلف بلکہ ہر گوشے کے سلسلے میں واضح ہدایات اور روشن احکامات دے کر ہمارے لئے راہِ عمل متعین فرمادی ہیں یوں ہی کمانے اور کھانے کے بارے میں بھی آپ کی ہدایات، آپ کے ارشادات بہت ہی روشن اور وَاجِبُ الْعَمَلُ ہیں، یعنی ان پر عمل کرنا ضروری ہے۔ لہٰذا اب ہم ذیل میں آپ کے فائدے کے لئے چند احادیث مبارکہ پیش کرتے ہیں، انہیں ملاحظہ فرمائیں اور اپنے اندر عمل کا جذبہ پیدا کرنے کی کوشش کریں۔

کسبِ حلال فرض ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "طَلَبُ كَسْبِ الْحَلاَلِ فَرِيْضَةٌ بَعْدَ الْفَرِيْضَةِ" حلال روزی حاصل کرنا فرض کے بعد ایک خاص فرض ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

اس حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح نماز، روزہ وغیرہا عبادات فرض ہیں اسی طرح اُن کے بعد رزقِ حلال کی تلاش، حلال کمائی کی طلب بھی فرض ہے، لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ نماز، روزہ وغیرہ کے اہتمام کے ساتھ ساتھ تجارت و کاروبار اور حلال روزی کی بھی فکر کرے۔

اسی مفہوم کی وضاحت ایک اور حدیث پاک میں اس طرح کی گئی ہے "طَلَبُ الْحَلاَلِ وَاجِبٌ عَلٰی كُلِّ مُسْلِمٍ" یعنی حلال روزی حاصل کرنا ہر مسلمان پر ضروری ہے۔ (طبرانی)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ تبارک وتعالیٰ نے بندوں کو اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا ہے تو اس فرمان کا صرف یہ مطلب نہیں ہے کہ بندہ ہر وقت مسجد میں ہی بیٹھا رہے، بلکہ مذکورہ احادیث سے اللہ تعالیٰ کے فرمان کی اس طرح وضاحت ہوتی ہے کہ رزقِ حلال تلاش کرنا بھی اللہ تعالیٰ کی بندگی میں ہی شامل

ہے۔ جب کہ وہ اسلامی قانون کے مطابق اور سنت رسول کی روشنی میں ہو۔

چودھویں کا چاند

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ''مَنْ طَلَبَ الدُّنْیا حَلاَلاً تَعَفُّفًا عَنِ الْمَسْئَلَةِ وَ سَعْیاً عَلٰی عَیَالِہٖ وَ تَعَطُّفًا عَلٰی جَارِہٖ لَقِیَ اللّٰہَ وَ وَجْهُهٗ كَقَمَرِ لَیْلَةِ الْبَدْرِ'' جو مال و دولت حلال طریقہ سے اس لئے کمائے کہ بھیک مانگنے سے بچے اور اس لئے کمائے کہ اپنے اہل و عیال کو خوشحال رکھے اور اپنے پڑوسی پر مہربانی کرے، وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہا ہوگا۔ (بیہقی)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ دنیا کا مال اور اس کی دولت آخرت کی بھلائیوں اور اللہ عزوجل اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا و خوشنودی میں رکاوٹ بننے والی چیزیں ہیں لیکن اگر انسان حصول دولت میں اپنے اہل و عیال کی اچھی تربیت کے ساتھ ساتھ یہ نیت بھی شامل کرلے کہ وہ جب کبھی کسی پڑوسی کو کوئی حاجت پیش آئے گی تو اس کی ضرورت پوری کرے گا اور مفلس و محتاج کی امداد کرے گا تو اس کا یہ دولت حاصل کرنا بھی عبادت میں شمار ہوگا۔ یہی نہیں بلکہ آخرت میں سعادتِ عظیمہ کا مستحق بھی ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کو ہمیشہ نیک عزائم کے ساتھ کسبِ حلال اور تحصیل مال کرکے اس سعادتِ عظمیٰ سے مالا مال ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

قلب نورانی ہو جاتا ہے

حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ''مَنْ اَكَلَ الْحَلاَ لَ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا نَوَّرَ اللّٰهُ قَلْبَهٗ وَ اَجْرٰی یَنَابِیْعَ الْحِكْمَةِ مِنْ قَلْبِہٖ عَلٰی لِسَانِہٖ'' جو شخص چالیس دن تک حلال کھانا

کھائے اللہ تعالیٰ اس کے دل کو منوّر فرما دیتا ہے اور اس کے دل سے زبان پر حکمت کے چشمے جاری فرما دیتا ہے۔ (روح البیان بحوالہ ابونعیم)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ اکلِ حلال کی برکت سے اللہ تبارک وتعالیٰ قلبِ انسانی کو منور فرما کر اسے مصدرِ حکمت بنا دیتا ہے۔ پھر اس انسان کی کیفیت یہ ہو جاتی ہے کہ وہ جو کچھ بولتا ہے حکمت کی باتیں ہوتی ہیں، اس کے اندر دور اندیشی پیدا ہو جاتی ہے لیکن یہ برکتیں اسے ہی حاصل ہوتی ہیں جو حلال روزی کا عادی ہو، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو "اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا" (چالیس روز) فرمایا ہے اس سے مراد عادت ہی ہے کیوں کہ ایک انسان جب کوئی کام چالیس دن تک مسلسل کرتا ہے تو پھر وہ اس کا عادی ہو جاتا ہے۔

انبیا بھی کسب فرماتے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "کَانَ دَاوٗدُ عَلَیْہِ السَّلَامُ لَا یَاْکُلُ اِلَّا مِنْ عَمَلِ یَدِہٖ" حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی ہی کھایا کرتے تھے۔ (بخاری شریف)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "کَانَ زَکَرِیَّا عَلَیْہِ السَّلَامُ نَجَّارًا" حضرت زکریا علیہ السلام بڑھئی (سُتار) کا کام کرتے تھے۔ (مسلم شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ بالا احادیثِ مبارکہ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ انبیائے سابقین علیہم السلام بھی اپنے ہاتھوں سے روزی حاصل کرتے تھے، خود ہمارے آقا و مولیٰ تاجدارِ انبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بھی یہی معمول رہا اور صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تو تجارت کے لئے دوسرے ممالک کا سفر بھی فرماتے، باغوں میں کام کرتے، مختلف چیزوں کی خرید و

فروخت کیا کرتے لیکن آج افسوس ہے کہ انہیں انبیاء پر ایمان لانے والے، اسی رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنے والے، انہیں صحابۂ کرام کی اِقتداو پیروی کرنے والے کچھ مسلمان کاروبار، تجارت اور کسبِ معاش سے دور بھاگتے نظر آرہے ہیں اور مسجدوں، درگاہوں میں بِلا کسی جھجھک اور انتہائی بے شرمی کے ساتھ دستِ سوال دراز کرتے ہوئے ملتے ہیں۔ بلا شک وشبہ یہ لوگ لائق مذمت ہیں، حقوق میں کوتاہی کرنے والے ہیں بلکہ وہ لوگ جو مانگتے تو نہیں ہیں لیکن بے کمائے مساجد میں بیٹھ جاتے ہیں، وہ لوگ بھی قابلِ مذمت ہیں، حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جب ایک شخص نے یہ پوچھا کہ جو مسجد میں بیٹھ جائے اور یہ کہے کہ میں کچھ نہ کروں گا، میرا رزق مجھے ملنا چاہئے آپ کی اس کے بارے میں کیا رائے ہے؟ آپ نے فرمایا یہ شخص جہالت میں مبتلا ہے، کیا اسے سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشادِ گرامی کا علم نہیں "جُعِلَ رِزْقِیْ تَحْتَ ظِلِّ رُمْحِیْ" میرا رزق میرے نیزے کے سائے میں رکھا گیا ہے۔ (روح البیان)

سَتّر دروازے

حضرت ابو کبشہ اَنماری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "مَنْ فَتَحَ عَلٰی نَفْسِہٖ بَابًا مِّنَ السُّوَالِ فَتَحَ اللّٰہُ عَلَیْہِ سَبْعِیْنَ بَابًا مِّنَ الْفَقْرِ" جو شخص اپنے اوپر سوال کا ایک دروازہ کھولتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر فقر (محتاجی) کے ستر دروازے کھول دیتا ہے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس حدیثِ پاک کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی محتاج ہو اور اپنی محتاجی دور کرنے کے لئے لوگوں سے بھیک مانگے تو اس کے سبب اس کی محتاجی دور نہیں ہوگی بلکہ حضور کے ارشاد کے مطابق اس پر محتاجی کے مزید ستر دروازے کھول دئے جائیں گے۔ وہ محتاجی وتنگدستی کے جال

میں ایسا پھنسے گا کہ اس کے لئے اس سے چھٹکارا حاصل کرنا بہت زیادہ مشکل ہو جائے گا۔ دستِ سوال دراز کرنے والوں کو اس سے عبرت حاصل کرنا چاہئے۔

مستجاب بَن جاؤ!

حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! آپ اللہ تعالیٰ سے میرے لئے دعا فرما دیجئے کہ وہ مجھے مستجاب الدعوات بنا دے تو آپ نے ارشاد فرمایا "**یَا سَعْدُ اَطِبْ مَطْعَمَکَ وَ تَکُنْ مُّسْتَجَابَ الدَّعْوَۃِ**" کھانے کو طیب کر لو (یعنی حلال کھاؤ) تم مستجاب الدعوات ہو جاؤ گے۔ (الترغیب)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! "**مُسْتَجَابُ الدَّعَوَات**" اُس بندے کو کہا جاتا ہے جس کی کوئی دعا کبھی بھی رد ہوتی ہی نہ ہو اور یہ عظیم منصب اُس بندے کو حاصل ہوتا ہے جو اپنی غذا میں صرف حلال شامل کرے۔ آج ہم میں اکثر لوگ دعاؤں میں نا مقبولیت کی شکایت کرتے ہیں، کہیں ایسا تو نہیں کہ اس کا سبب یہ ہے کہ اس سلسلہ میں ہم سے بے احتیاطی ہوتی ہے، بہر حال رزقِ حلال کی برکت سے اللہ تعالیٰ دلوں کو منور فرما دیتا ہے پھر اس دل سے جو دعا نکلتی ہے وہ بابِ اجابتِ الٰہی تک پہنچ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اکلِ حلال کے ذریعہ مستجاب الدعوات بندوں میں ہم سب کا شمار فرمائے۔

کون سا کسب افضل ہے

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا "**قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ الْکَسْبِ اَطْیَبُ قَالَ عَمَلُ الرَّجُلِ بِیَدِہٖ وَ کُلُّ بَیْعٍ مَّبْرُوْرٍ**" سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! کون سا ذریعۂ معاش سب سے اچھا ہے تو آپ نے فرمایا آدمی کا اپنے ہاتھ سے کمانا اور ہر وہ

تجارت جو خیانت اور دھوکہ سے محفوظ ہو۔ (مشکوٰۃ شریف ص:۳۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس حدیث پاک سے یہی درس دیا جارہا ہے کہ ہروہ تجارت اور ہر وہ کاروبار اچھا ہے جو کہ اسلامی نقطۂ نظر سے پاکیزہ ہو، یعنی کسی کی حق تلفی کر کے یا جھوٹ بول کر یا خیانت کر کے یا دھوکہ دے کر نہ کمایا گیا ہو، تو ایسا کاروبار اچھا ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ خود کمائیں، اپنے ہاتھوں سے روزی حاصل کریں، دوسروں پر تکیہ کر کے نہ بیٹھیں۔

جنت میں داخل نہ ہوگا

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ جَسَدٌ غُذِیَ بِالْحَرَامِ'' جنت میں کوئی ایسا جسم داخل نہ ہوگا جسے حرام غذا دی گئی ہو۔ (اللہ اکبر)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ایک حدیث پاک میں آیا ہے کہ جو حلال کھائے اور سنت پر عمل کرے اور لوگ اس کے ظلم وشر سے محفوظ ہوں تو وہ جنت میں داخل ہوگا اور مذکورہ بالا حدیث میں تو یہ فرمایا جارہا ہے کہ جو جسم حرام غذا سے پلتا ہوگا، جس جسم کی نشو ونما دنیا میں مالِ حرام سے ہوئی ہوگی وہ جسم جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے میں جہنم سے نجات عطا فرمائے اور کسبِ حرام اور اکلِ حرام سے بچنے کی توفیق بخشے۔

کوئی نماز مقبول نہیں

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت ہے ''مَنِ اشْتَرٰی ثَوْبًا بِعَشْرَةِ دَرَاهِمَ وَ فِیْهِ دِرْهَمٌ حَرَامٌ لَّمْ یَقْبَلِ اللّٰهُ تَعَالٰی لَهٗ صَلٰوةً مَّا دَامَ عَلَیْهِ'' جو شخص دس درہم میں کوئی کپڑا خریدے اور ان میں ایک درہم حرام کمائی کا ہو تو اللہ تعالیٰ اس

کی کوئی نماز قبول نہیں فرمائے گا جب تک وہ کپڑا اس کے جسم پر رہے۔(مشکوٰۃ شریف:۲۴۳)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اگر کسی کپڑے کا دسواں حصہ حرام کا ہو اور اسے پہن کر نماز پڑھی جائے تو اللہ تعالیٰ اس (حرام کے دسویں حصے) کے سبب نماز نا مقبول فرماتا ہے اور اگر پورا کا پورا کپڑا مال حرام کا ہو تو اس کا کیا حشر ہوگا؟ یہ معاملہ تو کپڑے کا ہے، اگر انسان خود مالِ حرام کھائے اور حرام کھانوں سے اپنا پیٹ بھرے اس کی نمازوں کا کیا ہوگا؟ اس کی عبادتیں کہاں جائیں گی؟ اسی لئے ہر مسلمان پر یہ ضروری ہے کہ اپنی کمائی اور کھانے کے اندر حلال و جائز کا بھرپور لحاظ رکھے اور ایک لُقمۂ حرام بھی اپنے پیٹ میں جانے نہ دے۔ نیز اپنے استعمال میں آنے والی ہر چیز میں بھی یہ خیال رکھے کہ وہ شریعت کے مطابق حلال ہے یا نہیں۔

متقی نہیں ہو سکتا

حضرت عطیہ سعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "لَا يَبْلُغُ الْعَبْدُ اَنْ يَّكُوْنَ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ حَتّٰى يَدَعَ مَالَا بَأْسَ بِهٖ حَذْرًا لِّمَا بِهٖ بَأْسٌ" بندہ اس وقت تک متقی نہیں ہوسکتا جب تک کہ قباحت والے کاموں کو نہ چھوڑ دے ان کاموں کو کرنے لگ جائے جن میں کوئی مضائقہ نہیں۔

(ترمذی، مشکوٰۃ:۲۴۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! تقویٰ وہ عظیم دولت ہے جس کے بغیر عمل بھی لغو ہے اور علم بھی بے کار ہے اور اِخلاص کی بھی اس کے بغیر کوئی اہمیت نہیں، سلطان المشائخ حضرت امام غزالی فرماتے ہیں "اَلنَّاسُ كُلُّهُمْ مَّوْتٰى اِلَّا الْعُلَمَآءُ" سب لوگ مردہ ہیں سوائے علما کے "وَ الْعُلَمَآءُ كُلُّهُمْ نِيَامٌ اِلَّا الْعَامِلِيْنَ" سب علما سوئے پڑے ہیں سوائے ان کے جو باعمل ہیں "وَالْعَامِلُوْنَ كُلُّهُمْ فِيْ خُسْرَانٍ اِلَّا الْمُخْلِصِيْنَ" اور سب عمل والے گھاٹے میں ہیں سوائے اخلاص والوں کے "وَ الْمُخْلِصُوْنَ كُلُّهُمْ عَلٰى خَطَرٍ اِلَّا الْخَائِفِيْنَ" اور تمام اخلاص

والے خطرہ میں ہیں سوائے خوف رکھنے والوں کے۔

معلوم ہوا کہ علم، عمل اور اخلاص کے ساتھ جس کے اندر تقویٰ و پرہیزگاری ہو وہی شخص کامیاب ہے، وہی شخص خطرہ اور نقصان سے محفوظ ہے اور اللہ کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ''وہ شخص ہرگز متقی نہیں ہوسکتا جو قباحت والی چیزوں سے نہ بچتا ہو'' اس سے بھی کسبِ حلال اور رزقِ حلال کی اہمیت معلوم ہوتی ہے کہ تقویٰ کی عظیم دولت بھی اس کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

چالیس دن کی نماز مقبول نہیں

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ''مَنْ اَکَلَ لُقْمَةً مِّنْ حَرَامٍ لَّمْ تُقْبَلُ مِنْهُ صَلٰوةُ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً'' جس کسی نے حرام کا ایک لقمہ کھایا چالیس دنوں تک اس کی کوئی نماز مقبول نہیں۔ (احیاء العلوم بحوالۂ مسند الفردوس للدیلمی)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مال کے بارے میں زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے، مبادا کہیں کوئی حرام لقمہ پیٹ میں چلا جائے تو چالیس دنوں کی نمازیں مردود ہو جاتی ہیں اور جب تک وہ لقمہ اور اس کے آثار پیٹ میں رہیں گے اس وقت تک کوئی دعا بھی قبول نہیں ہوگی بلکہ اگر اسی حالت میں موت ہو جائے تو جہنم میں بھیج دیا جائے گا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ''کُلُّ لَحْمٍ نَّبَتَ مِنْ حَرَامٍ فَالنَّارُ اَوْلٰی بِهٖ'' جو گوشت حرام غذا سے بنے گا جہنم اس کا زیادہ مستحق ہے۔ (ترمذی)

لیکن افسوس صد افسوس! آج مسلمانوں میں جس قدر مال زیادہ ہوتا جارہا ہے اسی قدر بے احتیاطی بڑھتی جارہی ہے، حرام وحلال میں تمیز کم ہوتی جارہی ہے، یقیناً حق فرمایا تھا رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ''لَیَاْتِیَنَّ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لَّا یُبَالِی الْمَرْءُ بِمَا اَخَذَ الْمَالَ اَمِنَ الْحَلَالِ اَمْ مِّنَ الْحَرَامِ'' لوگوں پر ضرور ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی پرواہ نہ

کرے گا کہ جو مال اس نے حاصل کیا وہ حلال ہے یا حرام۔ (بخاری شریف، ص:۲۷۹، ج:۱)

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات پر عمل کرنے نیز آپ کی ناپسندیدہ باتوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

راہ حق کا راہی

ایک دن نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک ہٹا کٹا نوجوان آپ کے قریب سے گزرا اور بازار میں ایک دوکان کے اندر چلا گیا۔ صحابۂ کرام نے کہا: اے کاش اس شخص کا یوں صبح سویرے اٹھنا راہ حق میں ہوتا، حضور نے فرمایا: یوں نہ کہو کیونکہ اگر اس کا جانا اس غرض سے ہے کہ وہ اپنے آپ کو اور اپنے بال بچوں کو دنیا کی محتاجی سے بچائے یا اس لئے کہ اپنے ماں باپ کو کسی کا محتاج نہ ہونے دے تو سمجھو کہ یہ راہ حق ہی میں جا رہا تھا، ہاں اگر اس کا مقصد فخر و نیاز اور نام و نمود کی خاطر اِمارت و دولت کی تلاش ہے تو وہ راہِ شیطان پر گامزن ہے اور فرمایا کہ جو شخص دنیا میں رزقِ حلال کا متلاشی ہے تا کہ دنیا میں کسی کا محتاج نہ ہونے پائے اور ہمسایوں سے نیک سلوک کرے اور خویش و اقاریب سے تلطّف (نرمی) و مدارات (حُسنِ سلوک) سے پیش آئے اس کا چہرہ قیامت کے دن یوں ہوگا جیسے چودھویں کا چاند۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! حلال روزی کما کر اپنے لئے، اپنی اولاد کے لئے اور ہمسایوں کی ضرورت کیلئے خرچ کرنا اتنا افضل ہے کہ قیامت کے روز اسے اللہ تعالیٰ کی قربت و سعادت حاصل ہوگی اور یہ قربت و فضیلت صرف کسب حلال ہی کی وجہ سے ہوگی۔ لہٰذا ہر مسلمان کو چاہیئے کہ مذکورہ حدیثِ پاک میں کسب کے جو مقاصد بتائے گئے ہیں انہیں مدِ نظر رکھتے ہوئے کاروبار و تجارت کرے تا کہ اس کی ضرورتیں بھی پوری ہوتی رہیں اور اس کی عاقبت بھی سنورتی رہے اور ہرگز ہرگز کوئی مسلمان کسبِ معاش میں کسی بھی قسم کی کوتاہی نہ کرے اور نہ ہی کوئی عار

محسوس کرے کیوں کہ خود ہمارے پیارے آقا مدنی تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی کسب حلال کیلئے جد و جہد فرماتے رہے حالانکہ ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کیا کمی تھی پھر بھی آپ نے بکریاں چرانے کا پیشہ اختیار فرمایا، تجارت بھی فرمائی، اس میں محنت و مزدوری کرنے والوں کیلئے بڑی تسلی اور حوصلہ افزائی ہے۔

داؤود علیہ السلام رو پڑے

حضرت سیدنا داود علیہ السلام گھر سے لباس بدل کر اجنبی بن کر نکلتے اور جو شخص بھی ملتا اس سے اپنے متعلق سوال کرتے ایک دن حضرت جبرائیل علیہ السلام انسانی صورت میں انہیں ملے آپ نے حسب معمول ان سے پوچھا کہ اے نوجوان! تو حضرت داود علیہ السلام کے متعلق کیا کہتا ہے وہ بولے آدمی تو بہت اچھا ہے مگر اس میں ایک عادت ہے، کہا مسلمانوں کے بیت المال سے کھاتا ہے حالانکہ اللہ تعالی کے یہاں اس شخص سے بڑھ کر کوئی محبوب نہیں جو اپنے ہاتھوں کی مشقّت سے کھاتا ہو آپ روتے ہوئے واپس آگئے اور گڑگڑا کر دعا مانگنے لگے اے اللہ عزوجل! مجھے کوئی کام سکھا دے کہ میں اپنے ہاتھ سے کام کیا کروں اور مسلمانوں کے بیت المال سے بے پروا ہو جاؤں۔ تو اللہ تعالی نے آپ کو زرہ (لوہے کا لباس جو جنگ کے وقت پہنا جاتا ہے) بنانے کا ہنر سکھایا اور لوہے کو آپ کے ہاتھ میں موم کر دیا جیسے گُندھا ہوا نرم آٹا اور آپ جب اُمورِ مملکت اور گھر کی ضروریات سے فارغ ہوتے تو زِرہیں بنایا کرتے اور انہیں بیچ کر اپنے اور اپنے اہل و عیال کے گزر بسر کا انتظام فرماتے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! حضرت داؤد علیہ السلام امورِ مملکت سنبھالتے تھے، انہیں بیت المال سے کھانے کا پورا پورا حق تھا لیکن اس کے باوجود حضرت جبریل امین علیہ السلام کے جواب سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کو یہ منظور نہیں تھا کہ حضرت داؤد علیہ السلام بیت المال سے کھائیں، بلکہ

انہیں ہنر سکھا دیا گیا، پھر وہ اسی کے ذریعہ کمائی کر کے اپنے اہل و عیال کی پرورش فرماتے، اب ان لوگوں کو سوچنا چاہئے جو بے عذر دوسروں کے آگے ہاتھ پھیلاتے ہیں، کیا وہ ایسا کر کے اللہ تبارک و تعالیٰ کے قہر و غضب کو دعوت نہیں دے رہے ہیں؟ اللہ تبارک و تعالیٰ ایسے لوگوں کو صحیح سمجھ عطا فرمائے اور کسبِ معاش کر کے اپنے گھر والوں کے قیام و طعام کا انتظام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

انبیا کے ساتھ ہوگا

سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں کچھ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم حاضر تھے۔ کسی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں کپڑے کی سلائی کا کام کرتا ہوں، ارشاد فرمایا: تم نے اس میں اگر راست بازی (دیانت داری) سے کام کیا تو حضرت ادریس علیہ السلام کے ساتھ جنت میں داخل ہو گے۔

دوسرے نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں مِعمار ہوں، ارشاد فرمایا: اگر تو نے راست بازی سے کام کیا تو تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ جنت میں داخل ہوگا۔

تیسرے نے عرض کیا: اے آقا! میں تجارت کرتا ہوں، ارشاد ہوا: اگر تو نے دیانت داری سے کام کیا تو میرے ساتھ جنت میں داخل ہوگا۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! معلوم ہوا کہ کاروبار چاہے جو ہو، تجارت چاہے جس چیز کی ہو اگر وہ شریعت کے مطابق ہو تو عمدہ ہے اور تجارت کرنے والا اور کاروباری اس میں راست بازی اور دیانت داری سے کام لے تو وہ تجارت و کاروبار اسے جنت میں لے جا سکتے ہیں، بلکہ اگر اللہ تبارک و تعالیٰ چاہے تو اُسے اپنے محبوب بندوں کا ساتھ بھی عنایت فرمائے گا۔

اپاھج لومڑی کی روزی

ایک بزرگ کا بیان ہے کہ وہ دل میں روزی طلب کرنے کا ارادہ کر کے گھر

سے نکلے اور جنگل سے گزرے تو ایک مقام پر بیابان میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک لومڑی نہایت فربہ اور تروتازہ بیٹھی ہوئی ہے جس کے نہ ہاتھ ہیں نہ پاؤں اور آنکھوں سے اندھی بھی ہے۔ وہ بزرگ ایسے بے دست و پا اور مجبور جانور کو اس قدر تروتازہ دیکھ کر حیران ہوئے اور وہاں بیٹھ کر حیرت سے سوچنے لگے اور اپنے دل میں کہا کہ اے اللہ! یہ اپاہج لومڑی کس حیلے سے اپنا رزق پاتی ہے؟ حالانکہ بظاہر کوئی ذریعہ روزی حاصل کرنے کا اس کے پاس موجود بھی تو نہیں، نہ یہ چل سکتی ہے، نہ یہ دیکھ سکتی ہے۔ وہ بزرگ اس قسم کی باتیں اپنے دل میں سوچ ہی رہے تھے کہ اتنے میں ایک جگہ سے زمین شق ہوئی اور دو پیالے برآمد ہوئے ایک دودھ سے بھرا ہوا تھا اور ایک شہد سے، ان بزرگ نے اپنے دل میں یہ خیال کیا کہ اے اللہ عزوجل اس غذا تک کھانے کے لئے یہ لومڑی کس طرح پہونچے گی؟ اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ اسی مقام پر پہاڑ سے ایک بزرگ نہایت ہی خوبصورت اور نورانی چہرے والے نیچے تشریف لائے اور ان دونوں پیالوں کو اٹھا کر لومڑی کے پاس لے گئے اور دونوں پیالے اس کو پلا دئے۔ جب وہ نورانی چہرے والے بزرگ واپس پہاڑوں کی طرف جانے لگے تو ان بزرگ نے بڑھ کر نورانی چہرے والے کا دامن تھام لیا اور پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ میں اللہ تعالی کے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہوں اور یہی خدمت میرے سپرد ہے کہ ہر روز صبح وشام یہاں آؤں اور اس لومڑی کو پیٹ بھر غذا کھلا دوں۔ یہ واقعہ دیکھ کر ان بزرگ نے روزی طلب کرنے کی تکلیف کے خیال کو دل سے نکال دیا اور اسی پہاڑ پر بیٹھ گئے اور ایک چشمے کے کنارہ رہنے لگے اور نماز، روزے میں مشغول ہو گئے، سات دن گزر گئے مگر غیب سے کوئی رزق نہ پہونچا، فاقوں کے سبب نہایت کمزور ونڈھال ہو گئے۔ آخر کار اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا کی اے میرے پروردگار! اپنی رحمت سے مجھ کو کوئی لقمۂ غذا عطا فرما، مجھ میں اب بھوک برداشت کرنے کی طاقت نہیں یا میری روح

کو قبض کر لے۔ تو اللہ تعالی کی طرف سے جواب ملا اے شخص! تو اپنے ہاتھ پاؤں کو حرکت دے اور روزی طلب کر میں تجھے تیرا رزق عطا کروں گا۔ خود بھی کھا اور محتاجوں کو بھی کھلا اور اگر اس حالت میں اسی پہاڑ پر ستر برس تک بھی بیٹھا رہے گا تو میں تجھ کو غذا کا ایک دانہ بھی نہ دوں گا۔ اس وقت بزرگ کی آنکھیں کھلیں اور پہاڑ سے اتر کر تلاش معاش میں مشغول ہو گئے اور جو کچھ کماتے آدھا خود کھاتے اور آدھا محتاجوں کو کھلا دیتے۔ (تذکرۃ الواعظین)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ تبارک وتعالیٰ یقیناً اس بات پر قادر ہے کہ لوگوں کو بغیر کسی محنت ومشقّت کے روزی عطا کرے، اس کی قدرت سے کچھ بعید نہیں لیکن یہ اس کی عادت نہیں، کیوں کہ اس نے اس دنیا کو عَـــالَـمُ الْاَسْبَـــابْ بنایا ہے، یہاں ہر چیز وسیلہ اور ذریعہ ہی سے حاصل ہوتی ہے، لہٰذا اگر ہمیں روزی حاصل کرنی ہے تو محنت ومشقّت کرنی پڑے گی اور یہیں سے یہ بات بھی سمجھ میں آ گئی کہ محنت ومزدوری کئے بغیر یہ آس لگائے بیٹھنا کہ اللہ تعالیٰ رزاق ہے وہ ہمیں روزی دے گا یہ توکُّل نہیں بلکہ حماقت ہے، اسی لئے ہر مسلمان کو چاہئے کہ توکُّل کے صحیح مطلب کو سمجھے اور کسبِ معاش اور محنت ومشقّت کے بعد روزی حاصل ہونے کی توقع رکھے۔

فاروقِ اعظم نے قَے کر دی

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دودھ پیا اور اسے پسند فرمایا پھر پلانے والے سے فرمایا کہ یہ دودھ تم نے کہاں سے حاصل کیا؟ اس نے آپ کو بتایا کہ میں ایک پانی کی جگہ سے گزرا جس کا نام بھی لیا تو وہاں زکوٰۃ کے اونٹ تھے جنھیں لوگ پانی پلا رہے تھے انھوں نے میرے لئے ان کا دودھ دوہا تو میں نے اپنے برتن میں ڈال لیا یہ وہی تھا۔ بس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ حلق کے اندر داخل کیا اور قَے کر دی۔ (بیہقی شعب الایمان)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! دیکھا آپ نے، ہمارے اسلاف کس طرح مشتبہ کھانے سے بچا کرتے تھے لیکن آج ہماری یہ کیفیت ہے کہ مشتبہ چیز سے بچنا تو درکنار حرام کو حرام جانتے ہوئے بھی کھا، پی رہے ہیں۔ بزرگوں نے فرمایا جو شخص چالیس روز شبہہ کا کھانا کھاتا ہے اس کا دل سیاہ اور زنگ آلود ہو جاتا ہے۔ (کیمیائے سعادت)

اللہ تبارک وتعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کو رزق حرام سے بچائے اور اَسلاف کے طرزِ عمل کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔

کبھی دُعا قبول نہ ہوگی

حضرت وہب بن مُنَبِّہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک شخص کو بڑی تضرُّع اور آہ وزاری سے دعا مانگتے دیکھا اور بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا، اے معبود! تو اس بندے کی دعا قبول نہیں فرماتا؟ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی آئی کہ اے موسیٰ! اگر یہ شخص اتنا روئے، اتنا روئے کہ اپنے آپ کو ہلاک کردے اور اپنا ہاتھ اتنا اٹھائے کہ آسمان تک پہنچ جائے تب بھی میں اس کی دعا قبول نہ کروں گا کیونکہ اس کے پیٹ میں حرام ہے اس کی پشت پر حرام ہے اور اس کے گھر میں حرام ہے۔ (مجالس السنہ)

اللہ اکبر! معلوم ہوا کہ جو شخص حرام کھاتا ہو وہ چاہے جس طرح بھی دعا کرے اور چاہے جتنے عرصہ تک دعا مانگتا رہے اس کے حرام کمانے اور حرام کھانے کی وجہ سے اللہ تبارک وتعالیٰ کبھی بھی اس کی دعا قبول نہیں فرمائے گا۔

یا اللہ! اپنے حبیب صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے ہم تمام مسلمانوں کو رزقِ حلال کھانے، کمانے کی توفیق عطا فرما اور حرام ومشتبہ چیزوں سے بچنے کی توفیق عطا فرما۔ (آمین)

امانت وخیانت کا بیان

ارشادِ ربانی ہے: ”اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰی اَھْلِھَا“
بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں جن کی ہیں انہیں سُپرد کردو

(پ/۵، سورۂ نساء، آیت/۵۸)

اسی مضمون کے سلسلے میں قرآنِ مقدس میں دوسرے مقام پر ارشادِ ربانی ہے
”یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ وَ تَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِکُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ وَّ اَنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗٓ اَجْرٌ عَظِیْمٌ“
اے ایمان والو! اللہ اور رسول سے دغا نہ کرو اور نہ اپنی امانتوں میں دانستہ خیانت اور جان رکھو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد سب فتنہ ہیں اور اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے۔

(پ/۹، سورۂ انفال/آیت ۲۷-۲۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس آیت کریمہ میں ایمان والوں کو خیانت سے باز رہنے کی ہدایت دی جارہی ہے، چاہے وہ خیانت اللہ اور اس کے پیارے رسول سے ہو یا اللہ کے بندوں سے، یہ ہدایت اس لئے

جاری فرمائی گئی کہ خیانت ایک ایسا بدترین عمل ہے جو خائن کو اللہ اور اس کے رسول سے دور کر دیتا ہے اور سوسائٹی میں ذلیل وخوار کر دیتا ہے اور اگر یہ عمل پوری قوم میں عام اور مشہور ہو جائے تو ایسی قوم اقوام عالم کی نظروں میں نہایت کمزور قرار پاتی ہے جسے با آسانی خریدا جا سکتا ہے اور غلام بنایا جا سکتا ہے۔ خائن اللہ کی نظروں سے گر جاتا ہے اور بروزِ قیامت اللہ اسے سخت سزا دے گا۔

اِنَّ اللّٰـهَ لَا یُحِبُّ مَنۡ کَانَ خَوَّاناً اَثِیۡمًا ٥ بے شک اللہ نہیں چاہتا کسی بڑے دغاباز گنہگار کو۔ (پ/۵، سورۂ نساء/آیت/۱۰۷)

وَ اِمَّا تَخَافَنَّ مِنۡ قَوۡمٍ خِیَانَةً فَانۡبِذۡ اِلَیۡهِمۡ عَلٰی سَوَآءٍ ط اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الۡخَآئِنِیۡنَ ٥ اور اگر تم کسی قوم سے دغا کا اندیشہ کرو تو ان کا عہد ان کی طرف پھینک دو برابری پر، بے شک دغا والے اللہ کو پسند نہیں۔ (پ/۱۰، سورۂ انفال، آیت ۵۸)

حقیقتِ امانت

حضرت سیدنا امام غزالی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

امانت ایمان سے مشتق ہے۔ جو شخص امانتِ خداوندی کی حفاظت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ایمان کا محافظ ہوتا ہے۔ فرمانِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے ”اس کا ایمان نہیں جس میں امانت نہیں اور اس کا دین نہیں جس میں عہد کی پاسداری نہیں“

امام غزالی علیہ الرحمہ کا دوسرا قول ہے کہ امانت امن سے ماخوذ ہے اور کوئی شخص حق کو چھوڑ کر مامون نہیں رہتا، امانت کی ضد خیانت ہے جو خَوۡن سے مشتق ہے جس کا معنی ہے کم کرنا، کیوں کہ کسی چیز میں خیانت کی جائے تو اس میں کمی واقع ہو جائے گی۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! قولِ مذکور سے امانت وخیانت کی حقیقت واضح ہوگئی، اگر کوئی اس تعریف میں مذکورہ حقیقت کو ذہن میں رکھ کر امانت کی حفاظت کرے تو امید کامل ہے کہ پروردگار عالم اسے دونوں جہاں

میں سرخروئی عطا فرمائے گا، آج امانت میں خیانت عام ہوچکی ہے اور لوگ اسے برا بھی نہیں سمجھتے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب پر کرم کی نظر فرمائے اور ہمیں امین بن کر زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

طرف داری مت کرو

قرآنِ مقدس میں رب ذاالجلال ارشاد فرمارہا ہے "وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا ۝" اور دغا والوں کی طرف سے نہ جھگڑو۔ (پ/۵، سورۂ نساء، آیت/۱۰۵)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! بواسطۂ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ جن لوگوں کا خائن و بد دیانت ہونا ثابت ہوجائے ان کی حمایت وطرفداری ہرگز نہ کرو چاہے وہ تمہارے اپنے ہوں یا غیر ہوں، یا غیر مسلم، عزیز ہوں یا دوست، امیر ہوں یا غریب، بااثر ہوں یا عام شہری کہ ان کی حمایت وطرفداری ایک تو عدل و انصاف کے خلاف ہے دوسرے اس طرح معاشرے میں یہ مرض بڑھے گا اور یوں پوری قوم کا کردار داغدار ہوجائے گا۔ (یا یہا الذین آمنوا)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اچھی طرح یاد رکھیں کہ امانت میں خیانت یہ بہت بڑا گناہ ہے اور ایسے جرم کے مرتکب انسان کی حمایت وطرف داری گناہ میں تعاون کے مترادف ہے۔ اب اس جرم کا مرتکب کوئی بھی ہواس کی حمایت اسلام کی رو سے جائز نہیں بلکہ ایسے کی حمایت اللہ کے فرمان کی خلاف ورزی ہوگی اور رب کے جلال وغضب کو دعوت دینا ہوگا۔ جب کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے "وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۖ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ" نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو۔ (پ/۶، سورۂ مائدہ، آیت/۲)

عزیزِ مصر نے بُلایا

جب حضرت یوسف علیہ السلام کو خبر دی گئی کہ آپ کو شاہِ مصر نے طلب کیا ہے تا کہ وہ آپ کو حکومت کا اہم عہدہ سونپے تو آپ نے اس اعزاز کو قبول فرمانے اور جیل سے نکلنے سے پہلے معاملہ کی تحقیق کرائی۔ عزیز کی بیوی اور مصر کی دیگر عورتوں سے پوچھا جائے کہ کیا واقعی میں نے ان سے برائی کا ارادہ کیا تھا یا انہوں نے مجھے ورغلانے کی ناکام کوشش کی تھی اور جب بعد تحقیق معاملہ صاف ہو گیا آپ کی پاک دامنی ثابت ہو گئی تو آپ نے فرمایا کہ اس حقیقت کو سامنے لانا میں نے اس لئے ضروری سمجھا، تا کہ عزیز جان لے کہ میں نے اس کی غیر حاضری میں خیانت نہیں کی اور یقیناً اللہ کامیاب نہیں ہونے دیتا دغابازوں کی فریب کاری کو۔ (یٰا یہا الذین آمنوا)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! درج بالا عبارت سے آپ نے یہ اندازہ لگایا ہوگا کہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کس حد تک لوگوں کے ذہن کو صاف فرمانے کی جدوجہد فرماتے اور خاص طور پر خیانت کا جو الزام حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام پر لگایا گیا تھا پہلے آپ نے اس کی وضاحت طلب کی اور اپنے اوپر لگائے گئے الزام کی تردید ضروری سمجھی تا کہ واضح ہو جائے کہ اللہ عزوجل نے جو کامیابی عطا فرمائی ہے وہ امین ہونے کی وجہ سے، کیوں کہ خائن کامیاب نہیں ہوسکتا، لوگوں کی نگاہوں میں محبوب نہیں ہوسکتا، عوام اس کی باتوں کو کبھی سچ تسلیم نہیں کرتے۔ لہٰذا کس طرح ایک خائن کو حاکم بنایا جاسکتا ہے؟ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ نہ خائن بنیں اور نہ خائن کا تعاون کریں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منافق کی تین نشانیاں بیان فرمائیں ان میں سے ایک یہ کہ جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔ (بخاری، مسلم)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! منافق جہنم

کے سب سے نچلے طبقے میں ڈالا جائے گا اور منافق کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو وہ خیانت کرے۔لہٰذا اچھی طرح یاد رکھیں کہ اگر آپ کے پاس کوئی امانت رکھی جائے تو قطعی طور پر اس میں خیانت نہ کریں بلکہ امانت کی حفاظت کر کے اللہ عزوجل کے نزدیک حفاظت کے حقدار بن جائیں۔

اللہ عزوجل ہم سب کو منافقوں کی عادتوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

عبادت نا مقبول

والیٔ لاہور نے ایک مرتبہ حضرت بابا فرید الدین گنجِ شکر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں سَو دینار آپ کے دوست شہاب الدین غزنوی کے ہاتھ بھیجے، شہاب الدین نے پچاس دینار اپنے پاس رکھ لئے اور پچاس حضرت کے نذر کئے۔آپ نے قبول فرما کر فرمایا شہاب الدین خوب برادرانہ نصفا نصفی تقسیم کی، درویشوں کے لئے یہ بات مناسب نہیں۔ شہاب الدین بڑا اشرمندہ ہوا اور بقیہ دینار پیش کئے۔آپ نے تمام دینار ان کو دے دئے، فرمایا یہ بات صرف اس لئے کی گئی کہ خیانت بڑا گناہ ہے، خائن کی کوئی عبادت قبول نہیں۔شہاب الدین نے دوبارہ آپ کی بیعت کی۔ (مغنی الواعظین، ص:۲۲۴)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ عزوجل کے دوست دولت سے نہیں بلکہ لوگوں کو گناہوں سے بچانے سے محبت رکھتے ہیں۔آپ نے مذکورہ واقعہ سے یہ سبق حاصل کیا ہوگا کہ اللہ کے ولی سے کوئی بات مخفی نہیں رہتی جب اللہ کے ولی سے کوئی بات پوشیدہ نہیں تو اللہ سے کیوں کر پوشیدہ رہ سکتی ہے۔وہ تو علیم بذات الصدور اور عالم الغیب والشہادہ ہے۔

اس کا ایمان نہیں

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خطبہ کے دوران فرمایا ”لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا اَمَانَۃَ لَہٗ وَ لَا دِیْنَ لِمَنْ لَا عَھْدَ لَہٗ“ اس

کا ایمان کامل نہیں جس میں امانت نہیں اور جو شخص عہد کا پابند نہیں اس کا بھی ایمان کامل نہیں۔ (یاَیھا الذین آمنوا)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ایمان کے کمال کے لئے ضروری ہے کہ ہم امانت اور ایفائے عہد کو لازم پکڑیں۔ خیانت کرنے والا اور وعدہ خلافی کرنے والا کامل مومن نہیں ہوسکتا اور ظاہر سی بات ہے کہ جب ایمان کامل نہ ہوگا تو کامیابی بھی نہیں مل سکتی۔ لہٰذا یاد رکھیں کہ وعدہ کریں تو اسے نبھائیں اور کوئی امانت رکھیں تو اس کی حفاظت بھی فرمائیں۔ اللہ عزوجل ہم سب کو وعدہ وفا کرنے اور امانت ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

بندر اور سؤر بنا دئے گئے

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے بنی اسرائیل میں روٹی اور گوشت کی صورت میں آسمان سے مائدہ نازل فرمایا اور انہیں حکم دیا ''اَنْ لَا یَخُوْنُوْا وَ لَا یَدَّخِرُوْا لِلْغَدِ'' کہ وہ خیانت نہ کریں اور آنے والے دن کے لئے جمع نہ کریں ''فَخَانُوْا وَ ادَّخَرُوْا وَ رَفَعُوْا لِلْغَدِ'' لیکن انہوں نے خیانت کی اور جمع بھی کیا اور آنے والے دن کے لئے بچا کر رکھا پس انہیں بڑی ہی عبرتناک سزا دی گئی اور وہ یہ کہ ''فَمُسِخُوْا قِرَدَۃً وَّ خَنَازِیْرًا'' اللہ تعالیٰ نے انہیں بندر اور سُوَر بنا دیا۔ (یاَیھا الذین آمنوا)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! غور کیجئے کہ خیانت کرنے والوں کی صورت تبدیل کر کے انہیں بندر اور سور بنا دیا گیا۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ) خیانت کی سزا اللہ عزوجل نے کتنی سخت عطا فرمائی۔ تو کیا جس جرم کی سزا اتنی سخت ترین ہو ہم اس جرم کا مرتکب ہونا پسند کریں گے؟ یقیناً جواب نفی میں ہوگا۔ لہٰذا خیانت کے داغ سے اپنے دامن کو بچائیں اور امانت دار بننے کی دعا کریں۔

اولاد بھی امانتِ الٰہی

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ باہر سفر میں تھے، آپ کی غیر حاضری میں آپ کے لڑکے کا انتقال ہو گیا، ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب گھر واپس آئے تو پوچھا کہ لڑکا کیسا ہے؟ آپ کی بیوی اُمِ سُلیم نے جواب دیا آرام میں ہے یہ کہہ کر ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آگے کھانا رکھا، جب کھانا کھا کر فارغ ہوئے تو امِ سلیم بولیں کہ ایک مسئلہ تو بتایئے میرے پاس اگر کسی نے کوئی امانت رکھی اور کچھ دنوں بعد وہ شخص اپنی امانت واپس طلب کرے تو کیا مجھے واپس دے دینا چاہئے یا نہیں؟ حضرت ابوطلحہ فرمانے لگے یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے؟ فوراً واپس دے دینا چاہئے۔ ام سلیم نے کہا کہ واپس دے کر اس کا رنج وغم تو نہیں کرنا چاہئے؟ ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے نہیں۔ وہ بولیں تو پھر سنئے ہمارا لڑکا جو خداوندِ کریم نے ہمیں امانت دی تھی وہ واپس لے لی ہے اور لڑکے کا انتقال ہو گیا ہے۔ اب صبر کیجئے۔ حضرت ابوطلحہ یہ سن کر صبر کئے اور رات گزارنے کے بعد صبح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سارا ماجرا عرض کیا آپ نے فرمایا: خدائے تعالیٰ آج رات تمہارے لئے بابرکت کرے۔ چنانچہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو خدائے تعالیٰ نے ایک لڑکا عطا فرمایا، جب پیدا ہوئے تو ابوطلحہ انہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں لائے۔ آپ نے ان کی پیشانی پر دستِ مبارک پھیرا اور ان کا نام عبداللہ رکھا، عبداللہ جب تک زندہ رہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دستِ مبارک پھیرنے کی جگہ یعنی پیشانی بہت نورانی اور روشن نظر آتی تھی۔ (حجۃ اللہ علی العالمین، ص:۵۸۰)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث سے یہ بات واضح ہوئی کہ امانت کا لفظ اپنے اندر بہت وسعت اور جامعیت رکھتا ہے۔ اے کاش! آج کی ہماری خواتین کی سوچ وفکر حضرت اُمِ سُلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا جیسی ہو جائے اور اللہ کی امانت نیز رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امانت اور عوام کی امانت اور سمجھ سکیں۔

ارادہ مُلتوی کر دیا

حضرت امیرِ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور رومیوں کے درمیان ایک عارضی معاہدہ ہوا، جب اس معاہدہ کے اختتام کا وقت قریب آنے لگا حضرت امیرِ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا لشکر لے کر روم کی سرحد کی طرف بڑھنے لگے تاکہ جس روز معاہدہ ختم ہو دشمن کو مہلت دئے بغیر اس پر حملہ کر دیا جائے۔ ایک سوار نے دیکھا کہ وہ صفوں کو چیرتا ہوا آگے بڑھا اور پکارنے لگا ''اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَفَاءٌ لَّا غَدْرَ'' اللہ بڑا ہے، اللہ بڑا ہے، معاہدہ پورا کیا جائے دھوکہ اور خیانت نہ کی جائے۔ لوگوں نے انہیں پاس بلا کر پوچھا تم ایسا کیوں کہہ رہے ہو؟ انہوں نے کہا میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا کہ جس کا جس قوم سے معاہدہ ہو تو اس وقت نہ کوئی گرہ کھولی جائے اور نہ باندھی جائے جب تک وقتِ مقررہ نہ آجائے یا کسی وجہ سے معاہدہ منسوخ نہ کیا جائے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد سنتے ہی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارادہ ملتوی کر دیا اور لشکر کو واپس چلے جانے کا حکم دیا۔ (یا یہا الذین آمنوا)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! صحابۂ کرام علیہم الرضوان وعدہ خلافی کی خیانت کو بڑا گناہ تصور کرتے اور یہی وجہ ہے کہ وہ تو اس سے بچتے اور دوسروں کو بچانے کی جدوجہد بھی فرماتے۔ میدان سکون ہو یا میدان جنگ ہر مقام پر اس کا لحاظ رکھتے۔ کاش ہم بھی امانت کا اسی طرح خیال رکھتے جس طرح ہمارے اسلاف نے خیال رکھا تو آج ہم جن حالات سے دوچار ہیں ان کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔

عابد بھتر یا تاجر

ایک بزرگ سے لوگوں نے پوچھا کہ عابد بہتر ہے یا تاجر امانت دار، انہوں نے فرمایا تاجر امانت دار بہتر ہے اس لئے کہ وہ جہاد میں ہے کیوں کہ شیطان ترازو اور لین دین کے پردے میں اس کے درپئے رہتا ہے لیکن وہ اس کے خلاف کرتا ہے۔ (کیمیائے سعادت)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! گوشہ نشین ہوکر بیٹھ جانا یا خود کو عبادت میں مصروف کر کے ترک دنیا اختیار کر لینا یہ کافی نہیں بلکہ عبادت کے ساتھ تجارت بھی ہوتا کہ لوگ معاملاتی زندگی دیکھ کر ہماری حقیقت کو جان سکیں۔ یاد رکھیں اگر دنیوی معاملات میں لوگوں نے ہم کو سچا جان لیا اور اعتراف کر لیا تو ان شاء اللہ دینی معاملات میں ضرور بالضرور ہماری حقیقت کے معترف ہوں گے اور اللہ عزوجل اور اس کے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرماں بردار بھی ہوں گے۔

امانت اُٹھا لی جائے گی

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عنقریب امانت اٹھا لی جائے گی، لوگ باہم تجارت کریں گے مگر امین کوئی نہیں ہوگا۔ یہاں تک کہ کہا جائے گا فلاں قبیلہ میں فلاں آدمی امین ہے۔ یعنی امین آدمی ڈھونڈھنے سے بھی نہیں ملے گا۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! فرمان رسول حق ہے کہ آج امانت دار تاجروں کا ملنا بہت مشکل ہو گیا ہے۔ آج ہماری تباہی کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ ہم معاملاتی زندگی میں صفر ہیں۔ لہٰذا ہم کو چاہئے کہ ہم مذکورہ حدیث شریف کے پیش نظر اپنے آپ کو امین بنانے کی کوشش کریں۔

توبہ کی توفیق ملی

کسی مالدار نے ایک امین شخص کے پاس بہت سا سامان بطورِ امانت رکھا اور سفر پر نکل گیا، واپسی پر اسے معلوم ہوا کہ وہ امین شخص فوت ہو چکا ہے اور اس کے عیاش لڑکے نے باپ کا مال برباد کیا ہے۔ صاحبِ مال کو اپنے مال کی بربادی کا خطرہ لاحق ہوا تاہم وہ اس کے پاس گیا، دریافت کرنے پر لڑکے نے کہا تمہارا مال بالکل محفوظ ہے۔ صاحبِ مال نے حیرانگی سے پوچھا وہ کیسے محفوظ رہا، نوجوان کہنے لگا میں نے سوچا میرا دین تو ضائع ہوا

کم ازکم امانت تو برباد نہ کروں اسی بنا پر صاحبِ مال نے پانچ ہزار درہم بطورِ انعام دئے۔
جب نوجوان نے اس عنایت کو دیکھا تو فوراً گناہوں سے توبہ کرلیا۔ (کیمیائے سعادت)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! امانت کی حفاظت کے صلہ میں اللہ عزوجل نے توبہ کی توفیق عطا فرمائی۔ یاد رکھیں اللہ کریم ہے، اس کو بندے کی کوئی ادا پسند آجاتی ہے اور وہ بندے پر کرم کی نظر فرما کر اپنا بنالیتا ہے۔ سچ ہے

رحمتِ حق بہانہ می جوید — رحمتِ حق بہا، نمی جوید

یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت (بخشش کا) بہانہ تلاش کرتی ہے، نیکیوں کا خزانہ نہیں۔

اللہ عزوجل ہم سب پر بھی رحم وکرم کی نظر فرمائے اور گناہوں سے توبہ کرنے اور اپنی فرماں برداری کی توفیق عطا فرمائے۔

دین کی شرط

حضرت قرطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ امانت دین کی تمام شرائط و عبادات کا نام ہے یہ جمہور کا قول ہے اور قولِ صحیح ہے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! امانت کو دین کی تمام شرطوں اور عبادت کا نام دے کر ہمیں امانت کی اہمیت بتادی گئی ہے۔ آپ اچھی طرح یاد رکھیں کہ امانت کی حفاظت کے بغیر کچھ بھی نہیں خواہ وہ امانت اللہ کی ہو یا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہو یا پھر کسی انسان کی۔ ہم اپنے ایمان کو سلامت رکھنا چاہتے ہیں تو ہماری ذمہ داری یہ ہے کہ ہم امین بن جائیں، انشاء اللہ ہمارا ایمان محفوظ ہوجائے گا۔

یہ بھی امانت ہے

حضرت ابودردا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ غسلِ جنابت امانت ہے۔
حضرتِ ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے انسان کی شرمگاہ کو پیدا کیا اور فرمایا یہ امانت ہے جو میں تجھے دے رہا ہوں، اسے بے راہ روی سے

بچانا۔ اگر تو نے اس کی حفاظت کی تو میں تیری حفاظت کروں گا۔ لہٰذا شرمگاہ امانت ہے، کان امانت ہے، زبان امانت ہے، پیٹ امانت ہے، ہاتھ اور پیر امانت ہے اور جس میں امانت نہیں اس کا ایمان نہیں۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ ارشاد سے یہ بات ہماری سمجھ میں آگئی ہوگی کہ صرف مال ہی امانت نہیں بلکہ جسم کے سارے اعضا اللہ تعالیٰ کی امانت ہیں بالخصوص شرمگاہ کا ذکر کر کے یہ واضح کر دیا گیا کہ بدکاری اور زنا سے اپنے آپ کو بچاؤ، ورنہ امانت میں خیانت کے جرم کی سزا دونوں جہاں میں ملے گی اور اگر بندے نے اس امانت کی حفاظت کی تو رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس کی حفاظت کروں گا۔ سبحان اللہ! کتنا عظیم مژدہ اور کیسی پیاری خوشخبری ہے امانت کی حفاظت کرنے والے کے لئے کہ اللہ عزوجل اس کی حفاظت فرمائے گا اور یقیناً اللہ جس کی حفاظت فرمائے اس کو دنیا کی کوئی طاقت ضرر نہیں پہنچا سکتی۔

امانت جہنمیوں کا طریقہ

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دھوکہ، فریب کاری اور خیانت جہنمیوں کا شیوہ ہے۔ مزید ارشاد فرمایا کہ جس نے لوگوں کے ساتھ معاملات میں ظلم نہیں کیا اور ان سے جھوٹی باتیں نہیں کہیں اس کی مرادیں مکمل ہوگئیں، عدالت ظاہر ہو گئی اور اس سے بھائی چارہ رکھنا ضروری ہوگیا۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! انسانوں کے ساتھ دھوکہ اور فریب کتنا بڑا جرم ہے کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے جہنمیوں کا شیوہ بتایا، یعنی اس برائی کی وجہ سے انسان جہنم کا مستحق ہوجاتا ہے اسی لئے ہر مسلمان کو چاہئے کہ اپنے کسی بھی مسلمان بھائی کو نہ دھوکہ دے اور نہ فریب سے کام لے اور ہرگز ہرگز کسی کی امانت میں خیانت نہ کرے ورنہ جہنم کے دہکتے ہوئے شعلے خیانت کرنے والے کو اپنی لپیٹ میں لے لیں گے۔ اللہ عزوجل ہم سب کی حفاظت فرمائے۔

زِنا کی مَذمّت

زنا کاری بدترین لعنت اور انتہائی رِذالت وکمینگی کی علامت ہے، زمانۂ جاہلیت میں دوسری اور قباحتوں کے ساتھ ساتھ زنا کا رواج بھی عام تھا اور اس کا ارتکاب بے دھڑک کیا جاتا تھا، پیشہ ور عورتیں بڑے ٹھاٹھ باٹھ سے اپنی اپنی دوکانیں سنوارتیں اور خود بن سنور کر لوگوں کو اس فعلِ قبیح کی دعوت دیا کرتی تھیں، اونچے اونچے جھنڈے اُن کے مکانوں پر لہرایا کرتے تھے، بے شرمی و بے غیرتی نے انہیں حیوان صفت بنا دیا تھا لیکن اسلام نے روحانی اور اخلاقی تربیت کی تکمیل کے لئے اپنے ماننے والوں کو روز اول ہی سے زنا کی قباحت اور اس کے ذریعہ عام ہونے والی برائیوں سے خبردار کر دیا۔

چنانچہ ارشاد ربانی ہے "وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓی اِنَّهٗ کَانَ فَاحِشَةً ط وَّسَآءَ سَبِیْلًا o" اور بدکاری کے پاس نہ جاؤ بیشک وہ بے حیائی ہے اور بہت ہی بری راہ۔

(پ ۱۵/، سورۂ بنی اسرائیل، آیت ۳۲/)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! یہ آیت مقدسہ بتا رہی ہے کہ زِنا بجائے خود بھی قبیح ہے اور بلحاظ دوسرے مفاسد کے قبیح تر اور ہزار بار لائق

مذمت، افراد کی روحانی طہارت اور اخلاقی پاکیزگی کے بھی منافی ہے اور ایک تہذیب یافتہ معاشرے کی اجتماعی صلاحیت کے لئے رکاوٹ، انسانیت کے خوش نُما چہرے پر ایک داغ ہے اور جسمانی خطرات کے اعتبار سے بھی قابل نفرت۔ اسی لئے یہ نہیں فرمایا گیا" لَا تَزْنُوْا" (زنا مت کرو) بلکہ ارشاد یہ ہورہا ہے "وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰیٓ" (کہ زنا کے قریب بھی نہ پھٹکو)۔ لہذا جو چیزیں اس قبیح حرکت اور قابل مذمت فعل کے اِرتکاب کا ذریعہ ہوسکتی ہیں جیسے بوس و کنار، نظر بازی اور چوری چھپے کسی کو گُھورنا، اپنی نگاہوں سے کسی ایسے کا پیچھا کرنا وغیرہ ان سے بھی بہت دور رہنے کا حکم ہر مسلمان کو دیا، جا بجا اس کے برے انجام سے ڈرایا اور آخرت کی باز پرس کا احساس دلایا۔

زنا کا بنیادی سبب

دین اسلام ہی وہ خدائی قانون ہے جس میں معاشرہ کو تباہ و برباد کرنے والے تمام اسباب کی نشاندہی اور تمام ذرائع کا سدِّ باب کیا گیا ہے، معاشرے کے اندر زنا کاری عام ہونے میں بڑا دخل بے پردگی اور بدنگاہی کا ہوتا ہے، اسلام نے ان دونوں باتوں پر بندش لگائی، آوارگی اور بے حیائی کو جڑ سے ختم کرنے کے لئے نگاہ کی حفاظت کا حکم دیا۔ چنانچہ اللہ عزَّ وجلَّ نے ارشاد فرمایا"قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ یَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ ذٰلِکَ اَزْکٰی لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا یَصْنَعُوْنَ ○"(اے محبوب!) مسلمان مردوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لئے بہت ستھرا ہے، بیشک اللہ کو ان کے کاموں کی خبر ہے۔

(پ۱۸، سورۂ نور، آیت ۳۰)

بدنگاہی چونکہ عورتوں کی طرف سے بھی باعث فتنہ ہے اس لئے انہیں بھی یہ حکم دیا گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَ یَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ ○" اور مسلمان عورتوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی

پارسائی کی حفاظت کریں۔ (پ ۱۸/۱۸، سورۂ نور، آیت ۳۱/)
اللہ عزّ وجلّ اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ارشاد فرمارہا ہے کہ اے محبوب! آپ فرما دیجئے کہ مومنین اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ بندۂ مومن خدا ورسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عتاب سے بچتا رہے گا اور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سچا شیدائی ہونے کا شرف پاتا رہے۔

سبحان اللہ! رب ذوالجلال ہماری اس خوبی پر عمل کرنے کے باعث قرآن پاک کے ذریعہ ہمارا انمول فائدہ بیان فرما رہا ہے کہ اگر ہم اپنی نگاہوں کو نیچی رکھیں تو اس میں ہمارا فائدہ یہ ہے کہ اللہ عزّ وجلّ ہمارے دلوں کو صاف اور ستھرا فرما دے گا۔ بھلا بتاؤ تو ہم میں کون ہے جو اپنا فائدہ نہ چاہتا ہو؟ لہٰذا ضروری ہے کہ ہم اپنی نگاہوں کو نیچی رکھیں اور اللہ عزّ وجلّ اور اس کے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو راضی کریں۔

آنکھ سے ابتدا

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! یاد رکھئے زنا کی ابتدا ہی نگاہوں سے ہوتی ہے۔ اسی لئے تو حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے لوگوں نے عرض کیا کہ زنا کا اشتیاق کہاں سے پیدا ہوتا ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: آنکھ سے۔

اسی لئے اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نگاہ ابلیس کے تیروں میں سے زہر کا بجھا ہوا ایک تیر ہے، جو شخص خوفِ خدا دل میں رکھ کر اپنی آنکھ کو محفوظ رکھتا ہے، حق تعالیٰ اس کو ایسا ایمان عنایت فرماتا ہے کہ وہ اس کی حلاوت اپنے دل میں پاتا ہے۔

گناہ یا فیشن

اللہ عزوجل نے جس دین سے ہم کو وابستہ کر رکھا ہے وہ مقدس دین قدم قدم

پر ہماری رہنمائی کررہا ہے۔اغیار ہم کو اس سے دور کرنے کے لئے مختلف قسم کے حربے استعمال کرتے رہے۔آج پوری دنیا کا اگر جائزہ لیا جائے تو آپ اس نتیجے پر پہونچیں گے کہ بے حیائی کا بازار ہر جانب گرم نظر آرہا ہے۔عریانیت، فحاشی پوری دنیا کے اندر بڑی تیزی سے عام ہورہی ہے۔اور مذکورہ برائیوں کو جرم وگناہ نہیں بلکہ آرٹ اور فیشن تصور کیا جارہا ہے۔ **(العياذ بالله)**

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج کون نہیں جانتا کہ کسی عورت کا کسی اجنبی مرد کو، غیر محرم کو دیکھنا اور کسی مرد کا کسی اجنبیہ عورت کو دیکھنا کتنا بڑا جرم ہے اور یہ صرف جرم ہی نہیں بلکہ جھگڑے، فساد کا باعث بھی ہے۔کوئی غیرت مند بھائی اگر اپنی بہن کے ساتھ چل رہا ہو اور اگر کسی آوارہ مرد کی نگاہیں اس کی بہن کو تک رہی ہوں تو غیرت مند بھائی غصہ سے بے قابو ہو کر انتقام پر آمادہ ہو جاتا ہے۔اسی طرح کوئی غیرت مند شوہر اپنی بیوی کے ساتھ جارہا ہو اور کوئی آوارہ مرد اس کی بیوی کو گھور رہا ہو تو غیرت مند شوہر کبھی برداشت نہیں کرسکتا اور نتیجہ فتنہ وفساد کی صورت میں نمودار ہو جاتا ہے۔اسی طرح کوئی عزت دار باپ اپنی بیٹی کو ہمراہ لے کر چل رہا ہو اور کوئی آوارہ لڑکا اس کی بیٹی کی طرف نظر بد اٹھائے تو فطرت کا تقاضا ہے کہ غیرت وعزت دار باپ جلال میں آکر معاشرہ کے ناسور بنے ہوئے ایسے بدتمیز لڑکے کا مزاج ٹھکانے لگا دیتا ہے اور یہیں سے جھگڑے، فتنے اور فسادات شروع ہو جاتے ہیں۔بسا اوقات تو قتل کی نوبت بھی آجاتی ہے۔ (اللہ کی پناہ)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! غور کرنے کا مقام ہے کہ جب کوئی باپ اپنی جواں بیٹی کی طرف کسی آوارہ لڑکے کی بدتمیز نگاہ برداشت نہیں کرسکتا، جب کوئی شوہر اپنی پاکدامن بیوی کے اوپر غلط نگاہ کا تصور تک برداشت نہیں کرسکتا، جب کوئی بھائی اپنی عفت مآب بہن کے آنچل کو داغدار دیکھنا گوارہ

نہیں کرسکتا۔تو ذرا سوچیے جب آپ اپنے گھرانے کی ان خواتین پر یہ نہیں پسند کرتے کہ بیٹی، بیوی، بہن پر کوئی ظالم نظر بد اٹھا کر دیکھے تو بھلا غور کیجیے جس کی طرف آپ کی نگاہ اُٹھ رہی ہوگی وہ خاتون یقیناً کسی نہ کسی گھرانے میں انہیں رشتوں سے منسلک ہوگی۔لہٰذا خدانخواستہ کبھی شیطان آپ کو بدنظری و بدنگاہی کی طرف بلائے تو بس اپنے دل میں یہ خیال پیدا کیجیے کہ یہ بھی تو بحیثیت مسلمان میری بہن یا بیٹی یا ماں وغیرہ ہے۔ یہ خیال دل میں پیدا ہوتے ہی انشاء اللہ تعالیٰ شیطان اپنے مقاصد میں ناکام ہوتا نظر آئے گا اور اس طرح آپ اپنی نگاہوں کی حفاظت کرسکیں گے۔اللہ عزوجل ہمیں اپنی نگاہوں کی حفاظت کرنے اور تمام گناہوں سے پرہیز کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

دل پذیر انداز

حضرت ابواُمامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایک جوان آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے زنا کی اجازت عطا دیجیے تو وہاں پر موجود صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اُس جوان کو ڈانٹنے لگے، حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس کو چھوڑ دو اور کچھ نہ کہو اور اس جوان سے ارشاد فرمایا: میرے قریب آؤ۔وہ جوان آپ کے قریب ہوگیا۔

آپ نے اس سے فرمایا: کیا تو یہ پسند کرتا ہے کہ کوئی تیری ماں کے ساتھ زِنا کرے؟ نوجوان نے عرض کیا: نہیں، اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کرے۔آپ نے ارشاد فرمایا: اسی طرح ہر کوئی اُسے اپنی ماں کے لیے پسند نہیں کرتا۔

اس کے بعد آپ نے اس سے فرمایا: کیا تو یہ پسند کرتا ہے کہ کوئی تیری بیٹی کے ساتھ زِنا کرے؟ اس نے کہا: نہیں، آپ نے فرمایا اسی طرح ہر کوئی اسے اپنی بیٹیوں کے لیے پسند نہیں کرتا۔ پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُس نوجوان کے سامنے بہن کا تذکرہ کیا، خالاؤں اور پھوپھیوں کا تذکرہ کیا اور وہ جوان یہی کہتا رہا: نہیں، نہیں

(میں اس کو ان کے لئے پسند نہیں کرتا) اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی یہی کہتے رہے کہ اسی طرح ہر کوئی اس کو پسند نہیں کرتا، پھر آپ نے اپنا دستِ مبارک اس کے سینے پر رکھا اور یہ دُعا فرمائی: اے اللہ! اس کے دل کو پاک کردے، اس کا گناہ معاف کردے، اس کی شرمگاہ کو محفوظ کردے'' اس دعا کے بعد اس صحابی کے نزدیک زنا سے زیادہ مبغوض (بُری) کوئی چیز نہ تھی۔ (مسند احمد بن حنبل ص ۲۵۶، ۲۵۷ ج ۵)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیثِ پاک سے معلوم ہوا کہ اگر شیطان ورغلائے اور زنا جیسے گھناؤنے جرمِ عظیم پر آمادہ کرے تو ہم اس وقت یہ خیال دل میں بسالیں کہ اس فعلِ بد کو ہم اپنی بہنوں، بیٹیوں وغیرہا کے لئے پسند نہیں کرتے تو جس کے ساتھ زِنا کیا جائے گا وہ بھی کسی کی بہن، بیٹی یا ماں ہی ہوگی۔ اگر یہ خیال آپ نے بسالیا تو آپ کے لئے زنا کی لعنت سے بچنا آسان ہوجائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہمارے معاشرہ کو اِس بُری لعنت سے بچنے اور بچانے کی توفیق عطا فرمائے۔

پرائی عورت پر نگاہ

حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو نصیحت فرمائی کہ شیر اور اژدہے کے پیچھے جانا رَوا ہے مگر (پَرائی) عورتوں کے پیچھے ہرگز نہ جانا۔ (کیمیائے سعادت)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! جلیل القدر نبیِ برحق حضرت داؤد علیہ السلام شیر اور سانپ کے پیچھے جانے کو روا (درست) فرماتے ہیں لیکن کسی اجنبی عورت کے پیچھے جانے سے کیوں منع فرماتے ہیں؟ اس لئے کہ پھاڑ کھانے والے شیر اور زہریلے سانپ کے کاٹنے سے جسم برباد ہوگا، جان جائے گی لیکن اجنبی عورت کے پیچھے جانا اور زنا کا مرتکب ہونا جان کے ساتھ ساتھ ایمان کو بھی برباد کرنا ہے۔ اور مومن اپنی زندگی میں ہر نقصان تو گوارہ کرسکتا ہے مگر ایمان کا نقصان ہرگز

گوارہ نہیں کرسکتا، اس لئے کہ ایمان سلامت تو دنیا و آخرت میں سرخروئی نصیب ہوگی۔

بڑی آزمائش

حدیثِ پاک میں تاجدارِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ’’میں نے اپنے وصال کے بعد اپنی امت میں عورتوں کے مثل کوئی بلا (آزمائش) نہیں چھوڑی‘‘۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! پتہ یہ چلا کہ عورت آزمائش وابتلا میں مُلوِّث کرنے والی شئے کا نام ہے، جس شخص نے اپنے آپ کو عورت کے فتنے سے بچالیا یقیناً وہ دونوں جہاں میں کامیاب ہوگیا۔

تباہ کاری

رحمت عالم فخرِ آدم و بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ’’وَمَا مِنْ صَبَاحٍ اِلَّا وَمَلَكَانِ يُنَادِيَانِ وَيْلٌ لِّلرِّجَالِ مِنَ النِّسَآءِ وَ وَيْلٌ لِّلنِّسَآءِ مِنَ الرِّجَالِ‘‘ ہر صبح دو فرشتے پکارتے ہیں کہ مردوں کے لئے عورتیں تباہ کن ہیں اور عورتوں کے لئے مرد تباہ کُن ہیں۔ اَلْعِيَاذُ بِاللّٰهِ تَعَالٰى

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس حدیثِ پاک کے الفاظ پر غور کریں تو یہ سمجھ میں آئے گا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تباہی، بربادی، معاشرہ میں فساد کی بنیاد محض غیر محرم عورت و مرد کا باہم اختلاط بیان فرمایا ہے۔ یہ بھی یاد رہے حدیثِ پاک میں تباہی و بربادی سے کیا مراد ہے؟ یہ نہ تصور کیا جائے کہ اس سے صرف دنیوی تباہی و بربادی مراد ہے بلکہ دونوں جہاں کی تباہی و بربادی مراد ہے اور جس کے تعلق سے رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم 'تباہ کن' کا لفظ ارشاد فرمادیں وہ کبھی بھی فائدہ مند نہیں ہوسکتا۔

کس قدر تعجب کی بات ہے کہ انسان وقتی طور پر لذّت و سرور حاصل کرنے کے لئے نگاہوں کو آوارہ چھوڑ دیتا ہے مگر اسے نہیں معلوم کہ اس آوارگی کا عذاب کل بروز

قیامت کتنا سخت ترین ہوگا، اور یہ آوارگی اسے معاشرہ میں بھی ذلیل ورسوا کردے گی اور اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بھی ذلت ورسوائی کا سبب بنے گی۔ (اللہ کی پناہ)

نگاہ پر مؤاخذہ

رحمتِ عالم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے ماننے والوں کو تحفُّظِ نگاہ کا حکم فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں جیسا کہ حضرت بُریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ تاجدارِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی کرّمَ اللہ وجہہ الکریم سے ارشاد فرمایا اے علی! کسی اجنبی عورت پر اچانک نگاہ پڑ جائے تو نظر پھیر لو دوسری نگاہ اس پر نہ ڈالو پہلی نگاہ معاف ہے لیکن دوسری نگاہ پر مواخذہ ہے۔ (ابوداؤد وترمذی)

نظر پھیر لو

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اجنبی عورت پر نگاہ پڑ جانے کے بارے میں رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''نگاہ پھیر لو'' (مسلم شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آپ غور فرمائیں جس چیز سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نگاہ پھیر لینے کی تاکید فرمائیں وہ چیز کتنی نقصان دِہ ہوگی؟ مگر افسوس کہ اب ہمیں اس کا اندازہ نہیں ہے۔ شومیٔ قسمت کہ آج کا مسلمان اپنے نفس کا ایسا غلام ہوگیا کہ وہ اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمودات کا ذرا بھی خیال نہیں کرتا، نتیجۃً بے شمار برائیوں کا مرتکب ہوکر دنیا وآخرت برباد کر لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے محفوظ فرمائے۔

چھُپانے کی چیز

جامع ترمذی میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت عورت ہے یعنی چھپانے کی چیز ہے جب وہ نکلتی ہے تو اسے شیطان جھانک کر دیکھتا ہے۔ (یعنی اسے دیکھنا شیطانی کام ہے)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ اکبر! وہ لوگ غور کریں اور نصیحت حاصل کریں جو ہمیشہ عورتوں کو دیکھنے کے لئے نگاہوں کو دوڑاتے رہتے ہیں، ہمیشہ نگاہوں کو آوارہ بنا کر کسی بھی اجنبی عورت کے نظارے سے اپنی دنیا و آخرت برباد کرتے ہیں۔ بعض نوجوان تو شیطان کے فریب میں اس قدر آجاتے ہیں کہ آوارگی کے لئے کبھی چوراہے کے کنارے پر اسی لئے کھڑے رہتے ہیں کہ کوئی اجنبی عورت آئے اور اس کے نظارے سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈک پہونچائیں، جو لوگ کبھی کھڑکیوں پر، کبھی مکان کی گیلری پر، کبھی مکان کی چھت پر تلاشِ نسواں میں لمحات گزارتے ہیں، گویا وہ کم نصیب لوگ شیطانی کام میں مصروف رہ کر اللہ عزَّ وجلَّ کی ناراضگی میں زندگی گزارتے ہیں۔ الغرض نظر بازی ہی تمام مفاسد کی ابتدا اور جڑ ہے لہٰذا دین اسلام ہمیں صرف کانٹوں سے بچنے کا حکم نہیں دیتا ہے بلکہ ان جھاڑیوں ہی کو اکھاڑ پھینکنے کا حکم دیتا ہے جن کے کانٹوں سے ہمارے دامنِ تقویٰ کے تار تار ہونے کا امکان ہو۔ رب قدیر ہمیں حفاظت نگاہ کی دولت سے مالا مال فرمائے۔

زنا کا دوسرا بنیادی سبب

زنا کا دوسرا بنیادی سبب بے پردگی اور عریانیت ہے۔ قرآن کریم نے خواتین اسلام کو گھروں میں رہنے اور بے پردگی سے باز رہنے کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا ”وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی“ اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ رہو جیسے اگلی جاہلیت کی بے پردگی۔ (سورۂ احزاب، آیت ۳۳)

ترمذی شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت کے لیے پردہ ضروری ہے، جب کوئی

عورت (بے حجابانہ) باہر نکلتی ہے تو شریر لوگ اسے دیکھتے ہیں۔

ایک اور روایت میں ہے کہ بناؤ سنگار کر کے اِترا کر چلنے والی عورت کی مثال اُس تاریکی جیسی ہے جس میں بالکل روشنی نہ ہو۔

اشکوں کا سیلاب

شیرِ خُدا مشکل کُشا حضرت سیدنا علی مرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجُھَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں کہ ایک بار میں حضرت سیدہ بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہمراہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوا، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آنکھوں سے اشکوں کا سیلاب جاری تھا۔ ہم نے رونے کا سبب دریافت کیا تو ارشاد فرمایا ’’میں نے شبِ معراج خواتین کے عذاب دیکھے تھے، آج وہ مناظر پھر یاد آگئے، اس لیے رونا آ گیا۔ عرض کیا ہمیں بھی ارشاد ہو کہ حضور نے کیا کیا ملاحظہ فرمایا۔ غیب داں آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

☆ میں نے دیکھا ایک عورت بالوں سے لٹکی ہوئی ہے اور اس کا دماغ کھول رہا ہے (یہ اس عورت کی سزا تھی جو اپنے بال غیر مردوں سے نہیں چھپاتی تھی)

☆ ایک عورت کو دیکھا زبان سے لٹکی ہوئی تھی اور اس کے دونوں ہاتھ پیٹھ کی طرف باندھ دئے گئے تھے (یہ اپنے شوہر کو زبان سے تکلیف دیتی تھی)

☆ ایک عورت کو دیکھا کہ اس طرح لٹکائی گئی ہے کہ چاروں ہاتھ پاؤں پیشانی کی طرف باندھے ہوئے ہیں، سانپ اور بچھو اس پر مسلط ہیں۔ (یہ اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نکلتی تھی اور حیض ونفاس سے غسل نہیں کرتی تھی)

☆ ایک عورت کو دیکھا کہ اپنا ہی جسم کھا رہی ہے اور اس کے نیچے آگ دھونکی جارہی ہے (یہ غیر مردوں کے لئے زینت اور لوگوں کی غیبت کرتی تھی)

☆ ایک عورت کو دیکھا کہ اس کا جسم آگ کی قینچی سے کاٹا جارہا ہے (یہ اس عورت

کی سزا تھی جو اپنا جسم اور اپنی زینت غیر مردوں کے لیے کرتی تھی)

☆ ایک عورت کو دیکھا کہ اس کا سر خنزیر کی طرح ہے، جب کہ دھڑ گدھے کی مانند ہے اور متعدد عذاب اس پر ہو رہے ہیں۔ یہ جھوٹی اور چغل خور تھی۔

☆ ایک عورت کو دیکھا کہ وہ کُتے کی مانند ہے اور سانپ اور بچھو اس کے قُبل سے گھستے ہیں اور دُبُر سے نکلتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ فرشتے آگ کے ہتھوڑے بھی اسے مار رہے ہیں کیوں کہ یہ اپنے شوہر سے بُغض رکھنے والی تھی۔

(درۃ الناصحین)

افسوس صد افسوس

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! موجودہ دور میں تو حال یہ ہے کہ چہرہ اور سر ڈھانکنا تو بہت دور کی بات ہے سر بھی کھلا نظر آتا ہے، نقاب و بُرقعہ تو بہت دور کی بات ہے اب تو سر سے دوپٹہ بھی غائب ہو گیا، افسوس صد افسوس! ذرا سوچئے اور غور کیجئے کہ علمائے کرام فرماتے ہیں کہ عورتوں کے لئے اُن کا سر اور سینہ دونوں مقام خاص طور پر زینت کے ہیں، اسی لئے انہیں ضروری ہے کہ وہ چھپانے کا زیادہ سے زیادہ اہتمام رکھیں۔ اس سے بہت سے فتنوں کی جڑ بھی کٹ جائے گی اور معاشرہ فتنہ وفساد سے محفوظ بھی ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر عورتیں یہ چاہتی ہیں کہ ان کی عصمت محفوظ رہے اور اللہ عزَّ وجلَّ اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ناراضگی سے بچ جائیں تو انہیں چاہئے کہ ہر اس عمل سے اپنے آپ کو بچائیں جن سے کسی اجنبی کی نگاہ ان پر پڑے۔ اسی لئے تو فرمایا گیا کہ عورتیں چلتے وقت زمین پر اپنے پیر زور زور سے پٹخ، پٹخ کر نہ رکھیں، کہ ان کے چلنے کی آواز سے ان کا اندرونی زیور ظاہر ہو جائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر وہ چیز جو غیر محرم کی رغبت اور دلکشی کا باعث ہو ممنوع ہے، مثلاً بجنے والے زیور جیسے پازیب، یا جھانجھن پہن کر زمین پر زور زور سے چلنا کہ یہ اللہ عزوجل اور اس

کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ناپسند ہے۔

رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تو یہاں تک ارشاد فرمایا ''اللہ عزَّ وجلَّ اس قوم کی دعا قبول نہیں کرتا جس کی عورتیں جھانجھن پہنتی ہیں''

سوچیئے کہ جب زیور کی آواز دُعا قبول نہ ہونے کا سبب ہے تو خاص عورت کی آواز، اس کی بے پردگی کیسی تباہی کا باعث ہوگی؟ خدارا خدارا! اپنی آخرت کو برباد ہونے سے بچاؤ۔ ارے یہ تو صدقہ ہے رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کہ عورت کی عزت کے تحفظ کے سارے گوشے اُجاگر فرمادیئے اور اسے باعزت رہنے کا انداز سکھایا، اگر رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ بتاتے تو ایسے تباہ کن حرکات وسکنات کا علم کہاں سے ہوتا؟ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عورت کو جو عزت ومرتبہ عطا فرمایا ہے وہ کسی نے نہیں عطا کیا۔

فیشن کا دَور

آج فیشن کے اِس دور میں اسکولوں، کالجوں اور عصری تعلیم گاہوں میں مرد وزن کی مخلوط تعلیم کی وجہ سے یہ بیماری طلبہ وطالبات اور نوجوانوں میں زیادہ پائی جارہی ہے، وہ یہ تصور کرتے ہیں کہ جوانی ہے ہی اس لئے کہ لطف اندوز ہُوا جائے۔ معاذ اللہ

لیکن یاد رکھیئے! جس خالق کائنات عزوجل نے ہمیں جوانی عطا فرمائی ہے اس مالک کو اپنی جوانی کا حساب بھی دینا ہے۔ لہٰذا جوانی کا مقصد گناہ کرنا نہیں بلکہ جوانی کا مقصد اللہ عزَّ وجلَّ اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عین فرمان کے مطابق زندگی گزارنا ہے۔ لہٰذا امت کے ہر فرد پر لازم ہے کہ وہ معاشرے کو ہر برائی سے پاک کرنے کی جدوجہد کرے تاکہ ہماری دنیا اور آخرت برباد ہونے سے بچے۔

اے اسلام کے مقدس شہزادو! رحمتِ عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اجنبی عورت کے دیکھنے کو صرف شیطانی کام ہی نہیں فرمایا بلکہ ایک جگہ تو نہایت سخت

ترین انداز میں اُن عورتوں اور مردوں کے متعلق جو کہ تانک جھانک کرتے ہیں ارشاد فرمایا: دیکھنے والے پر اور اُس پر جس کی طرف نظر کی گئی اللہ عزَّ وجل کی لعنت یعنی دیکھنے والا جب بلا عذر قصداً دیکھے اور دوسرا اپنے آپ کو بلا عذر قصداً دِکھائے۔ (بیہقی)

اللہ اکبر! جو رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وِلادت کے وقت اپنی امّت کی بخشش کی دُعا فرمائیں اور دنیا سے پردہ فرماتے وقت اپنی امّت کی بخشش کی دعا فرمائیں بھلا وہ کیوں لعنت فرمائیں گے؟ ظاہر سی بات ہے کسی اجنبی کی طرف نظر کرنا بے حد بُرا ہوگا اسی لئے تو رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُس پر لعنت فرما رہے ہیں۔ لعنت کا معنیٰ ہوتا ہے رحمت سے دور ہونا۔ اللہ اکبر! بتایئے اگر اللہ عزوجل اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحمت ہم سے روٹھ گئی تو ہمارا کیا حشر ہوگا؟ رحمت کے علاوہ ہمارا سہارا ہے ہی کیا؟ اور اگر یہ رحمت ہی ہم سے دور ہوگئی تو ہماری نجات کیسے ہوگی؟ کیا کوئی عمل ایسا ہے جس کی قبولیت کا یقین ہو؟ بلکہ جو کچھ ٹوٹا پھوٹا عمل ہو بھی جاتا ہے تو وہ اگر قبول بھی ہوگا تو رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل ہی قبول ہوگا۔

خدارا! اپنے آپ کو اللہ عزوجل اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی لعنت سے بچاؤ۔ اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان پر غور کرو تو معلوم ہوگا کہ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لعنت صرف دیکھنے والے ہی پر نہیں بلکہ اپنے آپ کو دکھلانے والے پر بھی فرمائی ہے۔ لہٰذا وہ عورتیں جو بناؤ سنگھار کرکے غیروں کی نظر میں جچنا چاہتی ہیں اور ان کی دلی خواہش یہ ہوتی ہے کہ ہر مرد ہمارے حسن و جمال اور لباس وسنگار کو دیکھ کر دادو تحسین سے نوازے۔ معاذ اللہ! وہ مذکورہ حدیث سے عبرت حاصل کرکے توبہ کریں۔

دھکتے انگارے

یاد رکھیں کہ اپنے شوہر کے علاوہ غیر مردوں کے لئے بناؤ سنگھار کرنے والی

عورتیں کل بروزِ قیامت جہنّم کے دہکتے ہوئے انگارے میں ڈالی جائیں گی۔ پھر وہاں نہ ان کا میک اپ (Make-up) کام آئے گا اور نہ فیشن، نہ اُن کے حُسن و جمال پر داد و تحسین دینے والے کام آئیں گے بلکہ وہ بھی اپنے کرتوت کے سبب عذابِ خداوندی کا شکار ہوں گے۔

لہٰذا عورتوں کو چاہئے کہ وہ اپنا بناؤ، سنگار، خواہ وہ جسم کا ہو یا لباس کا کسی اجنبی پر کبھی ظاہر نہ ہونے دیں۔ اس قانون میں ہر وہ چیز آتی ہے جو غیروں کے لئے شوق و رغبت کا باعث ہو۔ مثلاً حسنِ صورت، لباس، خوشبو، پاؤڈر، غازہ وغیرہ۔ کیوں کہ اس سے دیکھنے والوں میں میلانِ طبع پیدا ہوتا ہے اور لوگ اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، اور یہ شرافتِ نسواں کے خلاف ہے، چہرے کا کھلا رکھنا بھی اس میں داخل ہے کہ چہرہ کھلا رکھنا فتنوں کو دعوت دینا ہے۔

وہ عورتیں جو چہرہ کھلا رکھ کر بے دھڑک بازار اور راستوں میں گھومتی رہتی ہیں ان پر حیرت ہے اور ان پر تعجب ہے! آخر وہ کیسے گوارہ کر لیتی ہیں کہ کوئی اجنبی ان کے چہرے کو دیکھے؟ کوئی دیکھنے والا انہیں بہن یا بیٹی سمجھ کر تو نہیں دیکھے گا، لہٰذا ڈرو اپنے مولیٰ عزَّ وجلَّ سے کہ کل بروز قیامت اس کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے اور حساب و کتاب کے مرحلوں سے گزرنا ہوگا۔

زنا کے آلات

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! زنا کا عام مفہوم تو یہی ہے کہ ایک مرد اور ایک عورت نکاح کے بغیر باہم جنسی تعلقات قائم کر لیں۔ اسلام نے سراسر اس کو تو حرام فرمایا ہی ہے اسی کے ساتھ ساتھ اس کی طرف مائل کرنے والی ان تمام چیزوں پر بھی اسلام سختی سے پابندی عائد کرتا ہے۔ مثال کے طور پر:

آنکھ کا زنا : یہ ہے کہ کسی اجنبی عورت کی طرف بلا عذرِ شرعی نظر کرے۔

کان کا زنا : یہ ہے کہ کسی غیر محرم کی آواز، گانے بجانے سے لطف اندوز ہو۔

ناک کا زنا : یہ ہے کہ کسی غیر عورت کی خوشبو سے محظوظ ہو۔ اسی لئے شریعت نے عورتوں کو خوشبو کا استعمال کرنے سے منع فرمایا ہے۔

ہاتھ کا زنا : یہ ہے کہ کسی غیر محرم کو چھوئے، ہم آغوش ہو، بوس و کنار وغیرہ بھی اس میں شامل ہیں۔

پاؤں کا زنا : یہ ہے کہ شہوت کے ساتھ قدم اٹھا کر کسی غیر محرم کی طرف جائے۔

دل کا زنا : یہ ہے کہ شہوت سے اس بات کی خواہش اور طمع کرے جو زنا کی لذت کو دل میں پیدا کرے۔

ثبوتِ زنا

ثبوت زِنا یا تو چار مردوں کی گواہیوں سے ہوتا ہے یا زِنا کرنے والے کے چار مرتبہ اقرار کر لینے سے۔ پھر بھی امام بار بار سوال کرے گا اور دریافت کرے گا کہ زِنا سے کیا مراد ہے؟ کہاں کیا؟ کیا کیا؟ کس سے کیا؟ کب کیا؟ اگر ان سب سوالوں کا جواب دے دیا یا ان سب کو بیان کر دیا تو زِنا ثابت ہوگا ورنہ نہیں اور گواہوں کو صراحۃً اپنا معائنہ بیان کرنا ہوگا، بغیر اس کے ثبوت نہ ہوگا۔

زنا کی سزا

زِنا کے حوالے سے قرآنِ پاک میں رب تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ’’اَلزَّانِیَۃُ وَ الزَّانِیْ فَاجْلِدُوْا کُلَّ وَاحِدٍ مِّنْھُمَا مِائَۃَ جَلْدَۃٍ‘‘ جو عورت بدکار ہو اور جو مرد تو ان میں ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ۔ (پ۱۸، سورۂ نور، آیت ۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! یہ خطاب حکام کو ہے کہ جس مرد یا عورت سے زنا سرزد ہو اس کی حد یہ ہے کہ اس کو سو کوڑے لگاؤ۔ یہ سزا آزاد غیر شادی شدہ کی ہے، کیوں کہ حُر محصن یعنی آزاد شادی شدہ کا حکم یہ ہے کہ اس کو رجم (پتھر مار مار کر ہلاک کرنا) کیا جائے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ حضرتِ ماعز اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بحکم نبیِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رجم کیا گیا۔ (بخاری و مسلم)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! زنا چوں کہ بہت گھناؤنا جرم ہے، اسی لئے اس کی سزا بھی بہت سخت رکھی گئی ہے اور اس سزا کا مقصد ومنشا بھی یہی ہے کہ لوگ ایسے گھناؤنے جرائم کے ارتکاب سے باز رہیں اور اگر شیطان کے دامِ فریب میں آ کر کوئی مسلمان اس گھناؤنے فعل کی طرف آمادہ ہونے لگے تو ان سزاؤں کے تصور سے ہی اسے عبرت حاصل ہو اور وہ اُس سے باز رہے، اس لئے یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ جب مجرم کو سزا دی جائے اس وقت مسلمانوں کی ایک جماعت حاضر رہے تا کہ ایسے مجرموں کی سزا کی زیادہ سے زیادہ تشہیر ہو اور دوسروں کے لئے باعثِ عبرت ہو۔ اسی لئے حکم بھی دیا گیا کہ سزا کے نفاذ میں تمہیں ان پر کوئی ترس نہ آئے۔

حاکمِ وقت دوزخ میں

روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کل بروزِ قیامت ایک حاکمِ وقت کو بارگاہِ الٰہی میں پیش کیا جائے گا جس نے حد (سزا) کے نفاذ میں کچھ کمی کر دی تھی اور اس سے پوچھا جائے گا کہ تو نے ایسا کیوں کیا؟ وہ کہے گا محض شفقت اور اس پر ترس آنے کی وجہ سے۔ فرمایا جائے گا: کیا تو مجھ سے زیادہ ان بندوں پر رحم کرنے والا ہے؟ چنانچہ اس حاکمِ وقت کو دوزخ میں ڈال دئے جانے کا حکم دیا جائے گا۔ پھر دوسرا حاکمِ وقت پیش کیا جائے گا، جس نے مقررہ کوڑوں سے ایک کوڑا زیادہ مار دیا ہوگا اور اس سے پوچھا جائے گا کہ تو نے ایسا کیوں کیا؟ تو وہ بھی ایسا ہی

جواب دے گا اور کہے گا اس لئے کہ لوگ تیری نافرمانی سے باز رہیں، ارشادِ باری تعالیٰ ہوگا: کیا تو مجھ سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے؟ پھر اسے دوزخ میں ڈال دئے جانے کا حکم دیا جائے گا۔ (اسلام میں پردہ:۲۶)

زِنا سے متعلق چند مسائل

☆ اگر وہ شخص جس کا زنا ثابت ہوا غیر محصن (غیر شادی شدہ) ہے تو اس کی حد سو کوڑے ہے۔

☆ مار کے لئے جو کوڑہ استعمال کیا جائے وہ اوسط درجہ کا ہو، نہ بہت موٹا اور سخت اور نہ بہت پتلا اور نرم۔

☆ مار بھی اوسط درجہ کی ہونی چاہئے۔ نہ بالکل آہستہ اور نہ بہت زور سے۔

☆ بدن پر ایک ہی جگہ نہیں مارنا چاہئے بلکہ مار کو تمام جسم پر پھیلا دینا چاہئے۔

☆ زانیہ عورت کو حمل ہو تو جب تک بچہ پیدا نہ ہولے حد قائم نہ کریں البتہ بچہ کی پیدائش سے فراغت ہونے کے بعد حد قائم کی جائے گی، بس اتنا ہو کہ مدتِ نفاس گزر جائے۔

☆ بچہ کی تربیت کرنے والا کوئی نہ ہو تو زانیہ کو اس وقت تک مہلت دی جائے گی جب تک کہ اس کا بچہ دو برس کا نہ ہو جائے۔

☆ مرد کو کوڑے لگاتے وقت کھڑا کیا جائے اور اس کے تمام کپڑے اتار دئے جائیں سوائے تہبند کے اور اس کے تمام بدن پر کوڑے لگائے جائیں سوائے سر، چہرے اور شرم گاہ کے۔

☆ کوڑے اس طرح لگائے جائیں کہ تکلیف گوشت تک نہ پہونچے اور کوڑا متوسط درجہ کا ہو۔

☆ عورت کو کوڑے لگاتے وقت کھڑا نہ کیا جائے، نہ اس کے کپڑے اتارے

جائیں، البتہ اگر پوستین یا روئی دار کپڑے پہنے ہوئے ہو تو اتنا ہی اتار دئے جائیں۔ یہ حکم حُر اور حُرہ کا ہے یعنی آزاد مرد اور عورت کا۔

☆ باندی اور غلام کی حد مذکورہ حد سے نصف ہے یعنی پچاس کوڑے۔ جیسا کہ سورۂ نساء میں مذکور ہے۔

حد کی تعریف

حد ایک قسم کی سزا ہے جس کی مقدار شریعت کی جانب سے مقرر ہے، اس میں کمی بیشی نہیں ہوسکتی، اس کا نفاذ حاکمِ اسلام کے بغیر جائز نہیں اور اس میں تخفیف وترحم کا حق حاکمِ اسلام کو بھی نہیں ہے۔ حد قائم کرنے کا مقصد لوگوں کو ایسے کاموں سے روکنا ہے جن کی یہ سزائیں ہیں اور جس پر حد قائم کی گئی، وہ جب تک توبہ نہ کرے محض حد قائم کرنے سے پاک نہ ہوگا اور شرط یہ ہے کہ جس پر حد قائم ہو اس کی عقل درست ہو اور بدن سلامت۔ لہٰذا پاگل اور نشہ والا جب تک ہوش میں نہ آئے، بیمار جب تک تندرست نہ ہو اس وقت تک حد قائم نہ کریں گے۔ (عالمگیری وغیرہ)

حدودِ شرعیہ کے نفاذ کا مقصد

حدودِ شرعیہ کے نفاذ کا مقصد عام لوگوں کی اصلاح اور اسلامی معاشرہ کو پاکیزہ سے پاکیزہ تر بنانا ہے۔ اس لئے یہ حکم بھی دیا گیا کہ حدودِ شرعیہ کے نفاذ کے وقت حکومتِ وقت کی مصلحتوں کا آڑے آنا مصالحِ شرعیہ کا قلع قمع کرنا ہے۔ لہٰذا کسی کو یہ اختیار نہیں کہ حدودِ شرعیہ کے اِجرا میں دخل اندازی کرے۔ چنانچہ مشاہدہ میں ہے کہ جب بھی اور جہاں بھی حدودِ شرعیہ کا نفاذ شریعت کے مطابق ہوا وہاں معاشرہ کو ناپاک اور خراب کرنے والے بھیانک جرائم نہیں پائے جاتے اور اگر ہوں بھی تو شاذ و نادر یعنی بہت کم اور جہاں مسلمانوں کی حکومت ہونے کے باوجود ان حدود کا نفاذ نہیں ہوتا وہاں قتل و غارت گری، خون ریزی، اِغوا، آبرو ریزی، قمار بازی، شراب نوشی اور ایسے ہی

دوسرے بھیانک جرائم میں روز بروز اضافہ ہی ہوتا جارہا ہے۔

ظاہر ہے کہ جب مظلوم کی دادرسی نہ ہوگی تو وہ جوشِ انتقام میں دیوانہ وار ایسی حرکتیں کرے گا جس سے ظالم کو زیادہ سے زیادہ نقصان پہنچے اور نتیجہ یہ ہوگا کہ صاحبِ اقتدار کی ایک جرم کی طرف سے چشم پوشی دوسرے بھیانک جرائم کو جنم دینے کا ذریعہ ہوگی۔ اس لئے شریعتِ اسلامیہ نے حدودِ شرعیہ کے نفاذ میں حاکمِ اسلام کو بھی دخل اندازی سے باز رکھا تا کہ ایک جان کی خاطر بیسیوں جرائم کا دروازہ نہ کھلنے پائے۔ اور غور کیا جائے تو یہ سزائے سخت بھی مجرم کے لئے سراسر رحمت ہی ہے کہ یہاں سزا بھگتنے کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ وہاں پاک وصاف اُٹھے گا اور اس وقت اس کی قدر ہوگی کہ دنیا میں کیسے سستے (سزا سے) چھوٹا۔

خوفناک سزائیں

زِنا اتنا بدترین فعل ہے اور اس کا ارتکاب کرنے والا ایسا ملعون ہے کہ بروزِ قیامت اس فعل کا کرنے والا خود بخود حشر کے میدان میں ظاہر ہو جائے گا۔

چنانچہ حدیث پاک میں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ زانی بروزِ قیامت اس حال میں لائے جائیں گے کہ ان کے چہروں سے آگ بھڑکتی ہوگی اور شرمگاہوں کی بدبو کے سبب لوگوں کے درمیان پہچانے جائیں گے۔ ان کو منہ کے بل زمین پر گھسیٹا جائے گا پھر جب وہ جہنم میں داخل کئے جائیں گے تو جہنم کا داروغہ ان کو آگ کی قمیص پہنائے گا۔ اگر زانی کی اس قمیص کو اونچے پہاڑ کی چوٹی پر صرف لمحہ بھر کے لئے رکھ دیا جائے تو یقیناً وہ پہاڑ جل کر راکھ کا ڈھیر ہو جائے، اس کے بعد جہنم کا داروغہ فرشتوں کو حکم دیں گے کہ زانیوں کی آنکھوں کو آگ کی سلائیوں سے داغ دو کہ وہ حرام کی طرف نظریں ڈالتے تھے اور آگ کی زنجیروں سے ان کے ہاتھ باندھ دو کہ یہ حرام کی طرف ہاتھ بڑھاتے تھے اور آگ کی بیڑیاں ان کے پاؤں میں

پہنا دو کہ یہ حرام کی طرف چلتے تھے۔ چنانچہ فرشتے ان کے ہاتھوں کو آگ کی زنجیروں سے اور پاؤں کو آگ کی بیڑیوں سے جکڑ دیں گے اور آنکھوں کو آگ کی سلائیوں سے داغ دیں گے۔ جس کی تکلیف سے وہ چیخ پکار کریں گے اور کہیں گے اے فرشتو! ہم پر رحم کرو اور صرف لمحہ بھر کے لئے ہی ہم پر سے اس عذاب میں کمی کر دو، مگر فرشتے کہیں گے ہم تم پر کیسے رحم کریں گے جب کہ رب العالمین خدائے قہار و جبار جل جلالہٗ تم پر غضب ناک ہے۔ (قرۃ العین)

پہاڑ ریزہ ریزہ

روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے زانی کی سزا کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے پوچھا تو رب تعالیٰ نے فرمایا میں اسے آگ کی زرہ پہناؤں گا، وہ ایسی وزنی ہے کہ اگر بہت بڑے پہاڑ پر رکھ دی جائے تو وہ بھی ریزہ ریزہ ہو جائے۔ کہتے ہیں ابلیس کو ہزار بدکار مردوں سے ایک بدکار عورت زیادہ پسند ہوتی ہے۔ مصابیح میں ارشادِ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے جب بندہ زنا کرتا ہے تو اس کا ایمان نکل کر اس کے سر پر چھتری کی طرح معلق رہتا ہے اور جب وہ اس گناہ سے فارغ ہوتا ہے تو اس کا ایمان پھر لوٹ آتا ہے۔

زنا کا انجام

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! زنا جیسے قبیح فعل سے اللہ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ناراضگی اور دونوں جہاں میں رسوائی کا طوق گلے میں پڑتا ہی ہے اس سے مزید نقصانات یہ ہوتے ہیں کہ زنا کرنے سے گھر، دوکان، تجارت سے برکت اُٹھ جاتی ہے، چہرہ کی رونق ختم ہو جاتی اور نحوست چھا جاتی ہے، فکر اور پریشانی میں گرفتار ہو کر یہ حرکت کرنے والا ذلیل و خوار، بیمار اور نادار ہو کر بے بس ہو جاتا ہے، اس کی عزت کے ساتھ ساتھ خاندان کی عزت و آبرو کا جنازہ بھی نکل جاتا ہے۔

زنا سائنس کی نظر میں

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! زنا کی تباہ کاریوں سے معاشرہ ہی متأثر نہیں ہوتا بلکہ زنا کار مرد وعورت کو اکثر آتشک (ایک جنسی بیماری Sexually Transmitted Dieses سیکسُوَلی ٹرانسمٹیڈ ڈیزِز) اور سوزاک (ایک بیماری جس کی وجہ سے پیشاب میں جلن پیدا ہوتی ہے) جیسے مہلک امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔ آتشکی جراثیم لانبے اور لہردار ہوتے ہیں، شرمگاہ پر ایک گندا اور پیپ سے بھرا ہوا پھوڑا اسے آتشک کہتے ہیں، اس میں خارش، درد اور جلن بھی ہوتی ہے اور اس کا اثر سارے جسم میں پھیل جاتا ہے، اس کی وجہ سے انسان اندھا اور کوڑھی بھی ہو جاتا ہے، گٹھیا (جوڑوں کا درد) کا شکار بھی ہو جاتا ہے، اگر مہینوں علاج کرانے کے بعد آرام بھی ہو جائے تو اس کا اثر آئندہ نسلوں تک رہتا ہے، یعنی باپ کا مرض بیٹے اور پوتے میں منتقل ہو جاتا ہے۔ سوزاک کی وجہ سے فریقین کے پیشاب کے مقام کے اندرونی جھلیوں میں جراثیم کی موجودگی سے ورم، پیپ، جلن اور دیگر تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ گرام نیگیٹیو انٹر سلولر یہ جرثومے عام طور پر بدکار عورتوں سے زنا کاری کے نتیجہ میں ایک دوسرے میں منتقل ہو جاتے ہیں۔ جب ان جراثیم کا اثر منی بنانے والے اعضا (خُصیتَین) میں پہونچ جاتا ہے تو مرد بانجھ ہو جاتا ہے۔ لہٰذا زنا جیسے گناہ جس کا دنیا و آخرت میں نقصان ہی نقصان ہے، اس سے بچنا ضروری ہے تاکہ خود اور اہل و عیال، معاشرہ ان تمام بیماریوں اور برائیوں سے محفوظ رہ سکے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں اس خطرناک گناہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

زِنا کی نحوست

حضور سیدِ عالم فخرِ آدم و بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو! زنا سے بچو اس لئے کہ زِنا میں چھ خرابیاں ہیں، تین دنیا میں اور تین آخرت میں۔

تین دنیا میں یہ ہیں:

۱۔ عزت وآبرو ختم ہو جاتی ہے۔

۲۔ تنگدستی پیدا ہوتی ہے۔

۳۔ عمر کم ہو جاتی ہے۔

تین آخرت میں یہ ہیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ ناراض ہو گا۔

۲۔ حساب سخت ہو گا۔

۳۔ جہنم کا عذاب ہو گا۔

نفسِ امارہ کا زِنا

نفسِ امارہ کا زِنا یہ ہے کہ آدمی شیطان کے تصرفات کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دے اور دنیا کے امور میں منہمک ہو جائے اور ان اعمال کا ارتکاب کرے جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔

روح کا زِنا

روح کا زِنا یہ ہے کہ وہ دنیا اور اس کی شہوات کی طرف جھک جائے اور ان خواہشات کے تصورات میں ڈوب جائے جن سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے۔ لہٰذا مومنوں کو حکم دیا گیا کہ نفس اور روح کو بھوکا رکھ کر شہوات اور ان کی جملہ تمناؤں سے انہیں دور کر دو، اس طرح سے نفس و روح کا تزکیہ ہو گا۔ ایسی سزا سے نفس و روح کو دولتِ ادب نصیب ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے "وَ لَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ" اگر تمہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت ہے تو اس کے مخالفین سے عِناد رکھو۔ نفس و روح جب احکامِ الٰہیہ کی مخالفت کریں تو ان پر رحم مت کرو، اس لئے کہ ان پر رحم کرنا اپنے اوپر ظلم کرنا ہے اور جو نفس و روح پر رحم کرتے ہیں وہ انجامِ کار سے بے خبر ہیں۔ اس لئے کہ وہ نفس و روح کی غلامی کی وجہ سے ان کا تزکیہ و تصفیہ نہیں کر سکتے۔

بربادی کی وجہ

نفس وروح کی غلامی کا شکار بندہ اپنی دنیا وآخرت کی بربادی کا شکار ہوجاتا ہے۔اس کومثال سے یوں سمجھیں کہ یہ بندہ اس شخص کی طرح ہے جو اپنے بیمار بچے کا علاج اس لئے نہیں کرتا کہ انجکشن کی سوئی چبھنے کی تکلیف بچے کو نہ ہوجائے۔ جب کہ اس شخص کی بچے پر یہ شفقت بچے کے لئے نہ صرف یہ کہ نقصان دہ ہے بلکہ موت کا سبب ہے۔بس ایسے ہی نفس وروح پر رحم کر کے ان کی ہر بات کو قبول کر کے اس کی غلامی کا شکار ہونے والا بندہ اپنی دنیا وآخرت کا نقصان کرتا ہے۔اس لئے کہ مرض سے مریض تباہ وبرباد ہوتا ہے ایسے ہی نفس وروح اگر احکامِ خداوندی کی مخالفت کریں تو یہ مخالفت بندے کوتباہ وبرباد کردیتی ہے۔

دانا وہ ہے

بزرگانِ دین اپنی خانقاہوں میں نفس وروح کے تزکیہ وتصفیہ میں جوخصوصی توجہ دے کر مریدین ومعتقدین کو دارین میں پیش آنے والے نقصانات سے بچاتے ہیں،لہٰذا دانا وہ ہے جو انسان اللہ والوں کی صحبت اختیار کرے اور ہر وقت اپنے نفس کی گوشمالی کرے اور روح کو سنوارنے میں کبھی کوتاہی نہ کرے۔ضروری ہے کہ نفس کی گوشمالی اور روح کی تادیب کے لئے شیخ کامل کی خاص توجہ کا مرکز بنے تاکہ وہ صراطِ مستقیم پر چلنے کے لئے دونوں جہاں میں رہنمائی کریں اور وہی صحیح راہ ہے جس پر چل کر بندہ منزلِ مقصود تک پہونچ سکتا ہے اور وہی دانا ہے۔

عذابِ الٰہی

حضور تاجدار مدینہ ارواحنا فداہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس بستی میں زنا اور سود ظاہر ہوجائے تو انہوں نے اپنے لئے اللہ تعالیٰ کے عذاب کو حلال کرلیا۔

ایک حدیث شریف میں ہے ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں بوڑھے زانی پر

لعنت کرتی ہیں اور زانیوں کی شرم گاہ کی بدبو جہنم والوں کو اِیذا دے گی۔
نیز ارشاد فرمایا جس قوم میں زنا ظاہر ہوگا وہ قحط میں گرفتار ہوگی اور جس قوم میں رِشوت کا ظہور ہوگا وہ رُعب میں گرفتار ہوگی۔ (دوسرے سے مرعوب اور خوفزدہ رہے گی)

زانی کا ایمان

بخاری ومسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا زِنا کرنے والا جب زنا کرتا ہے تو مومن نہیں رہتا اور چور جس وقت چوری کرتا ہے مومن نہیں رہتا اور شرابی جس وقت شراب پیتا ہے مومن نہیں رہتا۔ اور نسائی کی روایت میں ہے کہ جب کوئی ان افعال کو کرتا ہے تو اسلام کا پٹہ اپنی گردن سے نکال دیتا ہے۔ پھر اگر سچے دل سے توبہ کرلے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔

آگ کے تَنُّور میں

سید المحدّثین حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب صحیح بخاری شریف میں ایک طویل حدیث روایت کی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: رات میں نے دیکھا کہ دو شخص میرے پاس آئے اور مجھے زمین مقدس کی طرف لے گئے (اس حدیث شریف میں چند مشاہدات بیان فرمائے ان میں ایک یہ بھی ہے جو ہم مضمون کی مناسبت سے پیش کررہے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا) ہم ایک سوراخ کے پاس پہنچے جو تنور کی طرح اوپر سے تنگ ہے اور نیچے کشادہ، اس میں آگ جل رہی ہے اور اس آگ میں کچھ مرد اور عورتیں برہنہ ہیں۔ جب آگ کا شعلہ بلند ہوتا ہے تو وہ لوگ اوپر آجاتے ہیں اور جب شعلے کم ہوتے ہیں تو شعلے کے ساتھ وہ بھی اندر چلے جاتے ہیں۔ (یہ کون لوگ ہیں؟ ان کے متعلق بیان فرمایا کہ) یہ زانی مرد اور زانی عورتیں ہیں۔ (اسلام میں پردہ: ۲۰)

بربادی ہی بربادی

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! زنا جیسے بد ترین فعل سے اللہ جل جلالہٗ اور اس کے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ناراضگی بندے کا مقدر تو بَن ہی جاتی ہے اس کے ساتھ ساتھ اس فعل کے ارتکاب کرنے والوں کو جو دنیوی نیز جسمانی نقصانات ہوتے ہیں اُس کے تصور سے ہی عقلِ انسانی کانپ جاتی ہے۔ ذیل میں ہم رونما ہونے والے چند نقصانات کی جھلکیاں پیش کررہے ہیں:

۱۔ بلاؤں کا نزول ہوتا ہے۔
۲۔ دشمن غلبہ پاتا ہے۔
۳۔ رزق میں تنگی آتی ہے۔
۴۔ عزت وہیبت کا زیاں ہوتا ہے۔
۵۔ عمر سے برکت جاتی ہے۔
۶۔ ملک ودولت میں بربادی آتی ہے۔
۷۔ نت نئی بیماریاں فروغ پاتی ہیں۔
۸۔ دعائیں قبولیت سے محروم رہتی ہیں۔
۹۔ عذابِ خداوندی کسی نہ کسی شکل میں تباہی پھیلاتا ہے۔
۱۰۔ روح کی نورانیت پر نفس کی ظلمت وتاریکی غلبہ پالیتی ہے۔
۱۱۔ زنا کا مرتکب مرجائے تو عذابِ آخرت کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے۔

(اسلام میں پردہ: ۲۰)

مولائے کریم اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل تمام مسلمانوں کو اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں دارین میں عزت وسرخروئی سے سرفراز فرمائے۔

اب ہم ذیل میں اسلامی ماحول میں عفت و پاکدامنی کی زندگی گزارنے والے صالح افراد کے چند واقعات پیش کرتے ہیں جنہوں نے محض خوفِ الٰہی کی بنیاد پر زندگی گزارنے کا وہ انمول نمونہ ملت کے سامنے پیش کیا کہ اگر آج کا مسلمان اُن کے اُسوۂ حسنہ پر عمل کرے تو اُس کی دُنیا اور آخرت دونوں سنور جائے گی۔

زنا سے توبہ پر انعام

دورِ قدیم میں ایک قصاب اپنے ہمسائے کی باندی پر عاشق ہوگیا، اس سے ملنے کے حیلے بہانے ڈھونڈھتا مگر موقع نصیب نہ ہوتا۔ اتفاق سے پڑوسی نے اپنی باندی کو کسی کام سے قریب کے گاؤں بھیجا، اس کا وہ عاشق زار بھی موقع غنیمت جان کر چل پڑا، تنہائی ہوئی تو مطلب برآری کی باتیں کرنے لگا.......... باندی نے کہا، جتنا تو مجھے چاہتا ہے اس سے زیادہ میں تجھے چاہتی ہوں، تیرے دل میں جتنی طلب ہے میرا دل تجھ سے ملنے کے لیے اس سے کہیں زیادہ بے قرار ہے۔ مگر ایسا نہیں ہوسکتا کیونکہ مجھے خدائے تعالیٰ سے خوف لگتا ہے، قصاب نے کہا، اگر تو خدا سے خائف ہے تو میں بھی خدا سے کیوں نہ ڈروں؟ آؤ ہم دونوں ارادۂ بد سے باز رہنے کا عہد کریں، عاشق بے تاب اس کے بعد لوٹ پڑا۔ اسی دوران اسے شدت کی پیاس محسوس ہوئی، دھوپ کی تمازت نے اسے پریشان کردیا، بے حال ہوکر لڑکھڑانے لگا، اسی راہ سے پہلے کے انبیاء میں سے کسی نبی کا قاصد گزر رہا تھا، اس کی پیاس کا حال دیکھ کر رُک گیا اور مشورہ دیا کہ آؤ ہم دونوں خدا سے دعا کریں کہ گاؤں پہونچنے تک ہم پر اَبر کا سایہ بھیج دے۔ عاشق نے کہا: میں اپنے ذخیرۂ مال میں کوئی ایسی نیکی نہیں پاتا جس کے ذریعہ اتنی بڑی دعا کروں، البتہ تم نبی کے قاصد ہو تم دعا کرو، قاصد نے کہا بہتر ہے میں دعا کرتا ہوں تم آمین کہو، الغرض دونوں نے التجا کی اور بادل کا ایک ٹکڑا اُن کے سروں پر سایہ فگن ہوگیا۔ دونوں جب گاؤں میں داخل ہوئے اور دونوں کی راہیں جدا جدا ہونے لگیں،

قصاب اپنے گھر کی طرف چلا اور قاصد نے اپنی راہ پکڑی تو بادل قصاب کے اُوپر سایہ بن کر رہا۔ نبی کا قاصد یہ دیکھ کر لوٹا اور پوچھنے لگا تم تو کہتے تھے تم نے کوئی قابل قدر نیکی نہیں کی۔تو یہ اثرات کیسے ظاہر ہورہے ہیں؟ پھر عاشق قصاب نے اپنے توبہ کا واقعہ کہہ سنایا۔قاصد پکاراُٹھا: خدا کے نزدیک توبہ کرنے والے کا مقام نہایت بلند ہے''۔

رات کو ایک غار

حضرتِ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ زمانہ گزشتہ میں تین آدمی کہیں جارہے تھے، رات کو ایک غار میں ٹھہرے، ایک پتھر پہاڑ سے گر کر اس غار کا منہ بند ہو گیا، آپس میں کہنے لگے اپنے اپنے عمل صالح کو یاد کرکے اللہ سے دعا مانگو شاید ان کی برکت سے یہ پتھر سرک جائے۔

پہلے نے کہا کہ الٰہی! تو جانتا ہے کہ میرے ماں باپ بوڑھے اور میں شام کو کھانا پہلے ان کو کھلا دیتا تھا پھر گھر والوں اور جانوروں کو دیتا تھا، ایک روز مجھے چارہ لانے میں دیر ہو گئی تو وہ سو گئے اور ان کے لئے دودھ دُوہ کر ان کے پاس لے گیا تو انہیں سوتا پایا۔ مجھے جگانا نامناسب نظر آیا، پیالہ ہاتھ میں لئے ان کے پاس صبح تک کھڑا رہا، میرے بچے میرے پاؤں پکڑ کر روتے رہے مگر میں نے ماں باپ سے پہلے ان کو دینا اچھا نہ جانا۔ جب صبح کو وہ جاگے اور پی چکے پھر اوروں کو دیا۔ الٰہی اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میں نے تیری رضا کے لئے کیا ہے تو اس بلا سے نجات دلا، اس کی دعا سے وہ پتھر اتنا ہٹ گیا کہ آسمان نظر آنے لگا۔

دوسرے نے کہا الٰہی! تو جانتا ہے کہ میں اپنی چچا کی لڑکی پر عاشق تھا اور اس سے برائی کی خواہش ظاہر کی مگر اس نے انکار کر دیا، جب اس کو قحط سالی میں تکلیف ہوئی تو میرے پاس آئی میں نے ایک سو بیس اشرفیاں دیں بشرطیکہ میرے مقصد میں مجھ سے انکار نہ کرے، اس نے میرا کہنا مان لیا لیکن میں نے اس سے صحبت کرنا چاہا تو اس نے

کہا کہ اللہ کا خوف کر، ناحق میری بے عزتی نہ کر۔ میں ڈر گیا اور اس کو چھوڑ دیا اور جو کچھ دے چکا تھا وہ نہ لیا اور محبت بھی بدستور رکھی۔ الٰہی اگر میں نے یہ امر تیرے خوف سے چھوڑا تھا تو ہماری مصیبت ٹال دے اس کی دعا سے وہ پتھر تھوڑا اور سرک گیا مگر ایسا راستہ نہ ہوا کہ اس میں سے نکل سکیں۔

تیسرے نے کہا الٰہی! میں نے ایک بار چند مزدوروں کو کام پر لگایا تھا اور تمام کی مزدوری ادا کر دی تھی مگر ایک مزدور اپنی مزدوری چھوڑ کر چلا گیا، میں نے اس مال کو اس کے پیچھے بڑھایا یہاں تک کہ بہت سا مال ہو گیا۔ جب ایک مدت کے بعد مزدور مانگنے آیا تو میں نے جس قدر اس کا مال تھا اونٹ اور گائے اور بکری سب دکھایا اور کہا کہ یہ سب تیرا ہے، اس نے کہا کہ بندۂ خدا کیا ہنسی کرتے ہو۔ میں نے کہا ہنسی نہیں ہے، یہ تیری ہی مزدوری کی تجارت سے ہوئے ہیں، ان کو لے جا۔ وہ ان سب کو ہانک کر لے گیا اور کچھ نہ چھوڑا، الٰہی! اگر میں نے یہ تیری رضا کی خاطر کیا تھا تو ہم کو اس بلا سے نجات عطا فرما، پس اس کی دعا کے بعد وہ پتھر بالکل علیٰحدہ ہو گیا اور سب نے اپنی اپنی راہ لی۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس واقعہ سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ اگر بندہ اپنی زندگی کے ہر کام میں خوفِ خُدا عزوجل اور شرمِ نبی کو پیشِ نظر رکھے اور ہر بُرائی، گناہ کے سرزد ہونے کے وقت ان کا تصور جما لے اور پھر وہ گناہوں سے محض اُن کی رضا و خوشنودی کے لئے بچ جائے تو یقین جانئے ایسے ہی بندے کے لئے اللہ عزوجل کی رحمتیں انعام کی شکل میں روئے زمین پر بندے کو تلاش کرتی رہتی ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے بندہ اپنی تمام مصیبتوں سے نجات اور چھٹکارا پا جاتا ہے اور اُسے ایسا دائمی سکون و قرار میسر آ جاتا ہے کہ دُنیا والے اُسے دیکھ کر انگشت بدنداں رہتے ہیں۔ اللہ عزوجل اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے ہم تمام کو اپنی رضا والی زندگی نصیب فرمائے۔

زنا سے بچنے کے طریقے

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! جس طرح انسان نفس و شیطان کے فریب میں آکر زنا جیسے بدترین فعل کا مرتکب ہوتا ہے ایسے ہی اگر انسان خدا اور رسول کا خوف رکھے اور اپنے اعضا پر اسلامی قوانین کا پہرہ بٹھا دے مثلاً آنکھ، دل، ہاتھ، پاؤں وغیرہا پر اسلامی فکر کو غالب رکھے تو ایسا بندہ یقیناً گناہوں سے بآسانی بچ سکتا ہے۔ ہم ذیل میں اس عظیم فتنہ سے بچنے کی ترکیبیں بیان کررہے ہیں۔

☆ فتنۂ زنا سے بچنے کے لئے نظروں کو نیچی رکھیں۔

☆ عورتیں اجنبی مردوں سے نرم اور لچکدار گفتگو کرنے سے قطعاً پرہیز کریں۔

☆ غیر محرم کی آواز، زیوروں کی جھنکار، گانے بجانے کی عادت، ایسی محفلوں سے ہمیشہ پرہیز لازم کرلیں۔

☆ عورتیں ہرگز خوشبو نہ استعمال کریں کیوں کہ خوشبو بھی ہیجان پیدا کرتی ہے یعنی شہوت کو ابھارتی ہے۔

☆ عریانیت سے پرہیز کریں کیوں کہ اسلام میں لباس کی اہمیت و زینت سے زیادہ بدن کو چھپانا ضروری ہے اور وہ عورت اور مرد دونوں کو اپنے اپنے جسم کے وہ حصے چھپانا ضروری ہے جن میں جنسی کشش پائی جاتی ہے نیز عورت کو غیر مردوں سے پورا جسم چھپانا ضروری ہے۔

☆ عریانیت سے پرہیز اس لئے بھی ضروری ہے کہ اسلامی قانون ایسی بے حیائی کو کسی حال میں برداشت نہیں کرتا۔

☆ ضروری ہے کہ میاں، بیوی خود بھی کسی کے سامنے ایسے حرکات و سکنات سے پرہیز کریں جو ان کی تنہائی کی حرکتیں ہیں۔ اسلام تو یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ میاں بیوی ایک دوسرے کے سامنے بلا ضرورت ننگے ہوں۔

میاں، بیوی بھی پردہ کریں

ابن ماجہ شریف کی روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں جب تم میں سے کوئی اپنی بیوی کے پاس جائے تو وہ پردہ کرے، بالکل ننگے نہ ہوں گدھوں کی طرح۔ (ابن ماجہ)

اور ترمذی شریف کی روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی برہنہ (ننگے پن کی حالت میں) ہوتو وہ فرشتے جو اس پر متعین ہیں اس سے جدا ہو جاتے ہیں سِوائے رفع حاجت اور مباشرت کے۔(ترمذی شریف)

حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آیات بیّنات کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ شرک نہ کرو، چوری نہ کرو، زنا کاری نہ کرو اور اس جان کو نہ قتل کرو جس کو اللہ نے حرام فرمایا ہے مگر حق کے ساتھ، کسی بے قصور کو بادشاہ کے سامنے قتل کے لئے پیش نہ کرو، جادو مت کرو، سود مت کھاؤ، کسی پاک دامن عورت کو زنا کی تہمت نہ لگاؤ، جہاد کفار کے وقت میدانِ جنگ چھوڑ کر نہ بھاگو اور خاص یہودیوں کے لئے یہ کہ سنیچر کے دن کا احترام کریں۔(مشکوٰۃ، ابوداؤد و ترمذی)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! قربان جایئے اسلام کے پاکیزہ نظام پر کہ اُس نے میاں، بیوی کی ملاقات کو اہم درجہ ہی نہیں دیا بلکہ پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی اہم ترین سُنت قرار دیا جیسا کہ رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کا خود مفہوم ہے۔اُس سے منہ موڑنے والا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دور ہو جاتا ہے مگر ایسے عالم میں بھی میاں، بیوی کو خصوصی تاکید کی جارہی ہے کہ وہ اپنے مخصوص عمل کے وقت بھی پردہ کریں۔غور کرنے کا مقام یہ ہے کہ اسلام ایسے نازک موڑ پر بھی پردے کی پابندی بجا لانے کا حکم صادر فرما رہا ہے تو بھلا

بازار، گارڈن، سیر و تفریح گاہ وغیرہا میں بے پردہ ہونے کی کیسے اجازت دے گا کہ بے پردگی ہی معاشرہ کے اخلاقی بگاڑ کا سبب ہے۔ میاں، بیوی کو بھی خصوصی موقع پر پردے کی پابندی کرنے کا سبب یہی ہے کہ آنے والی نسلوں کی اخلاقی نشو و نما ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر حال میں معاشرے کی اصلاح کرنے اور اپنی اور اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا جوئی کی توفیق عطا فرمائے۔

آمِیْنَ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَ التَّسْلِیْمِ

لواطت کی نحوست

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! لواطت ایسا گندا اور گھناؤنا کام ہے جو زنا سے بدتر اور گناہِ کبیرہ ہے اور جہنم میں لے جانے والا فعل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں قومِ لوط کو جنھوں نے سب سے پہلے یہ فعل بد کیا تھا بار بار بدترین مجرم قرار دیا اور قرآن مجید میں کہیں ان لوگوں کو ''مُجْرِمِیْنَ'' کہیں ''مُسْرِفِیْنَ'' کہیں ''ظَالِمِیْنَ'' کہیں ''فَاسِقِیْنَ'' فرمایا۔ مجرم کا معنیٰ ہے جرم کرنے والا، مسرف کا معنیٰ ہے کسی چیز کو ناجائز طریقے پر استعمال کرنے والا، ظالم کا معنی ہے کسی چیز کو اس کے غیر محل میں رکھنے والا اور فاسق کا معنیٰ ان باتوں کا مرتکب ہونے والا عند الشرع ناجائز یا حرام ہوں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس بدفعلی میں مبتلا لوگوں کو ان الفاظ سے یاد کر کے ان لوگوں کے جرموں کا اعلان اور اس فعلِ بد کی مذمت کا بیان فرمایا۔

لواطت کی ابتدا

اس بدعملی کی ابتدا کس طرح ہوئی اس کے حوالے سے صاحبِ روح البیان تحریر فرماتے ہیں کہ شہرِ سَدُوم جہاں قومِ لوط آباد تھی، اس کی بستیاں بہت آباد اور نہایت

سرسبز وشاداب تھیں اور وہاں طرح طرح کے اناج اور قسم قسم کے پھل اور میوے بکثرت پیدا ہوتے تھے۔ شہر کی خوشحالی کی وجہ سے اکثر جا بجا کے لوگ مہمان بن کر ان آبادیوں میں آیا کرتے تھے اور شہر کے لوگوں کو ان مہمانوں کی مہمان نوازی کا بار اٹھانا پڑتا تھا۔ اس لئے اس شہر کے لوگ مہمانوں کی آمد سے بہت ہی کبیدہ خاطر اور تنگ ہو چکے تھے مگر مہمانوں کو روکنے اور بھگانے کی کوئی صورت نظر نہیں آرہی تھی۔ اس ماحول میں ابلیس لعین ایک بوڑھے کی صورت میں نمودار ہوا اور ان لوگوں سے کہنے لگا کہ اگر تم لوگ مہمانوں کی آمد سے نجات چاہتے ہو تو اس کی یہ تدبیر ہے کہ جب بھی کوئی مہمان تمہاری بستی میں آئے تو تم لوگ زبردستی اس کے ساتھ بدفعلی کرو چنانچہ سب سے پہلے ابلیس خود ایک خوبصورت لڑکے کی شکل میں مہمان بن کر اس بستی میں داخل ہوا اور ان لوگوں سے خوب بدفعلی کرائی۔ اس طرح یہ فعل بد ان لوگوں نے شیطان سے سیکھا۔ پھر رفتہ رفتہ اس بُرے کام کے یہ لوگ اس قدر عادی بن گئے کہ عورتوں کو چھوڑ کر مردوں سے اپنی شہوت پوری کرنے لگے۔ مَعَاذَ اللّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ (روح البیان، ج:۳، ص:۱۹۷)

اس وقت اس قوم کے پیغمبر حضرت لوط علیہ السلام تھے، انہوں نے جب اپنی قوم میں اس بدفعلی کو پھیلتے ہوئے دیکھا تو انہیں اس فعل بد سے منع فرمایا اور انہیں نصیحت فرمائی۔ جیسا کہ قرآنِ عظیم میں ارشاد ہوا ''وَ لُوۡطًا اِذۡ قَالَ لِقَوۡمِہٖۤ اَتَاۡتُوۡنَ الۡفَاحِشَۃَ مَا سَبَقَکُمۡ بِہَا مِنۡ اَحَدٍ مِّنَ الۡعٰلَمِیۡنَ ○ اِنَّکُمۡ لَتَاۡتُوۡنَ الرِّجَالَ شَہۡوَۃً مِّنۡ دُوۡنِ النِّسَآءِ ؕ بَلۡ اَنۡتُمۡ قَوۡمٌ مُّسۡرِفُوۡنَ ○'' اور (ہم نے) لوط علیہ السلام کو بھیجا جب اس نے اپنی قوم سے کہا کیا وہ بے حیائی کرتے ہو جو تم سے پہلے جہاں میں کسی نے نہ کی۔ تم تو مردوں کے پاس شہوت سے جاتے ہو عورتیں چھوڑ کر بلکہ تم لوگ حد سے گزر گئے۔

(پ/۸، سورۂ اعراف، آیت/۸۰-۸۱)

مگر وہ لوگ شیطان کے دامِ فریب میں اس طرح پھنس چکے تھے کہ اللہ

عزوجل کے سچے پیغمبر حضرت لوط علیہ السلام کی بات نہ مانی اور اس بھیانک جرم میں مبتلا رہے اور نہایت ہی بے باکی سے اس فعلِ بد کو کرتے رہے۔

قومِ لوط پر عذاب و تباھی

جب ان کی بے باکی حد سے تجاوز کرگئی تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کی گرفت فرمائی اور ان کی بستی کو تہس نہس کرنے کے لئے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ چند فرشتوں کو اس بستی میں بھیجا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام ان فرشتوں کو ہمراہ لے کر حضرت لوط علیہ السلام کے گھر میں مہمان بن کر حاضر ہوئے، یہ سب فرشتے بہت ہی حسین وجمیل لڑکوں کی شکل میں تھے۔ ان حسین مہمانوں کے حسن و جمال کو دیکھ کر قومِ لوط کو بدکاری کا خیال آیا، اس ارادہ سے انہوں نے حضرت لوط علیہ السلام کے گھر کا محاصرہ کرلیا اور آپ کے گھر کی دیوار پر چڑھنے لگے۔ اپنی قوم کی اس وحشیانہ کیفیت کو دیکھ کر حضرت لوط علیہ السلام کو اپنے مہمانوں کی بے عزتی اور مہمانوں کے سامنے اپنی رسوائی کا اندیشہ ہوا جس کے سبب آپ رنجیدہ ہوئے۔ یہ منظر دیکھ کر حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے فرمایا اے اللہ کے نبی! آپ بالکل کوئی فکر نہ کریں، ہم لوگ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں جو ان بدکاروں پر عذاب لے کر اُترے ہیں۔

پانچ بستیاں تباہ

حضرت لوط علیہ السلام اپنے گھر والوں اور مومنین کو ہمراہ لے کر دوسرے شہر کو روانہ ہوگئے۔ یہاں حضرت جبرئیل علیہ السلام اس شہر کی پانچوں بستیاں اپنے پر میں اٹھا کر آسمان کی طرف بلند ہوئے اور کچھ اوپر جا کر ان بستیوں کو الٹ دیا اور یہ آبادیاں زمین پر گر کر چکنا چور ہوکر زمین پر بکھر گئیں۔ پھر کنکر کے پتھروں کا مینھ برسا اور اس زور کی سنگباری ہوئی کہ قومِ لوط کے تمام لوگ مر گئے۔ قومِ لوط کے عذاب کا ذکر کرتے ہوئے قرآنِ مجید میں ارشاد ہوا: وَ اَمۡطَرۡنَا عَلَیۡهِمۡ مَّطَرًا ؕ فَانۡظُرۡ كَیۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الۡمُجۡرِمِیۡنَ ۞ اور

ہم نے ان پر (پتھروں کا) ایک مینہ برسایا تو دیکھو کیسا انجام ہوا مجرموں کا۔

(پ ۸، سورۂ اعراف، آیت ۸۴)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! قرآنِ مقدس ساری انسانیت کے لئے ایک رہنما کتاب ہے، اس میں جابجا احکام ومسائل کے ساتھ ساتھ گزشتہ اقوام کی نافرمانیوں اوران پر اترنے والے عذاب کا بھی تذکرہ فرمایا گیا ہے محض اس لئے کہ نبی اکرم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت کے جولوگ انجانے میں یا شیطان کے ورغلانے کی وجہ سے بُرائیوں میں مبتلا ہوکر اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھتے ہیں وہ ان واقعات سے عبرت حاصل کر کے آئندہ کے لئے ان گناہوں سے باز رہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ سارے مسلمانوں کو ایسے گھناؤنے فعل سے محفوظ و مامون فرمائے اور ہمارے دلوں کو اپنی طاعت و بندگی کی جانب پھیر دے۔

لواطت کی مذمت احادیث کی روشنی میں

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کی تخلیق فرمائی اور اُس میں شہوت کا مادّہ رکھا نیز اُس کی تکمیل کے لئے عورت کی تخلیق فرمائی اور اُس سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے قواعد وضوابط متعین فرمائے اور نکاح کو مرد وعورت کے درمیان فائدہ حاصل کرنے کا جائز طریقہ عطا فرمایا تاکہ اِن کے شہوت کی تکمیل بھی ہو جائے اور نسل انسانی فروغ بھی پائے۔ مگر انسان شیطان کے فریب میں آکر خُدا کے عطا کردہ جائز طریقہ کو استعمال کرنے کی بجائے اپنی شہوت کا غلط انداز سے استعمال کرنے لگا جس کی بنیاد پر سماج اور معاشرہ میں فتنہ وفساد اور بے حیائی و بے شرمی عام ہوگئی۔ اسلام اور بانیِ اسلام نے معاشرہ کو صاف وستھرہ کر کے پاکیزہ نظام قائم کرنے کے لئے ایسے بیہودہ اور بدترین فعل سے لوگوں کو منع فرمایا اور اُس کے ذریعہ ہونے والے دُنیا وآخرت کے

نقصانات اور بھیانک انجام سے آگاہ فرمایا۔ چنانچہ لواطت کی مذمت کے حوالے سے آپ قرآنی آیات نیز اُس کی تشریحات ملاحظہ فرما چکے اب اُسی سے متعلق ہم محسنِ انسانیت ہادئ قوم وملت رحمتِ عالم نورِ مجسم فخرِ آدم و بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چند ارشاداتِ مبارکہ پیش کر رہے ہیں۔

سب سے زیادہ خوف

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سب سے زیادہ جس چیز کا مجھے اپنی امت پر خوف ہے وہ قومِ لوط کا عمل ہے۔ (مشکوٰۃ، ج:۲، ص:۳۱۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سارے عالم کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے، آپ کو ہرگز گوارا نہ ہوگا کہ آپ کی امت کبھی کسی گناہ میں مبتلا ہو کر قہار و جبار مولیٰ کے عتاب و عذاب کی شکار ہو جیسا کہ قرآن مقدس فرماتا ہے "لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُ وْ فٌ رَّحِيْمٌ o" بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے، تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان۔

(پ/۱۱، سورۂ توبہ، آیت/۱۲۸)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ مذکورہ حدیث شریف میں خصوصی طور پر آپ کا اپنی امت کے لئے اس فعلِ بد میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ظاہر کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ دیگر بداعمالیوں اور گناہوں کے مقابلے میں قومِ لوط کا عمل بے حد قبیح اور اس کا مرتکب عذاب و عتابِ الٰہی کا حد درجہ حقدار ہے جیسا کہ ایک مقام پر اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صاف لفظوں میں اس کی وضاحت فرمائی "اللہ

تعالیٰ کے نزدیک نطفہ کو حرام کاری میں صرف کرنے سے بڑا کوئی گناہ نہیں ہے‘‘۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں اپنے حفظ وامان میں رکھے۔

جنت کی خوشبو سے محروم

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت کی خوشبو پانچ سو سال کے سفر کی دوری سے آئے گی مگر لوطی اس سے محروم رہے گا۔

بد فعلی نہ کرو

حضرت خُزیمہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضور نبیِ اکرم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ حق بات کہنے سے نہیں شرماتا ہے تم لوگ عورتوں سے ان کے پیچھے کے مقام میں جماع نہ کرو۔
(مشکوٰۃ، ترمذی وغیرہ)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ تبارک وتعالیٰ نے عورتوں کو نسلِ انسانی کے فروغ کا ایک اہم ذریعہ بنایا ہے اور نکاح کو مشروع فرما کر ہمارے لئے مباشرت کو حلال فرمایا مگر اس کے باوجود کچھ لوگ ایسے ہیں جو خود اپنی بیویوں کے ساتھ اِغلام بازی اور لواطت کا کام انجام دیتے ہیں، حتی کہ بعض حضرات ’’نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۠ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ‘‘ کو اس فعل بد کے لئے دلیل بناتے ہیں مگر شاید وہ اس بات سے غافل ہیں کہ اللہ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس بات سے منع فرمایا ضرور اس میں کوئی نہ کوئی حکمت ہے۔ اغلام خواہ وہ مرد مرد کے ساتھ کرے یا مرد عورت کے ساتھ یا عورت عورت کے ساتھ اس کی ساری صورتیں عند الشرع حرام قطعی ہیں، جس کا منکر کافر اور عامل سخت سزاؤں کا حقدار اور دنیا وآخرت میں ملعون ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جملہ مسلمین کو اس فعلِ بد سے محفوظ فرمائے۔

قتل کر دو

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو تم قومِ لوط کا عمل کرتے ہوئے پاؤ تو فاعل و مفعول دونوں کو قتل کردو۔ (ترمذی، ج:۱،ص:۱۷٦)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اسلام ایک پاکیزہ مذہب ہے، اس نے اس دنیا سے جرائم اور غیر فطری کاموں کو ختم کرنے کے لئے حدود متعین فرمائے ہیں، مذکورہ بالا حدیث میں لواطت میں مبتلا فاعل ومفعول دونوں کو قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اس سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ بدفعلی میں مبتلا شخص کو جینے کا کوئی حق نہیں ہوتا کیوں کہ ایسا شخص پورے معاشرہ کو تباہی کے دہانے پر پہنچا دیتا ہے اور پورے ماحول کو پراگندہ کر کے رکھ دیتا ہے۔ اسی لئے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس بدفعلی میں مبتلا لوگوں کو قتل کرنے کا حکم فرمایا تا کہ دوسرے لوگ اس عبرتناک سزا کو دیکھ کر اس عمل سے باز رہیں۔ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے اوپر دیوار گرادیں یا اونچی جگہ سے اسے اوندھا کر کے گرائیں اور اس پر پتھر برسائیں یا اسے قید میں رکھیں یہاں تک کہ مرجائے یا توبہ کرے اور اگر چند بار یہ فعلِ بد کیا ہو تو بادشاہِ اسلام اسے قتل کر ڈالے۔ الغرض اغلام بازی نہایت ہی سنگین جرم ہے اور اس کی سزا دنیا میں بھی بہت سخت ہے اور آخرت میں بھی۔ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں اس فعلِ بد سے محفوظ فرمائے۔

وہ ملعون ہے

حضرت عمرو بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جو قوم لوط کا عمل کرے وہ ملعون ہے۔ (ترمذی، ج:۱،ص:۱۷٦)

اسی طرح حضرت ابوسعید خُدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آخری

زمانے میں کچھ لوگ ہوں گے جو 'لوطیہ' کہلائیں گے اور یہ تین قسم کے لوگ ہوں گے۔ ایک تو وہ جو صرف لڑکوں کی صورتیں دیکھیں گے اور ان سے بات چیت کریں گے دوسرے وہ ہوں گے جو لڑکوں سے مصافحہ اور معانقہ بھی کریں گے تیسرے وہ لوگ ہوں گے جو ان لڑکوں کے ساتھ بدفعلی کریں گے تو ان سبھوں پر اللہ کی لعنت ہے مگر جو لوگ توبہ کرلیں گے اللہ تعالیٰ ان کی توبہ کو قبول فرمالے گا اور وہ لعنت سے بچے رہیں گے۔

(کنز العمال، ج:۵،ص:۱۸۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! لعنت کا معنیٰ ہے ''اللہ کی رحمت سے دور ہونا'' اور ملعون کا معنیٰ ہے ''جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے دور کردیا ہو'' پہلی حدیث میں تو مطلق بدفعلی کرنے والے کی مذمت بیان کی گئی ہے مگر دوسری حدیث میں تو کسی خوبصورت لڑکے کے چہرے کو شہوت سے دیکھنے، اس سے شہوت سے بات چیت کرنے اور مصافحہ ومعانقہ کرنے کو بھی لعنت کے کاموں میں شمار فرمایا ہے۔ اللہ اکبر!

بہت سارے لوگ اَمرد (وہ نوعمر لڑکا جس کو دیکھ کر شہوت پیدا ہو) سے بات چیت کرنے، ان سے مصافحہ ومعانقہ کرنے کو پسند کرتے ہیں، ان کے چہروں کو دیکھ کر اپنے دل کو سکون پہنچاتے ہیں، یہ ساری چیزیں اغلام بازی کی طرف داعی ہوتی ہیں اسی لئے اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان چیزوں کو لعنت کے کاموں میں شمار فرمایا۔

قومِ لوط کے ساتھ حشر

حضرت وکیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جو شخص قومِ لوط کا عمل کرتے ہوئے مرے گا اس کی قبر اس کو قومِ لوط میں پہنچادے گی اور اس کا حشر قومِ لوط کے ساتھ ہوگا۔　　(کنز العمال، ج:۵،ص:۱۸۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہم پر لازم ہے کہ ہم ہر اُس کام سے ہمیشہ پرہیز کریں جس سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا غضب نازل ہو۔ اللہ عزوجل اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل دنیا وآخرت میں ہمیں اپنے حفظ وامان میں رکھے۔

آمِیْنَ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَ التَّسْلِیْمِ

☆☆☆☆☆

برکاتِ خشیتِ الٰہی

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کو پیدا فرمایا اور اسے دنیا کی بے شمار نعمتوں سے نوازا جن کا شمار ناممکن ہے جیسا کہ خدائے قدیر کا فرمان پاک ہے "وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ" اور اگر اللہ کی نعمتیں گنو تو انہیں شمار نہ کرسکو گے۔

(پ۱۴/، سورۂ نحل، آیت/۱۸)

اس لئے ہم پر لازم ہے کہ اس کا شکر ادا کریں اور نعمتوں کی ناقدری نہ کریں کہیں ایسا نہ ہو کہ ناشکری کے پاداش میں وہ نعمت ہم سے چھن جائے۔ قرآنِ پاک میں ہی اللہ رب العزت نے اپنے بندوں کو حکم دیا کہ کسی چیز سے خوف نہ کھائیں بلکہ اپنے دلوں میں صرف اور صرف میرے خوف کو جگہ دیں، اگر ایسا ہوا تو دنیا کی کوئی چیز انہیں نہ تو دہشت زدہ کرسکتی ہے اور نہ کسی کا رعب اُن پر طاری ہوسکتا ہے۔ مگر آج ہم دنیا کی ظاہری چمک دمک پر اس قدر فریفتہ ہوچکے ہیں کہ اللہ کا خوف دل سے نکل چکا ہے، آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم خوف خدا عزوجل کو اپنی زندگی کا جُز بنالیں۔

آیئے سب سے پہلے اپنے معبود برحق کے فرمان پر غور کریں کہ ہمارا معبود ہم

سے کس چیز کا مطالبہ فرما رہا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے "یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَ لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ" اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور ہرگز نہ مرنا مگر مسلمان۔ (پ۴، سورۂ آلِ عمران، آیت ۱۰۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اسلام اللہ رب العزت کے نزدیک کتنا محبوب دین ہے، پروردگارِ عالم زندگی کی آخری سانس تک اس مقدس دین پر محافظت و استقامت کا حکم فرماتا ہے۔ اس لئے کہ تقویٰ اور اسلام پر قائم رہنا ہی دونوں جہاں میں کامیابی کی ضمانت ہے۔

مجھ سے ہی ڈرو

ارشادِ باری تعالیٰ ہے "فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَ اخْشَوْنِ" تو لوگوں سے خوف نہ کرو اور مجھ سے ڈرو۔ (پ۶، سورۂ مائدہ، آیت ۴۴)

ایک اور مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے "وَ لَقَدْ وَصَّیْنَا الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ اِیَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ" اور بیشک تاکید فرمادی ہے ہم نے ان سے جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے اور تم کو کہ اللہ سے ڈرتے رہو۔

(پ۵، سورۂ نساء، آیت ۱۳۱)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ خوفِ خدا کا مطالبہ صرف ہم سے ہی نہیں کیا گیا بلکہ عام اہلِ کتاب کو خشیتِ ربانی کی دعوت دی جا رہی ہے۔ اور اللہ عزوجل کو یہ بات پسند ہے کہ بندہ صرف اس سے ڈرے۔ اس لئے کہ اللہ سے ڈرنے پر عزت جاتی نہیں بلکہ عزت و وقار میں اضافہ ہوتا ہے لیکن بندوں سے ڈرنے پر رسوائی، بے عزتی ہاتھ آتی ہے اور بندہ جو چاہے وہ ہو بھی نہیں سکتا اور اللہ جو چاہے وہی ہوتا ہے اور جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے دل سے ہر چیز کا خوف نکال دیتا ہے۔ اللہ ایسی کرم کی نظر فرمائے کہ ہم اسی سے

ڈریں اور دل کو اس کی خشیت سے لبریز کریں۔

اللہ رب العزت کا ارشادِ پاک ہے "یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلاً سَدِیْدًا o یُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ" اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کہو، تمہارے اعمال تمہارے لئے سنوار دیگا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ (پ۲۲،سورۂ احزاب، آیت ۷۰-۷۱)

ایک دوسری آیت میں ہے: وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰی o فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰی o اور وہ جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرا اور نفس کو خواہش سے روکا تو بے شک جنت ہی ٹھکانہ ہے۔

(پ۳۰،سورۂ نٰزعٰت، آیت ۴۱-۴۰)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! یقیناً ہم دنیا میں کسی طاقتور کے سامنے کھڑے رہنے سے ڈرتے ہیں اور خوف زدہ ہوتے ہیں لیکن دنیا کا کوئی بھی طاقتور ہمارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا اس لئے کہ اللہ عزوجل عزت و ذلت کا مالک ہے، اس کے سامنے کھڑے ہونے سے اگر کوئی ڈرا اور جوابدہی کے تصور سے خوفزدہ ہوا اور گناہوں سے رک گیا تو صرف خوش ہی نہ ہوگا بلکہ اپنے کرم سے اس بندے کو جنت بھی عطا فرمائے گا۔

ارشادِ خداوندی ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ یُؤْتِكُمْ كِفْلَیْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَ یَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ o اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ، وہ اپنی رحمت کے دو حصے تمہیں عطا فرمائے گا اور تمہارے لئے نور کر دے گا جس میں چلو اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا، مہربان ہے۔ (پ۲۷،سورۂ حدید، آیت ۲۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ سے ڈرنا

اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لانا کتنا مفید ہے کہ اللہ عزوجل ہم کو نور عطا فرمائے گا جس کی روشنی میں ہم چلیں گے اور وہ ہمارے گناہوں کو بخش دے گا۔ ہمارے لئے یہی بہت بڑی بات ہے کہ وہ ہم کو بخش دے۔ اس لئے کہ کثرت گناہ اور رب کی نافرمانی کی وجہ سے عذابِ الٰہی کے حقدار ہونے والوں کو اگر وہ کریم بخش دے تو اس سے بڑھ کر کون سا انعام ہوسکتا ہے۔

اللہ رب العزت کا فرمان ہے: مَنْ خَشِیَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَیْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِیْبِ o نِ ادْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ ؕ جو رحمٰن سے بے دیکھے ڈرتا ہے اور رجوع کرتا ہوا دل لایا ان سے فرمایا جائے گا جنت میں جاؤ سلامتی کے ساتھ۔ (پ۲۶، سورۂ ق، آیت ۳۳-۳۴)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہم اللہ عزوجل کو دیکھ نہیں رہے ہیں لیکن ہمارا ایمان ہے کہ وہ ہم کو دیکھ رہا ہے اور اسی تصور کو سامنے رکھتے ہوئے ہم گناہوں سے بچ گئے اور رک گئے تو اللہ عزوجل ہم کو اپنے فضل سے جنت میں داخل کرے گا۔

قیامت کے دن سے ڈرو

پروردگارِ عالم کا ارشاد ہے "یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا یَوْمًا لَّا یَجْزِیْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ۚ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَیْئًا ؕ" اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو اور اس دن کا خوف کرو جس میں کوئی باپ اپنے بچہ کے کام نہ آئے گا اور نہ کوئی کامی (کاروباری) بچہ اپنے باپ کو کچھ نفع دے۔ (پ۲۱، سورۂ لقمان، آیت ۳۳)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! بندہ بسا اوقات اپنی اولاد کے لئے خدا کی نافرمانی کر بیٹھتا ہے اور حلال وحرام کا بھی خیال نہیں کرتا۔ یاد رکھیں کہ وہی اولاد کل بروزِ قیامت ہمارے کسی کام نہیں آئے گی، بلکہ ہم خود اپنے اعمال کے جوابدہ ہوں گے۔ لہٰذا ہم کو چاہئے کہ ہم کسی کی خوشی کے لئے بھی اللہ کی نافرمانی نہ

کریں۔ اللہ ہم سب کو صحیح سمجھ عطا فرمائے اور خوفِ خدا کی دولت سے مالا مال فرمائے۔

خشیتِ الٰہی احادیث کی روشنی میں

احادیث نبویہ عَلٰی صَاحِبِهَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ میں ایسے لوگوں کی بے شمار فضیلتیں موجود ہیں۔ چند احادیث کریمہ پیش ہیں اُن میں غور کریں اور اپنے دلوں میں خدائے قہار وجبّار کا خوف بسائیں۔

سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے ''رَأْسُ الْحِكْمَةِ مَخَافَةُ اللّٰهِ''، یعنی اللہ تعالیٰ کا خوف حکمت ودانائی کا سرچشمہ ہے۔

دوزخ میں نہ جائے گا

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ کے خوف سے رونے والا جہنم میں داخل نہ ہوگا یہاں تک کہ دودھ تھنوں میں واپس آجائے۔ اور اللہ تعالیٰ کے راستے کی گرد وغبار اور جہنم کا دھواں جمع نہیں ہوسکتے۔ (ترمذی)

عذاب جہنم سے محفوظ دو آنکھیں

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دو آنکھیں ایسی ہیں جنھیں آگ نہیں چھوئے گی، ایک وہ آنکھ جو آدھی رات میں خوف خدا سے روئی اور دوسری وہ آنکھ جس نے راہِ خدا میں نگہبانی کرتے ہوئے رات گزاری۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی رحمت شافعِ امت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن ہر آنکھ روئے گی مگر جو آنکھ اللہ کی حرام کردہ چیزوں سے رک گئی، جو آنکھ راہِ خدا میں بیدار رہی اور جس آنکھ سے خوف الٰہی کی

وجہ سے مکھی کے پَر کے برابر آنسو نکلا وہ رونے سے محفوظ رہے گی۔ (مکاشفۃ القلوب)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج وہ لوگ جو گانا اور غزلیں اور فلمی اسٹوری سن کر روتے ہیں ان کو سمجھ لینا چاہئے کہ ان آنسوؤں کی اللہ کے نزدیک کوئی قیمت نہیں۔ البتہ خوفِ خدا سے جو آنسو نکلے وہ رائیگاں نہیں جائیں گے۔ اللہ عزوجل ہم سب کو اپنے خوف میں رونے والی آنکھیں عطا فرمائے۔

سایۂ رحمت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: سات لوگ اللہ جل شانہ کے سایۂ رحمت میں ہوں گے جب اس دن اس سایہ کے علاوہ کوئی اور سایہ نہ ہوگا۔

پہلا: عادل حکمراں۔

دوسرا: اللہ تعالیٰ کی عبادت میں پروان چڑھنے والا نوجوان۔

تیسرا: وہ شخص جس کا دل مسجد میں لگا رہتا ہو۔

چوتھا: وہ دو آدمی جو اللہ (کی رضا) کے لئے باہم محبت کرتے ہیں، اسی پر اکٹھا ہوتے ہیں اور اسی پر جدا ہوتے ہیں۔

پانچواں: وہ شخص جسے خاندانی خوبصورت عورت گناہ کی طرف بلائے تو کہہ دے: میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں۔

چھٹا: وہ آدمی جو اس قدر پوشیدگی سے صدقہ دیتا ہے کہ بائیں ہاتھ کو بھی علم نہیں ہوتا کہ داہنے ہاتھ نے کیا خرچ کیا۔

ساتواں: وہ شخص جو علیٰحدگی میں اللہ تعالیٰ کی یاد کرتا ہے تو (خوف خداوندی سے) اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج ہم اپنی

روزمرہ کی زندگی میں دیکھتے ہیں کہ دھوپ شدید ہو تو ہم راہ چلتے ہوئے تھوڑا سایہ ڈھونڈتے ہیں، کبھی دیوار کا کبھی درخت کا کبھی گاڑی وغیرہ کا۔لیکن کبھی ہم نے نہیں سوچا کہ قیامت میں تو صرف عرش کا سایہ ہوگا اور سورج بالکل قریب ہوگا، تانبے کی زمین ہوگی اور گرمی کی وجہ سے دماغ کھولتے ہوں گے۔ایسی گرمی میں اللہ عزوجل عرش کے سایہ میں اس کو جگہ عطا فرمائے گا جو مذکورہ صفات کا حامل ہوگا اور انہیں میں خوفِ خدا سے لرزہ براندام ہوکر آنکھیں اشکبار کرنے والا بھی ہے۔اللہ عزوجل ہم سب کو قیامت کے دن عرش کے سایہ میں اپنے فضل سے جگہ عطا فرمائے۔ (آمین)

گناہ جھڑتے ہیں

ابن ابی الدنیا کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب خوف خدا سے بندے کا جسم کانپتا ہے اور اس کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں تو اسکے گناہ ایسے جھڑتے ہیں جیسے سوکھے درخت سے پتے جھڑتے ہیں۔ (مکاشفۃ القلوب)

بے حساب جنت میں

اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ لوگوں نے آقائے دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ آپ کی امت کا کوئی بغیر حساب کے جنت میں جائے گا؟ پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں وہ شخص بغیر حساب کے جنت میں جائے گا جو اپنے گناہوں کو یاد کر کے روئے۔اللہ جل جلالہ کے نزدیک دو قطروں سے زیادہ کوئی قطرہ عزیز نہیں۔ایک آنسو کا وہ قطرہ جو خوفِ الٰہی سے نکلا ہو دوسرا خون کا وہ قطرہ جو خدا کی راہ میں بہایا جائے۔ (کیمیائے سعادت)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کوئی شخص آپ کی امت میں سے بغیر حساب بھی جنت میں جائے گا؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنے گناہوں کو یاد کر کے روئے گا وہ جنت میں

بغیر حساب جائے گا۔ (احیاء العلوم)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج نوجوانوں کا حال یہ ہے کہ اپنے جوانی کے گناہ کو یاد کر کے خوش ہوتے ہیں اور اس دور کو یاد کر کے فرحت محسوس کرتے ہیں، یہ ان کی نادانی اور ناسمجھی ہے۔ یاد رکھیں! گناہوں کو یاد کر کے افسوس کرنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کے خوف سے آنسو بہانا چاہئے۔ یہ رونا رائیگاں نہیں جائے گا بلکہ یہ اللہ کے نزدیک اتنا محبوب ہے کہ اللہ عزوجل قبر کے حساب سے محفوظ و مامون اور محشر میں بغیر حساب کے جنت عطا فرمادے گا۔

خشیتِ الٰہی اور محبوبِ خدا

بخاری و مسلم میں اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آپ نے کسی کام کے سلسلے میں رُخصت پر عمل کیا مگر لوگوں نے اس سے دوری اختیار کیئے رکھی۔ یہ خبر آپ تک پہونچی تو فرمایا: لوگوں کو کیا ہوگیا ہے جو میں کرتا ہوں اس سے دور رہ جاتے ہیں، خدا کی قسم! میں ان تمام سے اللہ کی معرفت زیادہ رکھتا ہوں اور اس سے زیادہ ڈرنے والا ہوں۔ (انسان کامل)

کاش میں پرندہ ہوتا

روایت ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ نے ایک مرتبہ درخت پر ایک پرندے کو بیٹھے دیکھا تو پرندے سے مخاطب ہوکر کہنے لگے اے پرندے! تمہیں خوشخبری ہو (تم کس قدر مزے میں ہو) اللہ کی قسم! میں چاہتا ہوں کہ میں بھی تمہاری طرح ہوتا، تم درختوں پر بیٹھتے ہو، پھل کھاتے ہو، پھر اڑ جاتے ہو، نہ تمہارا حساب ہوگا اور نہ تم پر کوئی عذاب ہوگا۔ اللہ کی قسم! میں چاہتا ہوں کہ راستے کے کنارے کا ایک درخت ہوتا، میرے پاس سے کوئی اونٹ گزرتا مجھے پکڑ کر اپنے منہ میں ڈال لیتا پھر وہ مجھے چباتا اور جلدی سے نگل لیتا اور پھر وہ مینگنی بنا کر نکال دیتا اور میں انسان نہ ہوتا۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام ومرتبہ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد سب سے ارفع واعلیٰ ہے لیکن اِس کے باوجود خشیتِ ربانی اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جوابدہی کا تصور کس حد تک انہیں ڈرارہا تھا۔ یہ وہ لوگ تھے جن کا دامن گناہوں سے پاک تھا، اللہ کے رسول نے جنہیں دنیا ہی میں جنت کی بشارت عطا فرمادی تھی۔ باوجود اس کے اس حد تک خوف کرتے اور لرزتے۔ ہمارا دامن تو نیکیوں سے خالی ہے پھر بھی اللہ عزوجل کا خوف وڈر ہمارے دل میں کماحقہٗ نہیں ہے۔ اللہ عزوجل صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صداقت وخشیت کا صدقہ ہم کو بھی عطا فرمائے۔

حضرت عمر اور خشیتِ الٰہی

حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ فرمایا اگر آسمان سے کوئی منادی یہ اعلان کرے کہ اے لوگو! ایک آدمی کے علاوہ باقی تم سب کے سب جنت میں جاؤ گے تو مجھے (اپنے اعمال کی وجہ سے) ڈر ہے کہ وہ ایک آدمی میں ہی ہوں گا اور اگر کوئی منادی یہ اعلان کرے کہ اے لوگو! ایک آدمی کے علاوہ باقی تم سب کے سب دوزخ میں جاؤ گے تو مجھے (اللہ رب العزت کے فضل سے) امید ہے کہ وہ ایک آدمی میں ہی ہوں گا۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! امیر المومنین سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نزدیک یہ ہے کہ آپ کے بعد کسی کے نبی ہونے کا امکان ہوتا تو حضرت عمر فارق ہوتے اور فاروقِ اعظم ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر اللہ عزوجل یہ ارشاد فرمائے کہ سب کو بخش دیا سوائے ایک کے تو ڈرتا ہوں کہ وہ ایک میں ہی نہ ہوں۔ کاش ہم سمجھتے اور خشیتِ ربانی کے پیکر بن کر اس قادرِ مطلق کے خوف سے لرزتے۔

حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کے متعلق منقول ہے کہ ایک

مرتبہ آپ کسی کام میں مصروف تھے، ایک شخص حاضر ہوا اور کہنے لگا فلاں شخص نے مجھ پر ظلم کیا ہے، آپ چل کر مجھے بدلہ دلوا دیجئے، آپ نے اسے ایک دُرّہ مار کر فرمایا کہ جب میں اس کام کے لئے بیٹھتا ہوں اس وقت تو آتے نہیں، جب دوسرے کاموں میں مشغول ہو جاتا ہوں تو شکایتیں لے کر آتے ہو اور کہتے ہو کہ چل کر بدلہ دلوا دیجئے، وہ شخص مایوس ہو کر چلا گیا پھر آپ نے ایک آدمی بھیج کر اس کو بلوایا اور اس کے ہاتھ میں درّہ تھما کر فرمایا کہ بدلہ لے لو، اس نے عرض کیا کہ میں نے اللہ کے واسطے معاف کیا، پھر آپ گھر تشریف لائے دو رکعت نماز پڑھی اور پھر اپنے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا اے عمر! تو کمینہ تھا اللہ عزوجل نے تجھ کو اونچا کیا، تو گمراہ تھا اللہ نے تجھ کو ہدایت دی، تو ذلیل تھا اللہ نے تجھے عزت دی، پھر لوگوں کا بادشاہ بنایا، اب ایک شخص آ کر کہتا ہے کہ مجھے ظلم کا بدلہ دلوا دو تو تو اس کو مارتا ہے، کل قیامت کے روز کیا جواب دے گا؟ اور پھر اسی طرح دیر تک اپنے آپ کو ملامت کرتے رہے۔　　(اسد الغابہ)

آج ظلم کرنے پر بندہ خوش ہوتا ہے اور اقتدار مل جائے تو غریبوں کا خون چوس کر اپنی عمارتیں اور محل تعمیر کر لئے جاتے ہیں۔ غریبوں کی مدد اور اعانت تو بہت دور کی بات ہے آج تو امیروں اور پیروں تک غریبوں کی رسائی بھی ممکن نہیں ہوتی۔ کاش کہ ہم غریبوں کی اعانت کا خیال کرتے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شخصیت سے کون واقف نہیں، آپ **حِبْرُ الْاُمَّۃ، سَیِّدُ الْمُفَسِّرِیْن** کے پیارے القاب سے یاد کئے جاتے ہیں، حضور رحمت عالم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کے حق میں یہ دعا فرمائی "**اَللّٰھُمَّ عَلِّمْهُ التَّاوِیْلَ**" اے اللہ انہیں علم تفسیر سکھا دے۔

اعلیٰ علم و فضل کے سبب یہ تمام صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی بارگاہوں

میں عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے، لیکن ان تمام دینی شرف کے باوجود آپ خوفِ خدا عزوجل سے اس قدر روتے تھے کہ آنسوؤں کے ہر وقت بہنے کی وجہ سے چہرے پر دونالیاں سی بن گئیں تھیں۔

اس سے پتہ چلا کہ جو شخص صحیح معنوں میں جو عالم دین ہوگا وہ سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوگا، خشیتِ ربانی سے لرزنے والا ہوگا جیسا کہ فرمانِ خداوندی ہے "اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا"

ہوش اُڑ گئے!

حضرت وہب بن مُنَبِّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ظاہری بینائی سے محروم ہونے کے بعد ایک مرتبہ میں آپ کو لئے جارہا تھا، آپ مسجدِ حرام تک تشریف لے گئے، وہاں ایک مجمع سے کچھ جھگڑے کی آواز آرہی تھی، اس پر آپ نے فرمایا مجھے اس مجمع میں لے چلو، میں انھیں اس طرف لے گیا، وہاں پہنچ کر آپ نے سلام کیا، ان لوگوں نے بیٹھنے کی درخواست کی تو آپ نے انکار فرمایا اور ارشاد فرمایا تمھیں معلوم نہیں کہ اللہ کے خاص بندے وہ لوگ ہیں جن کو خوف الٰہی نے خاموش کر رکھا ہے، حالانکہ نہ وہ عاجز ہیں اور نہ وہ گونگے ہیں بلکہ فصیح لوگ ہیں بولنے والے اور سمجھ دار ہیں، مگر اللہ تعالیٰ کی بڑائی کے ذکر نے ان کی عقلوں کو اُڑا رکھا ہے، ان کے دل اس کی وجہ سے ٹوٹے رہتے ہیں اور زبانیں چپ رہتی ہیں، اور جب ان کو اس حالت پر پختگی حاصل ہوجاتی ہے تو اس کی وجہ سے وہ نیک کاموں میں جلدی کرتے ہیں، تم لوگ ان سے کہاں ہٹ گئے؟ حضرت وہب بن مُنَبِّہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے دو آدمیوں کو بھی ایک جگہ جمع نہیں دیکھا۔

کاش میں تنکا ہوتا

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جب قرآن مجید کی کوئی آیت سنتے تو خوف خدا سے بے ہوش ہو جاتے۔ ایک دن ایک تنکا ہاتھ میں لیکر کہا: کاش میں تنکا ہوتا، کوئی قابل ذکر چیز نہ ہوتا، کاش! مجھے میری ماں نہ جنتی، اور آپ خوف خدا سے اتنا رویا کرتے تھے کہ آپ کے چہرے پر آنسوؤں کے بہنے کی وجہ سے دو کالے نشان پڑ گئے تھے۔ (مکاشفۃ القلوب)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج ہم پورا قرآنِ مقدس سُن کر بھی اللہ عزوجل کے خوف سے نہیں کانپتے لیکن وہ اللہ والے تھے، صحیح معنوں میں بزرگ تھے، خلافت و امارت کے حقدار تھے لیکن ہم ہیں کہ نام کے بھوکے، کام سے عاری اور عزت کے بھکاری در بدر کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں اور کہیں کے بھی نہیں ہیں۔ لہٰذا ہماری ذمہ داری یہ ہے کہ ان بزرگوں کے خوف کا ذکر سُن کر صرف عش عش نہ کریں بلکہ ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی بھرپور کوشش کریں۔

ہنستے ہوئے نہیں دیکھا

مروی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے نمازِ فجر کے سلام کے بعد فرمایا: اس وقت کہ آپ کو کچھ رنج تھا، اور اپنا ہاتھ پھیرتے جاتے کہ میں نے اصحاب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا ہے۔ لیکن آج کوئی ایسی چیز نہیں دیکھتا جو ان کی طرح ہو، ان کا دستور تھا کہ وہ پراگندہ مُو، زرد رنگ، غبار آلود رہتے۔ اُن اصحاب کی آنکھوں کے بیچ میں بکریوں کی ٹانگوں میں بنے گھٹے کی طرح گھٹا ہوتا تھا۔ رات کو اللہ تعالیٰ کے واسطے سجدہ کرتے اور کھڑے رہتے، خدا کی کتاب پڑھتے، عبادت میں پیشانی اور پاؤں پر باری باری زور دیتے اور جب صبح ہوتی تو جیسے تیز ہوا سے درخت ہلتا ہے اسی طرح کانپتے۔ آنکھوں سے اتنے آنسو بہاتے کہ ان کے کپڑے تر ہو جاتے اور کہتے اب تو

خدا کی قسم! گویا میں ایسے لوگوں میں سے ہو گیا جو رات کو خوابِ خرگوش میں رہتے ہوں۔ پھر آپ اٹھ کر کھڑے ہو جاتے اور جب تک آپ کو ابنِ ملجم ملعون نے زخمی نہ کیا کبھی کسی نے آپ کو اس کے بعد ہنستے ہوئے نہ دیکھا۔ (احیاء العلوم)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! امیر المومنین حضرت سیدنا علی مرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم کو اصحاب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عبادت وریاضت وتقویٰ اور تارک دنیا ہونے کا کتنا خیال تھا اور کس طرح اپنا احتساب کرتے۔ یہ ان کی عاجزی وانکساری تھی جب کہ مولائے کائنات رضی اللہ تعالیٰ عنہ سید الاولیا تھے اور آپ کو بھی حیاتِ ظاہری میں ہی جنت کی بشارت مل چکی تھی۔

خشیتِ الٰہی اور سفیان ثوری

روایت ہے کہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ بیمار پڑے، ان کا پیشاب ایک ذمی طبیب کو دکھایا گیا۔ اس نے کہا کہ اس شخص کے جگر کو خوف نے ٹکڑے کر دیا ہے پھر آکر اُس نے نبض دیکھی تو کہا کہ ملتِ اسلام میں اس جیسا آدمی مجھے نہیں معلوم ہوا۔

خشیت الٰہی کی برکتیں

حضرت کعب بن احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سبز موتی (زبرجد) کا محل پیدا فرمایا، اس میں ستر ہزار گھر ہیں اور ہر گھر میں ستر ہزار کمرے ہیں، اس میں وہی داخل ہوگا جس کے سامنے حرام پیش کیا جائے اور وہ صرف خوفِ الٰہی کی وجہ سے اسے چھوڑ دے۔ (مکاشفۃ القلوب)

سبحان اللہ! میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج تلاشِ حرام میں مسلمان سرگرداں ہیں اور حلال وحرام کی تمیز فراموش کر چکے ہیں۔ اب ایسے ماحول میں کوئی حرام پیش کرے اور بندہ خوفِ خدا کی وجہ سے اسے چھوڑ دے تو یقیناً اللہ عزوجل اسے ضرور بالضرور ایسا محل عطا فرمائے گا جس کی خوبیاں مذکورہ واقعہ میں موجود ہیں۔

بچے کے بچپن کا نصیحت آموز واقعہ

حضرت بہلول رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بصرہ کی راہ میں مجھے چند لڑکے ملے جو اخروٹ اور بادام سے کھیل رہے تھے، ان سے علیٰحدہ ایک لڑکے کو دیکھا جو اُن لڑکوں کو دیکھ دیکھ کر رو رہا تھا، میں نے اپنے دل میں کہا شاید لڑکا اُن کے پاس اخروٹ و بادام دیکھ کر رو رہا ہے، اس کے پاس کھیلنے کی کوئی چیز نہیں ہے۔ میں نے کہا: میاں لڑکے کیوں رو رہے ہو؟ میں تمہیں اخروٹ اور بادام لے دوں گا، تم ان سے کھیلنا۔ اس لڑکے نے میری طرف سر اٹھا کر دیکھا اور کہا اے کم عقل! ہم کھیل کود کے لئے پیدا نہیں ہوئے۔ میں نے کہا: اے صاحبزادے پھر کس لئے پیدا ہوئے ہیں؟ کہا علم حاصل کرنے اور خدا کی عبادت کے لئے، میں نے کہا: یہ کہاں سے تمہیں معلوم ہوا؟ (خدا تمہاری عمر میں برکت دے)، کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰکُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّکُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ٥ کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم کو بےکار پیدا کیا ہے اور تم لوٹ کر ہمارے پاس نہیں آؤ گے۔ میں نے کہا: صاحبزادے تم تو مجھے عقلمند معلوم ہوتے ہو، کچھ مختصر سی نصیحت کرو۔ کہا: دنیا چل چلاؤ پر کمر بستہ آمادۂ سفر ہے، نہ دنیا کسی کے واسطے رہنے والی ہے اور نہ کوئی شخص دنیا میں باقی رہے گا۔ دنیا کی زندگی اور موت انسان کے واسطے ایسی ہے جیسے دو گھوڑے تیز رفتار یکے بعد دیگرے آنے والے ہوں۔ اے دنیا کے فریفتہ! دنیا چھوڑ اور سامانِ سفر اس میں درست کر۔

حضرت بہلول فرماتے ہیں وہ لڑکا یہ کہہ کر آسمان کی طرف دیکھنے لگا اور ہاتھوں سے اشارہ کیا اور آنسو اس کے دونوں رخساروں پر موتیوں کی لڑیوں کی طرح گرنے لگے۔ یہ الفاظ کہنے پر وہ لڑکا بیہوش ہو کر گر پڑا۔ میں نے اس کا سر اپنی گود میں لے لیا اور اپنی آستین سے اس کے چہرے کی خاک صاف کی۔ جب ہوش میں آیا، میں نے کہا

صاحبزادے! تمہیں کیا ہوا ہے؟ تم تو ابھی بچے ہو، کوئی گناہ تمہارے نام نہیں لکھا گیا۔ کہا بہلول! مجھے چھوڑ دو، میں نے اپنی ماں کو دیکھا ہے، وہ آگ جلانے میں جب تک چھوٹے تنکے، گھاس پھوس بڑی لکڑیوں میں نہیں ملاتی آگ روشن نہیں ہوتی۔ میں ڈرتا ہوں کہ اگر خدانخواستہ دوزخ کے ایندھن میں چھوٹی لکڑیوں کی جگہ میں نہ ہووں۔ پھر میں نے کہا: صاحبزادے! تم بڑے ہی عقلمند ہوشیار ہو، مجھ کو مختصر سی کچھ اور نصیحت کرو۔ کہا افسوس، میں غفلت میں رہا اور موت پیچھے آرہی ہے، آج نہ گیا تو کل تو ضرور جانا ہے۔ دنیا میں اپنے جسم کو نرم و نفیس پوشاک میں چھپایا تو کیا فائدہ؟ آخر مرنے کے بعد گل سڑ کر خاک ہو جانا ہے اور قبر میں خاک کا اوڑھنا اور خاک کا ہی بچھونا ہے۔

ہائے! مرتے ہی سب خوبی حسن و جمال جاتا رہے گا اور ہڈیوں پر گوشت و پوست کا نشان تک نہ رہے گا، وائے صد وائے، عمر گزر گئی اور کوئی مراد حاصل نہ ہوئی، نہ میرے ساتھ کوئی سفر کا توشہ اور میں اپنے حاکم و مالک کے روبرو اس حال میں کھڑا ہوں گا کہ گناہوں کا بار سر پر ہوگا۔ دنیا میں ہزار پردوں میں خدائے کریم کی نافرمانی کر کے گناہ کئے، مگر قیامت میں وہ سب عالم الغیوب کے سامنے ظاہر ہوں گے۔ کیا دنیا میں خدا کے غضب سے بےخوف ہو کر گناہ کرتا تھا؟ نہیں بلکہ اس کی مغفرت اور بردباری پر تکیہ تھا، وہ ارحم الراحمین چاہے عذاب دے چاہے محض اپنے کرم سے درگزر فرمائے۔ حضرت بہلول فرماتے ہیں جب وہ لڑکا وعظ کہہ کر خاموش ہوا، میں بیہوش ہو کر گر پڑا اور وہ لڑکا چل دیا، جب مجھے ہوش آیا تو ان لڑکوں میں تلاش کیا، کہیں پتہ نہ پایا۔ لڑکوں سے جب اس لڑکے کا حال دریافت کیا تو بولے تم نہیں پہچانتے؟ میں نے کہا نہیں، کہا یہ لڑکا حضرت سیدنا حسین ابن علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اولاد سے ہے۔ میں نے کہا مجھے احساس تھا کہ یہ کسی ایسے ہی عظیم الشان درخت کا پھل ہوگا۔ (اللہ میری توبہ: ۱۷۵)

آخرت میں بے خوف ہوگا

حضور رحمت عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ فرمانِ الٰہی ہے ’’میں اپنے کسی بندے پر دو خوف اور دو امن جمع نہیں کرتا، جو شخص دنیا میں میرے عذاب سے ڈرتا ہے میں اسے آخرت میں بے خوف کر دوں گا لیکن جو دنیا میں میرے عذاب سے بے خوف رہتا ہے میں اسے آخرت میں خوفزدہ کر دوں گا‘‘ یعنی اس پر عذاب نازل کروں گا۔ (مکاشفۃ القلوب)

جہنم میں داخل نہ ہوگا

شفیع امت مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ’’لَا یَلِجُ النَّارَ مَنْ بَکٰی مِنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ حَتّٰی یَعُوْدَ اللَّبَنُ فِی الْفَرعِ‘‘ جو شخص خوفِ خدا سے روتا ہے وہ جہنم میں ہرگز داخل نہیں ہوگا اسی طرح جیسے کہ دودھ دوبارہ اپنے تھنوں میں نہیں جاتا۔ (مکاشفۃ القلوب)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان حق ہے۔ ہم کو اس پر یقین بھی رکھنا چاہئے اور خوفِ خدا سے آنسو بہانے کی کوشش بھی کرنی چاہئے۔ اللہ عزوجل ہم سب کو خشیت کی دولت عطا فرمائے۔

دعائے رسول

حضور تاجدار عرب و عجم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دعا مانگا کرتے ’’اے اللہ! مجھے ایسی آنکھیں عطا فرما جو تیرے خوف سے رونے والی ہوں‘‘۔

حدیث شریف میں ہے کہ کوئی بندۂ مومن ایسا نہیں جس کی آنکھوں سے خوفِ خدا کی وجہ سے مکھی کے پر کے برابر آنسو بہے اور اس کی گرمی اس کے چہرے پر پہنچے پھر اسے کبھی جہنم کی آگ چھوئے۔ (مکاشفۃ القلوب)

وہ احمق ہے

محبوب کبریا سید الانبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اَلْاَحْمَقُ مَنِ اتَّبَعَ نَفْسَهٗ هَوَاهَا وَ تَمَنّٰى عَلَى اللّٰهِ'' وہ شخص احمق ہے جو اپنے نفس کو اس کی خواہشات کا تابع کرے اور پھر اللہ تعالیٰ پر تمنا بھی کرے۔ (احیاء العلوم)

اللہ اکبر! یقیناً آج احمقوں ہی کی کثرت ہے، ہم نفس وخواہشات کے غلام بن کر جی رہے ہیں اور اللہ سے جنت کی تمنا اور اپنی ضروریات کی تکمیل کی دعا کرتے ہیں۔ کاش ہم اللہ عزوجل کے ارشادات کو مانتے اور اسی سے اپنی آرزو وتمنا رکھتے تو جنت بھی اور مالک جنت بھی ہم کو مل جاتا۔ اللہ عزوجل ہم سب کو صحیح فہم وادراک نصیب فرمائے۔

نجات کی صورت

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بارگاہِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کیا کہ نجات کی کیا صورت ہے؟ آپ نے فرمایا اپنی زبان بند رکھو اور اپنے گھر سے باہر نہ نکلو اور اپنی خطا پر رویا کرو۔ (احیاء العلوم)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج ہماری حالت اس کے برعکس ہے، ہماری زبان ہر وقت بلاضرورت قینچی کی طرح چلتی رہتی ہے، ہم اللہ رب العزت کی اُس عظیم نعمت کی قدر نہیں کرتے، ہم بے کاری میں اپنا قیمتی وقت برباد کر دیتے ہیں لیکن احساس نہیں ہوتا کہ بروزِ قیامت ہمیں حساب وکتاب کی سخت ترین منزل سے گزرنا ہے۔ جب ہم کوئی غلطی کر جاتے ہیں، ہم سے کوئی گناہ سرزد ہو جاتا ہے تو بھی ہمیں ذرہ برابر اُس پر کوئی افسوس نہیں ہوتا اور نہ ہم اپنی غلطی کا احساس کرتے ہیں بلکہ کوئی تنبیہ کرتا ہے تو اُلٹا جواب بھی دیتے ہیں۔ کیا ایمان کا یہی تقاضا ہے؟ کیا ہمارا دین اسی کا حکم دیتا ہے؟ ہرگز نہیں، بلکہ ہمیں تو چاہئے کہ گناہ سے اپنا دامن بچائیں اور اگر گناہ کے مرتکب ہو جائیں تو اُس پر اپنے رب کی بارگاہ میں گریہ وزاری

کریں، اپنی غلطی کی معافی مانگیں اور سچے دل سے اُس کی طرف رجوع لائیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ضرور ہماری مغفرت فرمادے گا، اللہ عزوجل ہم سب کو گناہوں پر رونے اور سچی توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمِیْنَ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَ التَّسْلِیْمِ

☆☆☆☆

برکاتِ تقویٰ

دنیا میں انسان دوسروں کی نظروں میں ممتاز ہونے کے لئے کبھی تو دولت کا سہارا لیتا ہے کبھی جاہ وحشم کا، کبھی خاندانی وجاہت سرخروئی کا ذریعہ ہوتی ہے تو کبھی کوئی اور چیز۔ غرض یہ کہ انسان اپنی فہم سے کسی نہ کسی شئ کو دنیا کی نظر میں اپنے اعلیٰ ہونے کا سبب سمجھتا ہے۔ لیکن قرآنی آیات کا مطالعہ کریں تو یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ بندہ اگر اپنے رب کی بارگاہ میں سرخرو اور مقبول ہو تو اس کی کامیابی پر مہر صداقت لگ جاتی ہے، پھر وہ انسان کائنات کی ہر شئ میں مقبول ہوتا جاتا ہے۔ سمجھنا یہ ہے کہ اس عظیم منزل پر پہونچنے کے لئے بندے کو اپنے رب سے کس طرح کا تعلق ورشتہ قائم کرنا ہوگا۔

اللہ رب العزت کی بارگاہ میں باعزت ہونے کا طریقہ قرآنِ مقدس اس طرح بیان فرماتا ہے "اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰهِ اَتۡقٰکُمۡ" بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے۔ (پ۲۶، سورۂ حجرات، آیت ۱۳)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی بارگاہ میں بندے کی سربلندی کا راز خوف وخشیت بیان فرمایا

ہے اور اسی کو تقویٰ کہتے ہیں۔ آیئے ہم تقویٰ اور اس کے اہم نکات سے متعلق قرآن و احادیث کی روشنی میں وہ معلومات حاصل کریں جن پر عمل کر کے دنیا و آخرت میں کامیابی سے ہمکنار ہو سکتے ہیں۔

تقویٰ کی برکتیں

قرآن کریم نے متعدد مقامات پر متقین کی صفات اور خوبیاں بیان کر کے اہل ایمان کو متقی بننے کی دعوت دی ہے اور ایمان کے ساتھ ساتھ تقویٰ اختیار کرنے کا جا بجا حکم فرمایا ہے۔ جیسا کہ ہم سب کا خالق و مالک اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے۔

"یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ o" اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو۔ (پ ۱۱، سورۂ توبہ، آیت ۱۱۹)

اس آیت میں اللہ عزوجل تقویٰ اختیار کرنے اور صادقین کی معیت اختیار کرنے کا حکم فرما رہا ہے۔ تقویٰ اختیار کرنے کا مطلب یہ ہے کہ بندہ معصیت اور گناہ کے کاموں کو ترک کر کے طاعت و فرمانبرداری کی جانب رجوع کرے اور صادقین سے مراد وہ ہیں جو ایمان میں سچے اور مخلص ہیں اور رسولِ کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی اخلاص کے ساتھ تصدیق کرتے ہیں۔

حضرت سعید بن جبیر کا قول ہے کہ صادقین سے مراد حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں اور ابن جریر کے نزدیک صادقین سے مراد مہاجرین ہیں اور سید المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ صادقین سے مراد وہ لوگ ہیں جن کی نیتیں ثابت رہیں اور قلب و اعمال مستقیم اور وہ اخلاص کے ساتھ غزوۂ تبوک میں حاضر ہوئے۔ (خزائن العرفان ملخصاً)

ایک دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے "یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ وَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ o" اے لوگو! اپنے رب کو پوجو جس نے

تمہیں اور تم سے اگلوں کو پیدا کیا یہ امید کرتے ہوئے کہ تمہیں پرہیز گاری ملے۔

(پ۱/۱، سورۂ بقرہ، آیت/۲۱)

تقویٰ کے معنی ڈرنا اور بچنا ہے۔ یعنی اللہ سے ڈرنا، وہ ڈرنا نہیں جو کسی ظالم و جابر سے ہوتا ہے، یا جو محبوب کا محبّ سے ہوتا ہے یعنی اس کی ناراضگی اور ناراضگی کے نتیجے میں اس کی سزا سے ڈرنا۔ مومن کا تقویٰ یہ کہ وہ ہر کام کرنے سے پہلے اللہ کی رضا اور اس کا حکم معلوم کرے تاکہ اس کا کوئی عمل رب عزوجل کی مرضی کے خلاف نہ ہونے پائے۔

ارشادِ ربانی ہے ''وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَo'' اور جان لو کہ اللہ پرہیز گاروں کے ساتھ ہے۔ (پ۱۰/، سورۂ توبہ، آیت/۳۶)

دوسرے مقام پر ارشاد ہوا ''اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ'' بے شک اللہ پرہیز گاروں کو دوست رکھتا ہے۔ (پ۱۰/، سورۂ توبہ، آیت/۴)

ایک اور مقام پر ارشاد فرماتا ہے ''وَ اِیَّایَ فَاتَّقُوْنِ'' اور مجھی سے ڈرو۔

(سورۂ بقرہ، آیت/۴۱)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ اپنے بندوں کو آگاہ فرماتا ہے کہ جان لو میں متقیوں کے ساتھ ہوں اور انہیں محبوب رکھتا ہوں۔ کیا مطلب؟ مطلب یہ ہے کہ میرے بندو! تم اگر مجھ سے ڈر کر گناہ سے بچو گے، میری نافرمانی نہ کرو گے تو دنیا کے عیش پسند لوگ تمہارا مذاق اڑائیں گے۔ تم کو ذلیل کرنے کی کوشش کریں گے، تم سے دور رہیں گے، لیکن دنیا کے انسان دور ہو جائیں تو غم نہ کرنا، بلکہ تم مجھ سے ڈرو، میں تمہارے ساتھ ہوں۔

مقبول کون؟

قرآنِ مقدس میں ہے ''اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَo'' اللہ اسی سے قبول کرتا ہے جسے ڈر ہے۔ (پ۶/، سورۂ مائدہ، آیت/۲۷)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس آیت کا تعلق حضرت آدم علیہ السلام کے ان دو بیٹوں سے ہے جنہوں نے اللہ کی بارگاہ میں قربانی پیش کی تھی، ان میں سے ایک کی قربانی اللہ عزوجل کی بارگاہ میں قبول ہوئی دوسری کی رد کر دی گئی، جس کی قربانی قبول نہیں ہوئی اس نے اپنے بھائی کو قتل کرنے کی دھمکی دی تو اس نے کہا: اللہ عزوجل تقویٰ والوں کی قربانیاں، ان کی عبادتیں قبول فرماتا ہے۔ پتہ چلا کہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں وہی مقبول ہے جو اس سے ڈرتا ہے اور جس کو اس کا خوف دامن گیر رہتا ہے۔

اسی طرح ایک اور مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے "وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ o" اور آخر میدان پرہیز گاروں کے ہاتھ ہے۔ (پ۹، سورۂ اعراف، آیت/۱۲۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ سے ڈرنے والوں کو دنیا بے وقوف سمجھتی ہے۔ اور دنیا یہ کہتی ہے کہ چند روزہ زندگی اگر وہ بھی بغیر عیش و عشرت کے گزرے تو کیا فائدہ؟ لہٰذا اس چند روزہ زندگی میں خوب عیش کرلو، لیکن قرآن کہتا ہے کہ گھبراؤ نہیں اے مجھ سے ڈرنے والو! آخرت میں کامیابی تمہارے ہی لئے ہے۔ اللہ ہم سب کی دنیا و آخرت خوب سے خوب تر فرمائے۔

جنت کا مژدہ

"وَ اُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ بَعِيْدٍ o" اور پاس لائی جائے گی جنت پرہیز گاروں کے کہ ان سے دور نہ ہوگی۔ (پ۲۶، سورۂ قٓ، آیت/۳۱)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! متقی کے لئے کتنا بڑا انعام ہے کہ جنت کو اس کے قریب لایا جائے گا، اس طرح کہ وہ اس سے دور نہ ہوگی۔ دنیا کے محل کی طرف خود انسان کو جانا پڑتا ہے لیکن اللہ کا بے پایاں کرم ہے کہ جنت اپنے متقین بندے کے قریب کر دے گا اور اسے جنت کی طرف جانے کی زحمت تک نہیں دی جائے گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ عزوجل اپنے متقی بندے سے بے حد محبت فرماتا ہے۔

باغات اور چشمے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوْنٍ ۝'' بے شک پرہیز گار باغوں اور چشموں میں ہیں۔ (پ۲۶، سورۂ ذٰریٰت، آیت ۱۵)

باغ اور چشمے سے ہر ایک کو محبت ہوتی ہے اور قدرتی طور پر اس کی طرف کشش بھی۔ میرا مولیٰ ارشاد فرماتا ہے دنیا میں مجھ سے ڈرنے والو! تم غم نہ کرو میری محبت کی خاطر تم دنیا میں بے رغبت اور متقی بن کر رہے آؤ میں تمہیں باغ اور چشموں کی دولت سے مالا مال کروں۔ لہٰذا متقین کو اللہ باغ اور چشمے عطا فرمائے گا جو دنیا کے باغوں اور چشموں سے کروڑوں گنا بہتر ہوں گے۔ ایک اور مقام پر اللہ تبارک وتعالیٰ متقیوں کو ملنے والے انعامات کا یوں ذکر فرماتا ہے: ''اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّ نَعِیْمٍ ۝'' بے شک پرہیزگار باغوں اور چین میں ہیں۔ (پ۲۷، سورۂ طور، آیت ۱۷)

دنیا میں بے قرار رہنے والے متقی کو اللہ عزوجل آخرت میں صرف جنت ہی نہیں بلکہ چین وسکون کی دولت سے مالا مال فرمائے گا۔

کس قدر تقوٰی رکھیں؟

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ'' تو اللہ سے ڈرو جہاں تک ہو سکے۔
(پ۲۸، سورۂ تغابن، آیت ۱۶)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ عزوجل نے ہمیں اختیار دیا ہے کہ جتنی تم میں طاقت ہو اتنا اللہ سے ڈرو یعنی اللہ سے ڈرنے میں اپنی جتنی استطاعت ہے اسے بروئے کار لاؤ تو مولیٰ تعالیٰ رحمت کی نظر فرمائے گا اور دونوں جہاں کی کامیابی سے سرفراز فرمائے گا۔ وہ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا لہٰذا ہم کو اس کے رحم وکرم پر بھروسہ رکھتے ہوئے تقوٰی اختیار کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

متقیوں پر انعامات

اللہ عزوجل نے فرمایا ''اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ عِنْدَ رَبِّھِمْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ o'' بے شک ڈر والوں کے لئے ان کے رب کے پاس چین کے باغ ہیں۔

(پ۲۹،سورۂ قلم،آیت۳۴)

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا ''اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ مَفَازًا o'' بے شک ڈر والوں کو کامیابی کی جگہ ہے۔ (پ۳۰،سورۂ نبا،آیت۳۱)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اچھی طرح یاد رکھیں اور اپنی فکری اصلاح کریں کہ دنیا کی کامیابی حقیقی کامیابی نہیں، آخرت کی کامیابی حقیقی کامیابی ہے اور وہ کامیابی تقویٰ کی وجہ سے اللہ عزوجل عطا فرماتا ہے۔ لہٰذا تقویٰ کی عادت اختیار کریں۔

ارشادِ خداوندی ہے ''اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّ الَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ o'' بے شک اللہ ان کے ساتھ ہے جو ڈرتے ہیں اور جو نیکیاں کرتے ہیں۔(پ۱۴،سورۂ نحل،آیت۱۲۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہر کمزور کو کسی نہ کسی طاقتور کی ضرورت ہوتی ہے اور ہم جانتے ہیں کہ سب سے زیادہ طاقت والا اللہ ہے اور اسی کی عطا سے کوئی دوسرا طاقت پاتا ہے۔ آج ہم محتاج طاقتوروں سے تعلق بنانے کی کوشش کرتے ہیں لیکن جو خود طاقت کا مالک ہے اس رب سے تعلق نہیں بناتے۔ یاد رکھیں! جو تقویٰ اختیار کرلے اور نیکیاں کرے اللہ عزوجل اس کے ساتھ ہے اور خدا کی قسم جس کے ساتھ اللہ ہو اسے کسی اور کی کیا حاجت ہوسکتی ہے۔ اللہ عزوجل ہم سب کو نیکیوں کی توفیق عطا فرمائے۔

متقی کون؟

ارشادِ باری تعالیٰ ہے "وَ الصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِیْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا ؕ وَ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ o" اور صبر والے مصیبت اور سختی میں اور جہاد کے وقت، یہی ہیں جنہوں نے اپنی بات سچی کی اور یہی پرہیز گار ہیں۔ (پ۲، سورۂ بقرہ، آیت: ۱۷۷)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! متقی کون ہیں؟ ان کی صفات کیا ہیں؟ تو اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا کہ صبر کرنے والے مصیبت اور سختی میں نہ کہ شور مچانے والے بلکہ ہر مصیبت و سختی کے موقع پر فیصلۂ الٰہی پر راضی رہنے والے اللہ تعالیٰ کے نزدیک سچے بھی وہی ہیں اور متقی بھی وہی ہیں۔

علما و مشائخ کے نزدیک تقویٰ کا مفہوم

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض مشائخ کرام نے تقویٰ کے یہ معنی بیان فرمائے ہیں "تَنْزِیْہُ الْقَلْبِ عَنْ ذَنْبٍ لَّمْ یَسْبِقْ عَنْہُ مِثْلُہٗ" اس گناہ سے دل کو بچانا جس کے مثل آگے تجھ سے صادر نہیں ہوا ہو، تاکہ تمہارے اندر ترکِ گناہ کے عزم سے ہر قسم کے معاصی سے بچاؤ اور حفاظت پیدا ہو جائے۔

تقویٰ کے چند معانی

مفسر شہیر صدر الافاضل حضرت علامہ نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ تقویٰ کے کئی معانی ہیں۔

۱۔ نفس کو خوف کی چیز سے بچانا اور عرفِ شرع میں ممنوعات کو چھوڑ کر نفس کو گناہ سے بچانا۔

۲۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: متقی وہ ہے جو شرک و کبائر اور فواحش سے بچے۔

۳۔ بعضوں نے کہا کہ متقی وہ ہے جو اپنے آپ کو دوسروں سے بہتر نہ سمجھے۔
۴۔ اور بعض حضرات کا قول ہے کہ حرام چیزوں کا ترک اور فرائض کے ادا کرنے کا نام تقویٰ ہے۔
۵۔ اور کچھ لوگوں کے نزدیک معصیت پر اصرار اور طاعت پر غرور کو ترک کر دینے کا نام تقویٰ ہے۔
۶۔ بعض نے کہا کہ تقویٰ یہ ہے کہ تیرا مولیٰ تجھے وہاں نہ پائے جہاں اس نے منع فرمایا ہے۔
۷۔ ایک قول یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی پیروی کرنے کا نام تقویٰ ہے۔ (خزائن العرفان)

متقین کے مختلف گروہ

۱۔ عوام کا تقویٰ ایمان لا کر کفر سے بچنا ہے۔
۲۔ متوسطین کا تقویٰ اوامر و نواہی کی اطاعت ہے۔
۳۔ خواص کا تقویٰ ہر ایسی چیز کا چھوڑنا جو اللہ تبارک و تعالیٰ سے غافل کرے۔

تقوٰی کے مراتب

تاجدارِ اہلسنت، مجدد دین و ملت سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں تقویٰ کے مندرجہ ذیل مراتب ہیں:

☆ کفر سے بچنا جو بفضلہٖ تعالیٰ ہر مسلمان کو حاصل ہے۔
☆ بد مذہبی سے بچنا جو ہر سُنی کو نصیب ہے۔
☆ ہر کبیرہ گناہ سے بچنا۔
☆ صغائر سے بچنا۔
☆ شبہات سے اعراض کرنا۔

☆ شہوات سے بچنا۔

☆ غیر کی طرف التفات سے بچنا۔

حقیقتِ تقویٰ

حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کسی نے سوال کیا کہ تقویٰ کی وضاحت فرمائیں تاکہ ہم تقویٰ کی حقیقت سے واقف ہو جائیں تو آپ نے ارشاد فرمایا: اے عزیز! اول تجھے یہ جاننا چاہئے کہ تقویٰ ایک نادر خزانہ ہے، اگر تم اس خزانہ کو پالینے میں کامیاب ہو گئے تو تمہیں اس میں بیش قیمت موتی اور جواہرات ملیں گے اور علم و دولتِ روحانی کا بہت بڑا خزانہ ہاتھ لگے گا۔ رزقِ کریم تمہارے ہاتھ آجائے گا، تم بہت بڑی کامیابی حاصل کرلو گے، بہت بڑی غنیمت پالو گے اور ملکِ عظیم جنت کے مالک بن جاؤ گے، یوں سمجھو کہ دنیا و آخرت کی بھلائیاں تقویٰ میں جمع کردی گئی ہیں، تم ذرا قرآنِ کریم میں تو غور کرو۔ کہیں ارشاد فرمایا: اگر تم تقویٰ اختیار کرو گے تو ہر قسم کی خیر و برکت کے مالک بن جاؤ گے، کہیں تقویٰ اختیار کرنے پر اجر و ثواب کے وعدے فرمائے گئے ہیں اور کہیں فرمایا کہ سعادت کا ذریعہ تقویٰ و پرہیز گاری اختیار کرنا ہے۔ (منہاج العابدین)

متقی پر تعجب

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا کی کسی شئی پر یا کسی انسان پر تعجب نہیں فرماتے تھے مگر صاحبِ تقویٰ پر۔ (منہاج العابدین)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تعجب کرنا بے معنیٰ تو نہیں ہوسکتا، یقیناً اس شخص پر تعجب کرنا ہی چاہئے جو موجودہ دور کے برے ماحول سے اپنے دامن کو ہر برائی سے بچالیتا ہے اور اللہ

سے ڈرتا رہتا ہے۔ اس کا تقویٰ اختیار کرنا بے سود اور بے معنیٰ نہیں، ایسے شخص پر تعجب ہی ہوتا ہے۔ اللہ عزوجل ہم سب کو تقویٰ کی دولت سے مالا مال فرمائے۔

متقی بے خوف ہو جاتا ہے

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ توراۃ شریف میں مذکور ہے اے انسان تو متقی بن جا پھر جہاں چاہے سو۔ (منہاج العابدین)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ایک بار بندہ تقویٰ اختیار کر لے اور اللہ عزوجل کا ڈر اس کے دل میں بیٹھ جائے تو کہیں بھی وہ کھائے اور سوئے اس کو کوئی چیز تکلیف نہیں پہونچا سکتی، بلکہ وہ جہاں بھی ہوگا اللہ عزوجل کا ڈر اور خشیت اس کے دل میں ہونے کی وجہ سے ہمیشہ برائی سے بچتے ہوئے اپنی زندگی گزارے گا۔

بعض متقین کے واقعات

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضور تاجدارِ مدینہ علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا حلال ظاہر ہے اور حرام ظاہر ہے اور دونوں کے درمیان مشتبہ چیزیں ہیں جنہیں اکثر لوگ نہیں جانتے، پس جو شخص مشتبہ چیزوں سے بچا اس نے اپنے دین اور اپنی آبرو کو بچا لیا اور جو مشتبہ چیزوں میں مبتلا ہوا وہ حرام میں مبتلا ہوا، اس چرواہے کی طرح جو کھیت کی منڈیر پر اپنے جانور چرائے اور خطرہ رہے کہ کوئی جانور کھیت میں گھس جائے۔ خبردار بیشک ہر بادشاہ کی ایک حد مقرر ہے، خبردار بیشک اللہ عزوجل کی حد اس کی حرام کی ہوئی چیزیں ہیں۔ خبردار بیشک انسان کے جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے جب وہ ٹھیک ہوا سارا جسم ٹھیک ہو گیا اور جب وہ خراب ہو گیا سارا جسم خراب ہو گیا، خبردار وہ دل ہے۔ (بخاری ومسلم)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس حدیث

پاک سے معلوم ہوا کہ مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ حرام چیزوں سے بچے اور ان چیزوں سے بھی بچے جن کے حلال وحرام ہونے میں شبہ ہو۔ ہمارے اسلاف کرام نے مشتبہ چیزوں سے کس حد تک پرہیز کیا چند واقعات ملاحظہ فرمائیں اور عمل کرنے کا پکا ارادہ کرلیں۔

کمالِ تقویٰ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک غلام تھا جو انہیں اپنی کمائی سے کچھ حصہ دیتا تھا اور آپ اسے استعمال فرماتے تھے، ایک دن وہ کوئی چیز لے کر آیا اور آپ کو پیش کی، آپ نے لے کر اسے تناول فرمالیا، پھر غلام نے آپ سے کہا کیا آپ کو معلوم ہے یہ کیا تھا، آپ نے فرمایا بتاؤ کیا تھا؟ غلام نے کہا میں نے زمانۂ جاہلیت میں ایک شخص کو آئندہ ہونے والی کچھ باتیں بتائیں جب کہ میں کہانت کا فن کوئی خاص نہیں جانتا، میں نے تو اسے دھوکہ دیا تھا، پھر وہ مجھے ملا اور اس نے یہ چیز مجھے دی تھی جس میں سے آپ نے کھایا۔ حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے منھ میں انگلی ڈالی اور جو کچھ آپ کے پیٹ میں تھا نکال دیا۔ (بخاری شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیونو! دیکھا آپ نے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس غلام نے دھوکے سے کمائی ہوئی چیز کھلادی جو اگر چہ جائز تھی لیکن بہرحال مشتبہ تھی، اس لئے آپ نے احتیاطاً قے کی اور یہ پسند نہ فرمایا کہ ایسی غذا آپ کے پاکیزہ خون کا حصہ بنے مگر اب ہمارا کیا حال کیا ہوگیا ہے؟ وہی جس کی خبر غیب داں رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آج سے چودہ سو برس پہلے دے چکے ہیں، ملاحظہ فرمائیے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور تاجدارِ مدینہ علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ایک زمانہ آئے گا کہ انسان

اس مال کے متعلق جو اس نے کمایا پرواہ نہ کرے گا کہ حلال ہے یا حرام۔ (بخاری)

اس حدیث کو بار بار پڑھئے اور اپنے گرد و پیش کا جائزہ لیجئے اور سوچئے کیا وہ زمانہ نہیں آ گیا جس کی خبر ہم سب کے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دی تھی، آج ایسے بہت کم لوگ ملیں گے جو حلال پر بخوشی قناعت کرتے ہوں اور حرام کو موقع ملنے اور اس پر قدرت ہونے کے باوجود حرام سمجھ کر چھوڑ دیتے ہوں، ورنہ آج تو حال یہ ہے کہ رشوت کی دولت کمانے والا اسے اللہ تعالیٰ کا فضل قرار دیتا ہے۔ سود کھانے والا لوگوں سے سود کو منافع کہہ کر اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ناراضگی مول لیتا ہے، یتیموں کا مال ہڑپ کرنے والے اسے اپنا حق قرار دیتے ہیں وغیرہ۔

یہ ہے تقوٰی

حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکہ مکرمہ میں ایک دوکاندار کے پاس اپنا ایک طشت گروی رکھ کر اس سے کچھ قرضہ لیا، مقررہ وقت پر قرضہ واپس کرنے گئے تو دوکاندار نے آپ کے سامنے دو طشت رکھ دئے اور کہا مجھے نہیں معلوم کہ آپ کا کونسا ہے، ان دونوں میں سے جو چاہیں آپ لے لیں، آپ نے فرمایا میں بھی یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ میرا کون سا ہے اور کوئی مشتبہ چیز میرے لئے حلال نہیں لہٰذا میں اپنا طشت چھوڑتا ہوں تم ہی رکھو۔ دوکاندار نے کہا نہیں، یہ طشت آپ کا ہے میں تو آپ کو آزما رہا تھا۔ آپ نے فرمایا تم اپنا قرض واپس لو اور طشت بھی رکھو اب میں اسے نہیں لے سکتا، تم نے مجھے شک میں مبتلا کر دیا، آپ طشت چھوڑ کر چل دیئے۔ (یاایھا الذین آمنوا)

پھٹی قمیص

حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا نے ایک مرتبہ شاہی مشعل کی روشنی میں اپنی پھٹی ہوئی قمیص سی لی اور پہن لی۔ آپ کو اپنے دل کی حالت کچھ بدلی سی محسوس ہونے لگی، کئی دن رات پریشان رہیں کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے اچانک قمیص کا خیال آیا، آپ نے اسے

اُتار کر پھینک دیا، دل کی حالت درست ہوگئی پھر وہی نور پیدا ہوگیا جو پہلے تھا یہ اس وجہ سے ہوا تھا کہ کسی کی روشنی میں آپ نے اس کی اجازت کے بغیر فائدہ حاصل کیا تھا۔ (ایضا)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! یہ اللہ کی وہ بندی تھیں جن کی تعظیم کو خود کعبہ گیا ہوا تھا۔ ظاہر سی بات ہے یہ مقام یوں ہی تو حاصل نہیں ہوجاتا، اس مقام کو پانے کے لئے حلال غذا کا پابند ہونا پڑے گا اور حرام سے پرہیز بے حد ضروری ہے اور اللہ کا خوف لازم ہے۔ جیسا کہ آپ نے مذکورہ واقعہ سے اندازہ لگایا ہوگا۔ اللہ عزوجل حضرت رابعہ کے نقشِ قدم پر سب کو چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

رو پڑے

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت عامر بن قیس کے متعلق سنا ہے کہ آپ بوقتِ موت رو پڑے حالانکہ زندگی میں آپ کی حالت یہ تھی کہ ہر دن رات میں ایک ہزار رکعت نفل پڑھتے تھے پھر اپنے بستر پر آتے تھے اور بستر کو مخاطب ہو کر فرماتے تھے اے ہر برائی کی جگہ! قسم خدا کی میں نے تجھے ایک پل بھر بھی پسند نہیں کیا۔ جب آپ روئے تو کسی نے کہا آپ کیوں روتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا میں رب تعالیٰ کے اس قول کو یاد کر کے روتا ہوں "اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ" (منہاج العابدین)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہم تو صرف قول کے غازی ہیں وہ لوگ کردار کے بھی غازی تھے۔ اللہ عزوجل کی ایک آیت پر کس طرح حضرت عامر نے عمل کیا کہ روتے رہے اور فرمایا کہ اللہ کی بارگاہ میں وہی مقبول ہے جو اللہ سے ڈرنے والا ہے۔

تقویٰ بہترین توشہ ہے

ایک شخص جن کا نام کمیل تھا حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ کہیں جارہے تھے کہ راستے میں ایک قبرستان پڑا، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہاں اہلِ

قبور کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا اے اہلِ قبور! اے وحشت وتنہائی والو! کیا خبر ہے اور کیا حال ہے؟ پھر ارشاد فرمایا ہماری خبر تو یہ ہے کہ تمہارے بعد تمہارے اموال تقسیم ہوگئے، تمہاری اولادیں یتیم ہوگئیں، تمہاری بیویوں نے دوسرے خاوند کر لئے، یہ تو ہماری خبر ہے تم کچھ اپنی تو کہو!

کمیل کہتے ہیں حضرت علی پھر میری طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا اے کمیل! اگر ان لوگوں کو بولنے کی اجازت ہوتی تو یہ لوگ جواب میں یہ کہتے بہترین توشہ تقویٰ ہے۔ یہ فرمایا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے اور فرمایا اے کمیل قبر کا عمل صندوق ہے اور مرنے کے بعد قبر میں اس بات کا علم ہوتا ہے۔

(کنز العمال ومثلہ فی حجۃ اللہ علی العالمین، ص:۸۶۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! کتنی بیش قیمت نصیحت ہے عقل مندوں کے لئے۔ کیا یہ سچ نہیں کہ انسان کے مرنے کے بعد وہ مال واولاد اور بیوی سب دوسروں کے ہوجاتے ہیں۔ لیکن وہ عمل صالح جو زمین پر اس نے کیا ہوگا یقیناً وہ قبر میں کام آئیں گے اور راحت کا سامان بنیں گے۔

سایہ بھی ناپسند

امام الائمہ حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جنازہ پڑھنے تشریف لے گئے، دھوپ کی بڑی شدت تھی اور وہاں کوئی سایہ نہ تھا، ساتھ ہی ایک شخص کا مکان تھا اس مکان کی دیوار کا سایہ دیکھ کر لوگوں نے حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا حضور! آپ اس سایہ میں کھڑے ہوجایئے۔ حضرت نے فرمایا اس مکان کا جو مالک ہے وہ میرا مقروض ہے اور اگر میں نے اس دیوار سے کچھ نفع حاصل کیا تو ڈرتا ہوں کہ عنداللہ کہیں سود لینے والوں میں شمار نہ ہوجاؤں۔ کیوں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس قرض سے کچھ نفع لیا جائے وہ سود ہے۔ چنانچہ آپ دھوپ میں

کھڑے رہے۔ (تذکرۃ الاولیا/۲۴۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس کو کہتے ہیں تقویٰ کیا آج اس قسم کا تقویٰ ہم سب میں موجود ہے؟ روئے زمین پر اسلام کا چمن اس لئے لہلہاتا ہوا نظر آتا تھا کہ امام اعظم جیسی عبقری شخصیت موجود تھی جو اسلام کی باتیں سناتے نہیں تھے بلکہ ان پر عمل کر کے اسلام بتاتے تھے جس کی وجہ سے لوگ اسلام کے پرچم تلے جمع ہو جاتے اور اسلام پر مر مٹنے کے لئے تیار ہو جاتے۔ کاش ہم بھی ایسا تقویٰ اختیار کریں۔

ظاہر نہ کرنا

حضرت یزید بن لیث جو اخیار میں سے تھے فرماتے ہیں کہ میں نے ایک بار عشا کی نماز میں دیکھا کہ سورۂ "اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ" امام نے پڑھی اور امام اعظم مقتدی تھے، جب نماز سے فارغ ہوئے تو میں دیکھا کہ امام صاحب متفکر بیٹھے تھے اور ٹھنڈی سانس لے رہے تھے، میں وہاں سے اٹھ گیا تا کہ آپ مشغول نہ ہوں اور چراغ کو روشن ہی چھوڑ دیا، اس میں تھوڑا سا تیل تھا، پھر طلوعِ فجر کے بعد میں نے دیکھا کہ چراغ روشن ہے اور امام صاحب اپنی ریشِ مبارک پکڑے ہوئے کہہ رہے ہیں اے وہ ذات کہ مقدار خیر کے جزائے خیر دے گا اور مقدار شر کے جزائے شر دے گا، نعمان کو تو اپنے فضل سے آگ سے بچالے کہ آگ قریب بھی نہ جائے اور اس کو اپنی وسیع رحمت میں داخل کر لے۔ جب میں اندر گیا تو امام صاحب نے پوچھا چراغ لینا چاہتے ہو؟ میں نے کہا کہ میں تو صبح کی اذان بھی دے چکا، فرمایا جو کچھ تم نے دیکھا اسے چھپانا، ظاہر نہ کرنا۔ (جواہر البیان فی ترجمۃ الخیرات الحسان، ص:۸۷)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اخلاص وتقویٰ کی یہ کیفیت بتا رہی ہے کہ امام اعظم ہونے کا حق یقیناً انہیں کو حاصل تھا۔ آج عمل میں

صِفر اور شہرت کے خواہشمند ہزار ہا ملیں گے لیکن کچھ اللہ والے ایسے ہیں جو متقی ہو کر بھی اپنے اعمال کو چھپاتے ہیں۔آج کتنا نازک دور آگیا ہے کہ آدمی اپنی کرامتیں خود ہی عام کرتا ہے اور متقی کہلانے کا بھی شوق لگا رہتا ہے اور نوبت یہ ہوتی ہے کہ اگر کوئی اس سے کم تصور کرے تو اسے دشمن گردانے لگ جاتا ہے۔اللہ عزوجل کے وہ بندے جن کے دل کو رب تبارک وتعالیٰ نے اپنی خشیت کے لئے چن لیا ہے وہ رات کی تاریکی میں خوف خدا سے لرزتے، کانپتے شب گزار دیتے ہیں اور اگر کوئی انہیں دیکھ لے تو اسے ظاہر نہ کرنے کا حکم صادر فرما کر یہ واضح کرتے ہیں کہ سب کچھ اللہ عزوجل کے لئے ہے۔

غشی طاری ہو گئی

ایک مرتبہ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بے خبری میں ایک لڑکے کے پاؤں میں پاؤں پڑ گیا، لڑکے نے کہا اے شیخ قیامت کے دن کے قصاص (بدلے) سے نہیں ڈرتے؟ حضرت امام نے یہ سنا تو آپ پر غشی طاری ہوگئی، جب افاقہ ہوا تو فرمایا میرا یہ خیال ہے کہ یہ کلمہ اسے تلقین ہوا ہے۔ (جواہر البیان، ص:۸۹)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج اگر کسی شیخ کا پاؤں کسی بچے کے پاؤں میں پڑ جائے اور بچہ اس قسم کا کلمہ اپنی زبان سے کہے تو شیخ کے مرید ایسے بچے کو زندہ نہ چھوڑیں گے، لیکن قربان جاؤ امام اعظم کی عظمت پر کہ آخرت کا خوف کس قدر غالب تھا کہ بچے کے کلمے کو تلقین سے منسوب کر کے کلمے کی عظمت اور خوف آخرت کی اہمیت کو اجاگر فرمایا، تاکہ لوگ خوف آخرت کے تصور سے غافل نہ ہوں۔یقیناً اگر ہم امام اعظم کے نقش قدم پر چلنے لگیں تو ہماری آخرت بھی سنور جائے گی۔

طلب معافی کے لئے بلخ تک پہونچے

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک روز ایک باغ میں نہر کے اندر سیب بہتے ہوئے دیکھا، یہ سمجھ کر کہ اس کی قیمت کیا ہوسکتی ہے اٹھایا اور کھالیا، کھانے

کے بعد آپ متفکر ہوئے اور سوچنے لگے کہیں یہ سیب کھا لینا ناجائز اور حرام نہ ہو، خدا جانے یہ سیب کس کا تھا اور کیسا تھا جو میں نے کھالیا، قیامت کے روز اگر اس کی بازپُرسی ہوگئی تو کیا جواب دوں گا؟ اسی فکر میں باغ کے مالک کے گھر پہنچے اور دروازہ کھٹکھٹایا، ایک لونڈی باہر نکلی، حضرت ابراہیم کہنے لگے میں باغ کے مالک سے ملنا چاہتا ہوں، لونڈی نے بتایا کہ باغ کی مالک ایک عورت ہے، حضرت ابراہیم نے فرمایا اس سے کہہ دو میں اس سے ملنا چاہتا ہوں، چنانچہ باغ کی مالکہ باہر نکلی اور حضرت ابراہیم سے سارا قصہ سن کر کہنے لگی اس باغ کا آدھا حصہ میرا ہے اور آدھا بادشاہ کا، میں اپنا حق تو معاف کرتی ہوں بادشاہ کے حق کی میں ذمہ دار نہیں۔ بادشاہ بلخ میں تھا، حضرت ابراہیم آدھا حصہ بخشوا کر باقی آدھے حصے کو بخشوانے کے لئے بلخ پہنچے اور بادشاہ سے بھی معاف کرا کے دم لیا۔(روایات:۳۰۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! حضرت ابراہیم بن ادہم نے کوئی کروڑوں کی جائیداد نہیں لے لی تھی بلکہ ایک سیب کی خاطر کس طرح سے معافی طلب کرنے کے لئے سفر کی جو تکلیفیں برداشت کی، کیا وہ ہم سب کے لئے قابل نصیحت نہیں؟ کیا آج ہم کسی کا مال اس کی اجازت کے بغیر استعمال کر کے اتنے فکر مند ہوتے ہیں؟ ہمارا دل اس بات پر گواہی دے گا کہ قطعی طور پر ہم فکر مند نہیں ہوتے اس لئے کہ ہمارے قول و فعل میں یکسانیت نہیں۔ اللہ ہم سب کو بزرگوں کے نقش قدم پر چلائے اور خوف آخرت نصیب فرمائے اور آخرت کے حساب و کتاب سے بچائے۔

ساری قیمت صدقہ کر دیا

حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کپڑے کے بہت بڑے تاجر تھے، ایک دفعہ آپ نے کپڑے فروخت کرنے کے لئے ایک شخص کو وکیل کیا، ان کپڑوں میں ایک کپڑا بڑا عیب دار تھا، حضرت امام صاحب نے وکیل سے کہہ دیا کہ اس کپڑے کو

فروخت نہ کرنا جب تک اس کا عیب بیان نہ کر لینا، اتفاق سے وکیل نے فراموشی سے وہ کپڑا عیب بیان کئے بغیر فروخت کر دیا اور سب کپڑوں کی قیمت اس کی قیمت میں بھی ملا دی، حضرت امام صاحب کو جب اس بات کا پتہ چلا تو آپ نے ان تمام کپڑوں کی قیمت غرباء و مساکین پر صدقہ کر دیا۔ (غرائب البیان، ص:٦٩)

حضرت حسن بصری کی گریہ و زاری

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ایک رات گھر میں رو رہے تھے، غلاموں نے عرض کیا آپ کیوں رو رہے ہیں؟ آپ تو اللہ کے فضل سے متقی اور پرہیز گار اور اللہ کے مقبول ہیں، پھر اس رونے کا سبب کیا ہے؟ فرمایا میں اس خیال سے رو رہا ہوں کہ میری نادانستگی اور بھول سے کوئی ایسا کام مجھ سے نہ ہو گیا ہو جو میرے اللہ کو پسند نہیں یا میں غلطی سے اپنا قدم کسی ایسی جگہ پر نہ رکھ بیٹھا ہوں جو جگہ میرے اللہ کو پسند نہیں، اگر مجھ سے کبھی ایسا ہو گیا ہے تو ایسا نہ ہو کہ اللہ کی بارگاہ سے میں راندہ ہو جاؤں اور خدائے تعالیٰ میری کوئی عبادت قبول نہ فرمائے۔ (تذکرۃ الاولیا، ص:۳۵)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ والے نیکیاں کر کے اللہ تعالیٰ سے ڈرتے اور ہم گناہ کر کے بھی اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتے۔ اللہ والے انجانے میں کوئی گناہ ہو گیا ہو اس کے تصور سے روتے تھے اور ہمارا حال یہ ہے کہ دانستہ گناہ کر کے بھی اللہ عزوجل سے نہیں ڈرتے۔ کاش ہم اللہ عزوجل کی پسند اور ناپسند کا خیال کر کے زیادہ سے زیادہ گناہ سے بچنے کی کوشش کریں تاکہ دونوں جہاں کی شرمندگی سے بچ سکیں۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ایک بار جنازے کی نماز پڑھنے لگے تو جب لوگ دفن سے فارغ ہوئے اور قبر درست کر چکے تو آپ اس قبر پر بیٹھ کر بہت روئے پھر آپ نے حاضرین سے فرمایا اے لوگو! سنو، اول اور آخر قبر ہے اور آخرت کی اول قبر

ہے تو پھر تم ایسے عالَم سے کیوں نہیں ڈرتے جس کے اول و آخر قبر ہے اور جب اول و آخر تمہارا یہ ہے تو اے غافلو! اول و آخر کو درست کرلو۔ آپ کے اس وعظ سے لوگ بہت متأثر ہوئے اور سب رونے لگے۔ (تذکرۃ الاولیاء، ص: ۳۵)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہر ایک شخص کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور پھر قبر کی تنہائی میں پہونچنا ہے۔ سوچو...... اس قبر میں ہمیں کیا چیز کام آئے گی؟ کیا ہم نے کبھی غور کیا؟ کیا ہم نے اس کی تیاری کی؟ اللہ اکبر! جلیل القدر صحابہ سے لے کر اولیائے کرام علیہم الرضوان سب کے سب قبر کے تصور سے لرز جاتے اور گریہ وزاری فرماتے۔ لہٰذا آیئے آج سے توبہ کر کے قبر میں کام آنے والے اعمال کی تیاریوں میں مصروف ہوجائیں۔ اللہ عزوجل ہم سب کو قبر و آخرت کی یاد اور تیاری کی توفیق عطا فرمائے۔

ماں کے پیٹ میں بے چین ہوئے

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ جب اپنی ماں کے پیٹ میں تھے، ایک روز آپ کی والدہ ماجدہ بالاخانہ پر تشریف لے گئیں اور پڑوسی کی ترشی سے ایک انگلی بھر کر چاٹی، آپ پیٹ میں بے چین ہوگئے اور اتنی بے چینی کا اظہار کرنے لگے کہ آپ کی والدہ سمجھ گئیں اور اسی وقت جاکر پڑوسی سے معافی مانگیں تب جاکر آپ مطمئن ہوئے۔

(تذکرۃ الاولیاء، ص: ۲۳۰)

امام اعظم کا تقوٰی

ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادتِ مبارکہ تھی آپ کبھی ننگے سر نہ رہتے تھے، چنانچہ داؤد طائی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں بیس برس تک حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ کی خدمت میں رہا، میں نے کبھی اس عرصہ میں آپ کو تنہائی یا جماعت میں ننگے سر بیٹھے ہوئے یا پاؤں پھیلا کر بیٹھتے ہوئے نہیں دیکھا۔

حضرت داؤد طائی نے ایک روز حضرت امام اعظم سے پوچھا: اے امامِ دین! اگر آپ تنہائی کی حالت میں سر ننگا کر لیں یا پاؤں پھیلا لیں تو اس میں کیا برائی ہے؟ حضرت امام نے فرمایا تنہائی کی حالت میں خدائے تعالیٰ کے ساتھ ادب رکھنا اور اس کی ذات پاک کا لحاظ رکھنا بہت اچھی بات ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء، ص: ۲۵۰)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج لوگ اعظم بننا چاہتے ہیں مگر امام اعظم کی زندگی کو نہیں پڑھتے، کوئی شخص صرف معتقدین اور مریدین کی طرف سے ملنے والے القاب سے بڑا نہیں بن جاتا بلکہ بڑا بننے کے لئے بڑوں کے نقش قدم پر چلنا ضروری ہے۔ آپ نے مذکورہ واقعہ سے محسوس کیا ہوگا کہ جو شخص تنہائی میں دامنِ ادب کو اس طرح تھامے رہتا ہو وہ فرائض، واجبات، سنن اور اللہ عزوجل اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احکام کا کتنا خیال رکھتا ہوگا۔

امام احمد رضا کا تقویٰ

سند المدرسین، بقیۃ السلف حضرت علامہ محمد احمد مصباحی دام ظلہ العالی اپنی تصنیفِ لطیف ''امام احمد رضا اور تصوف'' میں اعلیٰحضرت امام احمد رضا خاں فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے زہد و تقویٰ پر روشنی ڈالتے ہوئے رقمطراز ہیں: امام احمد رضا کی پوری زندگی شریعت مصطفےٰ و سنت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کی پابندی سے آراستہ ہے۔ ان کے تقویٰ کی شان بڑی بلند و بالا ہے۔ چند واقعات پیش کرتا ہوں جن سے اندازہ ہوگا کہ وہ تقویٰ ہی نہیں وَرَع کی منزل بلند پر فائز تھے اور ''اِنْ اَوْلِیَآءُہٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ'' کے مطابق متقی کامل اور ولیّ عارف تھے۔

امام احمد رضا قدّس سرہٗ کی زندگی کا آخری رمضان ۱۳۳۹ھ میں تھا اس وقت ایک تو بریلی میں گرمی تھی دوسرے عمر مبارک کا آخری حصہ اور ضعف و مرض کی شدت، شریعت اجازت دیتی ہے کہ شیخ فانی روزہ نہ رکھ سکے تو فدیہ دے اور ناتواں مریض کو

اجازت دیتی ہے کہ قضا کرے لیکن امام احمد رضا کا فتویٰ اپنے لئے کچھ اور ہی تھا جو در حقیقت فتویٰ نہیں تقویٰ تھا۔ انہوں نے فرمایا: بریلی میں شدت گرما کے سبب میرے لئے روزہ رکھنا ممکن نہیں لیکن پہاڑ پر ٹھنڈک ہوتی ہے، یہاں سے نینی تال قریب ہے بھوالی پہاڑ پر روزہ رکھا جا سکتا ہے میں وہاں جانے پر قادر ہوں لہٰذا میرے اوپر وہاں جا کر روزہ رکھنا فرض ہے چنانچہ رمضان وہیں گزارے اور پورے روزے رکھے۔

۲۵ رصفر کو وصال ہوتا ہے مرض مہینوں سے تھا اور ایسا کہ چلنے پھرنے کی طاقت نہیں، شریعت اجازت دیتی ہے کہ ایسا مریض گھر میں تنہا نماز پڑھ لے۔ مگر امام احمد رضا جماعت کی پابندی کرتے اور چار آدمی کرسی پر بٹھا کر مسجد پہونچاتے جب تک اس طرح حاضری کی قدرت تھی، جماعت میں شریک ہوتے رہے۔

ایک بار امام احمد رضا قدس سرہ اپنے علاقۂ زمینداری میں سکونت پذیر تھے۔ دردِ قولنج (پسلی کا درد) کے سخت دورے ہوا کرتے تھے۔ ایک دن تنہا تھے، فرماتے ہیں ظہر کے وقت درد شروع ہوا، اسی حالت میں جس طرح ہوا وضو کیا۔ اب نماز کو کھڑا نہیں ہوا جاتا۔ رب عزوجل سے دعا کی اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مدد مانگی، مولیٰ عزوجل مضطر کی پکار سنتا ہے میں نے سنتوں کی نیت باندھ دی۔ درد بالکل نہ تھا۔ سلام پھیرا، اسی شدت سے تھا۔ فوراً اٹھ کر فرضوں کی نیت باندھی درد جاتا رہا، جب سلام پھیرا وہی حالت تھی۔ بعد کی سنتیں پڑھی درد موقوف اور سلام کے بعد پھر بدستور، میں نے کہا اب عصر تک ہوتا رہ...... پلنگ پر لیٹا کروٹیں لے رہا تھا کہ درد سے کسی پہلو قرار نہ تھا خواہ یہ کہیے کہ حالت نماز میں درد یکسر اٹھا لیا جاتا تھا یا یہ کہیے کہ توجہ اِلیٰ اللہ اور استغراق عبادت کے باعث درد کا احساس نہ ہوتا تھا، بہرصورت امام احمد رضا کی مقبولیتِ بارگاہ اور ذوق عرفانی کی دلیلِ کافی ہے۔

اس طرح کے واقعات کہاں تک میں جمع کروں جب کہ ان کی پوری زندگی ان

ہی حالات و کیفیات سے آراستہ و پیراستہ ہے۔ایک واقعہ اور ذکر کیا جاتا ہے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دن بھر علمی مشاغل اور تدوین فقہ وغیرہ میں مصروف رہتے، رات کو نوافل وعبادات بھی بجالاتے مگر رات کے کچھ حصے میں آرام بھی کرتے، ایک بار کہیں جارہے تھے انہیں دیکھ کر کسی نے کہا یہ وہ ہیں جو رات بھر عبادت کرتے ہیں اس وقت سے پوری رات عبادت اور شب بیداری اختیار کر لی۔

مہینہ بھر میں حافظِ قرآن

کسی نے امام احمد رضا قدس سرہ کے پاس خط لکھا تو اس میں دیگر القاب وآداب کے ساتھ ''حافظ'' بھی لکھ دیا۔اس وقت امام احمد رضا با ضابطہ حافظ قرآن نہ تھے۔ اگرچہ قریباً تمام آیات کریمہ حضرت کے زبان وقلم پر رہا کرتیں......اور حسب ضرورت ان سے استدلال واستنباط بھی کرتے، شیر بیشۂ اہلسنت مولانا حشمت علی خاں علیہ الرحمہ ۲۹ رشعبان ۱۳۲۷ھ کا اپنا عینی مشاہدہ بیان کرتے ہیں کہ ایک خط میں اعلیٰ حضرت اپنے القاب کے ساتھ ''حافظ'' ملاحظہ فرما کر آبدیدہ ہوگئے۔خوف خدا سے دل کانپ اٹھا اور فرمایا میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ میرا حشر ان لوگوں میں نہ ہو جن کے بارے میں قرآن عظیم فرماتا ہے یُحِبُّوْنَ اَنْ یُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ یَفْعَلُوْا (وہ اسے پسند کرتے ہیں کہ ان کی ایسی خوبیاں بیان کی جائیں جو ان میں نہیں)۔

اس واقعہ کے بعد آپ نے قرآن یاد کرنے کا عزم صمیم کرلیا۔اور روزانہ عشا کا وضو فرمانے کے بعد جماعت ہونے سے قبل بس اس طرح یاد کرتے کہ کوئی ایک پارہ یا زیادہ آپ کو سنا دیتا پھر آپ سنا دیتے ۲۹ رشعبان کے بعد شروع کیا۔اور ۲۷ رمضان تک پورا قرآن حفظ کرلیا اور تراویح میں سُنا بھی دیا۔

یہ واقعہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعہ سے کس قدر مشابہت رکھتا ہے ان کا محرک بھی یہی تھا کہ کسی نے کہہ دیا پوری رات عبادت کرتے ہیں۔ یہاں بھی یہ کہ کسی

نے حافظ لکھ دیا۔ جبکہ باضابطہ حافظ قرآن نہ تھے، خوفِ خدا ہو تو ایسی مشکل چیزیں مشکل نہیں رہ جاتیں اور قلب ایسا آمادہ ہوتا ہے کہ کر ہی کے دم لیتا ہے۔ (امام احمد رضا اور تصوف)

مفتی اعظم ہند کا تقویٰ

بحر العلوم حضرت مفتی عبدالمنان صاحب قبلہ اعظمی دام فیوضہٗ جنہوں نے حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان صبح وشام دیکھی ہے، سفر وحضر دیکھا ہے، تحریر فرماتے ہیں ''خادم ایک بڑے لوٹے میں نصف کے قریب پانی پاس ہی میں رکھ دیتا اور آپ اسی متوضا (وضوخانہ) پر تشریف فرما ہوتے جہاں وضو کے لئے پائپ لگے ہوئے ہوتے ہیں۔ پہلی بار جب میں نے یہ حالت دیکھی تو مجھے یہ طول عمل معلوم ہوا۔ لیکن دریافت سے معلوم ہوا کہ نل سے وضو کرنے میں پانی زیادہ ضائع ہوتا ہے اس لئے حضرت نل سے وضو کرنا پسند نہیں کرتے کہ وضو میں پانی ضائع کرنا اسراف ہے''۔

(مفتی اعظم نمبر، ص: ۳۶)

اسی طرح آپ کی حیاتِ مبارکہ کے آخری دنوں کی بات ہے کہ احباب و اقارب کے پیہم اصرار کے بعد ڈاکٹری علاج کروایا بھی تو ہر دوا کے لئے پوچھ کر اطمینان کر لیتے تھے کہ اس میں اسپرٹ یا الکحل تو نہیں۔ بعض مواقع پر ڈاکٹروں نے پانی کے استعمال سے منع کیا مگر معتقدین کے ہزار اصرار کے باوجود تیمّم کرنا گوارا نہ کیا بلکہ باوضو نماز ادا فرمائی۔

کبھی دعوت میں صاحبِ خانہ کی اجازت کے بغیر اپنے حصہ کا بچا ہوا شوربہ نہیں پیا، شرکائے طعام میں سے اگر کسی نے اپنے حصے کا کوئی کھانا حضرت کو پیش کرنا چاہا تو فوراً تنبیہ فرمائی کہ صاحبِ خانہ سے اجازت لئے بغیر دسترخوان سے کوئی کھانا اُٹھا کر کسی کو دینا درست نہیں ہے۔

پردے میں ہونے کے باوجود کسی غیر محرم عورت کو سامنے بٹھا کر مرید نہیں کیا

بلکہ ہمیشہ آڑ میں بٹھا کر بیعت کرتے تھے۔

اگر کسی نے اپنا کاغذ پیش کر کے اُس پر تعویذ لکھوایا تو اُس کا بچا ہوا کاغذ اُسی کو واپس کر دیا، نہ اُسے اپنے پاس رکھنا گوارا کیا نہ مالک کی اجازت کے بغیر اُس پر دوسرے کو تعویذ لکھ کر دیا۔ اگر کسی نے نذر پیش کرنے کے بعد تعویذ کی فرمائش کر دی تو اُس کی نذر فوراً واپس کر دی اُس کے بعد تعویذ عطا کیا۔

تصویر کشی سے احتیاط

تصویر کشی آپ کے نزدیک حرام تھی، وہ حرام کو حرام ہی سمجھتے تھے، زمانہ کے کسی انقلاب نے ان کی فکر کو متاثر نہیں کیا۔ آپ نے ساری عمر تصویر نہ کھنچوائی مگر حج بیت اللہ کے لئے تصویر لازمی تھی، کریں تو کیا کریں، مولیٰ کے دربار میں مولیٰ کا نافرمان بندہ بن کر حاضر ہونا بھی کوئی حاضر ہونا ہے؟ اللہ اللہ! اُن کی استقامت نے دنیا کے قانون بدل دئے۔ تصویر سے مستثنیٰ قرار دے دیا گیا اور ایسی شان سے حاضر ہوئے کہ دامنِ عصمت پر نافرمانی کا ایک دھبہ تک نہ تھا۔ آج جس کو دیکھیں فوٹو کھنچوا رہا ہے، شوق و ذوق سے بڑھ چڑھ کر، پوز بنا بنا کر بہت سے دامن اس داغ سے داغدار ہیں۔

(ماہنامہ استقامت کان پور، مئی ۱۹۸۳ء مفتیِ اعظم نمبر، ص: ۵۲۳-۵۲۵)

اِس حج کے دوران زہد وتقویٰ کی ایک اور مثال قائم کی کہ جہاز میں ٹیکہ وغیرہ لگوانے سے سخت احتراز فرمایا کہ کہیں اِس میں اسپرٹ اور دیگر حرام چیزوں کی آمیزش نہ ہو۔

یوں ہی جن لوگوں نے حضور مفتیِ اعظم ہند علیہ الرحمہ کو بعد از وصال بوقتِ غسل دیکھا کہ چادر جو نہلانے کے وقت جسم پر ڈال دی جاتی ہے، قریب تھا کہ ہوا کے دوش پر ہٹتی اور ستر کھُل جاتے آپ نے انگلیوں سے چادر کو پکڑا اور بعد از وصال بھی تقویٰ کی ایک روشن مثال چھوڑی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے پاکباز بندوں کے زہد وتقویٰ کا صدقہ ہمیں بھی عطا فرمائے اور ان حضرات کے نقوشِ قدم پر چل کر شب وروز گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

توبہ کی توفیق ملی

بغداد میں ایک بدمعاش نے ایک شریف عورت کو گھیر لیا اور اس پر دست درازی کرنے لگا، عورت چیخی اور لوگوں کو اِمداد کے لئے بلایا، لوگ اسے چھڑانے کے لئے آئے تو بدمعاش نے چھری نکال لی، چنانچہ ڈر کے مارے کوئی آگے نہ آسکا، اتنے میں حضرت بشیر بن حرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہاں سے گزر ہوا، آپ آگے بڑھے اور اس بدمعاش کے کندھے کو اپنے کندھے سے دھکا دیا تو وہ بدمعاش زمین پر گر گیا اور کانپنے لگا، اتنے میں وہ عورت بھاگ گئی، حضرت بشیر بھی تشریف لے گئے۔ لوگ اس بدمعاش کے قریب گئے اور اسے اٹھایا اور کہا تمہارے ساتھ یہ کیا معاملہ ہوا؟ تو وہ بولا میں کچھ نہیں جانتا صرف اتنی خبر ہے کہ حضرت بشیر نے میرے کندھے کو دھکا دیتے وقت اتنا فرمایا تھا کہ ''خبردار تیرے اس برے فعل کو خدا دیکھ رہا ہے'' یہ سنتے ہی میرے بدن پر لرزہ طاری ہو گیا اور میں گر گیا اور اب سچے دل سے تائب ہو چکا ہوں۔ (روض الریاحین، ص:۱۷۱)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! باعمل اور متقی لوگوں کے ایک جملے سے زندگی بدل جاتی ہے اور توبہ کی توفیق بھی نصیب ہو جاتی ہے۔ حضرت بشیر نے صرف اسے اپنے کندھے سے دھکا دے کر فرمایا کہ اللہ وحدہٗ لاشریک تجھے دیکھ رہا ہے، اتنا کہنا ہی اس کی زندگی میں تبدیلی کا سبب بن گیا۔

اللّٰہ تعالٰی کی وصیت

بعض صالحین نے اپنے کسی شیخ کی خدمت میں عرض کیا مجھے کوئی وصیت کیجئے تو شیخ نے فرمایا: میں تجھے اللہ تبارک وتعالیٰ کی وہ وصیت کرتا ہوں جو اس نے تمام اولین وآخرین کو کی ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا ''وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ اِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ'' بے شک ہم نے ان کو جو تم سے پہلے کتابوں والے گزرے ہیں اور تمہیں تاکید کی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے ڈرتے رہو۔

اسی سے متعلق حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بندے کی بہتری اور بھلائی کا علم اللہ کے سوا اور کسے ہوسکتا ہے جب کہ خداوندِ تعالیٰ بندے کے لئے سب سے زیادہ خیر خواہ، سب سے زیادہ رحم کرنے والا اور مہربان ہے۔

تو دنیا میں بندے کے لئے تقویٰ کے علاوہ اگر کوئی اور شئی مفید ہوتی اور اس میں زیادہ بھلائی ہوتی، اس کا ثواب زیادہ ہوتا، عبادت میں اس کی ضرورت زیادہ ہوتی جو رتبہ میں تقویٰ سے اوپر ہوتی اور وہ شئی دنیا اور آخرت میں تقویٰ سے زیادہ وقعت رکھتی تو اللہ تعالیٰ تقویٰ کے بجائے اپنے بندوں کو اسی کی وصیت اور اسی کا حکم دیتا اور اپنے خواص کو اسی حکم کی تاکید فرماتا، مگر قرآن گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو تقویٰ اختیار کرنے کی ہی وصیت فرمائی کیوں کہ اس کی حکمت مکمل اور اس کی رحمت وسیع ہے۔ تو جب خدائے قدیر و جبار نے تقویٰ کی تاکید فرمائی اور تمام اولین و آخرین کو اسی کا حکم دیا تو ثابت ہوگیا کہ تقویٰ ہی سب سے اعلیٰ چیز ہے کوئی اور چیز نہیں اور نہ اس کے سوا کچھ اور مقصود ہے۔ اس بات سے یہ واضح ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر بھلائی، ہر ارشاد ہر تنبیہ و تادیب، ہر علم و تہذیب کو تقویٰ سے متعلق کیا ہے اور یہ اس نے اپنی حکمت و رحمت کے عین مطابق کیا ہے اور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ تقویٰ ہی دنیوی اور اُخروی بھلائیوں کا جامع ہے اور تقویٰ بندگی اور عبادت کو قبولیت کے درجات پر پہونچانے کا ضامن و کفیل ہے۔

یا اللہ! سید المتقین و سید المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی نعلین پاک کے صدقے ہمیں بھی دولتِ تقویٰ سے مالا مال فرمائے اور ہمارے سینوں کو اپنی خشیت کا گنجینہ بنادے۔

آمِیْنَ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَ التَّسْلِیْمِ

دنیا کی حقیقت

یہ بات یادرکھنے کی ہے کہ دنیا اپنی ذات کے اعتبار سے بُری نہیں بلکہ اس سے تعلق اور محبت کرنا بُرا ہے کہ دنیا کی محبت ہر گناہ کی بنیاد ہے، دنیا جی لگانے کے قابل نہیں کہ کبھی وہ انسان کو اعلیٰ ترین مقامات پر پہونچا دے اور کبھی ادنیٰ ترین جگہوں پر پھینک دے، ہاں! جو شخص دنیا کو دین کا آلہ بناتا ہے اور جائز خواہشاتِ نفسانیہ پوری کرنے کے لئے دنیا کو نظر میں رکھتا ہے اور "مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ" کے مطابق جو کچھ اللہ رب العزت نے عطا فرمایا ہے اس میں سے خرچ کرتا ہے وہ بظاہر دنیا میں اور بباطن ملأ اعلیٰ میں رہتا ہے، اس لئے کہ "اِنَّ لِلّٰهِ عِبَادًا اَبْدَانُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَ قُلُوْبُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ" یعنی اللہ کے کچھ خاص بندے ہیں وہ جن کے بدن دنیا میں ہیں لیکن دل اللہ جل شانہٗ کی طرف لگے ہیں۔ کیوں کہ دنیا سراسر دھوکہ ہے اور بندے کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی جانب سے پہلے ہی آگاہی دے دی گئی ہے کہ دنیا کے دھوکہ میں نہ آنا چنانچہ فرمانِ خداوندی ہے "اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا قفۃ وَ لَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ" (ترجمہ) بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے تو ہرگز تمہیں دھوکہ نہ دے دنیا کی زندگی اور ہرگز تمہیں اللہ کے علم پر دھوکا نہ دے وہ بڑا فریبی۔ (پ۲۱، سورۂ لقمان، آیت ۳۳)

ظلم نہ ہو گا

فرمان باری تعالیٰ ہے ''قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ ج وَّالْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰی قف وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِیْلًا o''، تم فرمادو کہ دنیا کا برتنا تھوڑا ہے اور ڈر والوں کے لئے آخرت اچھی اور تم پرتاگے برابر ظلم نہ ہوگا۔ (پ۵، سورۂ نساء، آیت ۷۷)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! دنیا کی زندگی آخرت کی دائمی زندگی کے مقابلے میں بہت مختصر ہے اور اس زندگی میں کئے ہوئے اعمال کی سزا یا جزا وہاں ہمیں پانا ہے۔ اسی لئے قرآن مقدس وہاں کی بھلائی کے لئے یہیں محنت کرنے کی تاکید فرمارہا ہے اور وہ بھلائی اُسی کو میسر آئے گی جو دنیا میں اللہ سے ڈرتا ہوگا۔

کھیل کود

اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے ''وَمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ط وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ ط اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ o''اور دنیا کی زندگی نہیں مگر کھیل کود اور بیشک پچھلا گھر بھلا ان کے لئے جو ڈرتے ہیں، تو کیا تمہیں سمجھ نہیں؟

(پ۷، سورۂ انعام، آیت ۳۲)

نیز ارشادِ ربانی ہے ''وَمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ o''اور دنیا کی زندگی تو یہی دھوکے کا مال ہے۔ (پ۴، سورۂ آل عمران، آیت ۱۸۵)

دنیا کی بے ثباتی کا ذکر کرتے ہوئے اللہ رب العزت فرماتا ہے:

''اِعْلَمُوْآ اَنَّمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّ لَهْوٌ وَّ زِیْنَةٌ وَّ تَفَاخُرٌ م بَیْنَكُمْ وَ تَكَاثُرٌ فِی الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ط كَمَثَلِ غَیْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ یَهِیْجُ فَتَرٰهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ یَكُوْنُ حُطَامًا ط وَفِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِیْدٌ لا وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ ط وَمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ o''

جان لو کہ دنیا کی زندگی تو نہیں مگر کھیل کود اور آرائش اور تمھارا آپس میں بڑائی مارنا اور مال اور اولاد میں ایک دوسرے پر زیادتی چاہنا اس مینھ کی طرح جس کا اُگایا سبزہ کسانوں کو بھایا پھر سوکھا کہ تو اسے زرد دیکھے پھر روندن (پامال کیا ہوا) ہوگیا اور آخرت میں سخت عذاب ہے اور اللہ کی طرف سے بخشش اور اس کی رضا اور دنیا کا جینا تو نہیں مگر دھوکے کا مال۔ (پ/۲۷، سورۂ حدید، آیت/۲۰)

برائیوں کی جڑ

حضرتِ حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا دنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ آج مختلف برائیوں میں جو انسان گرفتار ہے اس کی وجہ دنیا کی محبت ہی ہے۔ پہلے دنیا کی محبت دل میں گھر کرتی ہے پھر دوسری محبتیں خود بہ خود اس کی وجہ سے دل میں پیدا ہوجاتی ہیں۔ لہٰذا ہم کو چاہئے کہ ہم سب سے پہلے اپنے دل سے دنیا کی محبت خالی کریں۔

یاد رکھیں! دنیا کمانا بُرا نہیں بلکہ اللہ جل شانہ کی یاد سے غافل ہوکر دنیا کی محبت دل میں بٹھانا بُرا ہے۔ لہٰذا دل میں اللہ اور اس کے رسول کی محبت کو جگہ دیں اور دنیا کو بقدر ضرورت حاصل کریں تاکہ ہر برائی سے اپنے آپ کو بچا سکیں۔

دنیا فانی ہے

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: کہ جو شخص اپنی دنیا سے محبت کرتا ہے ایسی محبت جو اللہ اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت پر غالب ہو تو وہ اپنی آخرت کو نقصان پہنچاتا ہے۔ تو اے مسلمانو! فنا ہونے والی چیز یعنی دنیا کو تج کر باقی رہنے والی چیز یعنی آخرت کو اختیار کرلو۔ (احمد، مشکوٰۃ)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! انسان کتنا کم عقل ہے کہ جو چیز اس کے پاس رہنے والی نہیں اس کو اتنا چاہتا ہے کہ اصل سرمایہ جو دونوں جہاں میں کام آنے والا ہے اس سے توجہ ہٹا دیتا ہے۔ یقین جانو کہ اللہ عزوجل اور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت ہی وہ عظیم دولت ہے جو دونوں جہاں میں سرخروئی کا ضامن ہے۔

مچھر کے پَر سے بھی کم وقعت

حضرت سہیل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر دنیا خدائے قدیر و جبار کی نظر میں مچھر کے پَر برابر بھی وقعت رکھتی تو اس میں سے کافر کو ایک گھونٹ بھی نہ پلاتا۔ (ترمذی جلد۲/۵۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث شریف سے یہ بات سمجھ میں آئی کہ اللہ کے نزدیک دنیا کی وقعت مچھر کے پَر کے برابر بھی نہیں۔ مثال دے کر یہ بتانا مقصود ہے کہ دنیا بہت ذلیل ہے، دنیا ملنے پر انسان بہت خوش ہوتا ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ دنیا ملنے پر خوش ہونے کی بجائے اس بات کی کوشش کرنی چاہیئے کہ جو مال اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمایا ہے اس مال کے ذریعہ خُدا عزوجل اور اس کے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل کریں اور اس مال کو اس کی راہ میں خرچ کریں تا کہ اللہ عزوجل اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت اور متاعِ آخرت حاصل ہو۔ اللہ عزوجل ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

دنیا ملعون ھے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام نے فرمایا: بیشک دنیا ملعون ہے اور جو چیزیں اس میں ہیں وہ بھی ملعون ہیں۔ سوائے ذکرِ الٰہی اور وہ چیزیں جنہیں رب تعالیٰ محبوب رکھتا ہے، اور سوائے عالِم یا مُتعلّم کے۔ (ترمذی، ج۲/۵۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! دنیا کی حقیقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ کون جان سکتا ہے؟ ہم سب کے آقا و مولیٰ تاجدار عرب و عجم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا کو ملعون قرار دے رہے ہیں تو یقیناً یہ دل لگانے کے لائق نہیں۔ اگر دل لگانا ہو تو اللہ کے ذِکر، اس کے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود شریف اور تلاوت قرآن میں لگاؤ کہ اس کی برکتوں سے ان شاء اللہ دل کی دنیا میں انقلاب پیدا ہوگا اور دونوں جہاں کی بھلائیاں نصیب ہوگی۔

مومن کے لئے قید خانہ!

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم رؤف و رحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ''اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّۃُ الْکَافِرِ'' دنیا مومن کا قید خانہ ہے اور کافر کی جنت۔　(مسلم شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مومن کا اصل گھر جنت ہے جو درحقیقت عیش و عشرت کی جگہ ہے، اس اصل ٹھکانہ کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی واقعی قید خانہ سے کم نہیں ہے، جہاں انسان طرح طرح کی شرائط کا پابند ہے اور مومن کے مقابل کافر کو بروز آخرت سخت ترین عذاب کا سامنا کرنا ہے لہٰذا وہاں کے عذاب کے مقابلہ میں جب تک اسکی جان میں جان ہے اور جب تک اسے دنیا میں مہلت ملی ہوئی ہے وہ اس کے لئے جنت کے درجہ میں ہے۔

مردار بچہ سے بھی کم

مروی ہے کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک مردہ بکری کے پاس سے گزر ہوا، آپ نے فرمایا کیا یہ بکری اپنے مالک کو پسند ہے؟ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا اس کی بدبو کی وجہ سے اس کو یہاں پھینک دیا گیا، آپ نے فرمایا بخدا! دنیا اللہ تعالیٰ کے ہاں اِس مردہ بکری سے بھی زیادہ بے وقار ہے۔ اللہ تعالیٰ

کے ہاں دنیا کا مقام مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتا تو کوئی کافر اس دنیا سے ایک گھونٹ بھی پانی نہیں پی سکتا۔ (ترمذی جلد دوم ص ۵۸)

صدیقِ اکبر رونے لگے

حضرت زَید بن اَرقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر بیٹھے ہوئے تھے، آپ نے پانی منگوایا تو پانی اور شہد حاضر کیا گیا۔ آپ جب اسے منھ کے قریب لے گئے تو بے اختیار رونے لگے، یہاں تک کہ پاس بیٹھے سب صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین رونے لگے۔ کچھ دیر بعد آپ نے پھر پینے کا ارادہ فرمایا مگر شہد اور پانی دیکھ کر دوبارہ رونے لگے یہاں تک کہ صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے خیال کیا شاید ہم اس گریہ کی وجہ دریافت نہیں کر سکیں گے۔ جب آپ نے اپنے آنسو کو صاف کیا تو صحابۂ کرام نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! آپ کے رونے کا باعث کیا تھا؟ آپ نے فرمایا ایک مرتبہ مجھے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہمراہی کا شرف حاصل ہوا، آپ اپنے جسم مبارک سے کسی نظر نہ آنے والی چیز کو دفع فرما رہے تھے، میں نے عرض کیا حضور آپ کس چیز کو ہٹا رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: میرے پاس ابھی دنیا آئی تھی میں نے اس سے کہا مجھ سے دور رہو وہ لوٹ گئی ہے اور یہ کہہ گئی ہے کہ آپ نے مجھ سے کنارہ کشی فرمالی ہے مگر بعد میں آنے والے ایسا نہیں کرسکیں گے۔ (مکاشفۃ القلوب)

انتہائی تعجب

فرمانِ نبوی ہے کہ ایسے انسان پر انتہائی تعجب ہے جو بہشت پر ایمان رکھتے ہوئے دنیا کے حصول میں سرگرم ہے۔ (مکاشفۃ القلوب)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث مبارکہ سے آپ نے اندازہ لگالیا ہوگا کہ سرکار مدنی تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا کی

محبت میں گرفتار بندے پر کس قدر تعجب فرماتے ہیں کیونکہ جو بہشت پر ایمان رکھتا ہو اور دنیا کے حصول میں سرگرم ہو یہ یقیناً تعجب کی بات ہے جب کہ بہشت کی نعمتیں دنیا کی نعمتوں سے کروڑ ہا درجہ بہتر ہیں اور وہاں کی زندگی ہی صحیح معنوں میں زندگی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ عزوجل کے نیک بندے بہشت ہی کی تیاری کرتے ہیں اور ہر لمحہ فکر آخرت میں مصروف ہوتے ہیں۔ اللہ عزوجل ہم سب کو صحیح سمجھ عطا فرمائے۔

بنی اسرائیل کی تباہی

اللہ کے پیارے رسول دانائے غیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دنیا سبز (خوش آئند) اور شیریں ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہیں اپنا خلیفہ بنا کر بھیجا ہے اور وہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔ نبی اسرائیل پر جب دنیا فراخ کر دی گئی تو انہوں نے اپنی تمام تر کوششیں زیورات، کپڑوں، عورتوں اور عطریات کے لئے وقف کر دی تھیں۔ (اور ان کا انجام تم نے دیکھ لیا)۔ (مکاشفۃ القلوب)

ناپَسند چیز

حضرت موسیٰ بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق میں سب سے زیادہ ناپسند یہی دنیا ہے۔ اللہ نے اسے جب سے پیدا فرمایا ہے کبھی نظر رحمت سے نہیں دیکھا۔ (مکاشفۃ القلوب)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! جس چیز پر اللہ نے کبھی نظر رحمت نہ فرمائی ہو آج اس چیز کو پانے کی ریس میں ہم لگے ہوئے ہیں۔ کاش ہم سمجھتے اور اس دنیا سے اتنی محبت نہ کرتے جس سے ہماری آخرت برباد ہو جائے۔

دنیا کی حیثیت

حضرت سلیمان علیہ السلام ایک مرتبہ اپنے تخت پر کہیں تشریف لے جا رہے تھے، پرندے آپ پر سایہ کر رہے تھے، انسان اور جنات آپ کے دائیں بائیں بیٹھے

تھے۔ بنی اسرائیل کے ایک عابد نے دیکھ کر کہا اے سلیمان بخدا! اللہ نے آپ کو ملک عظیم دیا ہے۔ آپ نے یہ سُن کر فرمایا: بندۂ مومن کے نامۂ اعمال میں درج صرف ایک تسبیح میری تمام سلطنت سے بہتر ہے کیوں کہ یہ سب فانی ہے مگر تسبیح باقی رہنے والی ہے۔ (مکاشفۃ القلوب)

تین قسم کے مال

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انسان کہتا ہے میرا مال میرا مال مگر حقیقت یہ ہے کہ اس کے مال میں سے تین قسم کا مال اس کا ہے۔

☆ جو کھا کر ختم کر دیا

☆ جو پہن کر پُرانا کر دیا۔

☆ جو اللہ کی راہ میں خرچ کر کے جمع کر دیا۔ (اور یہی کام آنے والا ہے)

اور اس کے علاوہ جو کچھ ہے وہ سب لوگوں کے لئے چھوڑ کر جانے والا ہے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مال یقیناً فنا ہونے والا ہے اگر باقی رہنے والی کوئی چیز ہے تو راہ خدا میں خرچ کرنا اور نیک اعمال ہیں کہ فرمان باری تعالیٰ ہے ''وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِکُمْ مِّنْ خَیْرٍ تَجِدُوْہُ عِنْدَ اللّٰہِ'' اور اپنے لئے جو بھلائی آگے بھیجو گے اسے اللہ کے پاس پاؤ گے۔ (پ۲۹، سورۂ مزمل، آیت ۲۰)

تو اب غور کریں کیا ہم آخرت کے لئے بھی کچھ تیاریاں کر رہے ہیں یا نہیں؟

اسی طرح نبی اکرم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دنیا اس کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہ ہو، اس کا مال ہے جس کا کوئی مال نہ ہو، بے وقوف ہی اسے جمع کرتا ہے بے علم ہی اس کے لئے جھگڑتا ہے، ناسمجھ ہی اس کے لئے دشمنی اور حسد کرتا ہے اور بے یقین ہی اس کے حصول کی کوشش کرتا ہے۔ (مکاشفۃ القلوب)

دنیا کا انجام

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مجھ سے حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام نے فرمایا تجھے دنیا کی حقیقت دکھا دوں؟ میں نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ! آپ میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے مدینہ منورہ کی ایک وادی میں لے گئے جہاں کوڑا پڑا تھا اور اس میں گندگی، چیتھڑے اور انسان کے سر کی بوسیدہ ہڈیاں تھیں۔ آپ نے فرمایا اے ابو ہریرہ! یہ سر بھی تمہارے سروں کی طرح حریص تھے اور ان میں تمہاری طرح بہت آرزوئیں تھیں مگر آج یہ خالی ہڈیاں بن چکی ہیں جن پر کھال بھی نہ رہی اور عنقریب یہ مٹی ہو جائیں گی۔ یہ گندگی ان کے کھانوں کے رنگ ہیں جنہیں انہوں نے کما کما کر کھایا آج لوگ ان سے منھ پھیر کر گزر تے ہیں، یہ پرانے چیتھڑے جو کہ کبھی ان کے ملبوسات تھے آج ہوا انہیں اڑائے پھرتی ہے اور یہ ان کی سواریوں کی ہڈیاں ہیں جن پر سوار ہو کر شہروں شہروں گھوما کرتے تھے، جو دنیا کے انجام پر رونا پسند کرتا ہو اسے رونا چاہئے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں پھر میں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہت روئے۔ (مکاشفۃ القلوب)

رحمت سے محروم

حضور تاجدار مدینہ راحت قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے: دُنیا زمین و آسمان کے درمیان معلق ہے، اسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے جب سے پیدا فرمایا ہے کبھی نظر رحمت سے نہیں دیکھا، قیامت کے دن دنیا بارگاہ خداوندی میں عرض کرے گی مجھے اپنے دوستوں کے مقدر میں لکھ دے، رب فرمائے گا میں دنیا میں اس ملاپ کو ناپسند کرتا تھا اور آج بھی اسے ناپسند کرتا ہوں۔ (مکاشفۃ القلوب)

دُنیا بُزرگوں کی نظر میں

مولائے کائنات حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ جس نے یہ چھ کام کر لئے اس نے بہشت طلب کرنے اور دوزخ سے بچنے کا کوئی کام باقی نہ چھوڑا۔ ایک یہ کہ حق تعالیٰ کو جانا اور اس کا حکم بجالیا۔ دوسرے شیطان کو جانا اور اس کی مخالفت پر کمر بستہ ہوا۔ تیسرے یہ کہ حق بات سمجھ کر اس پر مضبوطی سے قائم رہا۔ چوتھے یہ کہ ناحق کو سمجھا اور اس سے دست بردار ہوا۔ پانچویں یہ کہ دنیا کو پہچانا اور اس کو ترک کیا۔ چھٹے یہ کہ آخرت کو پہچانا اور اس کی طلب میں قائم رہا۔ (کیمیائے سعادت، ص:۵۶۲)

کسی دانشمند نے کہا کہ دنیا جو کچھ مال تجھے دے وہ کسی دوسرے کا ہوگا اور تیرے بعد بھی وہ کسی دوسرے کو ملے گا۔

حضرت شیخ ابوحازم رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ میں دنیا کو دوست رکھتا ہوں کیا تدبیر کروں کہ اس کی دوستی میرے دل سے نکل جائے؟ انہوں نے کہا کہ کسبِ حلال میں مشغول ہو جا پھر اس مال کو مناسب جگہ جہاں چاہے خرچ کر۔

حضرت شیخ ابوحازم رحمۃ اللہ علیہ ہی کا ارشاد ہے کہ دنیا سے پرہیز کرو کیوں کہ میں نے سُنا ہے کہ جس نے دنیا کو بزرگ جانا قیامت میں اس کو کھڑا کیا جائے گا اور منادی اعلان کرے گا کہ یہ وہ شخص ہے کہ جس چیز کو حق تعالیٰ نے حقیر کیا تھا اُس کو اِس نے بزرگ سمجھا۔

شیخ یحییٰ بن معاذ نے کہا ہے کہ دنیا شیطان کی دوکان ہے، اس کی دنیا سے کچھ مت چُرا اور کچھ نہ لے، اگر کچھ لے گا تو بے شک وہ تجھ کو پکڑ لے گی۔

حضرت شیخ فضیل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اگر دنیا سونے کی ہوتی مگر فانی اور آخرت مٹی کی ہوتی اور باقی تو عقل کا یہی تقاضا تھا کہ تم اس باقی مٹی کو اس فانی سونے سے زیادہ عزیز رکھو، لیکن ہوتا یہ ہے کہ انسان باقی رہنے والے سونے کو چھوڑ کر فنا ہونے

والی مٹی کو دوست رکھتا ہے۔

حضرت شیخ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں کہ اگر ساری دنیا مجھے بے مال اور بے حساب دے تب بھی میں اس سے ننگ و عار رکھوں گا، اسی طرح جیسے تم مردار سے ننگ و عار رکھتے ہو۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! دنیا میں ہمیشہ اللہ والے ہر کام میں اللہ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہی خوشنودی کا خیال رکھتے ہیں۔اس کے مقابلہ میں انہیں دنیا اور دنیا کی ہر چیز بے حیثیت نظر آتی ہے۔لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ہم بھی اپنے بزرگوں کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے زندگی گزاریں۔

دنیا کا مہمان

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ہے کہ جو دنیا میں آیا ہے وہ مہمان ہے اور جو چیز اس کے پاس ہے وہ عاریۃً ہے۔پس مہمان کا جانا اور عاریۃً دی ہوئی چیز کا واپس لے لینا ضروری ہے۔

دوہرا نقصان

حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے فرزند سے فرمایا، اے بیٹے! دُنیا کو بیچ کر آخرت کو خرید لو تاکہ دوہرا منافع حاصل ہو، آخرت کو بیچ کر دنیا مت خرید و دوہرا (دین کا) نقصان ہے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آدمی کی عادت ہوتی ہے کہ وہ دنیا اور اس کے مال کو ہر چیز سے زیادہ چاہتا ہے، اس کے حاصل کرنے میں اچھے اور بُرے کی تمیز بھی نہیں کرتا، جس سے جانے انجانے دونوں میں نقصان ہو جاتا ہے۔حضرت لقمان علیہ السلام اپنے فرزندِ ارجمند کو جو نصیحت فرماتے

ہیں جس میں نفع اور نقصان کو واضح کر کے بتا دیا کہ اس دنیا میں ہمیں کون سا راستہ اختیار کرنا چاہئے نیز یہ بات بھی سمجھ میں آرہی ہے کہ آج ہر باپ پر لازم ہے کہ وہ وقتِ ضرورت اپنی اولاد کو دنیا و آخرت کی بھلائی کی نصیحتیں کرتا رہے۔

ابلیس کے لشکری

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو ابلیس کے لشکری اس کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ایسے نبی کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا ہے اب ہم کیا کریں؟ ابلیس نے دریافت کیا کہ آیا وہ لوگ دنیا کو دوست رکھتے ہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں! تب اس نے جواب دیا کہ کچھ اندیشہ مت کرو اگر وہ بُت پرستی نہیں کرتے تو کیا ہے میں دنیا پرستی پر ان لوگوں کو اس بات پر لے آؤں گا کہ وہ جو کچھ بھی لیں ناحق لیں اور جو کچھ دیں وہ ناحق دیں اور جو کچھ چھوڑیں وہ ناحق رکھ چھوڑیں۔ تمام خرابیاں اور بُرائیاں تین باتوں سے پیدا ہوتی ہیں۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ابلیس کے مکر وفریب کا آپ نے مذکورہ قول سے اندازہ لگالیا ہوگا۔ ابلیس تو ہم سے غافل نہیں لیکن ہم اس کے مکر وفریب سے غافل ہیں وہ ہماری آخرت برباد کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتا اور شب و روز ہمیں گمراہ اور بے راہ کرنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے۔ کاش ہم اس کے مکر وفریب کو سمجھتے اور اپنے دامن کو ان ساری برائیوں سے بچاتے جو ہماری آخرت کو برباد کرنے والی ہیں۔

بس یہ کافی ہے

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام کے عامل (گورنر) تھے، جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں تشریف لے گئے تو ان کے مکان میں کچھ ساز و سامان نہ تھا۔ ایک ڈھال، ایک تلوار اور ایک کجاوہ موجود تھا تب حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ سے انہوں نے کہا آپ نے گھر میں مال کی کوٹھری کیوں نہیں بنوالی؟ انہوں نے جواب دیا کہ مجھے جہاں جانا ہے وہاں کے لئے بس یہ کافی ہے۔ (یعنی قبر کے لئے)
سُبْحَانَ اللّٰہ! اللہ والے دنیا میں اپنی ضرورت کے لئے اتنا ہی رکھنا پسند فرماتے تھے جتنا ان کی زندگی گزارنے کے لئے کافی ہوتا۔ اسی لئے ان کے دلوں میں دنیا کی محبت پیدا ہو ہی نہیں سکتی، کیوں کہ وہ جانتے ہیں کہ یہ دنیا ہمارا مستقل ٹھکانہ تو نہیں ہے۔

تین حسرتیں

سلطان المشائخ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: موت کے وقت آدمی کے دل میں یہ تین حسرتیں رہتی ہیں۔

اول: یہ کہ جو جمع کیا تھا اس سے سَیر نہ ہوا۔

دوم: دل کی جو آرزو تھی وہ حاصل نہ ہوئی۔

سوم: آخرت کا کام جیسا کرنا چاہئے تھا ویسا نہیں کیا۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ نے کتنی صحیح ترجمانی فطرت انسانی کی فرمائی ہے، یقیناً موت کے وقت آدمی کے دل میں یہ تین حسرتیں رہتی ہیں۔ لیکن سب سے زیادہ افسوس ناک بات یہ ہے کہ جہاں جانا ہے وہاں کی کوئی تیاری نہیں کی جارہی ہے۔ بیدار ہو جاؤ اور آخرت کی تیاریوں میں مصروف عمل ہو جاؤ اس لئے کہ وہاں نہ مال کام آئے گا اور نہ اولاد، وہاں تو بس اللہ کی اطاعت اور اس کے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت کام آئے گی۔

ویران گھر

علمائے کرام نے فرمایا ہے کہ دنیا ویران گھر ہے اور اس سے زیادہ ویران اس شخص کا دل ہے جو دنیا طلب کرتا ہے۔ جنت ایک آباد گھر ہے اور اس سے زیادہ آباد اس شخص کا دل ہے جو جنت کی طلب کرتا ہے اور اس کو ڈھونڈ تا ہے۔

حقیقت دنیا

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ دنیا چھ چیزوں کا نام ہے:

☆ **کھانا۔** ماکولات میں سب سے بہتر شہد ہے اور وہ مکھی کا لعاب ہے۔

☆ **پینا۔** پینے کی سب چیزوں میں پانی بہتر ہے لیکن دنیا کے تمام لوگ اس سے نفع اندوزی میں برابر ہیں۔

☆ **پہننا۔** سب سے اچھا کپڑا ریشم ہے اور وہ کیڑوں سے پیدا ہوتا ہے۔

☆ **سونگھنا۔** سونگھنے کی چیزوں میں سب سے بہتر مشک ہے اور وہ ہرن کا خون ہے۔

☆ **سواری۔** سواریوں میں سب سے بہتر گھوڑا ہے، لوگ اس کی پیٹھ پر بیٹھ کر دوسروں کو قتل کرتے ہیں۔

☆ **نکاح:** یہ ہے کہ ایک پیشاب دان دوسرے پیشاب دان میں پہونچتا ہے اور بس۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مولائے کائنات رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کتنی حکمت بھری بات بیان فرمائی ہے اور دنیا کی حقیقت کو کس قدر واضح فرما دیا ہے۔ اے کاش جب دنیا ہمارے قریب آنے لگے اور اس کے چکر میں ذکر خدا و رسول سے غافل ہونے کا خوف کریں تو ایسے وقت میں ارشاداتِ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سامنے رکھیں تو دنیا کی محبت سے نجات مل سکتی ہے۔

دنیا ایک سرائے ہے

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کا فرمان ہے کہ جس طرح ایک برتن میں آگ اور پانی جمع نہیں ہوسکتے اسی طرح ایک دل میں دنیا اور آخرت کی محبت جمع نہیں ہوسکتی۔

دنیا حضرت جبریل کی نظر میں

مروی ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت نوح علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ نے تو بہت طویل عمر پائی ہے یہ فرمائیں کہ آپ نے دنیا کو کیسا پایا؟ آپ نے

فرمایا دنیا ایک سرائے ہے، جس کے دو دروازے ہیں ایک دروازے سے داخل ہوا اور دوسرے دروازے سے میں نکل گیا۔

ہلاک ہو جاؤ گے

حضور رحمتِ عالم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملکِ بَحرَین بھیجا، وہ وہاں سے مال و دولت لے کر آئے، جب انصار کو ان کی آمد کی اطلاع ملی تو وہ سب صبح کی نماز میں حاضر ہوئے، نماز سے فارغ ہو کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا تو مسکرا کر فرمایا شاید تمہیں ابوعبیدہ کے مال لے کر آنے کی خبر مل گئی ہے؟ انہوں نے عرض کی جی ہاں۔ آپ نے فرمایا تمہیں مبارک ہو، رب ذوالجلال کی قسم مجھے تمہارے بارے میں فقر و فاقہ کا خوف نہیں ہے بلکہ میں اُس وقت سے ڈرتا ہوں جب تم پر پہلی امتوں کی طرح دنیا فراخ ہو جائے گی اور تم اس میں پہلی امتوں کی طرح مشغول ہو کر ہلاک ہو جاؤ گے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اکثر اس بات کا اندیشہ کرتا ہوں جب اللہ تعالیٰ تم پر یہ دنیا تمام فتنہ سامانیوں کے ساتھ فراخ کر دے گا۔

ایک جامع تقریر

حضرت ابودردا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے لوگو! جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم جانتے تو آبادی چھوڑ کر ویران ٹیلوں کی طرف نکل جاتے اور اپنے کو ریاضت میں مشغول کرتے، گریہ وزاری کرتے اور ضروری سامان کے علاوہ تمام مال و متاع چھوڑ دیتے لیکن دنیا تمہارے اعمال کی مالک بن گئی ہے اور دنیا کی امیدوں نے تمہارے دل سے آخرت کی یاد مٹا کر رکھ دیا ہے اور تم (اس کے لئے) جاہلوں کی طرح سرگرداں ہو، تم میں سے بعض لوگ جانوروں سے بھی بدتر ہیں جو اپنی خواہشات میں اندھے بن کر

انجام کی فکر نہیں کرتے ،تم سب دینی بھائی ہوتے ہوئے ایک دوسرے سے محبت نہیں کرتے اور نہ ہی ایک دوسرے کو نصیحت کرتے ہو،تمہارے خبثِ باطن نے تمہارے راستے جدا کر دئے ہیں، اگر تم صراطِ مستقیم پر چلتے تو ضرور باہم محبت کرتے،تم دنیوی اُمور میں تو باہم مشورے کرتے ہومگر آخرت کے اُمور میں مشورہ نہیں کرتے اور تم اس ذات سے محبت نہیں رکھتے جو تمہیں محبوب رکھتا ہے اور تمہیں آخرت کی بھلائی کی طرف لے جانا چاہتا ہے، یہ سب اس لئے ہے کہ تمہارے دلوں میں ایمان کمزور پڑ چکا ہے۔

اگر تم آخرت کی بھلائی اور بُرائی پر یقین رکھتے جیسے دنیاوی اونچ نیچ پر یقین رکھتے ہو تو تم دنیا پر آخرت کو ترجیح دیتے کیوں کہ آخرت تمہارے اعمال کی مالک ہے، اگر تم یہ کہو کہ ہم پر دنیا کی محبت غالب ہے تو یہ تمہارا عُذر لنگ ہے کیوں کہ تم مقررہ میعاد پر آنے والی آخرت پر اس دنیا کو ترجیح دے رہے ہو اور اپنے جسم کو ان کاموں سے دُکھ، درد جھیلنے پر مجبور کر رہے ہو جنہیں تم کبھی بھی نہیں پا سکتے۔تم بڑے نا ہنجار ہو،تم ایمان کی حقیقت کو پہچانتے ہی نہیں۔

اگر تمہیں محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی لائی ہوئی کتاب قرآن مجید میں شک ہے تو ہمارے پاس آؤ، ہم تمہاری ایسے نور کی طرف رہنمائی کریں گے جس سے تمہارے دل مطمئن ہو جائیں، بخدا تم کم عقلی کا بہانہ بنا کر جان نہیں چھڑا سکتے کیوں کہ دنیاوی امور میں تم صائب الرائے ہو، انہیں بخوبی سر انجام دے رہے ہو، تمہیں کیا ہو گیا ہے تم معمولی سی دنیا پر خوش ہو جاتے ہو اور معمولی سی دنیاوی نقصان پر انتہائی سنجیدہ ہو جاتے ہو، تمہارے چہرے اور زبانیں دُکھ کی مظہر ہیں اور تم اسے مصیبت کہتے ہو اور تم دنیا میں گناہوں سے آلودہ زندگی بسر کرتے ہو اور دین کے اکثر احکامات کو نظر انداز کر دیتے ہو اور اس سے نہ تمہارے چہروں پر شکن آتی ہے اور نہ ہی تمہاری حالت میں کوئی تغیر پیدا ہوتا ہے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ تم سے بَری ہو، تم باہم محبت رکھتے ہو مگر اللہ تعالیٰ کے حضور حاضری کو اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے بہت بُرا سمجھتے ہو، تم خیانت کرنے لگے اور امیدوں کے پیچھے دوڑنے لگے اور تم نے موت کا انتظار ختم کردیا، میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا ہوں وہ مجھے تم سے علیٰحدگی بخشے اور مجھے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچادے۔ اگر وہ دنیا میں بظاہر تشریف فرما ہوتے تو میں کبھی تم میں رہنا پسند نہیں کرتا۔

اگر تم میں نیک بننے کی تڑپ ہے تو میں تم کو بہت کچھ بتا چکا۔ اللہ تعالیٰ سے نعمتوں کا سوال کرو، تم اُسے بہت آسانی سے پالوگے۔ میں اپنے اور تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا ہوں۔ (مکاشفۃ القلوب)

دنیا سے بے نیاز ہو جاؤ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں (پیروکاروں) سے فرمایا: جس طرح دنیادار دنیا کی چاہت میں معمولی سے دین پر راضی ہیں تم بھی دین کی سلامتی کے لئے معمولی سی دنیا پر راضی ہو جاؤ، اسی موضوع پر کسی شاعر نے کہا ہے۔

اَرٰی رِجَالاً بِاَدْنٰی الدِّیْنِ قَدْ قَنِعُوْا   وَ مَا اَرَاھُمْ رَضُوْا فِی الْعَیْشِ بِالدُّوْنِ

فَاسْتَغْنِ بِالدِّیْنِ عَنْ دُنْیَا الْمُلُوْکِ کَمَا   اِسْتَغْنَی الْمُلُوْکُ بِدُنْیَاھُمْ عَنِ الدِّیْنِ

میں نے لوگوں کو دیکھا ہے کہ تھوڑے سے دین پر راضی ہو گئے مگر تھوڑی سی دنیا پر راضی نہیں ہوئے۔ جس طرح دنیادار دنیا کے بدلے دین سے بے نیاز ہو گئے ہیں تو بھی دین کے بدلے دنیا سے بے نیاز ہوجا۔

ایمان کو برباد کرنے والی

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد تم پر دنیا آئے گی اور تمہارے ایمان کو ایسے کھا جائے گی جیسے آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے دنیا کو سونے چاندی کے لئے طلب کرنے والے! ترکِ دنیا بہت عمدہ چیز ہے۔

بخشش سے محروم

سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک روتے ہوئے شخص کے پاس پہنچے، جب آپ واپس ہوئے تو وہ شخص ویسے ہی رو رہا تھا، حضرتِ موسیٰ علیہ السلام نے باری تعالیٰ سے عرض کیا یا اللہ! تیرا بندہ تیرے خوف سے رو رہا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: موسیٰ! اگر آنسو کے راستے اس کا دماغ باہر نکل آئے اور اس کے اُٹھے ہوئے ہاتھ ٹوٹ جائیں تب بھی میں اسے نہیں بخشوں گا، یہ دنیا سے محبت رکھتا ہے۔

دنیا امانت ہے

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس شخص میں چھ عادتیں پائی جاتی ہیں وہ نارِ جہنم سے دور اور جنت کا مطلوب ہے۔

☆ اللہ کو پہچان کر اس کی عبادت کی۔
☆ شیطان کو پہچان کر اس کی مخالفت کی۔
☆ حق کو پہچان کر اس کی اتباع کی۔
☆ باطل کو پہچان کر اس سے اجتناب کیا۔
☆ دنیا کو پہچان کر اسے ترک کر دیا۔
☆ آخرت کو پہچان کر اُس کا طلب گار رہا۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! بزرگوں کے اقوال میں یقیناً ہمارے لئے بے شمار فائدے ہوتے ہیں۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہماری زندگی سنور جائے تو قرآن وحدیث کے ساتھ ساتھ بزرگانِ دین کے اقوالِ زرین پر بھی عمل کریں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

اُن پر اللہ تعالیٰ کا رحم

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر رحم فرمایا جن کے پاس دُنیا امانت کے طور پر آئی اور انہوں نے اسے خیانت کے بغیر لوٹا دیا اور اللہ کی بارگاہ میں بہت سُبکبار (تیز رفتار) روانہ ہوئے۔

مزید فرمایا جو تجھے دین کی طرف رغبت دلائے اسے قبول کر لے اور جو تجھے دنیا کی طرف رغبت دلائے اُسے اس کے گلے میں ڈال دے۔(یعنی قبول نہ کر)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! دنیا ہمارے پاس امانت ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ امانت دینے والے کی مرضی کے مطابق جہاں چاہیں اسے خرچ کریں، اس کی راہ میں خرچ کرنے میں دریغ نہ کریں۔اگر ہم اس کے فرمان کے مطابق مالِ دنیا کو خرچ نہیں کریں گے تو خائن قرار پائیں گے۔اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اگر ہمیں دنیا کی دولت عطا فرما تو اپنی راہ میں خرچ کرنے کی توفیق بھی عطا فرما۔ (آمین)

کَشتی بنا

حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو وصیت کی کہ یہ دنیا بہت گہرا سمندر ہے، اس میں بہت لوگ غرق ہو گئے ہیں، اس سے گزرنے کے لئے خوفِ خدا کی کشتی بنا، جس میں بھراوُ ایمانِ خداوندی کا ہو اور اسے تَوَکُّل کے راستوں پر چلا تا کہ نجات پا جائے ورنہ نجات کی کوئی صورت نہیں ہے۔

حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اس ارشادِ ربانی میں میں بہت غور وفکر کرتا ہوں کہ وہ فرماتا ہے ’’بلا شبہ ہم نے زمین کی چیزوں کو زمین کے لئے زینت بنا دیا ہے تا کہ آزمائیں کون اچھے عمل کرتا ہے اور ہم ان چیزوں کو بنجر نا قابلِ زراعت بنانے والے ہیں‘‘

ایک حکیم کا قول ہے کہ تجھے دنیا میں جو کچھ ملا ہے تجھ سے پہلے بھی کچھ لوگ اس کے مالک بنے تھے اور تیرے بعد بھی اور لوگ اس کے مالک بنیں گے۔ تیرے لئے دنیا میں صبح وشام کی روٹی ہے۔ اس روٹی کے لئے خود کو ہلاکت میں مت ڈال۔ دنیا سے روزہ رکھ اور آخرت پر افطار کر دنیا کا مال خواہشات ہیں اور ان کا منافع نارِ جہنم ہے۔

ایک دانشور کا قول ہے دنیا تھی اور میں نہیں تھا، یہ دنیا رہے گی اور میں نہیں رہوں گا۔ میں اس کی پرواہ نہیں کرتا ہوں کیوں کہ اس کی زندگی قلیل ہے، اس کی صفا میں بھی کدرت ہے، اس میں رہنے والے اس کے زائل ہونے، مصیبت کے نازل ہونے اور موت کے آنے سے سخت خوف زدہ رہتے ہیں۔

تمنا ختم نہیں ہوتی

حضرت ابوسلیمان دُرَّانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب کسی طالبِ دنیا کو دنیا ملتی ہے تو وہ زیادہ کی تمنا کرتا ہے اور جب کسی طالبِ آخرت کو آخرت کا اجر ملتا ہے تو وہ زیادہ کی تمنا کرتا ہے، نہ اس کی تمنا ختم ہوتی ہے اور نہ اِس کی تمنا ختم ہوتی ہے۔

حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا کے یہاں ان کے ساتھی جمع ہوئے اور دنیا کی مذمت کا ذکر چھیڑ دیا، آپ نے کہا چُپ ہو جاؤ، دنیا کا ذکر نہ کرو، شاید تمہارے دلوں کے کسی گوشے میں دنیا کی محبت ضرور موجود ہے کیوں کہ جس شخص کو جس چیز سے محبت ہو جاتی ہے وہ اکثر اس کا ذکر کرتا ہے۔

سبحان اللہ! اللہ والوں کی شان ہی نرالی ہوتی ہے۔ آپ اندازہ فرمائیں کہ حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا کے سامنے کسی نے دنیا کی مذمت کیا تو بھی آپ نے اس کو یہ کہہ کر چُپ کرا دیا کہ کہیں دنیا کا ذکر کر کے دل کے کسی گوشہ میں اُس کی محبت نہ بیٹھ جائے اور آج ہم ہیں کہ ہر لمحہ، ہر وقت دنیا کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔ کاش! اُن بزرگوں کے نقشِ قدم پر چل کر اِس مختصر سی زندگی میں ہمیشہ رہنے والی زندگی یعنی آخرت

کے لئے نیکیوں کے ذریعہ تیاریاں کرتے۔ اللہ پاک اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل ہمیں اپنی آنکھیں بند ہونے سے پہلے آخرت کی تیاریاں کرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

دنیا کے تین حصے

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے دنیا کے تین حصے کیے ہیں:

☆ ایک حصہ مومن کے لئے ہے، کہ وہ اسے زادِراہ یعنی آخرت کا توشہ بناتا ہے۔
☆ دوسرا حصہ منافق کے لئے ہے، کہ وہ اس سے زیب و زینت کرتا ہے۔
☆ تیسرا حصہ کافر کے لئے ہے، کہ وہ اس سے نفع اُٹھاتا ہے۔

آخرت کا غم کم

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے تم جس قدر دنیا کے لئے غمگین ہوتے ہو اسی قدر آخرت کا غم کم ہو جاتا ہے اور جس قدر آخرت کا غم کھاتے ہو اسی قدر دنیا کا غم مِٹ جاتا ہے۔ آپ کا یہ قول حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس ارشاد سے ماخوذ ہے کہ دنیا اور آخرت دو سوکنیں ہیں، ایک کو جتنا راضی کرو گے دوسری اتنی ہی ناراض ہوگی۔

حضرت حسن علیہ الرحمہ فرماتے ہیں بخدا رب نے ایسی قومیں بھی پیدا کی ہیں جن کے سامنے یہ دنیا مٹی کی طرح بے وقار تھی، انہیں دنیا کے آنے جانے کی کوئی پرواہ نہیں تھی، چاہے وہ اِس کے پاس ہو یا اُس کے پاس۔

حضرت امام شافعی کی نصیحتیں

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ دنیا میں حق گو انسانوں سے تھے، انہوں نے اپنے بھائی کو خوفِ خدا کی نصیحت کی اور فرمایا۔

☆ اے بھائی یہ دنیا لغزش کی جگہ اور رسوا کرنے والا گھر ہے۔

☆ اس کی آبادی ویرانی کی طرف اور اس میں رہنے والے قبروں کی طرف جا رہے ہیں۔

☆ اس کی قلیل چیز بھی جُدا ہونے والی ہے۔

☆ اس کا تمول مفلسی کی طرف رواں دواں ہیں۔

☆ اس کی کثرت قلت ہے اور اس کی مفلسی میں مالداری ہے۔

☆ اللہ کی طرف توجہ کرو اور اس کے عطا کردہ رزق پر راضی ہو جاؤ۔

☆ جنت کو دنیا میں گروی نہ رکھو کیوں کہ تیری زندگی ڈھلتا ہوا سایہ اور گرتی ہوئی دیوار ہے۔

عمل زیادہ کر اور امیدیں کم کردے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو اپنے وقت کے جلیل القدر امام ہیں، ان کی مذکورہ بالا ایمان افروز نصیحتیں جملہ فرزندانِ توحید کے لئے رہنما اصول کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اگر اُن پر عمل کرلیا جائے تو یقیناً ہماری زندگی میں ایک عظیم انقلاب آسکتا ہے اور ہماری دنیا و آخرت سنور سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمارے دلوں سے دنیا کی محبت کو نکال کر اپنی محبت بسا دے۔

دنیا کی بے وفائیاں

ایک تارکِ دنیا نے بادشاہ سے کہا کہ دنیا کی مذمت اور اسے چھوڑ دینے کا لوگوں میں سب سے زیادہ مستحق وہ شخص ہے جو مالدار ہے اور دولت کے بل بوتے اپنے کام انجام دے رہا ہے، ہوسکتا ہے اس کے مال پر کوئی آفت نازل ہو کر اسے محتاج کرے یا کوئی آفت اس کی جمع کردہ پونجی اور اس کے درمیان تفرقہ ڈال دے یا کوئی بادشاہ اس کے مال و دولت کو پامال کرتا ہوا گزر جائے یا کوئی تکلیف اس کے جسم میں سرایت کر جائے یا دنیا کی کوئی جان سے پیاری چیز اسے دوستوں کی نظروں میں گرادے اور بایں طور بھی

دنیا لائقِ مذمت ہے کہ یہ جو کچھ دیتی ہے واپس لے لیتی ہے۔ یہ ایک ہی وقت میں دو دو آدمیوں سے محبت کرتی ہے، یہ ہنسنے والوں پر ہنستی اور رونے والوں پر روتی ہے، دیتے وقت واپسی کا تقاضا بھی کر دیتی ہے، آج مالداروں کے سر پر تاج رکھتی ہے اور کل اسے مٹی میں چھپا دیتی ہے، چاہے جانے والا اسی کے غم میں مر گیا ہو اور زندہ اسی کے لئے زندہ ہو، وہ ہر جانے والے کے وارث کے گلے میں مل جاتی ہے اور کسی تغیر و تبدل کی پرواہ نہیں کرتی۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا کہ یہ دنیا کوچ کی جگہ ہے، ٹھہرنے کا مقام نہیں ہے، حضرت آدم علیہ السلام کو سزا کے طور پر اس پر اُتارا گیا تھا، اس لئے امیر المؤمنین اس سے دور رہیئے۔

گناھوں کی سزا......نیکیوں کی علامت

حدیثِ قدسی ہے، اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ جب تو دولت مندی کو اپنی جانب آتا دیکھے تو سمجھ لینا کہ کسی گناہ کی سزا آرہی ہے اور جب فقر و فاقہ کو دیکھے تو کہہ خوش آمدید، کیوں کہ یہ نیکیوں کی علامت ہے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ بالا حدیث قدسی سے نصیحت حاصل کرنی چاہیئے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے برگزیدہ پیغمبر حضرت موسیٰ کلیم علیہ السلام سے دُنیا سے نفرت اور فقر و فاقہ سے محبت کی تعلیم فرماتا ہے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی فرمایا: بھوک میری کھال، خوف میری عادت، صوف میرا لباس، سر میں سورج کی کرنیں میری آگ، چاند میرا چراغ، دو پاؤں میری سواری اور زمین کی سبزیاں میری غذا ہیں۔ نہ صبح میرے پاس کچھ ہوتا ہے اور نہ شام کو کچھ ہوتا ہے مگر دنیا میں مجھ سے بڑھ کر کوئی غنی نہیں ہے۔

ہمیں بھی چاہیئے کہ ہم خدا کی دی ہوئی نعمتوں کو اپنے لئے غنیمت شمار کریں اور

اُس کے سلامت رہنے پر اپنے رب کا شکر بجا لائیں کہ شکر کرنے والے بندے کو اللہ عزوجل مزید نعمتیں عطا فرماتا ہے۔

ایک ناصحانہ خطاب

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبہ میں فرمایا: اے لوگو! تم ایک خاص مقصد کے لئے پیدا کئے گئے ہو، اگر تم اس کی تصدیق کرتے ہو تو تم بے وقوف ہو کیوں کہ تمہارے اعمال ویسے نہیں ہیں اور اگر تم اسے جھٹلاتے ہو تو ہلاکت میں پڑ گئے ہو، تمہیں اس دنیا میں ہمیشہ نہیں رہنا ہے بلکہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا ہے، اے بندگانِ خدا! تم ایسے گھر میں رہتے ہو جس کا کھانا گلے میں پھندا ہے اور جس کا پینا اُچھُّو (کھانسی) لگنا ہے، اگر تم ایک نعمت کے حصول میں خوش ہوتے ہو تو دوسری نعمت کی جُدائی تمہیں مغموم کر دیتی ہے، اس گھر کو پہچانو جس کی طرف تم کو لوٹنا ہے اور جس میں تم کو ہمیشہ رہنا ہے۔ پھر آپ روتے ہوئے منبر سے اُتر آئے۔

حضرت علی کی وصیت

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے خطبہ میں فرمایا: اے لوگو! میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور دنیا کو چھوڑنے کی وصیت کرتا ہوں، دنیا تمہیں چھوڑنے والی ہے مگر تم اس سے چمٹے ہوئے ہو، وہ تمہارے اجسام (بدن) بوسیدہ کرتی جا رہی ہے اور تم اس سے بھلائی کی فکر میں ہو، تمہاری مثال ایک مسافر کی ہے، دنیا میں تم سفر آخرت کے لئے زادِ راہ (توشہ) تیار کرنے آئے ہو، جس طرح مسافر کو سفر کے درمیان آرام نہیں ہوتا اور وہ شب و روز منازل طے کرنے کے لئے قدم بڑھاتا چلا جاتا ہے، اسی طرح ہمیں بھی دُنیا میں قرار نہیں لینا چاہئے اور شب و روز اعمالِ صالحہ کے قدموں سے سفرِ آخرت طے کرنا چاہئے، بہت سے انسان ایسے ہیں جن کی اَجل (موت) قریب آ گئی اور کچھ ایسے ہیں جن کی زندگیوں میں سے ابھی ایک ہی دن باقی ہے، اسے تلاش کرنے

والا اس کی تمنا میں اسے چھوڑ جاتا ہے لہٰذا اس کے دُکھ، تکلیف پر واویلا مت کرو، کیوں کہ یہ سب چیزیں عنقریب ختم ہونے والی ہیں۔ اس کے مال و دولت پر خوشی نہ مناؤ کیوں کہ یہ عنقریب زائل ہو جائے گی۔ طالبِ دنیا پر حیرانگی ہے، وہ دنیا کو تلاش کر رہا ہے اور موت اس کی تلاش میں ہے، وہ موت سے غافل ہے مگر موت اس سے غافل نہیں ہے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! دنیا میں مشغول ہو کر آخرت کو بھول جانے کی عادت چھوڑ دو اور اللہ عزوجل کی یاد میں اپنے شب و روز گزارو، اس دنیا میں رہو لیکن اپنے خالق و مالک عزوجل کی یاد سے غافل نہ بنو کیونکہ اس دنیا پر ایک وقت ایسا بھی آنے والا ہے کہ اس کی کوئی چیز باقی نہ رہے گی اور نہ آپ باقی رہو گے، صرف خدائے وحدہٗ لاشریک کی ذات باقی رہے گی۔ اگر آپ نے آج سے اپنا تعلق باقی رہنے والی ذات یعنی خدائے تعالیٰ سے قائم کر لیا تو ان شاء اللہ آپ کی دنیا بھی سنور جائے گی اور آخرت بھی۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں اور آپ کو اپنی یاد میں زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمِیْنَ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَ التَّسْلِیْمِ

☆☆☆

موت کا بیان

موت ایک ایسی مسلمہ حقیقت ہے کہ دنیا کا کوئی مذہب، کوئی قوم اس کا انکار نہیں کرتی، دنیا کا ہر انسان یہ جانتا اور مانتا ہے کہ ایک دن اس کا سلسلۂ حیات منقطع ہونے والا ہے، ایک وقت اُس پر ایسا بھی آئے گا کہ جب اس کی روح قفسِ عُنصری سے پرواز کر جائے گی، غرضیکہ دُنیا کا ہر عقلمند اس بات پر متفق ہے کہ موت کا کڑوا گھونٹ ہر انسان کو پینا ہے اور پھر یہ بھی مسلم ہے کہ موت کا ایک وقت متعین ہے، موت اس وقتِ مقررہ سے نہ ایک لمحہ پہلے آسکتی ہے اور نہ ہی ایک لمحہ تاخیر کر سکتی ہے۔ جب انسانی زندگی کی میعاد پوری ہو جاتی ہے تو پھر دنیا کی کوئی طاقت موت کے لئے رکاوٹ نہیں بن سکتی اور نہ ہی کوئی سائنسی حربہ اس کے لئے مانع بن سکتا ہے، چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے: **لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّ لَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ۝** ہر گروہ کا ایک وعدہ ہے، جب ان کا وعدہ آئے گا تو ایک گھڑی نہ پیچھے ہٹیں نہ آگے بڑھیں۔ (پ:۱۱، سورۂ یونس، آیت:۴۹)

اسی طرح دنیا کا کوئی گوشہ، کوئی قلعہ، کوئی محل اس کے اور انسان کے درمیان

حائل نہیں ہوسکتا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اَیْنَ مَا تَکُوْنُوْا یُدْرِکْکُّمُ الْمَوْتُ وَ لَوْ کُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَةٍ'' تم جہاں کہیں ہو موت تمہیں آلے گی اگرچہ مضبوط قلعوں میں ہو۔ (پ:۵، ع:۸، آیت:۷۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ان تمام حقائق کے ساتھ یہ بھی حقیقت ہے کہ موت کا آنا جس قدر یقینی ہے اتنا ہی لوگ اس کے بارے میں غفلت کے شکار ہیں، ہر کوئی یہ جانتا ہے کہ آنے والا وقت اس کے لئے موت کا پیغام لاسکتا ہے لیکن اس کے باوجود کوئی اس کے لئے تیاری کرتا نظر نہیں آتا، دنیا کی رنگینیوں اور اس کے حسین شب و روز میں لوگ اس طرح گم ہیں گویا ان کے نزدیک موت کا کوئی تصور نہیں، نہ انہیں کبھی موت یاد آتی ہے اور نہ ہی کبھی اس کا تذکرہ کرتے ہیں۔ وہ تقویٰ اور خوفِ خدا سے عاری ہیں اور یہ غفلت تمام گناہوں کی اصل ہے۔ اسی لئے تو اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''أَکْثِرُوْا ذِکْرَ ھَاذِمِ اللَّذَّاتِ الْمَوْتِ'' دنیا کی لذتوں کو ختم کرنے والی موت کو کثرت کے ساتھ یاد کرو۔ اسی لئے ہم موت کی یاد، موت کی حقیقت، نزع کا وقت، خاتمہ بالخیر، تکفین و تدفین وغیرہا عنوانات پر کچھ روشنی ڈال رہے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں اور موت کی حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کریں نیز موت کی یاد کثرت سے کرتے ہوئے اپنے دل میں خوفِ خدا پیدا کریں۔

موت کی حقیقت

زندگی کیا ہے عناصر کا ظہور ترتیب   موت کیا ہے انہیں اجزا کا پریشاں ہونا

انسان جسم اور روح کے مجموعہ کا نام ہے۔ جب روح بدنِ انسانی سے جدا ہو جائے تو اسے موت کہا جاتا ہے۔ موت فنا کا نام نہیں ہے کیوں کہ فنا مٹ جانے کو کہتے ہیں اور روح جسم سے جدا ہونے کے بعد مٹتی نہیں بلکہ عالم برزخ میں رہتی ہے۔ انسان کے مرجانے کے بعد روح اس کے بدن سے ایسی ہی دور ہو جاتی ہے جیسے تدفین کے

بعد اس کا بدن اَقرِبا اور اَحِبّا سے دور ہو جاتا ہے لیکن یہ دوری ایسی بھی نہیں ہوتی کہ بدن کا اس سے تعلق بالکل ختم ہو جائے بلکہ بدن کی تکلیف سے اسے تکلیف ہوتی ہے اور بدن کی راحت سے اسے راحت پہونچتی ہے۔

مرنے سے قبل دنیوی زندگی میں روح پر جو حالات غیر منکشف تھے اب بعدِ موت اس پر ان میں سے بہت سے احوال منکشف ہونے لگتے ہیں مثلاً عذابِ خداوندی، ملائکہ، اعمال وغیرہ۔

موت وحیات کی تخلیق کا مقصد

ارشاد باری تعالیٰ ہے: اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلاً ط وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ o وہ جس نے موت اور زندگی پیدا کی کہ تمہاری جانچ ہو تم میں کس کا کام زیادہ اچھا ہے اور وہی عزت والا بخشش والا ہ۔

(پ۲۹، سورۂ ملک، آیت ۲)

پہلی آیت میں فرمایا گیا کہ تمام موجودات اس کے قبضۂ قدرت میں ہیں اسی طرح وہ ممکنات جو موجود نہیں وہ بھی اسی کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔ اس پر دلائل وشواہد پیش کرتے ہوئے سب سے پہلے فرمایا کہ موت وحیات کا تسلسل قائم کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ اسی کے حکم سے ہر چیز معرضِ وجود میں آتی ہے اور اسی کے حکم سے نیست ونابود ہوتی ہے۔ کوئی چیز نہ خود بخود موجود ہوسکتی ہے اور نہ ہی خود بخود معدوم ہوسکتی ہے۔ ساتھ ہی اس کی حکمت بھی بیان کردی کہ اس سے مقصد تمہارا امتحان لینا ہے کہ ہم نے سمع وبصر (سننے، دیکھنے کی طاقت) فہم وتدبر (سمجھ، غور وفکر) کی جو بے پناہ صلاحیتیں تمہیں عطا فرمائی ہیں پھر اسی نظام کائنات میں تمہیں اعلیٰ وارفع مقام بخشا ہے اور تمہاری راہنمائی کے لئے انبیا ورسل کو مبعوث فرمایا ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ ان نعمتوں کی تم قدر کرتے ہو اور ان قوتوں کو اپنی خوشی سے رضائے الٰہی کے حصول کے لئے صرف

کرتے ہو یا دولت اور اقتدار، جوانی اور صحت کا نشہ تمہیں بدمست کر دیتا ہے اور تم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں اپنی قوتیں اور اپنا وقتِ عزیز خرچ کرتے ہو۔

موت کیسے آتی ہے

اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے تو حضرت عزرائیل علیہ السلام بندے کی روح قبض کرتے ہیں کچھ اور فرشتے آپ کے معاون ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: ''اَللّٰهُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِهَا'' اللہ جانوں کو وفات دیتا ہے ان کی موت کے وقت۔ (کنز الایمان، سورۂ زمر، آیت:۴۲)

اس لئے کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے اس کی مشیت کے بغیر کوئی بھی کسی پر موت مسلط نہیں کرسکتا یعنی اللہ تعالیٰ موت کا حکم فرماتا ہے۔ دوسرا ارشاد گرامی ہے: تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا ہمارے فرشتے اس کی روح قبض کرتے ہیں۔ (پ ۷، سورۂ انعام، آیت ۶۱)

اسی طرح ایک اور مقام پر ارشادِ ربانی ہوا: ''اَلَّذِیْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِکَةُ ظَالِمِیْٓ اَنْفُسِهِمْ'' وہ کہ فرشتے ان کی جان نکالتے ہیں اس حال پر کہ وہ اپنا برا کر رہے تھے۔
(پ ۱۴، سورۂ نحل، آیت: ۲۸)

مذکورہ بالا آیات سے پتہ چلا کہ موت دینے والے کئی فرشتے ہوتے ہیں تفسیر کبیر اور روح المعانی میں ذکر کیا گیا ہے کہ روح تو فقط مَلَکُ المَوت یعنی حضرت عزرائیل علیہ السلام قبض کرتے ہیں البتہ چھ اور فرشتے ان کے معاون ہوتے ہیں تین فرشتے مومن کی روح کو قبض کرنے کے بعد اپنی تحویل میں لے لیتے ہیں اور تعظیم وتکریم سے اس کو ریشمی کپڑے میں لپیٹ کر عِلِّیِّیْنُ (جنتی مقام) میں پہنچا دیتے ہیں اور باقی تین فرشتے کفار کی روحوں کو ایک ٹاٹ نما کپڑے میں لپیٹ کر سِجِّیْنُ (دوزخی جگہ) میں پہنچا دیتے ہیں۔

موت کا فرشتہ

فرمانِ باری تعالیٰ ہے: قُلْ یَتَوَفّٰکُمْ مَّلَکُ الْمَوْتِ الَّذِیْ وُکِّلَ بِکُمْ ثُمَّ اِلٰی رَبِّکُمْ تُرْجَعُوْنَ o تم فرماؤ تمہیں وفات دیتا ہے موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر ہے پھر اپنے رب کی طرف واپس جاؤ گے۔ (پ:۲۱، سورۂ سجدہ، آیت:۱۱)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس سے واضح ہوا کہ موت کے لئے ایک فرشتہ مقرر ہے جس کا لقب ہی مَلَکُ الْمَوت ہے، اور اس کا نام عزرائیل ہے، جس کا کام ہی روح قبض کرنا ہے۔

موت کی قسمیں

چونکہ زندگی کی تین قسمیں ہیں اس لئے اس کے مقابل موت کی بھی تین ہی قسمیں ہیں۔

اول: **زندگی حسی**، جو محسوس ہو اور اس کے مقابل موت حسی جو بظاہر معلوم ہو۔ اسی لحاظ سے فرمایا گیا: اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ o بیشک تمہیں انتقال فرمانا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے۔ (پ۲۳، سورۂ زمر، آیت:۳۰)

یہاں موت سے مراد حسی موت ہے جو بظاہر دیکھنے میں آئے اور جسم بے حس وحرکت نظر آئے۔

دوم: **زندگی حقیقی**، جیسے روح کی زندگی کہ وہ جسم سے جدا ہو کر بھی برقرار رہتی ہے۔ اس کے مقابل موت حقیقی ہے جیسے کہ قیامت کے دن جانوروں کو آپس میں بدلہ دلا کر فنا کردیا جائے گا اور کہا جائے گا "کُوْنُوْا تُرَابًا" مٹی ہو جاؤ اس دن ان کی روحیں بھی فنا ہوں گی۔

سوم: **زندگی حکمی**، جو دیکھنے میں نہ آئے مگر اس پر زندگی کے بہت سے احکام جاری ہوں جیسے کہ انبیائے کرام کی وفات کہ اس پر بہت سے زندگی کے احکام شرعیہ جاری ہیں

مثلاً میراث تقسیم نہ ہونا اوران کی ازواج کا کسی سے نکاح جائز نہ ہونا وغیرہ اور کچھ احکام موت کے بھی جاری ہوتے ہیں جیسے کفن ودفن وغیرہ اسی طرح شہدا پر بقائے جسم اور اعطائے رزق وغیرہ زندگی کے احکام جاری ہوتے ہیں اور کفن ودفن، نماز جنازہ وغیرہ احکام موت جاری ہوتے ہیں۔اس کا مال اس کی ملکیت سے نکل جاتا ہےاس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج ہو جاتی ہے۔اس کے مقابل موت حکمی ہے جیسے مرتد کہ بظاہر وہ زندہ ہوتا ہے چلتا پھرتا نظر آتا ہےلیکن اس پر موت کے احکام جاری ہوتے ہیں۔اس کا مال اس کی ملکیت سے نکل جاتا ہےاوراس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج ہو جاتی ہے۔

ہر ایک کو موت کا مزہ چکھنا ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ”کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَ مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ“ ہر جان کو موت چکھنی ہےاور تمہارے بدلے تو قیامت ہی کو پورے ملیں گےتو جو آگ سے بچا کر جنت میں داخل کیا گیا وہ مراد کو پہنچا اور دنیا کی زندگی تو یہی دھوکے کا مال ہے۔ (پ:۴،سورۂ آلِ عمران،آیت:۱۸۵)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو!اس آیۂ مبارکہ کی تفسیر میں حضرت مفتی احمد یار خاں صاحب بدایونی نعیمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں :ہر زندہ و جانور کو فرشتہ ہو یا حیوان یا جن ضرور موت کا مزہ چکھنا ہےتو کسی کو اس کی شدت،کسی کو موت سے چارہ نہیں۔خیال رکھو!موت تو سب کو آنی ہے،جان تو سب کی جانی ہے،سزا و جزا اے انسانو!صرف تمہارے لئے ہےاور یہ بھی خیال رکھو کہ سزا و جزا کی جگہ نہ دنیا ہے نہ برزخ،اس کی جگہ قیامت اوراس کا وقت روزِ قیامت ہے،اس دن ہی نیکوکاروں کو پورا ثواب اور بدکاروں کو پورا عذاب دیا جائے گا،دنیا کی مصیبت و آرام تو معمولی چیزیں ہیں،پورا کامیاب وہی ہے جو قیامت کے دن دوزخ سے بچالیا جائے

کہ وہاں بالکل سایہ نہ پائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے، دنیا کی یہ کامیابیاں معمولی ہیں، دھیان رکھو کہ دنیاوی زندگی جو غفلت میں کٹے، وہ تو صرف پونجی ہے جو برت کر چھوڑ دی جائے گی اور پونجی بھی کیسی؟ دھوکا فریب کی جس کو شیطان دلکش، دلفریب، خوبصورت، حسین وجمیل دکھایا ہے، لوگ اس کے فریب میں آ گئے جب موت آ جائے گی تو اس کی حقیقت کھل جائے گی، جس نے اس زندگی کو اپنی غرض وغایت بنایا، اس نے دھوکا کھایا کہ خالی ہاتھ یہاں سے گیا، جو یہاں غافل نہ رہا اور نیکی کے بیج بوتا رہا وہ کامیاب گیا۔ (تفسیر نعیمی ص ۴۳۳)

بھاگ نہیں سکتے

قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِیْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِیْكُمْ o تم فرماؤ وہ موت جس سے تم بھاگتے ہو وہ تو ضرور تمہیں ملنی ہے۔ (پ/۲۸، سورۂ جمعہ، آیت/۸)

قرآن پاک کے اس ارشاد سے واضح ہوا کہ کوئی شخص بھی موت سے بھاگنا چاہے تو بھاگ نہیں سکے گا بلکہ موت اسے آ کر رہے گی۔ خیال رہے کہ اگرچہ یہ آیت کریمہ یہود کے بارے میں نازل ہوئی لیکن عموم الفاظ کا اعتبار کرتے ہوئے اس کے حکم کو عام رکھا جائے گا۔ کوئی بھی شخص مسلمان ہو یا کافر، یہودی ہو یا نصرانی موت سے اپنے آپ کو بچا نہیں سکے گا۔

ایک اور جگہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: اَیْنَ مَا تَكُوْنُوْا یُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَةٍ o تم جہاں کہیں ہو موت تمہیں آ لے گی اگرچہ مضبوط قلعوں میں ہو۔ (پ/۵، سورۂ نساء، آیت/۷۸)

صاحب تفسیر نعیمی اس آیت کی تفسیر میں یوں رقمطراز ہیں: اے منافقین و یہود تم غازیان وشہدائے اُحد پر زبانِ ملامت کیوں دراز کرتے ہو اور کیوں کہتے ہو کہ اگر یہ لوگ میدان جنگ میں نہ جاتے تو شہید نہ ہوتے اور زندہ رہتے۔

ہر شخص کی موت کا وقت، موت کی جگہ مقرر ہے کوئی اس سے کسی تدبیر کسی حیلہ سے بچ نہیں سکتا، تم جہاں کہیں ہو اپنے وقت پر موت ضرور پہنچے گی اگر چہ تم کتنے ہی مضبوط قلعوں یا آسمان کے بُرجوں میں پہنچ جاؤ، زندگی کے لئے حفاظت کے سامان بنالو مگر مروگے ضرور۔ (تفسیر نعیمی رص ۲۷۷)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آیۂ کریمہ سے پتہ چلتا ہے کہ حادثات میں جو اموات ہوتی ہیں ان کے بارے میں یہ نہیں کہنا چاہئے کہ اگر وہاں نہ جاتے تو موت نہ ہوتی، اگر ایسا نہ کرتے تو زندہ رہتے، کیونکہ یہ تقدیر پر ایمان کے خلاف ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کے ایمان میں مضبوطی عطا فرمائے۔

موت کی جگہ متعین ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ نبیِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں بدر میں مرنے والوں کی جگہیں دکھائیں۔ ایک ایک کا نام لے کر فرمایا یہ فلاں کے مرنے کی جگہ ہے، وہ کل یہاں مرے گا اور یہ فلاں کی جگہ ہے اسے کل یہاں مقتول ہونا ہے ان شاء اللہ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، جن جگہوں کی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حد بندی فرمائی تھی اس سے ذرہ بھر بھی کوئی آگے پیچھے نہیں ہوا بلکہ ہر شخص ابو جہل، عتبہ، شیبہ وغیرہ وہیں مرے جہاں نبیِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نشان لگائے تھے۔ (مسلم شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ابو جہل کو موت بدر میں بلا رہی تھی اسی وجہ سے وہ کسی کی کوئی بات نہیں سن رہا تھا۔ اس کو روکا جا رہا تھا کہ ابوسفیان کا قافلہ آ گیا ہمیں جنگ کرنے کی ضرورت نہیں لیکن وہ خانۂ کعبہ کے اوپر کھڑا ہو کر آواز لگا رہا تھا کہ لوگو! جلدی کرو، جلدی نکلو، آخر کار اس کو اللہ تعالیٰ نے بدر میں پہنچا

ہی دیا اور اس متکبر کو دونو عمر لڑکوں معاذ اور معوّذ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ہاتھوں سے قتل کرا کے اس کے تکبر کو ہمیشہ کے لئے خاک میں ملا دیا، اس طرح اسلام کا بدترین دشمن اپنے انجام کو پہنچ گیا۔

موت لے چلی

ابن ابی شیبہ نے حضرت خثیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے ایک مرتبہ ملک الموت (عزرائیل علیہ السلام) حضرت سلیمان علیہ السلام کی بارگاہ میں آئے اور ان کے ساتھیوں میں سے ایک کو گھور کر دیکھنے لگے جب آپ چلے گئے تو اس شخص نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے دریافت کیا کہ یہ شخص کون تھا؟ آپ نے فرمایا یہ ملک الموت تھے اس نے کہا حضور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ میری روح نکالنے کا ارادہ رکھتے تھے آپ نے فرمایا کہ پھر تمہارا کیا ارادہ ہے؟ اس نے عرض کی کہ آپ ہوا کو حکم دیں کہ وہ مجھے سرزمین ہند میں پہنچا دے آپ نے ہوا کو حکم دیا تو ہوا اس کو سرزمین ہند میں چھوڑ آئی پھر ملک الموت تشریف لائے تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان سے دریافت کیا کہ تم میرے ایک ساتھی کو گھور کر کیوں دیکھتے تھے؟ انہوں نے عرض کی کہ حضرت میں اس پر تعجب کر رہا تھا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اس کی روح ہند میں قبض کروں اور یہ آپ کے پاس بیٹھا ہے یہ ہند کیسے پہنچے گا۔ (شرح الصدور)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس روایت سے معلوم ہوا کہ انسان کو جہاں مرنا ہوتا ہے وہاں جانے کے لئے بے تاب ہوتا ہے اور ہر حال میں وہاں پہنچ جاتا ہے۔ جیسے یہ شخص حضرتِ سلیمان علیہ السلام کے ملک میں تھا لیکن سرزمین ہند پہنچنے کا اشتیاق ظاہر کیا اور جونہی وقتِ مقررہ پر وہاں پہونچا اسی وقت اس کی روح قبض کر لی گئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ بندے کی موت کا وقت اور جگہ متعین ہے کہ وہ دنیا کے کسی بھی گوشے میں رہے اپنی موت کے وقت متعینہ جگہ پر پہونچ جائے گا۔

موت کی یاد

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ''اَکْثِرُوْا ذِکْرَهَاذِمِ اللَّذَّاتِ فَاِنَّهٗ مَا ذَکَرَهٗ اَحَدٌ فِیْ ضَیْقٍ مِّنَ الْعَیْشِ اِلَّا وَسَّعَهٗ عَلَیْهِ وَ لَا فِیْ سَعَةٍ اِلَّا ضَیَّقَهٗ عَلَیْهِ'' لذتوں کو توڑنے والی چیز یعنی موت کو کثرت سے یاد کیا کرو، اس لئے کہ جو بھی اسے تنگی کے زمانہ میں یاد کرے گا تو اس کے لئے وسعت پیدا ہوگی اور اگر وسعت (خوشحالی) میں موت کو یاد کرے گا تو اس پر تنگی ہوگی۔ (شرح الصدور: ۴۷)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ اگر انسان زمانۂ تنگی و مفلسی میں موت کو یاد کرے گا تو اس کو موت کی سختیاں اور مابعد الموت کے معاملات یاد آئیں گے جس کی وجہ سے وہ دنیاوی مصیبتوں کو معمولی سمجھے گا اور اس کا یہ احساس کہ اس کی موجودہ پریشانی آخرت کی پریشانیوں کے مقابلہ بہت آسان ہے اس کے لئے وسعت کا باعث ہوگا اور جب وہ خوشحالی میں موت کو یاد کرے گا تو اب یہ اندیشہ نہیں رہے گا کہ خوشحالی میں وہ گم ہو کر آخرت سے غافل ہو جائے گا اور گناہوں کا مرتکب ہو جائے گا بلکہ موت کی سختیوں کو یاد کر کے وہ خوشحالی و عافیت کے زمانہ میں تنگی محسوس کرے گا جو اس کے لئے آخرت کا بہترین سرمایہ ثابت ہوگی۔

خلاصہ یہ ہے کہ موت کا ذکر ہر وقت مفید ہی ہے، چاہے زمانہ خوشحالی کا ہو یا تنگی کا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں ہر حال میں موت کو یاد کرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

سب سے بڑا عقلمند کون؟

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ ایمان والوں میں کون سا شخص سب سے زیادہ عقلمند ہے؟ آپ نے فرمایا ''اَکْثَرُهُمْ لِلْمَوْتِ ذِکْراً وَّ اَحْسَنُهُمْ لِمَا بَعْدَهٗ اِسْتِعْدَاداً

اُولٰـئِکَ الْاَکْیَاسُ‘‘ جو سب سے زیادہ موت کو یاد کرے اور جو ما بعد الموت کے لئے سب سے بہتر تیاری کرے ایسے ہی لوگ عقلمند ہیں۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! قربان جایئے اس فرمانِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر۔ آج دنیا والے سب سے زیادہ مال حاصل کرنے والے کو عقلمند کہتے ہیں چاہے وہ آخرت کی فکر کرتا ہو یا نہ کرتا ہو، چاہے وہ حلال و حرام کے مابین تمیز ہی نہ کرتا ہو لیکن ہمارے آقا مدینے کے تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے بڑا عقلمند وہ ہے جو موت کو کثرت سے یاد کرے اور بعد موت پیش آنے والے معاملات کے لئے تیاری کر لے۔ آخرت کے لئے اعمالِ حسنہ کی ذخیرہ اندوزی کر لے۔ لیکن آج کے دور میں ایسے لوگوں کو بیچارہ، عاجز اور مجبور گردانا جاتا ہے لیکن انہیں مایوس نہیں ہونا چاہئے کیوں کہ دنیا والوں کی نظر میں اگر چہ وہ عاجز و مجبور ہیں لیکن اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نزدیک وہ سب سے زیادہ عقلمند ہیں۔

ذکرِ موت

مفسرِ شہیر حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ بعض علما سے منقول ہے کہ جو شخص موت کو کثرت سے یاد رکھے اس کو اللہ تبارک وتعالیٰ تین باتوں کی توفیق مرحمت فرماتا ہے:

۱۔ تَعْجِیْلُ التَّوْبَۃِ: (توبہ میں عجلت) اگر اس سے کوئی گناہ ہو جائے تو وہ جلد از جلد توبہ کر کے گناہ معاف کرانے کی کوشش کرتا ہے کہ کہیں توبہ کے بغیر موت نہ آجائے۔

۲۔ قَنَاعَۃُ الْقَلْبِ: (قناعت پسند دل) موت کو یاد رکھنے والا حرص وطمع میں مبتلا نہیں ہوتا بلکہ جو کچھ بھی اسے میسر ہوتا ہے اسی پر راضی رہتا ہے اور یہ قناعت اسے طبعی سکون اور دلی راحت عطا

کرتی ہے کیوں کہ وہ یہ خیال کرتا ہے کہ یہ مختصر سی زندگی جس طرح بھی گزر جائے گزار لیں گے، زیادہ کی فکر بے سود رہے گی۔

۳۔ **نَشَاطُ الْعِبَادَةِ:** (عبادت میں یکسوئی) موت کو ذہن نشیں کر کے جب عبادت کی جاتی ہے تو پوری دلجمعی اور مکمل یکسوئی کے ساتھ عبادت ہوتی ہے۔ کیوں کہ اس کیفیت کے ساتھ نماز پڑھنے والا ہمیشہ یہ خطرہ محسوس کرتا ہے کہ پتہ نہیں آئندہ عبادت کا موقع ملے یا نہ ملے، لہٰذا ابھی اسے جتنا اچھا بنا لیں غنیمت ہے نیز اسے عبادت پر ملنے والے عظیم اخروی بدلے کا کامل یقین ہوتا ہے، جس کی بنا پر اسے عبادت میں کیف و سرور نصیب ہوتا ہے۔

ذکرِ موت سے بے توجہی کے نقصانات

۱۔ **تَسْوِيْفُ التَّوْبَةِ:** (توبہ میں ٹال مٹول) یعنی اگر اس سے کوئی گناہ ہو جائے تو توبہ کرنے میں ٹال مٹول کرتا رہتا ہے اور استغفار میں جلدی نہیں کرتا اور بسا اوقات اسی حالت میں اس کی موت آجاتی ہے۔

۲۔ **تَرْكُ الرِّضَا بِالْكِفَافِ:** (لالچ کا بڑھ جانا) جب موت کی یاد نہیں رہتی تو آدمی کی ہوس بڑھ جاتی ہے اور وہ ضرورت کے مطابق روزی پر راضی نہیں رہتا بلکہ ”هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ“ کا نعرہ لگانے لگتا ہے موت سے غفلت کی بنا پر منصوبوں پر منصوبے بنائے چلا

جا تا ہے، جس کا انجام یہ نکلتا ہے کہ آرزوئیں رہ جاتی ہیں اور موت آکر زندگی کا تسلسل ختم کردیتی ہے۔

۳۔ اَلتَّکَاسُلُ فِی الْعِبَادَۃِ: (عبادت میں سستی کرنا) جب آدمی موت سے غافل رہتا ہے تو عبادت کرنے میں قدرتی طور پر سستی ظاہر ہوتی ہے اور نشاط کافور ہوجاتا ہے، اوّل تو عبادت کرتا ہی نہیں اور کرتا بھی ہے تو وہ طبیعت پر نہایت گراں گزرتی ہے۔ یہ گرانی صرف اس بنا پر ہے کہ آدمی کو یہ استحضار نہیں رہتا کہ ہم سے مرنے کے بعد ان ذمہ داریوں کے بارے میں سوال کیا جانا ہے۔ اگر خدا ناخواستہ وہاں رضائے خداوندی کے مطابق جواب نہ ہوا تو ایسی رسوائی ہوگی جس کے مقابلہ میں دنیا کی ساری رسوائیاں اور بے عزتیاں ہیچ ہیں۔

موت کی تمنا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لَا یَتَمَنَّیَنَّ اَحَدُکُمُ الْمَوْتَ مِنْ ضَرٍّ اَصَابَہٗ'' تم میں سے کوئی شخص بھی مصیبت وضرر پہونچنے پر موت کی ہرگز تمنا نہ کرے۔ اگر کسی کو بہت ہی مجبوری ہو کہ موت طلب کرنا ہی ہے تو پھر اس طرح دعا کرے ''اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مَاکَانَتِ الْحَیَاۃُ خَیْراً لِّیْ وَتَوَفَّنِیْ اِذَا کَانَتِ الْوَفَاۃُ خَیْراً لِّیْ'' اے اللہ! مجھے اُس وقت تک زندہ

رکھ جب تک زندگی میرے لئے بہتر ہو اور اُس وقت مجھے موت دے جب موت میرے لئے بہتر ہو۔ (بخاری و مسلم)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ تبارک وتعالیٰ کی تقدیر پر ایمان لائے بغیر کوئی مسلمان نہیں ہوسکتا اور رنج والم، مصیبت وتکلیف کے وقت موت کی تمنا کرنا اللہ تبارک وتعالیٰ کی تقدیر پر ایمان کے خلاف ہے، اسی لئے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے موت کی تمنا کرنے سے منع فرمایا اور مصائب و آلام کے ناقابل برداشت ہونے اور پیمانۂ صبر لبریز ہوجانے کی صورت میں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ دعا مانگنے کی رخصت عطا فرمائی تاکہ تقدیر پر ایمان میں فرق بھی نہ آئے اور بے صبری اور مایوسی کا اظہار بھی نہ ہو نیز موت کی تمنا نہ کرنے کا ایک اور فائدہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے: کہ تم میں سے ایک آدمی بھی موت کی تمنا نہ کرے، اگر وہ نیک ہوا تو ہوسکتا ہے کہ اللہ اس کی نیکیوں میں اضافہ کرے اور اگر گنہ گار رہا تو ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے توبہ کی توفیق عطا فرما دے۔ (مشکوٰۃ شریف)

موت آرام کا ذریعہ

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قریب سے ایک جنازہ گزر رہا تھا آپ نے فرمایا ”مُسْتَرِيْحٌ اَوْ مُسْتَرَاحٌ مِّنْهُ“ (آرام پا گیا یا آرام دیا گیا) صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ! ”مُسْتَرِيْحٌ اَوْ مُسْتَرَاحٌ مِّنْهُ“ کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا اگر یہ مومن بندہ ہے تو دنیا کی مشقتوں اور اذیتوں سے نجات پا کر رب تعالیٰ کی رحمت کی جانب چلا گیا اور اگر یہ شخص فاسق وفاجر تھا تو اس سے انسانوں، شہروں، درختوں، اور چوپایوں کو آرام مل گیا۔ (بخاری ومسلم)

اللہ اکبر! میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! معلوم ہوا کہ موت ایک مومن بندے کے لئے راحت وآرام کا سامان مہیا کرتی ہے کیونکہ بندۂ مومن موت کے بعد دنیا کی تمام تر تکالیف سے نجات حاصل کر لیتا ہے جبکہ ایک گنہگار انسان مرنے کے بعد خود تو آرام نہیں پاتا بلکہ اس کی موت کے سبب روئے زمین کے نیک انسان بلکہ درخت اور چوپائے تک آرام محسوس کرتے ہیں کیونکہ جب تک وہ گنہگار انسان زندہ تھا اور روئے زمین پر چلتا پھرتا تھا تو اس کے گناہوں کے سبب نیک انسان حتیٰ کہ درخت اور جانور بھی تکلیف محسوس کرتے تھے، اس کے مرنے کے بعد وہ تکلیف دور ہوگئی اسی لئے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مرنے والے انسان کے تعلق سے فرماتے ہیں: موت سے یا تو وہ خود آرام پاتا ہے یا اس کے سبب دوسرے آرام پاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو مذکورہ فرمان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نصیحت حاصل کر کے دوسروں کو تکلیف دینے والے عمل سے بچنے اور دائمی زندگی میں ہمیشہ آرام پانے والوں میں ہمارا نام شامل فرمائے نیز ہمیں اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔

مَلکُ المَوت کی شکل

حضرت ابن مسعود اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک مرتبہ ملک الموت سے فرمایا کہ تم مجھے وہ صورت دکھاؤ جس صورت میں کفار کی روحوں کو قبض کرتے ہو۔ حضرتِ ملک الموت نے کہا کہ یہ آپ کی طاقت سے باہر ہے لیکن آپ کے اصرار پر انہوں نے وہ صورت دکھانی شروع کی اور فرمایا کہ آپ اپنا منہ موڑ لیجئے، اب جو آپ نے دیکھا تو ایک سیاہ شخص ہے سر میں سے آگ کے شعلے نکل رہے ہیں اس کے جسم سے اور اس کے مساموں اور منہ سے بھی آگ کے شعلے نکل رہے ہیں، اس کے کانوں سے بھی آگ نکل رہی ہے۔ یہ

حال دیکھ کر آپ پر غشی طاری ہوگئی، اب جو دیکھا تو آپ اپنی شکل میں موجود تھے۔ آپ نے ملک الموت سے فرمایا کہ اگر کافر کو فقط تمہاری شکل ہی دیکھنے کی تکلیف دی جائے تو اس کے لئے یہی تکلیف کافی ہے اگر چہ اسے اور کوئی تکلیف ورنج نہ بھی ہو۔ پھر آپ نے فرمایا کہ وہ صورت دکھاؤ جس میں تم مومنوں کی روحیں نکالتے ہو؟ ملک الموت نے کہا آپ ذرا منہ پھیر یئے، آپ نے منہ پھیرنے کے بعد دیکھا تو آپ کے سامنے ایک حسین وجمیل نوجوان تھا جس کا جسم مہک رہا تھا، جس کے کپڑے سفید تھے۔ حضرتِ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر مومن کو اور کوئی راحت نہ ہو بلکہ صرف تمہارے دیدار کی راحت دے دی جائے تو اس کے لئے کافی ہے۔ (شرح الصدور)

شیطان کا آخری وار

شیطان انسان کا ازلی دشمن ہے اور کبھی بھی وہ انسان کا خیر خواہ اور دوست نہیں ہوسکتا، دنیا میں وہ انسان کے سامنے مختلف انداز میں آکر دھوکا دیتا ہے۔ میٹھی میٹھی باتیں کر کے ہمیشہ انسان کو نقصان پہنچانے کی کوشش میں رہتا ہے، ہمیشہ کسی ایسے موقع کی تاک میں رہتا ہے کہ فرصت ملے تو اسے ذلت ورسوائی کے تاریک گڑھے میں پہنچادے، اسی لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اِنَّ الشَّیْطٰنَ کَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِیْنًا o بے شک شیطان آدمی کا کھلا دشمن ہے۔ دنیا میں تو وہ انسان کو بہکانے اور گمراہ کرنے کا کوئی بھی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا لیکن مرتے وقت بھی وہ یہ نہیں چاہتا کہ دنیا سے ایمان کی سلامتی کے ساتھ چلا جائے، چنانچہ جب انسان کی موت کا وقت قریب ہوتا ہے، انسان پر پیاس کا اتنی شدت سے غلبہ ہوتا ہے کہ انسان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ کاش مجھے تمام دریاؤں کا پانی مل جائے تو پی جاؤں۔ ایسے حال میں شیطان اپنے ہاتھ میں پانی کا پیالہ لے کر آتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ پانی کا پیالہ میں تجھے دے دیتا ہوں صرف ایک لمحہ کے لئے تو خدا کا منکر ہوجا لیکن پختہ ایمان والا مومن کہتا

ہے کہ اے مردود شیطان! تو یہاں سے بھاگ جا، مجھے تیری اور تیرے پانی کی ضرورت نہیں شیطان یہ جھڑک سنتے ہی بھاگ جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کے سبب شیطان کا آخری وار بھی خطا ہو جاتا ہے۔

موت کی شدت

موت کے وقت کی شدت اور سختی نا قابل بیان ہے، اس کی اصل کیفیت وہی جان سکتا ہے جو اس حالت سے دوچار ہوتا ہے، قرآن کریم میں غافل انسانوں کو جھنجھوڑتے ہوئے فرمایا گیا "وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ٥" اور آئی موت کی سختی حق کے ساتھ یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔

(پ/۲۶، سورۂ ق، آیت/۱۹)

موت کی سختی اور شدت کو سکرات الموت کہتے ہیں یعنی جب انسان مرنے کے قریب ہوتا ہے اور اس پر جانکنی کے آثار نمودار ہوتے ہیں تو اس وقت حقیقت حال عیاں ہو جاتی ہے، جو لوگ آج تک انکار اور نافرمانی کی روش پر گامزن رہے تھے وہ اپنی آنکھوں سے آنے والے جہاں کا مشاہدہ کرنے لگتے ہیں اور دوزخ کے لپکتے ہوئے شعلے انہیں نظر آنے لگتے ہیں، اس وقت انہیں کہا جائے گا کہ یہ عالم آخرت ہے جس سے تم منہ موڑتے تھے اور جس کو تم تسلیم کرنے سے پرہیز کرتے رہے اب یہ حق اور سچ بن کر تمہاری آنکھوں کے سامنے ہے اس وقت کیا تم اس کا انکار کرنے کی جرأت کر سکتے ہو۔ (ضیاء القرآن)

ارشادِ ربانی ہے: وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ٥ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ٥ يَعْلَمُوْنَ مَاتَفْعَلُوْنَ ٥ اور بے شک تم پر کچھ نگہبان ہیں معزز لکھنے والے جانتے ہیں جو کچھ تم کرو۔

(پ/۳۰، سورۂ انفطار، آیت/۱۰-۱۲)

صاحبِ تفسیر ضیاء القرآن مذکورہ بالا آیت کی تشریح میں یوں رقمطراز ہیں:

ہم نے ایسے فرشتے مقرر کر دیئے ہیں جو تمہارے جملہ اعمال کی یاد داشت تیار کر رہے ہیں۔ ہمارے یہ کارندے جن کو یہ اہم کام سپرد کیا گیا ہے معمولی قسم کے اہل کار نہیں بڑے بزرگ اور بلند پایہ حضرات ہیں، نہ انہیں رشوت دی جاسکتی ہے، نہ انہیں مرعوب کیا جاسکتا ہے اور نہ وہ تمہارے اعمال کو ضبط تحریر میں لانے میں کاہلی کر سکتے ہیں، نہ ان کی کسی سے ذاتی دوستی ہے نہ عداوت، جو کچھ تم کرتے ہو بلا کم وکاست وہ حرف بہ حرف لکھ رہے ہیں ان کا علم ادھورا اور ان کی معلومات ناقص نہیں، تمہاری ہر بات تمہارا ہر کام بلکہ اس کے پس پردہ تمہارے جو جذبات اور نیتیں ہیں وہ ان سے بھی باخبر ہیں۔ تم خود غور کرو ایسے جاندار، دیانت دار اور ہر بات سے خبردار تمہارے اعمال کا جو ریکارڈ تیار کریں گے ان کو تم کس طرح جھٹلاؤ گے۔ (ضیاء القرآن)

سب سے کم تکلیف

حضرت شہر بن حوشب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے موت کی تکلیف کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ موت کی آسان تر تکلیف کی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص کانٹے دار شاخ کو اون میں ڈالے اور پھر کھینچے تو شاخ کے ساتھ اون بھی نکل آئے گی۔ (شرح الصدور)

جب حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو ان کے بیٹے نے ان سے کہا کہ اے ابا جان آپ کہا کرتے تھے کہ کوئی عقلمند آدمی مجھے نزع کے عالم میں مل جائے تو میں اسے موت کے حالات دریافت کروں، تو آپ سے زیادہ عقلمند کون ہوگا، براہ کرم اب آپ ہی مجھے موت کے حالات بتا دیجئے، آپ نے فرمایا کہ خدا

کی قسم اے بیٹے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میرے دونوں پہلو ایک تخت پر ہیں اور میں سوئی کے ناکے کے برابر سوراخ سے سانس لے رہا ہوں اور ایک کانٹے دار شاخ میرے قدم سے سر کی طرف کھینچی جارہی ہے۔ (شرح الصدور)

سو سال تک تکلیف

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کے واقعات بیان کیا کرو کیونکہ ان میں عجیب عجیب باتیں ہوئی ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی ایک جماعت قبرستان میں گئی اور انہوں نے مشورہ کیا کہ دو رکعت پڑھ کر خدا سے دعا کرنی چاہئے کہ وہ کسی مردہ کو زندہ کردے جو ہم کو حالات بتائے، چنانچہ انہوں نے اس پر عمل کیا اچانک ایک سیاہ شخص نمودار ہوا۔ اس کی پیشانی پہ سجدوں کے نشانات تھے اس نے کہا کہ اے لوگو! تم نے مجھے کیوں پریشان کیا مجھے مَرے ہوئے سو سال ہوئے ہیں، لیکن موت کی تکلیف ابھی تک محسوس کررہا ہوں اب تم اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ مجھے (بغیر تکلیف کے) پہلی حالت پر لوٹادے۔

حضور پر سکراتِ موت کی وجہ

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! موت کے وقت کی سختی کافر تو کافر مومن پر بھی طاری ہوتی ہے حتیٰ کہ ہمارے آقا و مولیٰ حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بھی سکرات موت کا عالم طاری ہوا۔

بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ وفات کے وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسی شدت کے سبب سامنے رکھے ہوئے برتن سے پانی لے کر اپنے چہرۂ انور پر چھڑکتے تھے اور زبان اقدس پر یہ کلمات جاری تھے ’’لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اِنَّ لِلْمَوْتِ سَکَرَاتٍ‘‘ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور بلاشک وشبہ سکرات موت حق ہیں۔

یہاں پر یہ بات ذہن نشیں کرلینا چاہئے کہ جس طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کی ساری تکالیف، فقر و فاقہ امت کے لئے نمونۂ عمل اور آسانی وسہولت کے لئے تھا، اسی طرح سکراتِ موت جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر طاری ہوئے وہ صرف اور صرف اس لئے کہ ہر مرنے والا یہی سمجھے کہ یہ تکلیف بھی سنتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے پھر یہ تکلیف اس کے لئے راحت بن جائے گی ورنہ تو احادیثِ مبارکہ شاہد ہیں کہ آپ کے صدقے میں آپ کے کچھ غلاموں پر موت کی یہ سختیاں طاری ہی نہیں ہوتیں مثلاً شہید کی جانکنی چیونٹی کے کاٹنے کی مثل ہوتی ہے۔

شرح الصدور میں ہے کہ موت کے وقت کی شدت کا معاملہ عام ہے، یہ حالت مومن پر بھی طاری ہوتی ہے اور کافر پر بھی طاری ہوتی ہے۔ البتہ اس کے اثرات الگ الگ مرتب ہوتے ہیں کہ مومن کے لئے یہ شدت درجات کی بلندی کا سبب ہوتی ہے جب کہ کافر اور فاجر کے لئے عذاب کی شروعات ہوتی ہے، بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مومن کی غلطیوں کو معاف کرنے کے لئے اسے دنیوی تکالیف میں مبتلا فرماتا ہے اور اگر کوئی کسر رہ جاتی ہے تو موت کے وقت کی شدت سے اس کی تلافی کی جاتی ہے۔ جب کہ فاجر اگر کوئی نیکی والا عمل کرتا ہے تو اس کا بدلہ اسے دنیا میں ہی دے دیا جاتا ہے حتیٰ کہ اس عمل کی وجہ سے کبھی موت میں اسے آسانی بھی نصیب ہو جاتی ہے۔ (شرح الصدور)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! لہٰذا کسی کافر کی آسان موت دیکھ کر یہ نہ سمجھو کہ آخرت میں بھی اس کے ساتھ آسانی کا معاملہ ہوگا اور مومن کی شدت کو دیکھ کر ہرگز یہ نہ خیال کرو کہ آخرت میں بھی اس کے ساتھ شدت ہوگی البتہ اپنی کمزوری اور ناتوانی کا خیال کرتے ہوئے ہر مومن کو یہ دعا کرنی چاہئے کہ اسے موت کے وقت آسانی نصیب ہو۔ چنانچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بھی موت کی آسانی کی دعا مروی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ جانکنی کی سختیوں کو ہم پر آسان فرمائے۔

خاتمہ بالخیر

آدمی کو اپنے ظاہری اعمال پر کبھی اطمینان نہ کرنا چاہئے بلکہ ہمیشہ ڈرتے رہنا چاہئے کہ آخر میں انجام کیا ہوگا؟ علمائے کرام نے لکھا ہے کہ انسان پر زندگی میں خوفِ خدا کا غلبہ رہنا چاہیئے اور مرتے وقت رحمتِ خداوندی کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔ اصل اعتبار آخری انجام کا ہے۔ حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اِنَّ الرَّجُلَ لَیَعْمَلُ الزَّمَانَ الطَّوِیْلَ بِعَمَلِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ ثُمَّ یَخْتِمُ لَہٗ عَمَلُہٗ بِعَمَلِ اَھْلِ النَّارِ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَیَعْمَلُ الزَّمَانَ الطَّوِیْلَ بِعَمَلِ اَھْلِ النَّارِ ثُمَّ یَخْتِمُ لَہٗ بِعَمَلِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ'' آدمی ایک طویل زمانہ تک جنتیوں والے عمل کرتا رہتا ہے مگر اس کی عملی زندگی کا اختتام جہنمیوں والے عمل پر ہوتا ہے اور کبھی آدمی طویل عرصہ تک جہنمیوں والے عمل میں مبتلا رہتا ہے مگر اس کا خاتمہ جنتیوں والے اعمال پر ہوتا ہے۔

(مسلم شریف ۲/۳۳۶)

اور بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ ''وَاِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالْخَوَاتِیْمِ'' یعنی اعمال کی قبولیت کا مدار انجام پر ہے۔ (بخاری شریف ۲/۹۸۷)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیثِ مبارکہ میں اس بات کی وضاحت ہے کہ زندگی میں کئے گئے اعمال اُسی وقت ہمارے لئے کارآمد ہوں گے جب موت کے وقت ہمیں کلمہ نصیب ہو اور ایمان پر ہی ہمارا خاتمہ ہو، اسی لئے بزرگانِ دین اپنی دعاؤں میں خاتمہ بالخیر کی دعا کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ ہمیں بھی ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنی چاہئے کہ وہ اپنے فضل و کرم سے ہمارا خاتمہ بالخیر فرمائے اور سکرات کے عالم میں بھی ہماری زبان پر کلمۂ طیبہ جاری و ساری فرمائے اور ہمیں موت کی سختیوں سے نجات عطا فرمائے۔

کس بات کا خطرہ؟

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کثرت سے یہ دعا مانگا کرتے تھے کہ ''اے دلوں کے پلٹنے والے رب! میرے دل کو اپنی اطاعت پر ثابت رکھ'' تو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ کثرت سے یہ دعا کیوں مانگتے ہیں کیا آپ کو کسی بات کا خطرہ ہے؟ اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواب دیا کہ ''عائشہ مجھے اپنے آپ پر کیسے اطمینان ہو سکتا ہے جب کہ تمام انسانوں کے دل اللہ رب العزت کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں وہ جب چاہے اپنے جس بندے کے دل کو چاہے پھیرنے پر قادر ہے''۔ (التذکرۃ فی احوال الموتی والآخرۃ ۴۴)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! کوئی بڑے سے بڑا عبادت گزار بھی حتمی طور پر یہ ضمانت نہیں دے سکتا کہ مرتے وقت اس کا انجام کیا ہوگا، یہ تو بس اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر منحصر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں سوئے خاتمہ سے بچائے اور ہمارا خاتمہ بالخیر فرمائے۔

سوئے خاتمہ کے چند اسباب

بد نظری: مصر میں ایک شخص برابر مسجد میں رہتا تھا، پابندی سے اذان دیتا اور جماعت میں شرکت کرتا، چہرے پر عبادت اور اطاعت کی رونق بھی تھی، اتفاق سے ایک دن جب اذان دینے کے لئے مسجد کے مینار پر چڑھا تو قریب میں ایک عیسائی شخص کی خوبصورت لڑکی پر نظر پڑی جسے دیکھ کر وہ اس پر دل و جان سے فریفتہ ہو گیا اور اذان چھوڑ کر وہیں سے سیدھے اس مکان میں پہونچا، لڑکی نے پوچھا کیا بات ہے؟ میرے گھر میں کیوں آیا؟ اس نے جواب دیا میں تجھے اپنا بنانے آیا ہوں اس لئے کہ تیرے حسن نے میری عقل کو ماؤف کر دیا ہے۔ لڑکی نے جواب دیا کہ میں کوئی تہمت والا کام نہیں کرنا چاہتی ہوں، تو اس نے پیشکش کی کہ میں تجھ سے نکاح

کروں گا۔لڑکی نے کہا کہ تو مسلمان اور میں عیسائی ہوں، میرا باپ اس رشتے پر تیار نہ ہوگا تو اس شخص نے کہا میں خود ہی عیسائی بن جاتا ہوں چنانچہ اس نے محض اس لڑکی سے نکاح کی خاطر عیسائی مذہب قبول کرلیا۔ (**نعوذ باللہ من ذلک**)

لیکن ابھی وہ دن بھی پورا نہ ہوا تھا کہ یہ شخص اس گھر میں رہتے ہوئے کسی کام کے لئے چھت پر چڑھا اور کسی طرح وہاں سے گر پڑا جس سے اس کی موت واقع ہوگئی یعنی دین بھی گیا اور لڑکی بھی ہاتھ نہ آئی۔ (التذکرہ ۴۳)

شراب نوشی: معبد جہنی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ملک شام میں ایک شرابی شخص کو مرتے وقت کلمہ کی تلقین کی گئی تو اس نے جواب میں کلمہ پڑھنے کی بجائے یہ الفاظ کہنے شروع کئے "اَشْرِبْ وَاَسْقِنِیْ" خود پی اور مجھے بھی پلا یعنی اس کے دماغ پر شراب نوشی ہی مسلط رہی۔ (التذکرۃ فی احوال الموتیٰ ۴۰)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ بکثرت شراب نوشی سے بھی آدمی بدانجامی سے دوچار ہوتا ہے یہ گناہ تمام تر گناہوں کی جڑ اور بنیاد ہے اور سوئے خاتمہ کا بڑا سبب ہے، لیکن افسوس صد افسوس آج بے شمار مسلمان اس بدترین جرم کے مرتکب ہیں۔اللہ تبارک وتعالیٰ تمام مسلمانوں کو اس گناہ عظیم سے بچائے۔

گستاخی کا انجام: ایک شخص جس کا نام زرعہ تھا اس نے میدان کربلا میں ریحانۃ الرسول سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو تیر مار کر پانی کی طرف جانے سے روک دیا تھا اور اپنے تیر سے آپ کی گردن کو زخمی کردیا تھا، اس کے اس عمل پر سیدنا امام حسین کی زبان سے یہ بد دعا نکلی کہ "اے اللہ اسے پیاسا کردے، اے اللہ اسے پیاسا کردے" راوی کا بیان ہے کہ مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جو زرعہ کے مرض الموت میں اس کے پاس حاضر تھا کہ اس کا عبرت ناک انجام یہ تھا کہ وہ بیک وقت پیٹ کی

طرف سخت گرمی اور پیٹھ کی طرف سخت سردی محسوس کر کے چیخ رہا تھا۔اس کے سامنے لوگ پنکھا جھل رہے تھے جبکہ اس کی پیٹھ کی طرف انگیٹھی رکھی ہوئی تھی اور وہ کہے جا رہا تھا کہ ''مجھے پانی پلاؤ پیاس سے میں مرا جا رہا ہوں'' چنانچہ ایک بہت بڑا ٹب لایا گیا جس میں ستو یا دودھ تھا، وہ اتنا زیادہ تھا کہ پانچ آدمی مل کر بھی نہ پی پاتے، مگر وہ سب اکیلا ہی پی گیا اور پھر بھی پیاس پیاس پکارتا رہا، اس کا پیٹ اونٹ کے پیٹ کی طرح بڑا ہو گیا تھا۔ (مجانی الدعوة ۱۵)

بھتان اور بد دُعا: حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ مستجاب الدعوات صحابہ میں سے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں کوفہ کے گورنر تھے۔ اہل کوفہ میں سے کچھ لوگوں نے ان کے بارے میں شکایتیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچائیں جن میں یہ شکایت بھی تھی کہ وہ نماز بھی اچھی طرح سے نہیں پڑھا تے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں مدینہ منورہ بلا کر تحقیق فرمائی تو آپ نے جواب دیا کہ میں تو انہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طریقہ کے مطابق نماز پڑھاتا ہوں، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ واقعی آپ سے یہی امید تھی، پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ لوگوں کو مزید تحقیق کے لئے کوفہ بھیجا کہ وہ مسجد مسجد جا کر معلوم کریں کہ کوفہ والوں کا حضرت سعد کے بارے میں کیا نظریہ ہے۔ چنانچہ ان لوگوں نے جس مسجد میں بھی تحقیق کی وہاں کے لوگوں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی تعریف کی، مگر جب یہ لوگ بَنِی عَبَس میں پہنچے تو وہاں ایک شخص جس کا نام اسامہ اور کنیت ابو سعدہ تھی کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ جب آپ اللہ کا واسطہ دے کر تحقیق کرتے ہیں تو سنئے! کہ سعد نہ تو جہاد میں جاتے ہیں اور نہ غنیمت کو تقسیم کرنے میں برابری کرتے ہیں اور نہ فیصلوں میں انصاف سے کام لیتے ہیں۔ اس کے یہ الزام سن کر حضرت سعد نے فرمایا کہ اللہ کی قسم اب میں تین بد دعائیں کرتا ہوں۔ اے اللہ! اگر تیرا یہ بندہ اپنے

دعوے میں جھوٹا ہو اور محض ریا کاری اور شہرت کے لئے اس نے یہ جھوٹے الزام لگائے ہوں تو (۱) اس کی عمر لمبی فرما (۲) اس کے فقر و فاقہ کو طویل کر دے (۳) اور اسے فتنوں میں مبتلا کر دے۔

اس روایت کے راوی عبدالملک کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے اس شخص کو اس حال میں دیکھا کہ انتہائی بڑھاپے کی وجہ سے اس کی بھنویں تک اس کی آنکھوں پر لٹک آئی تھیں لیکن وہ راستہ چلتی لڑکیوں سے چھیڑ چھاڑ کرنے سے باز نہ آتا تھا اور جب اس سے اس کا حال پوچھا جاتا تو جواب دیتا کہ "شَیْخٌ مَّفْتُوْنٌ اَصَابَتْنِیْ دَعْوَۃُ سَعْدٍ" یعنی فتنہ میں مبتلا بوڑھا ہوں، مجھے حضرت سعد کی بددعا لگ گئی ہے۔ (بخاری شریف ۱/۱۰۶)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس طرح کے بے شمار عبرتناک واقعات تاریخ کے صفحات پر محفوظ ہیں، تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ جن بدنصیبوں نے بھی اللہ کے نیک بندوں کو ستایا، ان کی توہین کی، انہیں رسوا کرنے کی کوشش کی ان کا حشر بہت برا ہوا۔ تھوڑے سے دنیوی فائدے کے لئے انہوں نے اللہ کے نیک بندوں کو ناراض کر کے اپنی آخرت کو برباد کر لیا۔ یہ ذہن میں محفوظ کر لینا چاہئے کہ برے خاتمہ کے اسباب میں سے ایک بہت بڑا سبب اولیائے کرام اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کے ساتھ بغض وعداوت بھی ہے۔ چنانچہ حدیث قدسی میں ہے "مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ" یعنی جو شخص میرے کسی ولی سے دشمنی رکھے میں اس کے خلاف اعلان جنگ کر دیتا ہوں۔ (بخاری شریف ۲/۹۶۳)

اس لئے ہر مسلمان کو کسی بھی اللہ والے کی شان میں گستاخی اور زبان درازی سے پوری طرح احتراز کرنا لازم ہے تاکہ وہ خاتمہ بالخیر کی دولت سے محروم نہ ہو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں زندگی کے آخری لمحہ تک اولیائے کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور سارے بزرگوں سے محبت رکھنے اور ان کے احترام کی توفیق عطا فرمائے۔

خاتمہ بالخیر نعمتِ عُظمٰی

جس شخص کو ایمان کامل اور اعمال صالحہ کے ساتھ دنیا سے رحلت نصیب ہو جائے تو یہ ایسی عظیم دولت ہے جس کے مقابلہ میں کائنات کی ہر دولت ہیچ ہے۔ اس لئے ان تمام اسباب کو اختیار کرنے کی ضرورت ہے جو حسن خاتمہ کا ذریعہ بنتے ہیں۔ اس سلسلہ میں سب سے زیادہ نفع بخش اور مفید چیز علما اور اولیاء اللہ سے تعلق اور محبت ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں سے جتنا زیادہ تعلق رکھے گا ان شاء اللہ آخرت میں وہ اتنا ہی کامیاب و کامراں ہوگا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے ''اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ'' یعنی آدمی کا حشر اس کے محبوب کے ساتھ ہوگا۔ (ترمذی شریف)

تو اگر ہماری محبت اولیاء اللہ کے ساتھ ہوگی تو ان شاء اللہ ہمارا حشر بھی انہیں کے ساتھ ہوگا۔ حضرت یزید ابن شجرہ ارشاد فرماتے ہیں کے مرتے وقت آدمی کے سامنے اس کے اہل مجلس پیش کئے جاتے ہیں اگر وہ لہو ولعب والی سوسائٹی میں پڑا رہا تو وہی لوگ پیش ہوتے ہیں اور اگر اہل خیر کے ساتھ تعلق رکھتا تھا تو انہیں کو پیش کیا جاتا ہے۔ (شرح الصدور)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! بہر حال صُلحا اور اولیاء اللہ سے عقیدت و محبت خاتمہ بالخیر کا بہترین اور مؤثر ذریعہ ہے اس کے حصول کی کوشش کرنی چاہئے۔

خاتمہ بالخیر سے مراد محض موت کا آسانی سے آجانا ہی نہیں ہے کیونکہ بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ بڑے بڑے صالح اور بزرگ حضرات کبھی کبھی خطرناک حادثہ سے دوچار ہو کر اچانک وفات پا جاتے ہیں اور کبھی کوئی بدعمل شخص بڑی آسانی اور اچھی حالت میں رحلت کر جاتا ہے۔ بلکہ خاتمہ بالخیر کا مطلب یہ ہے کہ آدمی کا ایمان اس کی موت کے وقت

سلامت ہو اور وہ اپنے بہترین اعمال اور رحمتِ خداوندی کا امیدوار ہو کر بارگاہ الٰہی میں پہونچے، ایسی مبارک کیفیات کے ساتھ اگر کسی بندے کو بستر مرگ پر تکلیف کے ساتھ یا اچانک کسی حادثہ میں موت واقع ہو بھی جائے تب بھی اسے خاتمہ بالخیر ہی کہیں گے۔

زبان پر کلمۂ طیبہ

رسولِ کائنات فخر موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اسے مٹھاس عطا فرما دیتا ہے، صحابہ نے عرض کیا کہ مٹھاس عطا کرنے کا کیا مطلب ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ مطلب یہ ہے کہ اسے انتقال سے قبل ایسے اعمال خیر کی توفیق عطا کرتا ہے کہ اس کے پاس پڑوس میں رہنے والے اس سے خوش ہوتے ہیں اور بعد میں اس کی تعریف کرتے ہیں۔ (الزواجر، عن ابن حبان)

اسی طرح ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص کا مرتے وقت آخری کلام کلمۂ شہادت اور کلمۂ طیبہ ہو اور دل کے کامل یقین کے ساتھ وہ اسے پڑھے تو ان شاء اللہ اسے جنت میں داخلہ نصیب ہوگا۔

میت کے کپڑے

قریب الموت شخص کا لباس پاکیزہ اور صاف ہونا چاہئے۔ لہٰذا مرنے والے کے اہل خانہ کو اس امر کا خاص خیال رکھنا چاہئے کہ اگر مرنے والے کا لباس مَیلا یا کسی وجہ سے ناپاک ہو جائے تو اسے فوراً اتار کر صاف ستھرا لباس پہنا دیں۔ جیسا کہ حضرت ابوسلمہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں "لَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ دَعَا بِثِيَابٍ جَدِيْدٍ فَلَبِسَهَا ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْمَيِّتُ يُبْعَثُ فِيْ ثِيَابِهِ الَّتِيْ يَمُوْتُ فِيْهَا" جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے نئے کپڑے منگا کر پہنے اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مرنے والا

ان کپڑوں میں ہی اٹھایا جائے گا جن میں اس نے وفات پائی ہوگی۔ (ابوداؤد)

جمعہ کو مرنا

جمعہ کے دن موت آنا باعثِ نجات ہے لیکن دن اور وقت چونکہ اللہ کی طرف سے مقرر ہے اس لئے مرنے والے کی سعادت مندی کا دارومدار اللہ تعالیٰ کی رحمت اور کرم پر مبنی ہے۔ بہرحال جس شخص کو جمعہ کے دن موت آئی ہو تو لوگ خیال کرتے ہیں کہ اللہ کی بارگاہ میں وہ نیک انسان تھا۔ اس کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "مَامِنْ مُّسْلِمٍ یَّمُوْتُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ اِلَّاوَقَاهُ اللّٰهُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ" جو شخص جمعہ کے دن یا شب جمعہ مرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے عذاب قبر سے محفوظ رکھتا ہے۔ (ترمذی شریف)

پیر کے دن سُنّت

پیر کے دن کی موت بھی باعث فضیلت ہے کیوں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال اسی دن ہوا تھا، یہی وجہ ہے کہ اہل محبت پیر کے دن کو بڑا افضل سمجھتے ہیں۔ اس بارے میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے آخری بار حضور سرورکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کی جب آپ نے پردہ اٹھایا اور لوگ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پیچھے صف باندھے ہوئے کھڑے تھے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پیچھے ہٹنا چاہا تو آپ نے اپنی جگہ پر کھڑے رہنے کا اشارہ فرمایا اور پردہ ڈال دیا اور اسی دن کے آخری حصہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہوا اور یہ پیر کا دن تھا۔ (نسائی شریف)

نزع کے وقت کیا کریں؟

☆ جب موت کا وقت قریب آئے اور علامتیں پائی جائیں یعنی مرنے والے کے دونوں قدم ڈھیلے ہو جائیں، ناک کج (ٹیڑھی) ہو جائے اور کنپٹیوں میں

گڑھے پڑ جائیں تو سنت یہ ہے کہ دائیں کروٹ پر لٹا کر قبلہ کی طرف منہ کر دیں یا چت لٹائیں اور قبلہ کو پاؤں کریں کہ یوں بھی قبلہ کو منہ ہو جائے گا مگر اس صورت میں سر کو قدرے اونچا رکھیں اور قبلہ کو منہ کرنے میں تکلیف ہوتی ہو تو جس حالت پر ہے چھوڑ دیں۔ (درمختار)

☆ جانکنی کی حالت میں جب تک روح گلے کو نہ آئی ہو اسے تلقین کریں۔ یعنی اس کے پاس بلند آواز سے پڑھیں "اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لاَ شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰهِ" میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ اکیلا ہے، کوئی اس کا شریک نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

مگر اس کو پڑھنے کے لئے حکم نہ کریں اس لئے کہ وہ سخت مشکل کا وقت ہے، خدانخواستہ وہ پڑھنے سے انکار کر دے یا منہ سے کچھ اور نکل جائے۔ جب اس نے کلمہ پڑھ لیا تو تلقین موقوف کر دے۔ ہاں اگر کلمہ پڑھنے کے بعد اس نے کوئی بات کی تو پھر تلقین کریں کہ اس کا آخر کلام "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" ہو۔ (عالمگیری)

☆ تلقین کرنے والا نیک اور پرہیزگار شخص ہو۔

☆ مستحب یہ ہے کہ اس کے پاس بیٹھ کر سورۂ یٰسین شریف کی تلاوت کریں اور (کچھ دوری پر) لوبان یا اگربتیاں سلگا دیں۔ (تا کہ خوشبو ہو) (عالمگیری)

☆ مکان میں کوئی تصویر یا کُتّا نہ ہو، اگر یہ چیزیں ہوں تو فوراً نکال دی جائیں کہ جہاں یہ ہوتی ہیں رحمت کے ملائکہ نہیں آتے، نزع کے وقت اپنے اور اس کے لئے دعائے خیر کرتے رہیں۔

مومن کی روح کیسے قبض ہوتی ہے؟

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے: اِنَّ الَّذِیۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا تَتَنَزَّلُ عَلَیۡہِمُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوۡا وَلَا تَحۡزَنُوۡا وَاَبۡشِرُوۡا بِالۡجَنَّۃِ الَّتِیۡ کُنۡتُمۡ تُوۡعَدُوۡنَ ۝ نَحۡنُ اَوۡلِیٰٓؤُکُمۡ فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَفِی الۡاٰخِرَۃِ ۚ وَلَکُمۡ فِیۡہَا مَا تَشۡتَہِیۡۤ اَنۡفُسُکُمۡ وَلَکُمۡ فِیۡہَا مَا تَدَّعُوۡنَ ۝ نُزُلًا مِّنۡ غَفُوۡرٍ رَّحِیۡمٍ ۝ بے شک وہ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے۔ پھر اس پر قائم رہے، ان پر (موت کے وقت) فرشتے اترتے ہیں (اور یہ کہتے ہیں) کہ تم نہ ڈرو، نہ غم کرو اور خوش ہو اس جنت پر جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے، ہم تمہارے دوست ہیں دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اور تمہارے لئے ہے اس میں جو تمہارا جی چاہے اور تمہارے لئے اس میں جو مانگو، مہمانی بخشنے والے مہربان کی طرف سے۔ (حٰم السجدہ، آیت ۳۰-۳۲)

اس آیتِ مبارکہ کی وضاحت ہمیں حدیث پاک میں ملتی ہے، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ملک الموت جب کسی نیک اور صالح بندے کی روح قبض کرنے کے لئے تشریف لاتے ہیں۔ تو اس شان کے ساتھ آتے ہیں کہ ان کے ساتھ حسین اور خوبصورت چہروں والے فرشتوں کی ایک مقدس جماعت ہوتی ہے۔ یہ فرشتے جنّتی کفن اور جنّتی خوشبو لیکر آتے ہیں اور حضرت مَلک الموت علیہ السلام اپنے نرم وشیریں لہجے میں یوں ارشاد فرماتے ہیں کہ "اُخۡرُجِیۡ اَیَّتُھَا النَّفۡسُ الطَّیِّبَۃُ کَانَتۡ فِی الۡجَسَدِ الطَّیِّبِ اُخۡرُجِیۡ حَمِیۡدَۃً وَّاَبۡشِرِیۡ بِرُوۡحٍ وَّرَیۡحَانٍ وَّرَبٍّ غَیۡرِ غَضۡبَانَ" یعنی نکل جا اے پاک جان! جو پاک بدن میں تھی نکل، تو قابلِ تعریف ہے اور تو راحت اور خوشبو اور اس رب کی بشارت حاصل کر جو تجھ سے کبھی ناراض نہیں ہوگا۔ پھر فرشتوں کی مقدس جماعت اس روح کو جنّتی کفن میں لے کر آسمانوں کی طرف بلند ہوتی ہے اور اس کے لئے آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور آسمانی ملائکہ

کی جماعت یہ کہہ کر اس پاک روح کا استقبال کرتی ہے کہ ''خوش آمدید'' اے پاک جان! جو پاک بدن میں تھی، داخل ہو جا، تو قابلِ تعریف ہے اور تجھ کو راحت و ریحان اور اس رب کے دیدار کی بشارت دی جاتی ہے جو تجھ پر کبھی ناراض نہیں ہوگا پھر فرشتوں کے اس نعرہائے مبارکباد کی گونج میں یہ مبارک روح دربارِ الٰہی تک باریاب ہوتی ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

کافر کی روح کیسے نکلتی ہے؟

اللہ عزوجل قرآنِ مجید میں ارشاد فرماتا ہے: وَلَوْ تَرٰۤی اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِکَةُ بَاسِطُوْۤا اَیْدِیْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْۤا اَنْفُسَکُمْ ؕ اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا کُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰهِ غَیْرَ الْحَقِّ وَ کُنْتُمْ عَنْ اٰیٰتِهٖ تَسْتَکْبِرُوْنَ٥ اور کبھی تم دیکھو جس وقت ظالم موت کی سختیوں میں اور فرشتے ہاتھ پھیلائے ہوئے ہیں کہ نکالو اپنی جانیں آج تمہیں خواری کا عذاب دیا جائے گا، بدلہ اس کا کہ اللہ پر جھوٹ لگاتے تھے اور اس کی آیتوں سے تکبر کرتے۔ (سورۂ انعام، آیت ۹۳)

چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ ملک الموت جب کسی بُرے اور بدکار کی روح قبض کرنے کے لئے تشریف لاتے ہیں تو ان کے ساتھ کالے کالے چہروں والے ڈراؤنی شکل والے، عذاب کے فرشتوں کی ایک جماعت ہوتی ہے جن کے ساتھ ایک ٹاٹ ہوتا ہے اور ملک الموت اس بدکار انسان کے سرہانے بیٹھ کر نہایت تلخ اور سخت لہجے میں یہ کہتے ہیں ''اُخْرُجِیْ اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْخَبِیْثَةُ کَانَتْ فِی الْجَسَدِ الْخَبِیْثِ اُخْرُجِیْ ذَمِیْمَةً وَّ اَبْشِرِیْ بِحَمِیْمٍ وَّ غَسَّاقٍ وَّ اٰخَرَ مِنْ شَکْلِهٖ اَزْوَاجٍ'' نکل اے خبیث جان! جو خبیث بدن میں تھی، نکل تو لائقِ مذمت ہے اور تجھ کو گرم گرم پانی اور جہنمیوں کے پیپ اور اسی طرح کے قسم قسم کے عذابوں کی وعید ہے۔

پھر عذاب کے فرشتے اس روح کو جب جہنمی ٹاٹ میں لپیٹ کر آسمانوں کا

رُخ کرتے ہیں تو اس کے لئے آسمانوں کے دروازے نہیں کھولے جاتے اور آسمانوں کے فرشتے اس روح کو یہ کہہ کر دھتکارتے اور پھٹکارتے ہیں کہ اے خبیث جان! جو خبیث بدن میں تھی ہم تیرے لئے خوش آمدید نہیں کہتے، تو واپس لوٹ جا، تو قابلِ مذمت ہے، اس لئے تیرے لئے آسمانوں کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے اور تو اس قابل نہیں کہ دربارِ الٰہی تک تیری رسائی اور باریابی ہو سکے۔ (مشکوٰۃ شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! غور کریں کہ جب بندہ نیک ہو اور نیکیاں کرنا اس کی عادت ہو تو اس پر خصوصی کرم ہوتا ہے کہ موت کے وقت اُسے راحت ملتی ہے اور فرشتے اُس کا خیر مقدم کرتے ہیں اور آسمانوں میں مبارکبادیاں اور خوشخبریاں دی جاتی ہیں اور خدا نہ کرے! بندہ اگر بدکار ہو، زندگی میں بھی مصیبتیں اور موت کے وقت بھی فرشتوں کی ڈراؤنی شکل اور بعد موت قبر کے عذاب میں مبتلا ہونا نیز فرشتوں کی دھتکار و پھٹکار کا مستحق ہوتا ہے۔ اللہ کی پناہ! معلوم ہوا کہ ایک مومن کے مرنے اور ایک کافر کے مرنے میں زمین وآسمان کے برابر فرق ہے۔

وفات کی خبر پر کیا کریں؟

وفات کی خبر پر "اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ" (ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا) پڑھیں۔ اللہ تعالیٰ نے صابرین کی شان بیان فرمائی کہ جب ان کو مصیبت پہنچے تو وہ "اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ" پڑھتے ہیں۔ یعنی وہ بجائے بے قراری اور ناشکری کے یہ کہتے ہیں کہ ہم خود اپنے جان و مال کے مالک نہیں بلکہ سب کچھ اللہ کی مِلک اور اسی کے قبضہ میں ہے۔

ہر چیز اسی کی ہے اگر مالک اپنی چیز لے لے تو بندہ کو کیا شکایت؟ نیز اس کا مصیبت بھیجنا ہمارے حق میں مصلحت اور حکمت ہے جیسے مہربان طبیب بد ہضمی میں کھانے سے روکتا اور پھر بہتر دوا دیتا ہے یا پھر کڑوی دوائیں پلاتا ہے جس سے شفا

حاصل ہوتی ہے، ایسے ہی ہمارا رب اس کا اچھا بدلہ عطا فرمائے گا، اگر یہاں بدلہ نہ بھی ملے تو کیا ہے ''وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ'' ہم تو اسی کی طرف رجوع کریں گے، وہ جس میں راضی ہم بھی اسی میں راضی، اس کی رضا بہترین جزا ہے یا اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم آخرت میں وہاں پہنچیں گے جہاں کوئی خطرہ نہ ہوگا اور بلا واسطہ ہر طرح اس کے قبضے میں ہوں گے۔ یقیناً جو کچھ صبر پر وعدے فرمائے گئے ہیں وہاں سب ملیں گے اور وہاں کی بخشش کے مقابل یہاں کی مصیبت کی کوئی حقیقت نہیں۔

جب روح قبض ہو جائے

☆ جب روح پرواز کر جائے تو ایک چوڑی پٹی جبڑے کے نیچے سے سَر پر لے جا کر گِرَہ دے دیں کہ مُنہ کھلا نہ رہے اور نرمی سے آنکھیں بند کر دیں اور انگلیاں اور ہاتھ پاؤں سیدھے کر دیں۔

☆ میت کی آنکھیں بند کرتے وقت یہ دعا پڑھیں ''بِسْمِ اللّٰهِ وَ عَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ يَسِّرْ عَلَيْهِ اَمْرَهٗ وَ سَهِّلْ عَلَيْهِ مَا بَعْدَهٗ وَ اَسْعِدْهُ بِلِقَآئِكَ وَ اجْعَلْ مَا خَرَجَ اِلَيْهِ خَيْراً مِمَّا خَرَجَ عَنْهُ'' اللہ کے نام کے ساتھ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ملت پر، اے اللہ تو اس کے کام کو اس پر آسان کر اور اس کے مابعد کو اس پر آسان کر اور اپنی ملاقات سے تو اسے نیک بخت کر اور جس کی طرف نکلا (آخرت) اسے اس سے بہتر کر جس سے (دنیا) نکلا۔

☆ غسل اور کفن و دفن میں جلدی کرنا چاہئے، خواہ مخواہ انتظام یا کسی کے بھی انتظار میں وقت ضائع نہ کیا جائے کہ حدیث میں اس کے حوالے سے بہت تاکید آئی ہے۔

جنازے میں جلدی کرو

نبیِ اکرم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اَسْرِعُوْا بِالْجَنَازَةِ فَاِنْ تَكُ صَالِحَةً فَخَيْرٌ تُقَدِّمُوْهَا اِلَيْهِ وَ اِنْ تَكُ غَيْرَ ذٰلِكَ فَشَرٌّ

تَضَعُوْنَهٗ عَنْ رِّقَابِكُمْ'' جنازہ کو لے جانے میں جلدی کرو اس لئے کہ اگر وہ اچھا آدمی ہے تو تم اس کو بہتر ٹھکانے تک جلدی پہنچاؤ گے اور اگر وہ اچھا نہیں ہے تو تم اپنے کاندھوں سے بُرائی کا بوجھ دور کرو گے۔ (مسلم شریف)

اسی طرح ایک اور روایت میں ہے ''وَ عَجِّلُوْا بِهٖ فَاِنَّهٗ لَا يَنْبَغِيْ لِجِيْفَةِ مُسْلِمٍ اَنْ تُحْبَسَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ اَهْلِهٖ'' اور اس کی تیاری میں جلدی کرو کیوں کہ کسی مسلمان کی لاش کا اس کے گھر والوں کے درمیان پڑے رہنا مناسب نہیں ہے۔

(ابوداؤد شریف، شامی)

اس تعجیل (جلدی کرنے) کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ حضرات فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص کا جمعہ کی صبح کو انتقال ہو جائے تو محض اس وجہ سے جمعہ کی نماز تک جنازہ میں تاخیر کرنا مکروہ ہے کہ اس کی نمازِ جنازہ میں بڑا مجمع شریک ہو جائے گا بلکہ جیسے ہی تیاری مکمل ہو نمازِ جنازہ پڑھ کر دفن کر دینا چاہئے۔

(درمختار، ۱۳۶/۳)

☆ میت کے سارے بدن کو کسی کپڑے سے چھُپا دیں اور اس کو چارپائی یا تخت وغیرہ کسی اونچی چیز پر رکھیں۔ (عالمگیری)

☆ حدیث ہے کہ میت اپنے دَین (قرض) میں مقید ہے، ایک روایت میں ہے کہ اس کی روح معلق رہتی ہے جب تک دَین نہ ادا کیا جائے۔ اس لئے میت کے ذمہ قرض یا جس قسم کے دَین ہوں جلد از جلد ادا کر دیں۔

☆ پڑوسیوں اور اس کے دوست واحباب کو اطلاع دیں کہ نمازیوں کی کثرت ہوگی اور اس کے لئے دعا کریں گے کہ ان پر حق ہے کہ اس کی نماز پڑھیں اور دعا کریں۔ (عالمگیری)

☆ عورت انتقال کر گئی اور اس کے پیٹ میں بچہ حرکت کر رہا ہے تو بائیں جانب

سے پیٹ چاک کر کے بچہ نکالا جائے اور اگر عورت زندہ ہے اس کے پیٹ میں بچہ مر گیا اور عورت کی جان پر بنی ہوئی ہو تو پیٹ کاٹ کر بچے کو نکالا جائے اور بچہ زندہ ہو تو کیسی بھی تکلیف ہو پیٹ کاٹ کر بچے کو نکالنا جائز نہیں۔
(عالمگیری، درِمختار)

ماتم کرنا حرام ہے

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "لَیْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُیُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَی الْجَاھِلِیَّةِ" وہ شخص ہم میں سے نہیں جس نے رخساروں پر ضرب لگائی، گریبان پھاڑے اور زمانۂ جاہلیت کے الفاظ کا استعمال کیا۔ (غم کی وجہ سے) (بخاری و مسلم)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! حدیث شریف میں "لَیْسَ مِنَّا" کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہماری سنت اور طریقہ پر نہیں، وہ ہمارے دین پر نہیں۔ ان الفاظ سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ اہلِ خانہ پر لازم ہے کہ افرادِ خانہ میں کسی کے انتقال پر زمانۂ جاہلیت کی طرح ماتم، غم نہ منائیں کہ ایسا کرنا جاہلوں کا طریقہ ہے۔

مصیبت کے وقت جس شخص نے بھی اپنے رخساروں پر طمانچے مارے یا گریبان پھاڑا یا پگڑی کو اتار پھینکا، اپنے سر کو دیوار پر مارا، بال کاٹ دیئے، یا زمانۂ جاہلیت کی طرح ہائے مصیبت، ہائے ہلاکت،، اس طرح ہائے ہائے کرتے ہوئے سینہ کوبی کی، یہ سب دین سے دور ہونے کی علامات ہیں۔

اظہارِ غم یوں کریں

حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صاحبزادی نے آپ کی طرف پیغام بھیجا کہ میرا بیٹا وفات کے قریب ہے آپ تشریف لائیں۔ نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سلام کے ساتھ

پیغام بھیجا کہ اللہ تعالیٰ جو چیز عطا فرماتا ہے وہ واپس بھی لے لیتا ہے لہٰذا صبر کیا جائے اور ثواب کی امید کی جائے۔آپ کی صاحبزادی نے پھر قسم دے کر پیغام بھیجا کہ آپ ضرور تشریف لائیں۔اب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہوئے آپ کے ساتھ حضرت سعد بن عبادہ، حضرت معاذ بن جبل، ابی بن کعب، زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے علاوہ اور کچھ افراد بھی تھے۔جب آپ تشریف لائے تو بچے کو آپ کے سامنے لایا گیا بچے کا سانس مُضطرب تھا یعنی وفات کا وقت بہت قریب تھا (آپ نے جب اس حالت کو دیکھا) تو آپ کی آنکھوں نے آنسو بہانا شروع کر دیا۔حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کیا ہے؟ (یعنی رونے کی کیا وجہ ہے) اس کے جواب میں آپ نے فرمایا: یہ وہ رحمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں ڈالی ہے بیشک اللہ تعالیٰ اپنے ان بندوں پر ہی رحم فرماتا ہے جو رحم کرنے والے ہوں۔ (بخاری، مشکوٰۃ)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود اپنی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے صاحبزادے حضرت علی بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نواسے ہیں، ان کی وفات پر اَشک بار ہوئے اور فرمایا کہ یہ اسی محبت کا نتیجہ ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے بندوں کے دلوں میں ایک دوسرے کے تعلق سے ڈالی ہے۔معلوم ہوا کہ آنسو بہانا اگر دلی محبت کے نتیجہ میں ہو اور چلاّ کر نہ ہو نیز دکھاوے کے لئے بھی نہ ہو تو نہ صرف یہ کہ جائز بلکہ باعثِ نزول رحمت ہے۔

غسل دینے والے کی فضیلت

میت کو غسل دینے کا اجر بے پناہ ہے بلکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق میت کو غسل دینے والا گناہوں سے ایسے پاک ہو جاتا ہے جیسے کہ آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔غرضیکہ خلوص دل کے ساتھ مردے کو نہلانے، کفن

دینے، جنازہ پڑھنے سے انسان کے تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔ چنانچہ حضرت علی سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے میت کو غسل وکفن دیا اور خوشبو لگائی، کاندھا دیا، اس کی نماز پڑھی اور اس کے عیوب ظاہر نہ کئے تو وہ گناہوں سے ایسے ہی پاک ہوجاتا ہے جیسے پیدائش کے دن پاک تھا۔ (ابن ماجہ)

میت کو نہلانے کا طریقہ

☆ میت کو نہلانا فرضِ کفایہ ہے۔ (عالمگیری)

☆ جس چارپائی، تخت یا تختہ پر نہلانے کا ارادہ ہو اس کو تین یا پانچ یا سات مرتبہ دھونی دیں یعنی جس چیز میں وہ خوشبو (لوبان یا اگربتی) سلگتی ہو اسے اتنی بار چارپائی یا تختہ وغیرہ کے گِرد (میت کو اُس پر لٹانے سے پہلے) پھرائیں اور اب اس پر میت کو لِٹا کر ناف سے گھٹنوں تک کسی کپڑے سے چھپا دیں، بہتر یہ ہے کہ چاروں طرف پردہ کرلیں، پھر نہلانے والا اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر پہلے استنجا کرائے یعنی آگے پیچھے سے اس کا ستر پانی ڈال کر پاک کرے پھر وضو کرائے یعنی منہ پھر کہنیوں سمیت ہاتھ دھوئیں، پھر سر کا مسح کریں، پھر پاؤں دھوئیں، میت کے وضو میں گٹوں تک پہلے ہاتھ دھونا اور کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا نہیں ہے۔ ہاں کوئی کپڑا یا روئی کی پھریری بھگو کر دانتوں، مسوڑوں، ہونٹوں اور نتھنوں پر پھیر دیں پھر سر اور داڑھی کے بال گُلِ خیرو یا بیسَن یا کسی اور پاک چیز سے اور کچھ نہ ملے تو صرف پانی سے دھو دیں۔

☆ غسل کا پانی نیم گرم کرلیں، ممکن ہو تو بیر کی پتی ملا کر جوش دیں اور چھان لیں۔

☆ میت کو بائیں کروٹ لٹا کر داہنے پہلو کو سر سے پاؤں تک پانی بہائیں کہ تختہ تک پہنچ جائے، پھر دائیں کروٹ لٹا کر غسل دیں تا کہ سب جگہ پانی پہنچ جائے، پھر پیٹھ کی طرف سہارا دے کر بٹھائیں اور شکم اوپر سے نیچے کی طرف

نرمی سے ملیں اور کچھ نجاست نکلے تو صاف کریں، وضو و غسل کا اعادہ نہ کریں، آخر میں سر سے پاؤں تک کافور کا پانی بہائیں، پھر اس کے بدن کو کسی پاک کپڑے سے آہستہ سے پونچھ دیں۔

☆ نہلانے والا شخص باطہارت ہو، بہتر تو یہ ہے کہ نہلانے والا میت کا کوئی قریبی رشتے دار ہو، وہ نہ ہو یا نہلانا نہ جانتا ہو تو کوئی اور شخص جو امانت دار اور پرہیز گار ہو۔ (عالمگیری)

☆ ایک مرتبہ سارے بدن پر پانی بہانا فرض ہے اور تین مرتبہ سنت۔ نہلاتے وقت اس طرح لٹائیں جیسے قبر میں رکھتے ہیں، یا قبلہ کی طرف پاؤں کریں یا جو آسان ہو کریں۔ (عالمگیری)

☆ نیز نہلانے والے کو چاہئے کہ بقدر ضرورت اعضائے میت کی طرف نظر کرے، بلا ضرورت کسی عضو کی طرف نہ دیکھے۔ (جوہرہ)

☆ مرد کو مرد اور عورت کو عورت غسل دے اور چھوٹے لڑکے لڑکی (حد شہوت کو نہ پہنچے ہوں) کے غسل میں اختیار ہے چاہے مرد دے یا عورت۔

☆ عورت اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے۔

☆ مرد اپنی بیوی کو نہ نہلا سکتا ہے اور نہ ہی چھو سکتا ہے۔ کندھا لگانے، دیکھنے اور قبر میں اتارنے کی ممانعت نہیں ہے، صرف نہلانے اور اس کے بدن کو بلا حائل ہاتھ لگانے کی ممانعت ہے۔ (درمختار)

☆ عورت کا انتقال ہوا اور وہاں کوئی عورت نہیں کہ غسل دے۔ تو تیمّم کرایا جائے، پھر تیمّم کرانے والا محرم ہو تو ہاتھ سے تیمّم کرائے اور اجنبی ہو اگرچہ شوہر ہو تو ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر زمین پر ہاتھ مارے اور تیمّم کرائے اور شوہر کے ساتھ کوئی اجنبی ہو تو کلائیوں کی طرف نظر نہ کرے اور شوہر کو اس کی حاجت نہیں۔ (درمختار، عالمگیری)

☆ مرد کا انتقال ہوا اور نہ وہاں کوئی مرد ہے نہ اس کی بیوی تو جو عورت وہاں ہے اسے تیمّم کرائے، پھر اگر عورت محرم ہے یا اس کی باندی تو تیمّم میں ہاتھ پر کپڑا لپیٹنے کی ضرورت نہیں ہے اور اجنبی ہو تو کپڑا لپیٹ کر تیمّم کرائے۔ (عالمگیری)

تَیَمُّم کرانے کا طَریقہ

☆ میت کو تیمّم کرانے کا طریقہ وہی ہے جو زندوں کا ہے یعنی میت کو تیمّم کرانے والا شخص دونوں ہاتھ کی انگلیاں کشادہ کر کے زمین یا کسی ایسی چیز پر جو زمین کی قسم سے ہو اس پر پہلی ضرب سے دونوں ہتھیلیاں میت کے چہرے پر پھیرے، پھر دوسری مرتبہ یوں ہی زمین پر ہاتھ مار کر دونوں ہتھیلیوں سے اس کے ایک ہاتھ کا مسح کرے، پھر دوسرے ہاتھ کے لئے جدید ضرب دے کر مسح کرے۔

ہاتھوں کے مسح میں بہتر طریقہ یہ ہے کہ بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے علاوہ چار انگلیوں کا پیٹ داہنے ہاتھ کی پشت پر رکھے اور انگلیوں کے سروں سے کہنیوں تک لے جائے اور پھر وہاں سے بائیں ہاتھ کی ہتھیلی سے داہنے کے پیٹ کو مسح کرتا ہوا گٹے تک لائے اور بائیں انگوٹھے کے پیٹ سے داہنے انگوٹھے کی پشت کو مسح کرے، پھر یوں ہی داہنے ہاتھ سے بائیں کو مسح کرے اور غبار پہنچ گیا ہو تو بھی انگلیوں کا خلال کرے اور غبار نہ پہنچا ہو تو خلال فرض ہے۔

نوٹ: تیمّم میں ترتیب فرض نہیں ہے پہلے ہاتھ کا مسح کرے یا چہرے کا ہر طرح تیمّم ہو جائے گا۔

☆ مرد کا سفر میں انتقال ہوا اور اس کے ساتھ عورتیں ہیں اور کافر مرد مگر مسلمان مرد کوئی نہیں ہے، تو عورتیں اس کافر کو نہلانے کا طریقہ بتا دیں کہ وہ نہلا دے اور اگر مرد کوئی نہیں چھوٹی لڑکی ہمراہ ہے کہ نہلانے کی طاقت رکھتی ہے تو یہ

عورتیں اسے سکھا دیں کہ وہ نہلائیں۔ اسی طرح اگر عورت کا انتقال ہوا اور کوئی مسلمان عورت نہیں اور کافرہ عورت موجود ہے تو اس کافرہ کو غسل کی تعلیم کرے اور اس سے نہلوائے، یا چھوٹا لڑکا اس قابل ہو کہ نہلا سکے تو اسے بتائے اور وہ نہلائے۔ (عالمگیری)

☆ ایسی جگہ انتقال ہوا کہ پانی وہاں نہیں ملتا تو تیمّم کرائیں اور نماز پڑھیں اور نماز کے بعد اگر قبل دفن پانی مل جائے تو نہلا کر نماز کا اعادہ کریں۔

(عالمگیری، درمختار)

☆ میت کا بدن اگر ایسا ہو گیا کہ ہاتھ لگانے سے کھال ادھڑے گی تو ہاتھ نہ لگائیں صرف پانی بہادیں۔ (عالمگیری)

☆ کسی مسلمان کا آدھے سے زیادہ دھڑ ملا تو غسل وکفن دیں گے اور جنازہ کی نماز پڑھیں گے اور نماز کے بعد وہ باقی ٹکڑا بھی ملا تو اس پر دوبارہ نماز نہ پڑھیں گے اور آدھا دھڑ ملا تو اگر اس میں سر بھی ہے جب بھی یہی حکم ہے اور اگر سر نہ ہو اور طول میں سر سے پاؤں تک داہنا یا بایاں ایک جانب کا حصہ ملا تو ان دونوں صورتوں میں نہ غسل ہے، نہ کفن، نہ نماز بلکہ ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیں۔ (عالمگیری، درمختار)

☆ مُردہ ملا اور یہ نہیں معلوم کہ مسلمان یا کافر ہے تو اس کی وضع قطع مسلمان کی ہو یا کوئی علامت ایسی ہو جس سے مسلمان ہونا ثابت ہوتا ہے یا مسلمانوں کے محلے میں ملا تو غسل دیں اور نماز پڑھیں ورنہ نہیں۔ (عالمگیری)

☆ لڑکا پیدا ہو کر مر گیا، اس کا بھی غسل واجب ہے، چاہیئے کہ اس کا نام رکھیں اور غسل دے کر نماز پڑھیں، اور جو بچہ مُردہ پیدا ہو یا کچا بچہ پیدا ہوا ہے یعنی اس کے اعضا درست نہیں ہوئے اس کو بھی غسل دیں اور نام رکھیں اور کپڑے میں لپیٹ کر دفن کریں اس پر نمازِ جنازہ نہیں ہے۔

مَیّت کو کفن دینا فرضِ کفایہ ہے

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے مردوں کو سفید کپڑوں میں کفناؤ، کفن اچھا ہونا چاہئے یعنی مرد عیدین و جمعہ کے لئے جیسے کپڑے پہنتا تھا اور عورت جیسے کپڑے پہن کر میکے جاتی تھی اس قیمت کا ہونا چاہئے۔

حدیث شریف میں ہے کہ میت کو اچھا کفن دو کہ وہ آپس میں ملاقات کرتے ہیں اور اچھے کفن سے خوش ہوتے ہیں۔ (غنیّہ ورد المحتار)

☆ مَرد کو تین کپڑوں میں اور عورت کو پانچ کپڑوں میں کفن دینا سنت ہے۔ تفصیل یوں ہے۔

(۱) اِزَار سر سے لے کر پاؤں تک۔

(۲) چادر، جو اِزَار سے ایک ہاتھ بڑی ہو اس کو لفافہ بھی کہتے ہیں۔

(۳) کرتا، گلے سے لے کر پاؤں تک جس میں نہ آستین ہوں نہ کلیاں ہوں اس کو کفنی یا قمیص بھی کہتے ہیں۔

نوٹ: یہ تینوں کپڑے مرد و عورت دونوں کے کفن میں یکساں ہوتے ہیں۔

☆ عورت کے کفن میں دو کپڑے جو زیادہ ہیں ایک اوڑھنی جو تین ہاتھ لمبی ہو، دوسرا سینہ بند جو سینہ سے لے کر رانوں تک ہو۔

☆ کفنِ ضرورت دونوں کے لئے یہ ہے کہ جو میسر آئے اور کم از کم اتنا ہو کہ سارا بدن ڈھک جائے۔ (درمختار، عالم گیری)

☆ لفافہ یعنی چادر کی مقدار یہ ہے کہ میت کے قد سے اس قدر زیادہ ہو کہ اُسے سَر اور پیر دونوں کی طرف سے باندھ سکیں اور ازار یعنی تہبند چوٹی سے قدم تک اور قمیص جس کو کفنی کہتے ہیں گردن سے گھٹنوں کے نیچے تک اور یہ آگے اور پیچھے دونوں طرف سے برابر ہو۔

☆ مَرد کی کفنی مونڈھے پر پھاڑیں اور عورت کے لئے سینہ کی طرف۔ (عالمگیری)

کفن کی تفصیل ایک نظر میں

نام پارچہ	طول	عرض	انداز اً پیمائش	کیفیت
ازار	۲ رگز	ا رگز سے ۲ رگز	سر سے پاؤں تک	۱۴ یا ۱۵ یا ۱۶ گرہ عرض کا کپڑا ہو تو ڈیڑھ پاٹ میں ہوگا
لفافہ	۲ رگز	ا رگز سے ۲ رگز	ازار سے چار گرہ زائد	// //
قمیص یا کفنی	۲ رگز	ا رگز	کندھے سے نصف ساق تک	۱۴ گرہ یا ایک گز کی تیار ہوتی ہے دو برابر حصہ کر کے اور چاک کھول کر گلے میں ڈالتے ہیں
سینہ بند	۲ رگز	ا رگز	زیر بغل سے گھٹنوں تک	// //
سربند	ا رگز	۱۲ رگرہ	جہاں تک آجاوے	سر کے بال دو حصہ کر کے اور اس میں لپیٹ کر دائیں بائیں جانب سینے کے رکھے جاتے ہیں

کفن پہنانے کا طریقہ

کفن پہنانے کا طریقہ یہ ہے کہ میت کو غسل دینے کے بعد بدن کسی پاک کپڑے سے آہستہ پونچھ لیں کہ کفن تر نہ ہو، کفن کو ایک یا تین یا پانچ یا سات بار دھونی دے کر اس طرح بچھائیں کہ پہلے بڑی چادر، پھر تہبند، پھر کفنی، قمیص اس طرح بچھائیں کہ اس کا اوپر والا سرا لپیٹ کر میت کے سر رکھنے کی جگہ پر رکھ دیں تاکہ جب میت کو کفن پہنانے کے لئے اُس پر لٹایا جائے تو قمیص کا اوپری حصہ میت کے سینہ کی طرف سے پہنا

دیا جائے، اس طرح قمیص کا ایک سِرا میت کے نیچے پہلے ہی رہا اور اب دوسرا سرا میت کے سر سے نکال کر سینہ پر ڈال دیا گیا یعنی قمیص پہنا دی گئی۔

سر، داڑھی اور تمام بدن پر خوشبو ملیں اور سجدہ کرنے کی جگہوں یعنی پیشانی، ناک، دونوں ہتھیلیوں، دونوں گھٹنوں، دونوں قدموں پر کافور لگائیں، پھر اِزار یعنی تہبند لپیٹ دیں۔ پہلے بائیں جانب سے پھر دائیں جانب سے، پھر لفافہ لپیٹ دیں، پہلے بائیں طرف سے پھر دائیں طرف سے تاکہ داہنا اوپر رہے اور سر اور پیر کی طرف سے زائد نکلا ہوا کپڑے کا حصہ اپنی مُٹھی میں سمیٹ کر باندھ دیں۔ اسی طرح میت کے پیٹ پر بھی باندھ دیا جائے تاکہ کفن کے اُڑنے کا اندیشہ نہ رہے۔

عورت کو کفنی پہنا کر اس کے بال کے دو حصے کر کے کفنی کے اوپر سینہ پر ڈال دیں اور اوڑھنی پیٹھ کے آدھے حصے کے نیچے سے بچھا کر سرہانے پہلے ہی لا کر رکھ دیں پھر میت کو اُس پر لٹا کر قمیص پہنا دیں اور اوڑھنی کا آدھا حصہ لا کر میت کے منہ پر مثل نقاب ڈال دیں کہ سینہ پر رہے کہ اس کی لمبائی آدھی پیٹھ سے سینہ تک رہے اور چوڑھائی ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک رہے، پھر بدستور ازار و لفافہ لپیٹ دیں، پھر سب سے اوپر سینہ بند سینہ کے اوپر سے ران تک لا کر باندھ دیں۔

(عالمگیری، درمختار)

☆ مَرد کے کفن پر عطر وغیرہ ملیں اور ایسی خوشبو نہ لگائیں جس میں زعفران ملا ہو۔ کیوں کہ یہ مردوں کے لئے جائز نہیں البتہ عورتوں کے لئے جائز ہے۔

☆ کفن پر عہد نامہ اور میت کے سینہ اور پیشانی پر "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" لکھنا جائز ہے کہ اس سے مغفرت کی امید ہے۔

ایک شخص نے اس کی وصیت کی تھی انتقال کے بعد سینہ اور پیشانی پر بسم اللہ شریف لکھ دی گئی، پھر کسی نے انہیں خواب میں دیکھا، حال پوچھا، کہا جب میں قبر میں

رکھا گیا، عذاب کے فرشتے آئے، فرشتوں نے جب پیشانی پر بسم اللہ شریف دیکھی کہا تو عذاب سے بچ گیا۔ (درمختار)

یوں بھی ہوسکتا ہے کہ پیشانی پر بسم اللہ شریف لکھیں اور سینہ پر کلمۂ طیبہ ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ'' مگر نہلانے کے بعد کفن پہنانے سے پیشتر کلمہ کی انگلی سے لکھیں، روشنائی سے نہیں۔ (ردالمحتار)

جنازہ لے چلنے کا طریقہ

جنازہ لے چلنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ چار شخص چاروں پائے پکڑ کر جنازہ اٹھائیں، ایک ایک پایہ ایک شخص لے اور اگر ۲ر شخصوں نے جنازہ اٹھایا، ایک سرہانے ایک پائنتی تو بلا ضرورت مکروہ ہے اور ضرورت سے ہو مثلاً جگہ تنگ ہے تو حرج نہیں۔

چھوٹا بچہ شیر خوار یا ابھی دودھ چھوڑا ہے یا اس سے کچھ بڑا، اس کو اگر ایک شخص ہاتھ پر اٹھا کر لے چلے تو حرج نہیں اور یکے بعد دیگرے لوگ ہاتھوں ہاتھ لیتے رہیں اور اگر اُس سے بڑا جنازہ ہو تو چارپائی پر لے جائیں۔ (غنیۃ، عالمگیری)

☆ جنازہ کو کندھا دینا عبادت ہے۔

☆ جنازہ لے چلنے میں سرہانہ آگے ہونا چاہئے۔

☆ مسنون طریقہ یہ ہے کہ پہلے داہنے سرہانے کندھا دے پھر دائیں پائنتی، پھر بائیں سرہانے پھر بائیں پائنتی اور ہر طرف دس دس قدم چلے تو کُل چالیس قدم ہوئے کہ جو چالیس قدم جنازہ لے چلے اس کے چالیس کبیرہ گناہ مٹا دئے جائیں گے نیز جو جنازہ کے چاروں پاؤں کو کندھا دے اللہ تعالیٰ اس کی یقیناً مغفرت فرما دے گا۔ (جوہرہ، عالمگیری)

☆ جنازہ درمیانی رفتار سے لے جائیں اس طرح نہ لے جائیں کہ میت کو جھٹکا لگے، ساتھ جانے والوں کے لئے افضل یہ ہے کہ جنازہ سے پیچھے چلیں۔ (عالمگیری)

☆ جنازہ کے ساتھ پیدل چلنا افضل ہے اور سواری پر ہو تو آگے چلنا مکروہ ہے اور اگر آگے ہو تو جنازہ سے دور ہو۔ (عالمگیری)

☆ جنازہ کے ساتھ چلنے والوں کو خاموش چلنا چاہئے، اپنی موت اور احوالِ قبر کو پیشِ نظر رکھیں۔ (درمختار)

☆ جنازہ جب تک رکھا نہ جائے بیٹھنا مکروہ ہے اور رکھنے کے بعد بے ضرورت کھڑا نہ رہے اور اگر لوگ بیٹھے ہوں اور نماز کے لئے وہاں جنازہ لایا گیا تو جب تک رکھا نہ جائے کھڑے نہ ہوں۔ (عالمگیری، درمختار)

☆ جنازہ آڑا رکھیں کہ دائیں کروٹ قبلہ کو ہو۔ (عالمگیری)

☆ جو شخص جنازہ کے ساتھ ہو، اسے بغیر نماز پڑھے واپس نہیں ہونا چاہئے اور نماز کے بعد اولیائے میت (میت کے گھر والوں) سے اجازت لے کر واپس ہو سکتا ہے اور دفن کے بعد اجازت کی ضرورت نہیں۔ (عالمگیری)

☆ جنازہ کے ساتھ چلنے والوں کو دنیا کی باتیں کرنا، ہنسنا منع ہے۔ (درمختار)

اُحد پہاڑ سے دُوگنا ثواب

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی مسلمان مر جائے اور کھڑے ہو کر ایسے چالیس آدمی اس کے جنازہ کی نماز پڑھ لیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتے ہوں تو اللہ تعالیٰ ان کی سفارش میت کے حق میں قبول فرمائے گا۔ (مسلم شریف)

☆ جو شخص ایمان کے ساتھ ثواب سمجھتے ہوئے جنازہ کے ساتھ چلا اور نماز پڑھنے اور دفن سے فارغ ہونے تک اس کے ساتھ رہا اس کو دو قیراط یعنی دو حصے ثواب ملے گا۔ ہر قیراط اُحد پہاڑ کے برابر ہوگا اور جو جنازہ کی نماز پڑھ کر دفن

سے پہلے واپس ہوگیا تو وہ ایک قیراط ثواب لے کر واپس ہوا۔ (بخاری شریف)

☆ جنازہ کی نماز فرض کفایہ ہے کہ ایک نے بھی پڑھ لیا تو فرض ادا ہو جاتا ہے۔ لیکن جس قدر بھی زیادہ آدمی ہوں اسی قدر میت کے حق میں اچھا ہے کیوں کہ یہ معلوم نہیں کہ کس کی دعا لگ جائے اور اس کی مغفرت ہو جائے۔ ویسے بہتر یہ ہے کہ نمازِ جنازہ میں کم از کم تین تین صف کریں کہ حدیث میں ہے کہ جس کی نمازِ جنازہ تین صفوں نے پڑھی اس کی مغفرت ہو جائے گی اور اگر کل سات ہی آدمی ہوں تو ایک امام ہو اور تین پہلی صف میں اور دو دوسری صف میں اور ایک تیسری صف میں۔ (غنیۃ و بہار)

☆ ہر مسلمان کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی اگر چہ وہ کیسا ہی گنہ گار مرتکبِ کبائر ہو، سوائے اس قسم کے گنہگاروں کے کہ جو باغی امامِ برحق کی بغاوت میں لڑے اور اسی بغاوت کی حالت میں مارا جائے، ڈاکو کہ ڈاکہ ڈالا اور مارا گیا، جس نے کئی آدمیوں کا گلا گھونٹ کر مار ڈالا یا جس نے اپنے ماں باپ کو مار ڈالا ایسے لوگوں کی نمازِ جنازہ نہ پڑھی جائے۔ (عالمگیری، درمختار)

امامت کا حقدار کون؟

نمازِ جنازہ میں امامت کا حق مندرجہ ذیل افراد کو ہے۔

- ☆ بادشاہِ اسلام
- ☆ قاضیِ شرع
- ☆ امام جمعہ
- ☆ امام محلّہ
- ☆ اولیائے میت

عورتوں اور نابالغوں کو کسی بھی امامت کا حق نہیں۔ (درمختار)

نمازِ جنازہ کیسے پڑھیں؟

نمازِ جنازہ کی صحت کے لئے شرط ہے کہ جنازہ سامنے ہو اور زمین پر رکھا ہو۔ یعنی کسی جانور وغیرہ پر لدا ہوا نہ ہو، مستحب ہے کہ میت کے سینے کے سامنے امام کھڑا ہو اور میت سے دور نہ ہو۔

فائدہ: جنازہ میں پچھلی صف کو تمام صفوں پر فضیلت ہے۔ (درمختار)

نمازِ جنازہ کی نیت

"نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ لِلّٰہِ تَعَالٰی صَلٰوۃَ الْجَنَازَۃِ اَلثَّنَآءُ لِلّٰہِ تَعَالٰی وَالدُّعَآءُ لِھٰذَا الْمَیِّتِ اِقْتَدَیْتُ بِھٰذَا الْاِمَامِ مُتَوَجِّھًا اِلٰی جِھَۃِ الْکَعْبَۃِ الشَّرِیْفَۃِ"

نوٹ: اگر میت عورت ہے تو "لِھٰذَا الْمَیِّتِ" کی بجائے "لِھٰذِہِ الْمَیِّتِ" کہا جائے۔

اگر عربی زبان میں نیت نہ یاد ہو تو یوں کہے "نیت کی میں نے نمازِ جنازہ کی اللہ تعالیٰ کے لئے اور دعا کی اس میت کے لئے پیچھے اس امام کے رُخ میرا کعبہ شریف کی طرف"

نوٹ: امام لفظ "پیچھے اس امام کے" نہ کہے۔

☆ نیت کر کے دونوں ہاتھ مثل تکبیرِ تحریمہ کے کانوں تک اٹھا کر اللہ اکبر کہتا ہوا مثل عام نمازوں کے باندھ لے اور ثناء پڑھے یعنی: "سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَ بِحَمْدِکَ وَ تَبَارَکَ اسْمُکَ وَ تَعَالٰی جَدُّکَ وَ جَلَّ ثَنَآئُکَ وَ لَآ اِلٰہَ غَیْرُکَ" پھر بغیر ہاتھ اُٹھا کر "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" کہے اور درود شریف پڑھے، بہتر وہی درود ہے جو نماز میں پڑھا جاتا ہے "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ"

اگر اس کے علاوہ کوئی اور درود شریف پڑھا جائے تو بھی کوئی حرج نہیں۔

پھر بغیر ہاتھ اُٹھائے اللہ اکبر کہہ کر اپنے اور میت کے لئے اور تمام مومنین و مومنات کے لئے عربی زبان میں وہ دعائیں پڑھے جو احادیثِ مبارکہ میں آئی ہیں۔

اگر میت بالغ مرد یا عورت ہو تو یہ دعا پڑھے "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَ مَیِّتِنَا وَ شَاھِدِنَا وَ غَآئِبِنَا وَ صَغِیْرِنَا وَ کَبِیْرِنَا وَ ذَکَرِنَا وَ اُنْثٰنَا اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَ مَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ"

اے اللہ! تو ہمارے زندوں کو بخش دے اور ہمارے مُردوں کو اور ہمارے حاضروں کو اور ہمارے غائبوں کو اور ہمارے چھوٹوں کو اور ہمارے بڑوں کو اور ہمارے مَردوں کو اور ہماری عورتوں کو اے اللہ! ہم میں سے تو جسے زندہ رکھے تو اُسے اسلام پر زندہ رکھ اور ہم میں سے تو جسے موت دے تو اُسے ایمان پر موت دے۔

اگر میت نابالغ لڑکا ہو تو یہ دُعا پڑھیں "اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا فَرَطًا وَّ اجْعَلْہُ لَنَا اَجْراً وَّ ذُخْرًا وَّ اجْعَلْہُ لَنَا شَافِعًا وَّ مُشَفَّعًا" اے اللہ اس بچے کو تو ہمارے پہلے سے جا کر انتظام کرنے والا بنا اور اس کو ہمارے لئے اَجر و ذخیرہ اور سفارش کرنے والا اور سفارش منظور کیا ہوا بنا دے۔

اگر میت نابالغ لڑکی ہو تو یہ دعا پڑھیں "اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا لَنَا فَرَطًا وَّ اجْعَلْھَا لَنَا اَجْراً وَّ ذُخْرًا وَّ اجْعَلْھَا لَنَا شَافِعَۃً وَّ مُشَفَّعَۃً" اے اللہ! اس بچی کو تو ہمارے لئے پہلے سے جا کر انتظام کرنے والی بنا اور اس کو ہمارے لئے اجر اور ذخیرہ اور سفارش کرنے والی اور سفارش قبول کی جانے والی بنا دے۔

پھر اللہ اکبر کہیں، اس مرتبہ بھی ہاتھ نہ اٹھائیں، اس چوتھی تکبیر کہتے ہی بلا کچھ پڑھے ہاتھ کھول کر سلام پھیریں۔ خیال رہے کہ سلام میں میت اور فرشتوں اور حاضرینِ نماز کی نیت رہے۔

☆ تکبیر و سلام کو امام جہر کے ساتھ کہے باقی تمام چیزیں آہستہ پڑھے۔

نمازِ جنازہ کے ارکان

نمازِ جنازہ میں دو فرائض ہیں: (۱) چار تکبیریں (۲) قیام
لیکن امام بیمار تھا اس نے بیٹھ کر پڑھائی اور مقتدیوں نے کھڑے ہو کر پڑھی تو نماز ہوگئی۔

سننِ مؤکدہ

نمازِ جنازہ میں سننِ مؤکدہ تین ہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ کی ثنا

☆ درود شریف

☆ میت کے لئے دعا

اگر کوئی شخص نمازِ جنازہ میں ایسے وقت پہونچا کہ بعض تکبیریں چھوٹ گئیں وہ اپنی چھوٹی ہوئی تکبیریں امام کے سلام پھیرنے کے بعد کہے اور اگر یہ ڈر ہو کہ دعائیں پوری کرنے سے پہلے لوگ میت کو کندھے تک اٹھا لیں گے تو صرف تکبیر کہہ لے، دعائیں نہ پڑھے۔ (درمختار)

جو شخص چوتھی تکبیر کے بعد آیا تو جب تک امام نے سلام نہ پھیرا ہو نماز میں شامل ہو جائے اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی چھوٹی ہوئی تکبیریں یعنی ''اللہ اکبر'' کہہ لے۔ (درمختار)

نمازِ جنازہ کے اہم مسائل

☆ مسجد میں نمازِ جنازہ مطلقاً مکروہ تحریمی ہے خواہ میت مسجد کے اندر ہو یا باہر۔

☆ جمعہ کے دن کسی شخص کا انتقال ہوا تو جمعہ سے پہلے تجہیز و تکفین ہو سکے تو پہلے ہی کر لیں، اس خیال سے روک رکھنا کہ جمعہ کے بعد مجمع زیادہ ہوگا، مکروہ ہے۔ (ردالمحتار)

☆ میت کو بغیر نمازِ جنازہ پڑھے دفن کر دیا اور مٹی بھی دے دی گئی تو اب اس کی قبر پر نمازِ جنازہ پڑھیں، جب تک پھٹنے کا گمان نہ ہو اور اگر مٹی نہ دی گئی ہو تو نکالیں اور نماز پڑھ کر دفن کریں۔ (درمختار)

☆ مسلمان کا بچہ زندہ پیدا ہوا پھر مر گیا تو اس کو غسل و کفن دیں گے اور اس کی نماز پڑھیں گے اور اگر مَرا ہوا پیدا ہو تو ویسے ہی نہلا کر ایک پاک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیں گے اس کے لئے نہ سنت طریقہ پر غسل و کفن ہے اور نہ ہی نمازِ جنازہ۔

☆ جو بچہ سر کی جانب سے پیدا ہوا اور سینہ نکلنے تک زندہ رہا پھر مر گیا تو وہ زندہ مانا جائے گا اور جو پاؤں کی طرف سے پیدا ہوا اور کمر نکلنے تک زندہ رہا پھر مرا تو زندہ مانا جائے گا۔ (درمختار)

☆ بچہ چاہے زندہ پیدا ہو یا مرا یا پورا بنا ہوا ہو یا ادھورا ہر صورت میں اس کا نام رکھا جائے اور قیامت کے دن اس کا حشر ہوگا۔ (درمختار)

قبر کی حقیقت

"اَلْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ اَوْ حُفْرَةٌ مِّنْ حُفَرِ النَّارِ" قبر جنت کا ایک باغ ہے یا جہنم کا ایک گڑھا۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس حدیثِ پاک کا مطلب یہ ہے کہ اعمال حسنہ کے ذریعہ تم اپنی قبر کو باغِ جنت بنا سکتے ہو اور اعمالِ بد تمہاری قبر کو جہنم کا ایک حصہ بنا سکتے ہیں۔ لہٰذا نیک عمل کر کے اپنی قبروں کو جنت کا باغ بناؤ، بُرے عمل کر کے اپنی قبروں کو جہنم کا گڑھا ہونے سے بچاؤ۔

قبر کی قسمیں اور ناپ

قبر کی لمبائی میت کے برابر ہو اور چوڑائی آدھے قد کی اور گہرائی کم سے کم نصف قد کی۔ بہتر یہ ہے کہ گہرائی بھی قد کے برابر ہو اور متوسط درجہ یہ ہے کہ سینہ تک ہو۔ (ردالمحتار)

قبر کی دو قسمیں ہیں:　　(۱) لحد　　(۲) صندوق۔

لحد: وہ ہے کہ قبر تیار کرنے کے بعد اس میں قبلہ کی طرف میت کے رکھنے کی جگہ مثل نہر کھودے، اسے بغلی بھی کہتے ہیں۔

صندوق: وہ ہے کہ قبر تیار کرنے کے بعد قبر کی لمبائی میں مثل نہر درمیانِ قبر میت رکھنے کی جگہ کھودیں۔

لحد سُنت ہے لیکن زمین نرم ہو تو صندوق میں حرج نہیں ہے۔ واضح ہو کہ قبر کی ناپ لحد یا صندوق سے لی جاتی ہے نہ کہ جہاں سے کھودنا شروع کیا وہاں سے آخر تک۔

مردہ کو دفن کرنے کا طریقہ

میت کو دفن کرنا فرضِ کفایہ ہے۔ جس جگہ انتقال ہوا اسی جگہ دفن نہ کریں کہ انبیائے کرام کے لئے مخصوص ہے بلکہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کریں۔ مقصود یہ ہے کہ اس کے لئے کوئی خاص مدفن نہ بنایا جائے۔　(درمختار، ردالمحتار)

☆ قبر میں اترنے والے دو، تین یا بقدرِ ضرورت آدمی نیک اور پرہیزگار ہوں، میت کی کوئی اچھی بات نمایاں ہو تو اسے لوگوں پر ظاہر کریں اور کوئی بات نا مناسب دیکھیں تو لوگوں پر ظاہر نہ کریں۔

☆ عورت کا جنازہ قبر میں اُتارنے والے محارم ہوں (شرعاً جس سے پردہ نہ ہو) یہ نہ ہوں تو دیگر رشتہ والے، یہ بھی نہ ہوں تو کوئی بھی پرہیزگار اجنبی کے اتارنے میں حرج نہیں۔　(عالمگیری)

☆ جنازہ قبر سے قبلہ کی جانب رکھنا مستحب ہے کہ جنازہ قبلہ کی جانب سے قبر میں اتارا جائے، ایسا نہیں ہونا چاہئے کہ قبر کی پائنتی پر رکھیں اور سر کی جانب سے قبر میں لائیں۔　(درمختار وغیرہ)

☆ میت کو قبر میں رکھتے وقت یہ دعا پڑھیں "بِسْمِ اللّٰہِ وَ بِاللّٰہِ وَ عَلٰی مِلَّةِ

رَسُوْلِ اللّٰہِ'' اورایک روایت میں ''بِسْمِ اللّٰہِ'' کے بعد ''وَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ'' بھی آیا ہے۔ (عالمگیری، ردالمحتار)

☆ میت کو دائیں طرف کروٹ پر لٹائیں اور اس کا منہ قبلہ رو کریں۔

☆ اگر قبلہ کی طرف منہ کرنا بھول گئے ہوں یا بائیں کروٹ رکھ دیا ہو یا جدھر سرہانا کرنا چاہئے ادھر پاؤں کر دیا ہو، مٹی دینے سے پہلے یاد آیا تو ٹھیک کر دے ورنہ نہیں۔ (عالمگیری)

☆ قبر میں رکھنے کے بعد کفن کی بندش کھول دیں اور نہ بھی کھولا تو کوئی حرج نہیں۔

☆ قبر میں رکھنے کے بعد لحد کو کچی اینٹوں سے بند کر دیں اور زمین نرم ہو تو تختے لگانا بھی جائز ہے، تختوں کے درمیان جھری رہ گئی ہو تو اسے ڈھیلے وغیرہ سے بند کر دیں صندوق کا بھی یہی حکم ہے۔ (درمختار)

☆ عورت کے جنازے کو قبر میں اتارنے سے تختہ لگانے تک قبر کو کپڑا یا چادر وغیرہ سے چھپائے رکھیں اور جنازہ بھی ڈھکا رہے۔ (درمختار)

☆ تختہ لگانے کے بعد مٹی دی جائے، مستحب یہ ہے کہ سرہانے کی طرف سے دونوں ہاتھوں سے تین بار مٹی ڈالیں اور ہر بار مٹی دیتے وقت نیچے دی ہوئی ہر باری کی دعا پڑھیں۔

پہلی بار کہیں: مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ

(ہم نے زمین ہی سے تمہیں بنایا)

دوسری بار: وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ

(اور اسی میں تمہیں پھر لے جائیں گے)

تیسری بار: وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى

(اور اسی سے تمہیں دوبارہ نکالیں گے)

یا یہ دعا پڑھیں۔

پہلی بار: اَللّٰھُمَّ جَافِی الْاَرْضَ عَنْ جَنْبَیْہِ

(اے اللہ زمین کواس کے دونوں پہلوؤں سے کشادہ کردے)

دوسری بار: اَللّٰھُمَّ افْتَحْ اَبْوَابَ السَّمَآءِ لِرُوْحِہٖ

(اے اللہ اس کی روح کے لئے آسمان کے دروازے کھول دے)

تیسری بار: اَللّٰھُمَّ زَوِّجْہُ مِنَ الْحُوْرِ الْعِیْنِ

(اے اللہ حورعین کو اُس کی بیوی کردے)

اور میت عورت ہو تو تیسری بار یہ کہے:

"اَللّٰھُمَّ اَدْخِلْھَا الْجَنَّۃَ بِرَحْمَتِکَ"

(اے اللہ! اپنی رحمت کے طفیل اسے جنت میں داخل فرما)

باقی مٹی ہاتھ یا کرپی یا پھاوڑا وغیرہ سے جس چیز سے ممکن ہو قبر میں ڈالیں اور جتنی مٹی قبر سے نکلی اس سے زائد ڈالنا مکروہ ہے۔ (عالمگیری)

☆ قبر چوکور نہ بنائیں بلکہ اس میں ڈھال رکھیں جیسے اونٹ کا کوہان، قبر ایک بالشت اونچی ہو یا کچھ زیادہ۔ (عالمگیری)

☆ قبر پر پانی چھڑکنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ بہتر ہے۔

☆ مستحب یہ ہے کہ دفن کے بعد قبر پر سورۂ بقرہ کا اول وآخر پڑھیں۔

☆ سرہانے "الٓمٓ" سے "مُفْلِحُوْنَ" تک اور پائنتی "اٰمَنَ الرَّسُوْلُ" سے ختمِ سورہ تک پڑھیں۔

☆ دفن کے بعد قبر کے پاس اتنی دیر ٹھہرنا مستحب ہے جتنی دیر میں اونٹ کو ذبح کرکے گوشت تقسیم کردیا جائے کہ ان کے رہنے سے میت کو اُنس ہوگا اور نکیرین کا جواب دینے میں وحشت نہ ہوگی اور اتنی دیر تک تلاوت قرآن اور

میت کے لئے دعا و استغفار کریں اور بالخصوص دعا کریں کہ سوالِ نکیرین کے جواب میں ثابت قدم رہے۔ (جوہرہ)

اذان مسلمان کی قبر پر دفعِ شیطان و دفع وحشت وحصولِ اطمینان اور نزولِ برکت کیلئے کہی جائے تو جائز ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

امام احمد وطبرانی وبیہقی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں کہ جب سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ دفن ہو چکے اور قبر درست کردی گئی تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دیر تک سبحان اللہ، سبحان اللہ فرماتے رہے اور صحابۂ کرام بھی حضور کے ساتھ کہتے رہے، پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ اکبر، اللہ اکبر فرماتے رہے اور صحابۂ کرام بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ اللہ اکبر، اللہ اکبر کہتے رہے، پھر صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ! حضور اول تسبیح پھر تکبیر کیوں فرماتے رہے تو ارشاد فرمایا کہ اس نیک مرد پر اس کی قبر تنگ ہوئی تھی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے وہ تکلیف اس تسبیح وتکبیر سے دور کردی اور قبر کشادہ فرمادی۔

کچھ اہم مسائل

☆ قبر کے اندر چٹائی وغیرہ بچھانا ناجائز ہے کہ بے سبب مال ضائع کرنا ہے۔ (درمختار)

☆ جس شہر یا گاؤں وغیرہ میں انتقال ہوا وہیں قبرستان میں دفن کرنا مستحب ہے اگرچہ وہاں رہتا نہ ہو، بلکہ جس گھر میں انتقال ہوا اس گھر والوں کے قبرستان میں اس کی اجازت سے دفن کریں۔

☆ جہاز پر انتقال ہوا اور کنارہ قریب نہ ہو تو غسل وکفن دے کر نماز پڑھ کر سمندر میں ڈبو دیں۔ (غنیّہ ردالمختار)

☆ علما وسادات کی قبور پر قبہ وغیرہ بنانے میں حرج نہیں اور اگر قبر کو پختہ نہ کیا جائے

یعنی اندر سے پختہ نہ کی جائے اور اگر اندر خام ہو اوپر سے پختہ تو حرج نہیں۔

(بہارشریعت)

☆ اگر ضرورت ہو تو قبر پر نشان کے لئے کچھ لکھ سکتے ہیں مگر ایسی جگہ نہ لکھیں کہ بے ادبی ہو، ایسے مقبرہ میں دفن کرنا بہتر ہے جہاں صالحین کی قبریں ہوں۔

☆ اگر زمین بہت تر ہے تو میت کو کسی لکڑی وغیرہ کے صندوق (تابوت) میں رکھ کر دفن کر سکتے ہیں بلا ضرورت مکروہ ہے۔اگر تابوت میں رکھ کر دفن کرنے کی ضرورت ہے تو اس کے مصارف اس میں سے لئے جائیں جو میت نے مال چھوڑا ہے۔

سنت یہ ہے کہ تابوت میں مٹی بچھادیں اور داہنے بائیں خام (کچی) اینٹیں لگادیں اور اوپر کہگل (پلستر کرنے کی مٹی) کردیں غرض یہ کہ اندر کا حصہ مثل لحد کے ہو جائے، لوہے کا تابوت مکروہ ہے۔قبر کی زمین نم ہو تو دھول بچھادینا سنت ہے۔ (ردالمحتار)

☆ قبر کے اس حصہ میں کہ میت کے جسم سے قریب ہے پکی اینٹ لگانا مکروہ ہے کہ اینٹ آگ سے پکتی ہے۔اللہ رب العزت مسلمانوں کو آگ کے اثر سے بچائے۔ (عالمگیری)

☆ شجرہ یا عہد نامہ قبر میں رکھنا جائز ہے اور بہتر یہ ہے کہ میت کے منہ کے سامنے قبلہ کی جانب طاق کھود کر اس میں رکھیں۔

☆ قبر پر پھول ڈالنا بہتر ہے کہ جب تک تر رہیں گے تسبیح کریں گے اور میت کا دل بہلے گا۔ (ردالمحتار)

☆ یوں ہی جنازہ پر پھولوں کی چادر ڈالنے میں حرج نہیں۔

☆ قبر پر سے تر گھاس نوچنا نہ چاہئے کہ اس کی تسبیح سے رحمت اترتی ہے اور میت

کو اُنس ہوتا ہے اور نوچنے میں میت کا حق ضائع کرنا ہے۔ (ردالمحتار)

☆ اعلیٰ حضرت امامِ اہل سنت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: نماز جنازہ کے بعد دعا کرنا جائز ہے کہ اموات مسلمین کے لئے دعا قطعاً محبوب اور شرعاً مندوب ہے بلکہ شرع مبارک وقتاً فوقتاً بکثرت اور بار بار تعرض نفحات رحمت کا حکم فرماتی ہے کیا معلوم کس وقت دعا قبول ہو جائے۔ (فتاویٰ رضویہ)

☆ غائبانہ نمازِ جنازہ پڑھنا جائز نہیں اس لئے کہ نماز جنازہ صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ میت مسلمان ہو پاک ہو، جنازہ نمازی کے لئے آگے زمین پر رکھا ہو اسی شرط صحت کے سبب کسی غائب کی نماز جنازہ جائز نہیں ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

☆ اگر نماز جنازہ پڑھنے کی جگہ پیشاب وغیرہ سے ناپاک ہے یا جن کے جوتوں کے تلّے ناپاک ہیں اس حالت میں جوتا پہنے نماز پڑھی تو ان کی نماز نہ ہوئی احتیاط یہ ہے کہ جوتا اُتار کر اس پر پاؤں رکھ کر نماز پڑھی جائے کہ زمین یا تلّا اگر ناپاک ہو تو نماز میں خلل نہ آئے۔ (فتاویٰ رضویہ)

اللہ ربّ العزّت فرماتا ہے: ''وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْ ۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ'' وہ جو اُن کے بعد آئے عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے۔ (پ:۲۸، سورۂ حشر، آیت/۱۰)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی جس اہم خوبی کا ذکر فرمایا ہے وہ اپنے لئے اور اپنے پہلے گزر جانے والے مومنین کے لئے دعائے مغفرت کرنا ہے، اللہ عزوجل نے اِس مبارک فعل کو بطور تعریف بیان کیا ہے کہ بعد میں آنے والے مسلمان جہاں اپنے لئے

دعائے بخشش کرتے ہیں وہاں اپنے اُن مسلمان بھائیوں کے لئے بھی دعائے بخشش کرتے رہتے ہیں جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں۔ زندہ مسلمان کا مُردہ مسلمانوں کے لئے دعائے بخشش کرنا مُردوں کے عفوو بخشش اور رفعِ درجات کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل جملہ مومنین و مومنات کو غریقِ رحمت فرمائے، جنت الفردوس میں ان کو اعلیٰ درجات نصیب فرمائے اور ہمارے حق میں اُن کی شفاعت کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور ہمیں ہمیشہ بزرگانِ دین اور اپنے مرحومین کے لئے ایصالِ ثواب، صدقۂ جاریہ وغیرہا کے تحفے بھیجتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمِیْنَ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَ التَّسْلِیْم

☆☆☆☆☆

عالم برزخ کا بیان

دنیا اور آخرت کے درمیان ایک اور عالم ہے جس کو برزخ کہتے ہیں، مرنے کے بعد اور قیامت سے پہلے تمام انس و جن کو حسبِ مراتب اس میں رہنا ہوتا ہے اور یہ عالم اس دنیا سے بہت بڑا ہے۔ دنیا کے ساتھ برزخ کو وہی نسبت ہے جو ماں کے پیٹ کے ساتھ دنیا کو، برزخ میں کسی کو آرام ہے اور کسی کو تکلیف۔ (بہار شریعت)

قبر میں انسان کی روح کو لوٹا دیا جائے گا اور فرشتے اس سے سوال کریں گے، رسولِ اکرم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''فَتَعَادُ رُوْحُهٗ فِیْ جَسَدِهٖ فَیَأْتِیْهِ مَلَكَانِ فَیُجْلِسَانِهٖ'' انسان کی روح کو اس کے جسم میں لوٹا دیا جائے گا، اس کے پاس دو فرشتے آئیں گے وہ آکر اس شخص کو بٹھائیں گے۔

روح کو لوٹانا، فرشتوں کا آکر اس شخص کو بٹھانا اور سوال و جواب یہ مومنوں، کافروں، نیک، بُرے سب لوگوں سے ایک جیسا ہوگا، البتہ مومنین اور کفار کے جوابات میں فرق ہوگا اور قبر میں راحت و عذاب میں فرق ہوگا۔

مُنکَر نَکِیر کیسے ہیں ؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے فرمایا جب میت کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، دونوں کے رنگ سیاہ ہوں گے، دونوں کی آنکھیں نیلی ہوں گی، ان میں سے ایک کو مُنکَر اور دوسرے کو نکیر کہا جاتا ہے۔ اگر میت سے اسلام کی علامت ظاہر ہو رہی ہوگی تو وہ فرشتہ سوال کرے گا جس کا نام منکر ہوگا اور اگر کفر کی علامت ظاہر ہو رہی ہوگی تو سوال کرنے والے فرشتے کا نام نکیر ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ان کو اس صفت (یعنی رنگ سیاہ اور آنکھیں نیلی) پر اس لئے بھیجے گا تاکہ ان میں دہشت اور ہولنا کی پائی جائے اور ان کو دیکھ کر کفار حیران ہو جائیں اور ان سے ڈریں۔ اس طرح وہ جواب دینے میں حیران ہوں گے لیکن مومنوں کی صرف آزمائش ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ان کو ثابت قدم رکھے گا، وہ کسی قسم کا کوئی خوف محسوس نہیں کریں گے۔ اس کی وجہ یہ ہوگی کہ مومن دنیا میں عذابِ قبر اور منکر و نکیر سے ڈرتا ہے تو اس وجہ سے قبر میں اللہ تعالیٰ اسے منکر و نکیر سے امن میں رکھ کر دنیا میں خوف کا بدلہ عطا فرمائے گا۔

''مُنکَر و نَکیر'' نام کیوں؟

منکر ''اَنْکَرَ'' سے اور نکیر ''نکر'' سے لیا ہوا ہے اور معنیٰ ان دونوں کا ''نہ پہچانا ہوا'' ہے، یعنی اجنبی۔ ان کا نام منکر نکیر اس لئے ہے کہ میت ان کی صورتیں پہلی مرتبہ دیکھے گا، ان کا چہرہ میت کے لئے بالکل اجنبی ہوگا بس اسی اجنبیت کی وجہ سے انہیں منکر نکیر کہا جاتا ہے۔

ضروری وضاحت

ارشادِ ربانی ہے ''اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ'' تمہیں غافل رکھا مال کی زیادہ طلبی نے یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھا۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس آیت سے انسان کو یہ احساس دلایا جا رہا ہے کہ تم مرتے دم تک حرص و ہوس میں گرفتار رہتے ہو

جب کہ تمہارا اصل ٹھکانہ قبر ہے۔ میت کو اس کی قبر میں اپنے اعمال کے اعتبار سے عذاب یا ثواب ہوگا۔ یہ ذہن نشیں کر لینا چاہیئے کہ عذاب وثواب کا تعلق صرف قبر ہی سے نہیں ہے کہ جو قبر میں دفن کیا جائے بس اسی پر عذاب اور اسی کے لئے ثواب ہے، بلکہ اگر بدن گل جائے، خاک میں مل جائے، تو بھی اس پر عذاب وثواب ہوگا، کیوں کہ اس کے اصلی اجزا قیامت تک باقی رہیں گے اور انہیں پر عذاب وثواب ہوگا اور انہیں اجزا سے برو زِ قیامت بدن تیار کیا جائے گا اور یہ اجزا ریڑھ کی ہڈی میں ایسے باریک اور اتنے چھوٹے ہوتے ہیں جو کسی مائیکرو اِسکوپ (Microscope) یعنی خُرد بین سے بھی نہیں دیکھے جا سکتے، یہ اجزا ایسے ہوتے ہیں کہ نہ انہیں زمین گلا سکتی ہے، نہ آگ جلا سکتی ہے۔

قبر کے سوالات

دُنیا کی زندگی میں ہر قسم کی ضرورتیں پوری کرنے والا اور اُس کے لئے ہر طرح کی کوشش میں لگے رہنے والا بندہ دنیا کی تمام عیش وعشرت کی چیزوں کو چھوڑ کر محض سفید وسادہ لباس میں ایک ایسے اندھیرے مکان میں آکر زمین پر سو گیا ہے جہاں نہ بیوی ہے نہ بچے، نہ زر ہے نہ زور، بس وہ ہے اور اُس کی تنہائی، اندھیرا ہے اور اِس اجنبی مکان میں ہونے والا ایک ایسا امتحان جس کا پرچہ آج سے چودہ سو برس پہلے ہی نکل چُکا ہے۔ ایسے خطرناک ماحول میں جب بے بس ومجبور، بے یار ومددگار ہو کر بڑی حسرت سے کسی نجات دہندہ اور مددگار کا انتظار کر رہا ہوگا کہ اچانک زمین کو چیرتے ہوئے آنے والے منکر نکیر بہت ہی ڈراوٗنی صورت میں نہایت سختی کے ساتھ، بڑی کڑی آواز میں میت سے تین سوالات کرتے ہیں۔

پہلا سوال: ’’مَنْ رَّبُّکَ؟‘‘

تیرا رب کون ہے؟

دوسرا سوال: ”مَا دِیْنُکَ؟“

تیرا دین کیا ہے؟

تیسرا سوال: ”مَا کُنْتَ تَقُوْلُ فِی ھٰذَا الرَّجُلِ؟“

ان کے بارے میں تو کیا کہتا تھا؟

مومن کے جوابات

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! جیسا کہ مذکورہ بیان سے آپ نے معلوم کیا کہ قبر میں ہونے والے امتحان کے سوالات کا پرچہ چودہ سو سال پہلے نکل چکا ہے۔ تو اگر دُنیا میں میت نے اُس امتحان کے دینے کی فکر کر کے اسلام کی نصابی کتاب ”قرآنِ مقدس“ کا مطالعہ کیا ہوگا، نیز احادیثِ مبارکہ اور بزرگانِ دین کے ارشادات سے زندگی کو سنوارنے کی کوشش کی ہوگی تو اُس امتحان کے موقع پر ان شاء اللہ بلا جھجک مُنکر نکیر کے ہر سوال کا بڑی آسانی سے خندہ پیشانی کے ساتھ جواب دے گا:

پہلے سوال کا جواب: ”رَبِّیَ اللّٰہُ“

میرا رب اللہ ہے۔

دوسرے سوال کا جواب: ”دِیْنِیَ الْاِسْلَامُ“

میرا دین اسلام ہے۔

تیسرے سوال کا جواب: ”ھُوَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ“

وہ اللہ کے پیارے رسول محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔

فرشتے کہیں گے تمہیں کیسے معلوم ہوا؟ مومن بندہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل و کرم سے کہے گا ”قَرَأْتُ کِتَابَ اللّٰہِ فَاٰمَنْتُ بِہٖ وَ صَدَّقْتُ“ یعنی میں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھی اور اس پر ایمان لایا اور تصدیق کی۔ سبحان اللہ!

مومن بندے کے اس پیارے جواب پر غیب سے ندا آئے گی اور فرشتہ رب تعالیٰ کی جانب سے یوں اعلان کرے گا ''صَدَقَ عَبۡدِیۡ فَافۡرِشُوۡہُ مِنَ الۡجَنَّۃِ وَ اَلۡبِسُوۡہُ مِنَ الۡجَنَّۃِ وَ افۡتَحُوۡا لَہٗ بَابًا اِلَی الۡجَنَّۃِ'' یعنی میرے بندے نے سچ کہا، اس کے لئے جنت کا بچھونا بچھاؤ، اسے جنت کے کپڑے پہناؤ اور اس کے لئے جنت کی جانب ایک دروازہ کھول دو۔ (مشکٰوۃ شریف)

پھر اس کی قبر میں جنتی ہوا اور خوشبو آنے لگے گی، قبر اس کی حدِّ نگاہ تک کشادہ کر دی جائے گی اور ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ فرشتے یوں کہیں گے ''نَمۡ کَنَوۡمَۃِ الۡعَرُوۡسِ الَّذِیۡ لَا یُوۡقِظُہٗ اِلَّا اَحَبُّ اَھۡلِہٖ اِلَیۡہِ'' یعنی اے بندے! اس طرح سو جاؤ جس طرح دلہن سوتی ہے کہ اسے صرف وہی جگا سکتا ہے جو اس کے گھر والوں میں سب سے بڑھ کر اس کا محبوب ہے۔

کافر کے جوابات

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! چوں کہ دنیا مومن کے لئے قید خانہ اور کافر کے لئے عیش و عشرت اور جنت بنائی گئی ہے۔ تو اگر دنیا میں (معاذ اللہ) بندہ کافر رہا اور اسی کفر پر اُس نے زندگی گزار دی یہاں تک کہ اُس کی نظر میں دُنیا کی ہوس، لالچ، ظلم، زیادتی، دھوکہ دہی، اسلام دشمنی، بغاوت، شانِ رسالت میں گستاخی اور نہ جانے کیسے کیسے افعالِ قبیحہ، خُرافات، واہیات بسے رہے اور من مانی زندگی نے اُس کے دل سے مرنے کا احساس تک مِٹا دیا۔

حد یہ کہ وہ اب دنیا کی زندگی کو ہی سب کچھ سمجھنے لگا اور قبر اور اُس میں ہونے والے امتحان نیز اس کے سوال و جواب کو بھی فراموش کر بیٹھا۔ نہ اُس کے دل نے دینِ اسلام کی دعوت کا اثر قبول کیا، نہ بانیِ اسلام کی دعوت کا خیال کیا، محض پتھروں کی دنیا میں کھویا رہا، ایک سے زائد جھوٹے خداؤں کا متوالا بن کر انہیں نجات دہندہ یقین کرتا رہا،

شیطان کے مکر وفریب میں ایسا پھنس گیا کہ اِس باغی انسان نے انسان تو انسان اپنے خالق، اپنے مالک خداوندِ ذوالجلال کی شان میں بھی گستاخیاں کرنے لگا، (معاذ اللہ) خُدائے واحد عزوجل کے لئے کبھی جھوٹ بولنے کا امکان ثابت کیا، خُدا کی مخلوق کو الوہیت اور عبادت میں خُدا کا شریک ٹھہرایا، خُدا کو کبھی کسی کا باپ کہا، کبھی کسی کا بیٹا کہا، فرشتوں جیسی معصوم مخلوق کو خُدا کی بیٹیاں کہا، خدائے واحد کی بارگاہ میں آوارہ پیشانیوں کو خالص اُسی کی عبادت کا شوق دلانے کے لئے جو پیغمبر تشریف لائے ان کی شان میں طرح طرح کی گستاخیاں اور بے ادبیاں نیز محبوبانِ خُدا کے جان کی گھات میں بیٹھا ترکیبیں بنا ہی رہا تھا کہ اچانک موت کے جھٹکے نے اُسے برزخی گڑھے میں پہونچادیا، جہاں نہ بیوی ہے نہ بچے، نہ زر ہے نہ زور۔ ایسے خطرناک ماحول میں جب بےبس ومجبور بے یار و مددگار ہوکر بڑی حسرت سے کسی نجات دہندہ کا انتظار کررہا ہوگا کہ اچانک زمین کو چیرتے ہوئے آنے والے منکر نکیر بہت ہی ڈراؤنی صورت میں نہایت سختی کے ساتھ، بڑی کڑی آواز میں اُس سے تین سوالات کریں گے:

پہلا سوال:　　"مَنْ رَّبُّکَ؟"
تیرا رب کون ہے؟

دوسرا سوال:　　"مَا دِیْنُکَ؟"
تیرا دین کیا ہے؟

تیسرا سوال:　　"مَا کُنْتَ تَقُوْلُ فِی ھٰذَا الرَّجُلِ؟"
ان کے بارے میں تو کیا کہتا تھا؟

منکر نکیر کے سوالات سُن کر کافر حیران و پریشان ہوجائے گا اور ایک ہیبت زدہ شخص کی طرح بڑبڑانے لگے گا اور اس کے منہ سے بےساختہ "ھَاہُ ھَاہُ لَا اَدْرِیْ" کے الفاظ نکلیں گے یعنی ہائے افسوس، ہائے افسوس! مجھے تو کچھ نہیں معلوم۔

اس کافر مُردے کا یہ جواب سُن کر آسمان سے مُنادِی فرشتہ ندا دے گا ''کَذَبَ فَافْرِشُوْهُ مِنَ النَّارِ وَ افْتَحُوْا لَهٗ بَابًا اِلَى النَّارِ فَيَأْتِيْهِ مِنْ حَرِّهَا وَ سَمُوْمِهَا'' یعنی یہ جھوٹا ہے، اس کے لئے قبر میں جہنمی بچھونا بچھاؤ اور اس کی قبر میں جہنم کی طرف ایک دروازہ کھول دو، چنانچہ اس کی قبر میں جہنم کی گرمی اور لؤ آنے لگتی ہے ''وَ يُضَيَّقُ عَلَيْهِ قَبْرُهٗ حَتّٰى تَخْتَلِفَ فِيْهِ اَضْلَاعُهٗ'' اس کی قبر اس قدر تنگ کر دی جاتی ہے کہ اس کی پسلیاں دب کر دائیں پسلیاں بائیں طرف اور بائیں پسلیاں دائیں طرف ہو جاتی ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! عبرت کا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو دُنیا کی زندگی اسی لئے عطا فرمائی ہے کہ وہ یہاں رہ کر اُخروی زندگی کی فکر کریں تاکہ قبر میں آسانیاں ہوں، حشر میں مشکلات سے چھٹکارا ملے اور جنت کا مستحق ہو اور اگر وہ اِس زندگی میں عبرت حاصل نہ کر سکا تو اُس کے لئے قبر میں تنگی، حشر میں پریشانی اور جہنم اُس کا ہمیشہ کا ٹھکانہ ہوگا۔ (اللہ کی پناہ)

ضرورت اس بات کی ہے کہ دنیا میں رہتے ہوئے آخرت میں پیش آنے والے حالات کا آج ہی جائزہ لیں، اُس میں کامیاب ہونے کی دنیا ہی میں کوشش کریں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''دنیا آخرت کی کھیتی ہے''

تو ہم اس کھیتی میں کچھ ایسے بیج بوئیں کہ عالم برزخ میں اس کی فصل سایہ فگن ہو جائے اور آخرت میں اُس کے پھل ہمارے لئے باعثِ تسکین ہوں، اس طرح ہم اللہ کی نوازش اور اُس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا صدقہ پا کر نعمتِ دارین سے مالا مال رہیں۔

اللہ عزوجل اپنے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل دنیا میں ہمیں سرخروئی نصیب فرمائے، انتقال کے بعد قبر کے امتحان میں بھی ہمیں کامیابی نصیب

فرمائے، حشر میں اپنی جوارِ رحمت میں جگہ نصیب فرمائے اور جنت الفردوس میں اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدموں میں خدمت کا موقع نصیب فرمائے۔

اچھی صورت

اللہ کے رسول تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس (مومن میت) کے پاس ایک شخص آئے گا جس کا چہرہ خوبصورت ہوگا، لباس حسین ہوگا جس سے خوشبو مہک رہی ہوگی، وہ کہے گا تمہیں بشارت ہو اس چیز کی جو تمہیں خوش کر رہی ہے، یہی وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا رہا، وہ (مومن مردہ) اس شخص سے پوچھے گا تم کون ہو؟ تمہارا چہرہ بھلائی لا رہا ہے، وہ کہے گا میں تمہارا نیک عمل ہوں، وہ شخص عرض کرے گا اے میرے رب قیامت قائم فرما دے یہاں تک کہ میں اپنے اہل و عیال اور اس کو حاصل کرلوں جس کا میں مستحق ہوں۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! نیک عمل انسانی شکل میں قبر میں آدمی کے پاس آئے گا، اس کا خوبصورت چہرہ، خوبصورت لباس اور اس سے خوشبو کا مہکنا یہ سب اس پر دلالت کرتے ہوں گے کہ صاحبِ قبر نیک اعمال اور اچھے اخلاق کا مالک تھا، وہ اسے بشارت دے گا کہ آج جو انعامات تمہیں خوش کر رہے ہیں یہ وہ انعامات ہیں جنہیں کسی نے دیکھا نہیں، نہ کسی نے سُنا اور نہ کسی نے تصور کیا کہ ایسے عظیم انعامات قبر میں مل سکتے ہیں، پھر وہ نیک عمل اس بندے سے کہے گا یہی وہ سُہانا وقت ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا رہا۔ مومن جب دیکھے گا کہ اجنبی شخص مجھ سے کتنی اچھی اور عجیب باتیں کر رہا ہے تو خوش ہو کر اس سے کہے گا میں تمہیں نہیں پہچانتا، بتاؤ کہ تم کون ہو؟ پھر وہ اس کے چہرے کی نورانیت کو دیکھ کر پوچھے گا کہ تمہارا چہرہ تو بے انتہا خوبصورت ہے جس سے بھلائی کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں۔ تب وہ اپنا تعارف پیش کرے گا کہ میں تمہارا نیک عمل ہوں تو یہ خوش ہو کر رب کے حضور دعا کرے گا کہ اے

اللہ! قیامت قائم ہو جائے تا کہ میں اپنی جنتی حوروں اور خدام کے پاس پہونچ جاؤں اور جن محلات اور باغات کا میں حقدار ہوں وہ مجھے مل جائیں۔

بُری شکل

قبر میں کافر کے پاس ایک شخص آئے گا جو بہت بُری صورت والا ہوگا، اس کے کپڑے نہایت ہی گندے ہوں گے، ان سے بدبو آرہی ہوگی، وہ اس سے کہے گا کہ آج تم خوش ہو جاؤ، تمہیں پریشان کُن عذاب ملنے والا ہے، یہی وہ دن ہے جس سے تمہیں ڈرایا جاتا رہا اور عذاب کا وعدہ کیا جاتا رہا، وہ کہے گا: تم کون ہو؟ تمہارا چہرہ تو بہت ہی بدصورت ہے، جو شر ہی شر بتا رہا ہے۔ وہ کہے گا: میں تمہارا بُرا عمل ہوں، وہ کافر کہے گا: اے میرے رب، قیامت کبھی قائم نہ ہو۔ (مشکوٰۃ شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ انسان کے اعمال کو جسم کی شکل دے دی جائے گی اور جیسے اعمال ہوں گے ویسی ہی شکل ہوگی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اعمالِ بد گندگی اور میل ہیں تو جس طرح گندگی اور میل سے انسان بچتا ہے ویسے ہی بُرے اعمال سے بھی بچنا چاہئے۔

ایک عبرتناک خواب

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھ کر ہماری طرف متوجہ ہوتے اور پوچھتے کہ کیا تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا؟ تو اگر کسی نے کوئی خواب دیکھا ہوتا تو بیان کرتا اور آپ اس کی مناسب تعبیر بیان فرماتے، ایک دن آپ نے اسی طرح سوال فرمایا تو ہم نے عرض کیا کہ آج ہم میں سے کسی نے کوئی خواب نہیں دیکھا ہے، تو اس پر آپ نے اپنا طویل خواب صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو سنایا کہ آپ کو دو شخص ہاتھ پکڑ کر لے گئے اور امت کے گنہگاروں پر برزخی زندگی میں جو عذاب ہو رہے ہیں ان کا تفصیل سے مشاہدہ

کرایا جس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

جھوٹے کا انجام

آپ نے ایک شخص کو دیکھا وہ بیٹھا ہوا ہے اور اس کے سامنے ایک دوسرا شخص لوہے کا زَنبُور (ایک قسم کا ہتھیار) لئے ہوئے کھڑا ہے اور وہ اس زَنبُور سے بیٹھے ہوئے شخص کے ایک کَلّہ کو گُدّی تک چیر دیتا ہے، پھر دوسرے کَلّہ کے ساتھ یہی معاملہ کرتا ہے، اتنے میں پہلا کَلّہ صحیح ہو جاتا ہے، برابر اس کے ساتھ یہی برتاؤ کیا جا رہا ہے۔ بعد میں پوچھنے پر معلوم ہوا کہ جس کا کَلَّہ چیرا جا رہا ہے وہ جھوٹا شخص ہے جس پر اعتماد کرتے ہوئے لوگ اس کی بات دنیا میں عام کر دیتے تھے۔

بے عمل عالِم کا انجام

ایک شخص کو میں نے دیکھا کہ وہ گدی کے بل لیٹا ہوا ہے اور دوسرا شخص اس کے سر کے پاس بڑا سا پتھر لئے ہوئے کھڑا ہے جس سے وہ لیٹے ہوئے شخص کے سر کو کچل دیتا ہے پتھر لڑھک کر کچھ دور چلا جاتا ہے تو اتنے میں کہ اسے وہ اٹھا کر لائے اس کا سر پھر ویسا ہی صحیح وسالم ہو جاتا ہے پھر اس کو مارتا ہے اور یہی سلسلہ برابر جاری رہتا ہے۔ اس کے تعلق سے معلوم ہوا کہ وہ عالم دین تھا جو نہ تو رات میں علمی مشغولیت میں رہتا تھا اور نہ دن میں اس پر عمل کرتا تھا۔

حرام کار کا انجام

اسی خواب میں آپ نے ایک بڑا گڑھا دیکھا جو آگ کے تنور کے مانند تھا، جس کا اوپری حصہ تنگ تھا اور نچلا حصہ بہت کشادہ تھا جس میں آگ دہک رہی تھی، اس میں ننگے مرد وعورت تھے جو جل بھن رہے تھے، جب آگ کی لپٹ بلند ہوتی تو وہ اُوپر آکر نکلنے کے قریب ہو جاتے پھر نیچے تہہ میں چلے جاتے۔ ان کے متعلق پوچھنے سے پتہ چلا کہ یہ حرام کار وزنا کار لوگ ہیں قیامت تک ان کے ساتھ یہی معاملہ جاری رہے گا۔

سود خور کا انجام

اسی طرح آپ نے دیکھا کہ خون کی نہر کے بیچ میں ایک شخص کھڑا ہے اور اس کے کنارے پر دوسرا شخص ہاتھ میں پتھر لئے موجود ہے، جب نہر والا شخص باہر نکلنے کی کوشش کرتا ہے تو یہ شخص پتھر مار کر اسے اس کی جگہ لوٹا دیتا ہے۔ اس کے متعلق جب آپ نے دریافت کیا تو بتلایا گیا کہ یہ سُود خور شخص ہے، قیامت تک اسے خون کی نہر میں رہنا پڑے گا۔ (بخاری شریف ۱/۱۸۵)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! انبیا علیہم السلام کے خواب بھی چونکہ وحی کے درجہ میں ہوتے ہے لہٰذا خواب میں جو حالتیں دکھائی گئیں ہیں ان کے سچے ہونے میں کسی شک وشبہ کا امکان نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندوں کو برزخ میں ہونے والے عذاب کے یہ حالات بتائے ہیں جو مذکورہ جرائم میں مبتلا لوگوں کے ساتھ نہ معلوم کب تک ہوتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اور تمام مومنین ومومنات کو ان اَسباب سے محفوظ رکھے جن کی وجہ سے عذابِ جہنم واجب ہو جاتا ہے۔

گھر جیسا پیٹ

سفر معراج سے متعلق بعض روایتوں میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا گزر ایسے لوگوں پر ہوا جن کے پیٹ اتنے بڑے بڑے تھے (جیسے انسان کے رہنے کے) گھر ہوتے ہیں اور ان میں سانپ تھے جو باہر سے نظر آرہے تھے، میں نے کہا: جبرئیل یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا یہ سود کھانے والے بدنصیب لوگ ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف ۲۴۶/)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! یہ ہے حرام کمائی کا بدترین وبال، اس لئے ہر مسلمان کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہئے اور اپنی آمدنی خالص حلال رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

گستاخ کا عبرتناک انجام

اِبنِ عسا کر نے حضرت اعمش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبرانور پر پاخانہ کردیا وہ پاگل ہوگیا اورکتوں کی طرح بھونکتا تھا۔ جب وہ مرگیا تو اس کی قبر سے چیخنے اور کتوں کی طرح بھونکنے کی آواز آتی تھی۔ (شرح الصدور)

زینت کرنے والے کا انجام

ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے کچھ مردوں کو دیکھا جن کی کھالیں قینچیوں سے کاٹی جارہی تھیں، میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ تو جواب ملا کہ یہ وہ مردلوگ ہیں جو حرام (اجنبی عورتوں) کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے زیب وزینت کیا کرتے تھے اور فرمایا کہ میں نے ایک بدبودار کنواں دیکھا جس سے چیخ وپکار کی آواز آرہی تھی، میں نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ جواب ملا کہ یہ وہ عورتیں ہیں جو مَردوں کو رِجھانے کے لئے زیب وزینت کرتی تھیں جو اُن کے لئے حلال نہیں ہے۔
(شرح الصدور)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! غور کیجئے کیا یہ برائی آج معاشرہ میں عام نہیں ہے کہ نئی تہذیب کے متوالے آزاد خیال ماں، باپ آزاد نو جوان لڑکے اور لڑکیوں کو حرام کاری کے لئے ایک دوسرے کے ساتھ جانے پر رضامند رہتے ہیں اور یہ نوجوان ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کو تیار رہتے ہیں، عورتیں گھر میں رہتے ہوئے اپنے شوہر کے لئے زیب وزینت شاذ ونادر ہی کرتی ہیں اور تقریبات یا بازار، سیروتفریح کے لئے پورا میک اَپ کرنا ضروری سمجھتی ہیں۔ (اللہ کی پناہ)

یہ سب آخرت کے عذاب سے بےفکری کا نتیجہ ہے۔ اور یہ باتیں اللہ تعالیٰ سے شرم وحیا کے تقاضوں کے قطعاً خلاف ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے معاشرے میں

نوجوانوں کو اسلامی اخلاق و آداب سیکھنے، اُن پر عمل کرنے اور اُنہیں عام کر کے دُنیا و آخرت سنوارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

بے نمازی کا انجام

بعض روایتوں میں یہ تفصیل ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جس کی کھوپڑی کو ایک بڑے پتھر سے اس زور سے مارا جاتا ہے کہ اس کا مغز نکل کر باہر آجاتا ہے اور پتھر دور جا کر گرتا ہے جب آپ نے اس بدنصیب شخص کے بارے میں سوال کیا تو معلوم ہوا کہ یہ وہ شخص ہے جو عشا کی نماز سرے سے پڑھتا ہی نہیں تھا اور دیگر نمازیں بھی وقت سے بے وقت پڑھتا تھا لہٰذا قیامت تک اس کے ساتھ یہی معاملہ ہوتا رہے گا۔ (شرح الصدور/۲۳۲)

چُغل خُور کا انجام

پھر رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ ایک بڑے قینچے سے اس کے کلے چیرے جا رہے ہیں، اس کے متعلق معلوم کیا تو بتایا گیا کہ یہ شخص لوگوں کی چغلیاں کھاتا تھا جس سے لوگوں میں فتنہ وفساد برپا ہو جاتا تھا۔ (شرح الصدور/۲۳۲)

زنا کار کا انجام

اور امت کے زنا کاروں کو آپ نے اس حالت میں دیکھا کہ وہ ننگے ہونے کی حالت میں آگ کے بڑے کمرے میں بند ہیں اور وہاں سے اتنی سخت بدبو اور تعفن اٹھ رہا ہے کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی ناک شدید بدبو کی وجہ سے بند کرنی پڑی۔ آپ کو بتایا گیا کہ یہ لوگ زنا کار مرد، عورت ہیں اور یہ شدید ناقابل برداشت بدبو ان کی شرم گاہوں سے آرہی ہے۔ (شرح الصدور/۲۳۳)

سفر معراج میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ بھی دیکھا کہ ایک طرف ایک تازہ خوان میں حلال گوشت رکھا ہے اور دوسری طرف دوسرے طشت میں سڑا ہوا

گوشت موجود ہے مگر لوگ حلال گوشت چھوڑ کر حرام سڑا بدبودار گوشت کھا رہے ہیں۔ ان لوگوں کے بارے میں پوچھنے پر معلوم ہوا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو حلال راستہ کو چھوڑ کر حرام راستہ اختیار کرتے ہیں۔ (مثلاً مرد کے پاس حلال اور طیب بیوی موجود ہے مگر وہ اسے چھوڑ کر ایک زانیہ بدکار فاحشہ کے ساتھ شب باشی کرتا ہے یا عورت کے پاس حلال شوہر موجود ہے مگر وہ اس کے پاس نہ رہ کر غیروں کے پاس رات گزارتی ہے)

اور آپ نے کچھ عورتوں کو دیکھا کہ وہ اپنے پستانوں کے ذریعہ لٹکا دی گئی ہیں اور وہ چیخ و پکار کر کے اللہ سے فریاد کر رہی ہیں ان کے بارے میں بتایا گیا کہ یہ بھی زنا کار عورتیں ہیں۔ (دلائل النبوۃ للبیہقی)

لواطت کا انجام

اسی طرح آپ نے دیکھا کہ ایک سیاہ ٹیلہ ہے جس پر کچھ مخبوط الحواس (جس کا دماغی توازن کھو گیا ہو) لوگ موجود ہیں، ان کے پیچھے کے حصے سے دہکتی ہوئی آگ ڈالی جا رہی ہے جو ان کے جسم سے ہو کر منہ، ناک، کان اور آنکھوں کے راستہ سے خارج ہو رہی ہے۔ اس ہولناک عذاب میں مبتلا لوگوں کے بارے میں پوچھنے پر معلوم ہوا کہ یہ لواطت کرنے والے (یعنی مرد ہو کر مرد ہی سے جنسی خواہش پورے کرنے والے غلیظ) لوگ ہیں، اس کام کو کرنے والے اور کرانے والے دونوں عذاب میں گرفتار ہیں۔ (شرح الصدور)

واعظوں کا انجام

معراج کے سفر میں آپ کا گزر ایسے لوگوں پر بھی ہوا جن کی زبانیں اور ہونٹ قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے، کاٹنے کے فوراً بعد وہ اپنی اصلی حالت پر آ جاتے تھے اور پھر انہیں کاٹا جا رہا تھا، برابر یہی سلسلہ جاری تھا، آپ نے حضرتِ جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ تو جواب ملا کہ یہ امت کے بے عمل فتنہ میں مبتلا واعظ ہیں۔ (جو دوسروں کو تو نصیحت کرتے تھے مگر خود اس پر عامل نہیں تھے) (مشکوٰۃ شریف ۴۳۸)

خیانت کا انجام

حضرت رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ بقیع کے قبرستان سے گزرا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُف، اُف فرمایا: مجھے یہ خیال ہوا کہ شاید آپ مجھ سے یہ ناگواری کا کلمہ فرمارہے ہیں چنانچہ میں نے فوراً عرض کیا کہ حضور! مجھ سے کیا خطا ہوئی؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا مطلب؟ میں نے عرض کیا کہ آپ نے مجھے دیکھ کر "اُف" فرمایا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ تمہیں دیکھ کر میں نے یہ کلمہ نہیں کہا، بلکہ اس قبر والے فلاں شخص کو میں نے فلاں قبیلے کی زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے عامل بنا کر بھیجا تھا۔ اس نے وہاں ایک کُرتا خیانت کر کے چھپالیا تھا اب اسی جیسا آگ کا کرتا اسے قبر میں پہنا دیا گیا ہے۔ (شرح الصدور/۲۲۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! یہ روایت قومی وملی کام کرنے والوں کے لئے سخت خطرہ کا پتہ دیتی ہے، اگر مالی ذمہ داری کی ادائیگی میں کوتاہی برتی گئی تو قبر میں ہولناک عذاب کا اندیشہ ہے۔ اللہ رب العزت ہم سب کو اس سے محفوظ فرمائے۔

دھوکے بازی کا انجام

عبدالحمید ابن محمود مغولی کہتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی مجلس میں حاضر تھا، کچھ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم حج کے ارادے سے نکلے ہیں، جب ہم "ذَاتُ الصَّفاح" (ایک مقام کا نام) پہنچے تو ہمارے ایک ساتھی کا انتقال ہوگیا چنانچہ ہم نے اس کی تجہیز وتکفین کی پھر قبر کھودنے کا ارادہ کیا، جب ہم قبر کھود چکے تو ہم نے دیکھا کہ ایک بڑے کالے ناگ نے پوری قبر کو گھیر رکھا ہے اس کے بعد ہم نے دوسری جگہ قبر کھودی وہاں بھی وہی سانپ موجود تھا، اب ہم میت کو ویسے ہی چھوڑ کر آپ کی بارگاہ میں آئے ہیں کہ اب ہم کیا کریں؟ حضرت عبداللہ بن عباس

رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ سانپ اس کا بد عمل ہے جس کا وہ عادی تھا، جاؤ اسے اسی قبر میں دفن کر دو، اللہ کی قسم اگر تم اس کے لئے پوری زمین کھود ڈالو گے پھر بھی وہ سانپ اس کی قبر میں پاؤ گے، بہر حال اسے اسی حالت میں دفن کر دیا گیا سفر سے واپسی پر لوگوں نے اس کی بیوی سے اس کا عمل پوچھا اس نے بتایا کہ اس کا معمول تھا کہ وہ غلّہ بیچتا تھا اور روزانہ بوری میں سے گھر کا خرچ نکال کر اس میں اسی مقدار کا بُھس ملا دیتا تھا۔ (گویا کہ دھوکا سے بھس کو غلہ اصل قیمت پر فروخت کرتا تھا) (شرح الصدور)

غسل نہ کرنے کا انجام

ابان ابن عبد اللہ بجلی کہتے ہیں کہ ہمارے ایک پڑوسی کا انتقال ہو گیا چنانچہ ہم اس کے غسل اور تجہیز و تکفین میں شریک رہے مگر جب ہم اسے قبرستان لے کر پہنچے تو اس کے لئے جو قبر کھودی گئی تھی اس میں بلی جیسا ایک جانور نظر آیا، لوگوں نے اسے وہاں سے نکالنے کی بہت کوشش کی مگر وہ وہاں سے نہیں ہٹا، مجبور ہو کر دوسری قبر کھودی گئی تو اس میں بھی وہی جانور موجود ملا، تیسری مرتبہ بھی یہی ہوا، عاجز آ کر لوگوں نے اسی کے ساتھ اس کو دفن کر دیا۔ ابھی قبر برابر ہی کی گئی تھی کہ قبر سے ایک زبردست دھماکہ کی آواز سنی گئی لوگوں نے اس کی بیوی کے پاس آ کر اس کے حالات معلوم کئے تو پتہ چلا کہ وہ جنابت سے غسل نہیں کرتا تھا۔ (شرح الصدور ۲۴۴)

جاسوسی کا انجام

حضرتِ عمرو بن دینار کہتے ہیں کہ مدینہ میں رہنے والے ایک شخص کی بہن کا انتقال ہو گیا بھائی نے کفن دفن کا انتظام کیا پھر اسے یاد آیا کہ دفن کرتے وقت اس کی ایک تھیلی قبر میں رہ گئی ہے چنانچہ وہ اپنے ایک ساتھی کو لے کر قبرستان گیا اور قبر کھود کر اپنی تھیلی نکالی پھر اپنے ساتھی سے کہا کہ تم ذرا ہٹ جاؤ میں بغلی قبر کی اینٹ ہٹا کر اپنی بہن کو دیکھنا چاہتا ہوں اس نے جیسے ہی اینٹ ہٹائی تو دیکھا کہ پوری قبر آگ کے شعلوں میں گھری

ہوئی ہے، اس نے جلدی سے قبر بند کی اور اپنی والدہ سے آ کر بہن کا حال معلوم کیا تو والدہ نے بتایا کہ وہ نماز دیر کر کے پڑھتی تھی اور جب پڑوسی سو جاتے تو وہ کمروں کے دروازے پر کان لگا کر ان کے چُھپے ہوئے راز حاصل کیا کرتی تھی۔ (شرح الصدور ۲۴۴)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! عذابِ الٰہی کی ہولناکیوں کے یہ چند عبرتناک واقعات اور اُن کے انجام تھے، انہیں بار بار پڑھیں اور ان سے عبرت حاصل کرنے کی کوشش کریں اور یہ بھی ذہن نشیں کر لیں کہ دنیا کی معمولی عزت اور اس کے فانی عیش کے حصول میں ہم بڑے بڑے گناہوں کے مرتکب ہو کر اللہ تعالیٰ کے قہر و غضب کے شکار ہوتے رہتے ہیں، جس کا نتیجہ عذابِ قبر اور عذابِ قیامت ہے۔

زیارتِ قبور کا بیان

قبور کی زیارت سے انسان کے دل و دماغ میں دنیا اور دنیا کی چیزوں سے بے رغبتی کا احساس پیدا ہوتا ہے اور جب انجام کار یہی ہے تو دنیا میں دل لگانا بھی بے کار ہے۔ چنانچہ بڑے بڑے انسان اس دنیا میں پیدا ہوئے، کسی نے اپنی سلطنت وحکومت کا سہارا لے کر خدائی کا دعویٰ کیا، کسی نے طاقت و دولت کے نشہ میں اپنی برتری کا مظاہرہ کیا، کسی نے سائنس و ایجادات کے فریب میں قدرت سے مقابلہ کرنے کی کوشش کی اور کسی نے جاہ و اقتدار کے بل بوتے پر امن وسکون بھرے ماحول کو پراگندہ کر دیا مگر انجام ہر ایک کا موت ہی ہوا۔ جب انہیں مٹی کے نیچے دبا دیا گیا تو کوئی نام لیوا نہ رہا، جب ان کی لاشوں کو دریا کی آغوش میں ڈال دیا گیا تو موجوں نے دریائی جانوروں کے منہ میں پہونچا دیا اور جب ان کے جسم کو آگ کے شعلوں کے حوالے کر دیا گیا تو وہ بے بس ہو کر رہ گئے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! موت انسان

کے ذہن میں اس کے برے اعمال کے انجام کو تازہ کر دیتی ہے تا کہ انسان نیک ہو جائے، نیز موت کی یاد سے اس بات کا بھی احساس ہوتا ہے کہ اس عالم کے علاوہ ایک عالم اور ہے جہاں جانا ہے اور وہاں جا کر اس عالم کے ایک ایک عمل کا حساب دینا ہے، یہ احساس بھی انسان کو نیکیوں کی طرف رغبت دلاتا ہے۔ اس لئے ہمیں ہر آن موت کو یاد کرنے اور قبر میں سلامتی کے لئے تیاری کرنا ضروری ہے۔

زیارتِ قبور احادیث کی روشنی میں

آج کے اِس پُرفتن دور میں آدمی کے مر جانے کے بعد اہلِ خانہ اُسے قبر تک پہونچانے کے بعد یہ سمجھتے ہیں کہ اب اس کا ہم زندوں پر کوئی حق نہیں اور وہ میت کو دفنانے کے بعد اُس کے ساتھ ایسی بے رُخی کا مظاہرہ کرتے ہیں کہ گویا وہ اُس کا کوئی تھا ہی نہیں۔ پھر کبھی میت کے لئے نہ قبرستان جاتے ہیں، نہ اپنی حیثیت کے مطابق اُن کے لئے ایصالِ ثواب کا اہتمام کرتے ہیں۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عام مسلمانوں کو قبروں کی زیارت کرنے کے لئے جانے اور قبر والوں کے لئے ایصالِ ثواب کا تحفہ بھیجنے کی تاکید فرمائی ہے اس لئے ہم آنے والے صفحات پر اِس عنوان سے متعلق چند احادیث پیش کر رہے ہیں۔

زیارت کرو

حضرت بُریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ’’كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْا الْقَبْرَ‘‘ میں نے تمھیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا اب قبروں کی زیارت کرو۔

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ’’كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا فَاِنَّهَا تُزْهِدُ فِي الدُّنْيَا وَ تُذَكِّرُ الْاٰخِرَةَ‘‘ میں نے تمھیں زیارتِ قبور سے منع کیا تھا۔ اب زیارت

کرلیا کرو کیوں کہ یہ دنیا میں زاہد بناتی ہے اور آخرت یاد دلاتی ہے۔ (ابن ماجہ)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اسلام کے ابتدائی ایام میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو قبروں پر جانے سے منع فرمایا کرتے تھے کیوں کہ اس وقت ایمان اور توحید میں استقامت پیدا کرنے کی اشد ضرورت تھی، اس لئے آپ نے بھی آغازِ اسلام میں ایمان مستحکم رہنے کے لئے تربیت پر بہت زور دیا۔ جب مسلمانوں کے ایمان محکم اور مضبوط ہو گئے بلکہ اس درجہ تک استقامتِ ایمان پیدا ہو گئی کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس کی عبادت اور اطاعت میں محو رہنے لگے اور اس بات کا خطرہ جاتا رہا کہ اب اہل عرب ایمان کو چھوڑ کر بتوں کی پوجا کی طرف مائل ہوں گے تو آپ نے اپنے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور مسلمانوں کو عام اجازت دے دی کہ قبور کی زیارت کے لئے جائیں۔

اسی لئے تمام علما کے نزدیک قبروں کی زیارت مستحب ہے کیوں کہ قبروں پر جانے سے دل میں نرمی آتی ہے، موت یاد آتی ہے اور دل و دماغ اس عقیدہ پر پختہ ہوتے ہیں کہ دنیا فانی ہے۔ اس کے علاوہ بہت سے فائدے ہیں پھر سب سے بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ قبروں پر جانے سے مُردوں کے لئے رحمت و مغفرت کی دعا کا موقع ملتا ہے اور یہ سنت بھی ہے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہ کو قبرستان میں حاضری کے آداب کی تعلیم دیتے اور فرماتے جب تم قبرستان جاؤ تو یہ کلمات کہو "اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُسْلِمِیْنَ وَ اِنَّا اِنْشَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَلَاحِقُوْنَ نَسْأَلُ اللّٰہَ لَنَا وَ لَکُمُ الْعَافِیَۃَ"، اس بستی کے مسلمان اور مومن رہنے والو! تم پر سلامتی ہو، بے شک اللہ نے چاہا

تو ہم بھی عنقریب تم سے ملاقات کرنے والے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے اور تمہارے لئے عافیت کے طالب ہیں۔ (مسلم شریف)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ کے قبرستان تشریف لے گئے تو قبروں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا "اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَآ اَھْلَ الْقُبُوْرِ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَ لَکُمْ وَ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَ نَحْنُ بِالْاَثَرِ" اے قبروالو! تم پر سلامتی ہو، اللہ تعالیٰ ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے، تم ہم پر سبقت کر گئے اور ہم بعد میں آنے والوں میں سے ہیں۔ (ترمذی شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! جب کبھی ایسے مقام پر جائیں جہاں قبریں ہوں یا قبروں کے پاس سے گزریں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق قبر والوں کو سلام کرلیں اور ان کے لئے دعائے مغفرت کریں۔ مذکورہ احادیثِ کریمہ سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ سلام پیش کرنے والے کے لئے مستحب ہے کہ اس کا منہ میت کے منہ کے سامنے ہو۔ اسی طرح جب دعائے مغفرت و فاتحہ خوانی وغیرہ کے لئے قبر پر جائیں تو اپنا منہ میت کے سامنے رکھیں، تمام علمائے کرام و ائمۂ مجتہدین کا یہی عمل رہا ہے۔

رات میں قبرستان جانا

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ جس دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی میرے یہاں باری ہوتی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رات کے آخری حصہ میں قبرستان تشریف لے جاتے اور وہاں یہ کلمات فرماتے "اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَ اَتَاکُمْ مَّا تُوْعَدُوْنَ غَدًا مُّؤَجَّلُوْنَ وَ اِنَّآ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَلَاحِقُوْنَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاَھْلِ بَقِیْعِ الْغَرْقَدِ" اس بستی کے ایماندار قوم! تم پر سلامتی ہو، تمہیں وہ چیز مل گئی جس کا تم سے کل تک کا وعدہ کیا گیا تھا اور

تمہیں مہلت دی گئی تھی اور ہم بھی انشاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں۔ یا اللہ! بقیع غرقد کے مومنین کی مغفرت فرما۔ (مسلم شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ جب آپ بقیع شریف تشریف لے جاتے تو اہل قبور کو سلام کرنے کے بعد ان کے لئے دعائے مغفرت فرماتے۔

والدین کی قبروں کی زیارت

حضرتِ محمد بن نعمان نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو شخص ہر جمعہ کے روز اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کی قبر پر جائے (دعائے مغفرت کرنے کے لئے) تو اس کی مغفرت کردی جاتی ہے اور اسے نیکی کرنے والا لکھا جاتا ہے۔ (بیہقی، شعب الایمان)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! والدین کی قبر پر جانا نہ صرف یہ کہ ان کے لئے فائدہ مند ہے بلکہ خود جانے والے کے لئے یہ حاضری نفع بخش ہے کیوں کہ اس سے اس کے گناہ معاف ہوتے ہیں اور اللہ کے یہاں اسے نیک وفرماں بردار لوگوں کی فہرست میں شامل کرلیا جاتا ہے۔

مُردے کو ایذا دینا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "کَسْرُ عَظْمِ الْمَيِّتِ كَكَسْرِهٖ حَيًّا" مردہ کی ہڈی کو توڑنا ایسا ہی ہے جیسے زندہ کی ہڈی کو توڑنا۔ (مشکوٰۃ شریف، ابوداؤد شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس حدیث پاک میں یہ درس دیا جارہا ہے کہ جس طرح کسی بھی قسم کی اذیت سے زندہ انسان کو

تکلیف ہوتی ہے اسی طرح مردے کو بھی تکلیف پہونچتی ہے۔ایک اور حدیث شریف میں تو اس سلسلے میں بالکل واضح الفاظ آئے ہیں، اللہ کے رسول تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ''اَلْمَیِّتُ یَتَأَذّٰی بِمَا یَتَأَذّٰی مِنْهُ الْحَیُّ'' جس چیز سے زندہ انسان کو اذیت پہونچتی ہے اس سے میت کو بھی اذیت پہونچتی ہے۔اللہ تعالیٰ ہم کو ہر اس عمل سے بچائے جو میت کی ایذا کا سبب ہو۔

قبر پر نہ بیٹھیں

حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''لَا تَقْعُدُوْا عَلَى الْقُبُوْرِ'' قبروں پر نہ بیٹھا کرو۔ایک اور حدیثِ مبارکہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبر پر بیٹھنے سے اس طرح منع فرمایا ''لَاَنْ یَّجْلِسَ اَحَدُکُمْ عَلٰی جَمْرَةٍ تُحْرِقُهٗ خَیْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ یَّجْلِسَ عَلٰی قَبْرٍ'' آگ پر بیٹھنا جس سے آدمی جل جائے قبر پر بیٹھنے سے بہتر ہے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! قبر پر بیٹھنا، سونا، چلنا یا پاخانہ، پیشاب کرنا حرام ہے۔قبرستان میں نیا راستہ نکالنا یا یا نئے راستے پر چلنا ناجائز ہے۔غرضیکہ ہر وہ کام جو کسی مسلمان میت کی توہین یا ایذا رسانی کا باعث ہو ناجائز و حرام ہے۔

اسی لئے علمائے کرام نے فرمایا اگر کوئی اپنے قریبی رشتہ دار کی قبر پر جانا چاہتا ہے لیکن اسے قبروں پر سے گزرنا پڑے گا تو وہاں تک نہ جائے، دور ہی سے دعائے مغفرت کر دے۔

جوتے پہن کر چلنا کیسا؟

حضرت بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور تاجدارِ عرب وعجم علیہ الصلوٰۃ والسلام مشرکین کی قبروں کے پاس سے گزرے، آپ نے تین مرتبہ فرمایا

کہ یہ بڑی بھلائی (اسلام) کے آنے سے پہلے ہی چلے گئے، پھر آپ مسلمانوں کی قبروں کے پاس سے گزرے، آپ نے فرمایا کہ انہوں نے بہت بڑی بھلائی کو پا لیا ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نگاہ اٹھا کر دیکھا "فَاِذَا رَجُلٌ یَّمْشِی فِی الْقُبُوْرِ عَلَیْہِ نَعْلَانِ فَقَالَ یَا صَاحِبَ السِّبْتِیَّتَیْنِ وَیْحَکَ اَلْقِ سِبْتِیَّتَیْکَ فَنَظَرَ الرَّجُلُ فَلَمَّا عَرَفَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَلَعَھُمَا فَرَمٰی بِھِمَا" تو ایک آدمی جوتے پہن کر قبرستان میں چل رہا تھا، فرمایا اے جوتوں والے! تم پر افسوس ہے اپنے جوتے اتار دو، اس آدمی نے دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پہچان لیا چنانچہ جوتے اتار کر پھینک دیا۔ (ابوداؤد)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ایسے قبرستان جو بالکل صاف ستھرے ہوں ان میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق جوتے اتار کر داخل ہونا چاہئے مگر ایسے قبرستان جہاں کانٹے دار جھاڑیاں اور خاردار درخت یا گھاس ہو یا نوکیلی مٹی یا پتھر کے ٹکڑے ہوں کہ ننگے پاؤں چلنے کی صورت میں زخمی ہونے کا اندیشہ ہو تو ایسے حالات میں علمائے کرام جوتے پہن کر قبرستان میں داخل ہونے کو جائز قرار دیتے ہیں۔

نماز نہ پڑھیں

حضرت واثلہ بن اسقع نے حضرت ابو مرثد غنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "لَا تَجْلِسُوْا عَلَی الْقُبُوْرِ وَ لَا تُصَلُّوْا اِلَیْھَا" قبروں پر نہ بیٹھا کرو اور نہ ان کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو۔ (ابوداؤد)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج کل لوگ اس سے پرہیز نہیں کرتے ہیں، علمائے کرام نے مزاراتِ مقدسہ کو رخ کر کے نماز پڑھنے سے سختی سے منع فرمایا ہے۔ جو لوگ قبورِ مسلمین کا ادب نہیں کرتے ہیں اور ان پر

بیٹھ کران کے اردگرد لہو ولعب کے کام کر کے ان کی توہین کرتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں ہدایت نصیب فرمائے اور قبور مسلمین کا احترام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

روضۂ مصطفےٰ علیه التحیة و الثنا کی برکتیں

اللہ عزوجل نے قرآنِ مقدس میں ارشاد فرمایا ''وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ٥'' اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے پاس حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ کرنے والا مہربان پائیں۔ (پ۵، سورۂ نساء، آیت ۶۴)

اس آیۂ کریمہ کے تحت تفسیر نسفی میں ذکر کیا گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دفن ہونے کے بعد آپ کے مزارِ انور پر ایک اعرابی حاضر ہوا اور بے قراری کی حالت میں تڑپ تڑپ کر اپنے سر پر خاک ڈالتے ہوئے عرض کرنے لگا یارسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام! ہم نے سنا کہ اللہ تعالیٰ کا کلام آپ پر نازل ہوا ''وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْظَّلَمُوْٓا الخ'' میں نے اپنی جان پر ظلم کرلیا، اب میں آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں، اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کررہا ہوں، آپ بھی میرے رب سے میرے لئے بخشش طلب کریں، آپ کی قبر شریف سے آواز آئی اور اسے بتایا گیا تمہارے گناہوں کو بخش دیا گیا۔ (تفسیر نسفی)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس سے معلوم ہوا کہ گنہگاروں کو گناہوں کی معافی کے لئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری کا حکم آپ کی ظاہری حیات تک محدود نہ تھا بلکہ آج بھی اگر کوئی گنہگار اپنی بخشش کے لئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضۂ انور پر حاضر ہوتا ہے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کو رب کائنات کی بارگاہ سے معافی دلاتے ہیں۔

روضۂ رسول سے تبرک

حضرت ابن جوزا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ اہل مدینہ سخت قحط میں مبتلا ہوگئے یعنی بارشیں نہیں ہورہی تھیں۔انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بارگاہ میں آکر شکایت کی آپ نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مزار اقدس کی جانب دیکھو اور ان کے حجرہ (روضہ مطہرہ) سے تھوڑا سا سوراخ کردو یہاں تک کہ آپ کی قبر انور اور آسمان کے درمیان کوئی چھت یعنی حجاب باقی نہ رہے، پس صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے ایسا ہی کیا، اتنی کثیر بارش ہوئی جس سے بہت گھاس اُگی اونٹ وہ گھاس کھا کھا کر اتنے موٹے ہوئے کہ ان کی کوہانیں پھٹ گئیں، اس سال کا نام ''عَامُ الْفَتَق'' (پھٹنے کا سال) پڑ گیا۔(مشکوٰۃ شریف)

اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے حضرت مُلّاَ علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مرقاۃ میں بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے توسل سے جب قحط سالی میں بارش طلب کی جاتی تو بارش ہوجاتی۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حجرہ کی چھت کو کھولنے کا حکم فرمایا تاکہ آپ کے مزار اقدس اور آسمان کے درمیان کوئی حجاب نہ رہے یہ تَوَسُّل میں مبالغہ ثابت کرنا تھا یعنی زیادہ سے زیادہ وسیلہ حاصل کرنا۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس سے معلوم ہوا کہ تمام صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہ عقیدہ تھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آج بھی اِمداد فرماتے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ قضائے حاجات کے لئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وسیلہ بنانا جائز ہے۔

امام شافعی روضۂ امام اعظم پر

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے تبرک حاصل کرتا ہوں اور آپ کی قبر انور پر حاضری دیتا ہوں۔ جب بھی کوئی

حاجت مجھے درپیش ہوتی ہے تو میں دو رکعت نفل ادا کرتا ہوں اور امام اعظم علیہ الرحمہ کی قبر پر حاضر ہوکر اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں تو میری وہ حاجت جلد ہی پوری ہوجاتی ہے۔ یعنی سوال تو اگرچہ اللہ تعالیٰ سے ہی ہوتا ہے لیکن امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار انور کے قرب کی وجہ سے اور ان کے وسیلہ سے وہ دعا جلدی قبول ہوتی ہے۔

(شامی ج۱/ص۳۹)

بلکہ یہ بھی مشہور ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ صبح کی نماز میں دعائے قنوت پڑھنے کے قائل تھے لیکن امام اعظم علیہ الرحمہ کے مذہب میں صرف عشا کی نماز میں دعائے قنوت ہے۔ اس لئے جب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے مزار پر آتے تو صبح کی نماز میں دعائے قنوت نہیں پڑھتے اور فرماتے کہ مجھے صاحبِ مزار سے حیا آتی ہے کہ میں اسی کے مزار پر آکر اسی کے مذہب کے خلاف کروں۔

روضۂ امام بخاری پر بارش کی دُعا

حضرت ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وفات کے ساٹھ سال بعد قحط سالی ہوگئی۔ اہل سمرقند نے کئی مرتبہ بارش کے لئے دعا کی، لیکن بارش نہ ہوئی۔ نیک بزرگوں میں سے ایک شخص نے قاضی کو کہا کہ میرا خیال ہے لوگوں کو حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کی طرف نکالا جائے اور ہم ان کی قبر کے پاس جا کر بارش طلب کریں امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بارش عطا کرے گا، ایسے ہی کیا گیا۔ لوگ آپ کی قبر کے پاس جا کر روئے، صاحبِ قبر کو وسیلہ بنا کر دُعا کی، اللہ تعالیٰ نے اتنی موسلا دھار بارش عطا فرمائی کہ لوگ بارش کی کثرت کی وجہ سے سات دن تک سمرقند تک نہ پہنچ سکے۔ (مرقاۃ:۱/۱۶)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ واقعات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ صحابۂ کرام، تابعین، تبع تابعین (رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین)

مزارات پر حاضر ہوتے تھے اور بزرگوں کو وسیلہ بنا کر اپنی حاجت برآری کے لئے دعائیں کرتے تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو بزرگانِ دین کے فیضان سے مالا مال فرمائے اور ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمِیْنَ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَ التَّسْلِیْمِ

ایصالِ ثواب کا بیان

کچھ عبادتیں جن کا تعلق صرف بدن سے ہے، انہیں بدنی عبادت کہا جاتا ہے جیسے نماز روزہ، دعا، استغفار، تسبیح، تلاوتِ قرآن وغیرہ۔ کچھ عبادتیں ایسی ہیں جن کا تعلق مال سے ہے، انہیں مالی عبادت کہا جاتا ہے مثلاً زکوٰۃ، صدقات وغیرہ اور کچھ وہ ہیں جن کا تعلق بدن سے بھی ہے اور مال سے بھی، انہیں عباداتِ مرکّبہ کہا جاتا ہے مثلاً حج وعمرہ۔

اہلِ سنت و جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ اگر کوئی انسان اخلاص کے ساتھ کسی بھی قسم کی عبادت کرے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اسے بھی اجر وثواب عطا فرماتا ہے اور جس میت کو ثواب پہونچانے کے لئے ان اعمال کو کیا جائے اسے بھی۔ چنانچہ مذہبِ حنفی کی مشہور اور مستند کتاب ہدایہ میں ہے ”اِنَّ الْاِنْسَانَ لَهٗ اَنْ یَّجْعَلَ ثَوَابَ عَمَلِهٖ لِغَیْرِهٖ صَلٰوۃً اَوْ صَوْمًا اَوْ غَیْرَهَا عِنْدَ اَهْلِ السُّنَّةِ وَ الْجَمَاعَةِ“ یعنی اہل سنت و جماعت کا مذہب یہ ہے کہ بے شک انسان اپنے عمل کا ثواب کسی دوسرے کو پہونچا سکتا ہے خواہ نماز کا ہو یا روزے کا ہو یا صدقہ وخیرات وغیرہ کا۔

اسی طرح مذہب حنفی کے جلیل القدر عالم حضرت علامہ ملا علی قاری علیہ الرحمہ مرقاۃ شرحِ مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں ''اِتَّفَقَ اَھْلُ السُّنَّۃِ عَلٰی اَنَّ الْاَمْوَاتَ یَنْتَفِعُوْنَ مِنْ سَعْیِ الْاَحْیَاءِ'' یعنی اہلِ سنت و جماعت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مُردوں کو زندوں کے عمل سے فائدہ پہنچتا ہے۔

لہٰذا اگر کوئی مُردوں کو ثواب پہونچانے کے لئے اعمالِ حسنہ کرے تو مُردوں کو ان سے نفع پہونچتا ہے۔ اسی عقیدہ کے ثبوت میں ہم اگلے صفحات میں کچھ آیتیں اور احادیث و اقوالِ بزرگانِ دین پیش کریں گے جن سے یہ ثابت ہو جائے گا کہ ایصالِ ثواب کا عقیدہ حق اور درست ہے۔

ایصالِ ثواب قرآن کی روشنی میں

اللہ عزوجل قرآنِ مقدس میں ارشاد فرماتا ہے: وَ الَّذِیْنَ جَآءُ وْمِنْۢ بَعْدِھِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَ لِاِخْوَانِنَاالَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ o اور وہ جو ان کے بعد آئے عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے۔ (پ۲۸، سورۂ حشر، آیت ۱۰)

اللہ تبارک و تعالیٰ اس آیۂ کریمہ میں مسلمانوں کے اپنے ماقبل گزرنے والے مسلمانوں کے لئے دعائے مغفرت کرنے کو بطورِ تعریف بیان فرما رہا ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ''اَلدُّعَاءُ ھُوَ الْعِبَادَۃُ'' دعا خود عبادت ہے۔ ایک اور حدیثِ پاک میں سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ''اَلدُّعَآءُ مُخُّ الْعِبَادَۃِ'' دعا عبادت کا مغز ہے۔ جب یہ معلوم ہو گیا کہ دعا عبادت ہے تو سمجھ لینا چاہئے کہ زندہ لوگ اپنے مُردوں کے لئے یہ عبادت کرتے ہیں تو انہیں اس کا فائدہ پہونچتا ہے۔ کیوں کہ اگر اس سے فائدہ نہ پہونچتا تو یہ دعا لغو اور بے کار ہوتی اور پھر یہ بھی کہنا پڑتا کہ قرآنِ کریم نے ایک لغو چیز کو بطورِ تعریف بیان کیا ہے۔ (معاذ اللہ)

لٰہذا معلوم ہوا کہ ایک زندہ مسلمان کا کسی مسلمان میت کے لئے دعائے مغفرت کرنا ان کی بخشش اور درجات کی بلندی کا باعث ہے۔

انبیائے کرام کی دعائیں

ارشاد ربانی ہے: رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَ لِوَالِدَیَّ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ o اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا۔ (پ:۱۳، سورۂ ابراہیم، آیت:۴۱)

ایسے ہی حضرت نوح علیہ السلام نے بھی دعا فرمائی، جس کا ذکر قرآن پاک میں اس طرح آیا ہے "رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَ لِوَالِدَیَّ وَ لِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِنًا وَّ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ ط" اے میرے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور اسے جو ایمان کے ساتھ میرے گھر میں ہے اور سب مسلمان مردوں اور سب مسلمان عورتوں کو۔ (پ:۲۹، سورۂ نوح، آیت:۲۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! حضرت ابراہیم وحضرتِ نوح علیہما الصلوٰۃ السلام کی دعاؤں کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآنِ مجید میں بیان فرمایا، اس سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو یہ دعائیں پسند تھیں۔ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ السلام نے نہ صرف اپنے لئے بلکہ اپنے والدین اور تمام مومنین ومومنات کے لئے دعائے مغفرت کی، جس سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ انسان کو دوسروں کا عمل فائدہ دیتا ہے کیوں کہ دعا ایک عبادت ہے (جیسا کہ پیچھے ذکر کیا گیا) جو انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ السلام نے کی۔

ملائکہ کا استغفار

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآنِ مقدس میں ارشاد فرمایا "وَ الْمَلٰٓئِکَۃُ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّھِمْ وَ یَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِی الْاَرْضِ ط" اور فرشتے اپنے رب کی تعریف

کے ساتھ اس کی پاکی بولتے اور زمین والوں کے لئے معافی مانگتے ہیں۔

(پ:۲۵،سورۂ شوریٰ، آیت:۵)

اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا"وَ یَسۡتَغۡفِرُوۡنَ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ۚ"اور مسلمانوں کی مغفرت مانگتے ہیں۔ (پ:۲۴،سورۂ مومن، آیت:۷)

ان آیاتِ مقدسہ سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ دوسروں کا نیک عمل اور دعا انسان کے لئے فائدہ بخش ہے کیوں کہ فرشتے اللہ کی طرف سے مختلف کاموں پر متعین ہیں اور وہ معصوم ہیں، تو جو دعائے مغفرت وہ کرتے ہیں یقیناً اس کے سبب بخشش ہوتی ہے، ورنہ یہ ماننا پڑے گا کہ فرشتے (معاذ اللہ) ایسے کام میں لگے رہتے ہیں جس کی ضرورت نہیں اور ایسا نہیں ہوسکتا، کیوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کسی بھی بے کار کام کا حکم نہیں دیتا اور جب یہ ثابت ہوا کہ ملائکۂ عظام علیہم السلام بھی ایمان والوں کے لئے دعائے خیر مانگا کرتے ہیں تو ایمان والوں کا زیادہ حق بنتا ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کے لئے دعائے خیر مانگیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو ایک دوسرے کے لئے بھلائی کی دعائیں کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ایصالِ ثواب احادیث کی روشنی میں

حضرتِ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا"مَا الۡمَیِّتُ فِی الۡقَبۡرِ اِلَّا کَالۡغَرِیۡقِ الۡمُتَغَوِّثِ یَنۡتَظِرُ دَعۡوَۃً تَلۡحَقُ مِنۡ اَبٍ اَوۡ اُمٍّ اَوۡ اَخٍ اَوۡصَدِیۡقٍ فَاِذَا لَحِقَہٗ کَانَ اَحَبَّ اِلَیۡہِ مِنَ الدُّنۡیَا وَ مَا فِیۡہَا وَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَیُدۡخِلُ اِلٰی اَہۡلِ الۡقُبُوۡرِ مِنۡ دُعَآءِ اَہۡلِ الۡاَرۡضِ اَمۡثَالَ الۡجِبَالِ وَ اِنَّ ہَدِیَّۃَ الۡاَحۡیَآءِ اِلَی الۡاَمۡوَاتِ الۡاِسۡتِغۡفَارُ لَہُمۡ" میت قبر میں ڈوبتے ہوئے فریادی کی طرح ہوتی ہے کہ ماں باپ، بھائی یا دوست کی دعائے خیر کے پہنچنے کی منتظر رہتی ہے پھر جب اسے دعا پہنچ جاتی ہے تو اسے یہ دعا دنیا اور

اُس کی تمام نعمتوں سے زیادہ پیاری ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ زمین والوں کی دعا سے قبر والوں کو پہاڑوں کے برابر ثواب عطا فرماتا ہے اور یقیناً زندوں کا مُردوں کے لئے تحفہ، اُن کے لئے دعائے مغفرت کرنا ہے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مُردہ اپنے اہل خانہ اور اپنے احباب کی جانب سے دعائے خیر کے تحفے کا انتظار کرتا رہتا ہے۔ گنہ گار مسلمان تو اپنے گناہوں کی وجہ سے منتظر ہوگا اور نیک مسلمان اس لئے تمنا کرے گا کہ اس کے درجات اور مراتب میں اضافہ ہو۔ بہر حال قبر والوں کو جب کبھی کوئی عملِ خیر تحفۃً پہنچتا ہے تو وہ خوش ہوتے ہیں اور مسلمانوں میں نیاز، تیجہ، دسواں، بیسواں، چالیسواں وغیرہ کا جو رواج ہے اس کا یہی مقصد ہے کہ اگر میت گناہوں کی وجہ سے عذاب میں مبتلا ہے تو ان اعمالِ خیر کے ذریعہ اس سے نجات حاصل ہو جائے اور اگر عذاب میں مبتلا نہیں ہے تو ان کی برکت سے اس کے درجات بلند ہو جائیں۔

میت تعجب کرے گی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ یَرْفَعُ الدَّرَجَۃَ لِلْعَبْدِ الصَّالِحِ فِی الْجَنَّۃِ فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ اَنّٰی لِی ھٰذِہٖ فَیَقُوْلُ بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِکَ'' اللہ تعالیٰ جنت میں نیک بندے کے درجے بلند فرمائے گا تو بندہ عرض کرے گا اے مولیٰ! مجھے یہ بلند درجہ کہاں سے ملا؟ اللہ عزوجل فرمائے گا تیرے بچے کی دعائے مغفرت سے۔ (احمد)

ایسے ہی ایک اور روایت میں آیا ہے کہ ''یُتْبَعُ الرَّجُلُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مِنَ الْحَسَنَاتِ اَمْثَالَ الْجِبَالِ فَیَقُوْلُ اَنّٰی ھٰذَا؟ فَیُقَالُ بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِکَ لَکَ''

قیامت کے دن پہاڑوں جیسی نیکیاں انسان (کے نامۂ اعمال) میں شامل کر دی جائیں گی، تو وہ کہے گا کہ یہ کہاں سے آئیں؟ تو فرمایا جائے گا کہ یہ تمہاری اولاد کے استغفار کے سبب ہے جو انہوں نے تمہارے لئے کیا۔　(شرح الصدور)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! معلوم ہوا کہ اولاد کی دعائے مغفرت سے اللہ تبارک وتعالیٰ والدین کے درجات بلند فرماتا ہے اور یہ عنایت صرف نیک لوگوں ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ اولاد اور دیگر مومنین کے استغفار سے گنہ گار بندوں کے گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں۔

گناہوں کی معافی

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اُمَّتِیْ اُمَّۃٌ مَّرْحُوْمَۃٌ تَدْخُلُ قُبُوْرَھَا بِذُنُوْبِھَا وَ تَخْرُجُ مِنْ قُبُوْرِھَا لاَ ذُنُوْبَ عَلَیْھَا تَمْحَصُ عَنْھَا بِاِسْتِغْفَارِ الْمُؤْمِنِیْنَ" میری امت امتِ مرحومہ ہے، گناہوں کے ساتھ قبروں میں داخل ہوگی اور قبروں سے اس حال میں نکلے گی کہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ مومنین کے دعائے بخشش کرنے کے سبب گناہوں سے پاک وصاف کر دے گا۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! زندوں کی دعاؤں سے گنہ گار و سیاہ کار مسلمانوں کی بخشش ہوتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ فاتحہ وغیرہ کی وہ تمام محفلیں جو مرحومین کے لئے دعائے مغفرت کرنے کی غرض سے منعقد ہوتی ہیں بلاشبہ جائز ہیں۔

والدین کے لئے نفل عبادتیں

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے والدین جب تک زندہ تھے میں ان کے ساتھ

حسنِ سلوک کرتا تھا، اب جب کہ وہ وفات کر گئے ہیں تو میں ان کے ساتھ کس طرح بھلائی کرسکتا ہوں؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "اِنَّ مِنَ الْبِرِّ اَنْ تُصَلِّیَ لَهُمَا مَعَ صَلَوَاتِکَ وَ اَنْ تَصُوْمَ لَهُمَا مَعَ صِیَامِکَ" اب (تیری ان کے ساتھ) نیکی یہ ہے کہ تو اپنی نمازوں کے ساتھ ان کے لئے بھی (نفل) نمازیں پڑھ اور اپنے روزوں کے ساتھ ان کے لئے بھی (نفل) روزے رکھ۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ بالا حدیثِ پاک سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالکل واضح انداز میں فرما رہے ہیں کہ نفلی روزوں اور نمازوں کا ثواب والدین کو پہونچایا جا سکتا ہے۔ مگر افسوس کہ آج ہم اپنے ذمہ جو فرائض ہیں اُن کی بھی پابندی نہیں کرتے، بھلا بتائیں پھر ہم اپنے مرحوم والدین کے لئے ایصالِ ثواب کیسے کرسکیں گے؟ بلکہ آج کل باضابطہ نمازوں کی پابندی کرانے والی کچھ باطل تحریکیں نفل اور سنتوں کے پڑھنے سے روک رہی ہیں۔ ان کی یہ حرکت اہلِ سنت و جماعت سے ہی دور کرنے والی نہیں بلکہ اپنے والدین کی محبت بھی دل سے نکالنے والی ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ ہم ایسی تمام تحریکوں سے دور رہیں اور اپنے مصروف اوقات میں تھوڑا وقت علمِ دین سیکھنے کے لئے بھی نکالیں کہ یہ کام بھی اپنے والدین کے لئے ایصالِ ثواب کا ذریعہ ہے۔

مرنے کے بعد حج

حضرتِ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "مَنْ حَجَّ عَنْ وَّالِدَیْهِ بَعْدَ وَفَاتِهِمَا کَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ عِتْقًا مِّنَ النَّارِ وَ کَانَ لِلْمَحْجُوْجِ عَنْهُمَا اَجْرُ حَجَّةٍ تَامَّةٍ مِّنْ غَیْرِ اَنْ یَّنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِهِمَا شَیْئٌ" جو شخص والدین کی وفات کے بعد ان کی جانب سے حج کرے اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے لئے جہنم سے آزادی لکھ دیتا ہے اور اس کو حج کامل کا ثواب عطا

فرماتا ہے اور اس کے والدین کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہیں ہوتی۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! معلوم ہوا کہ جو کوئی کسی کی طرف سے حج کرتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اسے بھی حج کامل کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ لہٰذا ہم میں سے اگر کسی کے والدین اپنی زندگی میں حج نہ کر سکیں تو استطاعت کی صورت میں ہمیں چاہئے کہ ان کی جانب سے خود حج کریں یا اپنی جانب سے خرچ کر کے کسی دوسرے کو حج کرائیں کیوں کہ اس سے نہ صرف ہمارے والدین کو حج کا ثواب ملتا ہے بلکہ اس کے سبب ہمارا نام صالحین کی فہرست میں شامل کر لیا جاتا ہے جیسا کہ ایک حدیثِ مبارکہ میں آیا ہے۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''**مَنْ حَجَّ عَنْ اَبَوَيْهِ وَ لَمْ يَحُجَّا جَزٰى عَنْهُمَا وَ بُشِّرَتْ اَرْوَاحُهُمَا فِي السَّمَآءِ وَ كُتِبَ عِنْدَ اللّٰهِ بَرًّا**'' جو شخص اپنے ان والدین کی طرف سے حج کرے جنھوں نے حج نہ کیا ہو تو یہ حج ان کے لئے کافی ہوگا اور ان کی روحوں کو آسمان میں بشارت دے دی جائے گی اور یہ شخص اللہ تعالیٰ کے نزدیک فرمانبردار لکھا جائے گا۔

عذاب میں تخفیف

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''**مَنْ دَخَلَ الْمَقَابِرَ فَقَرَأَ سُوْرَةَ يٰسٓ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَكَانَ لَهٗ بِعَدَدِ مَنْ فِيْهَا حَسَنَاتٍ**'' جو قبرستان میں جائے اور سورۂ یٰسین پڑھے تو اللہ تبارک وتعالیٰ تمام قبر والوں کے عذاب میں تخفیف فرما دیتا ہے اور اس (پڑھنے والے) کو ان کی تعداد کے مطابق نیکیاں عطا فرماتا ہے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس حدیثِ

پاک سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ اہل سنت و جماعت کا برسوں سے قبروں پر قرآن خوانی کا جو دستور چلا آرہا ہے وہ بالکل فرمانِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مطابق ہے اور اس میں قبر والوں اور پڑھنے والوں سب کے لئے ثواب و بھلائی ہے۔

مُردوں کے برابر ثواب

مولائے کائنات حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "مَنْ مَّرَّ عَلَی الْمَقَابِرِ وَ قَرَأَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اِحْدٰی عَشْرَةَ مَرَّةً ثُمَّ وَهَبَ اَجْرَهٗ لِلْاَمْوَاتِ اُعْطِیَ مِنَ الْاَجْرِ بِعَدَدِ الْاَمْوَاتِ" جو شخص قبرستان کے پاس سے گزرا اور سورۂ اخلاص کو گیارہ مرتبہ پڑھا پھر اس کا ثواب مردوں کو بخشا تو اس کو مردوں کی تعداد کے برابر اجر و ثواب ملے گا۔ (درمختار)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ بالا حدیثِ مبارکہ سے بھی یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ بندے کے ذریعہ کی جانے والی عبادتوں کا اجر مَیّت کو ملتا ہے نیز پڑھنے والا بھی برابر ثواب کا حقدار ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں اپنے مرحومین کی ارواح کو خوب خوب ایصال ثواب کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

امام احمد بن حنبل کا فرمان

آپ فرماتے ہیں "اِذَا دَخَلْتُمُ الْمَقَابِرَ فَاقْرَءُوْا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَ الْمُعَوَّذَتَيْنِ وَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَّ اجْعَلُوْا ذٰلِكَ لِاَهْلِ الْمَقَابِرِ فَاِنَّهٗ يَصِلُ اِلَيْهِمْ" جب تم قبرستان جاؤ تو سورۂ فاتحہ اور معوّذتین اور سورۂ اخلاص پڑھو اور ان کا ثواب اہل قبور کو پہنچاؤ بلاشبہ وہ انہیں پہنچتا ہے۔ (شرح الصدور)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! یہ بھی ایصالِ ثواب کا ایک طریقہ ہے کہ سورۂ فاتحہ، سورۂ اخلاص اور معوّذتین یعنی سورۂ فلق و سورۂ

ناس پڑھ کر ان کا ثواب مردوں کو نذر کیا جائے۔ آپ کے اس فرمان سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ قبروں پر قرآن خوانی کا رواج نیا نہیں ہے بلکہ دوسری صدی ہجری میں بھی علما وائمہ اس کے قائل بھی تھے اور اس کا حکم بھی دیتے تھے چنانچہ حضرت علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ مَا زَالُوْا فِیْ کُلِّ عَصْرٍ یَقْرَءُ وْنَ الْقُرْآنَ وَ یَھْدُوْنَ ثَوَابَہٗ وَ لاَ یُنْکِرُ ذٰلِکَ مُنْکِرٌ فَکَانَ اِجْمَاعًا عِنْدَ اَھْلِ السُّنَّۃِ وَ الْجَمَاعَۃِ'' مسلمان ہر زمانہ میں قرآن پڑھ کر اس کا ثواب مردوں کو ہدیہ کرتے رہے ہیں اور کوئی منکر اس کا انکار نہیں کرتا، اہل سنت و جماعت کا اس پر اتفاق و اجماع ہے۔ (شرح ہدایہ)

صحابہ کا معمول

امام شَعْبِی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''کَانَتِ الْاَنْصَارُ اِذَا مَاتَ لَھُمُ الْمَیِّتُ اِخْتَلَفُوْا اِلٰی قَبْرِہٖ یَقْرَءُ وْنَ لَہُ الْقُرْآنَ'' جب کبھی انصار کا کوئی مرجاتا تو وہ بار بار اس کی قبر پر جاتے اور اس کے لئے قرآن پڑھتے۔ (شرح الصدور)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! معلوم ہوا کہ قبر کے پاس تلاوت کرنا صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی بھی سنت ہے۔ ماقبل میں مذکور آیات، احادیث اور اقوالِ بزرگانِ دین سے یہی ثابت ہوا کہ ایک انسان کے نیک عمل سے دوسرے انسان کو فائدہ پہنچتا ہے، مُردوں کے لئے قرآن خوانی کے ذریعہ یا کھانا کھلا کر یا کوئی دوسرا نیک عمل کر کے مثلاً بطورِ صدقۂ جاریہ مسجد، مدرسہ بنانا، دینی کتابیں خرید کر تقسیم کرنا وغیرہ کے ذریعہ ایصالِ ثواب کیا جاسکتا ہے۔ ایصالِ ثواب پر صحابہ سے لے کر تابعین تک اور تابعین کے بعد سے ساری امت کا اتفاق بھی ہے اور عمل بھی۔

حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تو یہ فرمایا ہے کہ امت محمدیہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ دوسروں کے عمل

کا ثواب اس کو پہنچتا ہے۔آپ فرماتے ہیں (ترجمہ) ''انہیں خصائص میں سے یہ ہے کہ ہر وہ چیز ان کے لئے خاص ہے جوانہوں نے بذات خود سعی کی یعنی اعمال کئے اور وہ بھی جو ان کے بعد لوگوں نے ان کے لئے سعی و اعمال کئے۔حالاں کہ ان سے پہلی امتوں کے لئے صرف وہی اعمال تھے جوانہوں نے بذاتِ خود کئے''۔(مدارج النبوۃ)

نور کی بارش

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں جمعہ کی رات کو قبرستان میں گیا، میں نے دیکھا کہ وہاں نور چمک رہا ہے، میں نے خیال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے قبرستان والوں کو بخش دیا ہے۔غیب سے آواز آئی اے مالک بن دینار! یہ مسلمانوں کا تحفہ ہے جوانہوں نے قبر والوں کو بھیجا ہے، میں نے کہا تمہیں خدا کی قسم ہے مجھے بتلاؤ مسلمانوں نے کیا تحفہ بھیجا ہے؟ اس نے کہا: ایک مومن مرد نے اس رات قبرستان میں قیام کیا تو اس نے وضو کر کے دو رکعتیں پڑھیں اور دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے بعد پہلی رکعت میں ''قُلْ یٰاَیُّھَا الْکَافِرُوْنَ'' اور دوسری رکعت میں ''قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ'' کو پڑھا اور کہا اے اللہ! ان دو رکعتوں کا ثواب میں نے ان تمام قبروں والے اہلِ ایمان کو بخشا۔پس اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہم پر یہ روشنی اور نور بھیجا ہے اور ہماری قبروں میں کشادگی و فرحت پیدا فرما دی ہے۔حضرت مالک بن دینار فرماتے ہیں اس کے بعد میں ہمیشہ دو رکعتیں پڑھ کر ہر جمعرات میں اہل ایمان کو بخشتا۔ایک رات میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، آپ نے فرمایا: اے مالک بن دینار! بے شک اللہ نے تجھے بخش دیا، جتنی مرتبہ تو نے میری امت کو نور کا ہدیہ بھیجا ہے، اتنا ہی اللہ نے تیرے لئے ثواب کیا ہے نیز اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے جنت میں ایک مکان بنایا ہے جس کا نام ''غَیف'' ہے۔میں نے عرض کیا ''غیف'' کیا ہے؟ فرمایا جس پر اہل جنت بھی جھانکیں۔ (شرح صدور)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس واقعہ سے

بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ دوسرے کے عمل سے مردوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ نفل نماز اور تلاوت قرآن کی برکت سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے قبروں کو منور فرما کر وسیع اور کشادہ فرما دیا۔اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خاص جمعرات کو ایصالِ ثواب کرنا یہ بھی بزرگوں سے ثابت ہے۔(جیسا کہ آج مسلمان کرتے ہیں)

بخشش کا سامان

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:''اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلٰثَةٍ اِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْ عِلْمٍ يُّنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَّدْعُوْا لَهٗ'' جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے عمل منقطع ہوجاتے ہیں مگر تین عمل ،صدقۂ جاریہ اور وہ علم جس سے نفع حاصل کیا جائے اور صالح بیٹا جو اس کے لئے دعا مانگتا رہے۔(مسلم، مشکوٰۃ ص ۳۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو!اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مرنے کے بعد جو نیکیوں کا دفتر ہوتا ہے،اس کو بند کردیا جاتا ہے،اس میں پھر کسی نیکی کا اندراج نہیں ہوتا،مگر تین ایسی نیکیاں ہیں جو مرنے کے بعد بھی نیکیوں کے دفتر میں لکھی جاتی ہیں،جن میں سے ایک صدقۂ جاریہ ہے یعنی مرنے والا کوئی ایسی نیکی کر گیا جو باقی رہی،مثلاً مسجد تعمیر کر گیا،پُل بنوادیا تھا،کنواں کھُدوا گیا،اس کے مرنے کے بعد وہ مسجد قائم رہی،پُل سے مخلوق خدا گزرتی رہی،کنویں سے لوگ پانی پیتے رہے،تو جیسے اسے اپنی زندگی میں ثواب ملتا تھا اُس کے مرنے کے بعد بھی اُسے ثواب ملتا رہے گا۔

اسی طرح اگر کوئی مرنے والا کسی کو ایسا فن یا ہنر سکھا گیا جس سے وہ سیکھنے والا فائدہ حاصل کرتا رہا تو مرنے والے کو اس کا بھی اجر وثواب ملتا رہے گا۔سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ نیک بچہ جو اپنے مرنے والے باپ کے لئے دعا مانگے تو اس کا نفع بھی فوت شدہ کو پہنچتا رہتا ہے۔

مَیّت کو ضرور پھونچے گا

حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دور مقدس میں ایک شخص عاص بن وائل فوت ہوگیا۔ اس نے مرتے وقت وصیت کی کہ اس کے مرنے کے بعد اس کی طرف سے سو غلام آزاد کئے جائیں، چنانچہ جب وہ مرگیا تو اس کے بیٹے ہشام نے اپنے حصے کے پچاس غلام آزاد کردیے اور دوسرے بیٹے عمر نے کہا کہ میں اپنے حصے کے پچاس غلام حضور نبیِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر آزاد نہیں کروں گا۔ چنانچہ وہ دربار رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے والد فوت ہوچکے، انہوں نے وصیت کی تھی کہ ان کے مرنے کے بعد سو غلام آزاد کئے جائیں اور میرے بھائی نے اپنے حصے کے پچاس غلام آزاد کردیئے ہیں اور میرے حصے کے پچاس رہ گئے ہیں۔ آقا! اگر میں اپنے والد کے لئے ان کی وصیت کے مطابق اپنے حصے کے پچاس غلام آزاد کردوں تو کیا میرے والد جو کہ فوت ہوچکے ہیں، ان کو کوئی نفع پہنچے گا؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سوال سن کر ارشاد فرمایا ''لَوْ کَانَ مُسْلِمًا فَاَعْتَقْتُمْ عَنْهُ اَوْ تَصَدَّقْتُمْ عَنْهُ اَوْ حَجَجْتُمْ عَنْهُ بَلَغَهٗ ذٰلِکَ'' اگر وہ مسلمان ہوتا تو تم اس کی طرف سے غلام آزاد کرتے یا صدقہ دیتے یا اس کی طرف سے حج کرتے تو وہ اسے پہونچتا۔　　(مشکوٰۃ ص/۲۱۶)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! معلم کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان عالی سے معلوم ہوا کہ مرنے والے کی طرف سے صدقہ کیا جائے، حج کیا جائے یا غلام آزاد کئے جائیں تو اس کو ثواب پہونچتا ہے بشرطے کہ جسے پہونچایا جارہا ہے وہ مسلمان ہو۔

اُمِّ سعد کے لئے کُنواں

حدیث شریف میں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقدس زمانے میں آپ کے ایک غلام سعد بن عُبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ محترمہ کا انتقال

ہو گیا، انہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا "یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اُمَّ سَعْدٍ مَّا تَتْ فَاَیُّ صَدَقَۃٍ اَفْضَلُ؟ قَالَ الْمَآءُ فَحَفَرَ بِئْرًا وَّقَالَ ھٰذِہٖ لِاُمِّ سَعْدٍ" یارسول اللہ! میری ماں اُمِّ سعد کا انتقال ہو گیا ہے، تو ان کے لئے کون سا صدقہ افضل ہے؟ فرمایا پانی تو حضرت سعد نے کنواں کھدوایا اور کہا یہ اُمِّ سعد کے لئے ہے۔ (مشکوٰۃ ص/۱۶۹)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ مرنے والے کے ایصال ثواب کے لئے اگر لوگوں کو پانی پلایا جائے تو وہ مرنے والے کے لئے بخشش اور ترقّیِ درجات کا موجب ہے تو اب اگر کوئی امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام کی سبیل لگائے تو وہ یقیناً ایک اچھا تحفہ ہے جو امام عالی مقام کے حضور پیش کیا جاتا ہے۔ اس سے ایک اور مسئلہ معلوم ہوا کہ جس کی روح کو ثواب پہونچانے کی غرض سے صدقہ وخیرات کیا جائے اگر اس صدقہ و نیاز پر مجازی طور پر اس کا نام لیا جائے تو جائز و درست ہے، مثلاً اگر حضور سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایصالِ ثواب کے لئے صدقہ کرنا ہے اور اسے یوں کہا جائے کہ یہ امام حسین کے لئے ہے یا امام حسین کی نیاز ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں، ایسا کہنے سے وہ ناجائز و حرام نہیں ہو جائے گا۔ گیارہویں شریف، چھٹی شریف اور میلاد شریف وغیرہ کے کھانے کا بھی یہی حکم ہے۔

دو قبروں میں عذاب

بخاری شریف میں ہے کہ حضور سید المرسلین رحمۃٌ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دو قبروں کے پاس سے گزر ہوا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ان کو کسی بڑی غلطی کی وجہ سے عذاب نہیں ہو رہا ہے بلکہ ان میں سے ایک پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چُغل خوری کیا کرتا تھا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب اُن دو قبروں میں عذاب دیکھا تو آپ نے کھجور کی ایک سبز شاخ لے کر اس

کے دوٹکڑے فرمائے اور دونوں قبروں پر ایک ایک گاڑ دیا۔

صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپ کے اس عمل کو دیکھا تو عرض کیا ''یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِمَ صَنَعْتَ ھٰذَا'' یارسول اللہ! آپ نے ایسا کیوں کیا؟ اس پر سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ''لَعَلَّہٗ اَنْ یُّخَفَّفَ عَنْھُمَا مَا لَمْ یَیْبِسَا'' جب تک یہ شاخیں خشک نہ ہوں گی اُن پر عذاب میں تخفیف رہے گی۔ (بخاری ج۱ ص۱۸۲، مشکوٰۃ ص۴۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس ارشادِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر غور کیجئے کہ آپ نے دو قبروں پر ہری شاخیں لگانے کے بعد فرمایا: اس سے قبر والوں کے عذاب میں اس وقت تک تخفیف ہوگی جب تک یہ خشک نہ ہوں گی، اس کی وجہ یہ تھی کہ قرآن حکیم میں ارشاد ہے ''سَبَّحَ لِلّٰہِ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ'' اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے۔ یہ شاخیں جب تک ہری رہیں گی اللہ کا ذکر کریں گی اور اس سے صاحبِ قبر کو نفع پہنچے گا، اس لئے آپ نے دیکھا ہوگا کہ میت کو قبر میں دفن کرنے کے بعد قبر پر ہری شاخ لگائی جاتی ہے اور قبر پر پھول ڈالے جاتے ہیں، اس کی اصل یہ حدیث پاک ہے۔

اب آپ خود غور فرمائیں کہ ایک درخت کی ٹہنی اللہ کا ذکر کرے تو اس کے ذکر کی وجہ سے قبر والوں کا عذاب کم ہو جائے، تو جو کوئی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر کرے، قرآن پڑھے کیا اس سے قبر والے کو نفع نہ پہنچے گا؟ یقیناً اس کا نفع قبر والے کے لئے بخشش و بلندئ درجات کا ذریعہ ہوگا۔

نیز سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہ جو دو قبر والے عذاب میں گرفتار ہیں ان میں سے ایک پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور ایک چغل خوری کیا کرتا تھا۔ حدیثِ پاک سے معلوم ہوا کہ یہ دو گناہ ایسے ہیں کہ جن کے سبب عذابِ

قبر ہوتا ہے۔ لہٰذا ہماری یہ ذمہ داری ہے کہ ہم خود بھی مذکورہ گناہوں سے بچیں اور اپنے اہل وعیال کو بھی ان کے نقصان سے آگاہ کریں نیز ان سے بچنے کی تاکید بھی کریں۔ معاشرہ کا جائزہ لیا جائے تو آپ کو اندازہ ہوگا کہ یہ گناہ تو مَردوں میں عام ہے یعنی عام طور پر نوجوانوں میں یہ بات پائی جاتی ہے کہ وہ پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتے اور عورتوں میں چغل خوری کی عادت عام ہے۔ جب کہ یہ دونوں گناہ دونوں کے لئے عذاب کے باعث ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اللہ رب العزت ہر قسم کی برائی سے بچنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

ایصال ثواب کا طریقہ

بزرگانِ دین یا مرحومین کو ثواب پہنچانے کا طریقہ یہ ہے کہ جس عبادت کا ثواب کسی کو پہونچانا ہو اُس سے فارغ ہو کر اخیر میں یوں کہے: اے اللہ عزوجل! اس عبادت کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر اس کا ثواب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل فلاں شخص کی روح کو پہونچا۔ (فلاں کی جگہ اُس بندے کا نام لے جس کو ایصالِ ثواب کرنا مقصود ہو)

نوٹ: بہتر یہ ہے کہ فاتحہ خوانی کرنے والا ایصالِ ثواب کے وقت حضور نبی اکرم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے توسل سے اولاً تمام انبیائے کرام، صحابہ کرام وصحابیات، تابعین وتابعات، تبع تابعین وتبعِ تابعات، صدیقین، شہدا، صالحین، ائمۂ مجتہدین، فقہا، محدثین، مشائخ حتیٰ کُل مومنین وکُل مومنات کا بھی اسی انداز میں ذکر کرے، اب اُن کا بھی نام لے جن کے لئے ایصالِ ثواب مقصود ہے۔

فاتحہ کیسے دیں؟

چوں کہ اہلِ سنت وجماعت کا اس سلسلہ میں قدیم زمانہ سے طریقہ رائج ہے کہ عین فاتحہ پڑھنے یعنی ایصالِ ثواب کرتے وقت وہ قرآنِ پاک کی مختلف آیات نیز

احادیثِ مبارکہ سے مأخوذ اوراد و اذکار کی تلاوت کرتے ہیں اور پھر تمام پڑھے ہوئے اذکار کا ثواب مندرجہ ذیل طریقہ پر جن کے لئے ایصالِ ثواب کرنا مقصود ہو انہیں نذر کرتے ہیں۔ لہٰذا سب سے پہلے قرآنِ پاک سے جہاں سے میسر آئے پڑھے یا کوئی سورت یا کوئی رکوع پڑھ کر ایک مرتبہ سورۂ کافرون، تین مرتبہ سورۂ اخلاص، ایک مرتبہ سورۂ فلق، ایک مرتبہ سورۂ ناس، ایک مرتبہ سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کی پہلی چند آیتیں "هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ" تک پڑھیں، پھر "اِنَّ رَحْمَةَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ o وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ o مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ o وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا o اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ط يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا o اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَ مَوْلَا نَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَاوَ مَوْلَا نَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اَصْحَابِ سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ o اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ o اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ o سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ o وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ o" پڑھ کر یوں دعا کی جاتی ہے۔

اے اللہ! اس کلام کا ثواب اور اگر کوئی شرینی یا کھانا وغیرہ بھی ہو تو پھر یوں کہیں: اے اللہ! اس پاک کلام اور اس کھانے یا شرینی وغیرہ کا ثواب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہدیۃً وتحفۃً پیش ہے، پھر یہ عرض کریں: اس کا ثواب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے اور آپ کی وساطت سے آپ کی آل پاک اور اصحاب پاک اور آپ کی ازواج مطہرات، تابعین و تبع تابعین، اماموں عالموں، بزرگوں اور جمیع مومنین و مومنات کی روحوں کو پہنچا کر خصوصا فلاں روح کو پہنچا، (یہاں نام یاد ہو تو نام ذکر کر دیں) پھر اخیر میں درود شریف پڑھ کر دعا ختم کر دیں۔

اگر وقت کی تنگی کی بنیاد پر فاتحہ مختصر کرنا ہو تو ایک بار سورۂ فاتحہ، تین مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھ کر مذکورہ بالا طریقہ پر ایصالِ ثواب کر دیا جائے تو بھی کافی ہے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مومن کے انتقال کے بعد اہلِ خانہ کی اخلاقی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے بزرگوں کو صدقۂ جاریہ نیز ثواب کے دیگر ذرائع اختیار کر کے انہیں ہمیشہ یاد کرتے رہیں کہ یہ اہلِ خانہ کی سعادت مندی ہے اور اسی طریقہ کا ماحول اپنے گھر میں عام کرتے رہیں تو آپ کی نسلیں بھی آپ کے انتقال کے بعد ضرور آپ کو ایصالِ ثواب کرتی رہیں گی۔ چودہ سو سال سے بھی زیادہ عرصہ گزرا کہ اہلِ اسلام ایسا مبارک عمل کرتے آئے ہیں اور انشاء اللہ تا قیامت یہ عمل جاری رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مولیٰ کریم مذہبِ اہل سنت، مسلکِ اعلیٰ حضرت پر ہمیں استقامت عطا فرمائے اور ان کی تعلیمات سیکھنے، ان پر عمل کرنے اور انہیں عام کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

آمِیْنَ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَ التَّسْلِیْم

۞۞۞۞۞

مناجات

یاالٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو
جب پڑے مشکل شہِ مشکل کشا کا ساتھ ہو

یاالٰہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو
شادیٔ دیدار حُسنِ مصطفےٰ کا ساتھ ہو

یاالٰہی گورِ تیرہ کی جب آئے سخت رات
ان کے پیارے منہ کی صبحِ جانفزا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب پڑے محشر میں شورِ داروگیر
امن دینے والے پیارے پیشوا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے
صاحبِ کوثر شہِ جود و عطا کا ساتھ ہو

یا الٰہی سرد مہری پر ہو جب خورشیدِ حشر
سیّدِ بے سایہ کے ظلِّ لِوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی گرمیٔ محشر سے جب بھڑکے بدن
دامنِ محبوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی نامۂ اعمال جب کھلنے لگے
عیب پوشِ خلق ستارِ خطا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب بہیں آنکھیں حسابِ جرم میں
اُن تبسم ریز ہونٹوں کی دعا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب حسابِ خندۂ بیجا رلائے
چشمِ گریانِ شفیعِ مرتجےٰ کا ساتھ ہو

یاالٰہی رنگ لائیں جب مِری بے باکیاں
ان کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب چلوں تاریک راہِ پُل صراط
آفتابِ ہاشمی نور الھدیٰ کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب سرِ شمشیر پر چلنا پڑے
رَبِّ سَلِّم کہنے والے غمزُدا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جو دعائے نیک میں تجھ سے کروں
قدسیوں کے لب پہ آمیں ربّنا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب رضؔا خوابِ گراں سے سر اٹھائے
دولتِ بیدار عشقِ مصطفےٰ کا ساتھ ہو

لاکھوں سلام

مصطفٰے جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام — شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

شہر یار ارم تاجدار حرم — نوبہار شفاعت پہ لاکھوں سلام

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان — کانِ لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا — اس جبین سعادت پہ لاکھوں سلام

جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آ گیا — اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام

پتلی پتلی گلِ قدس کی پتیاں — ان لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں — اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

کل جہاں مِلک اور جو کی روٹی غذا — اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند — اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

غوث اعظم امام التقیٰ والنقیٰ — جلوۂ شان قدرت پہ لاکھوں سلام

شافعی مالک احمد امامِ حنیف — چار باغ امامت پہ لاکھوں سلام

کاش محشر میں جب ان کی آمد ہو اور — بھیجیں سب ان کی شوکت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضؔا

مصطفٰے جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام